رضاخانی غلام مہر علی بریلوی کی اہلسنت والجماعت علماء
دیوبند کے خلاف لکھی جانے والی دل آزار اور سراپا کذب کتاب بنام
دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ
کا علمی تحقیقی، مدلل اور دلائل قاہرہ سے دندان شکن جواب
بریلوی مذہب
کا
علمی محاسبہ
جلد دوئم
مؤلف:
ترجمان اہلسنت علامہ سعید احمد قادری
ناشر: جامعہ عربیہ احسن العلوم
گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

رضا خانی غلام مہر علی بریلوی کی اہلسنت والجماعت علماء دیوبند

کے خلاف لکھی جانے والی دِل آزار اور سراپا کذب کتاب بنام

''دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ''

کا علمی تحقیقی مُدلّل اور دلائل قاہرہ سے دندان شکن جواب

بریلوی مذہب کا علمی محاسبہ

جلد دوم

مؤلف

ترجمان اہلسنت علامہ سعید احمد قادری

ناشر

جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی

نام کتاب : بریلوی مذہب کا علمی محاسبہ جلد دوم

نام مؤلف : ترجمان اہلسنت علامہ سعید احمد قادری

ضخامت : صفحات

سائز : 30 × 20

تعداد : 1100

قیمت : -/300 روپے

ناشر : ادارہ نشر واشاعت جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی نمبر 47

قارئین کرام کی خدمت میں گذارش

قارئین کرام سے گذارش ہے کہ اگر اس کتاب میں کسی قسم کی کوئی کتابت کی غلطی یا کوئی لفظی غلطی رہ گئی ہو تاہم کتابت کی تصحیح میں حتی الوسع بڑی احتیاط کی گئی ہے یا کوئی عبارت سہواً اہلسنت والجماعت علماء دیوبند کے عقیدے کے خلاف تحریر ہوگئی ہو تو اس کو علماء اہلسنت دیوبند کے خلاف بطور استشہاد کے ہرگز نہ پیش کیا جائے بلکہ برائے کرم مہربانی فرما کر ادارہ نشر واشاعت جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی نمبر 47 کو بذریعہ خط وکتابت مطلع فرمائیں تا کہ آئندہ اشاعت میں اس کی تصحیح کی جاسکے۔

منجانب: ادارہ نشر واشاعت جامعہ عربیہ احسن العلوم
گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی نمبر 47

ضروری اعلان

اور اس کتاب بریلوی مذہب کا علمی محاسبہ کے لکھوانے اور نشر و اشاعت کی یعنی کہ اس کتاب کے بارے میں ہر قسم کی ذمہ داری ادارہ نشر و اشاعت جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی نمبر 47 نے قبول کی ہے۔

منجانب: ادارہ نشر و اشاعت جامعہ عربیہ احسن العلوم
گلشن اقبال بلاک نمبر ۲ کراچی نمبر 47

فہرست مضامین

﴿انتساب﴾

بندہ ناچیز اپنی اس تالیف کو بصد اخلاص و احترام سیدی وسندی ومرشدی امام اہلسنت سلطان العارفین سراج السالکین رئیس المتکلمین شیخ المشائخ ماہر فن اسماء الرجال زبدۃ المحدثین سید المفسرین سند الابرار و سند العلماء امام الفضلاء جامع المعقولات والمنقولات ذروۃ سنام الدین وعروۃ الحبل المتین ربیع ریاض الاسلام مقتدائے انام تاج الادباء سراج الکملاء جامع الفضائل حامی توحید وسنت قامع شرک وبدعت

حضرت علامہ ابو الزاہد محمد سرفراز خان صفدر دامت برکاتہم وفیوضہم

شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ پاکستان

﴿اور﴾

شمس الفضلاء بدر العلماء حامی توحید وسنت قاطع شرک وبدعت جامع الفضائل جامع المعقولات والمنقولات شیخ المحدثین مقدام المفسرین ناشر عقیدۃ الاکابر ربیع ریاض الاسلام سند العلماء رئیس المحققین بحر العلوم مخزن محاسن اخلاق شیخ طریقت رہبر شریعت فقیہ العصر مفتی اعظم پاکستان شیخ التفسیر والحدیث

حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب دامت برکاتہم العالیہ

رئیس ومؤسس الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم گلشن اقبال کراچی

کی طرف منسوب کرنے کی سعادت حاصل کرتا ہوں جن کی خصوصی دعاؤں اور توجہات مشفقانہ سے حق تعالیٰ نے بندہ ناچیز کو اس کتاب کو لکھنے کے قابل بنایا۔

خاکپائے اکابر اہلسنت والجماعت علماء دیوبند

ناچیز سعید احمد قادری عفی عنہ

اظہار تشکر

بندہ ناچیز نمونہ سلف ناشر عقیدۃ الاکابر ربیع ریاض الاسلام مقتداء انام منبع العلوم ومخزن الفہوم محی السنۃ ماحی البدعۃ الظلماء استاذ العلماء سند العلماء رئیس المحققین الفقیہ الجلیل حسام بے نیام لاعدائے اسلام صفوۃ الصلحاء جامع المعقولات والمنقولات شیخ التفسیر والحدیث فقیہ العصر

مفتی اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد زرولی خان صاحب

دامت برکاتہم العالیہ

رئیس ومؤسس الجامعۃ العربیۃ احسن العلوم گلشن اقبال کراچی

کا خلوص دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں اور ان کے لیے دعا گو ہوں کہ جن کی دعاؤں اور مخلصانہ تعاون سے یہ کتاب زیور طبع سے آراستہ وپیراستہ ہو کر منظر عام پر آئی ہے۔

خادم اہلسنت والجماعت علماء دیوبند
ناچیز سعید احمد قادری عفی عنہ

تعارف بریلویت

از تاج الادباء سراج الکملاء جامع الفضائل جامع المعقولات والمنقولات حامی توحید وسنت قاطع شرک وبدعت ناشر عقیدہ الاکابر سند العلماء اُستاذ العلماء فقیہ اعظم مُحدّث اعظم پاکستان حضرت مولانا مفتی محمد زر ولی خان دامت برکاتہم وفیوضہم بانی ومہتمم وشیخ الحدیث والتفسیر ورئیس دارالافتاء جامعہ عربیہ احسن العلوم گلشن اقبال بلاک نمبر۲ کراچی۔

الحمد لله رب العالمين والصلوة والسلام على رسوله الكريم ونبيه الامين سيد الاولين والاخرين امام المرسلين وخاتم النبيين شافع المذنبين يوم الدين وعلى اله واصحابه نجوم الهداية واليقين.

امّا بعد! توحید کی دعوت حضرات انبیاء کرام کی تشریف آوری کا مقصد اعظم تھا۔ حضرات انبیاء علیہم الصلوٰۃ والتسلیمات کی اس دعوت حقہ کی تفسیر قرآن کریم۔ احادیث نبویہ اور جناب نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ کی شکل میں احسن تعبیر کے ساتھ کائنات میں موجود ہے۔ قرآن وسنت نے ایمان واسلام کی جو تعریف وتوضیح فرمائی ہے وہ نہایت آسان لفظوں میں اللہ جل شانہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر اعتماد ویقین کو پختہ اور راسخ کرنے کا نام ہے، اگر بنظر انصاف فکر آخرت کو سامنے رکھ کر جائزہ لیا جائے تو مشرکین مکہ اور منافقین زمانہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے لے کر آج تک کفر وضلالت کی جتنی تاریکیاں ہیں یہ درحقیقت اس مطلوبہ یقین واعتماد سے محروم ہونے اور قرآن وسنت کی تعلیمات وہدایات سے انحراف کرنے کی وجہ سے وجود میں آئی ہیں۔

قادیانیت ہو یا پرویزیت، نیچریت ہو یا چکڑالویت، رافضیت ہو یا رضاخانیت (بریلویت) یہ سب فتنے اسلام کا رنگ لئے ہوئے ہیں لیکن محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جس اسلام کے داعی اعظم ہیں اور رحمۃ للعالمین بنا کر بھیجے گئے ہیں اس اسلام کے بنیادی اصول قرآن عظیم اور سنت نبوی ﷺ کی روشنی میں غور

کرنے کے بعد نہایت حسرت وافسوس کے ساتھ اللہ جل شانہ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یقین واعتماد محکم رکھنے والا اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ یہ لوگ درحقیقت "الیوم اکملت لکم دینکم" (الآیۃ) کے واضح منکر اور خود اسلام کی بنیادوں کے لئے ناسور اور مار آستین بنے ہوئے ہیں۔ ہندوستان کے دور آخر میں جہاں اسلامی حکومتیں ٹوٹ گئیں اور افراتفری دین کی فضا بن گئی، اس وقت بھی اسلام کے صحیح داعیان نے محسوس کیا کہ مطلوبہ یقین واعتماد کی بحالی کے بغیر مسلمانوں کے عقائد دین کا تحفظ ناممکن ہے، ہندوستان کے تمام اولیاء کرام نے اسی محنت وفکر کا بیڑہ اٹھایا جس کا زیادہ روشن ثبوت حضرت مجدد الف ثانیؒ کی دعوت اور تعلیم سے ملتا ہے۔ ان کے بعد علماء شریعت اور اکابر طریقت نے اسی محنت کو اپنے فرائض منصبی کی ادائیگی کا محور بنایا جس کی تفصیلات حضرت مولانا شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اور ان کے خاندان کے افکار سے ظاہر ہیں۔ اس عظیم پروگرام کے داعی دار العلوم دیوبند کے حضرات ثابت ہوئے جنہوں نے یقین واعتماد کی پختگی کی بحالی کے سلسلہ میں تمام محاذوں پر ثابت قدمی سے قرآن وسنت کے صحیح نقشوں کے ساتھ خدمات انجام دیں۔

ہندوستان کی مثالی متعصب اور ظالم قوم سکھوں کو تباہ کرنے کے لئے دہلی تا بالاکوٹ جہاد کے تمام محاذ خون آلودہ کردینے والے حضرات کے پیروکار حضرات نے انبیاء کرام اور سلف صالحین کے صحیح جانشین ثابت ہوتے ہوئے شہادت تک کو ترجیح دی۔

گر نشاید بدست راہ بردن
شرط عشق است در طلب مردن

ان ہی حضرات نے انگریز کو جو غاصبانہ تصرف کے ساتھ ہندوستان کے مسلمانوں کا مذہبی دشمن ہونے کے علاوہ ملکی دشمن بھی تھا ہندوستان چھوڑنے پر مجبور کرنے کے لئے مالٹا کی اسارتیں اور قید وبند کی تمام تکالیف عبادت عظمیٰ سمجھ کر برداشت فرمائیں۔ ساتھ ہی ہندوستان کی دیرینہ ہندو قوم جن کے ساتھ اختلاط

مسلسل کی وجہ سے مسلمانوں کے عقائد میں شرک کی آمیزش اور اعمال میں رسوم وتو ہم نے جنم لیا تھا اس کے خلاف بھی نہایت ہی مثبت اور اصلاحی علمی اقدامات فرمائے اور ان تمام محاذوں کو ثابت قدمی سے چلانے کے لئے دار العلوم دیوبند جیسی عظیم درس گاہیں وجود میں آئیں۔ مگر جیسا کہ عادت رہی ہے کہ جب بھی حضرات انبیاء کرام اور ان کے متبعین نے اللہ کے دین کی بالادستی قائم کرنے کے لئے میدان عمل میں قدم رکھا دشمنوں نے طرح طرح سے انہیں اسلامی خدمات انجام دینے سے باز رکھنے کی پوری کوشش کی ہے۔ قرآن میں ارشاد ہے:

فان کذبوک فقد کذب رسل من قبلک جاء وا بالبینت والزبر والکتٰب المنیر. (آل عمران ۱۸۴)

ورقہ بن نوفل نے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پہلی وحی کا ذکر سننے کے بعد صاف صاف کہا تھا "ما من نبی الا عودی" خدا کے تمام پیغمبروں کے ساتھ دشمنی کی گئی یہاں تک کہ انہیں اپنے شہر سے نکلنے پر مجبور کر دیا گیا (ملاحظہ ہو شروح بخاری)۔

بالکل اسی طرح ہندوستان میں بھی علماء حق کے مقابلہ میں حضرات انبیاء کرام علیہم السلام کے دشمنوں کے ہم مسلک پیدا ہوئے جنہوں نے شہداء بالاکوٹ مجاہدین جنگ آزادی اسیران مالٹا اور داعیان توحید وسنت کو داغدار کرنے کی پوری کوشش کی اس فرق کے ساتھ کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اور ان کے صحابہؓ کو توحید وسنت کی دعوت کی سزا میں صابی کہا گیا اور اس جماعت حقہ کو وہابی کہا گیا۔

جیسا کہ مشرکین مکہ نے ۳۶۰ بتوں کو خدا سمجھنے کے باوجود اپنے آپ کو ابراہیمی کہا جس کے جواب میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا "یا معشر قریش واللہ لقد خالفتم ملة ابیکم ابراھیم" (ماخوذ از کتب تفسیر) بالکل اسی طرح ان مشرکین ہند نے عقائد واعمال میں ہندوؤں کی تقلید کرتے ہوئے اپنے آپ کو سُنّی عاشق رسول ﷺ کہلوانے کے دعوے کئے چنانچہ یہ ایک حقیقت ہے کہ نام نہاد عاشقانِ رسول ﷺ نے اعمال سے لے کر عقائد تک ایک متوازی شریعت قائم کر ڈالی جس کا اقرار ان الفاظ میں کیا گیا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت کا انکار کرنا اللہ تعالیٰ کی کتاب اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی تکذیب کرنا ہے کیونکہ حضرت آدم علیہ السلام کو فرشتوں سے سجدہ کرایا گیا تھا جبکہ حضرت آدم علیہ السلام بشر تھے۔ ''انی خالق بشرا من طین'' اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی بشر کی اولاد ہیں۔

• آج کل اعمال کی ہندوانی رسوم و بدعات کا ایک سیلاب امنڈ رہا ہے جس میں امت کو بہایا جارہا ہے نتیجۃً گیارہویں، دسواں، بیسواں، چالیسواں، برسیاں، عرس وغیرہ خود تراشیدہ رسوم جاری کرلی گئیں اور یہ سب کچھ اس لئے کرنا پڑا کہ علیحدہ دین و مذہب استوار کرلیا جائے۔

صحابہ کرامؓ قرآن شریف کی تفسیر کرتے وقت نہایت خائف رہتے تھے (ملاحظہ ہو مقدمہ تفسیر ابن کثیر ومقدمہ تفسیر ابن جریر) نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ جس نے قرآن شریف کا ترجمہ وتفسیر جان بوجھ کر غلط بیان کی اس نے کفر کیا اور اگر کسی نے بغیر سوچے سمجھے ترجمہ وتفسیر کی گو وہ صحیح بھی نکلی تو اس نے غلطی کی۔ (حوالہ بالا)

جناب احمد رضا خاں صاحب بریلوی نے متوازی دین مذہب کی بنیاد رکھتے ہوئے قرآن کی جو تحریف کی جسے کوثر وتسنیم سے دھلا ہوا ترجمہ کہا جاتا ہے وہ اس شان سے کی کہ کتب وتفسیر ولغت وغیرہ دیکھے بغیر آپ زبانی فی البدیہہ برجستہ بولتے جاتے اور صدر الشریعہ اسے لکھتے جاتے (ملاحظہ ہو امام احمد رضا ص ۱۷)۔

اس ترجمے میں بے دینی اور بدعملی شامل کرنے کی جو مذموم کوشش کی گئی ہے اس کا اندازہ ایک مثال سے لگایا جاسکتا ہے کہ نبی کا معنی تک بگاڑ دیا گیا امت کے محققین نے بتایا تھا کہ نبی اللہ تعالیٰ کی طرف سے بذریعہ وحی خدائی پیغامات سناتے ہیں جس کی تفصیل عقائد ولغت کی تمام مستند کتابوں میں موجود ہے مگر خان صاحب بریلوی نے نبی کے معنی اے غیب کی خبریں بتانے والے سے کئے ہیں جبکہ یہ معنی عیسائی مذہب کے پیش نظر کیا گیا ہے۔ علماء اسلام نے اس کو کبھی اختیار نہیں فرمایا چنانچہ محیط المحیط میں ہے ''النبوۃ ھی اخبار عن اللہ'' یعنی نبی اللہ تعالیٰ کے بتانے سے بیان فرماتے ہیں۔ آگے لکھتے ہیں ''وربما اطلق النبی عند النصاری

علی من یخبر بالغیب او المستقبل". (محیط المحیط ص ۱۷۴)

یعنی عیسائیوں کے ہاں نبی کا معنی غیب کی خبریں بتانے والے سے کیا گیا ہے چونکہ دین وقرآن بدلنے کی بنیاد مولوی احمد رضا خانصاحب ڈال چکے تھے اس واسطے قرآن کے ترجمے وتفسیر میں جھوٹ بولنا کوئی شرم کی بات نہیں رہی ملاحظہ فرمائیے اس فرقے کے ایک دوسرے محسن جنہیں یہ لوگ بریلوی مذہب کا حکیم الامت کہتے ہیں اس نے لکھا ہے کہ "شیطان فاضل دیوبند تھا" اور یہ انہوں نے اپنی تفسیر "نور العرفان" سورۂ ص کی ایک آیت کے ذیل میں فرمائی ہے چنانچہ وہ لکھتے ہیں، شیطان نے جو کہا تھا "انا خیر منه" میں اس سے بہتر ہوں کیونکہ میں پرانا صوفی، عابد، عالم فاضل دیوبند ہوں۔ ملاحظہ ہو تفسیر نور العرفان پارہ ۲۳ سورۃ ص حاشیہ نمبر ۸ ص ۷۳۰)۔

غور فرمائیے کہ جس فرقے کے ہاں نبی کے معنی بیان کرنے میں اسلام سے ہٹ کر عیسائیت اختیار کی جاتی ہو اور شیطان کو علماء دیوبند کی دشمنی میں فاضل دیوبند لکھنا جائز ہو اور یہ سب کچھ اللہ تعالیٰ کی کتاب کے ترجمے وتفسیر میں روا رکھا جاتا ہو ایسوں کا دین واخلاق کس معیار کا ہوگا۔ چنانچہ مولوی احمد رضا خانصاحب نے عمر بھر علماء اہل سنت علماء دیوبند کے خلاف جس بے دینی اور بداخلاقی کا ثبوت دیا ہے اس کو ان کے ایک فتوے کی روشنی میں سمجھ لینا چاہیے۔

چنانچہ وہ لکھتے ہیں کہ وہابی ایسے کو خدا کہتا ہے جس کے لئے بہکنا، بھولنا، سونا، اونگھنا، غافل رہنا حتیٰ کہ مرجانا سب ممکن ہو۔ کھانا پینا، پیشاب کرنا، پاخانہ پھرنا، ناچنا، تھرکنا، نٹ کی طرح کھلا کھیلنا، عورتوں سے جماع کرنا، لواطت جیسی خبیث بے حیائی کا مرتکب ہونا حتیٰ کہ مخنث کی طرح خود مفعول بننا، ان کا خدا سبوح قدوس نہیں خنثیٰ مشکل ہے یا کم از کم اپنے آپ کو ایسا بنا سکتے ہیں۔

(ملاحظہ ہو فتاویٰ رضویہ ج اول ص ۷۹۱ مطبوعہ سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد)

وہابیہ کے نزدیک تقویۃ الایمان اسماعیل دہلوی پر اتاری دیوبندی ایسے کو خدا کہتے ہیں جو وہابیہ کو خدا

کہتے ہیں۔ (فتاویٰ رضویہ ج اول ص ۷۹۲)

کیا کوئی باحیا انسان ایسی گندی اور غلیظ باتیں لکھ سکتا ہے؟ اس سے مولوی احمد رضا خانصاحب کی بے دینی اور بے حیائی اور بہتان تراشی کا جو روشن ثبوت ملتا ہے وہ اپنی نظیر آپ ہے۔ یہی وجہ تھی کہ حرمین شریفین جا کر اس قسم کے طوفانی جھوٹ اور بہتان تراشیاں علماء حق کے سر تھوپیں اور اپنے ان خاص ذہنی نظریات پر وہاں کے علماء کو دھوکہ دے کر کفر کا فتویٰ لگوا لائے، جس کا نام اس دشمن دین نے ''حسام الحرمین'' رکھا، جبکہ گنہگار سے گنہگار مسلمان اس پاک زمین پر توبہ کرنے کے لئے جاتا ہے مگر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر یقین و اعتماد ڈگمگانے کے بعد حرمین شریفین جا کر بھی ایسے اتہامات اور کذب بیانیاں کی جاتی ہیں۔ اس پر بھی وہ اور اس کے ماننے والے نازاں ہیں کہ ہم نے علماء دیوبند کو وہاں سے کافر کہلوایا، چنانچہ لکھتے ہیں۔

''دیوبندی عقیدہ والوں کی نسبت علماء کرام حرمین شریفین نے بالاتفاق تحریر فرمایا ہے کہ یہ لوگ اسلام سے خارج ہیں اور فرمایا ہے کہ جو ان کے کافر ہونے میں شک کرے وہ بھی کافر ہے''۔

(ملاحظہ ہو فتاویٰ رضویہ ج ۴ ص ۲۲۲)

جھوٹ اور جذبات کی چند مثالیں اور ملاحظہ ہوں، ایک سوال ہوا جس کا عنوان ہے ''عرض'' یہ دعا کہ اللہ وہابیوں کو ہدایت کرے جائز ہے یا نہیں؟

ارشاد: وہابیہ کے لئے دعا فضول ہے ثم لا یعودون ان کے لئے آچکا ہے۔

(ملفوظات احمد رضا بریلوی حصہ سوم ۴۲)

جب کہ آقائے دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم عمر بھر کفار کی ہدایت کی دعائیں فرماتے تھے اہل طائف کے حق میں یہ کریمانہ الفاظ آج تک مسلمانوں کے لئے نمونہ عمل ہیں ''اللهم اهد قومی فانهم لا یعلمون'' اے اللہ میری قوم کو ہدایت دے کیونکہ یہ نہیں جانتی، پھر اس پر اتنا بڑا جھوٹ بولنا کہ ثم لا یعودون

وہابیوں کے بارے میں نازل ہوا اللہ تعالیٰ پر کتنا صریح بہتان ہے۔ بے دینی اور جذبات سے مغلوبیت کی ایک مثال اور ملاحظہ فرمائیں۔

رافضی تبرائی، وہابی دیوبندی، وہابی غیر مقلد، قادیانی چکڑالوی نیچری ان سب کے ذبیحے محض نجس و مردار اور حرام قطعی ہیں اگر چہ لاکھ بار نام الٰہی لیں اور کیسے ہی متقی اور پرہیزگار بنتے ہوں کہ یہ سب مرتدین ہیں ولا ذبیحة لمرتد۔ (احکام شریعت حصہ اول ص ۱۲۲)

مزید ملاحظہ ہو،

''اور مرتدوں میں سب سے خبیث تر مرتد منافق رافضی وہابی قادیانی نیچری، چکڑالوی کہ کلمہ پڑھتے ہیں بلکہ وہابی وغیرہ قرآن وحدیث کا درس دیتے لیتے ہیں اور دیوبندی کتب فقہ کے ماننے میں بھی شریک ہوتے ہیں بلکہ چشتی نقشبندی بن کر پیری مریدی کرتے ہیں اور علماء ومشائخ کی نقلیں کرتے ہیں۔

(احکام شریعت حصہ اول ص ۱۲۳)

احمد رضا خاں صاحب نے صرف علماء دیوبند ہی پر نہیں بلکہ انبیاء واولیاء پر بھی تہمت عظیم باندھی ہے، چنانچہ ملاحظہ ہو۔

''انبیاء علیہم الصلوٰۃ والسلام کی قبور مطہرہ میں ازواج مطہرات پیش کی جاتی ہیں وہ ان کے ساتھ شب باشی فرماتے ہیں۔ (ملفوظات حصہ سوم ص ۳۲ سطر ۱۴ و ۱۵)

غور فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ کے پاک پیغمبروں پر اور ان کی پاک بیبیوں پر کیسی ناروا تہمت باندھی گئی، جب کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تو یہ ارشاد فرمایا ہے کہ'' الانبیاء احیاء فی قبورھم یصلون '' یعنی انبیاء علیہم السلام اپنی قبروں میں زندہ ہیں نماز پڑھتے ہیں، مگر بریلوی مذہب میں نماز کے بجائے جماع کرتے ہیں'' انظر کیف یفترون علی اللہ الکذب''۔

بے دینی اور بے اعتدالی کی اور مثال ملاحظہ فرمایئے:

آج کل کے وہابی، رافضی، قادیانی، نیچری، چکڑالوی، جھوٹے صوفی کی شریعت پر ہنستے ہیں، حکم دنیا میں سب سے بدتر مرتد ہیں اس سے جزیہ نہیں لیا جاسکتا، اس کا نکاح کسی مسلم، کافر، مرتد اس کے ہم مذہب ہوں یا مخالف مذہب، غرض انسان حیوان کسی سے نہیں ہوسکتا، جس سے ہوگا محض زنا ہوگا، مرتد مرد ہو یا عورت مرتدوں میں سب سے بدتر منافق ہے یہی ہے وہ اس کی صحبت ہزار کافر کی صحبت سے زیادہ مضر ہے کہ یہ مسلمان بن کر کفر سکھاتا ہے خصوصا وہابیہ دیوبند''۔

(احکام شریعت ج ا ص ۱۱۲ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی، ایم اے جناح روڈ کراچی)

اس فتویٰ میں جس بے دینی بے اعتدالی وبداخلاقی کا ثبوت دیا گیا ہے۔ اس کا اندازہ اس سے لگایا جائے کہ خانصاحب بریلوی کے نزدیک دیوبندی چونکہ بڑے مرتد ہیں اس لئے ان کا نکاح حیوان سے بھی نہیں ہوسکتا، شاید بریلوی حضرات کے ہاں حیوانات کے ساتھ نکاح بوجہ سچے سنی مسلمان ہونے کے عام رواج ہو۔

ببیں عقل ودانش بباید گریست

حق تعالیٰ شانہ یہ دکھانا چاہتے کہ ہر بے دین شہوانیت اور جذبات خبیثہ کے دلدل میں پھنسا رہتا ہے، ہماری دانست کے مطابق کسی بھی فرقے اور اہل فتن کے ہاں اس قسم کی غلیظ اور ناپاک عبارتیں ملنا ناممکن ہیں، یہ چند مثالیں جو بطور مشتے از خروارے پیش کردی گئیں، مزید تفصیلات کے لئے ہماری مفصل کتاب ''احمد رضا خاں بریلوی کا علمی جائزہ'' میں ملاحظہ ہو۔

اند کے پیش تو گفتم غم دل ترسیدم

کہ دل آزردہ شوی ورنہ سخن بسیار است

حق تعالیٰ شانہ کبھی اپنے بندوں پر رحم فرماتے ہوئے اس قسم کے تفرقہ اور بے دینی سے نکلنے کا راستہ اپنے خزائن غیب سے تجویز فرمالیتے ہیں۔ ان لوگوں کی تحریف دین جو قرآن عظیم کے اور تفسیر کے مقدس

پردوں میں کی گئی تھی اس کو علمائے حرمین شریفین اور امارات متحدہ عربیہ نے مردود قرار دے دیا ہے۔ احمد رضا خاں کے متبعین کا امام مدینہ اور امام مکہ جیسی عظیم ہستیوں کو کافر سمجھنا اور ان کی اقتداء میں نماز پڑھنے سے محروم ہونا ان کی بدبختی کی واضح علامات ہیں، ان محروموں کے عشق ومحبت کے دعوے افسانہ باطل ہیں جن میں حقیقت کی بو تک نہیں ہے۔

وکل یدعی وصلاً بلیلیٰ   ولیلیٰ لا تقر لھم بذاک

اور علماء اہلسنت دیوبند کثر اللہ تعالیٰ جماعتہم کی صداقت کا اندازہ فرمائیں کہ ہمارے مخدوم صوفی کامل مجذوب وقت، عاشق رسول ﷺ حضرت حکیم امیر علی قریشی مہاجر مدنی مدظلہ کا وہ چیلنج مباہلہ فرقۂ باطلہ رضا خانیہ بریلویہ کے کبراء وزعماء کے گلے میں کئی سال سے مچھلی کا کانٹا بن کر اٹکا ہوا ہے جس کو نہ نگل سکتے ہیں اور نہ نکال سکتے ہیں۔ ان قبروں کے پجاریوں سے کہہ دیا گیا ہے اور حرم محترم سے لے کر پاکستان تک دنیا کے چپہ چپہ کو گواہ بنا دیا گیا کہ جماعت حقہ علماء دیوبند کی بارگاہ حقانیت میں گستاخی کرنے والے ذرا ہمت سے فخر دوعالم نبی عربی صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور واطہر پر آکر اپنا حشر دیکھ لیں مگر کیا مجال کہ بریلوی مذہب کا کوئی چھوٹا یا بڑا عالم خواب میں بھی اس قسم کے مقابلے کا تصور کر سکے کیونکہ وہ دل ہی دل میں یہ جانتے ہیں کہ جس خدائے قہار نے دین اسلام کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے تحریف دین کی سزا میں اس نے ہمارا حشر ایسا ہی مقدر فرمایا ہے،

وجحدوا بھا واستقینتھا انفسھم ظلما وعلوا فانظر کیف کان عاقبة المفسدین.

ترجمہ: ظلم اور تکبر کی راہ سے ان معجزات کے بالکل منکر ہو گئے حالانکہ ان کے دلوں نے انکا یقین کر لیا تھا، سو دیکھئے کیسا برا انجام ہوا ان مفسدوں کا۔

علماء حق کی مخالفت ہمیشہ علماء سوء کی طرف سے ہوتی رہی ہے اہل حق نے ہمیشہ توحید واتباع سنت کی دعوت دی اور اہل بدعت کو برابر متنبہ فرماتے رہے کہ تم جن کاموں کو اختیار کئے ہوئے ہو یہ بدعت ہیں، فخر

عالم نبی عربی حضرت سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ سلم کی لائی ہوئی شریعت کے خلاف ہیں ۔ نیز ان حضرات نے باطل طاقتوں کا ہمیشہ مقابلہ کیا اور اسلام دشمنوں کی سرکوبی کو اپنا فریضہ سمجھا، غیر منقسم ہندوستان میں بہت سی بدعات تھیں اور تقسیم ہند کے بعد بھی ہندو پاک میں بدعات رائج اور شائع ہیں جو اکابر علماء حق اپنے علمی مشاغل اور دینی محنتوں میں منہمک رہے اور باطل کے سامنے سینہ سپر ہوئے اور شرک و بدعات کی تردید تقریر اور تحریر سے کی ان کو اہل بدعت نے کافر کہا اور ان طاقتوں کے خوشامدی اور ہمنوا بنے رہے جن کے زیر سایہ وہ اپنی بدعتوں کو فروغ دے سکیں۔

فتنہ بریلویت اُمت کے لیئے ایک مستقل عذاب ہے اور تفریق بین المسلمین کا بہت بڑا ہتھیار ہے جسے دُشمنان دین استعمال کرتے رہتے ہیں اور بریلوی علماء سے ایسی تحریرات اور فتاویٰ صادر کراتے رہتے ہیں جو اُمت کو ایک جگہ مجتمع نہیں ہونے دیتے اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ بنی اسرائیل میں بہتر فرقے ہو گئے تھے، اور میری امت کے تہتر فرقے ہو جائیں گے، یہ سب دوزخ میں ہوں گے مگر ایک جنت میں ہوگا، حضرات صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ وہ نجات پانے والی جماعت کونسی ہوگی جو دوزخ میں نہ جائے گی۔ آپ نے فرمایا ''ما انا علیہ واصحابی'' یعنی میں اور میرے صحابہ جس طریقہ پر ہیں اس طریقہ والے نجات پانے والے ہیں۔ (مشکوٰۃ المصابیح ص ۳۰)

اس حدیث میں اسی طریقہ میں نجات بتائی ہے جس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے صحابہؓ تھے، اسی وجہ سے اس طریقہ کے اختیار کرنے والوں کو ''اہل السنۃ والجماعۃ'' کہا جاتا ہے۔

بریلویوں نے اپنا نام تو اہل السنۃ رکھ لیا لیکن ہیں اہل بدعت۔ بدعتیں تراشتے ہیں اور ان پر عمل پیرا ہوتے ہیں، شرک و بدعات میں مبتلا ہیں۔ توحید اور اتباع سنت سے بچتے ہیں تعجب ہے کہ پھر بھی اپنے کو اہل السنۃ کہتے ہیں ان کو غور کرنا چاہیے کہ تہتر فرقوں میں سے ہم کس فرقے میں ہیں۔ اگر غور کریں گے اور اپنی

رواج ڈالی ہوئی بدعتوں کو دیکھیں گے تو یقین کر لیں گے کہ وہ اہل السنۃ والجماعۃ کے طریقہ پر نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو قرآن وسنت پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقہ محمد والہ واصحابہ اجمعین.

وانا الاحقر محمد زرولی خان عفا اللہ عنہ

خادم جامعہ عربیہ احسن العلوم بلاک ۲ گلشن اقبال کراچی

بریلویوں کیلیے ایک لمحہ فکریہ

گوجرانوالہ شہر سے لیکر بانس بریلی شریف تک تمام بریلوی حضرات ذرا ادھر بھی توجہ فرمائیں کہ بندہ ناچیز بصد اخلاص تمہاری اس طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہے کہ تم اس بات پر قطعاً اظہار مسرت نہ کرو کہ مولوی غلام مہر علی صاحب مقیم چشتیاں شریف ضلع بہاولنگر نے بڑی عرق ریزی سے علماء اہلسنت دیوبند کے خلاف ایک بہت بڑی کتاب بنام دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ لکھ کر بریلوی عقیدے والوں کی بہت بڑی خدمت کی ہے لیکن حقیقت یہ ہے کہ بریلوی حضرات کی یہ بہت بڑی غلطی اور خام خیالی ہے کیونکہ مولوی صاحب موصوف نے بریلوی حضرات کی نگاہیں حنفی دیوبندیوں کے سامنے ہمیشہ ہمیشہ کیلیے نیچی کر دی ہیں کیونکہ جس بریلوی کا دل چاہے جناب مولوی غلام مہر علی صاحب کی کتاب کے حوالہ جات کو اصل کتب کے حوالہ جات سے موازنہ کر کے دیکھ لے تو اسے اول تا آخر حوالہ جات میں تحریف وقطع وبرید اور خیانت وبددیانتی کا عظیم پہلو نمایاں نظر آئے گا۔ اور حوالہ جات کو چیک کرنے والے ہر بریلوی کو یقین کامل ہو جائیگا کہ مولوی صاحب موصوف نے بریلوی عقیدے والوں کی خدمت تو ہرگز نہیں کی بلکہ اپنے بریلویوں کے ہاتھ پاؤں تحریف وقطع وبرید وخیانت اور بددیانتی کی رسی سے باندھ کر ان بیچارے مساکین کو حنفی دیوبندیوں کی نگاہوں میں یقیناً اپاہج کر دیا ہے اور مولوی صاحب موصوف نے اپنی کتاب میں حوالہ جات کو نقل کرنے میں ابتداً جھوٹ اور انتہاءً جھوٹ کا خوب مظاہرہ کیا ہے تو مولوی صاحب موصوف نے اپنے بریلویوں پر از حد درجہ شفقت فرماتے ہوئے ان کو شرمندگی کے جال میں ہمیشہ کیلیے قید کر دیا ہے۔

ناچیز سعید احمد قادری عفی عنہ

صلائے عام ہے یاران نکتہ داں کے لیئے
مدعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

پیش لفظ

نحمدہ ونصلی ونسلم علی رسولہ الکریم

اما بعد فاعوذ باللہ من الشیطان الرجیم ، بسم اللہ الرحمن الرحیم

پاک وہند میں اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی اور اس کے متبعین نے دن رات ایک کر کے دیوبندی اور بریلوی اختلافات پر کئی کتب ورسائل تحریر کئے ہیں جو کہ حقیقت پر مبنی ہرگز نہیں بلکہ علماء اہلسنت دیوبند کے خلاف لکھی جانے والی تمام کتب ورسائل ابتداء غلط اور انتہاء غلط کا پورا پورا مصداق ہیں جس کی ایک کڑی رضا خانی مولوی غلام مہر علی بریلوی کی کتاب بنام ''دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ'' ہے۔

اس مولوی صاحب نے پہلی بار 1956ء میں جب کتاب شائع کی تو 372 صفحات پر مشتمل تھی، تو جب اس نے طبع دوم شائع کی ہے جس کا جواب اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بندہ ناچیز نے لکھا ہے جو کہ 520 صفحات پر مشتمل ہے۔ تو جب اس کتاب کی طبع سوم مکتبہ حامدیہ رضویہ گنج بخش روڈ لاہور نے شائع کی تو کل صفحات 688 کر دیئے۔

تو اس رضا خانی مولوی نے اس کتاب کے طبع دوم میں اضافات جدید کے علاوہ صفحہ 303 سے لے کر 320 تک جناب مولانا فضل حق خیر آبادی کا رسالہ الثورۃ الہندیہ وہ بھی اس کے ساتھ شامل کر دیا اور طبع سوم کو یہ اعزاز بخشا کہ رضا خانی مولوی شبیر احمد ہاشمی آف چتو کی کا مضمون بنام پیش لفظ کے عنوان سے 39 صفحات کتاب کے شروع میں وہ لگا دیئے۔

اور کتاب کے آخر پر شعر وسخن کے عنوان پر 45 صفحات مختلف اشخاص کے لے کر اضافہ کر دیا یعنی کہ طبع اول میں اس قسم کے اضافے ہرگز نہ تھے جب کہ بعد میں جوں جوں رضا خانی خواب آتے چلے گئے اور یہ مولوی صاحب اپنی کتاب میں طرح طرح کے اضافے کرتا چلا گیا اس کے اضافے کی مثال یوں سمجھیں کہ

کہیں کی اینٹ کہیں کا روڑا
بھان متی نے کنبہ جوڑا

اوراس کتاب کے پڑھنے سے تو قارئین کرام کے ذہن میں یہ بات آتی ہے کہ برصغیر میں ان دو گروہوں کے اختلافات علماء اہلسنت دیوبند کی عبارات ہیں جن میں بقول مولوی احمد رضا خان بریلوی اور متبعین احمد رضا، خدا تعالیٰ اور رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں گستاخیاں کی گئیں ہیں لیکن بریلویوں کا یہ تأثر سراسر غلط ہے کہ علماء اہلسنت دیوبند مثلاً حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ، فقیہ اعظم قطب الاقطاب امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، امام المجاہدین حضرت مولانا سید محمد اسماعیل دہلوی شہید رحمۃ اللہ علیہ، امام المحدثین سند العلماء شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ اور حکیم الامت مجددِ دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے علماء کرام نے توہین خدا تعالیٰ اور توہینِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارتکاب کیا ہے **معاذ اللہ ثم معاذ اللہ** ہرگز ایسا نہیں اور یقیناً ایسا نہیں بلکہ علماء اہلسنت دیوبند پر گستاخی خدا تعالیٰ اور گستاخی رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا الزام یہ اعلیٰ حضرت بریلوی اور اس کے پیروکاروں کا لگایا ہوا ہے کہ جنہوں نے اپنے پیٹ کی آگ بجھانے کے لئے اور عوام الناس کو اپنی طرف متوجہ کرنے کے لئے طرح طرح کے بے بنیاد الزامات علماء اہلسنت دیوبند پر لگا دیئے تا کہ عوام الناس ان کے قریب سے قریب تر نہ ہو جائیں ۔ اگر عوام الناس علماء اہلسنت دیوبند کے قریب ہو گئے تو ہماری راز و نیاز کی تمام باتیں کھل جائیں گی تو بہتر یہی ہے کہ عوام الناس کو علماء اہلسنت دیوبند کے قریب جانے سے روکنے کے لئے کوئی نہ کوئی حیلہ بہانہ بطور ڈھال کے استعمال کرنا چاہیے ۔ تو اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنے متبعین و مقلدین کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے ایک مہلک راستہ ہموار کر دیا ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنے متبعین کے لئے ایک ایسا بریلوی راستہ ہموار کیا کہ آج تک اُسی بریلوی راستے پر چلتے ہوئے تمام رضا خانی بریلوی اپنے متبعین کو علماء اہلسنت دیوبند کی کتب کی بے غبار اور بے داغ عبارات سے قطع و برید کر کے ان عبارات کے مطالب اپنی مرضی کے مطابق اعلیٰ حضرت کی پیروی میں تحریر اور بیان کیئے جاتے ہیں تا کہ عوام الناس علماء اہلسنت

دیوبند سے متنفر ہو جائیں لیکن اللہ تعالیٰ نے علماء اہلسنت دیوبند کو ایسا اعلیٰ مقام عطا کیا ہے جس سے ہر خاص وعام بخوبی واقف ہے اور علماء دیوبند کے دارالعلوم دیوبند کی بنیاد خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے رکھی ہے اور جس دارالعلوم دیوبند کی بنیاد ہی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست اقدس سے رکھی ہو تو کیا وہ گستاخ رسول ہوں گے؟

ہرگز ایسا نہیں اور قطعاً ایسا نہیں بلکہ وہ یقیناً محبّ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ہیں ایشا کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند کے مقام ومرتبہ کا اندازہ فرمائیں۔

الہامی مدرسہ یعنی کہ

ایشیاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند

از حکیم الاسلام حضرت مولانا قاری محمد طیب صاحب قاسمی رحمۃ اللہ علیہ

سابق مھتمم دارالعلوم دیوبند

دارالعلوم دیوبند کا اجراء عام موجودہ طریقے پر نہیں ہوا کہ چند افراد نے بیٹھ کر مشورہ کیا ہو کہ ایک مدرسہ قائم کیا جائے اور مجموعی رائے سے مدرسہ دیوبند قائم کر دیا گیا ہو۔ بلکہ یہ مدرسہ بالہام غیب قائم کیا گیا ہے۔ وقت کے اہل اللہ اور ارباب قلوب افراد کے قلوب پر یکدم وارد ہوا کہ اس وقت ہندوستان میں جب کہ انگریزی اقتدار مسلط ہو چکا ہے اور اس کے تحت ان کا تمدن اور ان کے افکار ونظریات طبعاً اس ملک پر مسلط ہونے والے ہیں، جو یقیناً اسلام کے منافی اور نصرانیت کے فروغ کا باعث ہوں گے اور ممکن ہے کہ ان کے نفسانی تمدن کے زیر اثر اسلامی معاشرت بلکہ نفس دین ومذہب ہی سے قلوب میں بیگانگی پیدا ہو جائے جو کچھ ہی عرصہ کے بعد ان کی فراست ایمانی کے مطابق یہ خطرہ واقعہ بن کر نمایاں ہونے لگا، ایک دینی مدرسہ قائم کیا جائے جو مسلمانوں کو اس سیلاب کے بہاؤ سے بچا سکے۔

چنانچہ ہر ایک نے اپنے واردات کو ایک مجلس میں ظاہر کیا۔ کسی نے کہا کہ مجھ پر منکشف ہوا ہے کہ ان حالات میں ایک دینی مدرسہ قائم کیا جائے جو کم سے کم مسلمانوں کے دین کو محفوظ رکھ سکے کسی نے کہا کہ میرے قلب پر بھی یہی وارد ہوا ہے۔ کسی نے کہا کہ مجھے خواب میں یہی حقیقت دکھلائی گئی ہے۔

غرض کہ قدرتی طور پر ایک باطنی اجماع اس پر منعقد ہو گیا کہ ایک دینی مدرسہ قائم کیا جائے تا کہ اس ملک میں مسلمانوں کا دین محفوظ ہو جائے۔

گو ان کی اسلامی شوکت پامال ہو چکی ہے لیکن اگر دین اور دینی جذبات محفوظ ہو جائیں گے تو ایسا وقت آنا بھی ممکن ہے کہ وہ ان دینی جذبات و دعاوی سے رہتی دنیا کو بھی سنوار سکیں۔ یہ تھے وہ الہامات غیب جن کے تحت ۱۰ محرم ۱۲۸۳ھ بمطابق ۳۰ مئی ۱۸۶۶ء میں اس ادارے کا آغاز کیا گیا اس لئے یہ مدرسہ کسی رسمی مشورہ مفاہمت سے قائم نہیں ہوا بلکہ بشارات غیب وقوع پذیر ہوا۔

حضرت اقدس مولانا محمد قاسم صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اُن روشن ضمیر رفقاء کے ساتھ اجراء مدرسہ پر مستعد ہوئے اور ملا محمود صاحب دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ جو میرٹھ میں مدرس تھے میرٹھ ہی میں بلا کر فرمایا کہ آپ کو یہاں دس روپے ماہوار تنخواہ مل رہی ہے آپ اپنے وطن دیوبند تشریف لے چلیں وہاں مدرسہ قائم ہو رہا ہے اور وہیں درس و تدریس شروع فرما دیں آپ کی تنخواہ پندرہ روپے ماہوار ہوگی۔ مُلّا صاحب جب ہی تشریف لے آئے اور مسجد چھتہ میں جو دارالعلوم سے متصل اور اب دارالعلوم ہی کے زیر انتظام ہے، مُلّا محمود صاحب نے صرف ایک شاگرد مولانا محمود حسن صاحب (شیخ الہندؒ) کو سامنے بٹھلا کر مدرسۂ دیوبند کا آغاز کر دیا۔ بعد میں اجراء مدرسہ کا اعلان ہوا اور بتدریج ایک سے دو اور دو سے پانچ دس تک طلباء کی تعداد بڑھنی شروع ہو گئی۔

پھر حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس مدرسہ کو بلکہ اس جیسے تمام مدارس کے لئے آٹھ اصول وضع فرمائے اور ان پر عنوان یہ رکھا کہ ''وہ اصول جن پر مدارس چندہ مبنی معلوم ہوتے ہیں''۔

مولانا محمد علی جوہر مرحوم جب تحریک خلافت کے موقع پر دیوبند تشریف لائے، دار العلوم میں پہنچے اور یہ اصول ہشتگانہ حضرت ہی کے قلم سے لکھے ہوئے ان کے سامنے پیش کئے گئے (جو بجنسہ خزانہ دار العلوم دیوبند میں حضرت ہی کی قلمی تحریر کے ساتھ محفوظ ہیں) تو مولانا کی آنکھوں میں آنسو آگئے اور فرمایا: ان اصولوں کا عقل سے کیا تعلق؟ یہ تو خزانۂ غیب اور مخزن معرفت سے نکلے ہوئے ہیں، حیرت ہے کہ جن نتائج تک ہم سو برس میں دھکے کھا کر پہنچے ہیں یہ بزرگ سو برس پہلے ہی ان نتائج تک پہنچ چکے تھے۔

اس شہادت اور ہم خدام دار العلوم کے یقین کی گواہی سے صاف ظاہر ہے کہ اس مدرسہ کے اصول بھی الہامی ہیں، کسی رسمی مشورۂ مفاہمت کا نتیجہ نہیں، اجراء مدرسہ کے بعد یہ مدرسہ مختلف مسجدوں اور پھر کرایہ کے مکانات میں چلتا رہا، سات آٹھ برس کے بعد جب طلباء کی کثرت ہوئی اور رجوع عام ہوا تو ضرورت پیش آئی کہ مدرسے کا کوئی اپنا مستقل مکان ہونا چاہیئے۔ تو یہ جگہ اور اس کے حصے جہاں آج دار العلوم کی وسیع عمارات کھڑی ہوئی ہیں، تحریک وترغیب کے بعد مدرسے کے لئے دینے شروع کئے۔ بعض نے بقیمت اور بعض نے حسبۃً للہ، جس سے ایک بڑا قلعہ مدرسہ کے ہاتھ آ گیا۔ یہ جگہ عموماً شہر کا میلا پونے اور کورپون کی جگہ تھی۔ دار العلوم کے قیام سے تقریباً ایک صدی یا کم وبیش پہلے یہاں سے حضرت سید احمد شہید بریلوی مع اپنے رفقاء مجاہدین کے گزرے تو فرمایا مجھے یہاں سے علم کی بُو آتی ہے۔ جس کا ظہور سو سال بعد ہوا اور اسی گندی جگہ سے بالآخر ۱۸۰۸ء کے بعد علوم نبوت کی اشاعت وترویج شروع ہوئی اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ دار العلوم کی جگہ کا انتخاب بھی الہامی ہے جو بشارات غیب پہلے سے منتخب تھی اور آخر کار اسی جگہ پر ان اہل اللہ کا قرعۂ فال پڑا اور اس میں دار العلوم کی بنیاد رکھی گئی زمین مل جانے کے بعد جب حضرت مولانا رفیع الدین صاحب دیوبندی قدس سرہٗ مہتمم ثانی دار العلوم دیوبند (جو نقشبندی خاندان کے اکابر میں سے تھے صاحب کشف وواردات اور صاحب کرامات بزرگ تھے) کے زمانہ اہتمام میں عمارت مدرسہ تجویز ہوئی اور اس کی بنیاد کھود کر تیار کی گئی اور وقت آ گیا کہ اسے بھرا جائے اور اس پر عمارت اٹھائی جائے، کہ

مولانا علیہ الرحمۃ نے خواب دیکھا کہ اس زمین پر حضرت اقدس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف فرما ہیں، عصاء ہاتھ میں ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے مولانا سے فرمایا، شمال کی جانب سے جو بنیاد کھودی گئی ہے اس سے صحن مدرسہ چھوٹا اور تنگ رہے گا اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے عصاء مبارک سے دس بیس گز شمال کی جانب ہٹ کر نشان لگایا کہ بنیاد یہاں ہونی چاہیئے تاکہ مدرسے کا صحن وسیع رہے (جہاں تک اب صحن کی لمبائی ہے) مولانا علیہ الرحمۃ خواب دیکھنے کے بعد علی الصباح بنیادوں کے معائنے کے لئے تشریف لے گئے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا نشان لگایا ہوا اسی طرح بدستور موجود تھا۔ تو مولانا نے پھر نہ ممبروں سے پوچھا نہ کسی سے مشورہ کیا اُسی اُسی نشان پر بنیاد کھدوادی اور مدرسہ کی تعمیر شروع ہوگئی۔

اس سے واضح ہے کہ دارالعلوم دیوبند کی بنیادیں بھی الہامی اور اشارات غیب کے تحت ہیں۔ اس کا سنگِ بنیاد رکھنے کا وقت آیا تو تمام اہل اللہ اور اکابر جمع ہی نہیں تھے بلکہ ان کے قلوب میں ایک عجیب بشاشت وکیفیت کا نور موجزن تھا۔ سنگِ بنیاد میں جس سے بھی پہل کرنے کو کہا جاتا تو وہ کہتا نہیں فلاں صاحب سے ابتداء کرائی جائے وہ ہم سب کے بڑے اور اس کے اہل ہیں۔ گویا بے نفسی کا یہ حال تھا کہ اپنے کو کم تر سمجھ کر کوئی بھی آگے نہیں بڑھتا، بالآخر اینٹ حضرت مولانا احمد علی صاحب محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ سے رکھوائی گئی اور اس کے ساتھ ہی حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت میاں جی منے شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ہاتھ پکڑ کر آگے بڑھایا اور فرمایا کہ یہ وہ شخص ہیں جنہیں صغیرہ گناہ کا بھی کبھی تصور نہیں آیا۔ تو انہوں نے حضرت محدث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ اینٹ رکھی، جس سے واضح ہے کہ سنگِ بنیاد رکھنے والے بھی وہ اہل اللہ تھے جو اتباع سنت اور روحانیات میں مستغرق تھے اور بے نفسی میں یدطولیٰ رکھتے تھے۔

حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی کا یہ بھی واقعہ ہے کہ ایک دن حضرت ممدوح دارالعلوم کے صحن (پیش نودرہ) میں کھڑے ہوئے تھے چند طلباء بھی حاضر تھے کہ دورۂ حدیث کا ایک طالب علم مطبخ سے کھانا لے کر آپ کے سامنے آیا۔ جبکہ اس وقت مطبخ میں صرف چودہ یا پندرہ طلباء کا کھانا پکتا تھا،

اور اس نے نہایت ہی گستاخانہ انداز میں شوربے کا پیالہ مولانا کے سامنے زمین پر دے کر مارا اور کہا کہ یہ ہے آپ کا اہتمام وانتظام کہ اس شوربے میں نہ مسالحہ ہے، نہ گھی ہے، پانی جیسا شوربہ ہے، اور کچھ اور بھی سخت وسست الفاظ کہے۔

اس گستاخی پر طلباء جوش میں آ گئے، مگر چونکہ حضرت مولانا پوری متانت کے ساتھ خاموش تھے اور زبان سے کچھ نہیں فرمارہے تھے اس لئے طلباء بھی خاموش کھڑے رہے۔ بجائے کچھ فرمانے کے مولانا نے اُس گستاخ طالب علم پر تین دفعہ اس کے سر سے پیر تک نگاہ ڈالی۔ جب وہ طالب علم بک جھک کر چلا گیا تو مولانا نے حیرت سے طلباء سے فرمایا کہ کیا یہ مدرسۂ دیوبند کا طالب علم ہے؟

طلباء نے عرض کیا کہ حضرت یہ مدرسے کا طالب علم ہے۔ فرمایا کہ یہ مدرسہ دیوبند کا طالب علم نہیں ہے۔ طلباء نے کہا کہ مطبخ کے رجسٹر میں اس کے نام کا باقاعدہ اندراج ہے اور یہ برابر مدرسے سے کھانا لے رہا ہے۔ فرمایا کچھ بھی ہو یہ مدرسہ کا طالب علم نہیں ہے۔

چند دن کے بعد جب چھان بین ہوئی تو ثابت ہوا کہ وہ مدرسے کا طالب علم نہیں ہے۔ اس کا ایک ہمنام دوسرا طالب علم ہے، اس نے دھوکے سے محض نام کے اشتراک کی وجہ سے کھانا لینا شروع کر دیا ورنہ اس کا اندراج سرے سے ہی رجسٹروں میں نہیں ہے۔ بات کھل جانے پر طلباء نے عرض کیا کہ حضرت بات تو وہی نکلی جو آپ نے ارشاد فرمائی تھی کہ یہ مدرسہ دیوبند کا طالب علم نہیں ہے لیکن آپ نے اس قوت سے کس بنا پر اس کے طالب علم ہونے کی نفی فرمائی؟

فرمایا: ابتداء میں اہتمام سے کارہ اور بے زار تھا لیکن جب بھی چھوڑنے کا ارادہ کرتا تو حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ روک دیتے تھے۔ مجبوراً پھر کام میں لگ جاتا تھا اور ردّ وانکار اور جبر واصرار کے چند دن بعد میں نے خواب میں دیکھا کہ احاطۂ مولسری دارالعلوم کا کنواں دودھ سے بھرا ہوا ہے اور اس کی من پر حضور نبی اکرم ﷺ تشریف فرما ہیں اور دودھ تقسیم فرما رہے ہیں، لینے والے آرہے ہیں اور وہ دودھ

لے جارہے ہیں۔ کوئی گھڑا لے کر آ رہا ہے کوئی لوٹا کوئی پیالہ اور کسی کے پاس برتن نہیں ہے تو وہ چلو ہی بھر کر دودھ لے رہا ہے اور اس طرح ہزاروں آدمی دودھ لے کر جارہے ہیں۔ فرمایا کہ وہ خواب دیکھنے کے بعد میں مراقب ہوا کہ اس واقعے کا کیا مطلب ہے؟

تو مجھ پر منکشف ہوا کہ کنواں صورت مثال دار العلوم کی ہے اور دودھ صورت مثال علم کی ہے اور قاسم العلوم یعنی تقسیم کنندۂ علم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں اور یہ آ آ کر دودھ لے جانے والے طلباً ہیں جو حسب ظرف علم لے لے کر جارہے ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ مدرسۂ دیوبند میں جب داخلہ ہوتا ہے اور طلباً آتے ہیں تو میں ہر ایک کو پہچان لیتا ہوں کہ یہ بھی اس مجمع میں تھا اور یہ بھی لیکن اس گستاخ طالب علم پر میں نے سر سے پیر تک تین دفعہ نظر ڈالی یہ اس مجمع میں تھا ہی نہیں۔ اس لیے میں نے قوت سے کہہ دیا کہ یہ مدرسہ دیوبند کا طالب علم نہیں ہے۔

اس سے اندازہ ہوا کہ اس مدرسے کے لئے طلباً کا انتخاب بھی منجانب اللہ ہی ہوتا ہے چنانچہ یہاں نہ اشتہار ہے، نہ پروپیگنڈہ ہے اور نہ ترغیبی پمفلٹ کہیں جاتے ہیں کہ طلباً آ کر داخل ہوں بلکہ من اللہ جس کے قلب میں داخلے کا داعیہ پیدا ہوتا ہے وہ خود ہی کشاں کشاں چلا آتا ہے۔ حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ مہتمم ثانی دار العلوم کا مقولہ بزرگوں سے سننے میں آیا کہ مدرسہ دیوبند کا اہتمام میں نہیں کرتا بلکہ حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ کرتے ہیں۔ جو جو ان کے قلب پر وارد ہوتا ہے وہ میرے قلب میں منعکس ہو جاتا ہے اور میں وہی کام کر گزرتا ہوں۔

چنانچہ جب بھی مولانا کوئی غیر معمولی کام کرتے تھے تو اگلے دن حضرت نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے کہ مولانا اللہ آپ کو جزائے خیر عطا فرمائے، کچھ عرصہ سے یہی کام جو آپ نے انجام دیا ہے میرے دل میں آ رہا تھا کہ ایسا ہونا چاہیئے جسے آپ نے عملاً انجام دے دیا۔ اس سے واضح ہے کہ اس مدرسے کے امور مہمہ بھی اشارات غیب اور الہامات ہی سے انجام پاتے تھے۔

حضرت مولانا رفیع الدین صاحب رحمۃ اللہ علیہ جہاں قوی النسبت اکابر میں سے تھے وہیں اُمّی محض تھے۔ نہ لکھنا جانتے تھے نہ پڑھنا، امور متعلقہ مولانا کے ارشاد، احکام، اہتمام قلمبند ہوتے تو مولانا اس پر اپنی مہر لگادیتے تھے گویا احکام اہتمام بھی کچھ ماورئی اسباب ہی قلمبند ہوتے تھے جس میں رسمی نوشت وخواندگی ہوتی تھی حضرت کا اُمّی ہونا خود اس کی بھی دلیل ہے کہ ان کے قلبی مضمرات کسی رسمی علم کے تابع نہ تھے، بلکہ قلبی واردات ہوتے تھے جنہیں ارشادات غیب کے سوا کیا کہا جاسکتا ہے۔

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اولین صدر مدرس دارالعلوم دیوبند کا مکاشفہ اپنے بزرگوں سے بارہا سننے میں آیا۔ فرمایا کہ میں دارالعلوم کی وسطی درس گاہ نودرہ سے عرش تک نور کا ایک مسلسل سلسلہ دیکھتا ہوں جس میں کہیں بھی بیچ میں فصل یا انقطاع نہیں اور اس لئے بزرگوں کا بلکہ خود اپنا بھی تجربہ یہ ہے کہ مشکل سے مشکل مسئلہ جو بہت سے مطالعے سے بھی حل نہیں ہوتا، اس درس گاہ میں بیٹھ کر پڑھنے اور سوچنے سے حل ہوجاتا ہے اور اس میں شرح صدر نصیب ہوجاتا ہے۔ اس سے اندازہ ہوا کہ اس مدرسہ کا فیضان بھی کچھ رسمی اسباب کے تابع نہیں بلکہ من اللہ قلوب طلباً واساتذہ پر وارد ہوتا ہے اور ان میں علمی شرح صدر پیدا ہوجاتا ہے۔

حضرت مولانا محمد یعقوب صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ بھی مکاشفہ ہے کہ درس گاہ نودرہ کے سامنے کے صحن میں درس گاہ کے ایک دوگز کے فاصلہ پر اگر کسی جنازے کی نماز پڑھی جائے تو وہ مغفور ہوتا ہے اس لئے اس احقر نے اس جگہ کی تشخیص کے بعد اس پر سیمنٹ کا ایک چوکھٹا (نشان) بنوایا ہے اور اس پر جنازہ رکھ کر خواہ شہری ہوں یا متعلقین مدرسہ ان کے جنازے کی نماز پڑھی جاتی ہے جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ اس جگہ کی مقبولیت صرف تعلیم تک اور متعلقین مدرسہ تک محدود نہیں بلکہ عوام بھی اِس سے فیضیاب ہورہے ہیں خواہ وہ اس مدرسہ کے تعلیم یافتہ ہوں یا نہ ہوں: هم القوم لا يشقى جليسهم. پھر اس مدرسہ کے اساتذہ اور عہدیداروں میں بھی تکوینی طور پر ایسے ہی حضرات کا انتخاب ہوتا رہا ہے جو صاحب نسبت اور صاحب دل ہی ہوتے رہے ہیں۔

بہر حال اس مدرسے کے ابتدائی تصور اس کی جگہ کا انتخاب، اس کا اجراء، اس کا سنگِ بنیاد، اس کے ذمہ داروں کا انتخاب، اس کے طلباً کی تشخیص، طریق کار اور طریق اجراء احکام سب ہی کچھ اس عالم اسباب سے زیادہ عالم غیب سے تعلق رکھتا ہے اس لئے میں نے اس مدرسے کا لقب عنوان میں ''الہامی مدرسہ'' رکھا ہے۔

اس سے اندازہ کرلیا جائے کہ اس کے فضلاء وعلماء جو سو برس میں دس ہزار سے کم تیار نہیں ہوئے، جنہوں نے اس ماحول میں تربیت پا کر علوم واعمال کا اکتساب کیا، ان کا علم عام حالات میں محض رسمی نہیں ہوسکتا بلکہ ناگزیر طریق پر اس میں معرفت اور گہرائی شامل رہی ہے۔

اور جو بھی دار العلوم کا فاضل ہو حقیقتاً فاضل اور یہاں کے ذوق پر تربیت یافتہ ہے۔ وہ جہاں بھی ہے خواہ شہر ہو یا قصبہ اور دیہات، عوام کے ایمانوں کی حفاظت کئے ہوئے ہے۔

ہزاروں فضلاء وہ ہیں کہ جن کا نام نہ کسی کو معلوم ہے، نہ اشتہار اور تشہیر کا سلسلہ ہے مگر ایمان کا تحفظ خاموش طریقے پر ہو رہا ہے اور کوئی بھی دینی فتنہ ایسا نہیں جس کی روک تھام میں وہ حسب استطاعت وقابلیت مصروف نہ ہوں۔ دار العلوم کے فضلاء کا سلسلہ اور مرکز سے ان کی وابستگی کسی رسمی تنظیم یا ممبر سازی کے ساتھ نہیں ہے مگر روحانی رشتہ ان ساری تنظیموں سے بالاتر اور مضبوط و مستحکم ہے اور الحمد للہ کامیاب اور بامراد ہیں۔ تدریس، تصنیف، تربیت باطن، تعلیم، مسائل افتاء، املاء کے تمام علمی سلسلے ان سے خاموش طریق پر انجام پا رہے ہیں اور عالم غیب کے دفاتر میں منضبط ہیں جیسا کہ عالم غیب کے ہی اشاروں سے ان کی اور ان کے مرکز کی ابتداء ہوئی ہے۔

عادتاً کوئی بھی درسگاہ یا تربیت گاہ ایسی نہیں ہوسکتی کہ اس کے پروردہ سب کے سب ایک درجے کے ہوں، جب کہ قرآن حکیم نے عمومی طور پر ارشاد بھی فرمایا ہے: والذین اوتو العلم درجٰت (جنہیں علم سے سرفراز کیا گیا ہے، ان کے درجات (اور مراتب متفاوت) ہیں) اس لئے اس سلسلے کے علماء بھی مختلف المراتب ہیں اور ان کی طبعی خصوصیات اور ذوقی الوان بھی الگ الگ ہیں لیکن قدر مشترک سب کا ایک اور

نصب العین واحد ہے۔اس سو سال میں ان کی خدمات حق تعالیٰ کے یہاں منضبط ہیں اس لئے بعض سادہ لوح اور بر خود غلط لوگوں کی زبانوں پر آجاتا ہے کہ اس طبقے کی کچھ خدمات نہیں، خدمت اگر کی ہے تو مثلاً ہم نے یا فلاں طبقے نے، لیکن ان کی خدمات کا انکار نہ کرتے ہوئے یہ ضرور عرض کیا جائے گا کہ فضلاء دار العلوم کی خدمات میں شو اور نمائش نہیں ہے اور یہی انہیں تعلیم دی جاتی ہے۔

اس لئے اگر شو اور نمائش یا تشہیر ہی کسی خدمت کا معیار ہے تو یہ مقولے صحیح باور کیئے جاسکتے ہیں کہ ان کی کچھ خدمات نہیں، لیکن اگر کسی خدمت کی واقعیت کا معیار خدمت ہے جس میں تشہیر اور سراہنے کا دخل نہ ہو تو قلوب پہچانتے ہیں کہ اس سو سالہ جماعت کی کیا خدمات ہیں۔

اب اگر کوئی ان کی خدمات کا اعتراف نہ کرے تو انہوں نے یہ خدمات کسی کے امید اعتراف پر کی کب ہیں کہ وہ اس سے دلگیر ہوں، جب کہ ان کا نصب العین ہی یہ رہا ہے کہ نیکی کر دریا میں ڈال۔کوئی نہیں مانتا تو وہ اپنی آخرت کے تصور اور صلۂ خداوندی کو سامنے رکھ کر اس سے قطعاً بے پرواہ ہیں اور انہیں بے پرواہ ہی رہنا چاہیئے کہ کوئی ان کی خدمات کو نہیں مانتا تو نہ مانے اس سے نہ ان کی خدمات پر کوئی داغ دھبہ آسکتا ہے نہ خدمت گزاروں کے دل میں کوئی ادنیٰ میل۔

زبادشاہ وگدا فارغم بحمد اللہ

گدائے خاک در دوست بادشاہ من است

اس قریبی فرصت میں یہی چند سطریں بغتۃً ذہن میں آئیں جو: الرشید کے لئے بطور انگشت دم آلود شہیدوں میں شامل ہونے کے لئے سپرد قلم کردی گئیں۔خدا کرے قابل قبول ہوں۔

(محمد طیب غفرلہ مہتمم دار العلوم دیوبند، ۲۳-۵-۱۳۹۵ھ)

ہرگز نمیرد آنکہ دلش زندہ شد بعشق ثبت است بر جریدۂ عالم دوام ما

(خواجہ حافظؒ)

(منقول از ماہنامہ الرشید لاہور دار العلوم دیوبند صفحہ نمبر ۱۳۷ تا ۱۴۱ تک)

دار العلوم دیو بند جو حقیقت میں فیضان رسول اللہ ﷺ ہے

اور اس ایشیاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دار العلوم دیو بند کا یہ بھی فیضان ہے کہ دار العلوم دیو بند کی سب سے زیادہ بابرکت جگہ جسے نودرہ کہا جاتا ہے یہی وہ خاص اور متبرک جگہ ہے کہ جس کے بارے میں خواب دیکھا گیا تھا کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس تشریف لائے اور اپنے عصاء مبارک سے صریح نشان لگا کر فرمایا کہ دار العلوم اس جگہ پر قائم کیا جائے صبح کو جب دیکھا گیا تو سچ مچ اسی مقام پر واضح نشان موجود تھا ٹھیک اسی جگہ پر طویل برآمدہ تعمیر کیا گیا جو کہ نو محرابوں پر مشتمل ہے۔ اس نودرہ جگہ کی خصوصیت یہ ہے کہ اگر کسی طالب علم کو سبق یاد نہ ہوتا ہو یا کوئی مشکل سبق سمجھ نہ آتا ہو یا کوئی مسئلہ سمجھ میں نہ آئے تو وہ اس مبارک نودرہ جگہ پر بیٹھ کر سبق پڑھے تو اسے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور فیضان رسول اللہ ﷺ سے بآسانی سبق یاد ہو جاتا ہے اور مسئلہ بخوبی سمجھ آجاتا ہے۔ اسی متبرک مقام کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا گیا ہے،

خود ساقی کوثر نے رکھی میخانے کی بنیاد یہاں
تاریخ مرتب کرتی ہے دیوانوں کی رُوداد یہاں

اور اس دار العلوم دیو بند کے سالانہ اخراجات پانچ کروڑ اسی لاکھ -/5,80,00,000 ہیں جو اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور رسول اللہ علیہ وسلم کے فیضان نبوت سے پورے ہو رہے ہیں ہمارے شاعر انقلاب انور صابری صاحب نے اپنے ان شعروں میں اسی واقعہ کی جانب اشارہ کیا ہے،

خواب میں جس کے مبشر تھے شفیع دو جہاں ﷺ نودرہ اس خواب ماضی کی حسیں تعبیر ہے
اس کے دامن سے اُبلتے ہیں وہ چشمے فیض کے جن کا حاصل زندگی کی آخری تفسیر ہے

قارئین ذی وقار! یہ بات بخوبی یاد رکھیں کہ مذہب اسلام کے ساتھ باطل قوتوں کی جنگ ازل سے جاری ہے اور ابد تک جاری رہے گی۔ اللہ تعالیٰ نے ہر دور میں باطل قوتوں کی بیخ کنی اور سرکوبی کے لئے مذہب اسلام کے سچے جان نثار مجاہد پیدا کیئے ہیں جو بے سروسامانی کے عالم میں بھی محض اللہ تعالیٰ کی ذات پر کامل اعتماد کرتے ہوئے اپنے سچے عقیدے ایمان اور عمل کی قوت سے باطل قوتوں پر ضرب کاری لگاتے رہتے ہیں۔ ظاہری اسباب نہ ہونے کے باوجود اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور احسان سے فتح ہمیشہ حق والوں کی ہی ہوتی ہے۔ اور بندۂ ناچیز نے جب 1980ء میں علوم اسلامیہ سے فراغت حاصل کرنے کے چند روز بعد سیدی وسندی ومرشدی امام اہلسنت ماہرفن اسماء الرجال شیخ المحدثین مقدام المفسرین ربیع ریاض الاسلام ناشر عقیدۃ الاکابر حضرت علامہ ابوالزاہد محمد سرفراز خان صفدر صاحب دامت برکاتہم کی ملاقات کے لئے آپ کی رہائش پر گکھڑ منڈی حاضر ہوا تو حضرت شیخ الحدیث والتفسیر علامہ صفدر صاحب برکاتہم نے ایک سوال کے جواب میں مجھے فرمایا کہ شہر چشتیاں کے مولوی غلام مہر علی کی کتاب بنام "دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ" جو لکھی ہے میں تمہیں حکم کرتا ہوں کہ اسکی کتاب کا جواب اس طرح لکھو کہ جس طرح دیوبندی اور بریلوی اختلافات پر مبنی کتاب انوار ساطعہ لکھی گئی پھر اس کے بعد شیخ المحدثین وسید المفسرین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی انوار ساطعہ کو متن بنا کر مدلل اور دندان شکن جواب بنام **البراهين القاطعة على ظلام الانوار الساطعة** تحریر فرمایا تو اس سلسلہ میں بندہ ناچیز کی کتاب "بریلوی مذہب کا علمی محاسبہ" کسی قسم کی پیش قدمی ہرگز نہیں بلکہ مولوی غلام مہر علی بریلوی کی کتاب "دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ" نامی کتاب کا مدافعانہ جواب ہے۔

چونکہ رضاخانی مولوی غلام مہر علی نے اس کتاب میں علماء اہلسنت دیوبند کثر اللہ جماعتہم پر توہینِ خدا تعالیٰ جل جلالہ وتوہینِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم وتوہینِ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور توہینِ اولیاء وغیرہ کے بے بنیاد اور سنگین الزامات واتہامات لگانے کی انتھک کوشش کی ہے۔

تو بریلوی مولوی کی کتاب جو کہ سراسر ابتداء جھوٹ اور انتہاء جھوٹ کا پورا مصداق ہے اس میں علماء اہلسنت دیوبند کے خلاف نہایت غلیظ اور بازاری زبان استعمال کی ہے اور علماء اہلسنت دیوبند کی کتب سے حوالہ جات میں وسیع پیمانہ پر قطع و برید کے بڑے مکروہ اور گھناؤنے انداز میں حوالے تحریر کیئے گئے ہیں جنہیں پڑھ کر علماء اہلسنت دیوبند کے دل یقیناً مجروح ہوئے ہیں۔ اس لئے مجبوراً بندہ کو مولوی غلام مہر علی کی کتاب ''دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ'' کی حقیقت واضح کرنا پڑی اور یہ بھی بتانا پڑا کہ ''دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ'' نامی یہ کتاب ابتداء جھوٹ اور انتہاء جھوٹ کا کھلا دفتر ہے۔ بندہ نے اس کتاب میں بریلوی مولوی کی نسبت از حد درجہ نرم زبان استعمال کی ہے۔ اس کتاب کے لکھنے سے کسی پر حملہ یا دل شکنی قطعاً مقصود نہیں بلکہ صرف مدافعت اور احقاق حق مطلوب ہے اور اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے:

﴿والذین اذا اصابهم البغی هم ینتصرون و جزٰؤُا سیئة سیئة مثلها﴾

(سورۃ الشوریٰ آیت نمبر ۳۹ر۴۰ پارہ ۲۵)

(ترجمہ) اور وہ لوگ جب ان پر ظلم ہوتا ہے تو وہ برابر کا بدلہ لیتے ہیں اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔

اور اس کتاب کے لکھنے میں مورد الزام مولوی غلام مہر علی بریلوی مقیم چشتیاں کو ہی سمجھنا چاہیئے جو اس کتاب لکھنے کا سبب بنے ہیں۔ معاشرے کے تحفظ اور بقا کے لیئے بھی تخریبی حرکات کی مدافعت شرعاً اور اخلاقاً ہر طرح جائز بلکہ اشد ضروری ہے۔ اور مولوی غلام مہر علی نے اپنی کتاب میں علماء اہلسنت دیوبند کثر اللہ جماعتہم کی کُتب سے حوالہ جات کو قطع و برید اور دجل و تلبیس سے نقل کرنے میں اپنے بڑے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کی پوری پوری پیروی کی ہے۔ اور مولوی احمد رضا خان بریلوی برصغیر میں مسلمانوں کی تکفیری مہم کے مجدد اعظم کی حیثیت رکھتے ہیں یہ معاملہ ابھی تک کسی محقق کا منتظر ہے کہ فرنگی بابا یا کسی اور غیر مسلم ایجنسی نے انہیں اس تکفیری مہم پر مامور کیا تاہم یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ برصغیر میں جب کسی نے انگریزی اقتدار کے خلاف جہاد کیا بس وہی مولوی احمد رضا خان بریلوی کی تکفیر کا نشانہ بنا اسکے

تو بریلوی مولوی کی کتاب جو کہ سراسر ابتداء جھوٹ اور انتہاء جھوٹ کا پورا مصداق ہے اس میں علماء اہلسنت دیوبند کے خلاف نہایت غلیظ اور بازاری زبان استعمال کی ہے اور علماء اہلسنت دیوبند کی کتب سے حوالہ جات میں وسیع پیمانہ پر قطع و برید کے بڑے مکروہ اور گھناؤنے انداز میں حوالے تحریر کیئے گئے ہیں جنہیں پڑھ کر علماء اہلسنت دیوبند کے دل یقیناً مجروح ہوئے ہیں۔ اس لئے مجبوراً بندہ کو مولوی غلام مہر علی کی کتاب ''دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ'' کی حقیقت واضح کرنا پڑی اور یہ بھی بتانا پڑا کہ ''دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ'' نامی یہ کتاب ابتداء جھوٹ اور انتہاء جھوٹ کا کھلا دفتر ہے۔ بندہ نے اس کتاب میں بریلوی مولوی کی نسبت از حد درجہ نرم زبان استعمال کی ہے۔ اس کتاب کے لکھنے سے کسی پر حملہ یا دل شکنی قطعاً مقصود نہیں بلکہ صرف مدافعت اور احقاق حق مطلوب ہے اور اللہ تعالیٰ بھی فرماتا ہے:

﴿والذین اذا اصابھم البغی ھم ینتصرون وجزؤا سیئة سیئة مثلھا﴾

(سورۃ الشوریٰ آیت نمبر ۳۹/۴۰ پارہ ۲۵)

(ترجمہ) اور وہ لوگ جب ان پر ظلم ہوتا ہے تو وہ برابر کا بدلہ لیتے ہیں اور برائی کا بدلہ ویسی ہی برائی ہے۔

اور اس کتاب کے لکھنے میں مورد الزام مولوی غلام مہر علی بریلوی مقیم چشتیاں کو ہی سمجھنا چاہیئے جو اس کتاب لکھنے کا سبب بنے ہیں۔ معاشرے کے تحفظ اور بقا کے لیئے بھی تخریبی حرکات کی مدافعت شرعاً اور اخلاقاً ہر طرح جائز بلکہ اشد ضروری ہے۔ اور مولوی غلام مہر علی نے اپنی کتاب میں علماء اہلسنت دیوبند کثر اللہ جماعتھم کی کتب سے حوالہ جات کو قطع و برید اور دجل و تلبیس سے نقل کرنے میں اپنے بڑے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کی پوری پوری پیروی کی ہے۔ اور مولوی احمد رضا خان بریلوی برصغیر میں مسلمانوں کی تکفیری مہم کے مجدد اعظم کی حیثیت رکھتے ہیں یہ معاملہ ابھی تک کسی محقق کا منتظر ہے کہ فرنگی بابا یا کسی اور غیر مسلم ایجنسی نے انہیں اس تکفیری مہم پر مامور کیا تاہم یہ بات اپنی جگہ مسلم ہے کہ برصغیر میں جب کسی نے انگریزی اقتدار کے خلاف جہاد کیا بس وہی مولوی احمد رضا خان بریلوی کی تکفیر کا نشانہ بنا اسکے

علاوہ اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی امت مسلمہ میں چند ایسے مسائل کے موجد بنے جن کا قرآن وسنت، آثار صحابہ رضی اللہ عنہم اور تعلیمات ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ میں کہیں نام ونشان تک نہیں ملتا۔ بلکہ انہوں نے ایسے اختلافات کا بیج بویا جو پہلی بارہ صدیوں میں کسی دشمن کو بھی نہ سوجھا تھا۔ اس طرح غیر مسلم ایجنسی کی مادی اور پروپیگنڈہ قوت کے سہارے اسلام اور عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نام پر ایک ایسا طبقہ معرض وجود میں آیا جس نے اعلیٰ حضرت بریلوی کے افکار ونظریات کو کتاب وسنت اور آثار صحابہ رضی اللہ عنہم پر مقدم سمجھا اور انہی کی وصیت کے مطابق ان کے دین ومذہب کو جو ان کی کتب سے ظاہر تھا، عمل کرنے کو ہر فرض سے اہم فرض سمجھا۔ چنانچہ اس نے ایسی خلاف شرع حرکات کیں کہ اُن سے اسلام کے مسلمہ عقائد ونظریات پر اختلاف شروع ہوگیا۔ نیز یہ طبقہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی، صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور امہات المؤمنین رضی اللہ عنہن اور ائمہ مجتہدین رحمہم اللہ تعالیٰ اور اولیاء اللہ رحمۃ اللہ علیہم کی توہین کا مرتکب بھی ہوا۔

لیکن اس طبقہ نے اپنے دل اور چہرے کی سیاہی کے ناپاک چھینٹے علماء اہل سنت دیوبند کثر اللہ تعالیٰ جماعتہم کے روشن چہروں پر ملنے شروع کردیئے۔ اور بندہ نے بریلوی مذہب کا علمی محاسبہ میں رضا خانی بریلوی نظریات اور عقائد اسلام کے بنیادی عقائد کے سراسر خلاف ثابت کیے ہیں۔ اور یہ رضا خانی بریلوی طبقہ توہین خدا تعالیٰ وتوہین رسالت وتوہینِ صحابۂ کرام وتوہین اولیاء اللہ تعالیٰ کا جو سنگین الزام علماء اہلسنت دیوبند پر لگاتا ہے بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وہ ان الزامات کا خود مجرم ہے قارئین ذی وقار اس کتاب کے پڑھنے سے یہ فیصلہ کرنے کی بڑی آسانی محسوس کریں گے کہ اس رضا خانی بریلوی فرقہ کے پیرکاروں کی سیاسی اور مذہبی وفاداریاں کسی غیر مسلم طاقت کے ساتھ ہیں اور کیا یہ لوگ خدا تعالیٰ ورسالت صلی اللہ علیہ وسلم، ناموسِ صحابہ رضی اللہ عنہم وامہات المؤمنین رضی اللہ عنہن اور اولیاء اللہ کی توہین کے نتیجہ میں امت مسلمہ کے افراد کہلانے کے مستحق ہیں یا نہیں، اور اس سلسلہ میں رضا خانی بریلوی فرقہ کے مذہبی پیشواہی اصل مجرم ہیں جو

کسی غیر مسلم سازش کے آلہ کار ہیں اور امت مسلمہ میں تفریق اور گمراہی کے موجب ہیں اور جہاں تک بریلوی عوام کا تعلق ہے تو وہ محض اسلام کے نادان دوست ہیں۔

اگر بریلوی عوام کو اپنے بریلوی مولویوں کا اصل بھیانک روپ نظر آ جائے تو عوام خود ہی ان کا دماغ درست کردیں کیونکہ اس رضا خانی بریلوی فرقہ نے تکفیر المسلمین کر کے ملت اسلامیہ کو پارہ پارہ کرنے کی ناپاک سعی کی ہے۔

مسائل میں اختلاف قابلِ برداشت، لیکن شغل تکفیر سب سے بڑا جرم اور سب سے بڑا گناہ ہے اور دین اسلام صرف دو امور کی اتباع کا نام ہے ایک کتاب اللہ اور دوسرا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس کے خلاف کوئی واقعہ وغیرہ ہو تو وہ قابل ترک ہے۔

اور ان دو امور کی صحیح خدمت کما حقہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے فرزندوں اور متعلقین نے کی ہے ان کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ کام اکابر علماء اہلسنت دیوبند سے لیا اللہ کے فضل وکرم سے ایشیاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دار العلوم دیوبند میں ایسے اکابر کا اجتماع جہاں مفسر بھی تھے محدث بھی تھے اور فقیہ بھی تھے اور صوفیاء کاملین تو معقولات کے امام بھی تھے اور ہر باطل شرک وبدعت کے خلاف مثل تیغ بے نیام تھے۔

اور انگریز حکومت کے خلاف جو کام ان اکابر علماء اہلسنت دیوبند کی سرزمین سے لیا یہ انہی کا حصہ تھا ایسی اجتماعیت اس سے پہلے بھی ہوئی ہے لیکن اس کے بعد ایسی اجتماعیت آج تک دیکھنے میں نہیں آئی۔

انگریز نے دو مجدد پیدا کیئے ایک مرزا غلام احمد قادیانی جس سے ختم نبوت کے خلاف کام کروا کر نبوت کا دعویٰ کرایا اور دوسرا مجدد مولوی احمد رضا خان بریلوی ہے جس سے توحید وسنت کے خلاف کام لے کر شرک وبدعات اور واقعات کاذبہ اور روایات موضوعۃ کے ذریعے تقویت دلائی اور علماء اہلسنت دیوبند کے خلاف کفر کا طوفان برپا کیا اور ان کے خلاف نہایت غلیظ اور گھٹیا زبان استعمال کی گئی اور علماء اہلسنت دیوبند

کی تکفیر کو اپنے لئے طرۂ امتیاز سمجھتا رہا حالانکہ اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے افکار ونظریات یقیناً کتاب وسنت اور آثار صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمۂ مجتہدین کی روشن تحقیقات کے سراسر خلاف ہیں۔

اور انسان کا سب سے قیمتی سرمایہ اس کی ایمانیات اور عقائد صحیحہ ہیں اور عقائد صحیحہ میں عقیدۂ توحید باری تعالیٰ سر فہرست ہے بایں معنیٰ کہ اگر عقیدۂ توحید باری تعالیٰ درست نہیں تو دوسرے عقائد لا حاصل اور بے نتیجہ ہیں اور علماء اہلسنت دیوبند نے ہمیشہ قرآن وسنت پر مبنی عقائد صحیحہ اور عقائد حقہ کی تبلیغ کی ہے اور یہ حقیقت ہے کہ اسلام ایک مکمل ضابطۂ حیات ہے اور مسلمانوں کی دین ودنیا میں کامیابی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لائے ہوئے علم وعمل سے وابستگی میں ہے عہد رسالت کے مسلمانوں کو آج کل کے مسلمانوں سے جو چیز ممیز کرتی ہے کہ ان میں اسلام کا شعور اور ایسا علم تھا کہ ان میں اسلام کی ایسی شدید محبت اور لگن تھی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے طریقوں سے سر موانحراف پسند نہیں کرتے تھے عہد حاضر میں بھی اتباع سنت اور اجتناب عن البدعات نہایت ہی ضروری ہے اور اس کی اشاعت تحریر وتقریر کے ذریعے عامۃ المسلمین تک پہنچانا ضروریات دین میں سے ہے تاکہ اللہ تعالیٰ مسلمانوں کو شرک وبدعات کے ظلمت کدوں سے نکال کر توحید وسنت کی راہ پر گامزن فرمائے۔ ناظرین گرامی قدر یہ حقیقت مہر نیم روز کی طرح عیاں ہے کہ اتحاد امت مسلمہ کی جس قدر اس وقت ضرورت ہے قرونِ سابقہ میں شاید ہی کبھی اتنی ضرورت پڑی ہو، آج جبکہ عالم اسلام دنیائے کفر وطاغوت کی سازشوں کے نرغے میں ہے کہیں سوشلزم کی یلغار ہے کہیں کمیونزم کی بھرمار کہیں دیوتائے سرمایہ داروں کی پرستش ہے تو کہیں الحاد وزندقہ کی مادر پدر آزاد تہذیب کا غلغلہ اتحاد امت کا تقاضا تو یہ تھا کہ فروعی اختلافات رکھنے والے فرق مسلمہ آپس میں باہمی تعاون اور ہم آہنگی ویگانگت کا مظاہرہ کرتے ہوئے دنیائے ضلالت کا مقابلہ کرتے اور اختلافات کو عناد وعداوت کی حد تک پہنچانے کی بجائے اختلافات کی حد تک محدود رکھتے اور عناد انگیز انداز روش سے احتراز کرتے لیکن افسوس صد افسوس کہ ہندوپاک میں نمودار ہونے والا ایک فرقہ جو عام طور پر رضا خانی بریلوی

فرقہ کے نام سے جانا پہچانا جاتا ہے عرصہ دراز سے امت مسلمہ کے اتحاد کی آہنی دیوار میں دراڑیں ڈالنے کے درپے ہے اور کوئی دقیقہ بھی اپنے اس مشن سے فروگزاشت نہیں ہونے دیتا کچھ عرصہ سے اس فرقہ بریلوی کی طرف سے منظم صورت میں یہی تحریک دوبارہ سر اٹھارہی ہے اور کچھ عرصہ ہی کے اندر اندر متعدد کتب ورسائل منظر عام پر آنے لگے ہیں اسی سلسلہ کی ایک کڑی ''دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ'' نامی کتاب بھی ہے بریلوی فرقہ کی کتب کو دیکھ کر صداقت شرما کے رہ جاتی ہے حقیقت محو تحیر وغرق استعجاب ہو کے رہ جاتی ہے۔ تاریخ اپنا منہ چڑانے والوں کو دیکھ کر دم بخود ہے انسانیت سر پیٹ کر رہ گئی ناطقہ سربگریبان اور خامہ انگشت بدندان اور بریلوی کتب کے مؤلفین نے بھی وہی کچھ کیا ہے جو ان کے آقایان ولی نعمت بہت پہلے کر چکے ہیں انہوں نے انہی کی طرح مکھی پہ مکھی ماری ہے مال ایک ہی ہے لیبل تبدیل کر دیا ہے ان بقلم خود بریلویوں نے علماء اہلسنت دیوبند کی جن عبارات کو لے کر ہدف وطعن ووجہ تکفیر بنایا ہے ان کے کئی جوابات بہت عرصہ پہلے دیئے جا چکے ہیں مگر اس کا کیا کیا جائے کہ بریلوی فرقہ کا ہاضمہ اس وقت تک ٹھیک نہیں ہوتا جب تک کہ وہ علماء اہلسنت دیوبند کو اپنی زبان وقلم کا نشانہ نہ بنالیں بندہ نے بہت چاہا کہ جواب آں غزل سے اجتناب کریں تاکہ قوم دوبارہ انتشار وتشتت کی آلودہ فضاؤں سے بدظن ہو کر مذہب بیزار انداز فکر رکھنے والوں کے پروپیگنڈہ میں نہ آجائے۔ لیکن بندہ کے پاس کئی آدمی مولوی غلام مہر علی بریلوی کی کتاب ''دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ'' لے کر آئے کہ اس کا جواب دو تو بندہ ناچیز نے ایک مرتبہ اپنے شیخ ومرشد واستاذ حضرت علامہ محمد سرفراز خان صفدر صاحب دامت برکاتہم شیخ الحدیث والتفسیر جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ پاکستان کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا کہ میرے محلہ سید پاک صدیق اکبر ٹاؤن گوجرانوالہ کے کئی بریلوی عقیدہ رکھنے والے مولوی وہ مجھ سے سوال کرتے ہیں کہ ہمارے مولوی صاحب نے ''دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ'' نامی کتاب لکھی ہے تو تمہارے پاس اس میں مندرجہ حوالہ جات کا کیا جواب ہے تو ہم ان کو اس کا کیا جواب دیں۔ تو کیا پہلے اس کا کوئی جواب لکھا جا چکا ہے تو مجھے فرمادیں میں وہ

کتاب ان کو بتادوں گا اگر نہیں لکھا گیا تو پھر اس کا جواب لکھنے کی کوشش کرنی چاہیے۔ تو اس کے بعد میرے پیر و مرشد اور استاذ محترم شیخ الحدیث والتفسیر حضرت علامہ محمد سرفراز خان صفدر صاحب دامت برکاتہم نے بندہ کو فرمایا کہ میں اس کے لئے دعا کروں گا۔ اور تم اس زہر آلود اور دل آزار کتاب کا جواب ضرور لکھو جس کے بارے میں بندہ نے اس سے قبل بھی معمولی سا اشارہ کیا تھا۔ تو بندہ سے جب بریلوی مولویوں کی طرف سے بار بار ''دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ'' نامی کتاب کے بارے میں کئی مرتبہ سوالات ہوئے تو جب ان کے سوالات شدت اختیار کر چکے تو بندہ نے جب یہ سلسلہ دیکھا تو محسوس کیا کہ سادہ لوح مسلمان مکر وفریب اور تلبیس کے اس رضاخانی جال میں بہت سادگی سے پھنس رہے ہیں اور اس بات کی اشد ضرورت محسوس کی گئی کہ بریلویوں کے تمام مطاعن کا جواب تفصیل سے دیا جائے تو آپ اس کتاب میں بریلویوں کی طرف سے ان تمام مطاعن کا تفصیلی جواب پائیں گے جن کی بنیاد الفاظ کی بناوٹ معانی کے پیچ وخم کے الجھاؤ ذہنی تعصب اور کم علمی پر ہے تو بندہ نے پھر اللہ تعالٰی کے فضل وکرم سے بریلویوں کی کتاب کا تفصیلی جواب اور ان کی کتاب کو متن بنا کر تحریر کیا ہے اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ انقلاب 1857ء کے بعد جب مسلمانوں کا سیاسی اقتدار بالکل ہی ختم ہو گیا تو مسلمانانِ ہند پر بیک وقت سینکڑوں مصیبتیں ٹوٹ پڑیں اگر ایک طرف ان کی دولت برباد ہوئی تو ان کی حاکمانہ زندگی کی رہی سہی توقعات کا بھی خاتمہ ہوا تو دوسری طرف ان کا دین وایمان بھی خطرہ میں پڑ گیا کہ مسلمانانِ ہند کے لئے یہ دور سیاسی ومذہبی اعتبار سے نہایت ہلاکت آفریں دور تھا۔ اور ان کی زندگی کی ناؤ ایک خطرناک بھنور میں گھری ہوئی تھی اور اللہ تعالٰی رحمت نازل فرمائے ان چند مقدس نفوس پر کہ جنہوں نے اپنی دوربین نگاہوں سے مستقبل کے خطرات کو دیکھا اور اسلامی تعلیم وحجازی تہذیب کے بقاء اور تحفظ کے لئے سرزمین دیوبند میں اپنے مبارک ہاتھوں سے ایشیا کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند کی بنیاد رکھی اسلام کے دانا دشمنوں اور طاغوت پرست مدبروں نے جب دیکھا کہ ان چند حامیان اسلام نے مسلمانوں کی حفاظت اور علوم اسلامیہ کی نشر واشاعت کا سامان فراہم

کرلیا اور اب مسلم قوم کو آسانی سے ہضم نہیں کیا جاسکے گا تو انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ کسی طرح ان خدام اسلام سے عام مسلمانوں کو متنفر اور بدگمان کردیا جائے ورنہ ہم اپنے عزائم مشؤمہ میں ہرگز کامیاب نہ ہوسکیں گے۔

چنانچہ اس کام کی انجام دہی کے لئے انہوں نے پیشہ ور پیروں اور جعلی مولویوں کی خدمات حاصل کیں اور ان نفس پرست اور شکم پرور ملت فروشوں نے صرف چند ٹکوں کے لالچ میں ہندوستان بھر میں ان خدام اسلام یعنی بانیان وحامیان دارالعلوم دیوبند کے خلاف یہ پروپیگنڈہ شروع کردیا کہ یہ لوگ معاذ اللہ ثم معاذ اللہ بدمذہب اور فاسد العقیدہ ہیں، خدا تعالیٰ کو جھوٹا کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کی توہین کرتے ہیں ان کا مرتبہ صرف بڑے بھائی کے برابر ہے وغیرہ وغیرہ العیاذ باللہ ان ناپاک پروپیگنڈے کا مقصد صرف یہی تھا کہ مسلمانوں کی جمعیت میں پھوٹ پڑ جائے ان کا شیرازہ بکھر جائے اور ان کی متحدہ طاقت جماعتوں اور ٹولیوں میں تقسیم ہوکر کمزور ہوجائے۔ نیز ان کے عوام اپنے مخلص رہنماؤں سے دور ہوجائیں اور پھر ان بھیڑوں کی طرح جس کا کوئی ہوشیار رکھوالی کرنے والا نہ ہو تو ان کو آسانی سے شیطانی ریوڑ میں ملایا جاسکے اس میں شک نہیں کہ یہ طاغوتی چال بڑی حد تک کامیاب ہوئی مگر ہندوستان کا یہ علمی اور دینی مرکز ایشیاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند بھی خدا تعالیٰ کے فضل وکرم اور اپنے بانیوں کے اخلاص کے اثر سے دن دگنی اور رات چوگنی ترقی کرتا رہا اور کفر وہابیت کے ناپاک پروپیگنڈہ کے باوجود اس کو یہ مقبولیت حاصل ہوئی کہ ہندوستان کے دنیا کے ہر کونے سے تشنگان علوم نبوی اس ایشیاء کی عظیم اسلامی یونیورسٹی دارالعلوم دیوبند سے پیاس بجھانے کے لئے آنے لگے اور شہر بہ شہر قریہ بہ قریہ اس کی شاخیں قائم ہونے لگیں تو علم کی روشنی نے جہالت کی تاریکیوں کو چھانٹنا شروع کیا اور کفر وہابیت کے فتوؤں کی وقعت خود بخود ہی کم ہونے لگی جب اس طرح باطل پرستوں کی دکان پھیکی پڑنے لگی تو دشمنان اسلام کے سب سے بڑے ایجنٹ اور ملت کے خود ساختہ مجدد مولوی احمد رضا خان بریلوی نے یہ کاروائی کی کہ اکابر علماء اہلسنت دیوبند کی بعض تصانیف کی بعض عبارات میں قطع وبرید کرکے ان سے کفریہ مضامین کشید کیئے اور ایک فتویٰ کفر مرتب کرکے

اس خود ساختہ مجدد بریلوی نے حرمین شریفین کے علماء کرام کے سامنے پیش کیا۔ تو وہ حضرات چونکہ حقیقت حال سے واقف نہ تھے اس لئے انہوں نے مولوی احمد رضا خان بریلوی کے اختراعی مضامین پر کفر کے فتوے سے اتفاق کیا۔ اور مولوی احمد رضا خان بریلوی نے اس فتویٰ کو حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین کے نام سے شائع کر دیا۔ اور پوری بریلوی پارٹی نے مل کر شور مچایا کہ دیوبند کے علماء کو ہم ہی کافر نہیں کہتے بلکہ علماء حرمین شریفین بھی ہمارے ساتھ ہیں۔ یہ بریلوی چال بھی کچھ کارگر ثابت ہوئی اور ہندوستان کا غیر تعلیم یافتہ طبقہ اس پُر فریب جال میں پھنس گیا اور تفرقہ اور پارٹی بندی نے اور زیادہ شدت اختیار کر لی اور باوجود کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی کی فریب کاری اور دجل و تلبیس کا حال معلوم ہو جانے کے بعد خود حرمین شریفین کے علماء کرام نے اپنے سابقہ فتویٰ سے رجوع کر لیا۔ تو کتاب الشھاب الثاقب علی المسترق الکاذب از شیخ العرب والعجم امام المحدثین شیخ المفسرین حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ کا مطالعہ فرمائیں بہت ہی مفید ہوگا۔ لیکن جو مولوی احمد رضا خان بریلوی نے علماء اہلسنت دیوبند کثر اللہ تعالیٰ جماعتہم کی بعض تصانیف کی بعض عبارات میں قطع و برید اور دجل و تلبیس کر کے ان کی شرعاً صحیح اور بے غبار اور بے داغ عبارات سے کفریہ مضامین نکالے اور ایک جعلی خود ساختہ کفر کا فتویٰ مرتب کیا اور اس فتویٰ پر حرمین شریفین کے علماء کرام سے دستخط بھی کروائے کیونکہ وہ علماء کرام فتویٰ کفر کی حقیقت حال سے بالکل واقف ہی نہ تھے تو اس خود ساختہ جعلی اور کفر کے فتویٰ کے ذریعے مولوی احمد رضا خان بریلوی نے جو ہندوستان میں آگ لگائی تھی وہ آج تک نہ بجھ سکی اور اب بھی اس کے شرارے کسی نہ کسی جگہ بلند ہوتے رہتے ہیں اور مسلمانوں کی جمعیت کو خاکستر بناتے رہتے ہیں۔ اور مسلمان ہر مقام پر اپنی دینی حمیت و غیرت مذہبی جوش و عقیدت میں ہمیشہ ممتاز رہے ہیں اور ہندوستان میں جب بھی کوئی اسلامی تحریک اُٹھتی تو مسلمان پہلی آواز پر لبیک کہتے۔

اور اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کی پیدائش سے پہلے مسلمانوں کے کان یقیناً رضا خانیت

بریلویت اور دیوبندیت کی آواز سے بالکل نا آشنا تھے اور وہ اتفاق واتحاد کی اس شاہراہ پر گامزن تھے جس کے آگے بارہا اغیار کو جھکنا پڑا۔ لیکن ایک منحوس اور مکروہ دن وہ آیا کہ اغیار کے ان ایجنٹوں اور اتحاد اسلامی کے ان دشمنوں نے اس طرف بھی اپنی توجہات کی باگ پھیری اور یہاں کے مسلمانوں پر بھی اپنے دانت تیز کر دیئے اور فیضان بریلی شریف یعنی کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی کے بعض پیروکار اور متبعین اور بعض پیشہ ور اور مصنوعی مولویوں نے بھی اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کی تعلیمات رضا کے فیضان سے مسلمانوں کو توحید وسنت کے درس سے ہٹا کر شرک وبدعت کے ظلمت کدوں میں لا کھڑا کیا جبکہ ان مصنوعی مولویوں نے یہ کام کیا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی کی تعلیمات رضا سے قبل مسلمان توحید وسنت کی راہ پر گامزن تھے اور جب بریلی شریف میں مولوی احمد رضا خان بریلوی کے معتقدین اور مریدین کی کثرت ہوگئی تو ان کی حرص آمیز نگاہوں نے موقع پا کر اس جدید ملکیت پر دائمی قبضہ جمانے اور اصلی مسلمانوں میں شدید مذہبی اختلاف وافتراق پھیلانے کی غرض سے اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنے بریلی شریف کے مدرسہ منظر اسلام میں کفر ساز فیکٹری کے کفری گولے برسانے شروع کر دیئے یا یوں کہیے کہ راستہ صاف کرنے کے بعد اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنے آقایان ولی نعمت کی نمک خواری کا حق ادا کرنا شروع کر دیا۔

ابتداء میں چونکہ ہندوستان کے مسلمان حقیقت حال سے بالکل واقف نہ تھے اس لئے عام مسلمان ان حامیان باطل کے پُر فریب جال میں پھنس گئے اور بہت جلد ان کی دکانیں چمک اُٹھیں لیکن عرب کی ایک مشہور ضرب المثل ہے کہ ''لِكُلِّ فِرْعَوْنِ مُوْسٰی'' ہر فرعون کے لئے موسیٰ ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ جہاں کہیں کوئی باطل پرست اور فتنہ پرداز شخص نمودار ہوتا ہے تو وہاں اللہ تعالیٰ اس کے مقابلہ کے لئے کوئی نہ کوئی ایسا شخص پیدا فرما دیتا ہے جو اس سے ٹکر لے کر اُسے اس کے انجام تک پہنچا دیتا ہے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل وکرم سے اپنے سچے حریت پسند اور دین کے ہمدرد سنت اور صاحب سنت صلی اللہ علیہ وسلم کی عزت وناموس پر کٹ مرنے والے نیک نفوس صداقت پرست بندوں کو کھڑا کر دیا جنہوں نے اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ان

گندم نما جو فروشوں کی آبلہ فریبیوں کا پردہ چاک کر دیا اور عامۃ المسلمین کو ان کے کید و مکر سے آگاہ کر کے ان کے دین و مذہب عزت و آبرو مال و دولت کو ان صوفی نما غارت گروں سے بچالیا اور بحمد اللہ تعالیٰ بہت جلد ہندوستان کی اکثریت ضلالت کے بھنور سے نکل کر صداقت اور حقانیت کی شاہراہ پر آگئی اور دشمنان صداقت کی دکانیں بالکل ہی پھیکی پڑ گئیں۔

ان ملّت فروشوں نے اپنی تجارت کی جب یہ کسا بازاری دیکھی تو ان کو فکر لاحق ہوئی اور انہوں نے ضروری سمجھا کہ یہاں کوئی مستقل اڈا قائم کیا جائے تا کہ کسی وقت ہمارے قدم نہ اُکھڑنے پائیں چنانچہ اس عظیم مقصد کی خاطر بس پھر تو مدرسہ منظر اسلام بریلی شریف کی بنیاد رکھنا اشد ضرورت ہوگئی چنانچہ اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے مدرسہ کی حالت شروع سے ہی ابتر رہی ہے اور اب تک بھی ابتر ہے اور انشاء اللہ تا قیامت ابتر ہی رہے گی کیونکہ حق تعالیٰ نیت کے مطابق پھل عطا کرتے ہیں۔ جس کا ثبوت بزبان اعلیٰ حضرت بریلوی ملاحظہ فرمائیں اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی اپنوں سے شکوہ فرمارہے ہیں کہ،

حسرت اعلیٰ حضرت بریلوی

کلکتہ میں بھی ایک عالم سُنّی کی بہت ضرورت ہے حاجی صاحب کو اللہ تعالیٰ برکات دے تنہا اپنی ذات سے وہ کیا کیا کریں۔ سنیوں (یعنی کہ بریلویوں) کی عام حالت یہی ہو رہی ہے کہ جن کے پاس مال ہے انہیں دین کا کم خیال ہے اور جنہیں دین سے غرض ہے افلاس کا مرض ہے۔ ورنہ کلکتہ میں حمایت کے لئے دو ہزار روپے ماہوار بھی کوئی چیز تھے ادھر یہ مدرسہ شمس الہدیٰ جس کی نسبت میں نے سُنا ہے کہ سولہ ہزار روپے سالانہ کی جائداد اس کے لئے وقف ہے اس کا بھی ہاتھ میں رکھنا ضروری ہے مبادا کہ کوئی دیوبندی قابض ہو جائے العیاذ باللہ تعالیٰ افسوس کہ ادھر نہ مدرس نہ واعظ نہ ہمت والے مالدار ایک ظفر الدین کدھر کدھر جائیں اور ایک لعل خان کیا کیا بنائیں۔ (انوار رضا طبع دوم صفحہ ۱۷۰-۱۷۱ مطبوعہ لاہور)

حضرات گرامی! اعلیٰ حضرت بریلوی اپنی پریشانی کا یوں اظہار فرمارہے ہیں کہ نہ ہمارے پاس چندہ

ہے اور نہ ہی ہمارے پاس بندہ ہے ایک ظفر الدین کدھر کدھر جائیں اور ایک لال خان کیا کیا بنائیں اور نہ ہی مال و دولت ہے الغرض کچھ بھی نہیں۔ بالفاظ دیگر علماء دیوبند کے پاس اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے ہر چیز ہے حق تعالیٰ نے انہیں ہر نعمت سے مالا مال کیا ہے نہ چندے کی پرواہ نہ بندے کی اور نہ ہی مال و دولت کی ہر چیز حق تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے ان کے پاس موجود ہے جب کہ دار العلوم دیوبند کا سالانہ خرچ ۵ کروڑ اسی لاکھ ہے بفضلہٖ تعالیٰ بخوبی پورا ہو رہا ہے اور اعلیٰ حضرت بریلوی سرکار دو ہزار روپے کا واویلا فرما رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نیتوں کو خوب جانتے ہیں جیسی نیت ویسی مُراد پھر واویلا کیوں؟

علاوہ ازیں اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے ایک پیروکار اور مقلد کی بھی سنتے جایئے وہ بھی اپنوں سے واویلا یوں کر رہے ہیں۔ چنانچہ مولوی احمد یار گجراتی بریلوی اپنے درد بھرے لہجے میں یوں ارشاد فرما رہے ہیں ملاحظہ فرمائیں،

واحسرتا

اہل سنت بہر قوالی وعرس دیوبندی بہر تصنیفات و درس
خرچ سُنی بر قبور و خانقاہ خرچ نجدی بر علوم درسگاہ

(دیوان سالک صفحہ ۴۵ مندرجہ رسائل نعیمیہ)

یہ حقیقت ہے

کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی کے ماننے والے یہ ہرگز ثابت نہیں کر سکتے کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی نے اپنی تمام زندگی میں پورے ہندوستان میں باقاعدہ طور پر مدرّس بن کر صرف پانچ آدمیوں کو ہی دورۂ حدیث شریف پڑھایا ہو تو جب پڑھایا کسی کو نہیں تو پھر یہی حال ہونا ہے جیسا کہ انوار رضا کے حوالہ سے آپ نے ابھی پڑھا ہے حالانکہ مولوی احمد رضا بریلوی کے تسبیح پھیرنے والے خلفاء کی تعداد کی بھرمار ہے لیکن دورہ

حدیث کے پڑھنے پڑھانے میں شاگردوں کا تذکرہ نہیں ملتا اور جیسا کہ اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی اور ان کے پیروکاروں نے ایک حقیقت پر مبنی بات جو منہ سے نکالی ہے وہ اپنی جگہ پر بالکل صحیح ہے اور حرف بحرف صحیح ہے کہ ان کے مدرسہ بریلی شریف کی حالت اور ان کی اپنی حالت بھی بالکل ابتر سے ابتر رہی ہے اور تقریباً ان کے تمام مدارس کی علمی اور مالی حالت اب بھی ایسی ہی ابتر سے ابتر رہتی ہے کیونکہ فیضان بریلی شریف ہے، کیونکہ مدرسہ بریلی شریف کے قیام کا مقصد صرف اور صرف یہی تھا کہ مسلمانوں کو حامی توحید وسنت کی راہ سے ہٹا کر حامی شرک وبدعت کا داعی بنا دیا جائے تا کہ جو مسلمان توحید وسنت کے صراط مستقیم پر گامزن ہیں ان کو شرک وبدعت کے پُر فریب جال میں مقید کر دیا جائے تو جب علماء اہلسنت دیوبند جو حقیقت میں علماء ربانی محافظین سنت رسول اللہ ﷺ اور قامعین بدعت کو جب اعلیٰ حضرت بریلوی کی افسوس ناک کاروائی حسام الحرمین علی المنحر الکفر والمین کی روداد کا علم ہوا تو انہوں نے اپنے فرض منصبی کے مطابق اعلیٰ حضرت بریلوی کی رسم فرعونی اور ہامانی کے خلاف شدید غیظ وغضب کا اظہار کیا اور جلسہ عام منعقد کر کے مسلمانوں کو بتایا کہ یہ پیشہ ور پیر اور جبہ پوش مصنوعی مولوی مذہبی راہ زن اور ترقی یافتہ مہذب ڈاکو ہیں جوان ہتھکنڈوں اور اپنے مکروہ افعال سے تمہارے دین وایمان اور مال ودولت پر مکر وفریب سے ڈاکہ ڈالتے ہیں اور بجائے احیاء سنت رسول ﷺ کے رسم فرعونی وہامانی کو زندہ کرنے کا جذبۂ شوق رکھتے ہیں۔ یہ بالکل صاف اور سیدھی بات تھی جو بہت سے سادہ لوحوں کی سمجھ میں آ گئی جو مدت سے ان کے شرک وبدعت کے جال میں قید تھے۔ اور خود حلقۂ مریدین ومتبعین میں بھی ارادت وعقیدت کی بجائے نفرت وحقارت پھیلنے لگی۔ ان چالاک اور شعبدہ باز شکاریوں نے جب یہ دیکھا کہ یہ سونے کی چڑیاں اب جال سے نکل رہی ہیں تو خلیج اختلاف وافتراق کو اور زیادہ وسیع تر کرنے اور علماء اہلسنت دیوبند کی طرف سے عوام الناس کو بدظن کرنے اور ان کی حقانی آواز کو بے اثر کرنے کے لئے وہابیت کی توپ اور کفر کی مشین گن چلانی شروع کی اور ساتھ ہی شکارگاہ کو مزید وسعت دینے کی فکر میں رضاخانیوں نے اِدھر اُدھر بستیوں میں بھی چکر لگانے شروع کر دیئے تو ان مصنوعی مولویوں کی تقریروں کا رُخ صرف علماء اہلسنت دیوبند کی طرف رہتا تھا اور پورا زور ان کو کافر اور وہابی بنانے پر صرف ہوتا تھا اور

ساتھ ہی رسمی طور پر مناظرہ کرنے کا بھی چیلنج دے دیا کرتے لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے علماء اہلسنت دیوبندان کے سامنے آہنی دیوار بن جاتے اوران حضرات کو پھر جان چھڑانی مشکل ہو جاتی جس پر ابن شیر خدا رئیس المناظرین حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ کے رسائل شاہد ہیں۔

(۱) تزکیۃ الخواطر عما القی فی امنیۃ الاکابر: اسمیں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ کسی شخص کی تکفیر کے لئے شرعاً جس احتیاط کی ضرورت ہے۔ بریلویوں کے اعلیٰ حضرت بریلوی نے علماء دیوبند کی تکفیر میں نہ صرف یہ کہ اسے نظرانداز کردیا بلکہ یوں کہنا چاہیے کہ بڑی بے دردی سے شرعی قوانین کا خون کیا ہے۔

(۲) توضیح البیان فی حفظ الایمان: مولوی احمد رضا خان بریلوی نے حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولنا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو حفظ الایمان کی ایک عبارت کی بنا پر کافر قرار دیا ہے، تو حضرت مولنا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس کتاب میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی متنازعہ فیہا عبارت کی مفصل اور مدلل تشریح فرما کر ثابت فرما دیا ہے کہ اس عبارت میں کسی کفریہ مضمون کی بُو تک نہیں پائی جاتی ہے۔

(۳) النعل المعکوس علی الاضر المنکوس معروف بہ احدی التسعۃ والتسعین علی الواحد من الثلاثین: اس رسالہ میں امام المجاہدین حضرت مولنا سید محمد اسماعیل دہلوی شہید رحمۃ اللہ علیہ اور علماء اہلسنت دیوبند کا ایمان اور خود مولوی احمد رضا خان بریلوی کا کفر انکی عبارات سے اس طرح ثابت کیا ہے کہ انکار کی گنجائش ہی باقی نہیں رہتی۔

(۴) انتصاف البری من الکذاب المفتری: اس کتاب میں ابن شیر خدا حضرت مولانا سید مرتضیٰ حسن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی احمد رضا خان بریلوی اوران کے تمام متبعین کو عام اعلان کیا ہے کہ بلا تخصیص جس کا جی چاہے میدان مناظرہ میں آئے۔

(۵) الختم علی لسان الخصم: اس کتاب میں یہ ثابت کیا گیا ہے کہ علماء اہلسنت دیوبند پکے سچے موحد

مسلمان متقی ہیں۔اور بریلویوں کا شور وغل بالکل بے جا اور لغو ہے اور سارے کے سارے بریلوی مل کر بھی کوئی ایک بات ایسی نہیں بتا سکتے کہ جسمیں علما اہلسنت دیوبند کثر اللہ تعالی جماعتہم اصولا یا فروعاً کتب وروایات معتبرہ حنفیہ کے خلاف ہوں۔

(۶)تحذیر الابرار عن مناکحۃ الفجار معروف بہ الکوکب الیمانی علی اولاد الزوانی : اس کتاب میں بریلویوں کے اعلیٰ حضرت بریلوی کے فتوی سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی اوران کے تمام معتقدین جوانہیں مسلمان سمجھتے ہیں مردوں عورتوں کا نکاح دنیا میں کسی سے صحیح نہیں باطل محض اورزنائے خالص ہے جس کی بناء پر اولاد کا بھی حرامی اور وراثت سے محروم ہونا ثابت ہوتا ہے اورخوبی یہ ہے کہ ابن شیر خدا حضرت مولانا سید مرتضی حسن چاندپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی طرف سے کوئی بات نہیں فرمائی بلکہ جو کچھ ہے اعلیٰ حضرت بریلوی کے فتوی کا حاصل ہے۔

(۷)اسکات المعتدی: ابن شیر خدا حضرت مولانا سید مرتضی حسن چاندپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۳۲۶ ہجری بمطابق 1907ء میں مولوی احمد رضا خان بریلوی سے ایک فیصلہ کن مناظرہ کرنے کا ارادہ فرمایا تھا اسمیں اعلیٰ حضرت بریلوی سے مختلف فیہ مسائل کے بارے میں تمہیدی طور پر تقریباً ڈیڑھ صد 150 سوالات ایک خط کے ذریعے کیئے تھے اس خط میں یہ بھی تحریر فرمایا تھا کہ لکھنو دہلی صدر مقام ہے نہ میرا گھر نہ آپکا جونسی جگہ تجویز ہو مطلع فرمائیں حتی الوسع تمام ہندوستان کے گلی کوچوں میں اس گفتگو مناظرہ کی خبر شائع کرنا بندہ کا کام ہے تاکہ تمام مسلمانوں پر حق اور باطل روز روشن کی طرح ظاہر ہو جائے۔

لیکن مولوی احمد رضا خان بریلوی مناظرہ کے لئے ہرگز تیار نہ ہوئے کیونکہ انہیں پورا یقین تھا کہ جھوٹ کا پلندہ اورریت کا گھروندا جو بڑی مشکل سے تیار کیا ہے آمنے سامنے مناظرہ کی صورت میں پلک جھپکنے کے اندر پیوند خاک ہو جائے گا۔یہی وجہ ہے کہ مدینہ منورہ میں مولوی احمد رضا خان بریلوی شیخ العرب والعجم حضرت مولنا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ سے مناظرہ کیلئے بالکل تیار نہ ہوئے اور بلند شہر میں بھی حضرت

مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء اہلسنت دیو بند کے ساتھ مناظرہ کے لے آمادہ نہ ہوئے بہرحال اس کتاب میں ابن شیر خدا حضرت مولانا سید مرتضی حسن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ مناظرہ کرنے سے مولوی احمد رضا خان بریلوی کی راہ فرار ہونے کی مکمل روداد موجود ہے۔

(۸) شکوہ الحاد ملقب بہ لزام علی النام المسمیٰ بہ ''کفر وایمان کی کسوٹی'': اس کتاب میں ثابت کیا گیا ہے کہ جو شخص کسی ضروریات دین کا منکر ہو یا کسی ضروریات دین کے منکر کو کافر نہ کہے وہ قطعاً کافر ہے۔ مولوی احمد رضا خان بریلوی فرماتے ہیں کہ اگر زید مدعی اسلام تقریباً کل ضروریات دین کا منکر اور خداوند تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو صریح گالیاں دینے والا ہے تو اسکو بھی کافر نہ کہا جائے جس سے لازم آتا ہے کہ زید کے عقائد باطلہ ان کے نزدیک موجب تکفیر نہیں ہیں۔

گو مولوی احمد رضا خان بریلوی نے عقائد باطلہ کا اقرار صراحۃً نہیں کیا مگر زید کو باوجود عقائد باطلہ کفریہ کے کافر نہ کہنا اس کو مستلزم ہے کہ وہ عقائد باطلہ ان کے نزدیک اسلام سے خارج نہیں۔ اب جو شخص مولوی احمد رضا خان بریلوی کو مسلمان کہے یا ان کے کفر وارتداد میں تامل کرے وہ ویسا ہی ہوگا جیسے خود مولوی احمد رضا خان بریلوی ہیں۔ اور یہ فتوی ابن شیر خدا حضرت مولنا سید مرتضی حسن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ کا نہیں ہے بلکہ خود مولوی احمد رضا خان بریلوی کا اپنا فتوی ہے۔

اور اس کے علاوہ بھی ابن شیر خدا حضرت مولنا سید مرتضی حسن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی احمد رضا خان بریلوی کے خلاف اور بھی کئی رسائل لکھے ہیں۔

(۹) سبیل السداد فی مسئلۃ الاستمداد رسالہ تحریر فرمایا: اس میں حضرت مولنا سید مرتضی حسن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ نے بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے کہ غیر اللہ سے مافوق الاسباب امور میں مدد چاہنا قطعاً ناجائز وحرام اور شرک ہے۔ لیکن افسوس صد افسوس کی بات ہے کہ کچھ عرصہ سے اہل بدعت رضاخانیوں نے اس اجماعی اور متفق علیہ مسئلہ کو بھی تختۂ مشق بنا رکھا ہے۔ اور متعدد رسائل اس کے جائز ہونے کو ثابت

کرنے کے لئے لکھے ہیں حضرت چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی حرمت کو ثابت کرنے کے لئے یہ کتاب تحریر فرمائی اور اس موضوع پر کتاب لکھنے کا حق ادا کر دیا۔

(۱۰) توضیح المرادلمن تخبط فی الاستمداد. ملقب به القیامۃ الصغری علی من یقدم رُجلاً ویؤخر الاخری رسالہ تحریر فرمایا: اہل بدعت کے ایک مولوی رضاخانی ریاست علی خان نے ابن شیر خدا حضرت مولنا سید مرتضی حسن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ سبیل السدادفی مسئلۃ الاستمداد کا جواب لکھا تو حضرت مولنا چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں استمداد بالغیر کی چار صورتیں قرار دیکر پھر بیان فرمایا کہ پہلی صورت بالاتفاق ناجائز وحرام ہے، دوسری تیسری بالاتفاق جائز ہیں اور چوتھی صورت میں اختلاف ہے جسے اہل بدعت رضاخانی جائز قرار دیتے ہیں اور اہل سنت علماء کے نزدیک یہ صورت نہ صرف حرام بلکہ شرک ہے۔ مولوی ریاست علی خان بریلوی نے اپنے جوابی رسالہ میں یہ تسلیم کرلیا کہ چوتھی صورت ہمارے نزدیک بھی شرک ہے۔ حضرت چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ نے جواب الجواب کے طور پر یہ رسالہ توضیح المراد لمن تخبط فی مسئلۃ الاستمداد تحریر فرمایا۔ اور بریلوی علماء کی متعدد عبارات سے یہ ثابت کیا ہے

کہ وہ چوتھی صورت کے جواز کے قائل ہیں۔ اور مولوی ریاست علی خان بریلوی نے اسکو کفر وشرک قرار دیکر اپنے اہل بدعت بریلویوں پر کفر کا فتوی لگا دیا۔

(۱۱) السحاب المدرار فی توضیح اقوال الاخیار: مولوی احمد رضاخان بریلوی نے قطب الاقطاب فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولنا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ، حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولنا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ المحدثین حضرت مولنا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ، حکیم الامۃ مجدد دین وملت حضرت مولنا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی جن تحریرات پر کفر کا فتوی لگایا تھا اس رسالہ میں انکا تفصیلی جائزہ لیا گیا ہے اور انتہائی سنجیدگی اور متانت سے ثابت کیا گیا ہے کہ یہ تمام عبارات

اپنے مفہوم اور مطلب میں بالکل واضح و عام فہم و بے غبار اور بے داغ ہیں اور کسی بھی پہلو سے انکے قائلین کی تکفیر ہرگز درست نہیں۔

(۱۲) **اعلان لدفع البغی والطغیان** : ابن شیر خدا حضرت مولنا سید مرتضی حسن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی احمد رضا خان بریلوی سے بارہا یہ مطالبہ کیا کہ وہ رسائل جنکو آپ لاجواب سمجھتے ہیں ہمیں ارسال کریں تاکہ ہم انکا جواب دیں مگر مولوی احمد رضا خان بریلوی نے بار بار تقاضے کے باوجود اپنے رسائل حضرت مولنا چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ کو ارسال نہ کیئے اس لیئے حضرت مولنا چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ اعلان شائع فرمایا کہ یا تو اپنے رسائل بھیجو یا پھر آیندہ کے لئے اس قسم کی بات نہ لکھنا کہ ہمارا فلاں رسالہ لاجواب رہا اگر لاجواب رسائل دیکھنے کا ذوق وشوق ہو تو پھر **ردّ التکفیر. احدی التسعة والتسعین الکوکب الیمانی**، وغیرہ کو دیکھو اور یہ **اعلان لدفع البغی والطغیان ،السحاب المدرار** کے بعض ایڈیشنوں کے ساتھ بھی شائع ہوا تھا۔

(۱۳) **بئس المهادلمن یخلف المیعاد الملقب به الیوم الموعود علی ناکث العهود** : اختلافی امور پر مولوی احمد رضا خان بریلوی کے ساتھ بالمشافہ گفتگو کرنے سے متعلق فریقین کے نمائندوں کے درمیان ۱۳۲۸ ہجری بمطابق 1910ء میں دارالعلوم دیوبند کے جلسہ دستار بندی کے موقع پر ایک معاہدہ طے پایا تھا جس پر بڑے بڑے لوگوں نے بطور گواہ دستخط ثبت کئے تھے لیکن مولوی احمد رضا خان بریلوی نے معاہدہ کی خلاف ورزی کرتے ہوئے آمنے سامنے بات کرنے سے راہ فرار اختیار کرلی۔ تو اس رسالہ میں اس معاہدہ کی مکمل روداد ۔ اور مولوی احمد رضا خان بریلوی کے فرار کا تفصیلی بیان درج ہے ۔

(۱۴) **الطامة الکبریٰ علی من کذّب وتولی**: اس رسالہ میں یہ بتایا گیا ہے کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی صاحب کو بارہا مناظرہ کی دعوت دی گئی ہے لیکن وہ باطل اس پر آمادہ نہ ہوئے بلکہ ہمیشہ فرار وگریزی ہی کے دامن عافیت میں جا کر پناہ حاصل کی۔

(۱۵) الطین اللّازب علی الاسود الکاذب الملقب بہ الفتح المبین علی اعداء الاسلام والمسلمین : اس رسالہ میں ابن شیر خدا حضرت مولنا سید مرتضی حسن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اہل حق کی اس فتح کا ذکر کیا ہے جو اہل حق کو بریلی میں ۲۶ ذیقعدہ ۱۳۲۸ ہجری بمطابق ۔۔۔۔نومبر 1910ء کو مولوی احمد رضا خان بریلوی اوران کے اتباع کے مقابلہ میں حاصل ہوئی اور مولوی احمد رضا خان بریلوی نے عملاً ردالتکفیر اورانصاف البری وغیرہ کتب کا لاجواب ہونا تسلیم کرلیا۔

(۱۶) اسوء النقم علی مکفر نفسہ من حیث لایعلم. المعروف بہ ردالتکفیر علی الفحاش الشنظیر: اس رسالہ میں ابن شیر خدا حضرت مولنا سید مرتضی حسن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی احمد رضا خان بریلوی کے فتاوی حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین۔ اوران ہی کے مسلمات سے یہ ثابت کیا گیا ہے کہ جسے مولوی احمد رضا خان بریلوی نے اپنے تمام مخالفین کی تکفیر کی ہے اسی طرح انہوں نے اپنی اوراپنے تمام معتقدین کی بھی ایسی ہی تکفیر کردی ہے کہ اگر کوئی شخص مولوی احمد رضا خان بریلوی کو مسلمان سمجھے یاان کے کفر میں شک تردد یا توقف کرے تو وہ بھی اعلیٰ حضرت بریلوی کے فتوی کی رُو سے کافرومرتد قرار پائے گا۔

(۱۷) شکوۃ الحاد: اس رسالہ میں ابن شیر خدا حضرت مولنا سید مرتضی حسن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ نے رضا خانیوں سے مطالبہ کیا ہے کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی صاحب کا مسلمان ہونا تو ثابت کریں اورساتھ یہ بتایا گیا ہے کہ اس معقول مطالبہ کو پورا کرنے کی بجائے رضا خانی حضرات اسکو سنتے ہی پیچ پا ہوجاتے ہیں جب وہ دوسروں سے اپنا اسلام ثابت کرنے کا مطالبہ کرتے ہیں تو اگر کوئی دوسرا ایسا ہی مطالبہ ان سے کرتا ہے تو انہیں آگ بگولا ہونے کی بجائے اپنا اسلام ثابت کرنا چاہیے۔ جبکہ علماء اہلسنت دیوبند کثر اللہ تعالی جماعتہم نے تقریراً وتحریراً ہر طرح اپنا اسلام ثابت کردیا ہے ،اور بریلویوں کے فرسودہ اعتراضات کے دندان شکن جوابات بھی تحریر کرچکے ہیں ۔ مناظرہ کے لئے بارہا مولوی احمد رضا خان بریلوی کو دعوت دی گئی لیکن وہ ہر بارراہ فرار اختیار کرجاتے ہیں نیز اس رسالہ میں مولوی احمد رضا خان

بریلوی کے تیس ایسے کفریہ عقائد بیان کئے گئے ہیں جو تمام دنیا میں کسی کافر اصلی کے بھی نہیں ہوں گے

(۱۸) نار الفضافی جوانح الرضاء : ابن شیر خدا حضرت مولنا سید مرتضی حسن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ نے یہ رسالہ مولوی احمد رضا خان بریلوی کے رسالہ ابحاث آخرہ کا جواب ہے

(۱۹) قطع الوتين ممن نقول على الصالحين الملقب به قطع اللسان من الخان الخوان : مولوی احمد رضا خان بریلوی نے حسام الحرمين على منحر الكفر والمين میں علماء اہلسنت دیوبند کی تکفیر کی تو جن عبارات کی بنیاد پر کی تھی ان عبارات کی توضیح ابن شیر خدا حضرت مولنا سید مرتضی حسن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اس رسالہ میں کردی جس سے اعلیٰ حضرت بریلوی کے تمام کے تمام بے جا اعتراضات کی جڑ کٹ گئی اور یہ ثابت کیا کہ ان مضامین کفریہ کی علماء اہلسنت دیوبند کی طرف نسبت کرنا قطعاً غلط اور یقیناً بے بنیاد ہے اور علماء اہلسنت دیوبند کثر اللہ جماعتہم ان عقائد کفریہ سے بالکل بری اور پاک ہیں۔

(۲۰) السهيل على الجعيل: مولوی احمد رضا خان بریلوی نے ایک چھوٹا سا رسالہ سیف العرفان جو کہ عرفان علی بیل پوری کے نام سے شائع کر دیا تھا تو ابن شیر خدا حضرت مولنا سید مرتضی حسن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اسی رسالہ سیف العرفان کا جواب السهيل على الجعيل تحریر فرمایا۔ علاوہ ازیں نو ہزاری اشتہار کے جواب سے بریلویوں کے عجز کو بھی مفصلاً بیان کیا اور یہ نو ہزاری اشتہار ابن شیر خدا حضرت مولنا سید مرتضی حسن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب فرما کر شائع کیا۔

(۲۱) الكفر المتبيّن فی الصريح المتعيّن الملقب به علم و جہالت کی کسوٹی المسمی شکوة الالحاد: ابن شیر خدا حضرت مولنا سید مرتضی حسن چاندی پوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے متعدد رسائل میں مولوی احمد رضا خان بریلوی کو ان کے اپنے فتوی کی رُو سے کافر قرار دیا تھا اور اسکی بنیاد اس امر کو بنایا تھا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے امام المجاہدین حضرت مولنا سید محمد اسماعیل دہلوی شہید رحمۃ اللہ علیہ کو متعدد صریح کفروں کا قائل

قرار دینے کے باوجود انکی تکفیر نہیں کی اور کافر کو کافر قرار نہ دینا بھی کفر ہے، تو بریلویوں نے اس کفر سے اپنی برأت ثابت کرنے کے لئے کبھی تو فقہاء اور متکلمین کے اختلاف کا سہارا لیا اور کبھی صریح کی دو قسمیں صریح متعین اور صریح متبین بیان کر کے اس کفر سے بچنے کی کوشش کی ابن شیر خدا حضرت مولنا سید مرتضی حسن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ نے بریلویوں کے اس قسم کے تمام ہتھکنڈوں کا اس رسالہ میں تفصیلاً اور مکمل قلع وقمع کر کے رکھدیا ہے۔

(۲۲) علاوہ ازیں: **کوکب الیمانین علی الجعلان والخراطین**: تالیف حضرت مولنا حافظ حسین احمد، وکبیر احمد، وعبد الودود، ساکنان بالا ساتھ مظفر پور بمقام بالا ساتھ مظفر پور ہندوستان میں ایک جلسہ منعقدہ، ۵۔۶۔۷۔ جمادی الاولی ۱۳۲۹ ہجری بمطابق مئی 1911ء کی مختصر روداد۔ اور پوکھریرا کے تحریری مناظرہ کی مکمل تفصیل اس رسالہ میں درج ہے ابن شیر خدا حضرت مولنا سید مرتضی حسن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ اور دیگر علماء اہلسنت دیوبند کثر اللہ تعالی جماعتہم کے مقابلہ میں اٹھارہ (18) اضلاع کے رضاخانی مولویوں کا راہ فرار کو تفصیلا بیان کیا گیا ہے چنانچہ مولوی احمد رضا خان بریلوی نے جب دیکھا کہ بریلی شریف میں گھر پر ابن شیر خدا حضرت مولنا سید مرتضی حسن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ نے بار بار مناظرہ کے لئے للکارا اور کوئی جواب نہ ہو سکا تو پھر اپنے ایک معتقد میاں مولوی عبدالرحمٰن میاں جی منجی کے جلسہ پوکھریرا ضلع مظفر پور کے اشتہار مطبوعہ ۲۸ محرم ۱۳۲۸ ہجری میں تحریری مناظرہ کا اعلان بھی کروادیا۔ کیوں کہ ضلع مظفر پور دیوبند سے آٹھ نو سو میل کے فاصلہ پر ہے کس کو خبر ہوگی اور کون مناظرہ کو آئے گا پھر کہنے کو خوب موقع ہاتھ آئے گا کہ دیکھو باوجود اس قدر بیشتر اعلان کردینے کے بھی کوئی مناظرہ کرنے نہ آیا مگر یہ خبر نہ تھی کہ ابن شیر خدا حضرت مولنا سید مرتضی حسن چاند پوری رحمۃ اللہ علیہ تو وہاں بھی چین نہ لینے دیں گے۔ اور بمقام بالا ساتھ کے جلسہ میں ترکی بہ ترکی وہ جواب دیں گے کہ جسکا جواب پھر مولوی عبدالرحمٰن میاں جی منجی صاحب اور اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی صاحب قیامت تک بھی نہ دے سکیں گے

الحمدللہ تعالی حق واضح ہوگیا سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جاگی اور بدعت وظلمت بستر بوری اٹھا کر رخصت ہوگئی۔

(۲۳) **بریلوی کا نادان دوست** : تالیف حضرت مولنا محمد عبدالحفیظ دربھنگوی رحمۃ اللہ علیہ: تو ابن شیر خدا حضرت مولنا سید مرتضی حسن چاندپوری رحمۃ اللہ علیہ نے ایک رسالہ رچپ شاہ بریلوی، گرفتار کے نام سے لکھا تھا جس میں انہوں نے تحریر فرمایا تھا کہ ہم مولوی احمد رضا خان بریلوی کا کفر ستر ہزار (70,000) بلکہ ستر لاکھ (70,00,000) بلکہ غیر متناہی وجوہ سے انہی کے فتوی سے ثابت کر سکتے ہیں کہ اس رسالہ کا جواب ایک رضاخانی مولوی نے الجواب المستحسن کے نام سے لکھا تو یہ رسالہ بریلوی کا نادان دوست رضاخانی بریلوی رسالہ الجواب المستحسن ہی کا جواب ہے۔

(۲۴) **غلبۃ الحق** : تالیف حضرت مولنا علی حسین شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ مولوی احمد رضا خان بریلوی کا ایک مرید خلیفہ یقین الدین مہرکن ہزاری باغ میں مہرکنی کے کام کی غرض سے وارد ہوا لیکن اس نے خفیہ طور پر لوگوں کو امور بدعت کی طرف مائل کرنا اور علماء اہلسنت دیوبند کے خلاف زہر اُگلنا شروع کر دیا جس کے باعث نوبت مناظرہ ومجادلہ تک پہنچی اسی دوران خلیفہ یقین الدین مہرکن اور اہل حق کے درمیان یہ معاملہ طے پایا کہ خلیفہ صاحب مولوی احمد رضا خان بریلوی یا ان کے کسی ایسے معتمد علیہ مولوی کو بلائیں جسکی ہار جیت مولوی احمد رضا خان بریلوی کی ہار جیت ہو۔ اور اہل حق دیوبند سے کسی عالم کو بلالیں اور فریقین کے درمیان مناظرہ سے معاملہ طے ہوجائے گا۔ اہل حق نے دارالعلوم دیوبند کو خط لکھا تو ابن شیر خدا حضرت مولنا سید مرتضی حسن چاندپوری رحمۃ اللہ علیہ کا خط آمادگی مناظرہ کا آگیا لیکن مولوی احمد رضا خان بریلوی کے مرید خاص اور اعلی حضرت بریلوی صاحب کو یا ان کے کسی معتمد علیہ مولوی کو مناظرہ کے لئے آمادہ نہ کر سکے جس کے باعث انکو ہزاری باغ سے ذلت آمیز رسوائی سے بھاگ جانے کے علاوہ اور کوئی چارہ کار نظر نہ آیا اس رسالہ میں اس واقعہ کو بڑی تفصیل اور بڑے دل چسپ انداز میں ذکر کیا گیا ہے اس کے ساتھ

ساتھ آ حضرات بریلویت اور رضا خانیت کے بارے میں مزید بڑھتے جایئے۔

برادران ا م 1857ء کی جنگ آزادی کے بعد جب انگریز کو یقین ہو گیا کہ علماء اہلسنت دیوبند کا مقابلہ کرنا نہایت مشکل نظر آ رہا ہے تو اس نے مسلمانوں کے اتحاد و اتفاق کو منتشر کرنے کے لئے اپنے روحانی فرزند ارجمند مولوی احمد رضا خان بریلوی کو اپنا آلہ کار بنایا جس نے اکابر علماء اہلسنت دیوبند کو اپنی ناپاک زبان سے مختلف قسم کے بے بنیاد الزامات واتہامات لگا کر بدنام کرنے کی مذموم کوشش کی۔ اور مسلمانوں کو علماء اہلسنت دیوبند سے دور کر کے جہالت کے اندھیروں میں لا کھڑا کیا، لیکن الحمد للہ ثم الحمد للہ فرقہ رضا خانی بریلویہ کی سرکوبی کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے ایسے افراد پیدا کئے ہیں جو اپنے علم وعمل وتقوی اور توحید وسنت کی تلوار سے ان تمام ارباب زیغ والحاد کا دجل وتلبیس ظاہر کر کے امت مسلمہ کی رہنمائی کرتے رہے ہیں، اور انشاء اللہ ثم انشاء اللہ تا قیامت ان نفوس قدسیہ کے جانشین ومتبعین حق وباطل کی جنگ میں باطل کی سرکوبی کے لیئے سر دھڑ کی بازی لگاتے رہیں گے۔ اور جب اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی صاحب ۱۰ اشوال المکرم ۱۲۷۲ ہجری بمطابق ۱۴ اجون ۱۸۵۶ء کو بریلی شریف ہندوستان میں پیدا ہوئے تو جب اعلیٰ حضرت سرکار نے ہوش سنبھالا تو ہندوستان میں انگریزی اقتدار کا دور دورہ تھا اور داعیا توحید وسنت کی ایک جماعت سکھوں سے سرزمین ہزارہ میں جہاد کر چکی تھی تو انگریزوں کو خوف تھا کہ یہ لوگ ہمارے خلاف محاذ آرائی نہ کر دیں اس لئے ان کو مسلمانوں میں بدنام کرانا اور ان کے رکم کرنا انگریزوں کی یہ خطرناک پالیسی تھی۔ یہ حضرت مولنا سید محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت تھی کہ جن میں سب سے زیادہ نمایاں حضرت مولنا سید محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت مولنا سید عبد الغنی رحمۃ اللہ علیہ بن حضرت مولنا شاہ ولی محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت تھی انہوں نے شرک کی تردید اور رد بدعات کے بارے میں ایک اہم کتاب بنام تقویت الایمان لکھی جو بہت معروف ومشہور ہے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا خاندان

دعوت توحید اور علمی وعملی خدمات اور خاص کر نشر حدیث میں بہت مشہور ہے جو اپنے پوتے حضرت مولنا سید محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ سے پہلے حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی شرک وبدعت کی تردید میں البلاغ المبین کے نام سے ایک کتاب لکھی تو، ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی کے نو دس سال بعد دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور دو دینی اصلاحی درسگاہیں قائم ہوئیں ان درسگاہوں کے بانیوں کا سلسلہ سند حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادوں کے واسطے سے خود حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تک پہنچتا ہے۔ تو دارالعلوم دیوبند اور مظاہر العلوم سہارنپور کے اکابر اس دعوت حق پر قائم ہیں جو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے انکو پہنچی تھی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ حرمین شریفین دو سال رہے تھے اور وہاں کے اکابر علماء سے حدیث پاک پڑھی تھی پھر ہندوستان تشریف لاکر انہوں نے دین حق کو پھیلایا اور ان کے صاحبزادوں نے اس دعوت حق کو پھر آگے بڑھایا تو دارالعلوم دیوبند کے بانی حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولنا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ۔ قطب الاقطاب فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولنا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ زیادہ نمایاں تھے اور جو ۱۸۵۷ء کی جنگ آزادی میں بھی حصہ لے چکے تھے اور مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے بانی فقیہ بے مثال حضرت مولنا سعادت علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ بھی حضرت مولانا سید شاہ محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی جماعت کے آدمی تھے اس لئے ان درسگاہوں سے انگریزوں کو خطرہ تھا۔ دارالعلوم دیوبند اور مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے اکابر کو عامۃ المسلمین میں بدنام کرانے کے لئے انگریزوں نے یہ چال چلی کہ ان لوگوں کو وہابی مشہور کرادیا جن کے مزاج شریف شرک وبدعت سے مانوس ہیں کتاب وسنت کی دعوت توحید کو سنکر کانوں پر ہاتھ دھرتے ہیں ان لوگوں نے لفظ وہابی کو گالی بنادیا۔ اور ہر داعی توحید وسنت کو وہابی کہنے لگے اور جس کو بدنام کرنا ہوا سے وہابی کا لقب دیدیا۔ علماء اہلسنت دیوبند اور ان کے متبعین موحدین اہل بدعت بریلویوں کے نزدیک وہابی ہیں انہوں نے لفظ وہابی کا اتنا پروپیگنڈہ کیا کہ

اَن پڑھ لوگوں میں وہابی مشرکین ہنود سے بھی بڑھکر بُرا سمجھا جانے لگا۔ انگریزوں کی یہ چال بڑی حد تک کامیاب ہوگئی کہ ان کے مخالفین کو مسلمانوں میں مطعون اور بدنام کر دیا گیا، پھر سونے پر سہاگہ یہ ہوا کہ جناب مولوی احمد رضا خان بریلوی نے ایک کتاب لکھ ڈالی جو کہ حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین کے نام سے عوام وخواص کے سامنے آئی اسمیں حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولنا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور فقیہ اعظم قطب الاقطاب امام ربانی حضرت مولنا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور شیخ المحدثین حضرت مولنا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ ثم مہاجر مدنی اور حکیم الامۃ مجدد دین وملت حضرت مولنا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ پر کفر کا فتوی لگا دیا ان حضرات کی کتب سے بعض عبارات لیکر ان کے معانی اپنی طرف سے تجویز کر کے بریلی کی کفر ساز فیکٹری سے کفر کا فتوی جاری کر دیا۔ انگریزوں کے تو گھی کے چراغ جل گئے ایک ایسے شخص نے جو مسلمانوں میں ایک مولوی سمجھا جاتا ہے ان حضرات کو کافر کہدیا تو اب مسلمان ان حضرات کی طرف رجوع نہ کریں گے اور ہمارا اقتدار مستحکم ہوتا چلا جائے گا انہوں نے اپنا اقتدار مضبوط کرنے کے لئے غلام احمد قادیانی کو دعوت نبوت کی تلقین کی وہ نبوت کا دعوی کر بیٹھا اس نے انگریزوں کی تائید اور حمایت میں کسر نہ چھوڑی اور جہاد کو بالکل منسوخ کر دیا جبکہ جہاد کا حکم قرآن مجید میں موجود ہے جو انگریزوں کا اصل مقصد تھا دار العلوم دیو بند اور مدرسہ مظاہر العلوم سہارنپور کے حضرات نے اس مدعی نبوت کی بہت کھل کر تحریر وتقریر سے زور دار تردید کی اور آج تک کر رہے ہیں انہوں نے پوری اُمت پر واضح کر دیا کہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے بعد جو بھی کوئی شخص نبوت کا دعوی کرے اور رسول اللہ ﷺ کے بعد کسی کو بھی نبی مانے وہ دائرہ اسلام سے خارج ہے ان حضرات علماء اہلسنت دیو بند کی یہ محنتیں اب تک جاری ہیں اور انکی محنتوں کا یہ ثمرہ ہے کہ پاکستان قومی اسمبلی نے قادیانیوں کو کافر قرار دیدیا اور اب پاکستان کی موجودہ حکومت نے بھی مزید یہ کیا کہ قادیانیوں کو حکم دیدیا کہ مسلمانوں کے اصطلاحی الفاظ کو استعمال نہ کریں یہ سب علماء اہلسنت دیو بند کی کوششوں کے ثمرات ہیں کسی بریلوی کا کوئی رسالہ آج تک

سو سال کے اندر قادیانیوں کے خلاف نہیں دیکھا گیا اور وہ ان کے خلاف لکھتے ہی کیوں؟ کہ انکی کفر ساز فیکٹری تو علماء اہلسنت دیوبند کو کافر بناتی ہے تو واقعی کافروں کو کافر کہنا ان کے مشن میں نہیں ہے مسلمانوں کو کافر کہنا ہی ان کی جماعت کا امتیازی کارنامہ ہے۔

انہوں نے علماء حرمین شریفین کو بھی نہ بخشا ان پر کفر کے فتوی لگا دیئے جو کوئی غالی بریلوی رضا خانی حرمین شریفین جاتا ہے تو ائمہ حرمین شریفین کی اقتداء میں نماز نہیں پڑھتا کیونکہ رضا خانی بریلوی انکو کافر سمجھتے ہیں بریلویوں کو اسلام کے خدام اور توحید کے داعیوں کو ہی بدنام کرنے کی فکر رہتی ہے کبھی نہیں دیکھا گیا کہ قادیانیوں کے پیچھے پڑے ہوں یا روافض کے خلاف کوئی کام کیا ہو۔ تو مولوی احمد رضا خان بریلوی نے جب حسام الحرمین لکھی تو علماء اہلسنت دیوبند حیران ہو گئے تو انہوں نے بر ملا تحریراً و تقریراً عامۃ المسلمین کو بتایا کہ ہمارے یہ عقائد نہیں ہیں جو بریلوی ہمارے طرف منسوب کر رہے ہیں۔ اور نہ ہی ہمارا یہ مطلب ہے جو مولوی احمد رضا خان بریلوی نے کشیدہ کیا ہے دیوبندیوں کے کسی ادارے میں ان عقائد کی ہرگز تعلیم نہیں دی جاتی جو مولوی احمد رضا خان بریلوی نے علماء اہلسنت دیوبند کی طرف منسوب کئے ہیں لیکن اس کے باوجود بریلویوں کو اصرار ہے کہ تم کچھ بھی کہو بہر حال تم کافر ہو، بریلویوں کے نام نہاد مولوی اور مشائخ جلسوں میں علماء اہلسنت دیوبند پر کیچڑ اچھالنے کو ضروری سمجھتے ہیں اور ان کو کافر کہنا ہی بریلویوں کی تقریروں کا خلاصہ ہوتا ہے۔ دیوبندی اور بریلوی دونوں جماعتیں حنفی مذہب کے مقلد ہونے کا دعویدار ہیں اگر بریلوی مولوی اور مشائخ واقعی صحیح معنوں میں حنفی مذہب اپنا لیں تو یہ کافر گری بالکل ختم ہو جائے گی۔ حدیث پاک کی رُو سے کسی کو کافر کہنا بہت سخت بُرا ہے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص کسی کو کافر کہے اور وہ کافر نہ ہو تو اسکی یہ بات خود اسی پر لوٹ آتی ہے۔ (مشکوۃ شریف ص ۴۱۱)

اور شمس الائمہ صدر الائمہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کسی کو کافر کہنے میں بہت ہی زیادہ محتاط تھے۔ اور یہی احتیاط کا پہلو علماء اہلسنت دیوبند نے اختیار کر رکھا ہے بریلوی ان حضرات

کو کتنا ہی کافر کہیں وہ جواب میں انکو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پیش کر دیتے ہیں کہ جسمیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح ارشاد ہے۔ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جب کوئی شخص اپنے بھائی کو کافر کہتا ہے تو دونوں میں سے کسی ایک شخص کی طرف کفر ضرور لوٹتا ہے۔ پھر ارشاد فرمایا حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنھما روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جس شخص نے اپنے کسی بھائی سے کہا اے کافر تو کفر دونوں میں سے ایک کی طرف ضرور لوٹے گا۔ اگر وہ شخص واقعی کافر ہو گیا تھا تو ٹھیک ہے ورنہ کفر کہنے والے کی طرف لوٹ آئے گا تو علماء اہلسنت دیوبند حدیث پاک کی روشنی میں انکو بتاتے ہیں کہ تم کافر ہو گئے ہو۔ بوجہ علماء اہلسنت دیوبند کی تکفیر کے تو علماء اہلسنت دیوبند کسی کو کافر بناتے نہیں بلکہ کافر بتاتے ہیں۔ کافر بنانے اور بتانے میں زمین و آسمان کا فرق ہے کیونکہ مدعی اسلام کو کافر کہنے کی نزاکت سے علماء اہلسنت دیوبند بخوبی واقف ہیں انہیں یقین ہے کہ ہمیں مرنا ہے اور آخرت میں پیش ہونا ہے حساب و کتاب ہے مواخذہ و محاسبہ ہے؛ تو وہاں کے مواخذہ سے وہی غافل ہو سکتا ہے جسے آخرت کا یقین نہ ہو۔ تعجب ہے کہ بریلوی مولویوں اور مشائخ پر کہ کس دل گردہ سے علماء اہلسنت دیوبند کو کافر کہتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرات صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم و تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم کی محنتوں سے چار دانگ عالم میں اسلام کا پرچم بلند ہوا کروڑوں افراد اسلام کے حلقہ بگوش ہوئے لیکن بریلی شریف کے توپ خانوں سے جو گولے برسائے گئے انہوں نے داعیان اسلام کی ساری محنتوں کے برخلاف اُلٹی مشین چلا دی۔ کافروں کو تو کیا مسلمان کرتے مسلمانان عالم اور خاص کر مشائخ کبار اور داعیان توحید و سنت کو انہوں نے نشانہ بنا کر بریلی شریف کے توپ خانہ سے کفر کے گولے پھینکے۔ ان کے نزدیک عرب بھی کافر اور عجم بھی کافر اگر کوئی مسلمان ہے تو وہ ہے بریلوی جو مولوی احمد رضا خان بریلوی کے دین تکفیر پر چلے۔ پھر یہ عجیب بات ہے کہ جب بریلوی فرقہ سے تعلق رکھنے والے لوگ صرف اپنے ہی فرقہ کو مسلمان کہتے ہیں تو اسلام کی ہر خدمت کی ساری ذمہ

داریاں انہی پر عائد ہوتی ہیں۔ لیکن جتنی بھی دینی خدمات ہیں وہ سب دوسرے حضرات انجام دے رہے ہیں جنکو بریلوی کافر کہتے ہیں اور انکی تعلیم اور تصنیفی خدمات سے تو بریلوی عوام تو کیا ان کے مولوی و مشائخ تک فائدہ اٹھاتے ہیں انکی وہی مثل ہے کہ جس کشتی میں سفر کریں اسی میں سوراخ کریں اپنے مدارس میں جو کتب پڑھاتے ہیں مثلاً کتب احادیث رسول اور کتب فقہ اور اصول فقہ اور ادب و منطق وغیرہ کی کتب پر علماء اہلسنت دیوبند کے حواشی ہیں حتی کہ بخاری شریف ہر بریلوی مدرسہ میں پڑھائی جاتی ہے تو اس پر علماء دیوبند کا حاشیہ ہے (تفصیل کے لیئے بندہ کا رسالہ فیضان دیوبند پڑھ لیں) جس سے بریلوی مولوی اور مشائخ بھی فائدہ اٹھاتے ہیں اور حتی کہ فتاوی دار العلوم دیوبند امداد الفتاوی اور بہشتی زیور وغیرہ سامنے رکھ کر فتوی لکھتے ہیں پھر بھی ان کے لکھنے والوں کو کافر کہتے ہیں۔ افسوس صد افسوس کا مقام ہے۔

اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے بارے میں آستانہ عالیہ اجمیر شریف چشتیہ معینیہ کا فتویٰ

حضرت خواجہ پیر محمد قمر الدین صاحب آستانہ عالیہ سیال شریف کے اُستاذ محترم آستانہ عالیہ چشتیہ معینیہ ولی کامل حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری رحمۃ اللہ علیہ کے مدرسہ معینیہ عثمانیہ کے شیخ الحدیث حضرت مولنا معین الدین اجمیری خیر آبادی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب تجلیات انوار المعین صفحہ پر تحریر فرمایا ہے خلقت آپ کی اس فضیلت سے بے حد نالاں ہے وہ کہتی ہے کہ دنیا میں شاید کسی نے اس قدر کافروں کو مسلمان نہیں کیا ہوگا جس قدر اعلیٰ حضرت (مولوی احمد رضا خان بریلوی) نے مسلمانوں کو کافر بنایا، طعن کی بات تو اور ہے مگر در حقیقت یہ وہ فضیلت ہے جو سوائے اعلیٰ حضرت بریلوی کے کسی کے حصے میں نہیں آئی۔

(تجلیات انوار المعین صفحہ مطبوعہ انڈیا)

بریلویوں کا دعوی ہے کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے محبت کرتے ہیں لیکن ان میں سے کسی ایک

نے بھی آج تک کسی حدیث پاک کی شرح عربی میں نہیں لکھی یہ کیسے عاشق رسول ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرامین کی عربی شروحات لکھنے کی توفیق ہی نہیں ۔ بریلوی مولوی اور مشائخ کو علماء اہلسنت دیوبند کثر اللہ تعالی جماعتہم جیسے سچے اور مخلص مسلمانوں کو کافر کہنے اور ان پڑھ جاہلوں کو گمراہ کرنے ہی سے فرصت نہیں بھلا یہ دین کا کام کیسے سرانجام دے سکتے ہیں ،تو اعلیٰ حضرت بریلوی کا قرآن کریم کے ساتھ اس درجہ کا عشق تھا کہ اپنے خلیفہ کو ترجمہ قرآن لکھوایا تو وہ بھی بہت مشکل سے قیلولہ کے وقت اور رات کو سوتے وقت لیٹ کر لکھوایا یعنی کہ دونوں وقت لیٹ کر ترجمہ لکھوایا یہ ہے عشقِ قرآن ۔ اور کبھی کبھی حدیث شریف پڑھانے کا جو موقعہ ملا تو وہ بھی کتاب ہاتھ میں پکڑ کر کھڑے ہو کر پڑھایا کرتے اور شاگرد بھی کھڑے ہو کر پڑھتے ۔ بس یہ ہیں عاشقِ قرآن اور عاشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم ۔

پاک و ہند کے بریلویوں کو ترجمہ قرآن کنز الایمان پر بڑا ناز اور فخر تھا لیکن--------

مولوی احمد رضا خان بریلوی کا ترجمہ قرآن کنز الایمان بھی بارگاہ خدا اور بارگاہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم میں مقبول نہ ہو سکا اور سعودی عرب والوں نے بریلوی ترجمہ قرآن کنز الایمان پر پابندی لگا دی کہ اس نام نہاد عاشقِ رسول کا ترجمہ قرآن سعودی عرب میں داخل نہ ہونے دیا جائے کیونکہ اس کا ترجمہ قرآن سلف صالحین کے تراجمِ قرآن کے سراسر خلاف ہے لہٰذا اس پر پابند لگا دی گئی ہے کوئی شخص بھی ترجمہ قرآن کنز الایمان لے کر سعودی عرب میں قطعاً داخل نہ ہو ورنہ اُسے سزا ملے گی ۔

علماء اہلسنت دیوبند نے اللہ تعالی کے فضل و کرم اور احسان سے قرآن مجید کے تراجم اور تفاسیر اور احادیث رسول کی عربی شروحات لکھی ہیں جنکو نمونے کے طور پر بندہ ناچیز کے رسالہ فیضان دیوبند میں تفصیل سے ملاحظہ فرمالیں آپ پر یہ بات بخوبی واضح ہو جائے گی کہ دین کی خدمات کا فریضہ کن لوگوں نے

سرانجام دیا اور کفر وشرک وبدعات کا مکروہ دھندا کن لوگوں نے سرانجام دیا۔ الغرض کہ علماء اہلسنت دیوبند کی متعدد تصانیف ہیں حق بات تو یہ ہے کہ ان کی دنیا طلبی اور شرک وبدعت کی تبلیغ اور تعلیم نے ان کو دینی خدمات سے بالکل محروم کر دیا ہے۔ بہشتی زیور کے مقابلہ میں بہار شریعت لکھی وہ نہ چلی چند ایڈیشن چھپ کر رہ گئی۔ اب سنا ہے کہ یار لوگوں نے سنی بہشتی زیور لکھی ہے مسلمانوں میں اسکی بھی طلب نہیں اور تبلیغی نصاب المعروف فضائل اعمال کے مقابلہ میں کتاب فیضان سنت لکھی جسکو پاکستان کی دعوت اسلامی یعنی کہ دعوت غیر اسلامی طوطا جماعت کے علاوہ کسی نے قبول نہیں کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بہشتی زیور اور تبلیغی نصاب یعنی فضائل اعمال پاک وہند کے مسلمانوں کے اکثر گھروں میں موجود ہیں تجربہ شاہد ہے۔ اور حیرت ہے اس دعوت اسلامی یعنی کہ دعوت غیر اسلامی طوطا جماعت پر کہ انہوں نے اپنے نام نہاد مولوی محمد الیاس قادری عطر فروش کو مجدد مشہور کر دیا ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ مجدد کہنا تو درکنار رہا جبکہ شرعی طور پر ایک مولوی کی صفات بھی اس میں ہرگز نہیں پائی جاتیں اور مولوی بننے کا کورس دینی مدارس میں کم از کم آٹھ سال کا ہے اگر دورانِ تعلیم کچھ کتب رہ جائیں تو پھر کامل دس سال کا کورس ہے اور جس نے دس سال یا زیادہ عرصہ عطر فروش کیا ہو آپ اُسے شریعت اسلامیہ پر زیادتی کرتے ہوئے ایک مولوی اور مجدد بنا رہے ہیں تو آپ کی یہ شریعت اسلامیہ پر کھلم کھلا زیادتی ہوگی جس پر مرنے کے بعد انجام بہت بُرا ہوگا۔

اور پھر پاکستان میں مولوی محمد الیاس قادری نے عشق رسول کے مقدس نام پر شرک وبدعت کی تھوک کے حساب سے اشاعت کرنے والی ایک جماعت قائم کی ہے جس کا نام رکھا ہے دعوت اسلامی۔ حقیقت یہ ہے کہ اس کی جماعت دعوت غیر اسلامی طوطا جماعت ہے کہ جو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نام کو رسمی طور پر استعمال کرتے ہیں اور حقیقت میں سنت رسول کو مٹا کر بدعت کو رواج دے رہے ہیں۔ جیسا کہ انہوں نے سفید عمامہ جو کہ سنت ہے، کو مٹا کر سبز عمامہ کو اپنے لیئے شعار بنا لیا ہے۔ کیونکہ کسی خاص رنگ کو اپنے لئے شعار اور علامت بنا کر اپنے آپ کو اس سے مشہور اور متعارف کرانا ناجائز ہے۔

قارئین ذی وقار! فقہاءِ کرام اور محدثین عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کی روشن تحقیقات سے یہ بات بخوبی سمجھ لیں کہ سبز پگڑی باندھنا بدعت ہے کیونکہ شریفوں کے لئے سبز پگڑی کی علامت کوئی بنیاد نہیں یہ سبز پگڑی کی بدعت ایک بادشاہ شعبان بن حسن کے حکم سے ۷۷۳ ہجری میں نکالی گئی ہے اور سبز پگڑی کو بطور خاص اپنے لئے علامت بنا کر استعمال کرنا بدعت ہے جو کہ ۷۷۳ ہجری میں ایک بادشاہ کے حکم سے پیدا کی گئی ہے لہٰذا ہمیں سبز پگڑی کو اجماعی طور پر استعمال نہیں کرنا چاہیے کیونکہ یہ عمل بدعت ہے اور ایک بادشاہ سے منسوب ہے اور سبز پگڑی کی علامت اس کی شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں کوئی اصل نہیں اور نہ ہی سنت ہے اور نہ ہی زمانہ قدیم میں اسکا کوئی ثبوت ملتا ہے۔

حضرت علامہ امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اور حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اپنے فتاویٰ میں سبز پگڑی کے بدعت ہونے کا فتویٰ دیا ہے اور یہ بھی فرمایا کہ سبز پگڑی شریف لوگوں کی علامت نہیں اور یہ ایک بادشاہ شعبان بن حسن یا شعبان بن حسین کی طرف منسوب ہے۔ دونوں کا فتویٰ پڑھ لیجیے:

حضرت علامہ ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے سبز پگڑی کے بارے میں اپنا فتاویٰ حدیثیہ میں بایں الفاظ تحریر فرمایا ہے ملاحظہ فرمائیں،

واما العلامة الخضراء فلا اصل لهاو انما حدثت سنة ثلاث وسبعين سبعمائة بامر الملک شعبان بن حسن. (فتاویٰ الحدیثیہ ج ۱ صفحہ ۱۲۱ مطبوعہ بیروت)

سبز پگڑی کے بارے میں حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ کے الحاوی للفتاویٰ کا فتویٰ بھی پڑھ لیجئے وہ فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں،

هل يلبسون علامة الخضراء والجواب - انها هذه العلامة ليس لها اصل فى الشرع ولا فى السنة ولا كانت فى الزمن القديم وانما حدثت فى سنة ثلاث وسبعين سبعمائة بامر الملک الاشرف شعبان بن حسين. (الحاوی للفتاویٰ ج ۲ صفحہ ۳۲ مکتبہ رشیدیہ مطبوعہ کوئٹہ پاکستان)

چنانچہ حضرت امام ابن حجر مکی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاوی الفتاوی الحدیثیہ ج ۱ص ۱۲۱، اور حضرت امام جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاوی الحاوی للفتاوی ج ۲ص ۳۲، اور حضرت امام محمد بن جعفر کتانی رحمۃ اللہ علیہ نے الدعامۃ ص ۹۵، پر تحریر فرمایا ہے کہ سبز پگڑی کی کوئی اصل نہیں نہ شریعت میں اور نہ ہی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں اور نہ ہی زمانہ قدیم میں تھی اور یہ سبز پگڑی کی علامت ۷۷۳ ہجری میں ایک بادشاہ کے حکم سے معرض وجود میں آئی اور سبز پگڑی باندھنے والے حضرات سلطان الاولیاء حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام کو بطور کاروبار دن رات استعمال فرماتے ہیں کیونکہ اس سے لوگوں کی جیب سے روپیہ پیسہ وصول کرنے میں ازحد درجے بہت ہی آسانی ہوتی ہے کسی قسم کی دشواری اور تاخیر کا سامنا ہرگز نہیں کرنا پڑتا تو یہ حضرات بھی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو بھی یاد رکھیں اور حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کو پس پشت مت ڈالیں لہٰذا پیغام جیلانی بھی پڑھتے جایئے اور اپنے فعل پر بھی توجہ کیجیے کہ ہم کس طرف جا رہے ہیں اور پیغام جیلانی کیا ہے۔

پیغام جیلانی تو پڑھیئے

چنانچہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب السفینۃ القادریہ کی شرح میں سید علامہ محمد المنلا تحریر فرماتے ہیں:

واعلم ان تعليم الاشراف بالعمامة الخضراء ليس لها اصل في الشرع ولا في السنة ولا كانت في الزمان القديم وانما حدثت في سنة ثلاث وسبعين وسبعمائة بامر الملك الاشرف شعبان بن حسن. (شرح السفینۃ القادریہ ص ۳۹)

(ترجمہ) معلوم ہوا کہ شریف لوگوں کو سبز عمامہ کے باندھنے کی تلقین کرنا بدعت ہے اسکی کوئی اصل نہیں ہے نہ شریعت میں اور نہ ہی سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں اور نہ ہی یہ سبز پگڑی کی علامت زمانہ قدیم میں تھی بلکہ یہ بدعت تو بادشاہ اشرف شعبان بن حسن کے حکم سے معرض وجود میں آئی۔ پس یہ کس قدر افسوس

کا مقام ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے نام پر ہر ماہ گیارھویں شریف کے مہذب کاروبار کے نام پر ہزاروں روپے لوگوں سے وصول کرنے والے پیغام جیلانی کو کس بے دردی سے ٹھکرار ہے ہیں۔اوران حضرات کے باباجی مولوی محمد الیاس صاحب قادری کیسے قادری بنے ہوئے ہیں کہ نسبت تو قادری کی حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کی ہے اور حقیقت میں پیغام جیلانی سے کوسوں دُور ہیں کہ جس نے مسلمانوں کو سفید پگڑی والی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم چھڑوا کران کو خالص بدعت والاطریقہ سبز پگڑی باندھنے پرلگارکھا ہے۔

امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد بھی پڑھیئے

وعن ابن عمر رضی اللہ عنهما قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم مَنْ لَبِسَ ثوبَ شهرةٍ فی الدنیا اَلْبَسَهُ اللہ ثوب مذلّةٍ یَوْمَ الْقِیَامَةِ.

(مشکوۃ شریف صفحہ ۳۷۵، رواہ احمد وابوداؤد وابن ماجہ منقول از مرقات شرح مشکوۃ ج ۸ صفحہ ۲۴۵ باب اللباس)

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس کسی نے اپنے کو مشہور ومعروف کرنے کے لیے دنیا میں ایسا لباس پہنا تو اللہ تعالیٰ ایسے شخص کو یا ایسے لوگوں کو دن قیامت کے ذلت کا لباس پہنائے گا یعنی کہ وہ قیامت کے دن ذلیل ورُسوا ہوں گے۔

اس حدیث پاک کی شرح میں حضرت امام ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی ۱۰۱۴ ہجری اپنی کتاب مرقات شرح مشکوۃ شریف میں تحریر فرماتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

ای ثوب تکبر وتفاخر وتجبر او ما یتخذه المتزهد لیشهر نفسهٗ بالزهد اوما یشعر به المتسیِّد من علامة السیادة کالثوب الاخضر او ما یلبسه المتفیقهة من لبس الفقهاء والحال انه من جملة السفهاء.

(مرقات علیٰ ہامش مشکوۃ ص ۳۷۵ – مرقات شرح مشکوۃ شریف ج ۸ صفحہ ۲۵۴ کتاب اللباس – مطبوعہ مکتبہ امدادیہ ملتان)

(ترجمہ) یعنی کہ جس نے تکبر و فخر و جابرانہ انداز کا لباس پہنا۔ یا اپنے آپکو زہد و نیکی سے مشہور و معروف کرنے کے لئے کوئی مخصوص لباس اختیار کیا یا اپنی بزرگی کی نمائش کے لئے سبز رنگ کا کپڑا اپنی علامت بنالیا، یا عالم دین نہ تھا مگر وضع قطع علماء کی اختیار کی اور حقیقت یہ ہے کہ ایسی تمام باتیں بے وقوف لوگوں کی ہیں۔

حضرت امام ملا علی قاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث پاک کی شرح میں جو بیان فرمایا ہے اس سے مولوی محمد الیاس قادری صاحب اور اس کے متبعین نصیحت حاصل کریں ورنہ اپنے انجام کو بخوبی سمجھ لیں کہ کیا ہوگا اور یقیناً ہوگا یعنی کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان اور حضرت امام ملا علی بن سلطان محمد القاری حنفی رحمۃ اللہ علیہ مرقات شرح مشکوٰۃ کا قول ان کے دلوں پر خوب دستک دے رہا ہے ذرا توجہ فرمائیں اور سوچ سمجھ سے کام لیں ورنہ......

حضرات گرامی ہمیشہ ہمیشہ کے لئے سبز رنگ کی پگڑی کو اپنے لیئے مخصوص کرنا مجوسیوں کا طریقہ ہے مگر مسلمان اس بات کا خیال رکھیں کہ اس رنگ کو اپنے لیئے ہمیشہ ہمیشہ کے لئے مخصوص نہ کریں کیونکہ یہ مجوسیوں کا طریقہ ہے۔ مولوی محمد الیاس قادری صاحب اور اسکی قائم کردہ دعوت اسلامی یعنی کہ دعوت غیر اسلامی طوطا جماعت اس بات پر غور و فکر کرے کہ سبز پگڑی والی علامت چھوڑ کر سفید پگڑی کو ہی استعمال کریں جو کہ رسول اللہ ﷺ کی سنت ہے۔ اور آپ کا فرمان بھی ہے کہ سفید لباس پہنو کیونکہ وہ تمہارے لباس میں سب سے بہتر ہے۔ اگر یہ لوگ پھر بھی سبز پگڑی باندھنے کو اپنی علامت قرار دے رہے ہیں تو اس کے ضمن میں مشکوٰۃ شریف کی ایک حدیث بھی ملاحظہ فرمائیے:

فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم بھی پڑھیئے

عن ابی سعیدن الخدری رضی اللہ عنہ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یتبع الدجال من امتی سبعون الف علیھم السیجان. (رواہ فی شرح السنہ بحوالہ مشکوٰۃ شریف ص ۴۷۷)

(ترجمہ) حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا کہ میری امت کے ستر ہزار ۷۰۰۰۰ افراد دجال کی پیروی کریں گے جن پر طیلسان کا لباس ہوگا۔

اس حدیث کی شرح میں حضرت امام ملا علی بن سلطان محمد القاری متوفی سنہ ۱۰۱۴ ہجری تحریر فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

حضرت امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے السیجان کا ترجمہ کتیجان وتاج وھو الطیلسان الاخضر یعنی کہ سبز پہناوا مراد ہے۔ (مرقات علیٰ ہامش مشکوٰۃ ص ۴۴۷)

مندرجہ بالا حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی شرح سے یہ ثابت ہوا کہ سر پر سبز چادروں والے یا سر پر سبز پگڑی باندھنے والے افراد دجال کی پیروی کریں گے اس حدیث پاک کی شرح سے مولوی محمد الیاس قادری اور اسکی قائم کردہ دعوت اسلامی یعنی کہ دعوت غیر اسلامی طوطا جماعت جو سبز پگڑی باندھتے ہیں اپنے انجام کو سامنے رکھیں کہ ہمارا انجام کیا ہوگا۔ اور ہمارا شمار کن لوگوں میں ہو رہا ہے۔ خدارا غور وفکر سے کام لیں دن قیامت کا عنقریب ہے اور مولوی محمد الیاس قادری اور اسکی قائم کردہ خلاف شرع جماعت دعوت اسلامی جو حقیقت میں غیر اسلامی طوطا جماعت ہے وہ سبز پگڑی باندھنے میں ایک دلیل یہ پیش کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے روضۂ انور کا رنگ سبز ہے۔ تو قارئین ذی وقار روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں بھی پڑھ لیجئے:

روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ سبز

چنانچہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی کتاب راحت القلوب جذب القلوب الی دیار المحبوب اُردو۔ تاریخ مدینہ میں صفحہ ۱۲۶ پر تحریر فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

۶۷۸ ہجری میں قلاؤن صالحی نے تانبے کی جالیوں کے ساتھ قبۂ خضراء بنوایا جو خطیرہ شریف کے اوپر مسجد کی چھت سے بلند ہے۔

جاء الحق کا حوالہ بھی پڑھیئے

علاوہ ازیں مولوی احمد یار گجراتی بریلوی نے بھی اپنی کتاب جاء الحق وزھق الباطل کے صفحہ ۲۸۵ پر یہی تحریر کیا ہے کہ:

۶۷۸ ہجری میں سلطان قلاؤن صالحی نے یہ گنبد سبز جواب تک موجود ہے، بنوایا۔

قارئین محترم: یہ بات تو ثابت ہوگئی کہ روضۂ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے گنبد کا سبز رنگ ۶۷۸ ہجری میں ہوا۔ یعنی کہ روضۂ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے گنبد کا سبز رنگ آپ کے دنیا سے تشریف لے جانے کے چھ سو اٹھہتر ۶۷۸ سال بعد ہوا۔ تو مولوی محمد الیاس صاحب قادری کی جماعت والے یہ بتائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علہ وسلم کے ظاہری وصال کے ۶۷۸ سال پہلے سے یعنی کہ ۶۷۸ ہجری قبل جواس سبز رنگ والی پگڑی سے بالکل محروم رہے ہیں ان کے بارے میں تمھارا کیا خیال ہے کہ وہ متبع سنت ہوں گے یا کہ وہ خلاف سنت رہے ہیں یا کہ وہ عاشق رسول تھے یا گستاخ رسول تھے جو کہ سبز پگڑی باندھنے پر بیچارے مسکین عمل نہ کر سکے۔

حکیمانہ اور ڈاکٹری تجربہ

قارئین محترم: اس کے ساتھ ساتھ آپ حضرات حکیمانہ اور ڈاکٹری تجربہ بھی اپنے سامنے رکھیں اور ملاحظہ فرمایئے کہ جب کسی کی آنکھ خراب ہو جائے تو ڈاکٹر صاحبان اس مریض کی آنکھ کا آپریشن کر کے اس پر سبز رنگ کی پٹی باندھ دیتے ہیں کہ یہ مریض ہے اس سے بچو اس سے کہیں تم ٹکرا نہ جانا اور اگر کسی کا پورے کا پورہ دماغ ہی خراب ہو جائے تو ڈاکٹر صاحبان ایسے لاعلاج مریض کو اپنے سر پر سبز پگڑی باندھنے کا مشورہ دیتے ہیں۔ کیونکہ یہ مریض اب لاعلاج ہو چکا ہے اور شرعاً ایسے مریض کے جراثیم سے بچنے کا حکم ہے اور عقیدۃً بھی ایسے لاعلاج مریض کے ٹکرا جانے سے بچنا اشد ضروری ہے تو مولوی محمد الیاس صاحب قادری اور اسکی دعوت اسلامی یعنی کہ دعوت غیر اسلامی طوطا جماعت سبز پگڑی باندھنے والی بالکل ایسے ہی لاعلاج ہو چکی ہے اور ان کی سبز پگڑی والی مرض جو اس قدر شدت اختیار کر چکی ہے لہٰذا ان سے بچنا

اشد سے اشد ضروری ہے تا کہ یہ اپنے مہلک جراثیم سے عامۃ المسلمین کے عقائد کو متاثر نہ کر سکیں۔اب ان کا خدا ہی حافظ ہے کیونکہ یہ لوگ دن رات سنت رسول اللہ ﷺ پر عمل کرنے کی بجائے شرک و بدعات پر شدت سے عمل پیرا ہیں اور رسم و رواج اور شرک و بدعات کو اپنے لیئے توشۂ آخرت سمجھ رہے ہیں جو کہ شرعی اور عقلی طور پر لاعلاج مریض ہیں بس انہیں کچھ بھی نہ کہا جائے کیونکہ یہ لوگ اپنے انجام کو بخوبی پہنچ چکے ہیں اور یہ بھی تجربہ ہے کہ جب طوطا باغ باغیچہ وغیرہ میں درخت پر بیٹھے گا تو وہ اس درخت کے پھل کو ہرگز نہ کھائے گا بلکہ اُس کو ناقص اور داغدار کر کے چھوڑ دے گا تا کہ کسی انسان کے لئے قابل استعمال نہ رہے تو مولوی محمد الیاس قادری کی قائم کردہ دعوت اسلامی یعنی کہ دعوت غیر اسلامی طوطا جماعت کا بھی یہی حال ہے کہ انہوں نے مذہب اسلام کے اکثر پاکیزہ مسائل کو بڑی بے دردی سے داغدار اور عیب دار بنا دیا ہے کہ جس سے ہر دیندار بے حد پریشان ہے کیونکہ طوطوں کا تو پھر کام یہی ہوتا ہے کہ وہ اپنا کام یونہی پورا کیا کرتے ہیں اور طوطا تو اپنی عادت ضرور پوری کرتا ہے اس کو پھل ناقص ہونے سے کیا غرض کسی کے کام آئے یا نہ آئے کیونکہ طوطے کا کام تو یہی ہے کہ ایک نمبر چیز کو چونچ مار کر دو نمبر بنانے کا دھندا اس نے ضرور کرنا ہے تا کہ کوئی انسان اس سے کما حقہ فائدہ نہ اٹھا سکے۔

تو بریلویوں نے علماء اہلسنت دیوبند کی تبلیغی جماعت کے مقابلہ میں یہی دعوت اسلامی یعنی کہ دعوت غیر اسلامی طوطا جماعت جو مولوی محمد الیاس قادری صاحب نے بنائی ہے تا کہ علماء اہلسنت دیوبند کی تبلیغی جماعت کا مقابلہ کیا جا سکے لیکن حقیقت میں یہ طوطا جماعت بالکل فیل ہو چکی ہے اور انہوں نے بڑی کوشش سے صرف ایک مرتبہ رائے ونڈ کے پاس مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقدس نام پر ایک کانفرنس کی تھی اور اسٹیج پر ہر بار اعلان کیا گیا کہ ہر سال ہوا کرے گی لیکن صرف ایک بار نمائشی طور پر کانفرنس کرنے کے بعد دوبارہ حق تعالیٰ نے ان کو اس واسطے موقع نہیں دیا تا کہ یہ لوگ اپنے شرک و بدعت کے موذی جراثیم نہ پھیلا سکیں۔اور اسی طرح ان حضرات نے آل انڈیا رضائے مصطفیٰ کے نام سے ہندوستان میں بھی ایک جماعت بنائی تھی تا کہ علماء اہلسنت

دیو بند کی تبلیغی جماعت کا مقابلہ کیا جاسکے لیکن وہ بھی گیارھویں شریف کے نام پر گیارہ گشت لگا کر ٹھنڈے ہو کر بالکل ہی بیٹھ گئے۔ بھلا جو کام اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کے لیئے کیا جائے اور جسکی بنیاد ہی قربانیوں پر ہو اسکا مقابلہ ریا کاری اور شرک و بدعات کے موذی جراثیم سے کیسے کیا جاسکتا ہے۔

تو مولوی احمد رضا خان بریلوی نے ترجمۂ قرآن اپنے خلیفہ مولوی محمد امجد علی اعظمی رضوی کو لکھوایا تو وہ بھی قیلولہ کے وقت دن دو پہر کو اور پھر رات کو سونے کے وقت لکھوایا ملاحظہ فرمائیں۔

اس ترجمہ کے اصل محرک حضرت صدر الشریعہ ہیں ترجمہ قرآن کی نہ صرف گذارش کی بلکہ اصرار بھی کیا اعلیٰ حضرت نے وعدہ فرمالیا مگر کثرت مشاغل کے باعث مستقل وقت نکالنا دشوار تھا۔ امام احمد رضا نے رات کو سونے کے وقت یا دن کو قیلولہ کا وقت متعین فرمایا حضرت صدالشریعہ مقررہ وقت پر اپنا قلم اور دوات لیکر اعلیٰ حضرت کی خدمت میں حاضر ہوتے اعلیٰ حضرت ترجمہ املا کراتے۔ (ماہنامہ فیض الرسول مارچ ۱۹۶۶ء)

نوٹ: اعلیٰ حضرت بریلوی کے کثرت مشاغل کا معنیٰ تکفیر المسلمین کا مشغلہ مراد ہے۔

اس لئے حضرت صدالشریعہ علیہ الرحمۃ کسی دن بھی رات کو بارہ بجے سے قبل مکان پر واپس نہ آئے کسی کسی دن رات کے دو بجے تک بھی دیر ہو جایا کرتی۔ (ماہنامہ فیض الرسول مارچ ۱۹۶۶ء)

حضرات گرامی! مندرجہ بالا ترجمہ قرآن کا نام کنز الایمان رکھا گیا تو اس پر بھی عرب ممالک میں پابندی لگ گئی کہ کنز الایمان ترجمہ بالکل غلط ترجمہ ہے اس کو متحدہ عرب امارات میں لانے پر بھی پابندی ہے یہ ہیں عاشق رسول کہ جنکا ترجمہ قرآن بھی بارگاہ خدا اور بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں مقبول نہ ہوسکا۔

تو پھر اس کنز الایمان کے حاشیہ پر مولوی نعیم الدین مراد آبادی بریلوی نے مختصر تفسیر لکھی لیکن ریا کاری کے طور پر ترجمہ کنز الایمان لکھا گیا جو مسلمانوں میں مقبول نہ ہوسکا۔ کیونکہ اس کے لکھنے کے اوقات ہی کچھ ایسے تھے کہ رات کو سونے کے وقت اور پھر دن دو پہر قیلولہ کے وقت تو ایسے اوقات میں لکھی جانے والی تحریریں ایسے ہی مقبول ہوا کرتی ہیں۔ اور ایسے وقت میں کیئے جانے والے کام کی قدر و منزلت یوں ہوا کرتی ہے۔ اور رابطہ عالم

اسلامی نے بھی ترجمہ کنزالایمان پر پابندی لگادی اور سعودی عرب کی وزارت الحج والاوقاف نے بھی تمام نسخوں کو ضبط کرنے کا حکم جاری کردیا اور عامۃ المسلمین کو بتایا کہ یہ ترجمہ کنزالایمان اور اس پر حاشیہ شرک وبدعت اور بے بنیاد اور خودساختہ عقائد سے بھرپور ہے لہٰذا اس سے احتراز کیا جائے تو فیضان اعلیٰ حضرت بریلوی یہ ہوا کہ اس کاغذی عاشق کا ترجمہ قرآن کنزالایمان پر پابندی لگ گئی اور اس کے مریدین ومقلدین چُوری کھانے والے مجنوں انکے بھی سعودی عرب کے داخلے پر پابندی لگادی گئی چنانچہ خبر پڑھیئے۔

۲۱ پاکستانی رہنماؤں کے سعودی عرب میں داخلے پر پابندی

بندرگاہ اور ہوائی اڈے پر تصویریں لگادی گئیں، شجاع آباد نمائندہ جنگ ۔حکومت سعودی عرب نے کالعدم جمیعت علماء پاکستان کے ۲۱ ممتاز علماء کے سعودی عرب میں داخلہ پر پابندی لگادی ہے اور ان کی تصاویر جدہ ائرپورٹ اور بندرگاہ پر آویزاں کردی ہیں یہ، انکشاف مولانا احترام الحق تھانوی کے چھوٹے بیٹے مولنا تنویرالحق تھانوی نے یہاں جنگ سے باتیں کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے بتایا کہ مولنا شاہ احمد نورانی، مولنا عبدالستارخان نیازی، مولنا محمد اکبر ساقی، شاہ فریدالحق، علامہ سعید احمد کاظمی، منظور احمد فیضی کی تصاویر حفاظتی عملہ اور اینٹلی جنس ایجنسی کو بھی مہیا کردی گئیں ہیں۔

(روزنامہ جنگ لاہور منگل ۱۹ ربیع الاول ۱۴۰۶ ہجری 3 دسمبر 1985ء جلد نمبر ۶ نمبر ۴۳)

مندرجہ بالا کاغذی عاشقوں کی خبر شائع ہونے کے بعد شہر گوجرانوالہ پنجاب کے ایک ماہنامہ رضائے مصطفیٰ میں یوں رونا رویا گیا۔ چنانچہ خبر ملاحظہ فرمائیں:

داخلہ بندی انہی دنوں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ جمیعت علماء پاکستان کے ۲۱ مقتدر رہنماؤں کے سعودی عرب میں داخلے پر پابندی عائد کردی گئی ہے ان رہنماؤں میں مولانا شاہ احمد نورانی، مولنا عبدالستار خان نیازی، میاں جمیل احمد شرق پوری، شاہ فریدالحق، علامہ سید احمد سعید کاظمی اور مولنا منظور احمد فیضی شامل ہیں۔

(ماہنامہ رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ پاکستان جمادی الاولی ۱۴۰۶ ہجری مطابق جنوری 1986ء جلد نمبر ۲۸ شمارہ نمبر ۱)

قارئین ذی وقار! اعلیٰ حضرت بریلوی کے جانشین کی سعودی عرب کے شہر مکہ مکرمہ میں گرفتاری پر بریلویوں کا واویلا ملاحظہ فرمائیں:

مولوی اختر رضا خان مکہ میں گرفتار

لندن ۴ ستمبر۔ نمائندہ خصوصی، ورلڈ اسلامک مشن لندن کے مطابق بھارت کے معروف عالم دین مولنا اختر رضا خان بریلوی کو مکہ میں گرفتار کر لیا گیا ہے وہ حج کرنے سعودی عرب گئے تھے اختر رضا خان مکہ اور مدینہ کو کھلے شہر قرار دینے کا مطالبہ کرنے والے مسلمانوں میں شامل ہیں سعودی سفارت خانہ نے انکی گرفتاری سے لاعلمی کا ظاہر کی ہے۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور جمعۃ المبارک ۲۹ ذوالحجہ ۱۴۰۶ ہجری 5 ستمبر 1986ء جلد نمبر ۴۶ شمارہ نمبر ۳۳۹)

مولوی اختر رضا خان بریلوی کی مکہ مکرمہ میں گرفتاری پر احتجاج

لاہور ۵ ستمبر، پ ر۔ جماعت اہلسنت پاکستان کے رہنما پیر سید محمد یعقوب شاہ آف پھالیہ، مرکز اہل سنت پاکستان کے سربراہ علامہ احمد علی قصوری، جماعت اہلسنت لاہور کے رہنماؤں مولنا شمس الزمان قادری، مولنا غلام نبی جانباز مجلس عمل، علماء اہلسنت کے رہنما صاحبزادہ مصطفیٰ اشرف رضوی، انجمن طلبہ اسلام پاکستان کنزالایمان سوسائٹی ۔ دیگر اہلسنت تنظیموں نے دنیا کے کروڑوں مسلمانوں کے روحانی اور مذہبی پیشوا برصغیر کے نامور عالم دین اور شاہ احمد رضا خان بریلوی کے جانشین مولنا اختر رضا خان بریلوی کی سعودی عرب کے شہر مکہ میں گرفتاری پر شدید غم وغصے کا اظہار کیا ہے پیر سید محمد یعقوب شاہ آف پھالیہ نے پاکستان کی حکومت سے مطالبہ کیا ہے کہ مولنا اختر رضا خان بریلوی کی رہائی کے لئے حکومت سعودیہ سے سفارتی سطح پر فوراً بات چیت کی جائے۔ پیر آف پھالیہ نے سعودی حکومت کے اس قابل مذمت رویہ پر دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ ایران کے سینکڑوں حجاج کرام کو بھی گرفتار کیا جا چکا ہے مکہ اور مدینہ جیسے مقامات پر آزادی سلب

کرنا زبان بندی کرنے کا عمل بند نہ کیا گیا تو اس ملک میں بھی انکی آمد پر آزادی نہیں دی جائے گی اور جماعت اہلسنت مزاحمت کرے گی دریں اثناء مرکزی مجلس رضا نوری مسجد کے ہنگامی اجلاس میں بھی اس واقعہ کی مذمت کی گئی اور غم وغصہ کا اظہار کیا گیا۔ انجمن طلبہ مدارس عربیہ کے مرکزی صدر محمد اسحاق ظفر محمد اعظم نورانی اور محمد جمشید سعیدی نے مولنا اختر رضا بریلوی کی گرفتاری پر شدید ردعمل کا اظہار کیا ہے۔ تنظیم المدارس پاکستان کے ناظم اعلیٰ محمد عبدالقیوم ہزاروی۔ اوروارالعلوم جامعہ نظامیہ لاہور کے اساتذہ نے ایک مشترکہ بیان میں مولنا اختر رضا خان بریلوی کی گرفتاری پر شدید احتجاج کیا ہے۔ انہوں نے کہا ہے کہ سعودی حکومت کے اس اقدام سے کروڑوں عقیدت مندان اعلیٰ حضرت کو دلی تکلیف پہنچی ہے۔ انہوں نے حکومت پاکستان سے مطالبہ کیا ہے کہ سعودی حکومت کو پاکستانی مسلمانوں کے جذبات سے آگاہ کیا جائے اور ان کو بلاتاخیر رہا کیا جائے۔

(روزنامہ نوائے وقت لاہور ہفتہ ۳۰ ذوالحجہ ۱۴۰۶ ہجری ۶ ستمبر ۱۹۸۶ء جلد نمبر ۴۶ شمارہ نمبر ۳۴۰)

مولوی اختر رضا بریلوی کی فوری رہائی کا مطالبہ

لاہور۔ پ ر۔ جماعت اہلسنت پاکستان کے رہنما قاری زوار بہادر، انجمن طلباء مدارس عربیہ کے مرکزی صدر محمد اسحاق ظفر سابق، مرکزی صدر محمد اعظم نورانی، ضلع لاہور کے ناظم اعلیٰ محمد جمشید سعیدی، تنظیم المدارس پاکستان کے ناظم اعلیٰ مفتی عبدالقیوم ہزاروی دارالعلوم جامعہ نظامیہ لاہور کے ناظم اعلیٰ مفتی عبدالقیوم قادری ہزاروی اور دیگر اساتذہ، جماعت اہلسنت پاکستان کے رہنما پیر سید محمد یعقوب شاہ آف پھالیہ، علامہ احمد علی قصوری، مولنا شمس الزمان قادری، مولنا غلام نبی جانباز، صاحبزادہ مصطفیٰ اشرف رضوی، انجمن طلباء اسلام پاکستان، انجمن طلبہ مدارس عربیہ، جمعیت علماء پاکستان کے رہنما محمد شفیق بٹ، کنزالایمان سوسائٹی اور دیگر اہلسنت تنظیموں نے سعودی عرب میں مولنا اختر رضا خان بریلوی کی مبینہ گرفتاری پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے انکی فوری رہائی کا مطالبہ کیا ہے۔

(روزنامہ جنگ لاہور۔ منگل ۳ محرم ۱۴۰۷ ہجری ۹ ستمبر ۱۹۸۶ء جلد نمبر ۶ نمبر ۳۱۴)

باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت ABC CERTIFIED پاکستان کے ہر روزنامہ سے زیادہ

THE DAILY JANG LAHORE

روزنامہ جنگ لاہور

۱۲ صفحات — قیمت فی پرچہ ایک روپیہ ۵۰ پیسے

جلد ۶ — منگل ۱۹ ربیع الاول ۱۴۰۶ھ ۳ دسمبر ۱۹۸۵ء — نمبر ۳۲

TUESDAY DECEMBER 3, 1985

۱۴ پاکستانی رہنماؤں کے سعودی عرب میں داخلے پر پابندی
بندرگاہ اور ہوائی اڈے پر تصویریں لگا دی گئیں

شجاع آباد (نامہ نگار جنگ) حکومت سعودی عرب نے کالعدم جمعیت علمائے پاکستان کے ۱۴ ممتاز علماء کے سعودی عرب میں داخلہ پر پابندی لگا دی ہے۔ اور ان کی تصاویر جدہ ائرپورٹ اور بندرگاہ پر آویزاں کر دی ہیں۔ یہ انکشاف مولانا احترام الحق تھانوی کے چھوٹے بیٹے مولانا تنویر الحق تھانوی نے یہاں جنگ سے باتیں کرتے ہوئے کیا۔ انہوں نے بتایا کہ مولانا شاہ احمد نورانی، مولانا عبدالستار خان نیازی، مولانا محمد اکبر ساقی، شاہ فرید الحق، علامہ سعید احمد کاظمی، منظور احمد فیضی کی تصاویر حفاظتی عملہ اور انٹیلی جنس ایجنسی کو بھی مہیا کر دی گئی ہیں۔

باقاعدہ تصدیق شدہ اشاعت ABC CERTIFIED پاکستان کے ہر روزنامہ سے زیادہ

THE DAILY JANG LAHORE

روزنامہ جنگ لاہور

۱۴ صفحات — قیمت فی پرچہ ۲ روپے

جلد ۶ — منگل ۳ محرم ۱۴۰۷ھ ۹ ستمبر ۱۹۸۶ء — نمبر ۳۱۴

TUESDAY, SEPTEMBER 9, 1986.

مولانا اختر رضا بریلوی کی فوری رہائی کا مطالبہ

لاہور (پ ر) جماعت اہلسنت پاکستان کے رہنما قاری زوار بہادر، انجمن طلباء مدارس عربیہ کے مرکزی صدر محمد الحق ظفر، سابق مرکزی صدر محمد اعظم نورانی، ضلع لاہور کے ناظم اعلیٰ محمد جنید سعیدی، تنظیم المدارس پاکستان کے ناظم اعلیٰ مفتی محمد عبدالقیوم ہزاروی، دارالعلوم جامعہ نظامیہ لاہور کے ناظم اعلیٰ مفتی عبدالقیوم قادری ہزاروی اور دیگر اساتذہ، جماعت اہلسنت پاکستان کے رہنما پیر سید محمد منتخب شاہ آف چھالیہ، علامہ احمد علی قصوری، مولانا حسن الرحمن قادری، مولانا غلام نبی جانباز، صاحبزادہ مصطفیٰ اشرف رضوی، انجمن طلباء اسلام پاکستان، انجمن طلبہ مدارس عربیہ، جمعیت علماء پاکستان کے رہنما محمد شفیق بٹ، کنز الایمان سوسائٹی اور دیگر اہلسنت تنظیموں نے سعودی عرب میں مولانا اختر رضا خان بریلوی کی بے جا گرفتاری پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے ان کی فوری رہائی کا مطالبہ کیا ہے۔

۴۸۶
۹۲
وَلَسَوْفَ يُعْطِيكَ رَبُّكَ فَتَرْضٰى
(آیۂ شریفہ)
کلھم یطلبون رضائی وانا اطلب رضاک یا محمد
(حدیث نبوی)
رجسٹرڈ
ایل نمبر ۷۱۱۶
خدا کی رضا چاہتے ہیں دو عالم
خدا چاہتا ہے رضائے محمد ﷺ
بفیضانِ کرم:
محدث اعظم پاکستان، شیخ الحدیث
مولانا محمد سردار احمد صاحب
فیصل آبادی رحمۃ اللہ علیہ
بیادگار:
اعلیحضرت امام اہلسنت مجدد دین وملت
مولانا شاہ احمد رضا خاں صاحب
بریلوی قدس سرہ العزیز
بفیضانِ نظر:
مولانا ابوداؤد
محمد صادق مدظلہ العالی
خطیب زینۃ المساجد دارالسلام گوجرانوالہ
ہے رضائے مصطفی میں رب کعبہ کی رضا
رب کعبہ کی رضا میں ہے رضائے مصطفی
ماہنامہ
رضائے مصطفیٰ گوجرانوالہ
(پاکستان)
اہلسنت وجماعت کا محبوب ترجمان
یہی ہے آرزو تعلیم قرآں عام ہو جائے
ہر اک پرچم سے اونچا پرچم اسلام ہو جائے
مدیر:
محمد حفیظ نیازی
سالانہ چندہ
۲۵ روپے
یکے از مطبوعات جماعت رضائے مصطفیٰ
زینۃ المساجد دارالسلام گوجرانوالہ
فی پرچہ
۲-۵۰ روپے

جمادی الاولیٰ ۱۴۰۶ھ مطابق جنوری ۱۹۸۶ء

سخنہائے گفتنی

ملکی و ملی عامہ تقاضوں کو بالائے طاق رکھ کر مخالفین اہلِ سنّت و
منکرین میلاد و صلوٰۃ کے منظور شدہ اور غیر منظور شدہ رسائل
کتب پمفلٹ اور اشتہارات کے ذریعے اور زبانی و تقریری طور
پر بھی بریلوی اہلِ سُنّت کے خلاف مسلسل زہر اگلا جا رہا ہے
بلکہ یہود و ہنود کی خوشنودی کے لیے معاذ اللہ انہیں صریح
طور پر مشرک و بدعتی قرار دیا جا رہا ہے۔ بالخصوص امام اہلِ سُنّت
اعلیٰحضرت امام احمد رضا خاں بریلوی علیہ الرحمۃ کے خلاف پوری
بے ایمانی بددیانتی اور کذب بیانی کے ساتھ دریدہ دہنی و خبثِ
باطنی اور سب و شتم کا مظاہرہ کیا جا رہا ہے۔ لہٰذا اس مہم کے
بالمقابل "رضائے مصطفےٰ" کا ہلکا سا ردِ عمل مجبوراً اور محض
مسلک اہلِ سُنّت کے تحفظ و دفاع کی ادنیٰ سی خدمت
اور اپنی مظلومیت پر صدائے احتجاج ہے۔ اس لئے حکومت و
پبلک بالخصوص پریس برائے توجہ کی طرف سے ہماری اس مجبوری

اور "رضائے مصطفےٰ" کے بالمقابل مخالفین کی بڑھتی ہوئی
شرانگیزی، مشرک گری اور صریح جارحیت کو پیشِ نظر رکھ کر تمام صورتِ
حال کا بنظرِ انصاف جائزہ لیا جائے۔

"الاسلام" غیر مقلدین کے ترجمان ہفت روزہ "الاسلام" نے
۱۳ دسمبر کی اشاعت میں بظاہر فرقہ پرستی کا رونا روتے ہوئے
فرقہ وارانہ لٹریچر کے سلسلہ میں بعض "دیوبندی بریلوی"
کتابوں کا حوالہ تو دیا ہے۔ لیکن کمال بددیانتی اور دھوکہ دہی
کے طور پر اس نے احسان الٰہی ظہیر کی مجموعہ کذب و خرافات کتاب
"البریلویت" اور سعودی عرب کے لاکھوں روپے کے مفت
تقسیم کئے جانے والے اسی وسیع لٹریچر کا ذکر گول کر دیا ہے۔ جو
دھڑا دھڑ پبلک طور پر تقسیم کیا جا رہا ہے۔ اور بالخصوص
تعلیمی اداروں میں پہنچایا جا رہا ہے۔ جس میں محمد بن عبدالوہاب
کی تبلیغ و تحریک کے تحت مسلمانانِ پاکستان و عالمِ اسلام
کی غالب اکثریت کو نہایت بیدردی و سنگدلی کے ساتھ
بدعتی و مشرک قرار دے کر فضا کو مکدر بنایا جا رہا ہے جس
کی انتہا یہ ہے کہ علامہ احمد سعید کاظمی۔ خواجہ غلام حمید الدین
سیالوی۔ مولانا شاہ احمد نورانی اور مولانا عبدالستار خاں نیازی جیسی

(باقی صفحہ ۔۔)

(نوٹ:۔ شمارہ ہذا سے "رضائے مصطفےٰ" کا چندہ سالانہ ۲۵ روپے اور فی پرچہ دو روپے پچاس پیسے ہو گیا ہے۔)

فکر انگیز

فرقہ وارانہ کشمکش کے متعلق ”الہام“ (بہاولپور) کا اداریہ

(پاکستان سعودی عرب اور تمام بہی خواہان ملک و ملت کے لئے لمحۂ فکریہ)

دوسرے مسلک اور عقیدے پر اعتراض کرنا اور اس کے ماننے والوں کو معتوب و مقہور قرار دینا آج کل ایک فیشن بن گیا ہے۔ خاص طور پر اہلِ سنت و جماعت جو بریلوی مکتبِ فکر سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس سلسلے میں بہت مظلوم ہیں۔ جب سے سعودی عرب میں سیال سونے کی ریل پیل ہوئی ہے اور وہاں بعض پاکستانی جماعتوں کا تعلق بڑھا ہے۔ انہوں نے مولانا احمد رضا خاں بریلوی اور اُن کے ماننے والوں کا جینا دوبھر کر دیا ہے۔ آئے دن کوئی نہ کوئی ایسا شوشہ چھوڑ دیا جاتا ہے جو اُن کے مسلک و عقیدے کی راہ میں رکاوٹ بن سکتا ہے

پہلے اُن لوگوں کو یہ اعتراض تھا کہ یہ درود و سلام کیوں پڑھتے ہیں۔ اور روضہ مبارک کی جالیوں کو بوسہ کیوں دیتے ہیں۔

اب انہوں نے اس پر اکتفا نہیں کیا بلکہ سعودی عرب سے نکل کر دوسرے ممالک میں بھی اپنے عقائد کو بروئے کار لانے کی تدابیر اختیار کرنی شروع کر دی ہیں۔ یہ چاہتے ہیں کہ تمام مسلم ممالک چاہے وہ کسی مسلک اور عقیدے سے تعلق رکھتے ہیں سعودی عرب کے طریقوں کے پیروکار بن جائیں چنانچہ اس کا مظاہرہ ”امام کعبہ“ نے اپنے حالیہ دورۂ پاکستان کے موقعہ پر بھی کیا ہے۔ انہوں نے یہ مطالبہ کیا ہے کہ پاکستان میں عید میلاد النبی کے جلوسوں پر پابندی لگائی جائے۔ اور عید میلاد النبی کی بجائے سیرت کانفرنسیں منعقد کرانے کا اہتمام کیا جائے۔ غالباً انہیں کو خوش کرنے کے لئے کسی میمنہ چیئرمین کانفرنس میں درود و سلام پر بھی اعتراض کیا گیا ہے

داخلہ بند:۔ انہی دنوں یہ خبر بھی شائع ہوئی ہے کہ جمعیت علماء پاکستان کے ۱۲ مقتدر رہنماؤں کے سعودی عرب میں داخلے پر پابندی عائد کر دی گئی ہے۔ ان رہنماؤں میں مولانا شاہ احمد نورانی۔ مولانا عبدالستار خاں نیازی میاں جمیل احمد شرقپوری۔ شاہ فریدالحق۔ علامہ سید احمد سعید کاظمی اور مولانا منظور احمد فیضی شامل ہیں۔

کنز الایمان:۔ اس سے قبل حکومت سعودی عربیہ مولانا احمد رضا کے ترجمہ قرآن ”کنز الایمان“ پر پابندیاں عائد کر چکی ہے۔ یہ اور اس قسم کے اقدامات خدمتِ اسلام کے جذبے سے نہیں کئے جا رہے بلکہ ان سے مدعا دوسروں کی دل آزاری ہے ورنہ اوّل تو اس ملک میں بھی جو تمام مسلمانانِ عالم کا مرجع و منبع ہے۔ اور جس کی حرمت بلا تفریق ہر مسلم فرد اپنا فرض تصور کرتا ہے۔ ایسی پابندی عائد کرنا جو مسلمانوں کے دینی عقائد سے تعلق رکھتی ہو۔ بڑا ظلم ہے پھر اپنے ملک کے علاوہ دوسرے اسلامی ممالک میں بھی ان امور کی ترویج و اشاعت

حضرات گرامی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام نہاد عاشقوں کے بارے میں آپ بخوبی پڑھ چکے ہیں کہ کیا حال ہوا، اور ان حضرات کے ترجمہ کنز الایمان کا حال بھی آپ نے پڑھ لیا اور علماء اہلسنت دیوبند کے شیخ المحدثین مقدام المفسرین حضرت مولنا شیخ الہند محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمۂ قرآن اور شیخ الاسلام سید المفسرین وسید المحدثین حضرت مولنا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر بنام تفسیر عثمانی کا مقام اور مقبولیت کا اندازہ کیجیے کہ ان حضرات نے اللہ تعالی کی رضا اور خوشنودی کی خاطر ترجمۂ قرآن وتفسیر کی تو بارگاہ خدا اور بارگاہ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں اس قدر مقبول ہوئی کہ سعودی عرب حکومت نے اپنے خرچ پر ہزاروں کے حساب سے طبع کرائی اور علماء اہلسنت دیوبند کی تفسیر عثمانی کے بارے میں سعودی عرب حکومت نے یہ لکھا ہے، ملاحظہ فرمایئے:

قرآن کریم کے اُردو ترجمہ وتفسیر کی اہمیت کو مدنظر رکھتے ہوئے شاہ فہد پرنٹنگ کمپلکس کی مرکزی مجلس شوری نے تراجم وتفاسیر سے متعلق منعقد ہونے والے خصوصی اجلاس میں اس (تفسیر عثمانی) کی طباعت ونشر کا بھی فیصلہ کیا گیا، شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلکس انتہائی مسرت کے ساتھ خادم حرمین شریفین شاہ فہد بن عبدالعزیز آل سعود حفظہ اللہ کی طرف سے یہ قرآن کریم اُردو خواں مسلمانوں کی خدمت میں ہدیہ پیش کرتا ہے۔ (منقول از دیباچہ تفسیر عثمانی صفحہ ۲ مطبوعہ حکومت سعودی عرب)

قارئین کرام! تو تجربہ شاہد ہے کہ بریلویوں کے اکثر اعمال تو ریاکاری ہی پر مبنی ہوتے ہیں اس لیے یہ حضرات ہر میدان میں بہت بری طرح ناکام ہوئے ہیں لیکن مولوی احمد رضا خان بریلوی تو دنیا سے چلے گئے تو اس کے خاص مریدین کے واسطے سے مولوی احمد رضا خان بریلوی کا دین تکفیر چل رہا ہے ان حضرات کی روٹی اسوقت تک ہضم نہیں ہوتی جب تک یہ لوگ مخلص مسلمانوں کو کافر نہ کہیں اور بے نمازی جاہلوں اور قبر پرستوں کو بریلوی اور مشائخ نے یہ سمجھا رکھا ہے کہ اگر تم جاہل ہو اور بے نمازی ہو اور بے عمل ہو تو کیا ہے بس یا رسول اللہ تو کہتے ہو، لیکن تم دیوبندی علماء اور مشائخ سے کہیں درجہ بہتر ہو اگر دیوبندیوں کے پاس جاؤ گے تو تمہارا دین خراب ہو جائے گا اور اپنے متعلقین ومریدین کو دیوبندی علماء سے بچانے کی از حد فکر رہتی ہے اور بڑے اہتمام سے ان کے پاس نہ جانے کی تاکید کرتے ہیں کیونکہ وہ یہ سمجھتے ہیں کہ اگر یہ وہاں گئے تو وہ علوم نبوت پائیں گے

اور اعمال صالحہ ان کے سامنے آئیں گے اتباع سنت نظر آئے گا اور یہ چیزیں ایسی ہیں کہ جو کلمہ اسلام پڑھنے والے کو فوراً جذب کر لیتی ہیں۔ ہمارے عوام بریلوی جب دیوبندیوں کے پاس جائیں گے تو پھر انہی کے ہو کر رہ جائیں گے لہٰذا اس بات پر بہت زور دیا جاتا ہے کہ تم دیوبندیوں سے بچو کیونکہ ہم لوگوں سے چندے مانگتے ہیں اور دیوبندی لوگوں سے بندے مانگتے ہیں کہ ہمارے پاس بھیجو ہم انکو دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پڑھائیں گے ہم کہتے ہیں کہ بریلویوں کے نام نہاد مولویوں اور جھوٹی پیری مریدی کرنے والے سجادہ نشینوں۔ دیوبندی علماء کے پاس آؤ تو سہی اور ان کے پاس رہ کر ان کے عقائد حقہ معلوم تو کرو اور انکی زندگی میں اتباع سنت تو دیکھو تو تمہیں یقین آجائے گا کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی نے ان حضرات پر بے بنیاد الزامات اور اتہامات کے تیر چلائے اور انکی تکفیر میں کذب بیانی کا خوب سہارا لیا تو مولوی احمد رضا خان بریلوی کی کافرگری کا اتباع کر کے تم تو اپنی عاقبت خراب نہ کرو۔ اور اپنے عوام الناس کو گمراہی کے اندھیروں میں نہ ڈالو یہ دنیا چند روزہ ہے ختم ہو جانے والی ہے قبر میں جانا ہے اور میدان حشر برپا ہونا ہے تو اعمال کا حساب ہوگا۔ آپ لوگ مراقبہ اور استخارہ کریں اور تنہائیوں میں بیٹھ کر غور و فکر کریں کہ جس راہ پر تم چل رہے ہو اور اپنے ماننے والوں کو چلنے کی دعوت عام دے رہے ہو کیا یہ اللہ تعالیٰ کے پیارے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقے کے مطابق ہے؟

کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تیجے، ساتویں، دسویں، چالیسویں، ششماہی اور سالانہ ختم شریف کا اہتمام فرماتے تھے؟ کیا عہد رسالت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام اور تبع تابعین رحمۃ اللہ علیہم کے دور میں قبل اذان صلوٰۃ وسلام پڑھتے تھے؟ اور جماعت کھڑی ہونے کے وقت تکبیر کہنے سے قبل صلوٰۃ وسلام پڑھا جاتا تھا؟ اور کیا عہد رسالت سے لے کر مولوی احمد رضا خان بریلوی کے تشریف لانے سے قبل تک انگوٹھے چومنے کی بدعت پر کسی نے عمل کیا؟ کیا یہ عمل کسی صحیح مرفوع روایت سے صحیح طور پر ثابت ہے کہ جس پر تم اپنی من مانی کر کے سنت مطہرہ کے عمل سے یقیناً محروم ہو چکے ہو۔

اور کیا قبور پر بعد از دفن اذان کا حکم کرتے تھے تو کیا عہد نبوت میں قبور کا طواف ہوتا تھا۔ یا قبور کو سجدہ کرتے تھے یا صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم میلاد شریف کا جلوس نکالتے تھے۔ العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ ہرگز ایسا نہ کرتے تھے رضا خانی شریعت نے یہ باتیں اور بہت سی ایسی بدعات دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم میں داخل

کردیں ہیں لیکن علماء اہلسنت دیوبند اللہ تعالی کے فضل وکرم سے ہمیشہ حق پر رہے ہیں اور ہمیشہ رہیں گے اور یہ حضرات سنت اور بدعت کا فرق لوگوں کو واضح طور پر قرآن وسنت کی روشنی میں بتاتے ہیں اور بتاتے رہیں گے اور بریلویوں کی طرف سے یہ بات بہت مشہور کی جاتی ہے کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ محمد بن عبدالوھاب کی کتاب التوحید کا ایک نسخہ حجاز سے لیکر آئے تھے تو تقویۃ الایمان اُسی کا ترجمہ ہے حالانکہ یہ بات بریلویوں کی خودساختہ ہے اور یہ بہت بڑا جھوٹ ہے اسمیں ذرہ برابر صداقت ہی نہیں بریلویوں کے پاس اسکا کوئی ثقہ ثبوت نہیں ہے سوائے کذب بیانی کے اور یہ حضرات کذب بیانی سے کام نہ لیں تو یہ حضرات گیس جیسی مرض کا شکار ہوجاتے ہیں بس، یہ لوگ اپنی صحت کا لحاظ رکھتے ہوئے یہ فریضہ کذب بیانی ادا کررہے ہیں حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اوران کے پوتے حضرت مولنا سید محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ خود قرآن وحدیث کے بہت بڑے عالم تھے انکو محمد بن عبدالوھاب کی کتاب التوحید سے نقل کرنے کی کوئی ضرورت نہ تھی حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے البلاغ المبین میں اور حضرت مولنا سید محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے تقویۃ الایمان میں قرآن وحدیث کو سامنے رکھ کر شرک وبدعت کی خوب تردید کی ہے تو بریلویوں کو ان کا یہ عمل پسند نہ آیا تو اس کا جوڑ توڑ جعلی طور پر محمد بن عبدالوھاب کی کتاب التوحید سے لگادیا تاکہ ان حضرات کو وہابی مشہور کیا جاسکے اور بریلویوں کا یہ طریقہ ہے کہ جو شخص انکی دکھتی رگ پر ہاتھ رکھتا ہے یعنی کہ ان کے شرک وبدعت کی خوب تردید کرتا ہے تو اسی کو وہابی اور کافر کہنے لگتے ہیں۔

حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اوران کے خاندان سے بھی بریلوی فرقہ آج تک راضی نہ ہوا۔ کیونکہ یہ حضرات داعی توحید وسنت تھے اور قامع شرک وبدعت تھے جاہل عوام کو بریلوی مکتب فکر کے علماء ومشائخ نے یہ سمجھا رکھا ہے کہ یہ دیوبندی وہابی لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں مانتے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھنے سے منع کرتے ہیں اور یہ گستاخ رسول ہیں۔ **العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ۔**

بریلویوں کے جھوٹ وافتراء پرداز نام ونہاد علماء ومشائخ اپنے جھوٹے افتراء کی سزاء تو آنکھیں بند ہوجانے کے بعد یقیناً پائیں گے لیکن ان کے عوام سے عرض کرتے ہیں کی آپ لوگ ان علماء اہلسنت

دیوبند کے پاس آئیں تو سہی پھر دیکھیں کہ سردار انبیاء امام الانبیاء سلطان الانبیاء نبی الانبیاء شمس الانبیاء حبیب کبریاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں ان کے دلوں میں کتنی عظمت اور تعظیم وتکریم ہے ۔اور جب یہ لوگ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا نام پاک محمد لیتے ہیں تو فوراً صلی اللہ علیہ وسلم کہتے ہیں جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم مقدس ہے ۔اور آپکی سنن پر کس طرح دل و جان قربان کرتے ہیں اور جتنا درود شریف علماء اہلسنت دیوبند بارگاہ رسالت میں پیش کرنے کی سعادت حاصل کرتے ہیں اگی مثال نہیں شاید ہی کوئی جماعت تمام عالم میں اتنا درود شریف پڑھتی ہو۔

اور بریلوی قبل از اذان خلاف سنت کا عملی مظاہرہ کرتے ہوئے صلوۃ وسلام کے چند کلمات پڑھکر اپنے عاشق رسول ہونے کا بے بنیاد ثبوت پیش کرتے ہیں ۔چنانچہ ایک رضاخانی بریلوی مولوی کا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس سے عشق رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

ایک بریلوی مولوی کا عشق رسول؟

چنانچہ مولوی فیض احمد اویسی رضوی بریلوی لکھتے ہیں کہ قبل اذان صلوۃ وسلام پڑھنے کی ضرورت بھی ہے وہ اس لئے کہ لاؤڈ سپیکر اور خرابی معلوم کرنے کے لیے ہیلو ہیلو ون ٹوتھری وغیرہ کہتے ہیں پھر مساجد میں انکا رواج بلکہ اب تو مساجد کا لازمی جز سمجھا جا رہا ہے تو ہمارے اہلسنت (بریلوی) نے انگریزی الفاظ کو مٹا کر درود شریف کا ورد کیا تا کہ لاؤڈ سپیکر کی نبض کا پتہ بھی چل جائے ،اور اسلام کا بھی بول بالا ہو اور پھر درود شریف پڑھنے پر وہ ہزاروں فوائد وفضائل بھی نصیب ہوں جو اللہ تعالی درود پڑھنے والے کو عطا فرماتا ہے۔ جب لاؤڈ سپیکر کے متعلق معلوم کرنا ہے پھونک ٹھونگا مار کر یا وہی انگریزی الفاظ بول کر پھر کیوں نہ ہو کہ درود شریف پڑھا جائے کہ جس سے ہزاروں سعادتیں بھی نصیب ہوں اور مطلب بھی پورا ہو۔(اذان کے وقت الصلوۃ والسلام علیک یا رسول اللہ کا ثبوت صفحہ ۵ مطبوعہ بہاولپور)

۷۸۶
۹۲

اذان کے وقت
اَلصَّلوٰۃُ وَالسَّلَامُ عَلَیْکَ یَارَسُوْلَ اللّٰہ
کا ثبوت

تصنیف

شیخ التفسیر مولانا ابوالصالح محمد فیض احمد اویسی رضوی مدظلہ

ناشر

مکتبہ اویسیہ رضویہ ـــــ ملتان روڈ بہاولپور

متعلق بھی مطلقاً روایتیں ملتی ہیں۔ پھر کیا وجہ ہے کہ وہابی دیوبندی بسم اللہ شریف پڑھنے کے لئے تو نہیں چونکتا لیکن اگر کوئی درود شریف پڑھتا ہے تو چیختا ہے کہ یہ بدعت ہے حرام ہے وغیرہ وغیرہ حالانکہ سب کو معلوم ہے اور شریعت مطہرہ کا قاعدہ ہے کہ **درود شریف کا پڑھنا کسی وقت بھی ممنوع نہیں۔** اللہ تعالیٰ نے ہر عبادت کا وقت مقرر فرمایا ہے لیکن درود شریف ایک ایسی عبادت ہے کہ جب پڑھو جہاں پڑھو جس طرح پڑھو ہر طرح سے مقبول ومحبوب ہے البتہ چند اوقات اور مقامات کو محدثین فقہاکرام نے مستثنیٰ فرمایا ہے وہ مقامات یہ ہیں۔ (۱) پیشاب پاخانے کے وقت (۲) صحبت سے یعنی عورت سے ہمبستری کے وقت (۳) اشیاء فروخت کی بولی لگانے کے وقت (۴) ٹھوکر کھاکر (۵) جانور ذبح کرنے کے وقت (۶) چھینک کے وقت (۷) تلاوت قرآن کے درمیان۔

وغیرہ وغیرہ یہ مقامات محدثین وفقہاء نے متعین فرمائے ہیں اب دیوبندیوں وہابیوں پر فرض ہے کہ وہ اذان سے قبل درود شریف کی ممانعت کی دلیل پیش کریں صرف بدعت کہہ دینے سے کوئی مسئلہ بدعت نہیں بن جاتا جب تک کہ اس کی ممانعت کی شرعی دلیل نہ ہو۔

ہمارے دلائل بفضلہ تعالیٰ ہمارے ہاں اس کے متعلق متعدد دلائل ہیں جو درج ذیل ہیں:۔

(۱) مسجد میں داخل ہونے سے قبل درود شریف پڑھنے کا ثبوت حضور علیہ السلام سے ملتا ہے۔ چنانچہ مروی ہے کہ مسجد میں داخل ہوتے وقت اور نکلتے وقت بسم اللہ اللھم صلی علی محمد کہنا حضور صلے اللہ علیہ وسلم کا معمول تھا۔

(نسیم الریاض مواہب لدنیہ زرقانی وغیرہ وغیرہ)

بحمدہ تعالیٰ ہمارا مؤذن اذان سے پہلے بسم اللہ شریف بھی پڑھتا ہے اور درود

شریف بھی وہ دونوں عمل مسجد میں داخل ہونے سے پہلے ہوتے ہیں۔ اس لئے کہ ہمارے نزدیک مسجد سے باہر اذان کہنا ضروری ہے جو اندر دیتے ہیں۔ یہ ان کی غلطی ہے روایت تمکلہ میں بھی اذان کہنے کے قبل نظر درود شریف پڑھنا ثابت ہوتا۔

۲۔ قبل اذان صلوٰۃ وسلام پڑھنے کی ضرورت بھی ہے وہ اس لئے کہ لاؤڈ سپیکر اور خرابی معلوم کرنے کیلئے (ہیلو۔ ہیلو) (ون۔ ٹو۔ تھری) وغیرہ کہتے ہیں۔ پھر مساجد میں ان کا رواج بلکہ اب تو مساجد کا لازمی جز سمجھا جارہا ہے۔ تو ہمارے اہل سنت نے انگریزی الفاظ کو مٹا کر، درود شریف کا ورد کیا تاکہ لاؤڈ سپیکر کی نبض کا پتہ بھی چل جائے اور اسلام کا بھی بول بالا ہو۔ اور پھر درود شریف پڑھنے پر وہ ہزاروں فوائد و فضائل بھی نصیب ہوں جو اللہ تعالیٰ درود پڑھنے والے کو عطا فرماتا ہے۔ جب لاؤڈ سپیکر کے متعلق معلوم کرنا ہے پھونک مار کر یا وہی انگریزی الفاظ بول کر پھر کیوں نہ ہو کہ درود شریف پڑھا جائے کہ جس سے ہزاروں سعادتیں بھی نصیب ہوں اور مطلب بھی حل ہو۔

۳۔ یہ اپنے مقام پر مسلم ہے کہ ہم اہلسنت کے نزدیک وہابیوں دیوبندیوں[1] کے پیچھے نماز نہیں ہوتی۔ البتہ ان کی نماز ہم اہلسنت کے پیچھے ہو جاتی ہے اور ظاہر ہے کہ عموماً وہابی دیوبندی سنی بن کر اہلسنت کی مساجد پر قابض ہو جاتے ہیں عوام کو امتیاز نہیں ہوتا کہ یہ اہلسنت کی مسجد ہے یا دیوبندیوں وہابیوں کی۔ درود شریف امتیاز کے لئے پڑھا۔ اس طرح سے ہمارے عوام کی نمازیں ضائع نہیں جاسکتیں اور امام کے متعلق بھی پتہ چل جاتا ہے۔ کہ یہ سنی تھا وہابی دیوبندی ہے۔

---

[1] تفصیل فقیر کی کتاب "کا فرو دیوبندی یا بریلوی" میں لکھا ہے۔

قارئین محترم! اس سے آپ حضرات بریلویوں کا عشق رسالت دیکھ لیں کہ ان حضرات کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ کس درجے کا عشق رسالت ہے جو کہ سراسر شریعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف ہے۔

آستانہ عالیہ مرولہ شریف حضرت پیر صاحبزادہ غلام نظام الدین مرولوی کا ارشاد

حضرت پیر صاحبزادہ غلام نظام الدین مرولوی ارشاد فرماتے ہیں کہ بریلوی حضرات نے ہر اذان سے متصل پہلے یا بعد میں صلوۃ وسلام کا اضافہ کر دیا ہے۔ جس طرح آج معاشرے میں نہ خالص دودھ ملتا ہے نہ خالص گھی اسی طرح خالص اذان سے بھی ہم گئے مطالعہ کی کمی کی وجہ سے میرے پاس کوئی تاریخی ثبوت نہیں ہے البتہ قیاس غالب ہے کہ شیعہ حضرات نے بھی شروع شروع میں اذان کے بعد حضرت شیر خدا کی منقبت میں چند جملوں کا اضافہ کیا ہوگا جو بعد میں رفتہ رفتہ مروج ہو کر انکی اذان کا مستقل حصہ قرار پائے۔ اب بریلوی حضرات جس اذان کو رواج دینے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں اسی پر ذرا غور فرمائیں اس دور میں جو بچے پیدا ہوں گے آگے چل کر وہ ان صلوۃ وسلام والے اضافی جملوں کو اذان کا لازمی حصہ سمجھیں گے۔ ادھر دوسرے لوگ کہیں گے کہ حضرت بلال تو یہ اذان نہیں کہتے تھے بریلوی صاحبان عام طور سے خود کو پیر پرست ظاہر کرتے ہیں اور اولیاء اللہ کی خانقاہوں کا دفاع وہ اپنے ذمے لیتے ہیں۔ سیال شریف آج تک وہی اذان ہوتی ہے جو حضرت بلال کے نام منسوب ہے ۱۶ رمضان ۱۳۹۸ ہجری بروز منگل میں سیال شریف حاضر تھا ظہر اور عصر کی نماز با جماعت ادا کرنے کی سعادت مجھے حاصل ہوئی دونوں وقت میں نے آستانہ شریف پر بلالی اذان ہی سنی بریلویوں کی اس ہٹ دھرمی کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ دونوں گروہوں میں ذہنی منافرت بڑھتی جائے گی حالانکہ ٹھنڈے دل سے سوچیں تو بنیادی عقائد دونوں گروہوں کے ایک ہی ہیں میرے ذاتی خیال میں بریلوی حضرات ناموس مصطفیٰ کی توقیر نہیں کر رہے بلکہ رسول کی محبت کی بجائے دیوبندیوں کے خلاف فرقہ وارانہ تعصب کی پرورش پر زیادہ کوشش و محنت سے کام کر رہے ہیں اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ مذہب میں ایک داخلی انتشار کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے؟

لہٰذا اذان کے معاملے میں بریلویوں کے اس تصرف کی نہ ہم تحسین کرتے ہیں اور نہ ہی تائید۔

(ہوالمعظم ۴۲-۴۳ سال اشاعت ۱۹۷۹ء مطبوعہ لاہور)

خانقاہِ معظمیہ کا صد سالہ عہدِ رُوحانیت

تالیف

صاحبزادہ غلام نظام الدین مرولوی

اِسلامک بُک فاؤنڈیشن

۲۴۹ این۔ سمن آباد۔ لاہور

عمارتوں اور حتیٰ کہ کلغی والی زیڑھیوں پر بھی یااللہ، یامحمد ہی لکھا ہوا ملے گا۔

میرے والد صاحب قبلہ نے ایک عارفانہ نکتہ پیدا کیا۔ فرمایا کہ ــــــ یامحمد میں لفظِ یا ندائیہ ہے۔ اگر مقصود حصولِ برکت و سعادت ہے تو اس کے لیے اسمِ پاک ہی بہت کافی ہے۔ ندا کے بعد، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی توجہ اپنی طرف مائل کرا کے پھر کوئی درخواست پیش نہ کرنا سوءِ ادبی ہے۔

مزید برآں

بریلوی حضرات نے ہر اذان سے متصل پہلے یا بعد میں صلوٰۃ وسلام کا اضافہ کر دیا ہے۔ جس طرح آج معاشرے میں نہ خالص دودھ ملتا ہے، نہ خالص گھی، اسی طرح خالص اذان سے بھی ہم گئے۔ ـــــــــــ

مطالعہ کی کمی کی وجہ سے میرے پاس کوئی تاریخی ثبوت نہیں ہے، البتہ قیاس غالب ہے کہ شیعہ حضرات نے بھی شروع شروع میں اذان کے بعد، حضرت شیرِ خدا کی منقبت میں چند جملوں کا اضافہ کیا ہو گا، جو بعد میں رفتہ رفتہ مروّج ہو کر اُن کی اذان کا مستقل حصّہ قرار پائے۔ ـــــــــــ

اب بریلوی حضرات جس اذان کو رواج دینے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں، اس پر ذرا غور فرمائیں! اِس دور میں جو بچے پیدا ہوں گے، آگے چل کر وہ اِن صلوٰۃ وسلام والے اضافی جملوں کو اذان کا لازمی حصہ سمجھیں گے۔ ادھر دوسرے لوگ کہیں گے کہ حضرت بلال تو یہ اذان نہیں کہتے تھے۔ ـــــــــــ

بریلوی صاحبان عام طور سے خود کو پیر پرست ظاہر کرتے ہیں اور اولیاء اللہ کی خانقاہوں کا دفاع وہ اپنے ذمے لیتے ہیں ۔ سیال شریف آج تک وہی اذان ہوتی ہے جو حضرت بلال کے نام منسوب ہے ۔ ۱۷ رمضان ۱۳۹۵ھ بروز منگل، میں سیال شریف حاضر تھا ۔ ظہر اور عصر کی نماز باجماعت ادا کرنے کی سعادت مجھے حاصل ہوئی ۔ دونوں وقت میں نے آستان شریف پر بلالی اذان ہی سُنی ۔ ———

بریلویوں کی اِس ہٹ دھرمی کا لازمی نتیجہ یہ ہوگا کہ دونوں گروہوں میں ذہنی منافرت بڑھتی جائے گی ۔ حالانکہ ٹھنڈے دل سے سوچیں تو بنیادی عقاید دونوں گروہوں کے ایک ہی ہیں ۔ میرے ذاتی خیال میں بریلوی حضرات ناموسِ مصطفےٰ کی توقیر نہیں کر رہے بلکہ رسُول کی محبت کی بجائے دیوبندیوں کے خلاف فرقہ وارانہ تعصب کی پرورش پر زیادہ کوشش و محنت سے کام کر رہے ہیں ۔ اس کا نتیجہ ظاہر ہے کہ مذہب میں ایک داخلی انتشار کے علاوہ اور کیا ہو سکتا ہے ؟ لہٰذا، اذان کے معاملے میں بریلویوں کے اِس تصرّف کی نہ ہم تحسین کرتے ہیں اور نہ ہی تائید ۔

اپنی اپنی برئیت

دیوبندی اور بریلوی دونوں سُنّی اور حنفی ہیں ۔ پھر دونوں طبقے ایک دوسرے کے خلاف بھی ہیں اور دونوں میں سے ہر ایک طبقہ انتشار پھیلانے کے اِلزام سے خود کو بری الذمہ بھی قرار دیتا ہے ۔ ———

دیوبندی کہتے ہیں کہ ——— اہلِ سُنّت وجماعت بنیادی طور پر ہم ہیں

قارئین کرام! یہ بریلوی فرقہ جو حقیقت میں توحید وسنت کے فیضان سے کوسوں دور ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی پیروی میں انکا کوئی جذبہ جہاد نہیں صرف انکا ایک ہی جہاد ہے وہ بھی جہاد علی الطعام اور بس اور امیر شریعت خطیب ایشیاء حضرت مولنا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاری رحمۃ اللہ علیہ کی تقریر سے ایک شخص نے متاثر ہوکر ایک گستاخ رسول ہندو کو قتل کیا اور یہ غازی عبدالرشید تھا کہ جس نے ایک گستاخ رسول ہندو کو قتل کیا تھا یہ بریلوی عقیدہ کا نہ تھا بلکہ دیوبندی عقیدے کا تھا پھر انگریزوں نے اسکو دہلی سنٹرل جیل میں پھانسی دیدی اور کسی بریلوی نے ناموس رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے جان ہتھیلی پر رکھی ہو تو تاریخ میں ایسا کوئی واقعہ نہیں ملتا تو بریلوی مولویوں نے اپنے عوام کو یہ باور کرایا ہے کہ دیوبندی اولیاء اللہ کو نہیں مانتے یہ بھی انکا کھلا جھوٹ ہے بلکہ علماء اہلسنت دیوبند تمام اولیاء اللہ کو مانتے ہیں مگر انکو خدا تعالی کا درجہ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درجہ ہرگز نہیں دیتے مخلوق سے شریعت اسلامیہ کے قوانین کے تحت مافوق الاسباب امور میں مدد نہیں مانگتے خدا تعالی کے بغیر مخلوق کو عالم الغیب نہیں مانتے عالم الغیب صرف اللہ تعالی ہی کی ذات پاک ہے شرعا جو ایک ولی اللہ کا مقام ہے اس کے تحت ولی اللہ کی تعظیم واکرام کرتے ہیں ، بریلوی مولوی اولیاء اللہ کو حدود ولایت سے نکال کر اتنا بڑھا چڑھا کر بیان کرتے ہیں کہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون سے کہیں اوپر لے جاتے ہیں یعنی کہ اولیاء اللہ کو خدا ہی کا درجہ دینے لگتے ہیں تو علماء اہلسنت دیوبند ایسے خلاف شرع عقائد سے بیزاری کا اعلان کرتے ہیں تو پھر بریلوی مولوی اس پر سیخ پا ہو جاتے ہیں تو پھر علماء اہلسنت دیوبند سے ناراض ہوکر انکو وہابی اور گستاخ وغیرہ القابات سے یاد کرنے لگتے ہیں بریلویت رضاخانیت کا اتباع کرنے والو اپنے بہکانے والے نام نہاد مولویوں اور لیڈروں کی باتوں میں نہ آؤ ان کے کہنے سے اپنے عقائد واعمال برباد نہ کرو اور اپنی عاقبت کی فکر کرو مرنے کے بعد یہ شرک وبدعات تمھارے وبال جان بنیں گے اور شرک وبدعات تمھیں سیدھا جہنم کی

طرف لیجانے والا سرمایہ ہے بلکہ یہ تمہیں گرفتار عذاب کرائیں گے تو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت مصطفیٰ پر چلو تا کہ جنت کے آٹھوں دروازے تمہیں پکاریں کہ اے خوش نصیب ہم سے گذر جا تو تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کو زندہ کرو اور بدعات سے نفرت کرو اور سنت جنت کا راستہ ہے اور شرک و بدعت جہنم کا راستہ ہے اور تا قیامت قرآن وسنت کو حرز جان بنالو۔ جن نام ونہاد مولوی ومشائخ کے پیچھے تم چل کر اپنی آخرت تباہ و برباد کر رہے ہو انکا جائزہ لو اور محاسبہ کرو کہ انکی خلوت اور جلوت کی زندگی دیکھو تو ان میں دنیا کا لالچ یقیناً پاؤ گے اور ذکر واذکار اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے اور خالص درود شریف کے مقابلے میں نئے نئے جعلی طریقے پاؤ گے اور یہ لوگ سنت مصطفیٰ کے فیضان سے بالکل محروم ہیں بس ان بریلوی مولویوں کو چھوڑ و اور علماء اہلسنت دیوبند جو صحیح معنوں میں قرآن وسنت کے پیروکار ہیں انکی تعلیم وتربیت پر عمل کرو یقیناً فلاح اور کامیابی پاؤ گے۔ کیونکہ علماء اہلسنت دیوبند حامی توحید وسنت ہیں اور قامع شرک وبدعت ہیں۔

دیوبندی اور بریلوی اختلافات سے تو قارئین کرام کے ذہن میں تو یہ بات آتی ہے کہ پاک وہند میں ان دو گروہوں کے اختلافات علماء اہلسنت دیوبند کی تحریرات ہیں جن میں بقول بریلویوں کے خدا تعالی کی توہین اور شان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں توہین کی گئی ہے۔ لیکن یہ تاثر ہی سراسر غلط ہے کہ علماء اہلسنت دیوبند مثلاً حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولانا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ، شیخ المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ، فقیہ اعظم قطب الاقطاب امام ربانی حضرت مولنا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور حکیم الامۃ مجدد دین وملت حضرت مولنا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے اکابر اُمت گستاخ رسول؟ العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ۔ انکی عبارات قطع وبرید سے بنائی گئی ہیں ورنہ ان اکابر دیوبند کی عبارات بالکل صحیح بے غبار اور یقیناً بے داغ ہیں اور ان کے مطالب ومفہوم جو بریلوی حضرات نے بیان کئے ہیں وہ ان کے خودساختہ ہیں تقریباً ایک صدی ہونے والی ہے۔ ان اکابر دیوبند کی

تحریرات اور کتب بارہا ان کے خودساختہ مفہومات سے برأت کا اظہار کر چکی ہیں۔ لیکن آج تک ان حضرات اکابر دیوبند کو بزور کافر بنانے پر ان کے مخالفین اور انکی روحانی اولاد سانپ کی لکیر پیٹ رہے ہیں اللہ تعالی کے فضل وکرم سے علماء اہلسنت دیوبند نے بریلویوں کی طرف سے تمام ترفرسودہ اعتراضات اور بے بنیاد الزامات کا کئی مرتبہ براہین قاطعہ اور دلائل ساطعہ سے جوابات دے چکے ہیں اس کے علاوہ یہ تاثر بھی غلط ہے کہ بریلوی دیوبندی اختلافات کا سبب علماء اہلسنت دیوبند کی صرف عبارات ہیں بلکہ اس اختلاف کی اصل مذہبی بنیاد وہ عقائد ہیں جنکا تعلق توحید باری تعالی رسالت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ہے اور عقائد کے بعد بہت سے کام ہیں جنہیں بریلوی حضرات دین مصطفیٰ سمجھتے ہیں اور بڑھ چڑھ کر ان میں حصہ لیتے ہیں لیکن حنفی دیوبندی حضرات ان کاموں کو قرآن وسنت سے ثابت نہ ہونے کے وجہ سے بدعت کہتے ہیں اس کے علاوہ سیاسی بنیاد اختلاف یہ ہے کہ بریلوی حضرات کے اعلیٰ حضرت بریلوی انگریز کے حامی تھے اور علماء اہلسنت دیوبند انگریز کے باغی تھے جسکا ثبوت بھی لگے ہاتھ ملاحظہ فرمالیجئے کہ اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی انگریز بدبخت کے بارے میں اپنا تاثر کن الفاظ میں بیان فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں، چنانچہ روئداد مجاہدین ہند نے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کی کتاب کلمۃ الحق کے باب دوم صفحہ ۵۴ اور باب سوم صفحہ ۹۷-۹۸ وغیرہ کا اقتباس نقل کیا ہے جو حرف بحرف قارئین محترم کی خدمت میں پیش ہے، پڑھ لیجئے اور دوسروں کو بھی اس اقتباس کے پڑھنے کی دعوت دیجئے تا کہ یہ بات خود اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کی زبان سے ہی واضح ہوجائے کہ انگریز بدبخت کا وظیفہ خوار خود اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی ثابت ہوتے ہیں:

''مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح رضا خان فضل رسول بدایونی) اور اُن کے ہمنوا طبقہ کو انگریزوں نے خرید لیا۔ یہ واقعات انیسویں صدی کے وسط سے ہی شروع ہوجاتے ہیں۔ قدیم بریلوی خان کی کتابوں کا

جو کہتے ہیں ایک ہزار کے لگ بھگ تصانیف رکھتے تھے۔ مجھے ۳۱ رمئی ۱۹۶۳ء ایک اخبار کا نامکمل تراشا ملا تھا جو میں نے محفوظ کر لیا تھا جس سے احمد رضا خان کے دُرون خانہ کا سُراغ ملتا ہے اور یہ تراشا بھی کسی عثمانی کے جواب میں ہے۔ لکھا ہے:

محترم عثمانی صاحب سے درخواست ہے کہ کیا شاہ اسماعیلؒ کا حضرت عمرؓ کی سنت پر عمل کرنا جرم ہے؟ آخر ثواب کسے کہتے ہیں۔ اب آخر میں محترم کے علم میں اضافے کے لئے چند اور باتیں درج ذیل کی جاتی ہیں۔

۱۔ چونکہ ہماری حکومت (یعنی انگریز حکومت (خواص)) ہم پر حد درجہ مہربان وشفیق ہے اور وہابیوں کے خلاف ہماری مدد واعانت مالی ودیگر ذرائع سے کرتی ہے اور اُس نے نہ ہماری ذمہ داری لے رکھی ہے بلکہ ماہوار زر کثیر ہمیں باقاعدگی سے ادا کرتی ہے لہٰذا تمام مسلمانوں کو اُس کی اطاعت فرض ہے۔ اور وہابیوں نے جو افراتفری ہماری مہربان حکومت کے خلاف مچا رکھی ہے ہم اُس کی مسلمانان ہند کی پیشوا کی حیثیت سے پُرزور مذمت کرتے ہیں۔ اپنی حکومتِ الٰہیہ (انگریز حکومت؟ لاحول ولاقوۃ) کے حق میں دُعائے خیر کرتے ہیں۔ (از احمد رضا خان بریلوی کلمۃ الحق باب ۲ صفحہ ۵۴)

۲۔ ہماری مہربان حکومت نے ہماری (رضا خانی بریلوی ذرّیت) جتنی امداد کی ہے اگر ہم وہ تمام روپیہ وہابیوں کے قلع قمع کرنے اور مخالفت میں صرف کرتے تو وہ فتنہ اب تک مٹ چکا ہوتا اور ہماری حکومت کو کسی قسم کی دشواری کے بغیر امن وسکون سے حکومت کرنے کا موقع ملتا مگر افسوس ہے کہ ذاتی اخراجات بحیثیت پیشوا ہونے کے تھے کہ ہم اس پوری رقم سے نصف یا اُس سے بھی کم اپنے پاس رکھتے ہیں۔ توقع ہے کہ ہماری حکومت اب ہمیں مزید امداد (مالی) دے کر اپنی فلاح کا سامان بطریق احسن کرے گی۔ (از احمد رضا خان بریلوی، کلمۃ الحق ب ۳ صفحہ ۹۷)

دیکھا کس ڈھنگ سے اپنی سرکار سے مال بٹورنے کے ہتھکنڈے استعمال کررہے ہیں اور جہادی کاموں کو فتنہ سے تعبیر کرتے ہیں۔ (خواص)

۳۔ وہابی علماء اپنے پیشوا سیّد احمد قتیل اور اسماعیل قتیل دہلوی کے طرز عمل کی پیروی کرتے ہوئے پھر ہماری حکومت کی مخالفت کررہے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ جس طرح سیّد احمد قتیل اور اسماعیل قتیل حکومتِ الٰہیہ کی مخالفت جیسے جرم کی پاداش میں کتے بلکہ خنزیروں کی موت (نعوذ باللہ) نصیب ہوئی اسی طرح آج کل کے نام نہاد علماء جو دراصل ڈاکوؤں کا گروہ ہیں، بھی منہ کی کھائیں گے۔ وہ ہماری مہربان حکومت کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے۔ حکومت کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہر آن وہر میدان میں اُس کے مددگار اور داعیٔ خیر ہیں۔ (از رضا خان بریلوی، کلمۃ الحق باب ۳ صفحہ ۹۸)

سکھ اور انگریز حکومت ان کے نزدیک حکومتِ الٰہیہ کہلائی۔"

(روئیداد مجاہدینِ ہند صفحہ ۴۷ تا ۵۴ بار اوّل ۱۹۸۳ء مطبوعہ لاہور)

قارئین محترم! آپ اپنے دل سے ہی فیصلہ فرمالیجیئے کہ انگریز بدبخت کی اطاعت کو فرض کس نے کہا اور انگریز سے مالی امداد واعانت اور دیگر ذرائع سے کون روپیہ پیسہ لیتا رہا اور انگریز بدبخت کے حق میں دُعائے خیر کون کرتا رہا تو اس بارے میں جناب محمد خواص خاں کی کتاب روئیداد مجاہدینِ ہند میں اعلیٰ حضرت بریلوی کا کردار بخوبی پڑھ لیا ہے۔ اب آپ حضرات روئیداد مجاہدینِ ہند کی کتاب کا عکس بھی ملاحظہ فرمائیں۔

نام کتاب ـــــــ روئیداد مجاہدین ہند
مصنف ـــــــ محمد خواص خاں
ناشر ـــــــ مکتبہ رشیدیہ لمیٹڈ لاہور
مطبع ـــــــ زاہد بشیر پرنٹر لاہور
قیمت ـــــــ ۳۵/ روپے
صفحات ـــــــ ۶۰۸
تعداد ـــــــ
بار اوّل ـــــــ شوال ۱۴۰۳ھ، جولائی ۱۹۸۳ء

فہرست مضامین روئداد مجاہدین ہند

سلطنت کے ساتھ ٹکراتے رہے۔ اور سرحد شمالی سید پر انگریزوں کے لئے دردِ سر بنے
ہوئے تھے اور ان کا ناطقہ بند کئے ہوئے تھا ...

رسالہ مرزا غلام احمد قادیانی کی طرح رضا خان (شاگرد فضل رسول بدایونی) اور ان کے
ہمنوا طبقہ کو انگریزوں نے خرید لیا۔ یہ واقعات افسوس ہے مدتوں کے وسط سے ہی شروع
ہو جاتے ہیں۔ قدیم بریلوی خان کی کتابوں کا جو کہتے ہیں۔ ایک ہزار کے لگ بھگ تصانیف
رکھتے تھے۔ مجھے ۱۶ مئی ۱۹۶۳ء ایک اخبار کا نامکمل تراشا ملا تھا۔ جو میں نے محفوظ کر لیا
تھا۔ جس سے احمد رضا خان کے درون خانہ کا سراغ ملتا ہے۔ اور یہ تراشا بھی کسی عثمانی کے
جواب میں ہے۔ لکھا ہے

"محترم عثمانی صاحب کی درخواست ہے۔ کہ کیا شاہ اسماعیلؒ کا حضرت عمرؓ کی سنت پر
عمل کرنا جرم ہے؟ آخر تو اب کیسے کہتے ہیں۔ اب آخر میں محترم کے علم میں اضافے کے لئے
چند اور باتیں درج ذیل کی جاتی ہیں۔

۱۔ چونکہ ہماری حکومت (یعنی انگریز حکومت ناقل) ہم پر حد درجہ مہربان و شفیق
ہے۔ اور وہابیوں کے خلاف ہماری مدد و اعانت مالی و دیگر ذرائع سے کرتی ہے۔
اور اس نے ہماری ذمہ داری لے رکھی ہے۔ بلکہ ماہوار زرِ کثیر ہمیں باقاعدگی سے ادا
کرتی ہے۔ لہٰذا تمام مسلمانوں کو اس کی اطاعت فرض ہے۔ اور وہابیوں نے جو افراتفری
ہماری مہربان حکومت کے خلاف مچا رکھی ہے۔ ہم اس کی مسلمانانِ ہند کی پیشوا کی حیثیت
سے پُر زور مذمت کرتے ہیں۔ اپنی حکومت الٰہیہ (انگریز حکومت ہ وہول ولا قوۃ) کے حق
میں دعائے خیر کرتے ہیں۔ (از احمد رضا خان بریلوی کلمۃ الحق باب ۴ صفحہ ۴۵)

۲۔ ہماری مہربان حکومت نے ہماری (رضا خانی بریلوی ذریت) جتنی امداد کی ہے
اگر ہم وہ تمام روپیہ وہابیوں کے مکمل قلع قمع کرنے اور مخالفت میں صرف کرتے۔ تو وہ فتنہ
اب تک مٹ چکا ہوتا۔ اور ہماری حکومت کو کسی قسم کی دشواری کے بغیر امن و سکون سے

حکومت کرنے کا موقع ملتا ۔ مگر افسوس یہ ہے کہ ذاتی اخراجات بحیثیت پیشوا ہونے کے مجھے کہ ہم اس پوری رقم سے نصف یا اس سے بھی کم اپنے پاس رکھتے ہیں ۔ توقع ہے کہ ہماری حکومت اب ہمیں مزید امداد (مالی) دے کر اپنی فلاح کا سامان بطریق احسن کرے گی ۔"

(از احمد رضا خاں بریلوی ، کلمۃ الحق ب ۳ صفحہ ۹۷ دیکھا کس ڈھنگ سے اپنی سرکار سے مال بٹورنے کے ہتھکنڈے استعمال کر رہے ہیں ۔ اور جہادی کاموں کو فتنہ سے تعبیر کرتے ہیں ۔ خواص)

۳۔ وہابی علماء اپنے پیشوا ، سید احمد قتیل اور اسماعیل قتیل دہلوی کے طرز عمل کی پیروی کرتے ہوئے پھر ہماری حکومت کی مخالفت کر رہے ہیں ۔ مجھے امید ہے ، کہ جسطرح سید احمد قتیل اور اسماعیل قتیل ، حکومت الٰہیہ کی مخالفت جیسے جرم کی پاداش میں کتے بلکہ خنزیروں کی موت[1] (نعوذ باللہ) نصیب ہوئی ۔ اسی طرح آج کل کے نام نہاد علماء جو دراصل ڈاکوؤں کا گروہ ہیں ۔ بھی منہ کی کھائینگے ۔ وہ ہماری مہربان حکومت کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے ۔ حکومت کو معلوم ہونا چاہیئے کہ ہر آن و ہر میدان میں اس کے مددگار اور دائمی خیر ہیں ۔

(از رضا خاں بریلوی کلمۃ الحق باب ۳ صفحہ ۹۸) سکھ اور انگریز حکومت ان کے نزدیک حکومت الٰہیہ کہلائی ۔ (خواص)

غرض احقاق حق سے زیادہ ، دین فروشی اور دنیوی تجارت میں معروف نظر آتے ہیں انہوں نے سید احمد شہید و اسماعیل شہید کو کبھی بھول کر بھی شہید نہیں کہا ۔ قتیل ہی لکھا ۔ ان کے ہر فعل و تصنیف پر ۔ جہاد وغیرہ پر طنز و تشنیع کی ہے ۔ وہابیہ ، نجدیہ ، اسماعیلیہ کہہ کر پکارا ہے ۔ جہاد کو فساد اور دنیوی اقتدار و لالچ سے منسوب کیا ۔ غرضیکہ ان کی بچپن کی عمر سے مرتے وقت تک کے واقعات و حالات پر مذاق و تمسخر اڑایا ہے ۔ اور اس سے بڑھ کر اور ظلم کیا ہوگا ۔ کہ شاہ عبدالعزیز سے لیکر ادھر آج تک کے علماء و فضلاء،

---

[1] ۔ نقل کفر ، کفر نباشد (خواص)

قارئین کرام! یہ امر بھی ذکر کرنا ضروری ہے کہ دیوبندی بریلوی دونوں اپنے آپ کو اہل سنت والجماعت حنفی کہتے ہیں جس کے معنی یہ ہیں کہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور جماعت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقے پر چلنے والے اور فروعات میں جہاں قرآن وسنت کا حکم واضح نہ ملے تو شمس الائمہ صدر الائمہ حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید کرتے ہیں۔ اگر اسی اصول پر مخلصانہ عمل کیا جائے تو بہت سی بدعات کہ جنکا ثبوت قرآن وسنت صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اور فقہ حنفی سے نہیں ملتا وہ اپنی موت آپ مرجاتی ہیں مثلاً اذان سے قبل مروجہ صلوۃ وسلام جو تقریباً پاکستان میں نصف صدی سے کم عرصہ کی ایجاد ہے اور مروجہ میلاد شریف جو ایسی ہی ایجاد ہے چنانچہ اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی نے احکام شریعت میں تحریر فرمایا ہے ملاحظہ فرمائیں:

صلوٰۃ وسلام کی ابتداء کب سے ہوئی

صلوۃ بعد اذان ضرور مستحسن ہے ساڑھے پانچ سو برس سے زائد ہوئے بلاد اسلام حرمین شریفین ومصروشام وغیرہ میں جاری ہے درمختار میں ہے:

والتسليم بعدالاذان حدث فى ربيع الآخر سنہ ۷۸۱ھ سبعمائة واحدى وثمانين فى عشاء ليلة الاثنين ثم اليوم الجمعة ثم بعد عشر سنين حدث فى الكل الا المغرب ثم فيها مرتين وهو بدعة حسنة.

قول البدیع امام سخاوی نے فرمایا ہے:

والصواب انه بدعة حسنة يؤجر فاعله. (احکام شریعت حصۂ اول صفحہ ۱۱۸، مطبوعہ کراچی)

اِسے کیا کہیے

اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی نے اپنے فتاویٰ احکام شریعت حصہ اوّل صفحہ ۱۱۸ پر حضرت

علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب یہ الفاظ نقل کیئے ہیں کہ بعد الاذان صلوٰۃ وسلام پڑھنا بدعت حسنہ ہے اور اس کے پڑھنے والے کو اجر وثواب ملے گا۔ جیسا کہ نقل کیا ہے ملاحظہ فرمائیں:

انہ بدعۃ حسنۃ یؤجر فاعلہ. (احکام شریعت حصہ اول صفحہ ۱۱۸، مطبوعہ کراچی)

نوٹ: قارئین کرام کی خدمت میں عرض ہے کہ اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی نے اپنے مطلب کا جملہ تو نقل کر دیا لیکن اسی جملہ کے آگے بعد اذن صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے تردیدی الفاظ گیارہویں شریف کا میٹھا دودھ سمجھ کر بالکل ہضم کر گئے حالانکہ جو الفاظ بعد الاذان صلوٰۃ وسلام پڑھنے کے نقل کیئے ان کے آگے تفصیل سے بعد الاذان صلوٰۃ وسلام کی تردید لکھی ہے۔ اور اس کے ساتھ یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ ابن سہل جو مالکی ہیں انہوں نے کتاب احکام میں اس کے خلاف لکھا ہے اور اس کے آگے اور بھی تردیدی الفاظ موجود ہیں جن کو اعلیٰ حضرت بریلوی سرکار نے اپنے عقیدے کے خلاف سمجھتے ہوئے بالکل ہی نظر انداز کر دیا اور ہم نے اعلیٰ حضرت بریلوی کی دیانت داری اور خدا خوفی کو واضح کیا ہے تا کہ آپ کو یقین کامل ہو جائے کہ یہ ہیں اعلیٰ حضرت کہ جن کو بریلوی امام، مجدد، پیشوا وغیرہ کے نام سے یاد کرتے ہیں لیکن حقیقت یہ ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے حضرت علامہ سخاوی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ نقل کرنے میں نہایت بددیانتی کا کردار ادا کیا ہے کہ تردید والے الفاظ کو چھوڑ دیا۔

قارئین کرام! آپ حضرات اعلیٰ حضرت بریلوی کی کتاب احکام شریعت کا عکس بھی ملاحظہ فرمائیں۔

مَنۡ یُّرِدِ اللّٰہُ بِہٖ خَیۡرًا یُّفَقِّہۡہُ فِی الدِّیۡنِ

الحمد للہ تعالیٰ

مجموعہ مبارکہ جامع مسائل ضروریہ حاوی احکام شرعیہ

مسمّٰی بہ

ہر سہ حصّہ

مشتمل بربعض فتاوی حضور پرنور اعلیحضرت بریلوی

مجدّد مائۃ حاضرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ

تصحیح و ترجمہ

مولینا محمد سعید احمد صاحب نقشبندی امام مسجد حضرت داتا صاحب قدس سرہٗ

ناشر

مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی

مسئلہ ۲۹: ۲۰ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۸ھ

علمائے اہل سنت وجماعت کی خدمت میں گزارش ہے کہ ۱۱ ربیع الآخر ۱۳۳۸ھ کو میں مسجد اسٹیشن جنکشن پر نماز ظہر پڑھنے گیا (کیونکہ اسی چوکی پر میری تعیناتی تھی) مرزا صاحب امام مسجد نے بعد اذان ظہر صلوٰۃ کہی۔ ایک صاحب محمد نبی احمد ساکن سنبھل نے کہا یہ جو آپنے صلوٰۃ کہی یہ بدعت ہے۔ بعد گفتگو کے وہ صاحب بہت تیز ہوئے اور کہا کہ تمام شہروں میں میں گیا مگر یہ طریقہ جو آپ کے یہاں ہے نہیں دیکھا۔ مرزا صاحب نے کہا میں عالم نہیں ہوں جو آپ کو سمجھاؤں۔ اگر آپ اس مسئلہ کو سمجھنا چاہتے ہیں تو آپ میرے ہمراہ شہر میں چلیے، وہاں کے عالم آپ کا اطمینان کر دیں گے۔ اس پر وہ راضی نہ ہوئے اور بدعت بدعت کرتے رہے اور کہا کہ کسی صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت میں یہ صلوٰۃ نہ تھی۔

میں نے اس شخص سے کہا کہ اکثر شہروں میں مثل رامپور وغیرہ کے بعد نماز صلوٰۃ ہوتی ہے اور ہمارے سردار رسول اکرم نبی معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر درود اور سلام بھیجنے کو آپ بدعت کہتے ہیں۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے وقت میں یہ مدرسہ و سرائے وغیرہ نہیں تھی ان کو بھی آپ بدعت کہتے ہیں؟ تو جواب دیا کہ یہ بدعت مباح ہے۔ میں نے کہا کہ صلوٰۃ بدعت حسنہ ہے جس کا ثواب ہم اہل سنت ہی کی قسمت میں اللہ جل شانہ نے لکھ دیا ہے اور منکر اس ثواب سے محروم ہیں۔

اب گزارش یہ ہے کہ صلوٰۃ کب سے جاری ہے؟ اور اس کی قدرے تفصیل مع دلائل اور ایسا شخص جو ہمارے سردار معظم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پہ درود و سلام بھیجنے کو بدعت کہے، گمراہ ہے یا کیا؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

آپ نے ٹھیک جواب دیا۔ اور جس امر کا اللہ عزوجل قرآن عظیم میں مطلق حکم دیتا ہو اور خود اپنے ملائکہ کا فعل بتاتا ہو اسے بدعت کہہ کر منع کرنا انہیں وہابیوں کا کام ہے۔ اور وہابیہ گمراہ نہ ہوں گے تو ابلیس بھی گمراہ نہ ہوگا کہ اس کی گمراہی ان سے ہلکی ہے۔ وہ کذب کو اپنے لیے بھی پسند نہیں کرتا۔ اسی لیے اس نے اِلَّا عِبَادَکَ مِنْھُمُ الْمُخْلَصِیْنَ استثنا کر دیا تھا۔

یہ اللہ عزوجل پر جھوٹ کی تہمت رکھتے ہیں۔ قَاتَلَهُمُ اللّٰهُ اَنّٰی یُؤْفَكُوْنَ۔

صلوٰۃ بعد اذان ضرور مستحسن ہے۔ ساڑھے پانسو برس سے زائد ہوئے بلاد اسلام حرمین شریفین ومصر وشام وغیرہ میں جاری ہے۔ در مختار میں ہے:

والتسلیم بعد الاذان حدث فی ربیع الآخر سنۃ سبع مائۃ واحدی وثمانین فی عشاء لیلۃ الاثنین ثم یوم الجمعۃ ثم بعد عشر سنین حدث فی الکل الا المغرب ثم فیھا مرتین۔ وھو بدعۃ حسنۃ۔

قول البدیع امام سخاوی ہے:

والصواب انہ بدعۃ حسنۃ یؤجر فاعلہ۔ واللہ تعالٰی اعلم

کتبہ عبدہ المذنب احمد رضا عفی عنہ
بمحمدن المصطفٰی صلی اللہ تعالٰی علیہ وسلم

مسئلہ: ۲۹ ربیع الآخر شریف ۱۳۳۶ھ۔

کیا حکم ہے اہل شریعت کا کہ تمبا کو کھانا حرام ہے یا مکروہ؟ جو لوگ تمبا کو پان کھانے کے عادی ہوتے ہیں وہ اگر تمبا کو پان کھا کر تلاوت قرآن عظیم و دیگر وظائف درود شریف وغیرہ پڑھیں تو کیسا ہے؟ بینوا توجروا۔

الجواب:

بقدر ضرر واختلال حواس کھانا حرام ہے۔ اور اس طرح کہ منہ میں بو آنے لگے، مکروہ۔ اور اگر تھوڑی خصوصًا مشک وغیرہ سے خوشبو کرکے پان میں کھائیں اور ہر بار کھا کے کلیوں سے خوب منہ صاف کردیں کہ بو آنے نہ پائے تو خالص مباح ہے۔

بو کی حالت میں کوئی وظیفہ نہ چاہیے۔ منہ اچھی طرح صاف کرنے کے بعد ہو۔ اور قرآن عظیم تو حالت بدبو میں پڑھنا اور بھی سخت ہے۔ ہاں جب بدبو نہ ہو تو درود شریف و دیگر وظائف اس حالت میں بھی پڑھ سکتے ہیں کہ منہ میں پان یا تمبا کو ہو اگرچہ بہتر صاف کر لینا ہے۔ لیکن قرآن عظیم کی تلاوت کے وقت ضرور منہ بالکل صاف کرلیں۔ فرشتوں کو

نوٹ: اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی نے صلوٰۃ وسلام کے لئے لفظ حدث یعنی کہ ایجاد کا استعمال کیا ہے جو مسئلہ شریعت کا ہو اس پر ایجاد کا حکم نہیں لگتا بلکہ خودساختہ من گھڑت مسائل پر حدث یعنی کہ ایجاد کا لفظ بولا جاتا ہے۔ اور پھر بریلوی مولوی بھی عجیب لوگ ہیں کہ اعلیٰ حضرت بریلوی تو ارشاد فرمار ہے ہیں کہ بعد اذان صلوٰۃ وسلام۔ اور اعلیٰ حضرت بریلوی کے مقلدین و پیروکار یہ قبل اذان صلوۃ وسلام پڑھتے ہیں کیونکہ قبل اذان اور بعد الاذان صلوٰۃ وسلام پڑھنا یقیناً بدعت ہے اور بدعت کا رنگ ہر جگہ مختلف ہوتا ہے کیونکہ جو ہو بدعت وہ ہر جگہ ایک جیسی کیسے رہے گی؟ اور سنت رسول کا ہر جگہ ایک ہی رنگ ہوگا سنت کا طریقہ یعنی کہ تبدیل نہ ہوگا بلکہ بدعت کا طریقہ ہر جگہ تبدیل ہوتا نظر آئے گا کسی جگہ بریلوی اذان کے بعد صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں اور کسی جگہ قبل اذان صلوٰۃ وسلام پڑھتے ہیں اور کوئی اذان سے قبل کچھ وقفہ کر کے پڑھتے ہیں اور کوئی مولوی بعد اذان وقفہ کر کے پڑھتے ہیں یہ سب حیلے بہانے بدعت کو رواج دینے کے ہیں انکا سنت کے ساتھ قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے اور جس طرح قبل اذان صلوٰۃ وسلام پڑھنا بدعت ہے۔ تو اسی طرح بعد الاذان بھی صلوٰۃ وسلام پڑھنا یقیناً بدعت ہے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی نے لفظ بدعت حسنہ کا استعمال کیا ہے تاکہ عامۃ المسلمین کو بدعت کے اندھیرے میں رکھا جا سکے حقیقت یہ ہے کہ کوئی بدعت حسنہ نہیں ہوتی۔ بدعت مقابل سنت رسول کے ہے جو ہے ہی بدعت وہ حسنہ کیسے؟ ہرگز نہیں اور یقیناً نہیں۔ بدعت بدعت ہے، سنت سنت ہے۔ اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ہر بدعت گمراہی ہے اور ہر گمراہی جہنم میں لے جانے والی ہے۔ اور کسی نے یہ لکھا کہ بعد اذان صلوٰۃ وسلام مصر کے فاطمی شیعہ نے ایجاد کیا کسی نے یہ لکھا کہ بادشاہ سلطان ناصر الدین ابوالمظفر یوسف بن ایوب کے حکم سے جاری ہوا۔ کسی نے یہ لکھا کہ حاکم بن عبدالعزیز کی بہن کے حکم سے جاری ہوا۔ پھر اس خلاف شرع طریقہ کو سلطان ناصر الدین ابوالمظفر یوسف بن ایوب نے بند کروادیا اور کسی نے یہ لکھا کہ بادشاہ محتسب نجم الدین طنبذی کے حکم سے جاری ہوا۔

الغرض کہ بعد اذان صلوٰۃ وسلام کو سب سے پہلے شیعہ نے اس بدعت کو رواج دیا پھر اس کے بعد وقت کے بعض بادشاہوں نے شیعہ کی طرف دیکھ کر بعد اذان صلوٰۃ وسلام کی بدعت کو جاری کر کے پھر اس کو بدعت حسنہ کہہ دیا۔ حقیقت یہ ہے کہ اس بدعت کا شریعت اسلامیہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں اور بدعت ہرگز حسنہ نہیں ہوتی بلکہ ہر بدعت گمراہی ہے۔

تو بس اسی طرح انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا بھی اسی طرح کی بدعت ہے۔ انگوٹھے چوم کر آنکھوں پر لگانا یقیناً بدعت ہے اور اس مسئلہ کی تفصیل بندہ ناچیز کا رسالہ ''انگوٹھے چومنا بدعت ہے'' اس میں تفصیل سے ملاحظہ فرمائیں۔ جو مولوی احمد رضا خان بریلوی کے اور مولوی احمد یار خان گجراتی بریلوی اور مولوی محمد عمر اچھروی بریلوی اور محمد شفیع اوکاڑوی بریلوی وغیرہ کے رسالے کا دندان شکن جواب تحریر کیا ہے۔

حضرت علامہ علاؤالدین الحصکفی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

التسليم بعد الاذان حدث في ربيع الآخر سنة سبع مائة واحدى وثمانين في عشاء ليلة الاثنين ثم يوم الجمعة ثم بعد عشر سنين حدث في الكل الا المغرب ثم فيها مرتين وهو بدعت حسنة.

(درمختار علی ھامش ردالمحتار ج اص ۲۸۷ مطبوعہ مکتبہ ماجدیہ کوئٹہ پاکستان)

(ترجمہ) اذان کے بعد سلام پڑھنے کی ابتداء سات سو اکیاسی (۷۸۱ھ) ہجری کے ربیع الاخر میں پیر کی شب عشاء کی اذان سے ہوئی اس کے بعد جمعہ کے دن اذان کے بعد سلام پڑھا گیا اس کے دس سال بعد مغرب کے سوا تمام نمازوں میں دو مرتبہ سلام جب پڑھا جانے لگا اور پھر مغرب میں بھی یہ بدعت حسنہ ہے،

حضرت علامہ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ صلوٰۃ وسلام کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

وفي جمادى الآخرة من السنة عبد الصالح حاجي الى السلطنة وغيّر لقبهٗ بالمنصور وجس برقوق بالكرك وفي هذه السنة في شعبان احدث المؤذنون عقب الاذان الصلوة والتسليم على النبي

صلی اللہ علیہ وسلم وھذا اول ما احدث وکان الأمر بہ المحتسب نجم الدین الطنبذی ۔

(تاریخ الخلفاء عربی صفحہ ۳۷۸)

(ترجمہ) اسی سال ماہ جمادی الآخرہ میں عبد الصالح حاجی پھر حکمرانی کے لئے واپس آ گیا اور اس مرتبہ اس نے اپنا لقب تبدیل کر کے المنصور رکھ لیا اور برقوق کو گرفتار کر کے قید خانے میں ڈال دیا تو اس سال شعبان میں مؤذنوں نے ایک نئی بات شروع کر دی کہ اذان کے بعد انہوں نے الصلوٰۃ والتسلیم علی النبی صلی اللہ علیہ وسلم پڑھنا شروع کر دیا یہ بالکل ایک نئی بات تھی یہ تھویب محتسب نجم الدین الطنبذی کے حکم سے جاری کی گئی تھی۔

قارئین ذی وقار! محدثین کی تحقیقات سے یہ بات ثابت ہوگئی کہ بریلوی مولویوں کا اذان سے قبل صلوٰۃ وسلام اور بعد الاذان صلوٰۃ وسلام کا پڑھنا یقیناً بدعت ہے جس کا شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کوئی ثبوت نہیں ملتا حضرت علاؤ الدین الحصکفی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علامہ شمس الدین سخاوی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ حافظ جلال الدین سیوطی رحمۃ اللہ علیہ اور بالخصوص اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی نے بھی یہی تحریر کیا ہے کہ صلوٰۃ وسلام کا پڑھنا بعد اذان سات سو اکیاسی (۷۸۱ھ) ہجری میں جاری ہوا ہے لیکن یہ بھی قابل غور بات ہے کہ یہ بریلوی بدعت بھی کرتے ہیں اور وہ بھی مجدد بدعات کے طریقہ کے خلاف عمل کر رہے ہیں۔

محدثین نے جو کچھ نقل کیا ہے ان سب میں بعد اذان صلوٰۃ وسلام پڑھنے کا ذکر ہے کہ جس میں اس بات کی صراحت ہے کہ اگر کوئی اذان کے بعد بھی صلوٰۃ وسلام پڑھے تو پھر بھی یہ بدعت ہوگا۔ کیونکہ سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بالکل خلاف ہے اور جس چیز کا ثبوت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور خیر القرون سے نہ ہو حتیٰ کہ جو چیز ۷۸۱ھ ہجری میں جاری کی گئی ہو اس کے بدعت میں ہونے میں کونسا شک وشبہ ہے لیکن اس کے باوجود اس کے پڑھنے کا ثبوت خدا جانے بریلویوں کو کیسے مل جاتا ہے۔ ہرگز نہیں اور قطعاً نہیں

اور یقیناً نہیں لیکن اُمتی کے بے سند قول کے خلاف صاحب شریعت امام الانبیاء حبیب کبریا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی پڑھیئے تو پھر فیصلہ کیجئے کہ قول رسول اللہ کو مانو گے یا کہ ایک اُمتی کے بے سند قول کو مانو گے اور اُمتی کے بے سند قول کے خلاف حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ بھی تو تحریر فرمار ہے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جس چیز میں شک ہو اسکو چھوڑ دیا جائے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں:

دع مایریبک الی مالایریبک فان الخیر طمانینۃوان الشرریبۃ. (مستدرک حاکم ج۲ صفحہ ۱۲)

(ترجمہ) وہ چیز چھوڑ دے جو تجھے شک وشبہ میں ڈالے اور ایسی چیز اختیار کر جو تیرے لیئے شک وشبہ کا باعث نہ ہو کیونکہ خیر اطمینان کا باعث ہوتی ہے اور شر شک کا باعث ہوتا ہے۔

اور اس کے قریب قریب جامع ترمذی میں بھی روایت موجود ہے وہ بھی پڑھ لیجئے:

دع مایریبک الی مالایریبک فان الصدق طمانیۃوان الکذب ریبۃ.

(جامع ترمذی ج ۲ صفحہ ۸۸ مطبوعہ کراچی)

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ وہ چیز چھوڑ دے جو تجھے شک وشبہ میں ڈالدے اور ایسی چیز اختیار کر جو تجھے شک وشبہ میں نہ ڈالے پس بیشک سچائی اطمینان کا باعث ہے اور بیشک جھوٹ شک کا باعث ہے (یعنی ہلاکت کا)۔

اور اس کے قریب قریب مرقات علی ہامش مشکوۃ صفحہ ۱۶ پر حضرت امام ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ نے بھی حدیث پاک کے الفاظ نقل کیئے ہیں وہاں پر دیکھ لیجئے تا کہ آپ حضرات کو مزید تاکید ہو جائے کہ تم کس طرف بھٹکے جارہے ہو۔

قارئین محترم: رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد گرامی سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ جس چیز میں سنت اور بدعت کا شک ہو تو اس چیز کو چھوڑ دینا ہی ضروری ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

سنت مطہرہ زندگی کے ہر شعبہ میں ہمارے پاس موجود ہے جس میں کسی قسم کا ادنیٰ سے ادنیٰ شک وشبہ بھی نہیں ہے اور وہی سنت مطہرہ اطمینان قلب کا کافی سامان مہیا کر دیتی ہے اور انکی خلاف ورزی شک وشبہ کے تاریک گڑھے میں ڈالدیتی ہے۔

تو آپ خود اندازہ فرمائیں ان حضرات کے دلائل کا کہ امتی کے بے سند اور بے بنیاد قول پر تو بریلوی اس قدر لٹو ہو گئے ہیں کہ شافع محشر ساقی کوثر امام الانبیاء حبیب کبریاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فرمان عالی شان کو کس قدر پس پشت ڈالکر امتی کے بے بنیاد اور بے سند قول کو پلے باندھ رکھا ہے اور جو قول فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور تعلیمات خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم اور ائمۂ اربعہ کی روشن تحقیقات کے سراسر خلاف ہے اس پر بغیر کسی جھجک کے عمل ہو رہا ہے اور یہ ہے سینہ زوری اور اپنی من مانی نہیں تو اور کیا ہے اور شریعت اسلامیہ کا یہ طے شدہ اصول ہے کہ جس چیز کی اصل شریعت سے ثابت نہ ہو وہ یقیناً بدعت ہے۔

قارئین ذی وقار! بریلوی مولوی اپنی مرضی سے عبادات کے طریقوں میں من مانی کرتے ہیں لیکن خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی اطاعت کا حکم کیا ہے اور نجات صرف اطاعت رسول میں ہے جسکا ثبوت حدیث پاک میں موجود ہے ملاحظہ فرمائیں:

عن ابن عباس رضی اللہ عنه قال بعث النبی صلی اللہ علیه وسلم عبداللہ بن رواحة فی سریة فوافق ذلک یوم الجمعة فغدا اصحابه فقال اتخلف فاصلی مع رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ثم الحقهم فلما صلی مع النبی صلی اللہ علیه وسلم راٰه فقال له مامنعک ان تغدو مع اصحابک فقال اردت ان اصلی معک ثم الحقهم فقال لو انفقت مافی الارض ماادرکت فضل غدوتهم.

(جامع ترمذی صفحہ ۹۵ مطبوعہ کراچی۔ باب ماجاء فی السفر یوم الجمعة)

(ترجمہ) حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما روایت کرتے ہیں کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن

رواحہ رضی اللہ عنہ کو ایک لشکر میں بھیجا اور وہ دن جمعہ کا تھا حضرت عبداللہ بن رواحہ کے ساتھی علی الصبح چلے گئے۔ حضرت عبداللہ بن رواحہ نے سوچا کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ پڑھکر بعد میں چلا جاؤں گا اور پھر اپنے ساتھیوں سے جا ملوں گا جب انہوں نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ نماز جمعہ پڑھی تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے انکو دیکھکر فرمایا کہ تم اپنے ساتھیوں کے ساتھ علی الصبح کیوں نہیں گئے؟

انہوں نے جواب دیا کہ میں نے چاہا کہ آپ کے ساتھ نماز جمعہ پڑھکر پھر انہیں جا ملوں گا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم تمام روئے زمین کو بھی خرچ کر دو تو پھر بھی ان کے علی الصبح جانے کا ثواب تم نہیں پا سکتے۔

مندرجہ بالا حدیث رسول کی روشنی میں بریلوی حضرات اپنے عشق رسول پر نظر ثانی کریں کہ صحابی رسول نے اپنی زندگی میں صرف ایک مرتبہ عشق کیا۔ اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے ساتھ جانے کی بجائے نماز جمعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پیچھے ادا کی اور تا خیر سے اپنے بھائیوں کے ساتھ جا ملے اور جمعہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں پڑھا بظاہر کتنی بڑی فضیلت ہے لیکن نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام راضی نہ ہوئے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے عبداللہ بن رواحہ کہ تم روئے زمین کی تمام دولت بھی خرچ کر دو تو تب بھی اپنے ساتھیوں کے اجر وثواب کو نہیں پا سکتے۔ اور جمعہ پڑھنے کا حکم قرآن وحدیث میں موجود ہے۔ اور وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اقتداء میں نماز جمعہ پڑھنا عظیم ترین فضیلت ہے۔ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ رضی اللہ عنہ نے لشکر میں اپنے ساتھیوں کے ساتھ صبح کے وقت جانے پر جمعہ پڑھنے کا فیصلہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے عشق ومحبت میں کیا تھا۔ اس کے باوجود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کے اس عمل کو ناپسند فرمایا اور انہیں اپنے ساتھیوں کے اجر سے محروم ہونے کی خبر دی۔

تو بریلوی حضرات سوچیں اور سمجھیں کہ صحابی رسول تو تمام زندگی میں صرف ایک مرتبہ عشق ومحبت کرے اور اطاعت نہ کرے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر ناراض ہوں کہ جس کی حد نہیں اور جو بریلوی دن رات اطاعت رسول سے منہ پھیر رہے ہیں انکا شمار کن لوگوں میں ہوگا فیصلہ خود فرمالیجیے۔

اور حضرت عبداللہ بن رواحہ صحابی نے صرف ایک بار آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقے پر یہ اضافہ کیا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابی کے اس عمل کو بھی ناپسند فرمایا۔ تو بریلوی حضرات سوچیں کہ تم دن رات اللہ اور اسکے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مقرر کردہ عبادات پر اضافے پہ اضافہ کرتے جارہے ہو اور اطاعت رسول کی پرواہ تک نہیں تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ناراضگی کا کیا عالم ہوگا؟

علاوہ ازیں حضرت امام ترمذی رحمۃ اللہ علیہ روایت نقل فرمارہے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

عن نافع ان رجلا عطس الی جنب ابن عمر فقال الحمدللہ والسلام علی رسول اللہ فقال ابن عمر وانا اقول الحمدللہ والسلام علی رسول اللہ ولیس ھکذا علمنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم علمنا ان نقول الحمدللہ علی کل حال.

(جامع ترمذی ج ۲ صفحہ ۱۱۶ مطبوعہ کراچی باب ماجاء فی تشمیت العاطس)

(ترجمہ) حضرت نافع بیان کرتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما کے پہلو میں ایک شخص کو چھینک آئی تو اس نے کہا الحمدللہ والسلام علی رسول اللہ حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما نے فرمایا کہ میں بھی کہتا ہوں الحمدللہ والسلام علی رسول اللہ لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں چھینک کے جواب کی اس طرح تعلیم نہیں فرمائی بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں یہ تعلیم دی ہے کہ ہم چھینک کے بعد الحمدللہ علی کل حال کہیں۔

بریلویوں کو اس حدیث پر بھی غور وفکر کرنا چاہیئے کہ اپنی طرف سے من مانی نہ کریں بلکہ ہر عبادت و ریاضت میں اطاعت رسول پر عمل کرنے کا مظاہرہ کریں اور اپنی طرف سے جوڑ توڑ لگانے کا دھندا چھوڑ دیں کیونکہ عبادات میں اپنی طرف سے جوڑ توڑ لگانے کا حکم نہیں بلکہ اطاعت رسول کا حکم ہے۔

چنانچہ حضرت علامہ ابواسحاق ابراہیم بن موسیٰ شاطبی رحمۃ اللہ علیہ تحریر فرماتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

ومن اجل ذلک قال حذیفۃ رضی اللہ عنہ کل عبادۃ لم یتعبدھا اصحاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ

وسلم فلاتعبد رھا فان الاول لم یدع للآخر مقالا فاتقوا اللہ یامعشر القراء وخذوا بطریق من کان قبلکم ونحوہ لابن مسعود ایضا. (الاعتصام ج۲ صفحہ ۱۳۲)

(ترجمہ) اسی وجہ سے حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ ہر وہ عبادت جو اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے نہیں کی اس عبادت کو مت کرو کیونکہ پہلے لوگوں نے بعد کے لوگوں کے لئے گنجائش نہیں چھوڑی ہے۔ اے قرآن پڑھنے والو اللہ تعالی سے ڈرو اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے طریقے پر عمل کرو۔ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے بھی ایسا ہی قول منقول ہے۔

حضرات گرامی! حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ کے اس فرمان پر غور وفکر کریں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث اور ارشادات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے جو بات بالکل صاف اور واضح نظر آتی ہے وہ صرف یہی ہے کہ عبادات کا صحیح طریقہ وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بتلایا اور پھر اس طریقہ پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم گامزن ہو گئے۔

اور اسی طرح حضرت حافظ علامہ عمادالدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

واما اھل السنة والجماعة فیقولون فی کل فعل وقول لم یثبت عن الصحابة رضی اللہ تعالی عنھم ھو بدعة لانہ لو کان خیراً السبقونا الیہ لانھم لم یترکوا خصلة من خصال الخیر الا وقد بادروا الیھا.

(تفسیر ابن کثیر عربی سورۃ الاحقاف آیت نمبر ۱۱)

(ترجمہ) اہل سنت والجماعت یہ فرماتے ہیں کہ جو قول اور فعل رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ثابت نہ ہو تو اس کا کرنا بدعت ہے۔ کیونکہ اگر وہ کام اچھا ہوتا تو ضرور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہم سے پہلے اس کام کو کرتے اس لئے کہ انہوں نے نیکی کے کسی پہلو اور کسی نیک اور عمدہ خصلت کو تشنہ عمل نہیں چھوڑا بلکہ وہ ہر کام میں گوئے سبقت لے گئے ہیں۔

قارئین ذی وقار! بریلوی دیوبندی اختلاف کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے بارے میں بریلوی عقائد یہ ہیں کہ وہ مختار کل ہیں یعنی کہ سیاہ اور سفید کے مالک ہیں اور وہ حاضر و ناظر ہیں۔ چنانچہ مولوی محمد عمر اچھروی بریلوی فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں کہ:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم زوجین کے جفت ہونے کے وقت بھی حاضر و ناظر ہوتے ہیں اور یہ علیحدہ امر ہے کہ آپ مثل کراما کاتبین ایسے واقعات سے اپنی نظر کو محفوظ فرمالیں۔

(مقیاس حنفیت صفحہ ۲۸۲، مؤلف مولوی محمد عمر اچھروی بریلوی لاہور)

اور انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء اللہ علم غیب جانتے ہیں حالانکہ علم غیب خاصۂ خدا تعالیٰ ہے اور انبیاء کرام علیہم السلام اور خاص کر امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انسان اور بشر ماننا توہین اور کفر سمجھتے ہیں اور بریلوی مولویوں کا عقیدہ انکے کنز الایمان کے حاشیہ پر خلیفۂ اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی نے واضح طور لکھا ہے ملاحظہ فرمایئے:

قرآن پاک میں جابجا انبیاء کرام کے بشر کہنے والوں کو کافر فرمایا گیا۔ (کنز الایمان حاشیہ نمبر ۱۴ صفحہ ۵)

بریلوی مولویوں کا کس قدر قرآن پاک کی آیات سے کھلا ہوا انکار ہے کہ قرآن پاک میں کئی مقام پر انبیاء کرام علیہم السلام کو خود خدا نے بشر اور انسان فرمایا ہے۔

اور بشریت انبیاء کرام علیہم السلام کا انکار قرآنی آیات کا صریح انکار ہے اور علماء اہلسنت دیوبند کا عقیدہ ہے کہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم افضل البشر ہیں اشرف المخلوقات بشر مجسم اور نور صفات ہیں۔ اور مافوق الاسباب امور میں اللہ تعالیٰ جل جلالہ ہی کارساز مشکل کشا اور تمام مخلوقات کا حاجت روا ہے۔ اور انبیاء کرام علیہم السلام کے معجزات برحق ہیں اور اولیاء اللہ کی کرامات بھی حق ہیں جیسے کہ شرح عقائد نسفی میں بھی مذکور ہے۔

اور ایسے ہی شیخ المحدثین سید المفسرین حضرت مولنا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنی

کتاب عقائد الاسلام المطبع الاسلامی السعودی پاکستان میں بھی بڑے محققانہ انداز سے تحریر کیا ہے:

لیکن معجزات انبیاء کرام علیہم السلام اور کرامات اولیاء اللہ کے اختیار میں نہیں بلکہ قدرت اللہ تعالی کی ہوتی ہے ہاتھ نبی کا ہوتا ہے تو وہ معجزہ کہلاتا ہے اور اگر ہاتھ ولی اللہ کا ہو تو وہ کرامت کہلاتی ہے۔

بس علماء اہلسنت دیوبند کے نزدیک اپنے علم وقدرت سے حاضر وناظر ہونا اللہ تعالی کی ہی صفت ہے اور علم غیب کے بارے میں بھی علماء اہلسنت دیوبند کا عقیدہ یہ ہے کہ اللہ تعالی نے اپنی مخلوقات میں سے سب سے زیادہ علوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو عطا کیے ہیں جیسا کہ المہند علی المفند یعنی عقائد علماء اہلسنت دیوبند مطبوعہ لاہور میں مرقوم ہے کہ:

ہم زبان سے قائل اور قلب سے معتقد اس امر کے ہیں کہ سیدنا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمامی مخلوقات سے زیادہ علوم عطا ہوئے ہیں اور مخلوق میں سے کوئی بھی ان کے پاس تک نہیں پہنچ سکتا نہ مقرب فرشتہ اور نہ نبی رسول۔ اور بیشک آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو اولین وآخرین کا علم عطا ہوا اور آپ پر حق تعالی کا فضل عظیم ہے۔ (المہند علی المفند صفحہ ۵۰)

اور غیب کی خبریں بھی سب سے زیادہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بتائی گئیں یعنی کہ حق تعالی نے جب بھی اپنے مقدس گروہ انبیاء کرام علیہم السلام کو کسی واقعہ وغیرہ کی خبر دی تو ارشاد فرمادیا:

ذلک من انبآء الغیب نوحیه الیک. (سورۃ یوسف آیت نمبر ۱۰۲)

(ترجمہ) یہ غیب کی خبریں ہیں جو ہم تیری طرف وحی کرتے ہیں۔

اور پھر قرآن مجید میں حق تعالی نے اپنے پیارے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک واقعہ بذریعہ وحی اطلاع فرمائی تو ارشاد فرمایا:

من انبأک هذا قال نبأنی العلیم الخبیرِ. (سورۃ التحریم آیت نمبر ۳)

(ترجمہ) آپکو کس نے یہ بات بتادی آپ نے فرمایا مجھے میرے خدا علیم وخبیر نے خبر دی ہے۔

ارشاد خدا تعالیٰ سے یہ بات واضح ہوگئی کہ علم غیب اور ہے اور اسکی خبریں اور ہیں اور ایسے ہی اعلیٰ حضرت بھی ایک مقام پر اپنے جذبات کا یوں اظہار فرما گئے ہیں۔ لیکن جذبات اور ہیں اور عقائد ان کے اور ہیں۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت بریلوی اپنے ملفوظات میں یوں ارشاد فرماتے ہیں:

میں نے اپنی کتابوں میں تصریح کردی ہے کہ اگر تمام اولین و آخرین کا علم جمع کیا جائے تو اس علم کو علم الٰہی سے وہ نسبت ہرگز نہیں ہو سکتی جو ایک قطرے کے کروڑویں حصہ کو کروڑ سمندر سے ہے کہ یہ نسبت متناہی کی متناہی کے ساتھ ہے اور وہ غیر متناہی متناہی کو غیر متناہی سے کیا نسبت ہو سکتی ہے۔

(ملفوظات احمد رضا خان بریلوی ج ۱ صفحہ ۴۵۔ ۴۶، مطبوعہ مدینہ پبلی شنگ کمپنی کراچی)

حضرات گرامی! اعلیٰ حضرت بریلوی نے مندرجہ بالا عقیدہ تو بیان کر دیا لیکن اس کے برعکس جذبہ بریلوی بھی ملاحظہ فرمائیں۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت بریلوی کے خلیفہ مولوی احمد یار خاں گجراتی بریلوی شیطان کے بارے میں اپنے جذبے کا یوں اظہار فرما رہے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

معلوم ہوا کہ شیطان کو بھی آئندہ غیب کی باتوں کا علم دیا گیا ہے۔

(تفسیر نور العرفان طبع اوّل صفحہ ۲۴۱ حاشیہ نمبر ۲)

لیکن یہ بات یاد رکھیں کہ علم الغیب یعنی کہ ہر بات ہر وقت ہر ذرہ بذرہ کا جاننا یہ صفت صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ہے مخلوق میں کسی کو حاصل نہیں تو بریلوی حضرات کے مولویوں نے اس قدر غلو اور وسعت ظرفی کا ثبوت دیا کہ شان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اور شان اولیاء اللہ میں ایسا مبالغہ آرائی کا جذبہ اختیار کیا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی کے خلیفہ مولوی امجد علی اعظمی بریلوی بہار شریعت میں یوں تحریر فرماتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

اولیاء کرام کو اللہ عزوجل نے بہت بڑی طاقت دی ہے ان میں جو اصحاب خدمت ہیں انکو تصرف

کا اختیار دیا جاتا ہے سیاہ سفید کے مختار بنا دیئے جاتے ہیں یہ حضرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے سچے نائب ہیں انکو اختیارات وتصرفات حضور کی نیابت میں ملتے ہیں علوم غیبیہ ان پر منکشف ہوتے ہیں ان میں بہت کو ما کان و ما یکون اور تمام لوح محفوظ پر اطلاع دیتے ہیں مگر یہ سب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے واسطہ وعطا سے بے وساطت رسول کوئی غیر نبی کسی غیب پر مطلع نہیں ہوسکتا۔

(بہار شریعت حصہ اول صفحہ ۵۵-۵۶، مطبوعہ لاہور)

بریلویوں کے مندرجہ بالا بہار شریعت میں مندرجہ عقیدے سے تو عقیدہ توحید باری تعالیٰ پر ضرب کاری لگ رہی ہے بلکہ بہار شریعت کی عبارت پر عقیدہ رکھنے سے صراحتاً شرک کا ارتکاب لازم آتا ہے۔ اور بریلوی حضرات نے یہیں پر بریک نہیں لگائی بلکہ اس سے آگے اور قدم بڑھایا تو یوں ارشاد فرمایا چنانچہ اعلیٰ حضرت بریلوی اپنی کتاب الامن والعلی۔ میں تحریر فرماتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

اگر کہے کہ اللہ پھر رسول خالق السموات والارض ہیں اللہ پھر رسول اپنی اپنی ذاتی قدرت سے رازق جہاں ہیں تو شرک نہ ہوگا۔ (الامن والعلی صفحہ ۱۸۳ مطبوعہ لاہور)

قارئین کرام! مندرجہ بالا خلاف شرع عقائد کی طرح بریلویوں کے بیشمار عقائد قرآن وسنت اور فرمان خدا تعالیٰ اور فرمان مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے صریح خلاف ہیں انکا ہر قول وفعل عقل پر مبنی ہوتا ہے شریعت پر نہیں ہوتا اور نجاتِ آخرت تو اسی میں ہے کہ اپنے کو شریعت رسول کی اطاعت کرنے والا بناؤ یعنی کہ اپنے آپکو بدلو اور قرآن کو نہ بدلو۔

بریلوی اور دیوبندی اختلاف

بریلوی اور دیوبندی اختلاف کے بارے تھوڑا سا اور بھی پڑھ لیں تا کہ بریلوی عقائد سمجھنے میں تمہیں آسانی ہو جائے مسلمانوں میں فقہی یا نظری اختلاف کوئی انوکھی چیز نہیں۔ خود صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں

بعض فقہی مسائل کے بارے میں اختلاف رہا ہے، امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے شاگردوں۔امام محمد اور امام ابویوسف رحمہما اللہ بعض مسائل کے بارے میں ان سے اختلاف کیا ہے۔

شیخ عبدالقادر جیلانی اور ابن الجوزی رحمہما اللہ کی معاصرانہ چشمک کتابوں میں مذکور ہے۔امام بخاری اور امام سیوطی رحمہما اللہ کے اختلافات اہل علم سے پوشیدہ نہ ہوں گے۔ ہندوستان میں مولنا عبدالحی فرنگی محلیؒ اور نواب صدیق حسن کے اختلافات ابھی کل کی بات ہے، اسی طرح بریلوی اور دیوبندی چپقلش علمی تاریخ کا کوئی انوکھا واقعہ نہیں۔الغرض کہ حضرت مولنا شہید رحمۃ اللہ علیہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے،علوم نقلیہ کے متبحر عالم اور ذہین وفطین نوجوان تھے،اس وقت مسلم معاشرے میں ہندوؤں کے زیراثر بہت سی بدعات ورسوم رائج تھیں،جن کے خلاف مولنا محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ نے آواز اٹھائی اور مسلمانوں کو اصلاح کی دعوت دی۔جس زمانے میں پنجاب پر سکھوں کی حکومت تھی تو انہوں نے مسلمانوں پر عرصۂ حیات تنگ کر رکھا تھا انہیں اذان کہنے کی اجازت نہ تھی بلکہ بعض مقامات پر تو نماز باجماعت پر بھی سخت پابندی تھی مزید برآں مسلمانوں کی عزت وناموس بھی محفوظ نہ تھی۔حضرت شاہ شہید رحمۃ اللہ علیہ نے یہ حالات سن کر سکھوں سے جہاد کا عزم کیا سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ کی رفاقت میں سارے ہندوستان کا دورہ کر کے مسلمانوں کو جہاد پر ابھارا، جہاد کیلئے جماعت مجاہدین منظم کی اور صوبہ سرحد کے سکھوں سے نبرد آزما ہوگئے بالاخر پٹھانوں کی غداری سے راہ حق میں شہادت سے سرفراز ہوئے اگر یہ تحریک اپنوں کی غداری اور اغیار کی ریشہ دوانیوں سے ناکامی کی موت نہ مرجاتی تو آج سے ڈیڑھ سو برس پیش تر ہی پاکستان قائم ہوگیا ہوتا۔

حضرت شاہ اسمٰعیل رحمۃ اللہ علیہ کی شہادت اور مولنا شاہ محمد اسحاق رحمۃ اللہ علیہ کی ہجرت کے بعد خانوادہ ولی اللہی کے علوم ومعارف کے وارث اور امین مولنا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ اور مولنا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ ہوئے،انہوں نے دیوبند اور سہارنپور میں مدارس عربیہ قائم کر کے علوم

اسلامیہ کی بقاء کا سامان مہیا کر دیا۔ شیخ الہند حضرت مولنا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولنا سید محمد انور شاہ مرحوم ومغفور کے زمانۂ صدر مدرسی میں نہ صرف برصغیر پاک وہند بلکہ افغانستان اور ترکستان تک کے طلباء دیوبند سے فارغ التحصیل ہو کر نکلے اور انہوں نے رد بدعات اور غیر اسلامی رسوم ورواج کے استیصال میں قابل ستائش کام کیا، ان اکابر نے قومی تحریکات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیا۔ اور اپنی علمی فضیلت، اخلاص اور بے لوثی سے عوام کے دل میں گھر کر لیا۔ شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا ترجمہ قرآن پاک اور اس پر مولنا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ کے حواشی، حضرت مولنا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی بیان القرآن، بہشتی زیور اور مواعظ گھر گھر پھیل گئے، مولنا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی بذل المجھود، حضرت مولنا انور شاہ رحمۃ اللہ علیہ کی فیض الباری اور مولنا محمد زکریا رحمۃ اللہ علیہ کی اوجز المسالک شرح مؤطا امام مالک نے عالم عرب کے فضلاء سے بھی خراج تحسین وصول کیا، مولنا احمد علی رحمۃ اللہ علیہ (انجمن خدام الدین) نے لاہور میں قرآن پاک کا حلقۂ درس قائم کر کے مسلمانان پنجاب میں قرآن مجید کے افہام وتفہیم کا ذوق پیدا کیا اور انگریزی تعلیم یافتگان کے عقائد اور اعمال کی اصلاح کی۔

بہر حال انصاف سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ ارباب دیوبند اپنے اکابر کے مختلف فیہ خیالات اور نظریات کی توجیہ، تاویل اور مدافعت میں مصروف رہے اور انہوں نے اپنے دامن کو سب وشتم سے آلودہ نہیں ہونے دیا۔ ملک میں مختلف سیاسی تحریکیں ابھرتی رہیں، کبھی کبھی سیاسی ہنگاموں کی گرم بازاری بھی ہو جاتی، لیکن بریلوی مکتب فکر (بجز ایک دو کے) قومی تحریکوں سے علیحدہ ہی رہا حتیٰ کہ ملک تقسیم ہو گیا۔ تقسیم ہند کے بعد بھی بعض پر جوش نوجوان شغل تکفیر کے نشے میں سرشار ہو کر اشتہار بازی سے دلی تسکین حاصل کرتے رہے۔

اتحاد بین المسلمین کو پیش نظر رکھتے ہوئے مولنا بہاؤ الحق قاسمی نے لاہور کے ایک معروف اخبار میں دیوبندی اور بریلوی ان دونوں مکاتیب فکر کو دعوت دی کہ وہ اپنے مسلک پر قائم رہ کر ایک دوسرے مشرب کے علماء کا احترام اور باہمی رواداری اور وسعت قلب ونظر سے کام لیتے ہوئے تکفیر اور تفسیق سے احتراز کریں۔

اور مولوی احمد رضا خان بریلوی اوران پیروکاروں نے یہ تجویز پیش کی کہ امام المجاہدین حضرت مولنا سید محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ اور فقیہ اعظم قطب الاقطاب امام ربانی حضرت مولنا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ۔ حجۃ الاسلام قاسم العلوم والخیرات حضرت مولنا محمد قاسم نانوتوی رحمۃ اللہ علیہ۔ شیخ المحدثین حضرت مولنا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ۔ حکیم الامۃ مجدد دین وملت حضرت مولنا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ۔ اور شیخ الہند حضرت مولنا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ علماء دیوبند کی کتب سے قابل اعتراض عبارات نکال دی جائیں جن سے توہین خدا تعالی اور توہین رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پہلو نکلتا ہے حالانکہ علماء اہلسنت دیوبند کی کتب سے انکی عبارات کو سیاق وسباق سے علیحدہ نہ کیا جائے تو علماء اہلسنت دیوبند وغیرہ ہم کی تمام کتب کی عبارات شرعا بالکل بے غبار اور بے داغ اور یقیناً درست ہیں، لیکن مولوی احمد رضا خان بریلوی اوران کے متبعین نے علماء اہلسنت دیوبند کی کتب سے خود ساختہ معانی کشید کیے ہیں اور صحیح اور بے غبار عبارات کو قطع وبرید سے تحریر کر کے ہر خاص وعام کو بہت بڑا دھوکہ دیتے ہوئے سراسر خلاف شرع حرکت کا ارتکاب کیا ہے اور امام المجاہدین حضرت مولنا سید محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی تقویۃ الایمان تو یہ کتاب ہمیشہ سے ارباب بریلی شریف وبدایوں کے لیئے سرگرانی اور شائقین توحید وسنت کے لیئے کحل البصر ہے اس لئے اس کی اثر انگیزی کے لئے حضرت علامہ محمد سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ کا دلآ ویز تبصرہ۔ ملاحظہ فرمائیں ، حضرت مولنا سید محمد اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب تقویۃ الایمان میرے ہاتھ میں دی گئی یہ پہلی کتاب ہے جس نے مجھے دین حق کی باتیں سکھائیں اور ایسی سکھائیں کہ اثنائے تعلیم ومطالعہ میں بیسوں آندھیاں آئیں کتنی دفعہ خیالات کے طوفان آئے مگر اس وقت جو باتیں جڑ پکڑ چکی تھیں ان میں سے ایک بھی اپنی جگہ سے ہل نہ سکی علاوہ ازیں بریلوی حضرات کو علماء دیوبند پر اعتراض ہے کہ علماء دیوبند بریلویوں کو بدعتی اور مشرک کہتے ہیں لیکن بریلویوں کا یہ اعتراض بھی فرسودہ اور کوئی وزن نہیں رکھتا کہ علماء اہلسنت دیوبند بریلویوں کو بدعتی اور مشرک بتاتے ہیں بناتے ہرگز نہیں

جیسا کہ قرآن مجید میں حق تعالی کا ارشاد ہے کہ:

قل یایھا الکفرون. کہدو کہ اے کافرو، لکم دینکم ولی دین. (پارہ ۳۰)

(ترجمہ) تمھارے لئے تمہارا دین اور میرے لئے میرا دین۔

اور بریلوی حضرات اپنی تحریروں اور تقریروں میں علماء اہلسنت دیوبند کو گستاخ رسول وغیرہ کہنا ہرگز نہیں بھولتے، اور بریلوی مولوی اپنے اس کاروبار سے ہرگز باز نہیں آتے جو اپنی تمام محافل اور جلسوں میں بھی برملا علماء اہلسنت دیوبند کثر اللہ جماعتہم کو بے ادب اور گستاخ رسول کہنے سے اپنے قلوب کو تسکین دیتے ہیں اور یہ بریلوی حضرات اپنی خلاف شرع عقیدت ومحبت کے پردے میں گستاخی اور بے ادبی کی کند چھری سے سادہ لوح مسلمانوں کو گستاخی اور بے ادبی کے گھاٹ اتارے جارہے ہیں لیکن انہیں اس پر کوئی پوچھنے والا نہیں۔

بڑھ رہے ہیں کوئی انکو روکنے والا ہی نہیں
بک رہے ہیں کوئی انکو ٹوکنے والا ہی نہیں

دل میں رہ رہ کر میرے یہ سوال اٹھتا ہے آج
سو برس میں کرسکی ہے قوم کیا انکا علاج

الغرض کہ بریلوی حضرات علماء اہلسنت دیوبند کو خواہ مخواہ گستاخ رسول اور بے ادب ثابت کرنے کی بے جا سعی کرتے رہتے ہیں اور انہیں اس کاروبار میں سوچنا چاہئے کہ ہم کیا کر رہے ہیں کیا اس پر ہمیں عند اللہ گرفت نہ ہوگی یاد رکھیں یقیناً ہوگی اور ضرور ہوگی جیسا کہ مثل مشہور ہے جو بوئے گا سو کاٹے گا۔ تو بریلویو!

باز آؤ باز آؤ اس جفا و جور سے
حفاظت کرلو تم اپنی آنے والے دور سے

تو بریلوی مولویوں نے تفریق بین المسلمین کا سارے کا سارا الزام علماء اہلسنت دیوبند پر ڈالدیا ہے۔

حالانکہ یہ انکی سوچ بریلوی سوچ تو ہوسکتی ہے لیکن شرعی سوچ قطعاً نہیں یہ بالکل سچ ہے کہ علماء اہلسنت دیوبند نے عشق رسول کا مظاہرہ زردے چاول اور گوشت کے پلاؤ اور گیارھویں شریف کی میٹھی میٹھی کھیر کی خوشبو سے مہکی ہوئی محافل میلاد میں صلوۃ وسلام پڑھ کر نہیں کیا بلکہ ان علماء اہلسنت دیوبند نے بالاکوٹ کے میدانوں، لاہور، انبالہ، دہلی، شاملی کا میدان اور پٹنہ، سکھر، میانوالی، ملتان، مالٹا، قاہرہ، کالا پانی کی جیلوں کی کال کوٹھڑیوں میں قید وبند کی حالت میں عملی طور پر پیش کیا، اور کسی مقام پر بھی دشمن اسلام سے مرعوب ہو کر توحید وسنت کے پرچم کو سرنگوں نہیں ہونے دیا بلکہ اپنی زندگی کے ہر موڑ اور ہر مقام پر توحید وسنت کے پرچم کو بلند سے بلند تر کیا ہے۔ اور توحید وسنت کی خاطر اپنی جان دھڑ کی بازی لگا دی لیکن توحید وسنت کے کسی مسئلہ پر آنچ نہ آنے دی، بس یہ ہیں علماء اہلسنت دیوبند جو حقیقت میں عاشق توحید اور عاشق رسول اور عاشق صحابہ کرام اور جو عاشق اولیاء اللہ ہیں اور جہاد علی الطعام کا عظیم مظاہرہ کرنے والے بریلوی کبھی بھی عاشق نہیں ہوسکتے صرف اور صرف انکا زبانی دعویٰ ہے عملی طور پر بہت بری طرح ناکام ہو چکے ہیں۔

اور علماء اہلسنت دیوبند نے قیام پاکستان اور اس کے بعد ملک وملت کی جیسی گراں قدر خدمات انجام دی ہیں جیسے شیخ الاسلام حضرت علامہ شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ محدث العصر حضرت علامہ ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ اور مفتی اعظم پاکستان حضرت مولنا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ نے صوبہ سرحد کے ریفرنڈم اور سلہٹ کے استصواب رائے میں جو مساعی فرمائی ہیں اور مسلم لیگ کی جس اخلاص سرگرمی اور بے لوثی سے مدد کی ہے تحریک پاکستان کا کوئی مؤرخ ان کے مجاہدانہ کارناموں کو ہرگز نظر انداز نہیں کر سکتا۔

صوبہ سرحد میں خان برادران کی مقبولیت کا طلسم انکی کوششوں سے ٹوٹا دستور ساز اسمبلی میں قرارداد مقاصد انکی سعی وکوشش اور اثر رسوخ سے منظور ہوئی۔

محدث العصر حضرت علامہ محمد یوسف بنوری رحمۃ اللہ علیہ نے جس تدبر اور ہوشمندی سے تحریک ختم نبوت کو کامیابی سے ہم کنار کیا یہ ان پر اللہ تعالیٰ کا خصوصی فضل وکرم اور انعام تھا۔ حضرت شیخ الحدیث

مولنا محمد زکریا کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ کی سرپرستی میں تبلیغی جماعت بستر بردوش مبلغین اسلام کا پیغام گاؤں گاؤں۔شہر شہر۔قریہ قریہ۔بستی بستی میں پہنچا رہے ہیں اور علماء اہلسنت دیوبند کے علمی۔عملی۔تبلیغی اصلاحی کارناموں سے اہل پاکستان ہرگز بے خبر نہ ہوں گے کہ انہوں نے ہندوستان کے مسلمانوں کے قومی تشخص کے تحفظ اور علوم اسلامیہ کے بقا اور فروغ کے لئے اپنا خون اور پسینہ ایک کر دیا یہ لوگ خون دینے والے مجنوں ہیں نہ کہ چوری کھانے والے ہیں۔

حضرت مولنا حبیب الرحمٰن اعظمی رحمۃ اللہ علیہ نے متون احادیث رسول کی نشرواشاعت کو اپنا مقصد حیات بنالیا جنہوں نے علماء کی بھلائی کے لئے حدیث رسول کی کتاب مصنف عبدالرزاق جو کہ بارہ ضخیم جلدوں پر مشتمل ہے کو جس محنت اور جانفشانی اور تصحیح و مراجعت کے بعد ایڈیٹ کیا ہے اس کا اعتراف عرب ممالک کے فضلاء کو بھی ہے۔

اب قارئین ذی وقار یہ فیصلہ خود فرما سکتے ہیں کہ بریلوی حضرات کے مسلک اور مشرب کے کسی مولوی کو بھی اسلام اور اسلامی علوم وفنون اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی اسی طرح خدمت کی توفیق ارزانی ہوئی ہے۔ہرگز نہیں ہوئی اور یقیناً نہیں ہوئی اور انشاء اللہ قیامت تک نہ ہوگی کیونکہ بریلوی فرقہ کی علمی حالت تو انتہائی گری ہوئی ہے جو بیان کرنے کے قابل نہیں۔الغرض کسی قسم کا علمی کام حق تعالیٰ نے ازل سے ان کی قسمت میں رکھا ہی نہیں۔

لیکن آج سب سے قومی خدمت یہی ہے کہ نوجوانوں میں دینی جذبہ وشعور پیدا کیا جائے اسلام کی ابدیت کو ذہن نشین کرایا جائے اسلام کے معاشی واقتصادی نظام کی اہمیت اور افادیت کو نئے ذوق کے مطابق خوش سلیقگی سے پیش کیا جائے، اور بریلوی حضرات تو نوجوانوں اور ہر خاص وعام کے ذہن میں ختم شریف اور گیارھویں شریف اور میلاد شریف وعرس شریف وغیرہ کے ختمات شریفہ کے فضائل ومحامد بیان کرکے بس ہر خاص عام کو مجاہد طعام بنانے پر تلے ہوئے ہیں انکا یہی زندگی کا مقصد اور غرض ہے تاکہ پیٹ

کا دھندا سرد نہ پڑ جائے۔ بریلوی حضرات ہر وہ حربہ شریعت اسلامیہ کے خلاف پیش فرمانے پر فخر محسوس کرتے ہیں کہ جس سے کسی نہ کسی طرح ان کے پیٹ کا کاروباری دھندا خوب گرم رہے دین اسلام کو تو صرف بطور ڈھال کے استعمال فرماتے ہیں حقیقت میں انکی نیت اور خواہشات کچھ اور ہیں کہ جس سے ہر کوئی واقف نہیں۔ اور نہ ہی یہ حضرات واقف ہونے دیتے ہیں۔ کیونکہ اس میں بریلویوں کا ایک الگ کاروباری نقطہ مضمر ہے۔ مناظرے اور مجادلے بحث و مباحثہ بے وقت کی راگنی ہے اور بس۔

تو حضرات گرامی بریلوی حضرات کے ویسے تو بیشمار مسائل خلاف شرع ہیں لیکن ان خلاف شرع اور شریعت مطہرہ سے متصادم و متضاد عقائد میں یہ بھی سر فہرست شامل ہیں کہ بریلوی مولویوں کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام اور اولیاء اللہ مختار کل ہیں، وہ حاضر و ناظر ہیں، وہ عالم الغیب ہیں وغیرہ وغیرہ۔

انبیاء کرام علیہم السلام اور بالخصوص امام الانبیاء حبیب کبریاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو انسان اور بشر نہیں مانتے بلکہ نور وحدت کا ٹکڑا مانتے ہیں جیسا کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی کی حدائق بخشش میں شعر موجود ہے:

جس نے ٹکڑے کیئے ہیں قمر کے وہ ہے
نور وحدت کا ٹکڑا ہمارا نبی ﷺ

(حدائق بخشش جلد اوّل صفحہ ۸۸)

تو ہے سایہ نور کا ہر عضو ٹکڑا نور کا
سایہ کا سایہ نہ ہوتا ہے نہ سایہ نور کا

(حدائق بخشش جلد دوم صفحہ ۴)

اور انبیاء کرام علیہم السلام اور خاص کر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بشر اور انسان ماننا موجب کفر اور توہین سمجھتے ہیں جو کہ شریعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور فرمان خداتعالیٰ کے بالکل خلاف لغو اور باطل ہے۔

قارئین ذی وقار! قرآن وسنت کے عقائد حقہ سمجھنے کے لئے آپ حضرات ہرگز پریشان نہ ہوں۔ بلکہ علماء اہلسنت دیوبند کی مصدقہ کتاب المہند علی المفند یعنی عقائد علماء دیوبند خود بھی پڑھیں اور اپنے گھر والوں کو بھی پڑھائیں تا کہ تمہارے عقائد قرآن وسنت کے مطابق پختہ ہو جائیں اور کوئی بریلوی مولوی اپنے مولوی احمد رضا خان بریلوی کی خود ساختہ شریعت رضا خانی کے موذی جراثیم سے تمہارے عقائد حقہ کے آب شیریں کو مکدر نہ کر سکے۔ اور اللہ تعالی کے فضل وکرم سے عقائد پر مبنی کتاب المہند علی المفند یعنی عقائد علماء دیوبند اپنے پاس رکھو تا کہ بریلوی مولویوں کے فتنہ وفساد اور شوروغل اور ان کے ہتھکنڈوں سے بخوبی بچ سکو۔ خود بچو اور دوسروں کو بھی بچاؤ۔

اللہ تعالی نیک عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین

خادم اہلسنت وجماعت علماء دیوبند

ناچیز سعید احمد قادری عفی عنہ

5 جنوری 1988ء

حلواخوری کا الزام

رضاخانی مؤلف مولوی غلام مہر علی بریلوی نے فقیہ اعظم قطب الاقطاب امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ پر حلواخواری کا الزام لگانے کے لئے حکیم الامۃ مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات جلد دوم صفحہ ۲۳ کی بے غبار عبارت کونقل کرنے میں خیانت سے کام لیا اور پھر اس بے غبار عبارت سے رضاخانی تعلیمات کے فیضان رضا کا ثبوت پیش کرنے کے لئے حلواخوری اور پیٹ پرستی کا مکروہ مفہوم بھی کشید کرلیا اب رضاخانی مؤلف کی خیانت پرمبنی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

رضاخانی مؤلف کی خیانت

ایک صاحب نے حضرت گنگوہی سے عرض کیا تھا کہ حضرت دانت بنوالیجئے فرمایا کیا ہوگا دانت بنوا کر پھر بوٹیاں چبانی پڑیں گی اب تو دانت نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو رحم آتا ہے نرم نرم حلوا کھانے کو ملتا ہے۔

(بلفظہ دیوبندی مذہب صفحہ ۳۶، طبع دوم)

نوٹ: رضاخانی مؤلف مولوی غلام مہر علی بریلوی نے مندرجہ بالا حوالہ صفحہ ۳۶ کے علاوہ اپنی کتاب کے صفحہ ۲۷۰ پر بھی نقل کیا ہے۔

حضرات گرامی! رضاخانی مؤلف نے مندرجہ بالا خیانت سے نقل کردہ عبارت پر رضاخانی سینہ زوری سے حلواخوری کی خوب سرخی لگائی اور پھر علماء اہلسنت دیوبند کثر اللہ تعالی جماعتہم کو یوں بھی کہہ دیا کہ

''اسی طرح دیوبندی بھی اپنی حلواخوری و پیٹ پرستی پر پردہ ڈالنے کے لئے سنیوں کو بدنام کرتے ہیں''۔

(بلفظہ دیوبندی مذہب ۳۶ طبع دوم)

بس یہ حقیقت ہے کہ جب خدا تعالی کسی پر ناراض ہو جائے تو اسکو عقل جیسی عظیم نعمت سے محروم کردیتے

ہیں کیونکہ پاک و ہند کا ہر خاص و عام اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ حلوا خوری اور پیٹ پرستی رضا خانی فرقہ کا محبوب مشغلہ ہے جو دین اسلام کے ہر مسئلہ میں اپنے پیٹ پرستی کے دھندے کو مقدم سمجھتے ہیں اور یہ بات حقائق کے بالکل عین مطابق ہے کہ رضا خانی جہاد بالسیف کے تو قطعاً قریب نہیں جاتے کیونکہ یہ ان کے بس کی بات ہی نہیں بلکہ جہاد علی الطعام کے چلتے پھرتے جرنیل نظر آتے ہیں اور ختم شریف پر ہر طریقہ سے جان قربان کرنے والا یہ رضا خانی ہی ایک ایسا محکمہ ہے کہ جنکا یہ شیوہ ہے جان جاتی ہے تو جائے مگر ختم شریف کا مال یہ ہرگز ہاتھوں سے نہ جانے پائے۔ پیٹ کے جہنم کو ٹھنڈا کرنے کے لئے ختم شریف کا مال کسی طریقہ سے آئے بس آنا ہی چاہیے اور رضا خانی مؤلف کا فقیہ اعظم قطب الاقطاب محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ پر حلوا خوری اور پیٹ پرستی کا سراسر سنگین الزام ہے جسکی کوئی حقیقت نہیں کیونکہ حلوا کی خواہش کرنا یا کھانا حلوا خوری اور پیٹ پرستی ہرگز نہیں بلکہ صحاح ستہ کی کتاب سنن ابن ماجہ میں حدیث موجود ہے ملاحظہ فرمایئے:

عن عائشة (رضی الله عنها) قالت كان رسول الله صلى الله عليه وسلم يحب الحلواء والعسل.

(سنن ابن ماجہ صفحہ ۲۴۶۔ مطبوعہ لاہور)

(ترجمہ) حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حلوا اور شہد کو پسند فرماتے تھے۔

اور اس کے علاوہ بخاری شریف جلد دوم صفحہ ۸۱۷ پر، ترمذی شریف جلد دوم صفحہ ۱۳ پر، مظاہر حق اردو جلد تین صفحہ ۴۴۷، مشکوۃ شریف صفحہ ۳۷۱ پر، ان تمام کتب احادیث میں اس بات کی تصریح ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میٹھی چیز یعنی کہ حلوا اور شہد کو پسند فرماتے تھے اور بعض روایات میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ فعل بھی ملتا ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم سرکہ اور روغن زیتون اور شیریں چیز اور شہد کو پسند فرماتے تھے۔

اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی میں محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے حلوا کو پسند کرنے کی خواہش کی تو شرعا کونسی قباحت ہے کہ جس پر رضا خانی مؤلف نے حلوا خوری کا سنگین الزام عائد کر دیا۔ فقیہ اعظم حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ فنا فی اللہ اور فنا فی الرسول مقام پر فائز تھے یعنی کہ اللہ تعالی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت میں فنا ہو چکے تھے اور کوئی متبع سنت پر طعن و تشنیع کرے گا وہ اپنے نامۂ اعمال کو سیاہ کرنے والا ہے۔

اور یہ بھی حقیقت ہے کہ رضا خانی مذہب کے مولوی محمد عمر صاحب اچھروی بریلوی نے اپنی کتاب مقیاس حنفیت صفحہ ۵۰۹، ۵۱۰، ۵۱۱ پر فضیلت دودھ، فضیلت حلوا و شہد اور فضیلت گوشت اور پراٹھا وغیرہ کے فضائل پر مستقل عنوان قائم کیے ہیں مگر فضیلتِ جہاد پر پوری کتاب میں کوئی عنوان قائم نہیں فرمایا۔ بس رضا خانی مؤلف اب بتائیں کہ بقول تمہارے حلوا خور وغیرہ کون ثابت ہوا ہے؟

رضا خانی مؤلف توجہ فرمائیں اور حق تعالی کا ارشاد بھی پڑھیں اور پھر اپنی خیانت و بددیانتی پر بھی غور و فکر کر لیں جیسا کہ حق تعالی کا ارشاد ہے:

وَاَنَّ اللّٰہ لا یھدی کید الخائنین. (پارہ نمبر ۱۲ سورۃ یوسف آیت نمبر ۵۲)

اور رضا خانی مؤلف کو ذرا سمجھ سے کام لینا چاہیے تھا کہ جسکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہو تو اسی چیز کو علماء دیوبند کے مرشد فقیہ اعظم قطب الاقطاب حضرت مولنا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ پسند کریں تو اسکا نام رضا خانی مؤلف نے حلوا خوری اور پیٹ پرستی رکھدیا یہ سراسر رضا خانی مؤلف کی سینہ زوری ہے۔

قارئین کرام! اب ہم آپ کو حکیم الامۃ مجدد دین وملت حضرت مولنا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کی اصل اور پوری عبارت پیش کرتے ہیں جسے آپ پڑھکر بخوبی سمجھ جائیں گے کہ رضا خانی مؤلف نے کس قدر جعل سازی سے علماء اہلسنت دیوبند سے عوام الناس کو متنفر کرنے کے لئے رضا خانی قوانین کے مطابق جو من گھڑت مفہوم حلوا خوری اور پیٹ پرستی کا پیش کیا ہے جبکہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے

ملفوظات سے ایسا غلط مفہوم یقیناً ثابت نہیں ہوتا۔

حکیم الامۃ مجدد دین وملت حضرت مولنا اشرف علی تھانوی کے ملفوظات کی اصل اور پوری عبارت ملاحظہ فرمائیں

حضرت مولنا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے دانت نہ رہے تھے مگر قرآن شریف پڑھنے کے وقت یہ نہ معلوم ہوتا تھا کہ حضرت کے دانت نہیں ہیں احقر جامع نے دریافت کیا کہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی عمر کیا تھی فرمایا تقریباً اسی (۸۰) سال کی تھی ایک صاحب نے حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے عرض کیا تھا کہ حضرت دانت بنوالیجیے فرمایا کیا ہوگا دانت بنوا کر پھر بوٹیاں چبانی پڑیں گی اب تو دانت نہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو رحم آتا ہے نرم نرم حلوا کھانے کو ملتا ہے حضرت بڑے ہی ظریف تھے۔

(الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ ج ۲ صفحہ ۲۳ مطبوعہ تھانہ بھون انڈیا)

قارئین محترم: آپ نے ملفوظات حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی اصل اور پوری بے غبار عبارت اوّل تا آخر بخوبی پڑھی ہے اور علماء اہلسنت دیوبند کی مندرجہ بالا عبارت کے کونسے لفظ سے حلوا خوری اور پیٹ پرستی کا مکروہ مفہوم ثابت ہوتا ہے۔ ہرگز ثابت نہیں ہوتا اور یقیناً ثابت نہیں ہوتا یہ سب کچھ رضاخانی مؤلف کا الزام ہی الزام ہے جسکو حقیقت سے قطعاً کوئی واسطہ نہیں کیونکہ علماء اہلسنت دیوبند کی مندرجہ بالا طویل عبارت کے آخر پر عبارت کا یہ ٹکڑا بھی موجود ہے جو رضاخانی مؤلف کو خوب شرمندہ کر رہا ہے کہ حضرت بڑے ہی ظریف تھے۔ یعنی کہ فقیہ اعظم قطب الاقطاب محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے تو مذاحاً فرمایا اور رضاخانی مؤلف نے بے غبار طویل عبارت سے مکروہ مفہوم کشید کر کے پلے باندھ لیا حالانکہ رضاخانی مؤلف کی علماء اہلسنت دیوبند پر یہ سراسر زیادتی اور ظلم عظیم ہے جسکا سبق ہم عنقریب اس کو سکھانے والے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے رضاخانی مؤلف کو دلائل قاہرہ سے یہ ثابت

کر دکھائیں گے کہ حلوا خوری اور پیٹ پرستی کسے کہتے ہیں اور حلوا خور اور پیٹ پرست کون ہیں اور حلوا خوری کس فرقہ کا علامتی نشان ہے۔ کیونکہ جو رضا خانی فرقہ خود حلوا خوری اور پیٹ پرستی میں ڈوبا ہوا ہے اسکو اپنی حلوا خوری اور پیٹ پرستی کے مرض میں دوسرے بھی مریض نظر آنے لگے۔ رضا خانی مؤلف کو خوف خدا کرنا چاہیئے تھا کہ خواہ مخواہ علماء اہلسنت دیوبند پر حلوا خوری اور پیٹ پرستی کا الزام دھر دیا اور یہ سب کچھ رضا خانی مؤلف کا رضا خانی کرشمہ ہے ورنہ علماء اہلسنت دیوبند کثر اللہ تعالی جماعتہم کے ملفوظات کی عبارت بالکل صاف اور بے غبار ہے کہ جس سے کوئی قابل اعتراض مفہوم ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔

لیکن رضا خانی مؤلف کی حالت پر افسوس صد افسوس ہے کہ جس نے نہ تو حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا احترام کیا کہ جسمیں حلوا اور شہد کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے پسند فرمایا ہے اور نہ ہی ملفوظات کی عبارت کو نقل کرتے وقت عدل وانصاف کے تقاضوں کو پورا کیا بلکہ رضا خانی مذہب کے رضا خانی تقاضوں کو بخوبی پورا کیا مگر شریعت اسلامیہ کے تقاضوں کو پس پشت ڈالدیا اب ہم رضا خانی مؤلف مولوی غلام مہر علی بریلوی کے رضا خانی تعصب اور رضا خانی بغض وعناد کا علاج کرنے کے لئے بطور علاج کے اس کے پیشوا اعلی حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے چند حوالے بطور نمونہ پیش کرتے ہیں کہ جنہیں پڑھکر رضا خانی مؤلف اور ہر خاص وعام کو یہ تجزیہ کرنے میں یقیناً آسانی ہوگی کہ حلوا خور کون ہیں۔ اور حلوا خوری کس کا محبوب مشغلہ ہے اور حلوا خوری پر کونسا فرقہ جان کی بازی لگاتا ہے اور حلوا خوری اور پیٹ پرستی کس فرقے کا طرۂ امتیاز ہے وغیرہ وغیرہ اور حلوا خوری اور پیٹ پرستی میں رضا خانی فرقہ اس قدر آگے نکل چکا ہے کہ جسکی دنیا میں مثال نہیں ملتی۔

رضا خانی مؤلف اب حلوا خوری کے چند نمونے ملاحظہ فرمائیں تا کہ آپ کو نصیحت اور سبق مل جائے آپ کو خواہ مخواہ علماء اہلسنت دیوبند کی عزت وعظمت پر کیچڑ اچھال کر بہت کچھ سننا پڑتا ہے اور ذلت آمیز رسوائی کا بھی سامنا کرنا پڑتا ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے سوانح نگار رضا خانی

مولوی ظفر الدین رضوی بہاری لکھتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

اعلیٰ حضرت بریلوی کی حلوا خوری

جناب سید ایوب علی صاحب کا بیان ہے کہ ایک مسلمان ساکن محلہ قرولان حلوہ سوہن فروخت کیا کرتے تھے ان سے حضور (اعلیٰ حضرت بریلوی) نے کچھ حلوہ سوہن خرید فرمایا اور یہ واقعہ پہلی کوٹھی میں قیام کے زمانہ کا ہے میں اور برادرم قناعت علی شب کے وقت کام کر کے واپس آنے لگے تو حضور نے قناعت علی سے ارشاد فرمایا وہ سامنے تپائی پر کپڑے میں جو بندھا ہوا رکھا ہے اُٹھا لائیے یہ دو پوٹلیاں اُٹھا لائے حضور ان کو دونوں ہاتھوں میں لیکر میری طرف بڑھے میں پیچھے ہٹا حضور آگے بڑھے میں اور ہٹا اور آگے بڑھے یہاں تک کہ میں والان کے گوشہ میں پہنچ گیا حضور نے ایک پوٹلی عطا فرمائی میں نے کہا حضور یہ کیا ارشاد فرمایا حلوہ سوہن ہے میں نے دبی زبان سے نیچی نظر کیئے ہوئے عرض کیا حضور بڑی شرم معلوم ہوتی ہے۔ فرمایا شرم کی کیا بات ہے جیسے مصطفیٰ ویسے تم سب بچوں کو حصہ دیا گیا آپ دونوں کے لئے بھی میں نے دو حصہ رکھ لیئے یہ سنتے ہی برادرم قناعت علی نے بڑھکر حضور کے ہاتھ سے اپنا حصہ خود لے لیا اور دست بستہ عرض کیا حضور میں نے یہ جسارت اس لئے کی کہ اپنے بزرگوں کے ہاتھوں میں چیز دیکھ کر بچے اسی طرح لے لیا کرتے ہیں حضور نے تبسم فرمایا بعدہٗ ہم لوگ دست بوسی کر کے مکان چلے آئے حقیقت یہ ہے کہ حضور نے ہم لوگوں کو بہت نوازا اور ہم نابکار کچھ خدمت نہ کر سکے۔

(حیات اعلیٰ حضرت صفحہ ۴۶ ج ۱، مطبوعہ مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی)

حضرات گرامی! مندرجہ بالا حیات اعلیٰ حضرت کے حوالے سے تو یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی نے خود سوہن حلوہ خریدا اور دوسروں کو بھی کھلایا۔ یعنی کہ خود بھی حلوہ خور اور دوسروں کو بھی بجائے دین اسلام سکھانے کے حلوہ خور ہی بنا دیا۔

اور یہ حقیقت مسلم ہے کہ اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی نے اپنے مقلدین و متبعین کو حلوہ خوری پر مر مٹنے کی تعلیم دی ہے اور رضا خانی مولویوں کو کہیں بھی ختم شریف کی خبر مل جائے سہی پھر تو پوری بریلویت آپ کو وہاں طواف کرتی نظر آئے گی کیونکہ اعلیٰ حضرت بریلوی تو دنیا میں تشریف ہی اس لئے لائے تھے کہ اپنے ماننے والوں کو حلوہ کھانے اور حلوہ پر ختم شریف پڑھنے اور مردوں کے نام پر مال اکھٹا کرنے کے تمام کرتب سکھا دیئے جائیں۔

اعلیٰ حضرت بریلوی اور متبعین بریلوی کی طبعیت ہر وقت بیقرار رہتی ہے کہ کہیں نہ کہیں مفت کا مال ہاتھ آجائے تو فبھا اگر سعی بسیار کے باوجود حلوہ کھانا وغیرہ مفت نہ مل سکے تو پھر تسکین طبع کے لئے اعلیٰ حضرت بریلوی اور رضا خانی خود ہی خرید لیا کرتے ہیں اور جس فرقہ بریلویہ کا مشن ہی مفت کھانا حلوہ خوری وغیرہ ہو۔اور تمام کوششوں کی آخری منزل ہی کھانا پینا اور حلوہ خوری ہو تو یہ دین اسلام کی ایسی ہی خدمت کرے گا جیسے اعلیٰ حضرت بریلوی مجدد بدعات نے کی ہے۔

مولوی احمد رضا خان بریلوی کا ٹھنڈا حلوہ

زمانہ قیام میں علماء عظام مکہ معظمہ نے بکثرت فقیر کی دعوتیں بڑے اہتمام سے کیں ہر دعوت میں علماء کا مجمع ہوتا مذاکرات علمیہ رہتے۔شیخ عبد القادر کردی مولنا شیخ صالح کمال کے شاگرد تھے مسجد الحرام شریف کے احاطے ہی میں ان کا مکان تھا انہوں نے تقرر دعوت سے پہلے باصرار تمام پوچھا کہ تجھے کیا چیز مرغوب ہے ہر چند عذر کیا نہ مانا آخر گذارش کی کہ الحلو البارد شیریں سرد ان کے یہاں دعوت میں انواع اطعمہ جیسے اور جگہ ہوتے تھے ان کے علاوہ ایک عجیب نفیس چیز پائی کہ اس الحلو البارد کی پوری مصداق تھی نہایت شیریں و سرد اور خوش ذائقہ۔ان سے پوچھا کہ اس کا کیا نام ہے کہا رضی الوالدین اور وجہ تسمیہ یہ بتائی کہ جس کے ماں باپ ناراض ہوں یہ پکا کر کھلائے راضی ہو جائیں گے۔

(ملفوظات مولوی احمد رضا خان بریلوی ج۲ صفحہ ۱۹-۲۰،مطبوعہ مدینہ پبلی شنگ کمپنی کراچی)

اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے قول سے معلوم ہوا کہ حلوہ ٹھنڈا آپکی مرغوب غذا تھی ظاہر ہے کہ غذاؤں میں مرغوب غذا آدمی اکثر و بیشتر استعمال کرتا ہے بنابریں مجدد بدعات اعلیٰ حضرت بریلوی صاحب حلوہ شریف بھی دیگر اشیاء خوردنی کے ساتھ کثرت اور رغبت سے تناول فرمایا کرتے ہوں گے۔

حلوہ کے بارے میں ارشاد اعلیٰ حضرت بریلوی

اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی ارشاد فرماتے ہیں کہ حلوہ پکایئے اور صلحا یعنی نیک لوگوں کو کھلایئے اعلیٰ حضرت بریلوی کے ہاں سے حلوہ شریف ایک مستقل عنوان تھا آپ جس حلوہ کے کھانے کے شیدائی تھے اس حلوہ شریف کی تفصیل کچھ یوں ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حلوہ بپزد و بصلحا بخوراند

(حیات اعلیٰ حضرت بریلوی ج ۱ صفحہ ۲۰۲، مطبوعہ مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی)

(ترجمہ) حلوہ پکائے اور صلحاء کو کھلائے۔

مولوی احمد رضا خان بریلوی نے یہ ہرگز نہیں فرمایا کہ حلوہ غریب مساکین کو کھلایا جائے بلکہ یہ حکم دیا ہے کہ حلوہ تو ضرور پکایا جائے اور غرباء و مساکین کو نہیں بلکہ صلحاء کو کھلایا جائے کیونکہ حلوہ صلحاء کا حق ہے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی کے ارشاد سے یہ بات بالکل واضح ہوگئی کہ حلوہ شریف کے حقدار صرف صلحاء ہیں ان سے بڑھکر حلوہ شریف کا کون حقدار ہوگا۔ غرباء اور مساکین لوگوں کی مجال کیا کہ ایسے حلوہ شریف کو چکھ بھی سکیں یہ صرف صلحاء کا حق ہے۔ اور جب حلوہ شریف صلحاء نے ہی کھانا ہے غرباء و مساکین نے ہرگز نہیں کھانا تو ظاہر ہے کوئی حلوہ شریف کے خرچ میں کمی نہیں کرے گا بقول اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے حلوہ شریف کے مصارف میں تخفیف کی نیت نہ ہو بلکہ دل کھول کر حلوہ شریف کے پکانے پر خرچ کیا جائے۔ اب بقول اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے حلوہ شریف پکانے کا نسخہ بھی ملاحظہ فرمالیں:

اونھیں کا بیان ہے کہ ایک صاحب نے کسی مراد کے لئے حضور کے فرمانے پر حضور پرنور سیدنا غوث پاک حضرت شیخ محی الدین عبدالقادر جیلانی رضی اللہ عنہ کا توشہ شریف مانا تھا جس کا نسخہ یہ ہے:

توشہ حضور برائے قضاء حاجات و نیل مرادات بہدف ست باید کہ این توشہ اگر توفیق رفیق باشد پیش از حصول مقصود ادا نماید۔ میدۂ گندم ۵ مار۔ شکر تری ۵ مار۔ روغن زرد ۱ مار۔ مغز بادام ۱ مار۔ پستہ ۱ مار۔ کشمش ۱ مار۔ ناریل ۱ مار۔ قرنفل ۱ مار۔ دارچینی ۱ مار۔ الائچی خورد ۱ مار۔ ایں ہر سہ پنج چھٹانک ہر ہمہ را یکجا کردہ حلوا پزد و بصلحاء بخوراند اصل نسخہ ہمیں قدر ست و در کم و بیش نمودن ایں توشہ مختار ست بقدر میسر بعمل آرد۔ (الفوز بالامال فی الاوفاق والاعمال)

مذکورہ بالا نسخہ کی نسبت حضور (اعلیٰ حضرت بریلوی) نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اس میں قرنفل اور دارچینی ہے فی زمانہ لوگ کھانے میں تکلیف کرتے ہیں لہٰذا اون کے بدلے چرونجی کیوڑا وغیرہ شامل کردیں مصارف میں تخفیف کی نیت نہ ہو۔ ہاں خوش ذائقہ کرنے کے لئے اضافہ ہوجائے تو حرج نہیں راقم الحروف اور اس کے احباب کے یہاں نسخہ مندرجہ ذیل مروج ہے: سوجی ۵ مار۔ شکر ۱۰ مار۔ روغن زرد ۵ مار۔ ناریل ۱ مار۔ کشمش ۱ مار۔ پستہ ۱ مار۔ مغز بادام ۱ مار۔ الائچی سفید ۲ چھٹانک چرونجی ۱ مار۔ زعفران ۲ ماشہ۔ کیوڑا نصف بوتل۔

ضرر آمد بسر مطلب: کہ جب ان کی مراد حاصل ہوئی تو وہ توشہ تیار کرا کے آستانہ عالیہ ہی پر حضور سے فاتحہ دلانے کے لئے لے آئے لہٰذا ایک کمرہ میں فرش بچھایا گیا حضور نے فرمایا سب حضرات وضو فرمالیں اور خود بھی تجدید وضو فرمایا حلوہ کا دیگچہ سامنے رکھا گیا حضور بغداد مقدس کی جانب کہ سمت قبلہ سے ۸ درجہ شمال کو ہے رخ کر کے کھڑے ہوئے اور حاضرین سے فرمایا سب صاحب بسم اللہ شریف کے بعد سات بار درود غوثیہ: اللھم صل علی سیدنا محمد معدن الجود والکرم والہ وبارک وسلم۔ ایک بار الحمد شریف، ایک بار آیۃ الکرسی شریف، اور سات بار قل ھو اللہ شریف، پھر تین بار درود غوثیہ شریف

پڑھ کر سرکار بغداد کی نذر کریں۔

الغرض بعد فاتحہ جنھوں نے توشہ کیا تھا دستر خوان بچھایا اس پر کچھ اشعار جا بجا لکھے تھے جسے حضور نے اوٹھوا دیا اور سادہ دستر خوان منگوا کر بچھوایا اور فرمایا تحریر پر کوئی شے نہ رکھنا چاہیئے دستر خوان پر ظروف طعام کے علاوہ کھانا اوتارنے والے بے تکلف چلتے پھرتے ہیں اونھیں مطلق احساس نہیں ہوتا کہ ہمارا قدم کہاں پڑتا ہے اس کے بعد ہر ایک کے سامنے تشتریوں میں حلوہ رکھا گیا اور سب نے بسم اللہ شریف پڑھ کر کھانا شروع کیا جب سب لوگ کھا چکے فرمایا ابھی ہاتھ نہ دھوئے جائیں بلکہ صف بستہ رو بہ عراق ہو کر دعا کے لیئے ہاتھ اوٹھائے حاضرین صفیں درست کرنے لگے فرمایا جس قدر سادات کرام ہیں وہ صف اول میں سب سے آگے رہیں گے۔ یہاں تک کہ خود بھی پیچھے کھڑے ہوئے۔ بعدہ فرمایا سلفچی میں سب لوگ باحتیاط ہاتھ دھوئیں اور مستعمل پانی محفوظ جگہ پر ڈلوا دیا جائے اور کلی کرنے کی جگہ تھوڑا تھوڑا پانی سب لوگ پی لیں اوس کے بعد دعا کی گئی۔ (حیات اعلیٰ حضرت ج ا صفحہ ۲۰۲۔۲۰۳، مطبوعہ مکتبہ رضویہ آرام باغ کراچی)

رضا خانی مؤلف خدارا ذرا سوچو تو سہی کہ تم رضا خانی تعلیمات کی رو سے کس خوشی میں فقیہ اعظم قطب الاقطاب امام ربانی حضرت مولنا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو حلوہ خور کہہ رہے تھے آپ کے اعلیٰ حضرت بریلوی تو حلوہ شریف پکانے کا قیمتی نسخہ بھی بڑے ادب واحترام سے ارشاد فرما رہے ہیں بتاؤ تو سہی حلوہ خور کون ہوا؟

حضرات گرامی اعلیٰ حضرت بریلوی کے اقوال وارشادات سے خود ہی اندازہ فرمائیں کہ اعلیٰ حضرت بریلوی کس قدر حلوہ شریف کے شیدائی تھے چنانچہ اعلیٰ حضرت بریلوی کا حلوہ کے بارے میں مزید شوق ملاحظہ فرمائیں:

جیسے زردہ یا حلوا؟

اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی سے کسی نے سوال کیا کہ گیارھویں شریف کس چیز پر دینی

افضل ہے۔ چاول یا حلوا وغیرہ تو اعلی حضرت بریلوی اس کے جواب میں ارشاد فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس مسئلہ میں کہ گیارہویں شریف کس چیز پر دینی افضل ہے۔ چاول یا حلوا وغیرہ۔ اور کن کن لوگوں میں بانٹنی چاہئیے آپ بھی تبرک چکھنا چاہئیے یا نہیں۔ اور کسی پیر صاحب یا سید صاحب کو اسمیں سے حصہ دینا چاہئیے یا نہیں۔ ایک مسجد میں چند ایک اصحاب مل کر گیارہویں پکاتے ہیں تو کیا وہ گیارہویں شریف پکی ہوئی مسجد کے نمازیوں میں بانٹنی چاہئیے یا نہیں بینوا توجروا۔

الجـــــــــواب

نیاز کا ایسے کھانے پر ہونا بہتر ہے جس کا کوئی حصہ پھینکا نہ جائے۔ جیسے زردہ یا حلوا یا خشکہ یا پلاؤ جسمیں سے ہڈیاں علیحدہ کرلی گئی ہوں بانٹنے کا اختیار ہے جس سنی مسلمان کو چاہے دے اگرچہ غنی ہو اگرچہ سید ہو۔ اور خود بھی تبرکا کھاوے تو حرج نہیں۔ شاہ عبدالعزیز صاحب نے فتاوی میں لکھا ہے۔ نیاز کا کھانا تبرک ہوجاتا ہے۔ ہاں اگر شرعی منت مانی ہو تو اوسمیں سے نہ خود کھا سکتا ہے نہ کسی غنی یا سید کو دے سکتا ہے وہ غیر ہاشمی فقرائے مسلمین کا حق ہے۔ اور بدمذہبوں خصوصاً وہابیوں رافضیوں کو دینا جائز نہیں۔ چندے والے جس نیت سے پکائیں اوس میں صرف کریں۔ اگر خاص نمازیوں کیلئے پکائی ہے تو صرف انہیں کو دیں۔ اور سب کے لئے تو سب کو۔ ہاں کافر کو دینا جائز نہیں جیسے بھنگی۔ چمار۔ وہابی۔ رافضی۔ قادیانی۔ ہاں جسکی بدمذہبی حد کفر تک نہ پہونچے جیسے تفضیلیہ اوسے دینے میں حرج نہیں۔ اور سنی کو دینا افضل۔ حدیث میں ہے **لا یاکل طعامک الا اتقی**. تیرا کھانا نہ کھائے مگر پرہیزگار۔ (رواہ احمد وابوداؤد والترمذی وابن حبان والحاکم باسانید صحیحۃ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم) واللہ تعالی اعلم.

(فتاوی رضویہ ج ۴ صفحہ ۲۲۶۔ مطبوعہ مکتبہ علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد)

حضرات گرامی! مندرجہ بالا فتوئی میں بھی جناب اعلیٰ حضرت بریلوی نے زردہ کے ساتھ حلوا کی بھی مزید تاکید فرمادی تا کہ کوئی ہمارے عظیم مقصد کو بھول نہ جائے اور حلوا جیسی مرغوب غذا سے کہیں محروم نہ

رہ جائے۔

المیزان امام احمد رضا نمبر میں اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کا ارشاد موجود ہے اسے بھی ملاحظہ فرمائیں:

ختم شریف میں وقفہ نہ کیا جائے

فاتحہ میں طویل وقفہ نہ کیا جائے غذا مرغن ہو تو کوئی حرج نہیں۔

(المیزان امام احمد رضا نمبر صفحہ ۳۶۳ مطبوعہ انڈیا)

قارئین محترم: ختم شریف میں مرغن غذا اور غیر مرغن غذا کا فرق یہ رضاخانی مذہب کا فلسفہ ہی نظر آتا ہے یعنی کہ ختم شریف کے کھانے مرغن پکائے جائیں تو تاخیر جائز ہے اور اگر مرغن کھانے نہ ہوں تو پھر تاخیر نہ کریں بس یہ عجیب رضاخانی فقہ ہے اور تجربہ شاہد ہے کہ جہاں کھانے مرغن ہوں اور ختم شریف میں پھل فروٹ اور کھانے کی اشیاء زیادہ ہوں تو وہاں بریلوی رضاخانی مولوی ختم شریف پڑھنے میں زیادہ وقت خرچ کرتے ہیں اور مزے کی بات تو یہ ہے کہ ایسا ختم شریف بریلوی مولوی جھوم جھوم کر پڑھتے ہیں جہاں مختصر اشیاء ہوں وہاں پر مختصر سا ختم شریف پڑھکر اہل خانہ کو فارغ کر دیتے ہیں یہ رضاخانی بریلوی مولویوں کا اپنا ذوق اور طریقہ کار ہے جسکا شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔

اب آخر پر اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے مقلد مولوی احمد یار خان نعیمی گجراتی بریلوی کی نفیس تحقیق حلوہ شریف کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں۔ مولوی گجراتی صاحب رضاخانی تحقیق کے مطابق حلوہ شریف کی فضیلت کو ثابت کرنے کے لئے قرآنی ایت کا یوں جعلی سہارا لیا ہے۔ لہٰذا قرآن پاک کی ایت کریمہ سے شب برات کے حلوہ کا ثبوت پیش کرنا یہ رضاخانی مذہب کا ہی فیضان ہے۔

شب برات کا حلوہ اور قرآنی آیت کا جعلی سہارا

رب فرماتا ہے لن تنالوا البر حتی تنفقوا مما تحبون ☆ شب برات کا حلوہ اور میت کی فاتحہ اس کھانے پر کرنا جو میت کو مرغوب تھی اسی سے مستنبط ہے۔

(تفسیر نور العرفان صفحہ ۱۵ طبع اول مطبوعہ گجرات پاکستان)

قارئین کرام! اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے پیروکار نے کس قدر ستم ظریفی سے کام لیا ہے کہ قرآن پاک کی آیت کریمہ کے شان نزول سے شب برات کے حلوہ شریف کا ثبوت کشید کیا ہے جبکہ رضا خانی مولوی احمد یار گجراتی نعیمی بریلوی کا یہ فعل یقیناً قابل نفرت ہے کیونکہ مندرجہ بالا آیت کریمہ کا شان نزول کچھ اور ہے جسکو حضرت امام حافظ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی مایہ ناز تفسیر ابن کثیر میں بایں الفاظ نقل کیا ہے جسے آپ ملاحظہ فرمائیں:

لن تنالوا البر حتیٰ تنفقوا مماتحبون، وماتنفقوا من شیٔ فان اللہ به علیم.

(پارہ ۴ سورہ آل عمران آیت نمبر ۹۲)

(ترجمہ) جب تک تم اپنی پسندیدہ چیز کو خدا تعالیٰ کی راہ میں خرچ نہ کرو گے ہرگز بھلائی نہ پاؤ گے تم جو خرچ کرو اسے اللہ تعالیٰ بخوبی جانتا ہے۔

حضرت عمرو بن میمونؓ کہتے ہیں کہ بر (نیکی بھلائی) سے یہاں جنت مراد ہے یعنی جبتک تم اپنی پسندیدہ چیز کو خدا کی راہ میں خرچ نہ کرو گے ہرگز جنت میں داخل نہ ہو گے۔ حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ تمام انصار میں حضرت ابو طلحہ رضی اللہ عنہ سب سے زیادہ مالدار تھے۔ وہ اپنے تمام مال اور جائداد میں۔ بیرحا۔ نامی باغ کو جو مسجد نبوی کے سامنے تھا۔ سب سے زیادہ پسند کرتے تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بھی اکثر اس باغ میں جایا کرتے تھے اور اس کے کنویں کا عمدہ میٹھا پانی پیا کرتے تھے۔

جب یہ متذکرہ بالا آیت نازل ہوئی تو حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے حاضر ہوکر آپ سے عرض کیا کہ یارسول اللہ! خداوند تعالیٰ اس طرح اور اس طرح فرماتا ہے اور میرا سب سے زیادہ عزیز مال یہی ''بیرحا'' (نامی باغ) ہے لہٰذا میں اس کو اس امید میں کہ جو بھلائی خداوند تعالیٰ کے پاس ہے وہی میرے لئے جمع رہے، خدا تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کرتا ہوں۔ لہٰذا آپ کو اختیار ہے جس طرح مناسب سمجھیں اس کو تقسیم کردیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم خوش ہوکر فرمانے لگے کہ، یہ تیرا فیصلہ بہت اچھا ہے۔ یہ بہت ہی فائدہ مند مال ہے اس سے لوگوں کو بہت فائدہ ہوگا۔ پھر فرمایا میری رائے یہ ہے کہ تم اس باغ کو اپنے رشتہ داروں میں تقسیم کردو۔ حضرت ابوطلحہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ بہت اچھا، اور پھر اسے اپنے رشتہ داروں اور چچازاد بھائیوں میں تقسیم کردیا۔ (مسند احمد بخاری و مسلم)

بخاری و مسلم میں آیا ہے کہ ایک دفعہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ یارسول اللہ میرا سب سے زیادہ عزیز اور بہتر مال وہ ہے جو خیبر میں میری زمین کا ایک حصہ ہے (میں اس کو راہ خدا میں صدقہ کرنا چاہتا ہوں) فرمائیے کیا کروں؟

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اصل (زمین) کو اپنے قبضہ میں رکھو اور اس کی پیداوار پھل وغیرہ خدا کی راہ میں وقف کردو''۔

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ جب میں تلاوت کے دوران میں اس مذکورہ بالا آیت پر پہنچا تو میں اپنے تمام مال وجائداد کو تصور میں لایا، لیکن مجھے اپنی رومی کنیز سے زیادہ کوئی چیز محبوب تر نظر نہ آئی۔ لہٰذا میں نے اسی کو خدا تعالیٰ کی راہ میں آزاد کردیا (میرے دل میں اسکی اتنی محبت ہے کہ) اگر میں خدا کی راہ میں دی ہوئی کسی چیز کو واپس لے سکتا تو اس کنیز سے تو ضرور ہی نکاح کرلیتا۔

(مسند بزار منقول از تفسیر ابن کثیر جلد اوّل)

حضرات گرامی! یہ ہیں رضا خانی بریلوی کہ جنھوں نے اپنی من مانی اور سینہ زوری سے حلوا شریف

کا مفہوم کشید کیا جب کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم مندرجہ بالا آیت کریمہ سے اللہ تعالیٰ کی راہ میں اپنا قیمتی مال قربان کر رہے ہیں اور رضا خانی بریلوی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل کے خلاف حلوا شریف قربان کرنے کا جذبہ اختیار کیئے ہوئے ہیں۔ یعنی کہ اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال قربان کرنے کا جذبہ ہرگز نصیب نہیں بلکہ حلوا شریف قربان کرنے کا جذبہ ضرور ہے۔ جیسا کہ آپ نے حلوا شریف کے بارے میں اعلیٰ حضرت بریلوی کے جذبات بھی ملاحظہ فرمائے۔

اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی اور ختم شریف کی نذر و نیاز حاصل کرنے کا عظیم کارنامہ

رضا خانی مؤلف نے خواہ مخواہ علماء اہلسنت دیوبند کثر اللہ تعالیٰ جماعتہم کو حلوہ خور اور پیٹ پرست کہہ دیا جبکہ حلوہ خوری اور پیٹ پرستی کے نسخے تو اعلیٰ حضرت بریلوی سرکار تفصیل سے خود ارشاد فرما چکے ہیں جسے آپ حضرات نے بخوبی پڑھا کہ ختم شریف گیارھویں شریف کا۔ یا ختم شریف عرس شریف کا ہو۔ یا ختم شریف تیجے دن کا ہو۔ یا ختم شریف دسویں دن کا ہو۔ یا ختم شریف چالیسویں دن کا ہو۔ یا ختم شریف ششماہی کا ہو۔ یا ختم شریف سالانہ ہو۔ ان تمام تر ختمات شریف میں رضا خانی بریلوی مولوی ہی اپنے پیٹ کی آگ سرد کرنے کے لیئے میت کے مال کو اور یتیم بچوں کے مال کو ہڑپ کرنے کے لئے طویل ترین ختم شریف پڑھتے ہیں اور میت کے فضائل اور میت کا مال ہضم کرنے کے لئے جعلی اور بے سند من گھڑت واقعات بیان کر کے عوام الناس کے جذبات سے کھلتیے ہیں اور ایسی ختمات شریف کی محافل میں بریلوی مولویوں کا شامل ہونا بطور کاروبار ہوتا ہے۔ اور یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ تعلیمات اعلیٰ حضرت بریلوی ہیں کہ نذر و نیاز یعنی کہ ختم شریف کی نذر و نیاز مٹھائی وغیرہ ہرگز نہ چھوڑیں چاہے جتنی مشقت اور محنت کیوں نہ کرنی پڑے۔ حتیٰ کہ ختم شریف کی نذر و نیاز لینے کے لئے ذلت آمیز رسوائی کا سامنا بھی کرنا پڑے تب بھی

برداشت کریں۔ مگر ختم شریف کی نذر و نیاز مت چھوڑیں اس بات کا ثبوت خود اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی سے ملتا ہے جسے آپ ملاحظہ فرمائیں چنانچہ مولوی احمد رضا خان بریلوی ختم شریف کی نذر و نیاز حاصل کرنے کے لئے اپنا ایک مجاہدہ اور کارنامہ یوں بیان کرتے ہیں کہ:

غرہ محرم شریف ۱۳۳۶ھ پنجشنبہ کو خواب میں چار سوئر نے مجھ پر حملہ کیا مگر بفضلہ تعالیٰ کارگر نہ ہوئے اور اس خاکسار نے تین سوئر کو ایک مکان میں قید کر دیا اور ایک اس کی ماں باقی رہ گئی اس نے میرے مارنے کا قصد کیا آخر کارگر نہ ہوئی۔ یہ مسکین ایک مسجد میں داخل ہوا وہاں جماعت سے عصر کی نماز پڑھی بعد نماز ایک مولنا صاحب قرآن شریف پڑھتے تھے ان کے ساتھ یہ خاکسار دلائل کی منزل یوم الخمیس پڑھنے لگا اور وہ دعا، اللھم انی اسئلک العفو والعافیۃ فی الدین والدنیا والآخرۃ. دیگر، اللھم استرنا بسترک الجمیل. یہ ہر ایک دعا تین تین بار پڑھی بعد ختم منزل قیام میں کھڑا ہو کر ہماری شفاعت کے کرنے والے جناب پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر سلام پڑھنا شروع کیا کچھ بارش بڑے زور سے برسنا شروع ہوئی بعد ختم سلام کے مسجد سے باہر آیا تو میرے والد صاحب زاد عمرہ کی ملاقات ہوئی آپ فرمانے لگے فرزند نیاز ختم دلائل تیار ہے فاتحہ پڑھ کے کھالو میں دوڑا تو میرا پاؤں پھسلا اور زانو کے بل ہو گیا کیچڑ زانو میں لگی آخر کھڑا ہو گیا نیاز کھائی شیریں تھی۔ بعد طعام کے مغرب کی نماز پڑھی۔ یہ خواب عبدالمصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم وسگ دربار جیلانی قدس سرہ العزیز وغلامان غلام العلماء نے دیکھی اور بیدار ہوا اس کی تعبیر آپ بیان فرمائیں۔ (فتاویٰ افریقہ صفحہ ۲۰۱۔ طبع کراچی)

حضرات گرامی! آپ نے پڑھ لیا کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی بیچارے پیٹ پرستی کے چکر میں ختم شریف کی نذر و نیاز کو ہضم کرنے کے لئے کتنے بیقرار ہو کر کیچڑ میں گر پڑتے ہیں بالآخر ختم شریف کی نذر و نیاز کو پا ہی لیتے ہیں غالب گمان یہی نظر آتا ہے کیچڑ کو ختم شریف کا حلوہ شریف سمجھ کر گھٹنوں کے بل ہو کر کھانے لگے ہوں گے اور جب اسکو بدمزہ پایا تو کیچڑ سمجھ کر پھر حلوہ شریف کی نذر و نیاز حاصل کرنے کے

لئے خوب دوڑنے لگے ۔ سبحان اللہ اعلیٰ حضرت ہو تو ایسا ہونا چاہیے جو کھانے پینے کے طریقوں کی تجدید کرے اور اعلیٰ حضرت بریلوی کا ختم شریف کی نذرونیاز حاصل کرنے کا ایک انوکھا کارنامہ اور عظیم مجاہدہ ہے جسے عوام الناس اور خاص کر رضاخانی بریلوی حضرات رہتی دنیا تک یاد رکھیں گے ۔

اب رضاخانی مؤلف مولوی غلام مہر علی ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیں اور سمجھیں اور قبر وحشر کا نقشہ سامنے رکھکر خود فیصلہ فرمائیں کہ حلوہ خور اور پیٹ پرست کون ہیں یقیناً تمہیں ماننا پڑے گا کہ حلوہ خوری اور پیٹ پرستی اور دنیا کا مال کمانے اور میت کا مال ہڑپ کرنے اور یتیموں کا مال اڑانے اور ختمات شریف کو ذریعۂ کاروبار اور ذریعۂ آمدنی بنانے کے تمام تر کرتب اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی نے اپنے مقلدین ومتبعین کو خود عمل کر کے سکھائے ہیں جن پر تمام رضاخانی امت عمل پیرا ہے اور رضاخانی امت کو اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کی تعلیمات کی روشنی میں جو خلاف شرع لت پڑ چکی ہے وہ مرتے دم تک ہرگز نہ جائے گی اور تمام تر خلاف شرع خرافات رضاخانی امت کا معمول بن چکی ہیں ۔

اللهم احفظنا من شر المبتدعين.

رضاخانی مؤلف کی محدّث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ اور محدّث سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ پر الزام تراشی

رضاخانی مؤلف مولوی غلام مہر علی نے علماء اہلسنت دیوبند کثر اللہ تعالیٰ جماعتہم کی کتاب تذکرۃ الرشید کی طویل ترین بے غبار اور بے داغ عبارت اور المہند علی المفند یعنی عقائد علماء دیوبند سے من گھڑت مفہوم یوں پیش کیا ہے کہ،

شریعت اور ہے اور دیوبندی مذہب اور ۔ (بلفظہ دیوبندی مذہب صفحہ ۳۶ طبع دوم)

رضاخانی مؤلف نے جب ہی کوئی حوالہ علماء اہلسنت دیوبند کا پیش کیا ہے تو خیانت کا دامن ہرگز ہاتھ

سے نہ جانے دیا اب رضا خانی مؤلف کی خیانت پر مبنی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

رضا خانی مؤلف کی تذکرۃ الرشید کی طویل ترین عبارت میں خیانت

سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میری اتباع پر۔ (بلفظہ دیوبندی مذہب صفحہ ۷۳ طبع دوم)

قارئین کرام! رضا خانی مؤلف نے مندرجہ بالا خیانت فقیہ اعظم قطب الاقطاب امام ربانی حضرت مولنا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرۃ الرشید جلد دوم کی عبارت میں کی ہے۔ جبکہ تذکرۃ الرشید کی طویل ترین عبارت تقریبا چار صفحات پر مشتمل تھی۔ اور اعلیٰ حضرت بریلوی کے مقلد نے اپنے رضا خانی مذہب کے ارکان خمسہ کو مدنظر رکھتے ہوئے محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرۃ الرشید کی طویل ترین عبارت کو اول و آخر سے چھوڑ دیا اور درمیان سے صرف ڈیڑھ سطر کو نقل کر کے اس ادھوری عبارت پر مکروہ تبصرہ یوں کر ڈالا کہ،

''دیوبندی شریعت ہی علیحدہ ہوئی۔ اس سے صاف معلوم ہوا کہ یہ کوئی نیا مذہب ہے جو کہ انگریزی سرکار اور ہندو و شیعہ کی باہمی آمیزش سے ظہور پذیر ہو رہا ہے۔ اب جو مذہب مولوی رشید احمد، و مولوی خلیل احمد صاحب وغیرہ جماعت دیوبند کا ہے۔'' (بلفظہ دیوبندی مذہب صفحہ ۷۳ طبع دوم)

حضرات گرامی! رضا خانی مؤلف کے پیش کردہ قانون کے مطابق اور رضا خانی مذہب کے مطابق ہم بھی ویسا ہی تبصرہ کرنے کا یقیناً حق رکھتے ہیں اور آپ نے رضا خانی مؤلف کی خیانت سے نقل کردہ تقریبا ڈیڑھ سطر ملاحظہ فرمائی اب آپ علماء اہلسنت دیوبند کے پیشوا فقیہ اعظم قطب الاقطاب امام ربانی حضرت مولنا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے تذکرۃ الرشید کی طویل ترین عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

تذکرۃ الرشید کی طویل ترین اصل اور پوری عبارت

آج جبکہ آپکو دنیا سے اوٹھے ہوے دو سال ہو لئے اگر مخلوق جمع ہو کر پوری ہمت خرچ کرے اور یادداشت کو پوری طرح کام میں لاکر مہینوں بھی سوچے تو انشاء اللہ ایک واقعہ بھی ایسا نہ نکال سکیگی جسمیں آپکی نماز کا قضا ہو جانا یا جماعت سے کاہلی وسستی یا کسی شرعی مسلم پسندیدہ امر سے ذرہ برابر بے رغبتی یا غفلت آپکی ثابت ہوتی ہو۔ دیوبند کے جلسہ دستار بندی میں جب آپ تشریف لائے ہیں تو غالباً عصر کی نماز میں ایکدن ایسا اتفاق پیش آیا کہ مولانا محمد یعقوب صاحب نماز پڑھانیکو مصلے پر جا کھڑے ہوئے مخلوق کے اژدہام اور مصافحہ کی کثرت کے باعث باوجود عجلت کے جسوقت آپ جماعت میں شریک ہوئے ہیں تو قرأت شروع ہوگئی تھی۔ سلام پھیرنے کے بعد دیکھا گیا تو آپ اوداس اور چہرہ پر اضمحلال برس رہا تھا اور آپ رنج کے ساتھ یہ الفاظ فرما رہے تھے کہ۔ افسوس بائیس برس کے بعد آج تکبیر اولی فوت ہوگئی۔

حق تعالی کے چہیتے پیغمبر محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی مرحومہ امت میں جن خوش نصیب اور پاک طینت حضرات کو مرتبہ قرب وولایت کیساتھ نوازا گیا اور سچے ایمان کی حلاوت اور اطمینان کیساتھ یقین واذعان کی روشنی جنکے قلوب میں ڈالی گئی ہے اُن میں حضرت امام ربانی قدس سرہ کے دل فیض منزل کو ایک خاص خصوصیت کیساتھ یہ اندرونی لذت عطا ہوئی تھی جسکا ثمرہ یہ تھا کہ زمانہ کے صاحب نسبت مشائخ اور اہل دل مجاز طریقت اولیاء اللہ کے آپ سردار تھے عالم کے ہادی اور راہبر نائبین رسول گروہ کی سیادت آپ کے حوالہ کی گئی تھی۔ علماء عصر کا آپکو سردار اور امیر الجیش بنایا گیا تھا پیشوایان خلق کا امام وپیشوا اور مصلحان قوم وملت جماعت کا مصلح اور حاکم آپ کو گردانا گیا تھا۔ مقبولان بارگاہ صمدیت کی پاکباز جماعت تختہ عالم پر سدا بہار گلاب اور مہکانیوالی پھول کا کام دیتے تھے۔ اور حضرت امام ربانی قدس سرہ کی ذات مقدس بمنزلہ عطر گلاب بلکہ روح بنی ہوئی عالم کو مہکا رہی تھی۔ احتمال خطا اور امکان ذلت کے درجہ میں آپ یقیناً بشر تھے

مگر ہادی ورا ہبر عالم ہونیکی حیثیت سے چونکہ آپ اس بے لوث مسند پر بٹھائے گئے تھے جو بٹھائے پیغمبر کی میراث ہے اسلئے آپ کے قدم قدم پر حق تعالی کیجانب سے نگرانی ونگہبانی ہوتی تھی ۔ آپ اولیاء اللہ کے اس اعلیٰ طبقہ میں رکن اعظم بنکر داخل ہوئے تھے جنکے اقوال وافعال اور قلب وجوارح کی ہر زمانہ میں حفاظت کی گئی ہے ۔ اور جنکی زبان اور اعضاء بدن کو تائید وتوفیق خداوندی نے مخلوق کو گمراہی سے بچانیکے لئے اپنی تربیت وکفالت میں لے رکھا ہے آپ نے کئی مرتبہ بحیثیت تبلیغ یہ الفاظ زبان فیض ترجمان سے فرمائے سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت ونجات موقوف ہے میرے اتباع پر؛ او کما قال ظاہربین علماء جن مسائل میں دلائل وشواہد کے پابند ہوکر اختلافی جھگڑوں میں پڑتے ۔ اور حق وباطل میں امتیاز کامل نہو سکنے کیوجہ سے تذبذب وتحیر کے بیابان میں سرگرداں پھرا کرتے تھے ۔ حضرت امام ربانی قدس سرہ مشکوۃ نبوت سے سلگائی ہوئی مشعل قلبی کے نور کی بدولت واقعی حق جانب بیان فرماتے اور شق صحیح معین فرماکر بلا استشہاد فیصلہ کردیا کرتے تھے یہی وجہ ہے کہ آپ کے فتاوی میں فقہی استشہادروایات بہت ہی کم نظر سے گذریں گی اور حقیقت میں امرحق ذیل کا تابع بھی نہیں ہے بلکہ دلیل امرحق کی محکوم اور علامت مظہرہ کے قائم مقام ہے ۔

حضرت امام ربانی کا علوم مرتبت اور قرب منزلت کا پورا پتہ لگانا کوئی آسان بات نہیں اور نہ اسکی حاجت ہے ہاں اتنی بات ظاہر اور سب کے نزدیک مسلم ہے کہ مرتبہ ولایت میں خاص نسبت عبدیت یعنی اتباع نبی کریم علیہ الصلوۃ والتسلیم میں انہماک وفنائیت جو آپکو حاصل ہوئی تھی آپ کے زمانہ میں دوسرے کو عطا نہوئی تھی آپ اپنے زمانہ کے تمام خاصان خدا کے خلاصہ اور مقبولان بارگاہ احدیت کے لب لباب اور مرحومین کی جماعت کے منتخب صدر انجمن تھے جس درجہ کی استقامت وپختگی یعنی دین کے بارہ میں جماؤ اور ثابت قدمی آپکو عطا ہوئی تھی اسکی نظیر اہل عصر کو نظر نہیں آئی موافق ہو یا مخالف اور دوست ہو یا دشمن چاروناچار بادل خواستہ یا ناخواستہ اس بات کا ضرور مقر ہے اور ہوگا کہ حضرت امام ربانی اُس سیدھی

اور صاف بٹیا پر چلتے چلتے جان دیکئے جسکو شریعت اور سنت کہا جاتا ہے۔ مانا کہ مخالفین نے جن باتونکو بدعت حسنہ کہا اُنکو حضرت امام ربانی نے بدعت سیئہ قرار دیا اور نافر ومتنفر رہے لیکن جس مضمون کا سنت اور فعل رسول یا فعل صحابہ ہونا مخالف کو بھی تسلیم ہے اُسکے التزام واہتمام اور پابندی وانصرام کا معترضین کو بھی اس درجہ اعتراف ہے کہ امام ربانی کا یگانہ روزگار ہونا اظہر من الشمس ہے۔ یہ بے نظیر استقامت اور لاثانی پختگی آخر کیوں تھی اور کہاں سے آئی تھی اگر اسکا حاصل کرنا سہل تھا تو معترضین نے اعتراض سے قبل یا بعد حاصل کیوں نہ کر لی؟ خدا شاہد ہے و کفی به شهیدا۔ یہی وہ کمال اصلی ہے جس میں کسی غیر کا ساجھا نہیں اور یہی وہ بڑی کرامت ہے جسکا صدور دوسروں سے عادۃً ممکن نہیں۔ یہی ہے وہ ثمرۂ عبدیت جو لاشریک معبود کی راہ میں جان کھپائے بغیر حاصل نہیں ہوسکتا اور یہی ہے وہ خاص الخاص شاہنشاہی عطیہ جو زمانہ میں منتخب زمانہ لاڈلے محبوب کے سوا دوسرے کو نہیں دیا جاتا ہے۔ اسی جوہر کے حامل وقدردان جوہری کو ارشاد خلق کا تاج اوڑھا کر مسند نیابت النبوت کا صدر نشین بنا کر قطب الارشاد کے نام سے مشہور کرایا جاتا اور پیغمبر آخرالزمان کے وصال کے بعد ہر صدی میں اہل زمانہ کو نمونہ دکھانیکے لئے دنیا میں بھیجا جاتا ہے تاکہ سچی اخلاقی تہذیب اور حقیقی آقا کی پسندیدہ جسمانی وروحانی اصلاح کو مخلوق عملی حالت میں دیکھ لے اور قیامت کیدن شاہنشاہی پیشی پر باز پرس کے وقت ہوسکنے کا لاطایل عذر پیش نہ کر سکے ان حضرات کے۔ حجۃ اللہ فی الارض۔ ہونیکے یہی معنی ہیں۔ اور آیۃ من آیات اللہ ہونیکا یہی مطلب ہے۔ اللهم اجعلنامن احزابه ووفقنالاتباعه وامتثال اوامره.

صناع لم یزل نے جس طرح اپنی مخلوق کی صورتیں جدا جدا پیدا فرمائی ہیں اسی طرح سیرتیں الگ الگ بنائی ہیں۔ سیرت کے اختلاف کا یہ نتیجہ ہوا کہ جب کوئی نعمت خدا کی طرف سے نازل ہوئی تو بعض لوگوں نے شکر گذاری کیساتھ اُسکو ہاتھوں ہاتھ لیا۔ سر پر رکھا آنکھوں سے لگایا۔ اور عبد شکور بن کر منعم حقیقی کے محبوب قرار پائے دوسروں نے اُسکو بہ نگاہ حقارت دیکھا اور کفران کی بدولت اُس نعمت کو رد کیا خود مردود

بارگاہ ہوئے اور خسر الدنیا والآخرۃ۔ کے مصداق بنے۔ سخی بادشاہ عام ضیافت کا اعلان مشتہر کر کے جسوقت اپنا وسیع دسترخوان بچھا دیتا ہے تو بہتیرے اسکی لذیذ غذاؤں سے متمتع ہوتے ہیں او بہتیرے عیب چینی کے تفکرات میں مبتلا اور قبح جوئی کی مصیبت میں گرفتار ہو کر انتفاع سے محروم رہتے ہیں یہی حال ہر زمانہ میں آسمانی خوان کے متعلق ظلوم وجهول انسان کا رہا ہے کہ لوح محفوظ کی کتابت کے ہاتھوں مجبور ہو کر بھلا یا بُرا جو حصہ بھی انکی قابلیت یا نا اہلی کے متعلق ازلی علم نے انکے لئے مقدر و مقرر کر دیا تھا اسکو لیا اور منتفع یا محروم بنے چنانچہ جس مبارک زمانہ میں خلاصۂ عالم و عالیان سردار دو جہان احمد مجتبیٰ محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ناف ارض یعنی بلدۃ الحرام مکہ معظمہ میں ہر جن و بشر کے لئے مجسم نمونۂ تہذیب و اصلاح بنکر تشریف لائے تو سیدنا ابوبکر و عمر جیسے خوش نصیب حضرات کی سعادت کے مقابلہ میں ابوجہل و ابولہب جیسوں کی شقاوت و بدنصیبی اور محرومی قسمت وشومی طالع ایسی تھی جنہوں نے اس نعمت خداوندی کی شکر گذاری کا جو کچھ قابل حسرت و افسوس حصہ لیا اسکو کوئی مسلمان قیامت تک نہیں بھول سکتا۔ آپ کا برقرار معجزہ جسکا نام قرآن ہے وہ آسمانی نعمتوں کا بھرپور خوان ہے جسکی غذاؤں سے سیر ہونیکی ہر کہ ومہ اور شریف و وضیع کو اجازت دیگئی ہے مگر ظاہر ہے کہ یہ شاہنشاہی فرمان کسی خوش نصیب عالم باعمل مسلمان کیلئے حجۃ لہ۔ ہے اور کسی بدنصیب بدعمل عاصی کیلئے حجۃ علیہ۔ پس امام ربانی قدس سرہ کی سوانح شریفہ میں اس تاسف کا کوئی محل وموقع ہی نہیں کہ افسوس بعض ناقدر دانوں نے اس درشہوار کی قدر کیوں نہ پہچانی اور خدائی ہدایت کے مجسم عملی نمونہ کی تقلید واتباع کے بجائے لوگون نے کفران وطعن اور اعتراض وتخالف کا کیوں حصہ لیا؟

جب اپنے نصیب مقدر سے زیادہ یا خلاف حصہ لینا کسی متنفس کی طاقت ہی میں نہیں ہے۔ حجۃ اللہ علی الارض۔ کے متعلق جن حرمان نصیب مسلمانوں کا حصہ عیب جوئی وتشنیع کی کوفت لکھا ہوا۔ وہ اپنے حصہ کے حاصل کرنے سے کیونکر باز رہ سکتے ہیں علاوہ ازیں یہ بھی تو بطحائی پیغمبر کی وہ سنت اضطراری ہے جسکا پایا جانا مجدد وقت نائب پیغمبر کی پائدار سوانح میں لازمی تھا وذلک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء واللہ

ذو الفضل العظیم.

ہاں جن خوش قسمت طالب رشد وہدایت اصحاب کو خدائی فرستادہ نمونہ کی بقدر نصیب موافقت کا

تام یا ناقص عطا ہوا۔

وہ شکر ادا کریں کہ آسمانی نعمت کا نزول پہلا احسان ہے۔ اور اُس سے منتفع ہونیکی توفیق حق تعا

شانہ کا دوسرا انعام ۔ پس مبارک ہو اُن حضرات کو جنکے لیئے امام ربانی قدس سرہ کا وجود باجود

قرار پایا اور بیجد و بے پایاں مبارکباد اُن حضرات کو جنہیں اعلیٰ حضرت نے اپنا قائم مقام بنا کر مخلوق کیلئے

قرار دیکر ایسی حالت میں دنیا کے اندر چھوڑا کہ اُنکے مطہر و مزکی دل مشکوۃ نبوت سے منور اور ہونہار شجرۃ القد

سلسبیل ولایت و نسبت مسلسلہ سے مثمر و بار آور ہو گئے تھے حق تعالی اس مختصر جماعت کی کفش برداری کے

میں اس ناکارہ سیہ رو کی حالت بھی سنوارے وللارض من کاس الکرام نصیب.

(تذکرۃ الرشید ج ۲ صفحہ ۱۶ تا ۱۸۔ مطبوعہ لاہو

حضرات گرامی! مرشد علماء اہلسنت دیو بند فقیہ اعظم قطب الاقطاب امام ربانی حضر

مولنا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ جنکی بائیس (۲۲) سال کے بعد ایک مرتبہ تکبیر اولی فوت ہوئی ہے ایسے

علماء کرام حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا پورا مصداق ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرا

ہے۔ العلماء ورثۃ الانبیاء۔ الحدیث۔ علماء انبیاء کرام علیہم السلام کے دین کے وارث ہیں تو اس حدیث

رسول کے تحت محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے جو کچھ فرمایا بالکل صحیح فرمایا۔ کیونکہ امام ربانی کی تعلیم و تربیت

اطاعت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے ماتحت ہے اس لئے قول گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ پر شرعا کوئی گرفت نہیں

سب کچھ رضا خانی مؤلف کی خام خیالی ہے۔

قارئین محترم: ہم نے تذکرۃ الرشید کی اصل اور پوری طویل ترین عبارت نقل کر دی ہے

جسے آپ حضرات پڑھکر بخوبی اندازہ فرما سکتے ہیں کہ رضا خانی مؤلف نے اعلیٰ حضرت بریلوی کی تعلیمات

کی روشنی میں کس قدر خیانت کا ثبوت پیش کیا ہے اور یہ کہاں کا دین اور کہاں کا قانون ہے کہ تقریباً چار صفحات کو اول تا آخر چھوڑ کر درمیان سے صرف ڈیڑھ سطر نقل کر کے کتاب کا جلد نمبر اور صفحہ نمبر نقل کر دینا یہ کونسا عدل وانصاف ہے لیکن قارئین کرام کی خدمت میں ہم عرض کرتے ہیں کہ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی کی تعلیمات رضاخانیہ کا بخوبی اندازہ کرلیں کہ رضاخانی مؤلف کس قدر اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کی تعلیمات پر عمل پیرا ہو کر حقائق پر پردہ ڈالنے کے لئے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے ہیں۔

حالانکہ قرآن پاک کی آیت کریمہ میں علماء کرام کی شان کا بیان پڑھیئے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

انما یخشی اللہ من عبادہ العلمٰؤ ان اللہ عزیز غفور. (پارہ ۲۲ سورہ فاطر ایت نمبر ۲۸)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ کے بندوں میں سے صرف علماء ہی اس سے ڈرتے ہیں بیشک اللہ تعالیٰ سب پر غالب بہت بخشنے والا ہے۔

اس آیت کریمہ میں حق تعالیٰ نے علماء کرام کی عزت وعظمت کو بیان فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنی خشیت وخوف کو علماء میں منحصر فرما دیا۔ پھر دوسرے مقام پر ارشاد فرمایا۔

قل هل یستوی الذین یعلمون والذین لایعلمون. (پارہ ۲۳ سورۃ الزمر ایت نمبر ۹)

(ترجمہ) آپ فرما دیجئے کیا کبھی برابر ہو سکتے ہیں علم والے اور جاہل۔

اور اس آیت کریمہ سے یہ بات بھی بالکل واضح ہوگئی کہ راہ حق میں ثابت قدم رہنے والے۔ اور توحید وسنت کی شمع روشن کرنے والے۔ اور شرک وبدعات کی دلدل سے یقیناً بچنے والے علماء اہلسنت دیوبند۔ اور شرک وبدعات میں دن رات غوطے لگانے والے رضاخانی بریلوی کیسے برابر ہو سکتے ہیں جبکہ اہل حق قرآن وسنت پر مضبوطی سے عمل کرنے والے اور شرک وبدعات سے مکمل نفرت کرنے والے یقیناً عزت سے جنت میں داخل کیئے جائینگے۔ اور علماء حق کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ملاحظہ فرمائیں۔

وان العالم یستغفرله من فی السموات ومن فی الارض والحیتان فی جوف الماء وان فضل العالم علی العابد کفضل القمر لیلة البدر علی سائر الکواکب وان العلماء ورثة الانبیاء وان الانبیاء لم یورثوا دینارا ولا درهما وانما ورثوا العلم فمن اخذه اخذ بحظ وافر. رواه احمد. والترمذی وابو داؤد، وابن ماجه، والدارمی. (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۴)

(ترجمہ) اور بیشک عالم دین کے لئے آسمانوں اور زمین کی ہر چیز بخشش طلب کرتی ہے اور مچھلیاں پانی میں اس کے لئے زبان حال سے مغفرت طلب کرتی ہیں اور بیشک عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسے چودھویں رات کے چاند کی فضیلت تمام ستاروں پر ہے اور بیشک علماء انبیاء کے وارث ہیں اور بیشک انبیاء علیہم السلام نے کسی کو دینار اور درہم کا وارث نہیں بنایا وہ تو اپنے پیچھے علم ہی کی وراثت چھوڑ کر جاتے ہیں تو جس نے یہ علم حاصل کرلیا اس نے دین وسعادت کا مکمل حصہ پالیا۔

حضرات گرامی! اس حدیث پاک سے یہ بات اظہر من الشمس واضح ہوئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے عالم دین کو چودھویں رات کے چاند سے تشبیہ دی ہے جس کے نور سے ساری زمین کو روشن کیا جاتا ہے چونکہ علم کا فائدہ متعدی اور سارے جہان کو پہنچتا ہے اس لئے چودھویں رات کے چاند کے ساتھ تشبیہ دینا بالکل مناسب ہے بخلاف محض ایک عبادت گذار کہ اسکا فائدہ اسکی ذات تک محدود رہتا ہے دوسروں کو نہیں پہنچتا جیسے ستاروں کی روشنی کہ وہ دوسروں کو فائدہ نہیں دیتی اور عالم دین کو چودھویں رات کے چاند سے تشبیہ دینے کی وجہ ایک یہ بھی ہے کہ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے علماء کو انبیاء کرام علیہم السلام کا وارث قرار دیا ہے اور علماء نے انبیاء کرام علیہم السلام کا وارث ہونے کی بناء پر علم حاصل کیا اور انبیاء کرام کی وراثت علم کے سوا کچھ نہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے،

فما علمتم منه فقولوا وما جهلتم فکلوهٗ الی عالمه. (رواہ احمد وابن ماجہ) (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۵ کتاب العلم)

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس چیز کا تمہیں علم ہو اسے بیان کرو۔ جو نہیں جانتے اسے

اس کے عالم کے حوالے کرو۔

قارئین محترم: ہمارے پیشوا مرشد علماء اہلسنت دیوبند نے تمام زندگی قرآن وسنت کی تعلیمات مقدسہ کو عام کیا۔ اور ہر ایک کو یہی تعلیم دیتے رہے کہ جان جائے تو جائے مگر قرآن وسنت کا پرچم سرنگوں نہ ہونے دیں اور محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ صحیح معنوں میں قرآن وسنت پر عمل کرنے والے تھے اور انکا اُوڑھنا بچھونا ہی قال اللہ۔ وقال الرسول تھا۔ تو ایسا عالم دین یقیناً متبع سنت ہوتا ہے اور متبع سنت عالم دین کا ہر مسئلہ اور تعلیم وتربیت سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع ہوتا ہے اور جو سنت رسول اور اتباع رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرنے کا حکم دے تو اسکی بات کو دل وجان سے مانو اور اس پر عمل پیرا ہو جاؤ۔ کیونکہ عالم دین یہی تعلیم دے رہا ہے کہ ہدایت ونجات موقوف ہے سنت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اتباع پر اور اس سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کیسے کریں وہ میری تعلیم وتربیت پر عمل کریں بس اسی پر نجات موقوف ہے کیونکہ محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمیشہ سنت رسول پر عمل کرنے کی تعلیم دی ہے۔

بس مرشد دیوبند نے اتنی بات کہی جسکو رضا خانی مؤلف نے پر کا پرندہ بنا دیا اور اب بھی رضا خانی مؤلف کی تسلی وتشفی نہیں ہوئی تو پھر حضرت شیخ عبد القادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد پڑھ لیں تا کہ دل ودماغ کا گرد وغبار بالکل صاف ہو جائے۔

سید الاولیاء حضرت شیخ جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا ارشاد گرامی اور رضا خانی مؤلف کے لئے لمحۂ فکریہ

ائمۂ کرام اور حاکم کی پیروی۔ اہلسنت کا اس بات پر اجماع ہے کہ ائمہ مسلمین اور انکی پیروی کرنے والوں کا حکم سننا اور ماننا واجب ہے۔ (غنیۃ الطالبین اردو صفحہ ۱۶۸۔ مترجم شمس صدیقی بریلوی کراچی)

رضا خانی مؤلف اب بتاؤ کچھ سمجھ آیا کہ تم نے محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح تذکرۃ الرشید کی

طویل ترین عبارت کا ایک مختصر سا ٹکڑا صرف اتنا نقل کیا کہ:

سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت ونجات موقوف ہے میرے اتباع پر۔

(تذکرۃ الرشید ج ۲ صفحہ ۱۷، بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۷۳ طبع دوم)

رضاخانی مؤلف خدارا سوچو سمجھو تو سہی تم نے خواہ مخواہ صحیح عبارت کو قابل اعتراض بنا کر پیش کیا حالانکہ عبارت کے اندر ہی جواب مرقوم تھا کہ محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ برملا فرما رہے ہیں کہ بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں۔ یعنی کہ میں جو کچھ کہہ رہا ہوں اپنی مرضی سے نہیں کہہ رہا بلکہ سنت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور تعلیمات رسول اللہ کی تعلیم دے رہا ہوں اس پر عمل کرو اور اس پُرفتن دور میں ہدایت ونجات موقوف ہے سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر عمل کرنے میں۔

اور رضاخانی مؤلف نے اپنی سینہ زوری سے بے غبار عبارت کو قابل اعتراض بنا دیا تو اب رضاخانی مؤلف حضرت پیر شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں بھی فیصلہ کریں کہ انہوں نے تو ائمہ کرام کی پیروی کو واجب کا درجہ دیا ہے اور علماء اہلسنت دیوبند صدر الائمہ شمس الائمہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روشن تحقیقات کے مطابق مسائل پر عمل کرنے کی تعلیم دیتے ہیں۔ اور رضاخانی مؤلف کا الزام تذکرۃ الرشید جلد دوم صفحہ ۱۷ کی عبارت پر سراسر غلط ہے کیونکہ طویل ترین عبارت کے اندر جواب موجود ہے پڑھ کر یقین کر لیجیے۔

جو عقل مند کے لئے کافی ہے اور جسکی عقل پر خدا تعالی پردہ ڈالدیں اسکا پھر اللہ تعالی ہی حافظ ہے کیونکہ عقل اللہ تعالی کی طرف سے ایک عظیم نعمت ہے اور یہ بھی حقیقت ہے کہ جس پر حق تعالی ناراض ہو جائیں اسکو عقل جیسی عظیم نعمت سے محروم کر دیتے ہیں تو پھر وہ بے غبار اور بے داغ اور صحیح عبارات کو غلط انداز میں پیش کرنے پر اپنی کامیابی وکامرانی سمجھتا ہے۔ حالانکہ ایسے شخص پر اللہ تعالی کی طرف سے بہت

بڑا عذاب ہے۔ کیونکہ خدا تعالی نے اپنی ناراضگی کے سبب سے عقل جیسی عظیم نعمت سے جسے محروم کر دیا ہو۔

حضرات گرامی! رضا خانی مؤلف نے اپنی کم علمی کی بنا پر علماء اہلسنت کے پیشوا محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی تذکرۃ الرشید جلد دوم صفحہ ۱۷ سے ایک عبارت کا نامکمل ٹکڑا اپنے رضا خانی مقصد کو پورا کرنے کی خاطر نقل کر دیا کہ،

سن لو حق وہی ہے جو رشید احمد کی زبان سے نکلتا ہے اور بقسم کہتا ہوں کہ میں کچھ نہیں ہوں مگر اس زمانہ میں ہدایت و نجات موقوف ہے میری اتباع پر۔ (تذکرۃ الرشید جلد ۲ صفحہ ۱۷)

اس کا جواب ہم نے بڑی تفصیل سے پیچھے نقل کر دیا ہے مگر یہاں پر رضا خانی مؤلف کو یہ بتانا مقصود ہے کہ ہمارے پیشوا حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے تو صرف یہ فرمایا کہ میں اتباع سنت رسول کی پیروی کی دعوت عام دیتا ہوں اور جو میں تمہیں تعلیم دے رہا ہوں اُسی پر عمل کرو اور اتباع سنت رسول ہی پر ہدایت و نجات موقوف ہے اور میں تمہیں سوائے اتباع سنت رسول کے اور کوئی تعلیم نہیں دیتا جو تعلیم بھی دیتا ہوں وہ اتباع سنت رسول کی تعلیم دیتا ہوں تو اس لحاظ سے میری اتباع کرو۔

تو اس پر رضا خانی مؤلف بے حد ناراض ہوئے اور اس قدر غیض و غضب میں آگئے کہ صحیح طویل عبارت جو پیچھے تذکرۃ الرشید جلد دوم صفحہ ۱۶ تا ۱۸ تک مرقوم ہے، گذر چکی ہے تو اس پر ایسا غلط اور خلاف شرع لایعنی تبصرہ کر ڈالا کہ ''شریعت اور ہے اور دیوبندی مذہب اور'' العیاذ باللہ۔

لیکن ہم رضا خانی مولف کو تذکرۃ الرشید جلد دوم صفحہ ۱۷ کی عبارت کے ٹکڑے کا جواب ذکر حبیب کے حوالہ سے سمجھائے دیتے ہیں یعنی کہ تذکرۃ الرشید کی عبارت کے جواب میں کتاب ذکرِ حبیب میں ایک پیر صاحب نے اپنے مرید کو یا حی یا قیوم کا وظیفہ ان الفاظ میں تعلیم فرمایا کہ تم ''یا حج یا قجو م'' یہ پڑھو تو مرید نے گھر جا کر یا حی یا قیوم پڑھنا شروع کیا تو نہایت تنگ دست اور پریشان ہو گیا تو دوبارہ اپنے پیر صاحب کی خدمت میں آیا کہ حضرت جی بس میں تو پہلے سے زیادہ تنگ دست اور پریشان ہو گیا ہوں تو پیر صاحب نے

فرمایا کہ وظیفہ کیسے پڑھتے ہو تو مرید نے جواب دیا کہ یا حی یا قیوم ۔ پیر صاحب نے فرمایا تم غلط اور صحیح کے چکر میں پڑ کر یا حی یا قیوم کی بجائے جو میں نے تمہیں بتایا ''یا جی یا قیو م'' جب تک نہیں پڑھو گے ہرگز کامیاب نہ ہو گے۔تو پھر تھوڑے ہی عرصہ میں فراخ دست ہو گیا۔فرمایا جو کچھ ہے پیر ہے پیر ہے پیر ہے۔

چنانچہ حالات وکرامات وملفوظات حضرت پیر غلام حیدر علی شاہ جلال پوری میں مرقوم ہے ملاحظہ فرمائیں اور قارئین کرام یہ بھی یاد رکھیں کہ مندرجہ ذیل حوالہ رضا خانی مؤلف مولوی غلام مہر علی بریلوی کے حضرت دادا پیر صاحب کا ہے جو حضرت پیر مہر علی شاہ صاحب سرکار گولڑہ شریف کے پیر و مرشد کا ہے۔

ذکر واذکار کا عجیب وغریب وظیفہ

ایک روز اعتقاد مرشد کے متعلق تذکرہ ہوا تھا آپ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ شمس العارفین رحمۃ اللہ علیہ نے ذکر کیا کہ ایک عالم شخص خدمت شیخ میں گیا اور تنگی معاش کی شکایت کی شیخ نے فرمایا کہ: ''یا جی یا قیوم'' پڑھا کرو۔ وہ چلا گیا اور اسم یا حی یا قیوم پڑھتا رہا مدت معہود میں اسے کوئی نفع نہ پہنچا بلکہ عسرت کچھ اور بڑھ گئی شیخ نے پوچھا کیا پڑھتا تھا کہا یا حی ۔ یا قیوم ۔ فرمایا تو نے ہمارا حکم نہ مانا بلکہ صحیح اور غلط کے چکر میں پڑ گیا یہ اسی کا نتیجہ ہے پھر جا اور جو کچھ ہم نے بتایا ہے وہ ہی پڑھ وہ شخص محجوب ہو کر واپس آیا اور جو الفاظ شیخ نے بتائے انہیں کا وظیفہ پڑھا تھوڑے ہی عرصہ میں فراخ دست ہو گیا حضرت خواجہ تونسوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جو کچھ ہے پیر ہے پیر ہے پیر ہے۔

پیر ہے جو کچھ ہے دنیا میں مریدوں کے لیئے
پیروی کر پیر کی تجھ کو خدا مل جائے گا

(ذکر حبیب صفحہ ۴۹۶۔طبع بار دوم ۱۴۰۴ ہجری مطبوعہ کارواں پریس لاہور)

رضا خانی مؤلف اب تو تمہیں تذکرۃ الرشید جلد دوم صفحہ ۱۶ تا ۱۸ کی عبارت کا مفہوم اور مطلب بخوبی سمجھ آ گیا ہو گا مزید سمجھانے کی ضرورت نہیں۔

قارئین کرام! مذہب اسلام کی تعلیمات تو یہ ہیں کہ وظیفہ یا حی یا قیوم ہی پڑھنا چاہیے اور اسی میں فلاح اور کامیابی ہے اور نام خدا کو بگاڑ کر پڑھنا اور تعلیم دینا بہت بڑی نامرادی کی دلیل ہے کیونکہ قرآن مجید میں یہی نام مذکور ہیں:

اللہ لاالٰہ الاھو الحی القیوم لاتاخذہ سنۃ ولانوم. (سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۵۵ پارہ نمبر ۳)

(ترجمہ) اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ آپ زندہ اور دوسروں کو قائم رکھنے والا۔ اُسے نہ اُونگھ آتی ہے نہ نیند۔

رضاخانی مؤلف ذرا توجہ تو فرمائیں تذکرۃ الرشید کی عبارت پر تمہارا اعتراض سراسر فرسودہ تھا اب بتاؤ کہ ذکرِ حبیب کتاب میں درج شدہ وظیفہ یاحج یاقجوم پڑھنے میں کس قدر شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو پامال کر کے اور صراحتاً نامِ خدا کی شدید توہین کرتے ہوئے وظیفہ یا حی یا قیوم کی بجائے یاحج یاقجوم کی تعلیمِ عام دی جارہی ہے اور تمہیں اپنے دادا پیر ومرشد کی تعلیم عام کی خبر نہ ہوئی اب اس کے بارے میں بھی فتویٰ صادر فرمائیں اور نئی شریعت اور نئے مذہب کا الزام یہاں پر بھی لگائیں جہاں واضح طور پر نام خدا کو سرے سے تبدیل ہی کر دیا ہے۔ جو اس کا جواب ہے پس وہی ہمارا جواب ہے۔

اس آیت کریمہ میں بھی اللہ تعالیٰ کا نام پاک یا حی یا قیوم موجود ہے اسکو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح پڑھنے کا حکم دیا ہے جیسا کہ آیت کریمہ میں مذکور ہے، اور اکثر قرآن مجید کے شروع میں سورۃ فاتحہ سے قبل جلد کے اندر گتہ کے اندرونی حصہ پر جہاں اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ درج ہیں تو وہاں بھی الحی القیوم لکھا ہوا موجود ہے۔ تو اسلامی نقطہ نظر سے صرف وظیفہ یا حی یا قیوم ہی پڑھنے میں نجات اور حق تعالیٰ کی رحمت خداوندی کا فیصلہ ہے اسکو غلط پڑھنے میں حق تعالیٰ کی طرف سے ناراضگی اور غضب کا سبب بنتا ہے۔ اب مسلمانوں کو چاہیے کہ اللہ تعالیٰ کے کلام مجید پر عمل کریں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیمات اسلامیہ پر عمل کریں اس کے برعکس جعلی ذکر واذکار کے وظائف ترک کر دیں بظاہر دیکھنے میں کتنے

ہی خوبصورت اور اچھے کیوں نہ لگتے ہوں۔ کیونکہ دنیا و آخرت کی تمام بھلائیاں صرف اور صرف اطاعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ہے جیسا کہ حق تعالی نے اپنے کلام مجید میں اپنے بندوں کو حکم دیا ہے:

واطیعو اللہ والرسول لعلکم ترحمون. (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۳۲ پارہ نمبر ۴)

(ترجمہ) اور اللہ اور رسول کے فرمانبردار رہو۔

قل اطیعوا اللہ والرسول. (سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۲ پارہ نمبر ۳)

(ترجمہ) تم فرمادو کہ حکم مانو اللہ اور رسول کا۔

قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ ویغفر لکم ذنوبکم واللہ غفور الرحیم.

(پارہ نمبر ۳ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۳۱)

(ترجمہ) کہہ دو اگر تم اللہ کی محبت رکھتے ہو تو میری تابعداری کرو تا کہ تم سے اللہ محبت کرے اور تمہارے گناہ بخشے اور اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

اب رضا خانی بریلویوں کی مرضی ہے کہ وہ اطاعت رسول کا فریضہ ادا کر کے وظیفہ یا حی یا قیوم پڑھنے کی تعلیم دیں گے یا کہ اپنی من مانی کرتے ہوئے اپنے پیروکاروں کو وظیفہ خلاف شرع پڑھنے کی تعلیم دیں گے یہ انکی مرضی ہے من مانی کریں یا اطاعت رسول کریں لیکن تجربہ شاہد ہے کہ بریلوی عقائد پر پختگی سے عمل کرنے والا اطاعت مولوی احمد رضا خان بریلوی کو ہرگز نہیں چھوڑ سکتا ہے البتہ اطاعت رسول سے اپنے ہاتھ پیچھے کرلے گا۔ کیونکہ اطاعت رسول میں اپنی تمام نفسانی خواہشات کو ترک کرنا پڑتا ہے اور بریلوی عقائد رکھنے والے شریعت اسلامیہ کے مقابلہ میں اپنی نفسانی خواہشات کو ترک کرنا اپنے لیے دنیا و آخرت کی ناکامی تصور کرتے ہیں بس یہ ہے مجبوری انکی کہ جس پر کمر بستہ ہو کر شریعت اسلامیہ کے قوانین کو پس پشت ڈال رہے ہیں لیکن خدارا سوچو اور سمجھو یوم محشر قریب ہے خدا تعالی کے ہاں کیا جواب دو گے اور کیا حساب دو گے بس اپنے آپکو شریعت اسلامیہ کے تابع کردو اور شریعت اسلامیہ کو اپنے تابع کرنے سے باز رہو۔

اب اس کے بعد رضا خانی مؤلف کی علماء دیو بند کی مصدقہ **کتاب المہند علی المفند** یعنی عقائد علماء اہلسنت دیو بند صفحہ ۵۰ کی بے غبار اور بے داغ اور صحیح عبارت سے ایک مکروہ اور من گھڑت مفہوم اپنی رضا خانی تعلیمات کی روشنی میں غلط طور پر پیش کر دیا اور رضا خانی مؤلف نے المہند علی المفند کی عبارت سے صحیح اور شرعی مفہوم کو پسِ پشت ڈال دیا اور ایک اپنی طرف سے رضا خانی مفہوم نقل کر کے علماء اہلسنت دیو بند کی عزت وعظمت کو داغدار کرنے کی خلاف شرع حرکت کی۔

رضا خانی مؤلف کی خیانت

جن کو مولنا خلیل احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے...... ملاحظہ فرمائیں:

واقعی اس قابل ہیں کہ ان پر اعتماد کیا جاوے اور ان سب کو مذہب قرار دیا جاوے۔

(بلفظہ دیو بندی مذہب صفحہ ۳۷، طبع دوم)

قارئین کرام! رضا خانی مؤلف نے المہند علی المفند کی مندرجہ بالا صحیح عبارت سے یوں رضا خانی جعلی مفہوم کشید کیا، ملاحظہ فرمائیں:

''یہاں یہ نہیں کہا گیا کہ شریعت اسلامیہ کو مذہب قرار دیا جاوے بلکہ صاف اقرار ہے کہ مولوی خلیل صاحب امام دیو بندیہ کی تحریر کو مذہب قرار دیا جاوے۔ (بلفظہ دیو بندی مذہب صفحہ ۳۷ طبع دوم)

قارئین کرام! آپ نے رضا خانی مؤلف کی خیانت سے نقل کردہ عبارت کو بغور پڑھا اور رضا خانی مؤلف نے جعلی مفہوم جو کشید کیا اسکو بھی آپ نے بخوبی پڑھا اب علماء اہلسنت دیو بند کی مصدقہ **کتاب المہند علی المفند** یعنی عقائد علماء اہلسنت دیو بند صفحہ ۵۰ کی اصل اور پوری عبارت ملاحظہ فرمائیں تا کہ آپ پر واضح ہو جائے کہ رضا خانی بریلوی اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کی تعلیمات رضا خانیہ کی روشنی میں عدل وانصاف کی دھجیاں کیسے بکھیر رہے ہیں۔ اور یہ کیسے عاشق رسول ہیں عالمِ دین کا نام خلیل احمد تھا تو حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کا نام خلیل تو لکھ دیا لیکن اس کے ساتھ نام احمد کو چھوڑ دیا

بس یہ ہیں اپنے عاشق رسول کہنے والے جو حقیقت میں عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے کوسوں دُور ہیں اور جن کے بڑوں کو بھی عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی ہوا تک نہیں لگی۔

علماء اہلسنت دیوبند کی مصدقہ کتاب المہند علی المفند کی صحیح اور بے غبار عبارت

از تحریر منیف فاضل عصر کامل دھر جناب مولانا المولوی محمد سہول صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا کہ،

امام المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے جو جوابات تحریر کیئے ہیں وہ واقعی اس قابل ہیں کہ ان پر اعتماد کیا جاوے اور ان سب کو مذہب قرار دیا جائے، اور یہی عقیدہ ہے ہمارا اور ہمارے مشائخ کا۔ (المہند علی المفند صفحہ طبع قدیم صفحہ ۵۰ طبع جدید لاہور صفحہ ۹۰)

حضرات گرامی! مندرجہ بالا عبارت کی مزید تائید و تصدیق المہند علی المفند ہی کے دوسرے صفحہ طبع قدیم ۵۱ طبع جدید ۹۱ کے صفحہ سے بھی پڑھ لیجئے جسکو رضاخانی مؤلف نے نظرانداز کر دیا۔ علماء اہلسنت دیوبند کی مصدقہ کتاب **المہند علی المفند** یعنی عقائد علماء اہلسنت دیوبند کی عبارت کی مزید تائید اور تصدیق ملاحظہ فرمائیں:

تحریر لطیف عالم تحریر فاضل بے نظیر جناب مولٰنا المولوی عبدالصمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر سے ملاحظہ فرمائیں

فرماتے ہیں کہ،

امام المحدثین حضرت مولٰنا خلیل احمد صاحب مدرس اول مدرسۂ مظاہر العلوم سہارنپور رحمۃ اللہ علیہ کے تحریر کردہ (یہ سارے جوابات اس لائق ہیں) کہ اہل حق ان کو عقیدہ بناویں اور مستحق ہیں کہ دین متین میں

مضبوط علماء ان کو تسلیم کریں اور یہی ہمارے عقائد اور ہمارے مشائخ کے عقیدے ہیں۔
(المہند علی المفند یعنی عقائد علماء اہلسنت دیوبند طبع قدیم صفحہ ۵۱ طبع جدید لاہور صفحہ ۹۲)

حضرات گرامی! ہم رضا خانی مؤلف کو علماء اہلسنت دیوبند کی کتاب المہند علی المفند کی عبارت میں لفظ ''مذہب'' کے استعمال پر اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے بیس (20) جوابات پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں تاکہ ان کے صحیح عبارت کے بارے میں تمام تر خیالات فاسدہ بالکل کافور ہو جائیں۔ حالانکہ علماء اہلسنت دیوبند نے اپنی کتاب المہند علی المفند میں اس بات کی صراحت فرمائی کہ المہند علی المفند میں جو جوابات قرآن وسنت کی روشنی میں حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے پیش کیئے ہیں وہ تمام جوابات اس لائق ہیں اور اس قابل ہیں کہ ان کو مذہب بمعنی درست عقیدہ یعنی کہ صحیح عقیدہ قرار دیا جائے کیونکہ وہ تمام تحریر کردہ عقائد قرآن وسنت کی روشنی میں بالکل صحیح اور درست ہیں لیکن رضا خانی مولوی نے اس کے خلاف پَر کا پرندہ بنادیا۔ بظاہر عبارت میں کوئی قابل اعتراض پہلو ہرگز نہیں نکلتا خدا جانے رضا خانی مؤلف نے صحیح اور بے غبار عبارت کو کیوں غلط سمجھا اور مثل مشہور ہے کہ مریض کو شہد بھی کڑوا معلوم ہوتا ہے۔

لفظ مذہب کے استعمال پر جواب نمبرا

رضا خانی مولوی بریلوی نے لفظ مذہب کے استعمال پر اس قدر ناراض اور غضب میں آگئے کہ انکو کچھ بھی نہ سوجھا کہ بریلوی مکتبہ فکر کی کتاب میں بھی تو کچھ نہ کچھ مرقوم ہوگا یا نہیں لیجیئے ہم آپ کو آپ کے ہم عقیدہ مولوی کا حوالہ پیش کرتے ہیں کہ تم نے تو عقائد علماء اہلسنت دیوبند پر مشتمل کتاب المہند علی المفند پر بے جا الزام تراشی کردی اور ہم آپ کو کتاب فوائد فریدیہ کا حوالہ پیش کرتے ہیں کہ جسمیں ایک ولی کامل نے اپنے کو اور اللہ تعالیٰ کو اپنا ہم مذہب قرار دیا ہے چنانچہ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

کسی نے حضرت حسین سے پوچھا کہ تو کس مذہب سے تعلق رکھتا ہے اس نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ کے

مذہب ہے۔ (فوائد فریدیہ صفحہ ۷۶ مطبوعہ ڈیرہ غازی خان طبع اوّل)

قارئین محترم: رضا خانی مؤلف تو علماء اہلسنت دیو بند کے لفظ مذہب جو انہوں نے شرعی قوانین کے تحت ذکر کیا اس کو بے جا الزام تراشی کا نشانہ بنا دیا اب جواب دیں کہ آپ کے ہم عقیدہ مولوی کی کتاب فوائد فریدیہ میں تو اللہ تعالیٰ کے ہم مذہب ہونے کے بارے میں بھی بڑی صراحت سے لکھا ہوا ہے۔ اب بتائیں کہ لفظ مذہب کی کیا تاویل اور تشریح کریں گے۔ جو تمہارا جواب ہے پس وہی ہمارا جواب ہے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ کے مذہب کے بارے میں آپ کے ہم عقیدہ مولوی کی کتاب سے نشان دہی ہو رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف لفظ مذہب کی نسبت کی گئی ہے ورنہ علماء اہلسنت دیو بند تو اس قسم کی کمزور باتوں کے سرے سے قائل ہی نہیں ہیں۔

حضرات گرامی! آپ نے بغور پڑھا کہ علماء اہلسنت دیو بند کی عبارت کس قدر واضح و عام فہم اور کیسی بے غبار ہے جسے رضا خانی مؤلف نے اپنی سینہ زوری سے قابل اعتراض ثابت کیا حالانکہ علماء اہلسنت دیو بند کی مصدقہ کتاب **المھند علی المفند** کے صفحہ ۵۰ کی عبارت قرآن وحدیث اور فقہاء کرام کی تعلیمات کی روشنی میں بالکل بے داغ ہے اور رضا خانی مؤلف نے اپنی کم فہمی سے اسمیں درج شدہ لفظ مذہب پر سیخ پا ہو گئے کہ لفظ مذہب کے استعمال پر اس قدر اپنے ہوش وحواس کھو بیٹھے اور رائی کا پہاڑ بنا دیا حالانکہ المہند علی المفند کی عبارت بالکل صحیح اور درست ہے جس عبارت کے ٹکڑے پر رضا خانی مؤلف کا اعتراض ہے اور جس عبارت کے ٹکڑے کو رضا خانی مؤلف نے نقل کیا ہے وہ صرف اتنا ہے۔ جن کو مولانا خلیل احمد صاحب نے تحریر فرمایا ہے.......... واقعی اس قابل ہیں کہ ان پر اعتماد کیا جاوے اور ان سب کو مذہب قرار دیا جاوے.......... (بلفظہ دیو بندی مذہب ۳۷ طبع دوم)

نوٹ: رضاخانی مؤلف کالفظ مذہب پر اعتراض جاھلانہ ھے۔

حضرات گرامی! مندرجہ بالا نقل کردہ عبارت کے اس ٹکڑے پر رضا خانی مؤلف کا سنگین

الزام ہے کہ علماء اہلسنت دیوبند نے یہ لکھا ہے کہ ان سب کو مذہب قرار دیا جاوے وغیرہ وغیرہ۔ ہم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے لفظ مذہب کے استعمال پر کئی جوابات پیش کرتے ہیں آپ باری باری ملاحظہ فرماتے جائیے۔

لفظ مذہب کے استعمال پر جواب نمبر۲

چنانچہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب غنیۃ الطالبین میں لفظ مذہب بایں طور استعمال ہوا ملاحظہ فرمائیں:

حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے اساتذہ کرام میں اکثریت ایسے علماء کی تھی جنکا فقہی مسلک حنبلی تھا شاید یہی سبب ہے کہ آپ بھی اس مذہب سے متاثر ہوئے اور آپ نے بھی اسکو اختیار کیا۔

(غنیۃ الطالبین اُردو صفحہ ۱۱۔ مترجم شمس صدیقی بریلوی مطبوعہ کراچی)

لفظ مذہب کے استعمال پر جواب نمبر۳

اس سلسلہ سہروردیہ کے علاوہ بھی قادریت کے آفتاب نے کفر کی تاریک راتوں میں اجالا فرمایا اور آپ سے اس قدر سلاسل طریقت جاری ہوئے آج بھی دنیا میں جہاں جہاں مسلمان آباد ہیں وہاں یہ سلسلہ ضرور موجود ہے ہر چند کہ آپ حنبلی فقہ کے پیرو اور اس کے شارح تھے آپکی عظیم تصنیف الغنیۃ الطالبین طریق الحق فقہ حنبلی پر ایک مستند کتاب ہے لیکن چونکہ آپ محض اسلام کے داعی تھے اور کتاب الٰہی اور سنت محمدی صلی اللہ علیہ وسلم حضرت غوث اعظم رضی اللہ عنہ کے دین ومذہب فکر ونظر اور وعظ وارشاد کا مرکز ومحور تھا۔

(غنیۃ الطالبین اُردو صفحہ ۱۸، مترجم شمس صدیقی بریلوی مطبوعہ کراچی)

لفظ مذہب کے استعمال پر جواب نمبر۴

کہ جب ڈاکوؤں نے آپ کو گھیر لیا اور دریافت کیا کہ تمھارے پاس کتنا مال ہے تو آپ نے صاف صاف کہدیا کہ چالیس دینار۔ قرآن پاک کی طرح آپ اپنے جدامجد احمد مجتبیٰ سرور انبیاء صلی اللہ علیہ وسلم

کی احادیث کے بھی حافظ تھے حنبلی المذہب تھے اور حنابلہ کے شیخ وقت۔

(غنیۃ الطالبین اُردو صفحہ ۲۸۔۲۹، مطبوعہ کراچی)

لفظ مذہب کے استعمال پر جواب نمبر ۵

الغنیۃ الطالب طریق الحق کا اسلوب بیان دلکش ہے بجائے اجمال کے اس میں تفصیل موجود ہے حضرت نے ایمان و ارکان اسلام وعبادت کے سلسلہ میں جو کچھ بیان کیا ہے وہ تفصیل کے ساتھ دلکش انداز میں بیان فرمایا ہے۔ اگرچہ آپ حنبلی مذہب کے پیروکار تھے لیکن آپ نے دیگر مذاہب کے اختلافی مباحث کو بہت کم چھیڑا ہے آپکی اس تصنیف گراں مایہ نے بھی اصلاحی تحریک میں بڑا کام کیا۔

(غنیۃ الطالبین اُردو صفحہ ۳۴۔ مطبوعہ کراچی)

لفظ مذہب کے استعمال پر جواب نمبر ۶

رضا خانی مؤلف ذرا توجہ فرمایئے کہ ائمہ اربعہ کی طرف منسوب لفظ مذہب کی نسبت ملاحظہ فرمائیں چنانچہ فقہ کی معتبر کتاب کا نام پڑھیئے پھر سوچیں کہ علماء اہلسنت دیوبند کس قدر احتیاط کا دامن مضبوطی سے تھامے ہوئے ہیں۔ ائمہ اربعہ کی طرف منسوب کتاب کا نام الفقہ علی المذاهب الاربعة - مطبوعہ دار الفکر بیروت از علامہ عبدالرحمٰن الجزائری۔

لفظ مذہب کے استعمال پر جواب نمبر ۷

چنانچہ فقہ حنفی کا معتبر ومشہور فتاوی الدر المختار میں لفظ مذہب ملاحظہ فرمائیں:

مسئلہ تقلید سے رجوع کرنا بعد عمل کر لینے کے بالاتفاق باطل ہے اور یہی مفتی بہ قول ہے۔ وان الرجوع عن التقليد بعد العمل باطل اتفاقا وهو المختار فی المذاهب.

لفظ مذہب کے استعمال پر جواب نمبر ۸

چنانچہ حضرت مجدد الف ثانی الشیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ لفظ مذہب کو یوں استعمال فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

آج صبح کے حلقہ میں دیکھا کہ حضرت الیاس وحضرت خضر علی نبینا وعلیہما الصلوۃ والسلام روحانیوں کی صورت میں حاضر ہوئے اور تلقی روحانی یعنی روحانی ملاقات سے حضرت خضر علیہ السلام نے فرمایا کہ ہم عالم ارواح میں سے ہیں حق سبحانہ وتعالی نے ہمارے ارواح کو ایسی قدرت کاملہ عطا فرمائی ہے کہ اجسام کی صورت میں متمثل ہوکر وہ کام جو جسموں سے وقوع آئیں یعنی جسمانی حرکات وسکنات اور جسدی طاعات وعبادات ہماری ارواح سے صادر ہوتی ہیں اس اثناء میں پوچھا کہ آپ امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے موافق نماز ادا کرتے ہیں؟ فرمایا کہ ہم شرائع کے ساتھ مکلف نہیں ہیں لیکن چونکہ قطب مدار کے کام ہمارے سپرد ہیں اور قطب مدار امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب پر ہے اس لئے ہم بھی اس کے پیچھے امام شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کے موافق نماز ادا کرتے ہیں۔

اس وقت یہ بھی معلوم ہوا کہ انکی اطاعت پر کوئی جزا مرتب نہیں ہے صرف اطاعت کے ادا کرنے میں اہل اطاعت کے ساتھ موافقت کرتے ہیں اور عبادت کی صورت کو مدنظر رکھتے ہیں اور یہ بھی معلوم ہوا کہ ولایت کے کمالات فقہ شافعی کے ساتھ موافقت رکھتے ہیں اور کمالات نبوت کی مناسبت فقہ حنفی کے ساتھ ہے اگر بالفرض اس امت میں کوئی پیغمبر مبعوث ہوتا تو فقہ حنفی کے موافق عمل کرتا اسوقت حضرت خواجہ محمد پارسا قدس سرہ کے اس سخن کی حقیقت بھی معلوم ہوگئی جو انہوں نے فصول ستہ میں نقل کیا ہے کہ حضرت عیسی علی نبینا وعلیہ الصلوۃ والسلام نزول کے بعد امام اعظم رضی اللہ عنہ کے مذہب کے موافق عمل کریں گے۔

(مکتوبات اُردو صفحہ ۲۸۲ دفتر اول حصہ پنجم مطبوعہ کراچی

مترجم بریلوی مولوی محمد سعید احمد نقشبندی خطیب دربار شریف حضرت علی ہجویری رحمۃ اللہ علیہ لاہور)

لفظ مذہب کے استعمال پر جواب نمبر ۹

چنانچہ اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی نے بھی اپنے فتاوی رضویہ کی تمام جلدوں میں جگہ جگہ لفظ مذہب استعمال کیا ہے لیکن نمونہ کے طور پر فتاوی رضویہ کی جلد چہارم کی عبارت سردست ملاحظہ فرمائیں۔ جو اعلی حضرت بریلوی نے حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف نقل کی ہے۔ اور اعلیٰ حضرت بریلوی حضرت شیخ عبدالحق پر خوب برسے ہیں، ملاحظہ فرمایئے:

تمام نصوص صریحہ کتب معتمدہ و اجماع جمیع ائمۂ مذہب کے مقابل گیارھویں صدی کے ایک فاضل قاضی کی حکایت پیش کرتے ہیں شرم چاہیے تھی ۔ امام محقق علی الاطلاق کمال الملۃ والدین ابن الہمام رحمۃ اللہ علیہ کہ متاخرین تو متاخرین خود ان کے معاصرین ان کے لئے مرتبہ اجتہاد کی شہادت دیتے ان امام جلیل کی یہ حالت ہے کہ اگر کسی مسئلہ مذہب پر بحث کرنا چاہیں تو ڈرتے ڈرتے یوں فرماتے ہیں: لسو کان الی شیء لقلت کذا مجھے کچھ اختیار ہوتا تو یوں کہتا دیکھو فتح القدیر مسئلہ آمین و کتاب الحج باب الجنایات مسئلہ حلق وغیرہ ہا پھر جو بحث وہ کرتے ہیں علماء کرام تصریح فرماتے ہیں مسموع نہ ہوگی اس پر عمل جائز نہیں مذہب ہی کا اتباع کیا جائے گا۔

ردالمحتار، نواقض مسح الخف میں ہے:

قد قال العلامة قاسم لاعبرة بابحاث شيخنا يعنى ابن الهمام اذا خالف المنقول.

”علامہ قاسم نے فرمایا ہمارے استاذ امام ابن الہمام کی بحثوں کا کچھ اعتبار نہیں جب وہ مسئلہ منقول مذہب کے خلاف ہوں۔“

اسی طرح جنایات الحج میں ہے نکاح الرقیق میں علامہ نورالدین علی مقدسی سے ہے:

الكمال بلغ رتبة الاجتهاد وان كان البحث لايقضى على المذاهب.

امام ابن الہمام رحمہٗ اجتہاد تک پہنچے ہوئے ہیں اگر چہ بحث مذہب پر غالب نہیں آسکتے پھر بھی ادنی لیاقت اجتہاد بھی نہیں جمیع ائمہ مذہب کے خلاف اسکی بات کیا قابل التفات تصریح ہے کہ خلاف مذہب بعض مشائخ مذہب کے قول پر بھی عمل نہیں۔

(فتاوی رضویہ ج ۴ صفحہ ۷۵، مطبوعہ مکتبہ علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد۔)

لفظ مذہب کے استعمال پر جواب نمبر ۱۰

اجماع مذہب کے خلاف ایسی بے معنی اسناد کیسی جہالت شدیدہ ہے شک نہیں کی قاضی ممدوح گیارھویں صدی کے ایک عالم تھے مگر عالم سے لغزش بھی ہوتی ہے پھر اسکی لغزش سے بچنے کا حکم ہے نہ کہ اتباع کا۔ (فتاوی رضویہ ج ۴ صفحہ ۷۶، مطبوعہ مکتبہ علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد)

لفظ مذہب کے استعمال پر جواب نمبر ۱۱

چنانچہ اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے فتاوی رضویہ ہی سے لفظ مذہب کے استعمال پر مزید عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

ذکرہ المناوی فی فیض القدیر خدارا انصاف ذرا یوں فرض کر دیکھئے کہ کتب مذہب میں جواز نماز غائب وتکرار جنازہ کی عام تصریحات ہوتیں اور ایک قاضی ممدوح نہیں ان جیسے دوسو قاضی اسے ناجائز بتاتے اور کوئی شخص کتب مذہب کے مقابل ان دوسو سے سند لاتا تو دیکھئے یہ حضرات کیسے غل مچاتے اُچھل اُچھل پڑتے کہ دیکھو کتب مذہب میں تو جواز کی صاف تصریح ہے اور یہ شخص ان سب کے خلاف گیارھویں صدی کے دوسو قاضیوں کی سند دیتا ہے ہم انکی مانیں یا کتب مذہب کو حق جانیں اور اب جو اپنی باری ہے تو تمام ائمہٗ مذاہب کا اجماع تمام کتب مذہب کا اتفاق سب بالائے طاق اور تنہا قاضی ممدوح کو تقلید کا استحقاق اس ظلم صریح وجہل قبیح کی کوئی حد ہے مگر یہ ہے کہ جب کہیں کچھ نہ پایا۔ الغریق یتشبث بالحشیش

ڈوبتا سوار پکڑتا ہے وباللہ العصمۃ. مدارج النبوۃ نہ کوئی فقہ کی کتاب ہے۔

(فتاوی رضویہ ج ۴ صفحہ ۶۷ ۔مطبوعہ مکتبہ علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد)

لفظ مذہب کے استعمال پر جواب نمبر ۱۲

چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنی تالیف فیوض الحرمین میں لفظ مذہب کو با طور نقل فرماتے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

میں نے غور کیا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مذاہب فقہ میں کس مذہب کی طرف مائل ہیں کہ میں بھی وہی مذہب اختیار کروں تو معلوم ہوا کہ سب مذہب آپ کے نزدیک برابر ہیں علم فروع ایک حالت میں نہیں آپکی روح مبارک کے دیدن سے آپکی جواہر روح میں علم فروع کی اصل ہے وہ کیا عنایت حق کی نفوس بشر پر ان کے اعمال واخلاق کی جہت سے اور اسکی اصلاح اور اصل یہ ہے اور اسکی فرع اور صورتیں بہت مختلف ہوتی ہیں وقت اختلاف زمانہ کے پس داخل جواہر روح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اصل یہ ہے اسی واسطے آپ کے نزدیک سب مذہب برابر ہیں ایک سے دوسرا جدا نہیں معلوم ہوتا اس لئے کہ ہر مذہب محیط ہوتا ہے اس شے کا جو واجب ہے۔ امہات فقہ دین محمدی میں اگرچہ مختلف ہو پس اگر کوئی تبع ایک مذہب کا نہ ہو مذہبوں سے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسکی نسبت ناراض نہیں۔

(فیوض الحرمین اُردو صفحہ ۲۱، مطبوعہ ملتان)

لفظ مذہب کے استعمال پر جواب نمبر ۱۳

چنانچہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ مزید لفظ مذہب کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

مجھکو پہنچوادیا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ حنفی مذہب میں ایک بہت اچھا طریقہ ہے وہ بہت

موافق ہے اس طریقہ سنت سے جو تنقیح ہوا زمانہ بخاری اور اس کے ساتھ والوں کے اور وہ یہ ہے کہ اقوال ثلاثہ یعنی امام اعظم اور صاحبین سے جو قول اقرب ہو وہ لے لیا جائے پھر بعد اس کے فقہائے حنفی کی پیروی کی جائے جو علمائے حدیث سے ہیں کیونکہ بہت چیزیں ہیں کہ امام اور صاحبین نے اصول میں نہیں بیان کیں اور نہ انکی نفی کی ہے اور حدیثیں ان پر دلالت کرتی ہیں تو ان کا اثبات ضرور ہے اور سب مذہب حنفی ہیں۔

(فیوض الحرمین۔ اُردو صفحہ ۳۵۔ مطبوعہ ملتان)

لفظ مذہب کے استعمال پر جواب نمبر ۱۴

اب رضا خانی مؤلف اپنے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کی لرزہ خیز وصیت والی عبارت بھی بخوبی پڑھ لیں کہ آپکے اعلیٰ حضرت بریلوی شریعت اسلامیہ کے خلاف کیا غضب کی چال چلتے ہوئے اتباع شریعت کی بایں الفاظ تحقیر کرتے ہیں چنانچہ اعلیٰ حضرت بریلوی کی وصایا شریف کی وصیت والی عبارت پڑھیئے:

رضا خانی مؤلف اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کی لرزہ خیز وصیت شریف سے اپنی جہالت کی اصلاح کیجیئے

رضا حسین حسنین اور تم سب محبت و اتفاق سے رہو اور حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے اللہ توفیق دے۔ والسلام ۲۵ صفر ۱۳۴۰ ہجری بروز جمعہ مبارکہ ۱۲ بجکر ۲۱ منٹ پر یہ قلمی وصایا قلم بند ہوئے۔

(وصایا شریف صفحہ ۱۰۔ مطبوعہ الیکٹرک ابوالعلائی پریس آگرہ دہلی انڈیا)

نوٹ: رضا خانی مؤلف بریلوی نے لفظ مذہب اپنی کتاب دیوبندی مذہب کے صفحہ ۷۹ پر بھی نقل کیا ہے لیکن افسوس ہے کہ اس لفظ کے استعمال پر علماء اہلسنت دیوبند پر بے بنیاد الزام بھی دھر دیا ہے۔

لفظ مذہب کا ثبوت رضا خانی مولوی غلام مہر علی کی کتاب دیو بندی مذہب سے بھی ملاحظہ فرمائیں۔

لفظ مذہب کے استعمال پر جواب نمبر ۱۵

''چندیں اختلافات و کثرت مذاہب کہ در علمائے امت است یک کس را دریں مسئلہ خلافی نیست کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بحقیقت حیات بے شائبہ مجاز وتوہم تاویل دائم وباقی است و بر اعمال امت حاضر وناظر۔ (بلفظہ دیو بندی مذہب صفحہ ۱۷۹۔ طبع دوم)

نوٹ: اس عبارت میں لفظ حاضر وناظر کا جواب حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر سے ہی بریلوی مذہب کا علمی محاسبہ جلد سوم میں تفصیل سے تحریر کریں گے یہاں پر صرف حوالہ میں لفظ مذہب نقل کرنا مقصود ہے اس لیئے اس جگہ اس کو نقل کیا گیا ہے اس سے کوئی بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر جگہ حاضر وناظر کا عقیدہ نہ رکھے کیونکہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاضر وناظر نہیں سمجھتے تھے۔

اب رضا خانی مؤلف اپنے بارے میں خود ہی فرمائیں کہ تم پر ہم کونسا فتوی لگائیں کہ تم نے بھی اپنی تحریر کردہ کتاب میں لفظ مذہب استعمال کیا ہے۔

لفظ مذہب کے استعمال پر جواب نمبر ۱۶

اعلیٰ حضرت بریلوی کے لفظ مذہب کے بارے میں کچھ اور بھی پڑھیئے۔ مذہب کا معنی لغت کی کتاب میں دیکھیئے۔

مذہب کا معنی اعتقاد۔ طریقہ۔ اصل۔ اسلام کے مشہور مذاہب چار ہیں (۱) حنفی (۲) شافعی (۳) حنبلی (۴) مالکی۔ (المنجد عربی اُردو صفحہ ۳۵۷ حرف ذال مطبوعہ کراچی)

قارئین کرام! یہ بات بخوبی یاد رکھیں کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی نے اپنے کتب میں ایک

نیا مذہب پیش کیا ہے اور ہر خاص و عام کو اپنے نئے مذہب پر چلنے کی دعوت دی ہے۔ اس لئے اعلیٰ حضرت بریلوی کے مذہب پر چلنے والوں کو رضاخانی کہا جاتا ہے۔ ان میں کئی ایسے لوگ ہیں جو پہلے حضرت امام اعظم ابوحنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کی روشن تحقیقات پر عمل کرتے تھے اور وہ بھی آہستہ آہستہ اپنی بدنصیبی کی وجہ سے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے مذہب پر چلنے لگے الغرض کہ رضاخانی بریلوی مذہب نے ایک مستقل رُوپ اختیار کرلیا ہے اور یہ رضاخانی بریلوی مذہب ہندوستان میں آہستہ آہستہ پھیل گیا جہاں جہاں جہالت زیادہ ہوتی ہے تو وہاں اس مذہب والوں کو اور اس مذہب کو چار چاند زیادہ لگتے ہیں۔

قارئین ذی وقار! اب سمجھیئے کہ مذہب کی نسبت کس کی طرف ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ان الدین عند اللہ الاسلام۔ (پارہ نمبر ۳ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۹)

بیشک اللہ تعالیٰ کے ہاں اسلام ہی دین ہے یعنی کہ اللہ تعالیٰ کے ہاں سب سے پسندیدہ اور قابل قبول صرف دین اسلام ہی ہے۔

لفظ مذہب کے استعمال پر جواب نمبر ۱۷

اور اجتہادی مسائل میں مذہب کی نسبت ائمہ مجتہدین کی طرف ہوتی ہے مذہب کی نسبت اتباع اور عمل کی غرض سے اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور ائمہ مجتہدین رحمۃ اللہ علیہم کی طرف ہوتی ہے۔

لفظ مذہب کے استعمال پر جواب نمبر ۱۸

لیکن اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی یہ پہلے شخص ہیں کہ جنہوں نے باقاعدہ طور پر اس بات کی دعوت دی ہے کہ،

میرا دین ومذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔

(وصایا شریف صفحہ ۱۰۔ مطبوعہ آگرہ دہلی)

اسلام کی چودہ صدیوں میں آپکو ایک ایسا مسلمان ہرگز نہ ملے گا جو لوگوں کو دین اسلام کے خلاف اپنے دین ومذہب پر چلنے کی دعوت دیتا ہو چودھویں صدی میں اپنے دین ومذہب پر چلنے کی پیروی کو فرض کرنے والے یہ اعلیٰ حضرت بریلوی ہی ہیں کہ جن کے دین ومذہب میں ایک ایک سنت پر بدعت کے سو سو غلاف چڑھے ہوئے ہیں اور اس کے دین ومذہب کو ماننے والے سب کے سب صرف حضرت ہیں اور ان کے امام پیشوا اعلیٰ حضرت ہیں۔

اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنے مخصوص نظریات باطلہ کو اپنا دین ومذہب قرار دیا اسمیں کسی اور کا کوئی عمل دخل نہیں بلکہ یہ سب کچھ اعلیٰ حضرت بریلوی کی ہی اپنی اختراع ہے اعلیٰ حضرت بریلوی نے آخری وقت بھی اپنے بیٹوں کو وصیت کی کہ شریعت کی پیروی تو حتی الامکان کریں مگر اپنے مخصوص نظریات باطلہ کی پیروی کو سب سے اہم فرض کا درجہ دیا اور اپنے ماننے والوں کو یوں پابند کیا:

اور تم سب محبت واتفاق سے رہو اور حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین ومذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔

(وصایا شریف صفحہ ۱۰۔ مطبوعہ آگرہ دہلی)

قارئین کرام! اعلی حضرت بریلوی نے اپنے افتراءات پر مبنی دین ومذہب پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے۔ بلکہ اعلیٰ حضرت اپنی کتب جو افتراءات وعقائد ونظریات باطلہ سے بھری پڑی ہیں ان کتب کے بارے میں کہا کہ: میرا دین ومذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا۔ اسکا حکم دیا ہے جو کہ سراسر باطل ہے اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا جب صحیح حدیث مل جائے تو وہی میرا مذہب ہے اور اگر کوئی میری بات حدیث صحیح کے خلاف ہو تو تم میری بات کو چھوڑ دو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

حدیث پر عمل کرو مگر اعلی حضرت بریلوی نے حدیث فقہ کی بجائے اپنی خرافات ونظریات باطلہ سے بھر پور کتب پر عمل کرنے کا حکم دیا ہے اور اپنے بریلوی مذہب کی پیروی کو فرض بتلایا یہ اس بات کی وضاحت ہے کہ میرا دین ومذہب سے اعلیٰ حضرت بریلوی کی مراد شریعت محمدی ہرگز نہ تھی بلکہ اپنا علیحدہ مذہب بریلوی مراد تھا ورنہ اعلیٰ حضرت بریلوی قرآن وحدیث کا نام لیتے اپنی کتب کا ذکر ہرگز نہ کرتے۔ رضا خانی مؤلف ذرا توجہ فرمایئے۔

اے چشم اشکبار ذرا دیکھ تو سہی
یہ گھر جو بہہ رہا ہے کہیں تیرا گھر نہ ہو

لفظ مذہب کے استعمال پر جواب نمبر ۱۹

رضا خانی مؤلف لفظ مذہب کے استعمال کے بارے میں مزید پڑھ لیجئے کہ آپکے اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنے فتاوی رضویہ میں کئی مقامات پر لفظ مذہب استعمال کیا ہے۔ لیکن ہم آپکو صرف دو تین مقام کی سیر کرواتے ہیں جس طرح تمہیں اس سے قبل لفظ مذہب کے بارے میں سیر کروائی ہے۔ چنانچہ فتاوی رضویہ میں ہے ملاحظہ فرمایئے:

امام اعظم رضی اللہ عنہ کا مذہب وہ ہے جو انکی کتاب عقائد فقہ اکبر کی شرح میں ہے۔

(فتاوی رضویہ ج ۹ صفحہ ۴۳۔ یہ مذہب ہے امام اعظم کا-- فتاوی رضویہ ج ۹ صفحہ ۴۳ ---مطبوعہ کراچی)

چاروں مذہب کے اماموں نے تصریحات فرمائی ہیں۔ (فتاوی رضویہ ج ۹ صفحہ ۴۲، مطبوعہ کراچی)

لفظ مذہب کے استعمال پر جواب نمبر ۲۰

مذہب اہلسنت پر قائم رہنا فرض اعظم ہے اور فقہ میں ایک مذہب مثلاً حنفی مذہب پر قائم رہنا۔

(فتاوی رضویہ ج ۹ صفحہ ۵۲۔۵۳، مطبوعہ کراچی)

علماء کی اصطلاح میں حنفی وہ ہے کہ فروع میں مذہب حنفی کا پیرو ہو۔

(فتاوی رضویہ ج ۹ صفحہ ۴۸، مطبوعہ کراچی)

رضاخانی مؤلف مولوی غلام مہر علی بریلوی اب ذرا ٹھنڈے دل سے خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ آپکے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی نے اپنے فتاوی رضویہ میں کئی مقامات پر لفظ مذہب کو استعمال کیا۔ اور اپنے وصایا شریف میں بھی لفظ مذہب پر سختی سے عمل کی تاکید فرمائی اور اپنی اطاعت اور پیروی کرنے کو ہر فرض سے اہم فرض قرار دیا۔ جواب دیں اب آپ کے اعلیٰ حضرت بریلوی کے ارشادات کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے ذرا بتایئے تو سہی رضاخانی مولوی نے سمجھا کہ میں پر کا پرندہ بناتا رہوں گا مجھے کون پوچھنے والا ہے۔

الحمدللہ ثم الحمدللہ علماء اہلسنت دیوبند کے خدام ہر مسئلہ میں تمہاری خوب گرفت کریں گے۔ لفظ مذہب کے بارے میں جو تمہارا جواب ہے بس وہی لفظ مذہب کے بارے میں علماء اہلسنت دیوبند کا جواب ہے۔

رضاخانی ایک جدید اور غیر اسلامی مذہب ہے

سب سے پہلے میں اس بات کو واضح کر دینا چاہتا ہوں کہ رضاخانی مذہب اکبر بادشاہ کے دین الٰہی کی طرح اسلام سے ہٹ کر ایک نیا مذہب ہے۔ جس کا اسلام کی پاکیزہ تعلیمات سے دور کا بھی واسطہ نہیں بلکہ ملت بریلویہ کے مخترعات اسلام سے متصادم ہیں آپ تعجب کریں گے کہ یہ تو ہم نے آج سنا ہے کہ بریلوی مذہب اسلام کے علاوہ کسی اور مذہب کا نام ہے جب کہ یہ بڑی بڑی توندوں والے اور سات گز کے صاحب عمامہ گلے میں کندھوں سے لے کر قدموں تک ڈالے ہوئے رضاخانی پاکستان کے گلی کوچوں میں عموماً اور محرم اور ربیع الاول میں خصوصاً برساتی مینڈکوں کی طرح ٹراتے نہیں تھکتے کہ دیوبندی کافر ہیں اور ہم مؤمن و مسلم یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ ان کا مذہب اسلام کے علاوہ کوئی اور مذہب ہو تو صاحب یقین

جانیئے میں آپ سے مذاق نہیں کر رہا بلکہ یہ پکی اور سچی بات ہے کہ بریلوی مذہب ایک نیا اور جدید مذہب ہے۔ چنانچہ بریلوی مذہب کے مؤسس اعلیٰ حضرت مجدد بدعات مولوی احمد رضا خان صاحب بڑی تاکید کے ساتھ مرنے سے پہلے اپنی امت کو فرما گئے ہیں کہ میرا مذہب وہ نہیں جو قرآن وسنت میں موجود ہے بلکہ میرا مذہب وہ ہے جو میری کتابوں میں موجود ہے اور وہ سوائے چند باتوں کے جو آپ خود ہی ملاحظہ فرمالیں گے کہ کیا ہے۔ اسی کے بارے آپ کا ارشاد ہے کہ اس پر عمل کرنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے مرنے سے دو گھنٹے ۷ امنٹ پہلے ارشاد فرمایا،

اور تم سب محبت اور اتفاق سے رہو اور حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔

(وصایا شریف صفحہ ۱۰ ۔ مطبوعہ آگرہ دہلی)

رضا خانی مؤلف اور ملت بریلویہ کے ڈھنڈورچیوں سے خصوصاً عرض ہے کہ وصایا شریف کی عبارت کو غور سے پڑھیں اور مولوی احمد رضا کو داد دیں کہ کس خوش اسلوبی سے ادعاء نبوت کرتے ہوئے اپنے دین پر جو مجموعہ ہے رضا خانی دین کا، عمل پیرا رہنے کی شدت سے تاکید فرما رہے ہیں۔ رضا خانی ملت کے سبائی مبلغین ومحررین اکابر علماء دیوبند کثر اللہ تعالی جماعتہم کی عبارات کے خود ساختہ مطالب اخذ کر کے اس پر کفر کا فتوی لگانے میں دریغ نہیں کرتے اور اگر ہم ہزار بار بھی کہیں کہ ہمارا اور ہمارے اکابر کا وہ مطلب نہیں جو تم بیان کرتے ہو تو ہماری ایک بھی نہیں سنتے اور اپنی بات پر اصرار کرتے ہیں کہ نہیں صاحب اس کے علاوہ اس عبارت کا کوئی اور مطلب ہو ہی نہیں سکتا لہٰذا تم کافر ہو۔ العیاذ باللہ۔ چلو تمہاری اس روش اور ذہنی کجی اور بے ڈھنگے پن سے ایک قانون تو وضع ہو گیا اس کے مطابق آج ہم بھی عمل کرنے کا حق رکھتے ہیں اور وہ یہ ہے کہ ہماری کتب کی عبارات کے مطلب تم بیان کرو؟

اور تمہاری کتب کی عبارات کے مطالب ہم عرض کرتے ہیں۔ اس اصل وقانون کو آج کے بعد بندہ بھی

نافذ العمل سمجھتا ہے اور تم تو عالم شعور سے دخول مرقد تک اس پر ماشاء اللہ پہلے ہی سے کاربند ہو۔ ہماری ہی جانب سے آج تک کوتاہی ہوتی رہی گذشتہ پر آپ سے معافی کا خواستگار ہوں اور اس قانون کی رو سے تم نے تو اپنا فریضہ ادا کر دیا اور ہمارے اکابر کی عبارات پر جہاں جہاں آپ نے ضرورت محسوس فرمائی بہت کچھ لکھ دیا۔

اب بندہ اپنا فرض پورا کرتا ہے اور آپ کے اعلیٰ حضرت بریلوی کی پیش کردہ عبارت سے لیکن اس عبارت کے مطلب کو پیش کرنے سے پہلے ایک گذارش کرتا ہوں کہ ذرا دل میں وسعت پیدا کر کے بیٹھیے کہیں ایسا نہ ہو کہ جب آپ پر اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کی حقیقت واضح ہو اور آپ ندامت محسوس فرما کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اپنی گردن نہ اٹھا سکیں۔

اعلیٰ حضرت بریلوی کی آخری وصیت کا مطلب

اب آیئے اصل موضوع یعنی اعلیٰ حضرت بریلوی کی آخری وصیت کے مطلب کی طرف جو اس طرح ہے۔

(۱) اس عبارت میں: میرا دین اور میرا مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے، سے مراد اعلیٰ حضرت بریلوی کی یہ ہے کہ میں نبی ہوں اور اپنے دین کو میں نے اپنی کتب میں بڑی شرح وبسط سے بیان کر دیا ہے۔

(۲) اعلیٰ حضرت بریلوی کی عبارت کا اگلا جملہ: اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے، کا مطلب یہ ہے کہ محمدی دین آئندہ کے لئے منسوخ اور رضا خانی دین نافذ العمل ہوگا البتہ اتنی گنجائش ضرور رہے گی کہ اگر کوئی شخص اسلامی تعلیمات پر کبھی کبھار عمل کرتا ہے تو وہ مطعون قرار نہیں دیا جائے گا لیکن اس کے بیان شدہ فرائض اتنے اہم نہیں ہوں گے کہ ان پر عمل کرنے کی وجہ سے میرے مذہب کی فرضیت متاثر ہو سکے اور اگر میرے مذہب پر عمل کرنے کی وجہ سے اسلامی فرائض کی ادائیگی میں کسی قسم کی کوتاہی یا تساہل ہو جائے اور میرے فرائض کی انجام دہی کی وجہ سے اسلام کا کوئی فرض ترک بھی ہو جائے

تو کوئی حرج نہیں کیونکہ میرا دین کوئی معمولی قسم کا دین نہیں کہ اس میں کوتاہی برتی جائے وہ تو اتنا ٹھوس اور واجب العمل ہے کہ اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔

(۳) اعلیٰ حضرت بریلوی کی مذکورہ عبارت میں اس جملہ پر غور فرمائیں ''ہر فرض سے اہم فرض ہے'' اس میں فرض دو ہیں۔۱۔ ہر فرض۔۲۔ اہم فرض۔ اہم فرض تو وہ دین ہے جو اعلیٰ حضرت بریلوی کی کتب میں ظاہر ہے اور اس سے اگر مراد اسلام ہے تو پھر ہر فرض سے کون سا فرض مراد ہوگا اس لئے کہ اسلام کے بغیر تو کوئی چیز مسلمان پر فرض نہیں اور جو چیز یا جو حکم بھی فرض ہے اس کی فرضیت تو اسلام کی مرہون منت ہے۔ اس طرح اعلیٰ حضرت بریلوی کی یہ بات سفہاء کی ایک ترنگ ہوگی اور اعلیٰ حضرت تو پھر یقیناً اعلیٰ حضرت ہی ہیں جنکی اعلیٰ حضرتیاں بیشمار ہیں۔

اس لئے ماننا پڑے گا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے ہر فرض اور اہم فرض سے دو علیحدہ فرض مراد لئے ہیں۔

یعنی فرض دو ہیں ایک فرض مطلق جسے ہر فرض کے لفظ سے ظاہر فرمایا ہے اور دوسرا فرض مقید جسے اہم فرض سے بیان فرماتے ہیں۔ مطلق فرض سے آپ کی مراد اسلام ہے اور مقید فرض سے دین رضا خانی۔ تو گویا کہ آپ یہ فرمانا چاہتے ہیں مگر اشاروں میں کہ اسلام بھی ایک مذہب اور دین ہے اور میرا مذہب جو ہر مسلمان کو کافر کہنا ہے یہ بھی ایک دین ہے اگر دونوں میں عملاً کہیں میرے امتیوں کو تضاد معلوم ہو اور وہ اس مشکل میں مبتلا ہو جائیں کہ اب عمل کس پر کریں تو آپ نے مختصر سے جملے میں اس عظیم مسئلے کو حل فرما دیا کہ میرے دین پر عمل کرو اور اسلامی حکم کو ترک کر دو کیونکہ میرے مذہب پر عمل کرنا۔ ہر فرض سے اہم فرض ہے، اور اس جملے سے پہلا جملہ اسی مفہوم کی تائید بھی کرتا ہے جس میں اسلام پر عمل کرنے کی بایں الفاظ صراحت فرمائی ہے کہ۔ حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو۔ یعنی اسلام پر عمل کرنے میں آپ پر کوئی پابندی عائد نہیں کرتا شریعت کی اتباع حتی الامکان کے درجہ میں ہے ممکن ہو تو کرلو اور اگر کہیں ممکن نہ ہو تو کوئی ضرورت نہیں، ترک کر دو۔ مگر میرا مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے وہ ممکن ہو تب بھی اور اگر کہیں

بظاہر ناممکن ہو تب بھی ہر حال میں واجب العمل ہے اور واجب العمل ہی رہے گا۔ اعلیٰ حضرت کا مقصد ومنشا یہ ہے کہ میں نبی ہوں اور نبی بھی مرزا غلام احمد قادیانی جیسا نہیں جو اپنے کو ظلی اور بروزی کہتا رہا بلکہ میں ایک مستقل نبی ہوں جس کی آمد سے پہلے نبی کا دین منسوخ ہو جاتا ہے تو اس عبارت میں اعلیٰ حضرت بریلوی نے امام الانبیاء خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا مذاق اڑا کر کفر کا ارتکاب کیا ہے۔

(۴) اعلیٰ حضرت بریلوی کی اسی عبارت کو ایک بار پھر پڑھیں اور غور کریں آپ فرماتے ہیں حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو۔ اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ (وصایا شریف صفحہ ۱۰۔ مطبوعہ آگرہ دہلی انڈیا)

آپ نے دیکھا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے یہاں کیا غضب کی چال چلی کہ اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین وغیرہ میں آپ نے لفظ اور استعمال فرمایا ہے جو عربی کے لفظ واو کا ترجمہ ہے تو اس عبارت میں شریعت معطوف علیہ اور میرا دین معطوف ہے قانون ہے کہ معطوف علیہ اور معطوف میں مغائرت ہوتی ہے اس قانون کی رو سے بھی معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی کے نزدیک شریعت اور ہے اور ان کا اپنا دین اور ہے۔ جس کو لفظ میرا کی مزید تائید بھی حاصل ہے۔ معلوم ہوا کہ ملت رضا خانیہ اسلام کے علاوہ کسی اور ملت و مذہب کا نام ہے جسے اسلام سے مغائرت اور تضاد کا شرف بھی حاصل ہے۔

وصایا شریف کی عبارت کا مثالی فوٹو

ایک شخص کسی مرض میں مبتلا ہو کر مسلسل علاج کرواتا رہا مگر اسے اس پیہم علاج سے کوئی فائدہ نہیں ہوتا تو وہ اپنی زیست سے ناامید ہو کر اپنے تمام اعزاء و اقرباء کو اپنے مرنے سے دو گھنٹے ۱۷ منٹ پہلے جمع کرتا ہے اور ان سے گفتگو کرتا اور مختلف وصایا کی تلقین کرتا ہے۔ اور اپنے تمام مال کو شرعی حصص کے مطابق تقسیم کرنے کی باتیں کرتا رہتا ہے۔ یہ تمام کچھ کرنے کے بعد دو چیزوں پر اسکی نظر جاتی ہے اور وہ فوراً تمام

اعزہ واقرباء کو کہتا ہے کہ دیکھو یہ دو چیزیں باقی رہ گئی ہیں جن کے بارے میں نے ابھی تک آپ سے ایک لفظ بھی نہیں کہا اعزاء پوچھتے ہیں کہ حضرت جی ہمیں ابھی تک توان دو چیزوں کا علم بھی نہیں کہ وہ کیا ہیں اس لئے پہلے وہ دونوں چیزیں مالہ وماعلیہ کے ساتھ آپ بتائیں کہ وہ کیا ہیں چنانچہ مرنے والا کہتا ہے کہ وہ دو چیزیں بایں تفصیل ہیں کہ ایک تو اسٹیل کا جگ ہے۔ اور دوسرا چینی کا گلاس۔ اسٹیل کا جگ تو میں نے دیار حبیب صلی اللہ علیہ وسلم سے اس وقت خرید کیا جب حج بیت اللہ کرنے گیا تھا۔ اور چینی کا یہ گلاس جب میں امریکہ کی تفریح کے لئے گیا تھا۔ تو میرے ایک دوست نے مجھے واٹر سیٹ دیا تھا وہ تمام ضائع ہو گیا اور صرف یہ گلاس میرے امریکی دوست کی یادگار ہے جو مجھے بہت عزیز ہے اس لئے میں ہر آدمی سے التماس کروں گا کہ اس گلاس کو عزیز و محبوب سمجھے۔ چنانچہ اس نے اپنے رشتہ داروں سے کہا کہ تم میری نصیحت کو حسب ضابطہ تحریر کر لو تا کہ میری بات اچھی طرح محفوظ رہ سکے اس کے بعد تمام لواحقین قلم و کاغذ لے کر بیٹھ جاتے ہیں اور ان کے اعلیٰ حضرت مجدد بدعات یوں ارشاد فرماتے ہیں:

اور تم سب اتفاق ومحبت سے رہو اور حتی الامکان گلاس کی حفاظت کرتے رہنا اور میرا جگ جس کی اہمیت میرے حالات سے ظاہر ہے حفاظت کرنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔

میں ملت رضا خانیہ کے بے لگام واعظوں سے پوچھتا ہوں کہ اس عبارت میں کیا گلاس کا اور جگ کا حکم ایک سا ہے؟ اور گلاس اور جگ سے ایک ہی چیز مراد ہے؟ اگر آپ کا ارشاد ہو کہ دونوں کی اہمیت بھی یکساں ہے اور دونوں سے مراد بھی ایک ہی ہے تو فھو المرام جو اس کتاب کے عنوان کی ایک دلیل ہے اور اگر آپ کا ارشاد ہو کہ دونوں کی اہمیت میں بھی فرق ہے اور دونوں چیزیں جدا جدا ہیں۔ یعنی وصیت کرنے والے کا مقصد یہ ہے کہ جگ اور گلاس بمقابلہ تمام چیزوں کے بڑی بہترین چیزیں ہیں لیکن اگر دونوں میں تقابل کیا جائے تو مرنے والے کے نزدیک گلاس کی اتنی اہمیت نہیں جتنی جگ کی ہے اس لئے وہ کہہ رہا ہے کہ گلاس کی حفاظت کا حکم تو صرف اتنا ہے کہ جہاں تک ہو سکے اس کی حفاظت کرو اگر کسی اسٹیج پر اس کی حفاظت

کرنی ممکن نہ رہے اور گلاس کے ضائع ہونے کا یقین ہو جائے تو گلاس کو ضائع کر دو اور اس کی حفاظت پر اپنی صلاحیتوں کو ضائع ہونے سے بچالو۔ کیونکہ اس کی حفاظت کی وصیت تو حتی الامکان کے درجہ میں ہے لیکن جگ کی حفاظت کی وصیت تو حتی الامکان کی حیثیت نہیں رکھتی بلکہ وہ تو اتنی ضروری اور لابدی ہے کہ چاہے تمام دنیا سے مقابلہ کرنا پڑے اور اس کی حفاظت میں چاہے اسلام اور انسانی اقدار سے ہاتھ دھونا پڑے دھوڈالو مگر جگ کے وجود پر آنچ نہ آنے دو۔ اس مرنے والے نے جو کچھ جگ اور گلاس کے بارے میں کہا ہے بعینہ اسی طرح احمد رضا نے۔ شریعت۔ اور۔ اپنے دین۔ کے بارے کہا ہے۔

شریعت کی اتباع کی تاکید کو حتی الامکان سے ارشا فرمایا ہے اور اپنے دین پر عمل پیرا ہونے کو ہر فرض سے اہم فرض بتلایا ہے۔ جس کے معنی اس کے علاوہ اور کیا ہو سکتے ہیں کہ شریعت و اسلام پر عمل کرنا احمد رضا کے نزدیک جہاں تک ہو سکے کے درجہ میں ہے اور اس نے جو دین اور مذہب اپنی کتب میں بیان کیا ہے اس پر عمل کرنا اتنا ضروری اور واجب ہے کہ اس کے تحفظ کے لیئے اسلام سے انکار کرنا پڑے تو کر دو تمام دنیا کو کافر کہنا پڑے تو کہدو۔ **العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ۔**

کرشن کنھیا کو حاضر و ناظر ماننا پڑے تو مان لو انگریز کی حکومت کو اسلامی حکومت کہنا پڑے تو کہدو، شیطان کے ساتھ مل کر حقہ پینا پڑے تو پی لو، برہموں سے رشتہ داری قائم کرنی پڑے تو کرلو۔ غرض یہ ہے کہ سب کچھ کرلو مگر میرا دین جو میری کتب سے ظاہر ہے وہ نہ چھوڑو۔ اب میں آپ سے آپ ہی کی زبان سے پوچھتا ہوں کہ کیا اعلیٰ حضرت بریلوی اتنا بڑا کفر کرنے کے بعد بھی مسلمان ہیں؟

یہ عبارت تو کفریہ ہے ہی مگر میرے ایک واقف کار رضاخانی نے ایک دفعہ اس پر بحث کے دوران کہا کہ کسی کے کلام میں جب دیگر مویدات نہ ہوں تو حتی المقدور تاویل کی جائے۔ کیا آپ کے پاس اس عبارت کی تائید میں اعلیٰ حضرت کا کوئی اور ارشاد موجود ہے؟

اگر اس عبارت کی توثیق اور تائید کرنے والی اور کوئی عبارت آپ نہیں دکھلا سکتے تو اس عبارت میں

تاؤیل کریں۔ میں نے جواب میں عرض کیا کہ اس کے دو جواب ہیں:

(۱) پہلا جواب الزامی ہے۔ اور وہ یہ کہ اگر آپ اعلیٰ حضرت بریلوی کی عبارت پر ہمیں تاؤیل پر مأمور فرماتے ہیں تو پھر آپ کو ہمارے اکابر کی عبارات میں تاؤیل کی پابندی کرنی چاہیئے۔ یہ تو کوئی انصاف نہیں کہ آپ کے اعلیٰ حضرت کی کفریہ عبارت میں ہم تاؤیل کریں اور آپ ہمارے اکابر دیوبند کی وہ عبارات جہاں آپ مغالطہ در مغالطہ یا عناد در عناد کے مرتکب ہوئے ہیں تاؤیل نہ کریں۔ ماھو جوابک فھو جوابی۔

(۲) دوسرا جواب تحقیقی۔ اور آپ سے ایک سوال کے جواب پر موقوف ہے پہلے میں آپ سے ایک سوال کرتا ہوں۔ اس کے بعد آپ کے اعتراض کا دوسرا جواب عرض کرونگا۔

سوال یہ ھے کہ اگر میں یا آپ کہیں کہ میری دینی معلومات ایسی اور اتنی ہیں کہ آج سے قبل جتنے بھی لوگ گذرے ہیں ان کے خواب وخیال میں بھی یہ باتیں نہیں آئی تھیں تو مجھ سے ہم کلام رضا خانی نے کہا کہ ایسا جملہ یا ایسی بات تو محض یاوہ گوئی ہی نہیں بلکہ صریح کفر ہے اس لئے کہ دین کی تکمیل تو نبی علیہ الصلوۃ والسلام پر کر دی گئی تھی ہماری دینی معلومات کا مطلب تو یہ ہے کہ جو ہمیں سرکار دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم سے وراثت میں معلومات حاصل ہوئی ہیں وہی ہمارا سرمایہ اور توشہ نجات ہے۔

اگر میں یا آپ ایسی معلومات کا دعوی کریں جو ہم سے پہلوں کو بالکل معلوم نہ تھیں تو یہ ایک نئے دین اور مذہب کے دعوی کے مترادف ہو کر صریح کفر بن جائے گا۔ میں نے کہا کہ آپ اپنے ان جملوں کو یاد رکھیں اور اعلیٰ حضرت بریلوی کی ایک عبارت ملاحظہ فرمائیں جو ان کے وصایا شریف کی عبارت کی واضح تائید اور بقول آپ کے صریح کفر ہے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت بریلوی فتاوی رضویہ کے خطبہ میں یوں لن ترانی فرماتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

وعرائس نفائس کانھن الیاقوت المرجان لم یطمسھن قبلی انس وجان.

(خطبہ فتاوی رضویہ ج ۱ صفحہ ۴۔ ۵ مطبوعہ مکتبہ علویہ رضویہ فیصل آباد)

آپ کو اس فتاوی میں اچھوتی معلومات ملیں گی---

ترجمہ: اور ستھری دلہنیں گویا وہ یاقوت و مرجان ہیں۔ جن کو مجھ سے پہلے کسی آدمی اور جن نے ہاتھ نہ لگایا۔

اعلیٰ حضرت بریلوی کا مطلب یہ ہے کہ مجموعہ فتاوی رضویہ میں میں نے ایسی تحقیقات جمع کردی ہیں جو مجھے براہ راست کسی بالائی طاقت سے بغیر کسی انسانی یا بشری واسطے کے حاصل ہوئی ہیں۔

ظاہر ہے کہ اس طرح کی معلومات سوائے نبی کے کسی کو حاصل نہیں ہوتیں تو گویا مولوی احمد رضا نے اس عبارت میں اپنے نبی ہونے اور اپنی معلومات کو جدید دین ہونے کی وضاحت فرمادی یا وصایا شریف کی عبارت کی تائید فرمادی یا اس عبارت کی تائید وصایا شریف کی عبارت میں کردی بہر صورت یہ دونوں عبارتیں آپ کے سامنے ہیں زمانہ کے تقدم وتاخر کے اعتبار سے جس کو طبیعت چاہے موید بنالیں بہر صورت ہیں دونوں ہی کفریہ، رضاخانی مؤلف صاحب فرمائیے کچھ سمجھ آیا۔ آپ تو فرماتے ہیں کہ دیوبندی مذہب اسلام سے ہٹ کر ایک جدید مذہب ہے اور آپ کے اعلیٰ حضرت بریلوی کیا فرمارہے ہیں کیا یہ اس چور والی بات تو نہیں جو دوڑ رہا تھا اور چور چور کا شور بھی کرتا جارہا تھا تاکہ لوگ اسے چور نہ سمجھ لیں۔

قارئین ذی وقار! آپ نے ماسبق تحریر سے خوب سمجھ لیا کہ مولوی احمد رضا نے دونوں عبارات میں اپنے نبی ہونے کا دعوی کر کے سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی ختم نبوت کا انکار کیا ہے اگر بات صرف احمد رضا کی عبارات تک ہی محدود رہتی تو کسی قسم کی تاویل کی گنجائش تھی مگر بات اس سے بڑھ کر احمد رضا کے اعتقاد تک پہنچتی ہے کہ آیا اُمت رضاخانیہ نے احمد رضا کے ادعائے نبوت کے بعد اس کو نبی مانا یا نہیں بس اسی پر فیصلہ ہوجائیگا۔ لیکن رضاخانیوں نے احمد رضا کو اپنے اشعار وقصائد اور اعلی حضرت کے مدائح اعلیٰ حضرت وغیرہ میں نبی تسلیم کیا ہے جس کا ثبوت رضاخانی بریلوی شجرہ طریقت پڑھ کر بخوبی سمجھ لینا جس کا عکس حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ پر سنگین الزام واقعہ خواب کے جواب میں آئیندہ چل کر پیش کریں گے وہاں پر ملاحظہ فرمانا۔ تو رضاخانی امت نے اعلیٰ حضرت کو نبی تسلیم کرنے پر بریک نہیں لگائی بلکہ ایک قدم اور آگے اٹھایا اور اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کو خدا تک کہدیا جسکا ثبوت نغمۃ الروح صفحہ ۴۳ پر موجود ملاحظہ فرمالیجیے مطبوعہ بہار پور بریلی انڈیا۔

قارئین کرام! اس قسم کے تمام حوالہ جات بریلوی امت کی اپنی کتب میں موجود ہیں جن سے یہ انکار بھی نہیں کر سکتے اور ہمیں تو صرف اس لئے بدنام کرتے رہتے ہیں تاکہ ان کے گھناؤنے چہروں کی نقاب کشائی نہ ہو جائے اور عوام ان کے چہروں سے ان کے درون خانہ سے واقف ہو کر ان سے متنفر نہ ہو جائیں ورنہ صاف ظاہر ہے کہ مولوی احمد رضا نے اپنے نبی ہونے کی صراحت کی اور اس کی امت نے اسے نبی مان کر اسکی تمام غیر اسلامی تحریروں کو مذہب اسلام کے مقابلہ میں فوقیت دی ہے۔ یہ بات بالکل الم نشرح ہو گئی کہ ملت رضا خانیہ ایک جدید دین اور نئے احکام کا نام ہے۔ یہاں تک پہنچنے کے بعد قاری کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جب بریلوی مذہب ایک مستقل غیر سماوی مذہب کا نام ہے تو ظاہر ہے کہ جس طرح دین اسلام ایک مستقل ملت ہے جو مشتمل ہے پانچ ارکان پر اور انہیں ارکان خمسہ کی تفسیر کا نام اسلام ہے تو ملت بریلویہ بھی کچھ ارکان پر مشتمل ہو گی۔ تو آپ تعجب کیئے بغیر یقین مانیئے کہ میں نے ان کی تمام کتب کا بالاستیعاب مطالعہ کیا اور اس کوشش میں رہا کہ اس بریلوی مذہب کے ارکان کیا ہیں تو بڑی محنت وکاوش کے بعد بالآخر میں انکے بریلوی مذہب کے ارکان تلاش کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ ارکان تو ان کے بریلوی مذہب کے بھی پانچ ہیں مگر ہیں بالکل لرزا دینے والے اور اسلام کے ارکان کے بالکل برخلاف چنانچہ پڑھتے جائیں اور ان کی دین دشمنی پر آنسو بہاتے جائیں۔

ملت رضا خانیہ کے ارکان خمسہ

ملت رضا خانیہ کے پانچ رکن جو ان کی کتب میں بڑی شرح وبسط سے بیان کئے گئے ہیں وہ یہ ہیں:

پہلا رکن: جب تک دنیا میں رہو جھوٹ بولتے رہو۔

دوسرا رکن: اپنی جماعت کے علاوہ سب کو کافر کہو۔

تیسرا رکن: خدا تعالی کو حاضر وناظر ماننے والوں کو کافر اور بے دین کہو اور انبیاء کرام علیہم السلام اور

اولیاء اللہ حتیٰ کہ کرشن کنہیا کافر تک سب کو حاضر و ناظر مانو۔

چوتھا رکن: دیو بندیوں کا جو نماز جنازہ پڑھائے وہ کافر و مرتد ہے۔

پانچواں رکن: اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کی وسعت قلبی "کہ طوائف ورنڈیوں کا مال وشیرینی خوب دل کھول کر کھاؤ اور ان سے تعلقات وابستہ رکھو۔"

اندازہ فرمائیں کہ جرائم پیشہ کے ساتھ قلبی محبت یوں رکھتے ہیں،، کسی مذہب کی خوبی اور سچائی کا اندازہ اس کے ارکان سے کیا جاتا ہے کیونکہ مذہب تو اپنے ارکان کی شرح کا نام ہے آپ ملت رضا خانیہ کی حقانیت اور حسن وخوبی کا اندازہ اس کے ارکان سے فرمالیں۔ نیز ان کی عقل کو داد دیں کہ اصول وارکان کیسے بھونڈے وضع کیئے دراصل جس سینہ سے اسلام غائب ہو جاتا ہے تو صاحب سینہ کی کھوپڑی سے عقل بھی بستر بوریا اٹھا کر رخصت ہو جاتی ہے اور بریلوی مذہب کے یہ اصول اور ارکان ایسے ہیں کہ ملت بریلویہ کی کھوپڑی سے عقل شدر حال کر چکی ہے۔

حالانکہ اسلام نے جھوٹ سے بچنے کی بڑی سختی سے تاکید فرمائی ہے مگر انہوں نے اپنے کو مسلمان کہتے ہوئے پھر بھی نئے دین کی اساس جھوٹ پر معلوم نہیں کیوں رکھی ہے شاید اس لئے کہ

دریا کی موج کو اپنی طغیانیوں سے کام
کشتی کسی کی پار ہو یا درمیان رہے

قارئین کرام! آپ خود سوچیں اور سمجھیں کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی نے جو وصیت کی کہ میرے دین و مذہب پر چلو یعنی کہ میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ پر چلو کیا امت محمد یہ اس چودھویں صدی کے دین مذہب کو اہل السنّت والجماعۃ کا دین و مذہب مان لے گی۔ یاد رکھیں اہل سنت والجماعت کے دین و مذہب کی اساس شروع ہی سے سنت نبویہ اور عمل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین پر رہی ہے۔ دین و مذہب وہی ہے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی

سنت اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے عمل سے ملے۔ اور مولوی احمد رضا خان بریلوی یا کسی رضا خانی کو یہ حق نہیں کہ اپنی مخترعات کو دین محمدی میں داخل کرے اور لوگوں کو کہے کہ میرے دین و مذہب پر چلو۔

رضا خانی مؤلف ذرا بتاؤ تو سہی کہ تم نے رضا خانی مذہب کے ارکان خمسہ کے تحت اور فیضان اعلیٰ حضرت کے قانون رضا خانی کے مطابق عمل کرتے ہوئے اکابر اہلسنت دیوبند کی مصدقہ کتاب المہند علی المفند طبع قدیم کے صفحہ ۵۰ اور طبع جدید کے صفحہ ۹۰ کی بے غبار عبارت یعنی لفظ مذہب پر جاہلانہ اعتراض کیا اور پھر اکابر اہلسنت دیوبند کی کتاب تذکرۃ الرشید کی جلد دوم صفحہ ۱۷ کی بے داغ عبارت کے ایک ٹکڑے پر بے تکا اعتراض کر دیا۔ لیکن ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم اور احسان سے ہم نے اپنے اکابر اہلسنت دیوبند کی طویل ترین عبارات کو اصل اور پورا نقل کر کے انکو شرعی دلائل سے بالکل صحیح اور درست ثابت کیا ہے کہ ان پر اعتراض کرنا اپنے کو جہلاء کا سردار ثابت کرنا ہے۔ اور پھر ہم نے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علامہ شاہ ولی محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارات سے یہ بات اظہر من الشمس ثابت کیا ہے کہ اکابر اہلسنت دیوبند کی مصدقہ کتاب المہند علی المفند اور تذکرۃ الرشید کی عبارت میں شرعا کوئی اعتراض سرے سے ثابت ہی نہیں ہوتا اور اگر رضا خانی مؤلف ہماری تمام تر تفصیل کے باوجود بھی اپنی ہٹ دھرمی اور بغض و عناد پر ڈٹے رہے تو پھر انکی خدمت میں گذارش ہے کہ اپنے رضا خانی بریلوی مذہب اور رضا خانی قانون کے مطابق یہ فیصلہ بھی جلدی کرلو۔ اور دنیا سے جانے سے قبل کرلو کہ تمھارے نزدیک فقہاءِ کرام اور حضرت شیخ مجدد الف ثانی شیخ احمد سرہندی رحمۃ اللہ علیہ اور آپکے اعلیٰ حضرت بریلوی ۔ اور شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت علامہ شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب کیا ہے اور ان حضرات نے اپنے تحریروں میں جو لفظ مذہب استعمال کیا ہے تو ان کے بارے میں اپنا تفصیلی رضا خانی فتوی شائع کریں کہ آپکے رضا خانی قانون میں ان حضرات کو کیا سمجھنا چاہیے

جبکہ علماء اہلسنت دیوبند کی طرح اپنی تحریروں اور عبارات میں ان حضرات نے بھی لفظ مذہب کو بار بار استعمال کیا ہے۔ بینو مفصلاً وتوجروا کثیراً. ماهو جوابکم فهو جوابی.

شیشے کے گھر میں بیٹھ کر پتھر ہیں پھینکتے
دیوار آہنی پہ حماقت تو دیکھیے

محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ پر الزام

رضاخانی مؤلف نے جب ہی کوئی حوالہ نقل کیا تو خیانت سے نقل کیا یہ ہرگز نہ سوچا کہ اگر کوئی حوالہ جات کی چھان بین کرے تو کیا ہوگا اور رضاخانی مؤلف کی کتاب کی حقیقت یہ ہے کہ اول تا آخر غلط حوالہ جات کی بھرمار ہے اور کسی مجاہد اسلام کا دل چاہے تو رضاخانی مؤلف کی کتاب سامنے رکھکر اول تا آخر تک کتب سے حوالہ جات کو ملائے تو آپکو یقین کامل ہو جائے گا کہ بریلویوں کے وکیل رضاخانی مذہب کے پیروکار کی کتاب ابتداء غلط اور انتہاء غلط کا واضح ثبوت ہے اور اسی سے مولوی احمد رضا خان بریلوی کی رضاخانی تعلیمات کا پختہ یقین ہو جائے گا کہ رضاخانی مذہب والوں نے جب ہی کوئی عبارت نقل کی تو عدل وانصاف کے تمام تر تقاضوں کو پامال کرتے ہوئے خیانت کا دامن مضبوطی سے پکڑے رکھا جیسا کہ رضاخانی مؤلف مولوی غلام مہر علی نے فقیہ اعظم قطب الاقطاب امام ربانی حضرت مولنا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاوی رشیدیہ ج اصفحہ ۱۰۔ کا فتوی نقل کرنے میں خیانت سے کام لیا۔

رضاخانی مؤلف کی فتاوی رشیدیہ میں خیانت

امکان کذب (جھوٹ) بایں معنی کہ جو کچھ حق تعالی نے فرمایا اس کے خلاف پروہ قادر ہے مگر بہ اختیار خود اس کو نہ کرے گا یہ عقیدہ بندہ کا ہے۔ (بلفظہ دیوبندی مذہب صفحہ ۳۷، طبع دوم)

رضاخانی مؤلف نے امکان کذب کا حوالہ مذکور فتاوی رشیدیہ کا یہی فتوی اپنی کتاب کے صفحہ ۳۷ کے

علاوہ صفحہ ۱۰۱ پر بھی نقل کیا پھر یہی امکان کذب کا مسئلہ اپنی کتاب کے صفحہ ۱۰۵/ ۴۶۸/ ۴۶۹/ ۴۷۰/ ۱-۴
/۲/۴۷۳/۴۷۳/ ۴۸۱/ پر بھی تحریر کیا ہے بات اصل میں کچھ بھی نہیں تھی صرف رضا خانی مؤلف نے رائی کا پہاڑ بنا دیا۔

قارئین محترم: رضا خانی مؤلف نے مندرجہ بالا فتاوی رشیدیہ جلد اول صفحہ ۱۰ کا فتوی نقل کرنے میں خیانت کی ہے ورنہ فتاوی رشیدیہ کے فتوی کا ایک ایک لفظ بالکل صحیح اور درست ہے جس پر شرعا کوئی گرفت نہیں اور خیانت سے نقل کردہ فتوی پر رضا خانی مؤلف نے اپنے رضا خانی مزاج شریف کے مطابق اور اپنے اعلی حضرت بریلوی کی روح کو خوش کرنے کی خاطر اس پر گھناؤنا عنوان یہ قائم کر ڈالا،

''خدا تعالی کا جھوٹا ہونا ممکن ہے۔'' (العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ)

(بلفظہ دیوبندی مذہب صفحہ ۳۷۔ طبع دوم)

ایسا مکروہ عنوان تو رضا خانی مؤلف کی اپنی طبیعت رضا خانی کی پسند ہے ورنہ علماء اہلسنت دیوبند کے معتبر اور مشہور فتاوی رشیدیہ کے فتوی میں اس قسم کا کوئی فتوی نہیں کہ جس فتوی پہ ایسا عنوان کوئی مسلمان قائم کرنے کی ناپاک جسارت کر سکے یہ سب کچھ رضا خانی مؤلف کی اپنی سینہ زوری اور ذوق رضا خانی ہے کہ شرعی قوانین کے مطابق فتوی سے غلط مفہوم کشید کر کے نقل کر دینا یہ سب شریعت اسلامیہ سے روگردانی کا نتیجہ ہے۔ علاوہ ازیں رضا خانی مؤلف نے علماء اہلسنت دیوبند کے فتاوی رشیدیہ کے صحیح اور بے غبار فتوی پر خلاف شرع عنوان قائم کرنے پر بس نہیں کی بلکہ اس سے بڑھکر اور آگے قدم اُٹھایا اور علماء اہلسنت دیوبند پر مزید سنگین الزام پھر عائد کر دیا یعنی کہ:۔

''دیوبندی قانون سے خدا چوری زنا سب کچھ کر سکتا ہے''۔ (بلفظہ دیوبندی مذہب صفحہ ۳۷ طبع دوم)

حضرات گرامی! علماء اہلسنت دیوبند پر رضا خانی مؤلف کا یہ سنگین الزام ہے جسمیں ذرہ برابر صداقت نہیں اور یہ حقیقت اپنی جگہ پر مسلم ہے کہ جو رضا خانی ہوگا وہ قرآن وسنت کے فیضان سے یقیناً محروم ہوگا۔ اور جو قرآن وسنت کا عامل ہوگا وہ رضا خانی ہرگز نہ ہوگا جیسا کہ رضا خانی مؤلف نے فتاوی

رشیدیہ کے صحیح اور بے غبار فتوی کے ساتھ جو حشر و نشر کیا الامان الحفیظ ۔ کیونکہ فتوئی میں الفاظ کچھ ہیں اور یہ اپنی طرف سے کچھ عنوان قائم کر رہا ہے یعنی عنوان اور معنون میں ذرہ برابر مطابقت نہیں ایسے ہی رضاخانی مؤلف نے اپنی کتاب میں ایسے بیشمار گل کھلائے ہیں جو حقیقت سے کوسوں دور ہیں بس ایسے پیروکار اللہ تعالی نے اعلیٰ حضرت بریلوی کو بخشے ہیں ۔

قارئین ذی وقار ذرا توجہ فرمائیے :

رضاخانی مؤلف کو فتاوی رشیدیہ کے فتوی میں خیانت کرنے پر داد دیجئے کہ فتاوی رشیدیہ کا فتوی جو کہ کامل چھ سطور پر مشتمل تھا رضاخانی مؤلف نے اس فتوی کے شروع سے صرف پونے دو سطریں نقل کرنے کی زحمت گوارا کی اور فتوی کی بقیہ عبارت کو غیر اللہ کے نام کی نذر و نیاز سمجھکر ہضم کر گئے اور فتوی کی عبارت میں جھوٹ ۔ چوری ۔ زنا ۔ جیسے قبیح الفاظ کا اپنی طرف سے اضافہ کر دیا اور یہ اضافہ ایک سوچا سمجھا منصوبہ ہے اور اس کے پیچھے کسی متبرک شخصیت کا ہاتھ تو ضرور ہے ۔ اور ایسے منصوبہ جات میں اعلیٰ حضرت بریلوی کا عمل دخل ضرور ہوتا ہے ۔ اور رضاخانی مؤلف کا ایسے شنیع و قبیح الفاظ کا اضافہ اس کے اپنے رضاخانی مذہب کی مجبوری ہے جو کہ رضاخانی مذہب کے ارکان خمسہ کا ایک رکن ہے جسکا اضافہ کرنا رضاخانی مذہب کے پیروکار کے لئے از حد درجہ ضروری ہو جاتا ہے ۔

قارئین کرام :

آپ حضرات فتاوی رشیدیہ کا اصل اور پورا فتوی ملاحظہ فرمائیں پھر آپ کو یقین ہو جائے گا کہ رضاخانی مؤلف نے علماء اہلسنت دیوبند پر کس قدر ظلم و ستم کیا ہے ۔

فتاوی رشیدیہ کا اصل اور پورا فتوی

بعد از سلام مسنون آنکہ آپ نے مسئلہ امکان کذب کو استفسار فرمایا ہے ۔ مکر ما امکان کذب بایں معنی کہ جو کچھ حق تعالی نے حکم فرمایا ہے ۔ اس کے خلاف پر وہ قادر ہے مگر باختیار خود اس کو نہ کرے گا یہ عقیدہ

بندہ کا ہے۔ اور اس عقیدہ پر قرآن شریف اور احادیث صحاح شاہد ہیں اور علمائے امت کا بھی یہی عقیدہ ہے مثلاً فرعون پر ادخال نار کی وعید ہے مگر ادخال جنت فرعون پر بھی قادر ہے اگر چہ ہرگز جنت اسکو نہ دیوے گا اور یہی مسئلہ مبحوث اس وقت میں ہے بندہ کے جملہ احباب یہی کہتے ہیں اسکو اعداء نے دوسری طرح پر بیان کیا ہوگا اس قدرت اور عدم ایقاع کو امکان ذاتی و ممتنع بالغیر سے تعبیر کرتے ہیں۔ فقط والسلام

(فتاوی رشیدیہ ج ا صفحہ ۱۰۔۱۱۔ طبع قدیم دہلی/ طبع جدید کراچی صفحہ ۱۱۳)

حضرات گرامی! فتاوی رشیدیہ کا فتویٰ رضاخانی مولف کی خیانت کی خوب قلعی کھول رہا ہے اور فتاوی رشیدیہ کا فتویٰ جسکو رضاخانی مؤلف نے خیانت سے پیش کیا وہ بھی آپ نے پڑھا اور ہم نے مندرجہ بالا فتاوی رشیدیہ کا اصل اور پورا فتوی آپکو پیش کیا ہے اسکو بھی آپ نے پڑھا تو آپکو اب فیصلہ کرنے میں یقیناً آسانی ہوگی کہ صحیح اور بے غبار عبارات میں اور فتاوی میں خیانت کرنا کس کے پیروکاروں کا ذوق ہے اور اصل اور پوری عبارات اور فتاوی کو صحیح پیش کرنا یہ کس کے پیروکاروں کا کام ہے آپ یقیناً سمجھ گئے ہوں گے کہ اس قسم کے خلاف شرع جذبات اور اس قسم کی حرکات وسکنات اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی اور اس کے رضاخانی پیروکاروں کا ہی جذبہ جہاد ہے اور اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنے پیروکاروں کو اس قسم کی خدمات کرنے کی تعلیمات دیں ہیں جس پر رضاخانی عمل کرنے کو فخر محسوس کرتے ہیں کہ ہم اعلیٰ حضرت بریلوی کے ماننے والے بریلوی ہیں۔ رضاخانی مؤلف نے اپنے جذبہ رضاخانی بریلوی کے تحت ہمارے پیشوا فقیہ اعظم قطب الاقطاب امام ربانی حضرت مولنا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے فتوی کو خیانت سے پیش کیا تا کہ ہر خاص و عام علماء اہلسنت دیوبند سے متنفر ہو کر ہمیشہ ہمیشہ کے لئے اعلیٰ حضرت بریلوی کا دامن پکڑلیں گے لیکن جو خاص و عام صدر الائمہ شمس الائمہ حضرت امام اعظم ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کی تقلید میں علماء اہلسنت دیوبند کا دامن مضبوطی سے پکڑ چکے ہیں وہ کیونکر حنفیت کو چھوڑ کر مجدد بدعات حامی شرک وبدعت ماحی توحید وسنت اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کا دامن پکڑے

گا یہ بالکل لغو ہے کہ جنت کے مقابلے میں کون جہنم کو قبول کرے گا سنت کو چھوڑ کر کون بدعت جیسی ظلمت کو قبول کرے گا۔

خدا تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی کو چھوڑ کر کون خدا تعالیٰ کی ناراضگی کو پسند کرے گا ہرگز کوئی بھی ایماند کرے گا بلکہ علماء اہلسنت دیوبند کی تعلیمات جو کہ قرآن وسنت اور حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی روشن تحقیقات کے عین مطابق ہیں انکو یقیناً قبول کرے گا اور اسی پر عمل کرنے کو نجات آخرت کے گا اور اس کے مقابلے میں کوئی بھی بڑے سے بڑا کوئی رضا خانی کیوں نہ ہو کسی کو بھی قطعاً کوئی اہمیت نہیں دے گا۔

قارئین ذی وقار! رضا خانی مؤلف نے علماء اہلسنت دیوبند پر امکان کذب اور وقوع کذب کا جو سنگین الزام عائد کیا ہے اسکا تفصیلی جواب فتاوی رشیدیہ ہی سے پڑھیئے جس کے صحیح اور درست ہونے پر مکہ مکرمہ کے علماء ومفتیان عظام نے مہر تصدیق ثبت کی ہے کہ فتاوی رشیدیہ کا فتوی شرعی قوانین کے تحت بالکل صحیح ہے۔ فتاوی رشیدیہ کے فتوی کا جواب اول خود محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا اور اس فتوی کی تائید وتصدیق مفتیان مکہ مکرمہ نے کی ہے کہ فتاوی رشیدیہ کا فتوی من وعن شرعی قوانین کے عین مطابق ہے اور بریلویوں نے محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ پر سنگین الزام عائد کیا ہے چنانچہ:۔

فتاویٰ رشیدیہ کے فتویٰ کا جواب اول

از فقیہ اعظم قطب الاقطاب امام ربانی حضرت مولنا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے قلم سے ملاحظہ فرمائیں:

سوال: ذات باری تعالیٰ عز اسمہ موصوف بصفت کذب ہے یا نہیں اور خدائے تعالیٰ جھوٹ بولتا ہے یا نہیں اور جو شخص خدائے تعالیٰ کو یہ سمجھے کہ وہ جھوٹ بولتا ہے وہ کیسا ہے؟

جواب: ذات پاک حق تعالیٰ جل جلالہ کی پاک ومنزہ ہے اس سے کہ متصف بصفت کذب کیا جاوے معاذ اللہ تعالیٰ اس کے کلام میں ہرگز ہرگز شائبہ کذب کا نہیں ہے قال اللہ تعالیٰ ومن اصدق من اللہ قیلا جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے کہے کہ وہ کذب بولتا ہے وہ قطعاً کافر ہے ملعون ہے اور مخالف قرآن اور حدیث کا اور اجماع امت کا ہے وہ ہرگز مؤمن نہیں تعالی اللہ عما یقول الظالمون علوًا کبیرا البتہ یہ عقیدہ اہل ایمان کا سب کا ہے کہ خدائے تعالیٰ نے مثل فرعون وہامان وابی لہب کو قرآن میں جہنمی ہونے کا ارشاد فرمایا ہے وہ حکم قطعی ہے اس کے خلاف ہرگز ہرگز نہ کرے گا۔ مگر وہ تعالیٰ قادر ہے اس بات پر کہ ان کو جنت دیدیوے عاجز نہیں ہوگا قادر ہے اگرچہ ایسا اپنے اختیار سے نہ کرے گا۔ قال اللہ تعالیٰ ولو شئنا لاٰتینا کل نفس ھُدٰھا ولکن حق القول منی لاملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین اس آیت سے واضح ہے کہ اگر خدا تعالیٰ چاہتا سب کو مؤمن کر دیتا مگر جو فرما چکا ہے اُس کے خلاف نہ کرے گا اور یہ سب اختیار سے ہے اضطرار سے نہیں وہ فاعل مختار فعّال لما یرید. یہ عقیدہ تمام علماء امت کا ہے چنانچہ بیضاوی میں تحت تفسیر قولہ تعالیٰ ان تغفرلھم الخ لکھا ہے کہ عدم غفران شرک کا مقتضی وعید کا ہے ورنہ کوئی امتناع ذاتی نہیں اور یہ ہے عبارت اس کی وعدم غفران الشرک مقتضی الوعید فلاامتناع فیہ لذاتہ. واللہ اعلم بالصواب.

سوال: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم ماقولکم دام فضلکم فی ان اللہ تعالیٰ ھل یتصف بصفۃ الکذب ام لا ومن یعتقد انہ یکذب کیف حکمہ افتونا ماجورین. (آپ کا کیا قول ہے آپ کی فضیلت ہمیشہ باقی رہے اس بات میں کہ کیا اللہ تعالیٰ صفت کذب سے متصف ہوسکتا ہے یا نہیں اور جو یہ اعتقاد رکھے کہ وہ جھوٹ کہہ سکتا ہے تو اس کا کیا حکم ہے فتویٰ دیجئے اجر حاصل کیجئے)۔

جواب: ان اللہ تعالیٰ منزہ من ان یتصف بصفۃ الکذب ولیست فی کلامہ شائبۃ الکذب

ابدًا کما قال اللہ تعالیٰ ومن اصدق من اللہ قیلاو من یعتقدو یتفوہ بانہ تعالیٰ یکذب فھو کافر ملعون قطعاو مخالف الکتاب والسنۃ واجماع الامۃ تعالیٰ اللہ عمایقول الظٰلمون علوا کبیرا . نعم اعتقاد اھل الایمان ان ماقال اللہ تعالیٰ فی القرآن فی فرعون وھامان وابی لھب انھم جھنمیون فھو حکم قطعی لایفعل خلافہ ابدالکنہ تعالیٰ قادرعلی ان یدخل الجنۃ ولیس بعاجزعن ذلک ولایفعل ھذامع اختیارہ قال اللہ تعالٰی ولو شئنالاٰ تینا کل نفس ھدٰھا ولکن حق القول منی لأملئن جھنم من الجنۃ والناس اجمعین فیتبین من ھذہ الأیۃ انہ تعالٰی لو شاء لجعلھم کلھم مؤمنین ولکنہ لایخالف ماقال وکل ذلک بالاختیار لاباضطرار وھو فاعل مختار فعال لمایرید. ھذہ عقیدۃ جمیع علماء الامۃ کما قال البیضاوی تحت تفسیر قولہ تعالٰی ان تغفرلھم الخ وعدم غفران الشرک مقتضی الوعید فلاامتناع فیہ لذاتہ واللہ تعالٰی اعلم بالصواب.

(ترجمہ: بے شک کہ اللہ تعالیٰ صفت کذب سے متصف ہونے سے منزہ ہے اور اس کے کلام میں جھوٹ کا شائبہ بھی نہیں جیسے کہ خود اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے اور ''اللہ تعالیٰ سے بڑھ کر سچا کون ہے'' اور جو شخص کہ یہ اعتقاد رکھے اور زبان سے کہے کہ اللہ تعالیٰ جھوٹ کہتا ہے تو وہ قطعی کافر ملعون ہے اور کتاب وسنت واجماع امت کے خلاف ہے اللہ تعالیٰ پاک ہے اس بات سے جو ظالم کہتے ہیں انتہائی پاک ہے ہاں اہل ایمان کا اعتقاد اس بارے میں کہ جو کچھ اللہ تعالیٰ نے فرعون وہامان وابی لہب کے بارے میں قرآن میں فرمایا ہے کہ وہ جہنمی ہیں وہ حکم قطعی ہے اس کے خلاف وہ کبھی نہ فرمائے گا لیکن اس کے ساتھ یہ بھی ہے کہ وہ ذات پاک اس پر قادر ہے ان کو جنت میں داخل کردے اور وہ اس سے عاجز نہیں ہے لیکن باوجود اختیار کے وہ ایسا نہ کرے گا۔ ارشادِ الٰہی ہے اور اگر ہم چاہیں تو ہر نفس کو اس کی ہدایت دے دیں لیکن میرا قول صحیح ہے کہ میں

جہنم کو جن وانس سب سے بھر دوں گا تو اس آیت سے ظاہر ہوا کہ وہ ذات پاک اگر چاہے تو سب کو مؤمن بنادے لیکن وہ خلاف اپنے قول کے نہ کرے گا اور یہ سب اختیار سے ہے نہ کہ مجبوری سے اور وہ فاعل مختار ہے جو چاہتا ہے کرتا ہے یہ عقیدہ تمام علماء امت کا ہے جیسا کہ بیضاوی نے اس آیت کی تفسیر کے تحت کہا ہے ان تغفرلهم (اگر تو ان کو بخش دے) اور شرک کا نہ بخشا جانا وعید کا مقتضیٰ ہے تو اس میں اس کے ذات کے لئے کوئی منع نہیں ہے)۔ کتبہ الاحقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

(فتاویٰ رشیدیہ جدید مطبوعہ کراچی ص ۹۳ تا ۹۵۔ فتاویٰ رشیدیہ قدیم ۱۶۔ تا ۱۸۔ ج ا مطبوعہ انڈیا)

فتاویٰ رشیدیہ کے فتویٰ کا جواب دوم

رضاخانی مؤلف مولوی غلام مہر علی کا محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ پر کذب باری تعالیٰ اور وقوع کذب باری تعالیٰ کا سنگین الزام اور اسکا دندان شکن جواب ملاحظہ فرمائیں چنانچہ علماء اہلسنت دیوبند کی مصدقہ کتاب المہند علی المفند یعنی عقائد علماء دیوبند میں جامع المعقولات والمنقولات شیخ المحدثین علامہ جلیل بحر العلوم حضرت مولنا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمایا ہے ملاحظہ فرمائیں:

السوال: هل قال الشيخ الاجل علامة الزمان المولوى رشيداحمدالگنگوهى بفعلية كذب البارى تعالىٰ وعدم تضليل قائل ذلک ام هذامن الافتراء ات عليه وعلى التقدير الثانى كيف الجواب عما يقوله البريلوى انه يضع عنده تمثال فتوىٰ الشيخ المرحوم بفوتو گراف المشتمل على ذلک؟

ترجمہ: کیا علامہ زمان مولوی رشید احمد گنگوہی نے کہا ہے کہ حق تعالیٰ نعوذ باللہ جھوٹ بولتا ہے اور ایسا کہنے والا گمراہ نہیں ہے، یا یہ اُن پر بہتان ہے اگر بہتان ہے تو بریلوی کی اس بات کا کیا جواب ہے۔ وہ کہتا ہے کہ میرے پاس مولانا مرحوم کے فتویٰ کا فوٹو ہے جس میں یہ لکھا ہوا ہے۔

الجواب: الذی نسبوا الی الشیخ الاجل الاوحد الابجل علامة زمانه فرید عصره و اوانه مولانا رشید احمد گنگوهی من انه کان قائلا بفعلیة الکذب من الباری تعالیٰ شانه وعدم تضلیل من تفوه بذلک فمکذوب علیه رحمه الله تعالیٰ وهو من الاکاذیب التی افتراها الا بالالسنة الدجالون الکذابون فقاتلهم الله انی یؤفکون وجنابه بریٔ من تلک الزندقة والالحاد ویکذبهم فتوی الشیخ قدس سره التی طبعت وشاعت فی المجلد الاول من فتاواه الموسومة بالفتاوی الرشیدیة علی صفحة ۱۱۹ منها وهی عربیة مصححة مختومة بختام علماء مکة المکرمة وصورة سواله هکذا:

بسم الله الرحمٰن الرحیم نحمده ونصلی علیٰ رسوله الکریم ماقولکم دام فضلکم فی ان الله تعالیٰ هل یتصف بصفة الکذب ام لا ومن یعتقد انه یکذب کیف حکم افتونا ماجورین.

الجواب: ان الله تعالیٰ منزه من ان یتصف بصفة الکذب ولیست فی کلامه شائبة الکذب ابدا کما قال الله تعالیٰ ومن اصدق من الله قیلا ومن یعتقد ویتفوه بان الله تعالیٰ یکذب فهو کافر ملعون قطعاً ومخالف للکتاب والسنة واجماع الامة نعم اعتقاد اهل الایمان ان ما قال الله تعالیٰ فی القرآن فی فرعون وهامان وابی لهب انهم جهنمیون فهو حکم قطعی لایفعل خلافه ابدا لکنه تعالیٰ قادر علی ان یدخل الجنة ولیس بعاجز عن ذلک و لایفعل هذا مع اختیاره قال الله تعالیٰ ولو شئنا لاٰتینا کل نفس هداها ولکن حق القول منی لاملئن جهنم من الجنة والناس اجمعین فتبین من هذه الایة انه تعالیٰ لوشاء.

لجعلهم کلهم مؤمنین ولکنه لایخالف ما قال و کل ذلک بالاختیار لا بالاضطرار وهو فاعل مختار فعال لما یرید. هذه عقیدة جمیع علماء الامة کما قال البیضاوی تحت تفسیر قوله تعالیٰ ان تغفر لهم الخ وعدم غفران الشرک مقتضی الوعید فلا امتناع فیه لذاته والله اعلم بالصواب.

کتبه الاحقر رشید احمد گنگوهی عفی عنه.

خلاصة تصحيح علماء مكة المكرمة زاد الله شرفها الحمد لمن هو به حقيق ومنه استمد العون والتوفيق ما جاب به العلامة رشد احمد المذكور هو الحق الذى لامحيص منه وصلى الله على خاتم النبين وعلىٰ اله وصحبه وسلم امر برقمه خادم الشريعة راجى اللطف خفى محمد صالح ابن المرحوم صدّيق كمال الحنفى مفتى مكة المكرمة حالا كان الله لهما (محمد صالح بن المرحوم صديق كمال) رقمه المرتجىٰ من ربه كمال النيل محمد سعيد بن محمد بابن بصيل بمكة المحمية غفر الله له وولو الديه ولمشائخه وجميع المسلمين (محمد سعيد بن محمد بصيل).

الراجى العفو من واهب العطية محمد عابد بن المرحوم الشيخ حسين مفتى المالكية ببلدة الله المحمية.

مصليا ومسلما هذا وما اجاب العلامة رشيد احمد فيه الكفاية وعليه المعمول بل هو الحق الذى لامحيص عنه رقمه الحقير خلف بن ابراهيم خادم افتاء الحنابله بمكة المشرفة.

والجواب عما يقول البريلوى انه يضع عنده تمثال فتوىٰ الشيخ المرحوم بفوتو گراف المشتمل على ما ذكر هو انه من مختلفاته اختلقها ووضعها عنده افتراء على الشيخ قدس سره ومثل هذه الاكاذيب والاختلافات هين عليه فانه استاذ الاساتذة فيها وكلهم عيال عليه فى زمانه فانه محرف ملبس ودجال مكار ربما يصور الامهار وليس بادنى من المسيح القاديانى فانه يدعى الرسالة ظاهرا وعلنا وهذا يستتر بالمجددية ويكفر علماء الامة كما كفر الوهابية اتباع محمد بن عبدالوهاب الامة خذله الله تعالىٰ كما خذلهم.

جواب: ترجمہ:- علامۂ زمان یکتائے دوراں شیخ اجل مولنا رشید احمد صاحب گنگوہی کی طرف مبتدعین نے جو یہ منسوب کیا ہے کہ آپ نعوذ باللہ حق تعالیٰ کے جھوٹ بولنے اور ایسا کہنے والے کو گمراہ نہ کہنے کے قائل تھے۔ یہ بالکل آپ پر جھوٹ بولا گیا اور منجملہ انہیں جھوٹے بہتانوں کے ہے جن کی بندش جھوٹے

دجالوں نے کی ہے پس خدا ان کو ہلاک کرے، کہاں جاتے ہیں، جناب مولنا اس زندقہ والحاد سے بری ہیں اوران کی تکذیب خود مولنا کا فتوی کر رہا ہے جو جلد اول فتاوی رشیدیہ کے صفحہ ۱۱۹ پر طبع ہوکر شائع ہو چکا ہے۔ تحریر اس کی عربی میں ہے جس پر تصحیح و مواہیر علماء مکہ مکرمہ ثبت ہیں۔

سوال کی صورت یہ ہے: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم آپ کیا فرماتے ہیں اس مسئلہ میں کہ اللہ تعالی صفت کذب کے ساتھ متصف ہوسکتا ہے یانہیں اور جو یہ عقیدہ رکھے کہ خدا جھوٹ بولتا ہے اس کا کیا حکم ہے فتوی دو، اجر ملے گا۔

جواب: بے شک اللہ تعالی اس سے منزہ ہے کہ کذب کے ساتھ متصف ہو۔ اس کے کالم میں ہرگز کذب کا شائبہ بھی نہیں جیسا کہ وہ خود فرماتا ہے، اور اللہ سے زیادہ سچا کون اور جو شخص یہ عقیدہ رکھے یا زبان سے نکالے کہ اللہ تعالی جھوٹ بولتا ہے وہ کافر قطعی ملعون اور کتاب وسنت و اجماع امت کا مخالف ہے ہاں اہل ایمان کا یہ عقیدہ ضرور ہے کہ حق تعالی نے قرآن میں فرعون وہامان و بولہب کے متعلق جو یہ فرمایا ہے کہ وہ دوزخی ہیں تو یہ حکم قطعی ہے اس کے خلاف کبھی نہ کریگا۔ لیکن اللہ ان کو جنت میں داخل کرنے پر قادر ضرور ہے، عاجز نہیں ہاں البتہ اپنے اختیار سے ایسا کرے گا نہیں وہ فرماتا ہے اور اگر ہم چاہتے تو ہر نفس کو ہدایت دے دیتے لیکن میرا قول ثابت ہو چکا کہ ضرور دوزخ بھروں گا، جن وانس دونوں سے۔ پس اس آیت سے ظاہر ہو گیا کہ اگر اللہ چاہتا تو سب کو مؤمن بنا دیتا لیکن وہ اپنے قول کے خلاف نہیں کرتا اور یہ سب باختیار ہے بجبوری نہیں کیونکہ وہ فاعل مختار ہے جو چاہے کرے۔ یہ ہی عقیدہ تمام علماء امت کا ہے۔ جیسا کہ بیضاوی نے قول باری تعالی وان تغفرلھم کی تفسیر کے تحت میں کہا ہے کہ مشرک کا نہ بخشنا وعید کا مقتضی ہے پس اس میں لذاتہ امتناع نہیں ہے واللہ اعلم بالصواب۔ کتبہ احقر رشید احمد گنگوہی عفی عنہ

مکہ مکرمہ زاد اللہ شرفہا کے علماء کی تصحیح کا خلاصہ یہ ہے حمد اسی کو زیبا ہے جو اس کا مستحق ہے اور اسی کی اعانت وتوفیق درکار ہے۔ علامہ رشید احمد کا جواب مذکور حق ہے جس سے مفر نہیں ہوسکتا۔ وصلی اللہ علی خاتم

النبیین وعلی آلہ وصحبہ وسلم۔ لکھنے کا امر فرمایا خادم شریعت اُمیدوار لُطف خفی محمد صالح خلف صدیق کمال مرحوم حنفی مفتی مکۂ مکرمہ کان اللہ لہما نے لکھا امیدوار کمال نیل محمد سعید بن بصیل نے، حق تعالیٰ ان کو اوران کے مشائخ کو اور جملہ مسلمانوں کو بخش دے۔

امیدوار عفو از وہب العطیہ محمد عابد بن شیخ حسین مرحوم مفتی مالکیہ۔

دُرود وسلام کے بعد، جو کچھ علامہ رشید احمد نے جواب دیا ہے، کافی ہے اوراس پر اعتماد ہے بلکہ یہی حق ہے جس سے مفر نہیں۔ لکھا حقیر خلف بن ابراہیم حنبلی خادم افتاء مکہ مشرفہ نے۔ اور یہ جو بریلوی کہتا ہے کہ اس کے پاس مولنا کے فتویٰ کا فوٹو ہے جس میں ایسا لکھا ہے اس کا جواب یہ ہے کہ مولنا قدس سرہ پر بُہتان باندھنے کو یہ جعل ہے جس کو گھڑ کر اپنے پاس رکھ لیا ہے اور ایسے جھوٹ اور جعل اسے آسان ہیں کیونکہ وہ اس میں استادوں کا ستاد ہے اور زمانہ کے لوگ اس کے چیلے۔ کیونکہ تحریف وتلبیس ودجل ومکر کی اس کو عادت ہے۔ اکثر مُہریں بنالیتا ہے، مسیح قادیانی سے کچھ کم نہیں، اس لیئے کہ وہ رسالت کا کھلم کھلا مدعی تھا اور یہ مجددیت کو چھپائے ہوئے ہے علمائے امت کو کافر کہتا رہتا ہے۔ جس طرح محمد بن عبدالوہاب کے وہابی چیلے امت کی تکفیر کیا کرتے تھے۔ خدا اس کو بھی انہیں کی طرح رُسوا کرے۔

(المہند علی المفند صفحہ ۶۴ تا ۶۹، مطبوعہ لاہور)

السوال: ھل تعتقدون امکان وقوع الکذب فی کلام من کلام المولی عز وجل سبحانہٗ ام کیف الامر.

ترجمہ: کیا تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ حق تعالیٰ کے کسی کلام میں وقوع کِذب ممکن ہے؟ یا کیا بات ہے؟

الجواب: نحن ومشائخنا رحمھم اللہ تعالیٰ نذعن ونتیقن بان کل کلام صدر عن الباری عز وجل او سیصدر عنہ فھو مقطوع الصدق مجزوم بمطابقتہ للواقع ولیس فی کلام من کلامہ تعالیٰ شائبۃ کذب ومظنۃ خلاف اصلا بلا شبھۃ ومن اعتقد خلاف ذلک اوتو ھم بالکذب فی

شی من کلامه فهو کافر ملحد زندیق لیس لهٗ شائبة من الایمان.

ترجمہ: ہم اور ہمارے مشائخ اس کا یقین رکھتے ہیں کہ جو کلام بھی حق تعالیٰ سے صادر ہوا یا آئندہ ہوگا وہ یقیناً سچا اور بلاشبہ واقع کے مطابق ہے اس کے کسی کلام میں کذب کا شائبہ اور خلاف کا واہمہ بھی بالکل نہیں اور جو اس کے خلاف عقیدہ رکھے یا اس کے کسی کلام میں کذب کا وہم کرے وہ کافر، مُلحد، زندیق ہے۔ اس میں ایمان کا شائبہ بھی نہیں۔ (المہند علی المفند صفحہ ۶۹-۷۰، مطبوعہ لاہور)

فتاوی رشیدیہ کے فتوی کا جواب سوم

از محقق العصر علامہ جلیل رئیس المناظرین ناشر عقیدۃ الاکابر اُسوۃ الصلحاء مجاہد حق گو مجاہد اسلام سیف حقانی حضرت علامہ محمد منظور احمد نعمانی کا فیصلہ کن جواب ملاحظہ فرمائیں:۔

حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ العزیز پر تکذیب رب العزت جل جلالہ کا ناپاک بہتان اور اس کا جواب مولوی احمد رضا خانصاحب حسام الحرمین کے صفحہ ۱۳ پر حضرت مولانا گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق لکھتے ہیں:

ثم تمادی به الحال فی الظلم والضلال حتّٰی صرح فی فتوی له (قدرایتها بخطه وخاتمه بعینی وقدطبعت مرارا فی بمبیٔ وغیرها مع ردها) ان من یکذب اللّٰہتعالیٰ بالفعل ویصرح انه سبحانه وتعالیٰ قدکذب وصدرت منه هذه العظیمة فلا تنسبوه الی فسق فضلاعن ضلال فضلاعن کفرفان کثیرامن الائمةقدقالوابقیله وانماقصاریٔ امره انه مخطئ فی تأویله ...... اولٰئک الذین اصمهم اللّٰہتعالیٰ واعمیٰ ابصارهم ولاحول ولاقوةالاباللّٰہالعلی العظیم. (حسام الحرمین صفحہ ۱۳)

(ترجمہ) پھر تو ظلم و گمراہی میں اس کا حال یہاں تک بڑھا کہ اپنے ایک فتوئی میں (جو اُس کا مہری دستخطی میں نے اپنی آنکھ سے دیکھا ہے بمبئی وغیرہ میں بارہا مع رد کے چھپا) صاف لکھ دیا کہ جو اللہ سبحانہ تعالیٰ کو بالفعل

جھوٹا مانے اور تصریح کرے کہ معاذ اللہ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولا اور یہ بڑا عیب اُس سے صادر ہو چکا تو اُسے کفر بلائے طاق گمراہی در کنار فاسق بھی نہ کہو، اس لیے کہ بہت سے امام ایسا کہہ چکے ہیں جیسا اُس نے کہا بس نہایت کار یہ ہے کہ اس نے تاویل میں خطا کی ـــــــــ یہی وہ ہیں جنھیں اللہ تعالیٰ نے بہرا کیا اور ان کی آنکھیں اندھی کر دیں۔ (ولا حول ولا قوۃ الا باللہ العلی العظیم) (حسام الحرمین ص ۱۳)

یہ ناچیز بندہ عرض کرتا ہے کہ کہ حضرت گنگوہی مرحوم کی طرف کسی ایسے فتوی کی نسبت کرنا سراسر افترا اور بہتان ہے پہلی بحث میں تو مولوی احمد رضا خانصاحب نے تحذیر الناس کی متفرق عبارتیں جوڑ کر کفر کی مسل تیار بھی کر لی تھی۔ یہاں تو یہ بھی ناممکن ہے بحمد اللہ ہم پورے وثوق کے ساتھ کہہ سکتے ہیں کہ حضرت مرحوم کے کسی فتوے میں یہ الفاظ موجود نہیں نہ کسی فتوی کا یہ مضمون ہے بلکہ در حقیقت یہ صرف اعلیٰ حضرت بریلوی یا ان کے کسی دوسرے ہم پیشہ بزرگ کا افتراء اور بہتان ہے بفضلہ تعالیٰ ہم اور ہمارے اکابر اس شخص کو کافر، مرتد، ملعون سمجھتے ہیں جو خداوند تعالیٰ کی طرف جھوٹ کی نسبت کرے اور اس سے بالفعل صدور کذب کا قائل ہو بلکہ جو بدنصیب اس کے کفر میں شک کرے ، ہم اس کو بھی خارج از اسلام سمجھتے ہیں۔ حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہ (جن پر خانصاحب اعلیٰ حضرت بریلوی نے یہ ناپاک بہتان باندھا ہے) خود انہیں کے مطبوعہ فتاویٰ کی جلد اول صفحہ ۱۱۸ پر ہے:

ذات پاک حق تعالیٰ جل جلالہ کی پاک ومنزہ ہے اس سے کہ متصف بصفت کذب کیا جائے۔ معاذ اللہ تعالیٰ اس کے کلام میں ہرگز شائبہ کذب کا نہیں، قال اللہ تعالیٰ ومن اصدق من اللہ قیلاً۔ جو شخص حق تعالیٰ کی نسبت یہ عقیدہ رکھے، یا زبان سے کہے کہ وہ کذب بولتا ہے، وہ قطعاً کافر وملعون ہے اور مخالف قرآن وحدیث کا اور اجماع امت کا ہے ۔ وہ ہرگز مؤمن نہیں تعالی اللہ عما یقول الظّٰلمون علوًّا کبیرا۔

ناظرین با انصاف فیصلہ فرمائیں کہ اس صریح اور چھپے ہوئے فتوی کے ہوئے حضرت ممدوح پر یہ افترا

کرنا کہ معاذ اللہ وہ خدا کو کاذب بالفعل مانتے ہیں یا ایسا بکنے والے کو مسلمان کہتے ہیں، کس قدر شرمناک کاروائی ہے؟ الحساب یوم الحساب!

رہا مولوی احمد رضا خانصاحب کا یہ لکھنا کہ "میں نے ان کا وہ فتویٰ مع مہر و دستخط بچشم خود دیکھا ہے" اس کے جواب میں ہم صرف اس قدر عرض کریں گے کہ جب اس چودھویں صدی کا ایک عالم اور مفتی ایک چھپی ہوئی کثیر الاشاعت کتاب (تحذیر الناس) کی عبارتوں میں قطع و برید کر کے اور صفحہ ۳، ۱۴، ۲۸ کی عبارتوں میں تحریف کر کے ایک کفر کا مضمون گھڑ کے تحذیر الناس کی طرف منسوب کر سکتا ہے تو کسی جعلساز کے لیئے کسی کے مہر و دستخط بنا لینا کیا مشکل ہے؟ کیا دنیا میں جعلی سکے اور جعلی دستاویزیں تیار کرنے والے موجود نہیں؟

مشہور ہے کہ بریلی اور اُس کے اطراف میں تو اس فن کے بڑے بڑے کامل رہتے ہیں، جن کا ذریعہ معاش یہی جعلسازی ہے۔ بہرحال مولوی احمد رضا خانصاحب نے حضرت گنگوہی مرحوم کے جس فتویٰ کا ذکر کیا ہے، اس کی کوئی اصل نہیں فتاویٰ رشیدیہ جو تین جلدوں میں چھپ کر شائع ہو چکا ہے، وہ بھی اس کے ذکر سے خالی ہے بلکہ اس میں اُس کے صریح خلاف چند فتوے موجود ہیں، جن میں سے ایک اوپر نقل بھی کیا جا چکا ہے اور اگر فی الواقع خانصاحب اعلیٰ حضرت بریلوی نے کوئی فتویٰ اس قسم کا دیکھا ہے تو وہ یقیناً ان کے کسی ہم پیشہ بزرگ یا اُن کے کسی پیشرو کی جعلسازی اور دسیسہ کاری کا نتیجہ ہوگا۔ حضرات علماء و مشائخ کی عزت اور عظمت کو مٹانے کے لیئے حاسدوں نے اس سے پہلے بھی اس قسم کی کاروائیاں کی ہیں۔ اس سلسلہ کے چند عبرت آموز واقعات ہم یہاں نقل بھی کرتے ہیں۔

اُمت کے جلیل القدر مجتہد اور محدث امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ اس دُنیا سے کوچ فرما رہے ہیں اور کوئی بدنصیب حاسد عین اُسی وقت ان کے تکیہ کے نیچے کچھ لکھے ہوئے کاغذات رکھ جاتا ہے، جن میں خالص ملحدانہ عقائد اور زندیقانہ خیالات بھرے ہوئے ہیں۔ کیوں؟ صرف اس لیے کہ لوگ ان تحریرات کو

امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ ہی کی کاوش دماغی کا نتیجہ سمجھیں گے اور جب ان کے مضامین اسلامی تعلیمات کے خلاف پائیں گے تو امام سے بدظن ہو جائیں گے اور لوگوں کے دلوں سے ان کی عزت وعظمت نکل جائے گی۔ پھر ہماری دوکان جو امام کے فیض عام کے مقابلہ میں پھیکی پڑ گئی ہے، چمک اُٹھے گی۔

امام لغت علامہ مجدالدین فیروزآبادیؒ صاحب قاموس زندہ تھے مشہور امام اور مرجع خواص وعوام تھے۔ حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ جیسے محدّث نے اُن کے خرمن علم سے خوشہ چینی کی حاسدین ان کی اس غیر معمولی مقبولیت کو نہ دیکھ سکے اور ان کی عظمت وشہرت کو بٹہ لگانے کے لیے ان کے نام سے پوری ایک کتاب حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مطاعن میں تصنیف کر ڈالی جس میں خوب زور شور سے حضرت امام اعظم کی تکفیر بھی کی اور یہ جعلی کتاب دُور دراز مقامات تک شائع کر دی گئی حنفی دُنیا میں علامہ فیروزآبادی رحمۃ اللہ علیہ کے خلاف نہایت زبردست ہیجان برپا ہو گیا۔ لیکن بیچارے علامہ کو اس کی بالکل بھی خبر نہیں یہاں تک کہ جب وہ کتاب ابوبکر الخیاط البغوی الیمانی کے پاس پہنچی تو انہوں نے علامہ فیروزآبادی کو خط لکھا کہ ''آپ نے کہ یہ کیا کیا؟ علامہ موصوف نے اس کے جواب میں لکھا: اگر وہ کتاب جو افتراءً میری طرف منسوب کر دی گئی ہے آپ کے پاس ہو تو فوراً اس کو نذر آتش کر دیجئے۔ خدا کی پناہ! میں اور حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کی تکفیر ''وانا اعظم المعتقدین فی الامام ابی حنیفة'' (حالانکہ مجھ کو امام کی جناب میں بے انتہا عقیدت ہے) میں نے تو ایک ضخیم کتاب بھی امام کے مناقب عالیہ میں لکھی ہے''۔ امام مصطفیٰ قرمانی حنفی نے نہایت جانکاہی سے ''مقدمہ ابواللیث سمرقندی رحمہ اللہ کی ایک مبسوط شرح لکھی جب ختم کر چکے تو مصر آئے کہ وہاں کے علماء کو دکھلانے کے بعد اس کی اشاعت کریں گے۔ تصنیف بحمداللہ کامیاب تھی بعض حاسدوں کی نظر میں کھٹک گئی اور انھوں نے سمجھ لیا کہ اس کی اشاعت سے ہماری دکانوں کی رونق پھیکی پڑ جائے گی۔ کچھ اور تو نہ کر سکے البتہ یہ خباثت کی کہ اس کے ''باب آداب الخلاء'' کے اس مسئلہ میں کہ قضائے حاجت کے وقت آفتاب وماہتاب کی طرف رخ نہیں کرنا چاہیے'' اپنی

دسیسہ کاری سے اتنا اضافہ کر دیا کہ "چونکہ ابراہیم علیہ السلام ان دونوں کی عبادت کیا کرتے تھے" (معاذ اللہ منہ) علامہ کرمانی کو اس شرارت کی کیا خبر تھی انہوں نے لاعلمی میں وہ کتاب علماء مصر کے سامنے پیش کر دی۔ جب ان کی نظر اس دلیل پر پڑی سخت برہم ہوئے اور تمام مصر میں علامہ قرمانی کے خلاف ایک ہنگامہ برپا ہوگیا۔ قاضی وقت نے واجب القتل قرار دیا۔ بیچارے راتوں رات جان بچا کر مصر سے بھاگے، ورنہ سر دیئے بغیر پیچھا چھوٹنا مشکل تھا۔

عارف ربانی امام عبدالوہاب شعرانی اپنی کتاب "الیواقیت والجواہر" میں آپ بیتی لکھتے ہیں کہ "بعض حاسدوں نے میری کتاب "البحر المورود فی المواثیق والعهود" میں میری زندگی ہی میں عقائد باطلہ اور خیالات فاسدہ بڑھا دیئے اور تین سال تک مصر و مکہ مکرمہ میں خوب اس کی اشاعت کی جب مجھے اس کا علم ہوا تو میں نے مشاہیر علماء سے اصل نسخہ پر تصدیقیں لکھوا کر ان ملکوں میں بھیجا۔ وہ حسد و کینہ کے مریض اس پر بھی باز نہ آئے اور ان کمینوں نے اس کے بعد یہ پروپیگنڈہ کیا کہ جن علماء نے ان پر تصدیقات لکھی تھیں، اب وہ اس سے رجوع کر رہے ہیں اور اکثر کر چکے ہیں (امام شعرانی لکھتے ہیں کہ) جب مجھے اس کی خبر ہوئی تو میں نے پھر ان حضرات علماء کو تکلیف دی اور خود انہیں کے قلم سے حاسدوں کے اس نئے پروپیگنڈے کی تردید لکھوا کر عرب روانہ کیں، جب کہیں اس فتنہ کا خاتمہ ہوا۔

یہ گنتی کے چند واقعات ہیں تاریخ اور تذکرے کی کتابیں اگر دیکھی جائیں تو بدنصیب حاسدوں کی دسیسہ کاریوں کے ان جیسے سیکڑوں شرمناک واقعات ملیں گے۔ پس اگر در حقیقت فاضل بریلوی اپنے اس بیان میں سچے ہیں کہ انھوں نے مندرجہ بالا مضمون کا کوئی فتویٰ حضرت گنگوہی مرحوم کے مُہر دستخط کے ساتھ دیکھا ہے تو یقیناً وہ اسی قبیلہ سے ہے۔ لیکن پھر بھی مولوی احمد رضا خانصاحب کو اس کی بنا پر کُفر کا فتویٰ دینا ہرگز جائز نہ تھا، تاوقتیکہ وہ یہ تحقیق نہ کر لیتے کہ یہ فتویٰ حضرت مولانا کا ہے بھی یا نہیں؟ فقہ کا مسلّم اور مشہور مسئلہ ہے کہ "الخط يشبه الخط" یعنی ایک انسان کا خط دوسرے کے خط سے مل جاتا ہے

اور خود خان صاحب بریلوی بھی اس سے ناواقف نہیں چنانچہ خط یا تار سے عدم ثبوت رؤیت ہلال پر استدلال کرتے ہوئے آپ تصریح فرماتے ہیں کہ:

''تمام کتابوں میں تصریح ہے ''الخط یشبہ الخط الخط لایعمل بہ''

(ملفوظات اعلیٰ حضرت جلد۲،ص ۵۲۔ مطبوعہ انڈیا)

بہر حال جبکہ رؤیت ہلال جیسی معمولی باتوں میں خط کا اعتبار نہیں تو پھر تکفیر جیسے اہم معاملہ میں کیونکر اس کا اعتبار ہو سکتا ہے!

رہے وہ دلائل جو خاں صاحب بریلوی نے حضرت گنگوہی مرحوم کی طرف اس جعلی فتویٰ کی نسبت صحیح ہونے پر اپنی کتاب ''تمہید ایمان'' میں پیش کیے ہیں وہ نہایت لچر پوچ اور تار عنکبوت سے زیادہ کمزور ہیں۔ ناظرین ذرا ان کو خود بھی دیکھ لیں اور جانچ لیں۔ مولوی احمد رضا خان صاحب موصوف اس جعلی فتویٰ کے متعلق ''تمہید ایمان صفحہ ۳۸۔۳۹۔ پر لکھتے ہیں:

یہ تکذیب خدا کا ناپاک فتویٰ اٹھارہ برس ہوئے ۱۳۰۸ھ ہجری میں رسالہ ''صیانۃ الناس'' کے ساتھ مطبع حدیقۃ العلوم میرٹھ میں مع رد کے شائع ہو چکا، پھر ۱۳۱۸ھ میں مطبع گلزار حسنی بمبئی میں اس کا مفصل رد چھپا، پھر ۱۳۲۰ھ میں پٹنہ عظیم آباد مطبع تحفہ حنفیہ میں اس کا اور قاہرہ رد چھپا، اور فتویٰ دینے والا جمادی الآخرۃ ۱۳۲۳ھ میں مرا اور مرتے دم تک ساکت رہا نہ یہ کہا کہ وہ فتویٰ میرا نہیں حالانکہ خود چھاپی ہوئی کتابوں سے فتوے کا انکار کر دینا سہل تھا، نہ یہی بتلایا کہ مطلب وہ نہیں جو علماء اہل سنت بتلا رہے ہیں بلکہ میرا مطلب یہ ہے۔ نہ کفر صریح کی نسبت کوئی سہل بات تھی جس پر التفات نہ کیا۔ حشو و زوائد حذف کر دینے کے بعد خانصاحب بریلوی کی اس دلیل کا حاصل صرف اس قدر ہے کہ:

۱۔ یہ فتویٰ مع رد کے مولا گنگوہی مرحوم کی حیات میں تین مرتبہ چھپا۔

۲۔ انہوں نے تا زیست اس فتوی کی نسبت سے انکار نہیں کیا، نہ اس کا اور کوئی مطلب بتایا۔

۳۔ اور چونکہ معاملہ سنگین تھا، اس لیے اِس خاموشی کو عدم التفات پر بھی محمول نہیں کیا جاسکتا۔ لہٰذا ثابت ہوگیا کہ یہ فتویٰ انہیں کا ہے اور اس کا مطلب بھی وُہی ہے، جس کی بنا پر ہم نے تکفیر کی ہے۔ اگرچہ خاں صاحب بریلوی کی اس دلیل کا لچر پوچ اور مہمل ہونا ہمارے نقد و تبصرہ کا محتاج نہیں ہر معمولی سی عقل رکھنے والا بھی تھوڑے سے غور و فکر سے اس کی لغویت کو سمجھ سکتا ہے۔ تاہم، سب معلوم ہوتا ہے کہ اس کے ہر جز پر تھوڑی سی روشنی ڈال کر ناظرین سے بھی خاں صاحب بریلوی کے علم و مجددیت کی کچھ داد دلوادی جائے۔

خان صاحب بریلوی کی دلیل کا پہلا بنیادی مقدمہ یہ ہے کہ:

"یہ فتویٰ مولانا گنگوہی کی حیات میں تین مرتبہ مع ردکے چھپا"

اسی مقدمہ سے اتنا تو معلوم ہوگیا کہ یہ جعلی فتویٰ صرف مولانا کے مخالفین نے چھاپا ہے۔ مولانا یا آپ کے متوسلین کی طرف سے کبھی اس کی اشاعت نہیں ہوئی (خیر اس راز کو تو اہلِ بسیرت ہی سمجھیں گے) ہم کو تو اس کے متعلق صرف اتنا بیان کرنا ہے کہ اگر خان صاحب بریلوی کے بیان کو صحیح سمجھ کر یہ بھی تسلیم کرلیں جائے کہ یہ فتویٰ متعدد بار مع رد کے حضرت گنگوہی مرحوم کی حیات میں چھپ کر شائع ہوا، جب بھی لازم نہیں آتا کہ حضرت کے پاس پہنچا ہو یا ان کو اس کی اطلاع بھی ہوئی ہو، اور اگر ان کے بھیجا گیا تو سوال یہ ہے کہ ذریعہ قطعی تھا یا غیر قطعی؟ پھر کیا خان صاحب بریلوی کو اس کی وصولیابی کی اطلاع ہوئی؟ اگر ہوئی تو وہ ذریعہ قطعی تھا یا ظنی! بحث کے اتنے پہلوؤں سے چشم پوشی کر کے کفر کا قطعی یقینی فتویٰ دینا کیونکر درست ہوسکتا ہے۔ بہر حال جب تک قطعی طور پر یہ ثابت نہ ہوجائے کہ فی الواقع حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے کوئی ایسا فتویٰ لکھا تھا جس کا قطعی اور متعین مطلب وہی تھا جو مولوی احمد رضا خاں صاحب نے لکھا ہے اس وقت تک ان تخمینی بنیادوں پر تکفیر قطعاً ناروا اور معصیت ہے۔ حضرت مولانا گنگوہی مرحوم تو ایک گوشہ نشین عارف باللہ تھے جن کا حال بلا مبالغہ یہ تھا:

بسو دائے جاناں زجاں مشتغل ☆ بذکرِ حبیب از جہاں مشتغل

یہ خاکسار جس کے اوقات کا خاصہ حصہ اب تک اہلِ باطل ہی کی تواضع میں صرف ہوا ہے آج تک اس جعلی فتوے کے ان تین ایڈیشنوں کی زیارت سے محروم ہے۔ جن کا ذکر خاں صاحب بریلوی فرما رہے ہیں، پس ہو سکتا ہے بلکہ قرین قیاس ہے کہ حضرت مرحوم کو اس قصہ کی خبر بھی نہ ہوئی ہو۔ خاں صاحب بریلوی کی دلیل کا دوسرا مقدمہ یہ تھا کہ مولانا گنگوہی مرحوم نے اس فتوئی سے انکار نہیں کیا، نہ اس کی کوئی تاویل بیان کی۔

اس کے متعلق پہلی گذارش تو یہی ہے کہ جب اطلاع ہی ثابت نہیں تو انکار کس چیز کا اور تاویل کس بات کی؟ اور فرض کر لیجئے ان کو اطلاع ہوئی، لیکن انھوں نے ناخدا ترس مفتریوں کی اس ناپاک حرکت کو ناقابلِ توجہ اور شائستہ اعتناء ہی نہ سمجھا، یا ان کے معاملہ کو حوالہ بخدا کر کے سکوت اختیار فرمایا۔ رہا یہ کہ کفر کی نسبت کوئی معمولی بات نہ تھی جس کی طرف التفات نہ کیا جاتا، سو اول تو یہ ضروری نہیں کہ دوسرے بھی آپ کے اس نظریہ سے متفق ہوں، ہو سکتا ہے کہ انھوں نے اس لیے انکار کی ضرورت نہ سمجھی ہو کہ ایمان والے خود ہی ایسے ناپاک افترا کی تکذیب کر دیں گے۔ یا انھوں نے بہ خیال کیا ہو کہ یہ گندگی اُچھالنے والے علمی اور مذہبی دنیا میں کوئی مقام نہیں رکھتے، لہٰذا ان کی بات کا کوئی اعتبار ہی نہ کریگا۔ بہرحال سکوت کے لیے یہ وجوہ بھی ہو سکتے ہیں اور پھر قطع نظر ان تمام باتوں سے، یہ کہنا ہی غلط ہے کہ ''کفر کا معاملہ سنگین تھا'' بے شک خاں صاحب بریلوی کی ''مجدّدیت'' کے دور سے پہلے تکفیر ایسی ہی غیر معمولی اہمیت رکھتی تھی۔

لیکن خاں صاحب بریلوی کی رُوح اور ان کی موجودہ ذریت مجھے معاف فرمائے کہ جس دن سے اِفتاء کا قلمدان خاں صاحب بریلوی کے بے باک ہاتھوں میں گیا ہے، اس روز سے تو کفر اتنا سستا ہو گیا کہ اللہ کی پناہ!

ندوۃ العلماء والے کافر، جو انھیں کافر نہ کہے وہ کافر۔ علماءِ دیوبند کافر، جو انھیں کافر نہ کہے وہ کافر۔ غیر مقلدین اہلِ حدیث کافر، مولانا عبد الباری صاحب فرنگی محلی کافر، اور تو اور تحریکِ خلافت میں شرکت کے جرم میں اپنے برادرانِ طریقت مولوی عبد الماجد صاحب بدایونی کافر، مولوی عبد القدیر صاحب بدایونی کافر، کفر کی وہ بے پناہ مشین گن چلی کہ الٰہی توبہ۔ بریلی کے ڈھائی نفر انسانوں کے سوا کوئی بھی مسلمان نہ

رہا۔ پس ہو سکتا ہے کہ خان صاحب بریلوی اور ان جیسے کفر باز کسی اللہ والے کو کافر کہیں اور وہ اس شور وغوغا کو نباح الکلاب سمجھتے ہوئے خاموشی اختیار کرے اور اس کا اصول یہ ہو کہ:۔

ولقد امر علی اللئیم یسبنی

فمضیت ثمہ قلت لا یعنینی

اور ہو سکتا ہے کہ حضرت مولانا مرحوم کو اطلاع ہوئی ہو اور انھوں نے اس جعلی فتوے سے انکار بھی فرمایا ہو لیکن خان صاحب بریلوی کو اس انکار کی اطلاع نہ ہوئی ہو، پھر عدمِ اطلاع سے عدمِ انکار کیونکر سمجھا جاسکتا ہے؟ کیا عدمِ علم، عدمِ الشئی کو مستلزم ہے؟

اہلِ علم اور اربابِ انصاف غور فرمائیں کہ کیا اتنے احتمالات کے ہوتے ہوئے بھی تکفیر جائز ہو سکتی ہے؟ دعویٰ تو یہ تھا کہ ''ایسی عظیم احتیاط والے (یعنی خود بدولت جناب مولوی احمد رضا خان صاحب بریلوی) نے ہرگز ان دشنامیوں (حضرت گنگوہی وغیرہ) کو کافر نہ کہا جب تک یقینی، قطعی، واضح ، روشن، جلی طور سے ان کا صریح کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو گیا، جس میں اصلاً اصلاً ہرگز کوئی گنجائش کوئی تاویل نہ نکل سکی۔

(تمہید ایمان ص ۴۴)

اور دلیل اس قدر لچر کہ یقین کیا معنی ظن کی بھی مفید نہیں، اور اگر ایسی ہی دلیلوں سے کفر ثابت ہوتا ہے تو پھر تو اسلام اور مسلمانوں کا اللہ ہی حافظ۔ کوئی جاہل یا دیوانہ کسی باخدا کو کافر کہے، وہ اس کو ناقابلِ خطاب سمجھتے ہوئے اعراض کرے اور اس کے سامنے اپنی صفائی پیش نہ کرے، بس خان صاحب بریلوی کی دلیل سے کافر ہو گیا۔ چہ خوش!

گر ہمیں مفتی و ہمیں فتویٰ

کارِ ایماں تمام خواہد شد

اِدھر فقہائے کرام کی وہ تصریحات کہ اگر ۹۹ احتمال کفر کے ہوں اور صرف ایک احتمال اسلام کا، تب

بھی تکفیر جائز نہیں، اور ادھر چودھویں صدی کے ان خود ساختہ مجدد صاحب بریلوی کی یہ تیز دستی کہ صرف خیالی و وہمی مقدمے جوڑ کر نتیجہ نکالا اور تکفیر یقینی قطعی۔ ''ہر کہ شک آرد کافر گردد''۔

ببیں تفاوت رہ از کجاست تا بکجا

یہاں تک تو مناظرانہ بحث تھی لیکن اس کے بعد ہم یہ بھی بتلا دینا چاہتے ہیں کہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے اخیر زمانہ حیات میں جب آپ کے بعض متوسلین کو اہل بدعت کی اس افترا پردازی کی اطلاع ہوئی تو انھوں نے عریضہ لکھ کر حضرت مرحوم سے اس کے متعلق دریافت کیا، حضرت نے جواب میں اپنی برأت اور جعلی فتوے کے لعنتی مضمون سے کامل بیزاری ظاہر فرمائی اور خان صاحب بریلوی کو اس کی اطلاع بھی ہوئی، لیکن کفر کا فتویٰ پھر بھی جوں کا توں رہا۔ یہیں سے تکفیر کے اِن علمبردار اور ان کی ذریّت کی نیت بے نقاب ہو جاتی ہے۔ چنانچہ ۱۳۲۳ھ میں حضرت مولانا سیّد مرتضیٰ حسن صاحب مدظلہ نے جب مولوی احمد رضا خاں صاحب کے خاص الخاص عقیدت کیش میانجی عبد الرحمن بکھریروی کے ایک رسالہ میں اس جعلی فتوے کا ذکر دیکھا تو اسی وقت حضرت کی خدمت میں گنگوہ عریضہ لکھا کہ حضرت کی طرف اس مضمون کے فتوے کی نسبت کی جا رہی ہے، اس کی کیا حقیقت ہے؟ تو جواب آیا کہ ''یہ سراسر افتراء اور محض بہتان ہے۔ بھلا میں ایسا کیسے لکھ سکتا ہوں؟'' حضرت مرحوم کے اس جواب کا ذکر حضرت مولانا سیّد مرتضیٰ حسن صاحب مدظلہ کے متعدد رسائل ''السحاب المدرار''، ''تزکیۃ الخواطر'' وغیرہ میں آچکا ہے اور یہ تمام رسالے خان صاحب بریلوی کی حیات میں ان کے پاس پہنچ بھی چکے ہیں۔

نیز جب پہلے پہل اس بہتان کا چرچا بریلی میں ہوا، تو یہاں سے بھی حضرت کے بعض متوسلین نے گنگوہ عریضہ لکھ کر حقیقتِ حال دریافت کی۔ اس کے جواب میں بھی حضرت مرحوم نے اپنی بیزاری ظاہر فرمائی، اور حضرت مرحوم کی وہ جوابی تحریر بعینہٖ خان صاحب بریلوی کو دکھلائی بھی گئی مگر پتھر کے اس دل پر کوئی اثر نہ ہوا اور خدا کا خوف غلطی کے اقرار پر اس کو آمادہ نہ کر سکا۔

ثم قست قلوبکم من بعدذلک فھی کالحجارۃ او اشد قسوۃ وان من الحجارۃ لما یتفجر منہ الانھر وان منھا لما یشقق فیخرج منہ الماء وان منھا لما یھبط من خشیۃ اللہ۔

(ترجمہ) پھر تمہارے دل سخت ہو گئے، پس وہ پتھروں کی طرح ہیں یا ان سے بھی زیادہ سخت اور بیشک پتھروں میں تو ایسے بھی ہیں جن سے نہریں پھوٹ رہی ہیں، اور ان میں سے ایسے بھی ہیں جو شق ہو جاتے ہیں پھر ان سے پانی نکلتا ہے، اور بعض ان میں وہ ہیں جو خدا کے خوف سے نیچے آ گرتے ہے---

یہی وہ حالات اور واقعات ہیں جن کی وجہ سے ہم یہ کہنے اور سمجھنے پر مجبور ہیں کہ خان صاحب کے فتوے کفر کی بنیاد پہلے دن سے کسی غلط فہمی یا علمی لغزش پر نہ تھی بلکہ در حقیقت اس کی تہ میں صرف حسد و جاہ پرستی اور نفس پروری کا بے پناہ جذبہ کارفرما تھا: وسیعلم الذین ظلموا ایَّ منقلبٍ ینقلبون۔

(منقول از فیصلہ کن مناظرہ ص ۶۴ تا ۷۸ مطبوعہ لاہور)

قارئین محترم: اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کا یہ عجیب ذوق ہے کہ جب یہ خدا تعالیٰ کی ذات پاک کے بارے میں کفریہ اور شرکیہ عقائد تحریر کرتے ہیں تو کسی نہ کسی کو ورنہ بالخصوص **علمائے اہلسنت دیوبند** کو لفظ وہابی کا سہارا بنا کر اپنے شوق و ذوق کو خوب پورا فرماتے ہیں جیسا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنے فتاویٰ رضویہ ج ۱ ص ۱۹۷ پر خدا تعالیٰ کی ذات پاک کی شدید توہین کی اور کفریہ و شرکیہ اور قبیحہ وشنیعہ عقائد اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کی طرف جعلی طور پر منسوب کر دیئے تو ایسے ہی اعلیٰ حضرت سرکار بریلوی نے اپنی کتاب تمہید ایمان بآیات قرآن میں بھی صفحہ ۳۴-۳۵ پر بھی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کی شان میں توہین آمیز کلمات کفریہ اور شرکیہ تحریر کیے ہیں لیکن اعلیٰ حضرت بریلوی عقائد قبیحہ وشنیعہ و کفریہ تحریر کرتے وقت یوں طریقہ اختیار فرماتے ہیں کہ جو بھی غیر شرعی کاروائی فرمائیں تو لفظ وہابی کو اپنے لیئے بطور ڈھال ضرور استعمال فرماتے ہیں بس ہیں اعلیٰ حضرت جو چاہیں مرضی کریں انکو کوئی روکنے ٹوکنے والا نہیں یہ اپنے خیالات میں بالکل آزاد ہو چکے ہیں ہر عالم دین شریعت اسلامیہ کے قوانین کا پابند ہے مگر اعلیٰ حضرت بریلوی نہیں۔

قارئین کرام! مولوی احمد رضا خان بریلوی کے رضا خانی مذہب میں عقائد کی مزید تشریح پڑھتے ہوئے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنے فتاویٰ رضویہ میں بھی اپنی طرف سے جعلی طور پر خدا تعالیٰ کی شان الوہیت میں کیسے کیسے لرزہ خیز عقائد اختراع کیئے ہیں اور لگے ہاتھ ان تمام خلاف شرع عقائد کو بھی پڑھ لیجیے تاکہ آپکو یقین کامل ہو جائے کہ یہ ہیں اعلیٰ حضرت جو اپنے ان اختراعی عقائد کی بنیاد پر اعلیٰ حضرت بریلوی کے نام سے مشہور اور مانے جاتے ہیں چنانچہ رضا خانی مذہب کے پیروکار اپنے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے اللہ تعالیٰ کی شان الوہیت میں وضع کردہ صریح کفریات ملاحظہ فرمائیں:

شانِ الوہیّت اور ذوق اعلیٰ حضرت بریلوی

رضا خانی مؤلف نے اپنے رضا خانی مذہب کا ثبوت پیش کرتے ہوئے فقیہ اعظم قطب الاقطاب امام ربانی حضرت مولنا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ رشیدیہ ج ا ص ۱۰-۱۱ کی عبارت کو خیانت سے پیش کر کے اس پر رضا خانی قوانین کے تحت امکان کذب اور وقوع کذب کا بے بنیاد سنگین الزام بھی عائد کر دیا لیکن ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اپنے اکابر کے بے غبار اور بے داغ فتویٰ کو اول تا آخر پوری دیانت داری سے نقل کیا ہے تا کہ ہر ایک پر صداقت علماء اہلسنت دیوبند واضح ہو جائے اور ہم رضا خانی مؤلف کو اس کے رضا خانی مذہب کے نایاب بکھرے موتی پیش کرتے ہیں انکو پڑھیئے پھر اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کے انجام کا بخوبی اندازہ کرلیں۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے فتاویٰ رضویہ کی جلد اول صفحہ نمبر ۷۱۹ کا عکس مع تشریح کے ملاحظہ فرمائیں:

سنی دار الاشاعت لائل پور کا سلسلۂ تبلیغ

العطایا النبویہ
فی
الفتاوی الرضویہ

جلد اول

مصنفہ

امام اہل سنت قامع بدعت مجدد مائۃ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ
اعلیٰ حضرت مولٰنا مولوی شاہ احمد رضا خاں صاحب بریلوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ

الناشر

سنی دار الاشاعت علویہ رضویہ، ڈجکوٹ روڈ۔ لائل پور

(اشرفی پرنٹنگ پریس، لائلپور)

قارئین ذی وقار! اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی نے اپنے فتاوی رضویہ میں جلد اول صفحہ ۱۹۱۔ پر حق تعالی جل جلالہ کی شان الوہیت میں کئی قسم کے کفریات تحریر کیے ہیں اسکا عکس آپ حضرات نے صفحہ گذشتہ پر ملاحظہ فرمالیا۔

آپ حضرات نے اعلیٰ حضرت بریلوی کے ذوق اعلیٰ حضرت کا خوب اندازہ فرمایا کہ حق تعالی کی شان میں کفریات تحریر کرتے وقت لفظ وہابی کو اپنے لئے بطور ڈھال استعمال کیا ہے اور حقیقت میں اعلیٰ حضرت بریلوی نے لفظ وہابی کا سہارا لے کر اپنے صریح کفریہ عقائد باطلہ وفاسدہ کا اظہار کیا ہے اور اپنے کفریہ عقائد کے اظہار کے لئے لفظ وہابی کو اپنے لئے ایک بہترین سہارا بنایا۔ حالانکہ جو کفریہ عقائد اعلی حضرت بریلوی اپنے فتاوی رضویہ جلد اول صفحہ ۱۹۱ پر علماء اہلسنت دیوبند کی طرف منسوب کیے ہیں اور عبارت کے شروع میں لفظ وہابی لکھا اسکی حقیقت یہ ہے کہ علماء اہلسنت دیوبند جن کو اعلی حضرت بریلوی نے لفظ وہابی سے یاد کرنے کے بعد جن جن کفریہ اور شرکیہ عقائد کی نسبت علماء اہلسنت دیوبند کی طرف کی ہے تو علماء اہلسنت دیوبند کی کسی ایک کتاب میں بھی ایسے کفریہ وشرکیہ عقائد ہر گز تحریر نہیں ہیں۔ اور علماء اہلسنت دیوبند ایسے عقائد کفریہ رکھنے والے کو کافر ملعون مرتد دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں۔ یہ سب کچھ اعلی حضرت بریلوی کے پیٹ کی پیداوار ہے ورنہ رضا خانی مؤلف اور دیگر رضا خانیوں کو چاہیے کہ آپکے اعلی حضرت بریلوی نے لفظ وہابی کا سہارا لیکر جو کفریہ وشرکیہ عقائد اپنے فتاوی رضویہ میں نقل کیے ہیں کیا تم وہ عقائد باطلہ علماء اہلسنت دیوبند کی کسی کتاب میں دکھا سکتے ہو تم ہر گز نہیں دکھا سکتے اور قطعا نہیں دکھا سکتے اور تا قیامت نہیں دکھا سکتے یہ سب کچھ اعلیٰ حضرت بریلوی کا حق تعالی جل جلالہ کی شان الوہیت میں ذوق اعلیٰ حضرت بریلوی ہے اور ایسے کفریہ وشرکیہ عقائد تم علماء اہلسنت دیوبند کی کسی کتاب میں ہر گز نہ پاؤ گے اور اس قسم کے غلط خلاف شرع اور کفریہ عقائد کی تحریر جب بھی تمہیں ملے گی تو روز روشن کی طرح فتاوی رضویہ جلد اول صفحہ ۱۹۱ پر ضرور نظر آئے گی اور اعلی حضرت بریلوی کی کمال احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ۔

ہب بھی حق تعالیٰ کی شانِ الوہیت جل جلالہٗ اور شانِ رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں توھین کا ارتکاب کرتے ہیں تو ان عبارات کے شروع میں لفظ وہابی کا اضافہ کرتے ہوئے اپنے خیالات فاسدہ اور نظریات باطلہ کا اظہار فرمادیتے ہیں بس یہ ہیں اعلیٰ حضرت جو یقیناً ہیں اعلیٰ حضرت جو حقیقت میں حامی شرک وبدعت اور ماحی توحید وسنت کا مصداق ہیں۔ رضاخانی مذہب والوں کی حقیقت فتاوی رضویہ ج اصفحہ ۱۹۷ کے حوالہ سے آپ پر بالکل واضح ہوگئی ہے کہ رضاخانی مذہب والے اور اعلی حضرت بریلوی کس قدر توہین الوہیت کے مرتکب ثابت ہوئے ہیں۔ اعلیٰ حضرت بریلوی نے ہر خاص وعام کے جذبات سے کھیلتے ہوئے علماء اہلسنت دیوبند کی کتب کے جھوٹے حوالے تحریر کیئے ہیں حالانکہ علماء اہلسنت دیوبند کی کسی کتاب میں توہین الوہیت پر مبنی عقائد قطعاً موجود نہیں ہیں یہ سب کچھ اعلیٰ حضرت بریلوی کے اختراعات ہیں۔

خدا کے حریف؟

اسلام کے خلاف، خدا کے حریف ہیں ☆ یہ لوگ یادگار، وصایا شریف ہیں

اسلام ان کے دشنۂ الحاد کا شکار — مذہب کے اعتبار سے عضو ضعیف ہیں

فطرت کے اعتبار سے دشنام واشگاف — پیشہ کی روسے تاجر دین حنیف ہیں

اقصائے چین سے تا بہ سواد طرابلس — برطانیہ کے فصل ربیع وخریف ہیں

ارباب دوں نہاد کی تصویر خانہ ساز — یاران بدزبان کے سیاسی حلیف ہیں

سو برس سے شرک نوازی میں بے مثال — طرّوں کے پیچ وخم کی بنا پر شریف ہیں

مفتی نہیں، فقیہ نہیں، پیشوا نہیں — یہ خانزادگان بریلی شریف ہیں

(جناب ظفر علی خان)

حضرات گرامی! رضاخانی بریلویوں کے عقائد میں وسعت ظرفی کے چند نمونے مزید ملاحظہ فرمائیں گے کہ رضاخانی مذہب میں خدا تعالیٰ کی ذات پاک کے بارے میں عجیب وغریب لرزہ خیز

قارئین ذی وقار! اعلی حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی نے اپنے فتاوی رضویہ میں جلد اول صفحہ ۱۹۱ ۔ پر حق تعالی جل جلالہ کی شان الوہیت میں کئی قسم کے کفریات تحریر کیے ہیں اسکا عکس آپ حضرات نے صفحہ گذشتہ پر ملاحظہ فرمالیا۔

آپ حضرات نے اعلیٰ حضرت بریلوی کے ذوق اعلیٰ حضرت کا خوب اندازہ فرمایا کہ حق تعالی کی شان میں کفریات تحریر کرتے وقت لفظ وہابی کو اپنے لئے بطور ڈھال استعمال کیا ہے اور حقیقت میں اعلی حضرت بریلوی نے لفظ وہابی کا سہارا لے کر اپنے صریح کفریہ عقائد باطلہ وفاسدہ کا اظہار کیا ہے اور اپنے کفریہ عقائد کے اظہار کے لئے لفظ وہابی کو اپنے لئے ایک بہترین سہارا بنایا۔ حالانکہ جو کفریہ عقائد اعلی حضرت بریلوی اپنے فتاوی رضویہ جلد اول صفحہ ۱۹۱ ۔ پر علماء اہلسنت دیوبند کی طرف منسوب کئے ہیں اور عبارت کے شروع میں لفظ وہابی لکھا اسکی حقیقت یہ ہے کہ علماء اہلسنت دیوبند جن کو اعلی حضرت بریلوی نے لفظ وہابی سے یاد کرنے کے بعد جن جن کفریہ اور شرکیہ عقائد کی نسبت علماء اہلسنت دیوبند کی طرف کی ہے تو علماء اہلسنت دیوبند کی کسی ایک کتاب میں بھی ایسے کفریہ وشرکیہ عقائد ہر گز تحریر نہیں ہیں ۔ اور علماء اہلسنت دیوبند ایسے عقائد کفریہ رکھنے والے کو کافر ملعون مرتد دائرہ اسلام سے خارج سمجھتے ہیں ۔ یہ سب کچھ اعلی حضرت بریلوی کے پیٹ کی پیداوار ہے ورنہ رضا خانی مؤلف اور دیگر رضا خانیوں کو چاہیے کہ آپکے اعلی حضرت بریلوی نے لفظ وہابی کا سہارا لیکر جو کفریہ وشرکیہ عقائد اپنے فتاوی رضویہ میں نقل کیے ہیں کیا تم وہ عقائد باطلہ علماء اہلسنت دیوبند کی کسی کتاب میں دکھا سکتے ہو تم ہر گز نہیں دکھا سکتے اور قطعا نہیں دکھا سکتے اور تا قیامت نہیں دکھا سکتے یہ سب کچھ اعلیٰ حضرت بریلوی کا حق تعالی جل جلالہ کی شان الوہیت میں ذوق اعلیٰ حضرت بریلوی ہے اور ایسے کفریہ وشرکیہ عقائد تم علماء اہلسنت دیوبند کی کسی کتاب میں ہر گز نہ پاؤ گے اور اس قسم کے غلط خلاف شرع اور کفریہ عقائد کی تحریر جب بھی تمہیں ملے گی تو روز روشن کی طرح فتاوی رضویہ جلد اول صفحہ ۱۹۱ ۔ پر ضرور نظر آئے گی اور اعلی حضرت بریلوی کی کمال احتیاط کا تقاضا بھی یہی ہے کہ

جب بھی حق تعالی کی شانِ الوہیت جل جلالہٗ اور شان رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں توھین کا ارتکاب کرتے ہیں تو ان عبارات کے شروع میں لفظ وہابی کا اضافہ کرتے ہوئے اپنے خیالات فاسدہ اور نظریات باطلہ کا اظہار فرمادیتے ہیں بس یہ ہیں اعلیٰ حضرت جو یقیناً ہیں اعلیٰ حضرت جو حقیقت میں حامی شرک و بدعت اور ماحی توحید وسنت کا مصداق ہیں۔ رضا خانی مذہب والوں کی حقیقت فتاوی رضویہ ج اصفحہ ۱۹۷ کے حوالہ سے آپ پر بالکل واضح ہوگئی ہے کہ رضا خانی مذہب والے اور اعلی حضرت بریلوی کس قدر توہین الوہیت کے مرتکب ثابت ہوئے ہیں۔ اعلیٰ حضرت بریلوی نے ہر خاص وعام کے جذبات سے کھیلتے ہوئے علماء اہلسنت دیوبند کی کتب کے جھوٹے حوالے تحریر کیئے ہیں حالانکہ علماء اہلسنت دیو بند کی کسی کتاب میں توہین الوہیت پرمبنی عقائد قطعاً موجود نہیں ہیں یہ سب کچھ اعلیٰ حضرت بریلوی کے اختراعات ہیں۔

خدا کے حریف؟

اسلام کے خلاف، خدا کے حریف ہیں ☆ یہ لوگ یادگار، وصایا شریف ہیں

اسلام ان کے دشنۂ الحاد کا شکار ☆ مذہب کے اعتبار سے عضو ضعیف ہیں

فطرت کے اعتبار سے دشنام واشگاف ☆ پیشہ کی روسے تاجر دین حنیف ہیں

اقصائے چین سے تابہ سواد طرابلس ☆ برطانیہ کے فصل ربیع وخریف ہیں

ارباب دوں نہاد کی تصویر خانہ ساز ☆ یاران بدزبان کے سیاسی حلیف ہیں

سو برس سے شرک نوازی میں بے مثال ☆ طرّوں کے پیچ وخم کی بنا پر شریف ہیں

مفتی نہیں، فقیہ نہیں، پیشوا نہیں ☆ یہ خانزادگان بریلی شریف ہیں

(جناب ظفر علی خان)

حضرات گرامی! رضا خانی بریلویوں کے عقائد میں وسعت ظرفی کے چند نمونے مزید ملاحظہ فرمائیں گے کہ رضا خانی مذہب میں خدا تعالی کی ذات پاک کے بارے میں عجیب وغریب لرزہ خیز

تصور ملاحظہ فرمائیں گے کہ جس نے مشکل کے وقت خدا تعالی کو پکارا وہ تو ڈوب گیا اور جس نے مشکل کے
وقت مخلوق کا سہارا لیا وہ یقیناً کنارے لگ گیا اس قسم کے خلاف شرع عقائد رضا خانی مذہب کی تعلیم ہے
جنکا نمونہ اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے ملفوظات میں پڑھیئے۔

خدا تعالی کی ذات پاک اور ارشاد اعلی حضرت بریلوی

ارشاد۔ غالباً حدیقۂ ندیہ میں ہے کہ ایک مرتبہ حضرت سیدی جنید بغدادی رحمۃ اللہ تعالی علیہ دجلہ
پر تشریف لائے اور یا اللہ کہتے ہوئے اس پر زمین کی مثل چلنے لگے بعد کو ایک شخص آیا۔ اسے بھی پار جانے کی
ضرورت تھی کوئی کشتی اس وقت موجود نہ تھی جب اس نے حضرت کو جاتے دیکھا عرض کی میں کس طرح آؤں
فرمایا۔ یا جنید۔ یا جنید۔ کہتا چلا آ اس نے یہی کہا اور دریا پر زمین کی طرح چلنے لگا۔ جب بیچ دریا میں
پہنچا شیطان لعین نے دل میں وسوسہ ڈالا کہ حضرت خود تو یا اللہ کہیں اور مجھ سے یا جنید کہلواتے ہیں۔ میں بھی
یا اللہ کیوں نہ کہوں اس نے یا اللہ کہا اور ساتھ ہی غوطہ کھایا۔ پکارا حضرت میں چلا فرمایا وہی کہہ یا جنید یا جنید
جب کہا دریا سے پار ہوا عرض کی حضرت یہ کیا بات تھی آپ اللہ کہیں تو پار ہوں اور میں کہوں تو غوطہ کھاؤں
فرمایا ارے نادان ابھی تو جنید تک تو پہنچا نہیں اللہ تک رسائی کی ہوس ہے۔

(ملفوظات احمد رضا بریلوی ج ۱ صفحہ ۱۱۷ مطبوعہ مدینہ پبلی شنگ کمپنی کراچی)

عقیدہ اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی

قارئین محترم! آپ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کی کتاب تمہید ایمان بآیات قرآن کا
عکس مع صفحہ ٹائٹل کے ملاحظہ فرمائیں کہ جس میں انہوں نے اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کے بارے میں اپنی
طرف سے خود ساختہ کفریہ وشرکیہ وقبیحہ وشنیعہ عقائد تحریر کیئے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:۔

مسلمانو مسلمانو اے مصطفیٰ پیارے کے نام پر قربانو
اُسی پیارے محبوب کی عظمت کے لئے ذرا اس

تمہید ایمان بآیات قرآن

کو ملاحظہ فرمایئے

تصنیف لطیف

مجدد مأتہ حاضرہ اعلیٰحضرت مولانا مولوی مفتی حاجی محمد احمد رضا خاں صاحب

ناشر

سید محمد حسن قادری نوری چک سادہ چک شریف گجرات

پتا

نوری کتب خانہ اسلام گنج لاہور

ہو۔ اللہ و رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے بڑھ کر بھائی یا دوست یا دنیا میں کسی کی محبت ہو۔ اے رب ہمیں سچا ایمان دے صدقہ اپنے حبیب کی سچی عزت سچی رحمت کا صلی اللہ علیہ وسلم آمین۔

فرقہ دوم

معاندین و دشمنان دین کہ خود انکار ضروریات دین رکھتے ہیں اور صریح کفر کر کے اپنے اوپر سے نام کفر مٹانے کو اسلام و قرآن و خدا اور رسول و ایمان کے ساتھ تمسخر کرتے اور براہ اغوا و تلبیس و شیوہ ابلیس وہ باتیں بناتے ہیں کہ کسی طرح ضروریات دین ماننے کی قید اٹھ جائے اسلام فقط طوطے کی طرح زبان سے کلمہ رٹ لینے کا نام رہ جائے بس کلمہ کا نام لیتا ہو پھر چاہے خدا کو جھوٹا کذاب کہے چاہے رسول کو سڑی سڑی گالیاں دے اسلام کسی طرح نہ جائے بَلْ لَّعَنَهُمُ اللّٰهُ بِكُفْرِهِمْ فَقَلِيْلًا مَّا يُؤْمِنُوْنَ ۝ یہ مسلمانوں کے دشمن اسلام کے عدو عوام کو چھلنے اور خدائے واحد قہار کا دین بدلنے کے لئے چند شیطانی مکر پیش کرتے ہیں مکر اوّل اسلام نام کلمہ گوئی کا ہے حدیث میں فرمایا مَنْ قَالَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ جس نے لا الہ الا اللہ کہہ لیا جنت میں جائیگا پھر کسی قول یا فعل کیوجہ سے کافر

کیسے ہو سکتا ہے۔ مسلمانو! ذرہ ہوشیار خبردار۔ اس مکر ملعون کا حاصل یہ ہے کہ زبان سے لا الٰہ الا اللہ کہہ لینا گویا خدا کا بیٹا بن جانا ہے آدمی کا بیٹا اگر اُسے گالیاں دے جوتیاں مارے کچھ کرے اُس کے بیٹے ہونے سے نہیں نکل سکتا یوں ہی جس نے لا الٰہ الا اللہ کہہ لیا اب وہ چاہے خدا کو جھوٹا کذاب کہے چاہے رسولؐ کو سڑی سڑی گالیاں دے اُس کا اسلام نہیں بدل سکتا اس مکر کا جواب ایک تو اسی آیۂ کریمہ الٓمّٓ ۝ اَحَسِبَ النَّاسُ میں گذرا کیا لوگ اس گھمنڈ میں ہیں کہ نرے ادعائے اسلام پر چھوڑ دیئے جائیں گے اور امتحان نہ ہو گا۔ اسلام اگر فقط کلمہ گوئی کا نام تھا تو وہ بیشک حاصل تھی پھر لوگوں کا گھمنڈ کیوں غلط تھا جسے قرآن عظیم رد فرما رہا ہے نیز

تمہارا رب عزوجل فرماتا ہے

قَالَتِ الْاَعْرَابُ اٰمَنَّا ط قُلْ لَّمْ تُؤْمِنُوْا وَلٰكِنْ قُوْلُوْٓا اَسْلَمْنَا وَلَمَّا يَدْخُلِ الْاِيْمَانُ فِيْ قُلُوْبِكُمْ ط

یہ گنوار کہتے ہیں ہم ایمان لائے تم فرما دو ایمان تو تم نہ لائے ہاں یوں کہو کہ ہم مطیع الاسلام ہو گئے ایمان ابھی تمہارے دلوں میں کہاں داخل ہوا اور اللہ فرماتا ہے

قارئین کرام! اعلیٰ حضرت بریلوی کا یہ اپنا ذوق اعلیٰ حضرت ہے کہ جب وہ خدا تعالیٰ کی ذات
پاک کے بارے میں کفریہ الفاظ لکھنے کا ارادہ فرماتے ہیں تو کسی نہ کسی کو سہارا بنا کر پھر اپنے ذوق اعلیٰ
حضرت کا خوب ڈنکا بجاتے ہیں بلکہ خدا تعالیٰ کی شان میں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں
کفریہ الفاظ تحریر کرتے وقت علماء اہلسنت دیوبند یا کسی اور کا ضرور سہارا لیکر پھر اپنے کفریہ عقائد
برملا اظہار فرماتے ہیں جیسا کہ آپ نے ملاحظہ فرمایا بس یہ ہیں ہی اعلیٰ، حضرت وہ کچھ کر جاتے ہیں جو ان کی
بس مرضی کرے انہیں اس پر کوئی بھی پوچھنے والا نہیں کیونکہ یہ اعلیٰ حضرت جو ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایسی عقیدت اور محبت

حضرت خواجہ شمس الدین سیالوی کے ملفوظات عالیہ کا مستند مجموعہ مرآت العاشقین میں اللہ تعالیٰ کے
ساتھ محبت اور عقیدت کا جذبہ ملاحظہ فرمائیں چنانچہ سید محمد سعید تحریر فرماتے ہیں۔

شیخ شبلی کے عشق کا ذکر چھڑا فرمایا شروع شروع میں وہ کھانڈ کا ایک تھیلا اپنے ساتھ رکھتے تھے اور جس
سے اللہ کا لفظ سنتے اس کے منہ میں مٹھی بھر کر کھانڈ ڈال دیتے پھر انکی یہ حالت ہوگئی تھی کہ جس سے اللہ کا نام
سنتے اسے ایک تھپڑ رسید کر دیتے۔ بعد ازاں فرمایا کھانڈ کھلانے کا یہ مقصد تھا کہ غلبہ محبت میں عاشق جس سے
بھی اپنے محبوب کا نام سنتا ہے خوش ہو جاتا ہے اور اسے عزیز رکھتا ہے تھپڑ مارنے کی وجہ یہ تھی کہ جب عاشق
غیرت کے مقام میں ہوتا ہے تو وہ یہ چاہتا ہے کہ اس کے معشوق کا نام اس کے سوا اور کوئی شخص نہ لے اور اس
حالت میں جو شخص معشوق کا نام لیتا ہے عاشق اسے مکروہ سمجھتا ہے۔

(مرآت العاشقین صفحہ ۲۷۰۔ مطبوعہ لاہور)

حضرات گرامی! دین اسلام کی رو سے اللہ تعالیٰ کو اپنے محبوب حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے
بے حد محبت ہے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنے خالق حقیقی رب ذوالجلال سے بے حد محبت ہے۔

تو مندرجہ بالا ملفوظ کے تحت اگر یہ قانون نافذ کر دیا جاتا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اللہ تعالی کے ذکر واذکار سے اپنے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو سختی سے منع فرما دیتے کیونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے بے حد محبت تھی تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم تابعین عظام رحمہم اللہ تعالی کو منع فرما دیتے اور اسی طرح تابعین عظام رحمہ اللہ تعالی اپنے بعد تبع تابعین کو ذکر خدا سے منع فرما دیتے بس اس طرح تو ذکر الہی کا سلسلہ آہستہ آہستہ بالکل ختم ہو کر رہ جاتا۔ معلوم نہیں مندرجہ بالا ملفوظ کو تحریر کرنے سے بریلوی حضرات اس سے کیا تعلیم عام کرنا چاہتے ہیں اور ہر خاص وعام کو کس مقام پر لانے کی سعی کر رہے ہیں۔

الغرض کہ مندرجہ بالا ملفوظ کی عبارت محل نظر ہے اور یقیناً قابل غور ہے اس پر بریلوی حضرات غور وفکر کریں کہ اگر حضرت شیخ شبلی رحمۃ اللہ علیہ کی طرح کسی بریلوی کو عشق لگ گیا تو پھر تمام دن گلی کوچوں میں لڑائی وغیرہ کا بازار گرم ہی رہے گا تو اس سے تو رہے سہے لوگ بھی بریلویت سے جلدی تائب ہو کر پکے حنفی بن جائیں گے۔

متبعین اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے پیش کردہ عقائد میں تو بے حد وسعت پائی جاتی ہے جیسا کہ مولوی فیض احمد اویسی مہتمم مدرسہ اویسیہ رضویہ ملتان روڈ بہاولپور، نے اپنی مایہ ناز کتاب: **شہد سے میٹھا نام محمد** میں یوں تحریر فرماتے ہیں کہ خدا تعالیٰ کو محمد صلی اللہ علیہ وسلم سمجھو اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا سمجھو یہ ایک رمز لطیف ارشاد فرمائی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

خدا و مصطفیٰ کی رمز سے ادراک عاجز ہے ☆ خدا کو مصطفیٰ ﷺ جانے محمد کو خدا جانے

(شہد سے میٹھا نام محمد صفحہ ۱۷۔ مطبوعہ محبوب پرنٹنگ کارپوریشن لاہور)

اعلیٰ حضرت بریلوی کی تعلیمات رضا اور پیغام رضا سے تو یہی ثابت ہوتا ہے کہ بقول بریلوی مولوی کے امام انبیاء حبیب کبریاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا سمجھو اور خدا تعالی کی ذات پاک کو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھو یہ مذہب اسلام کی تعلیم ہرگز نہیں بلکہ تعلیم رضا ہے جسکو بریلوی مولوی

دن رات بیان کرتے ہیں اور ساتھ یہ بھی لگا دیتے ہیں یہ معرفت کی بات ہے جسکو عام لوگ نہیں سمجھ سکتے تو اس لئے مولوی محمد یار گڑھی والے بریلوی نے تو برملا ارشاد فرمایا۔

گر محمد نے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو خدا مان لیا

پھر تو سمجھو کہ مسلمان ہے دغا باز نہیں

(دیوان محمدی صفحہ ۱۰۵۔ طبع اول، ہمدرد پرنٹنگ پریس پرانی سبزی منڈی، ملتان)

مندرجہ بالا شعر میں پہلے محمد سے مراد مولوی محمد یار گڑھی والے بریلوی ہیں اور دوسرے محمد سے مراد امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہیں تو مندرجہ بالا شعر میں اس عقیدے کا کھلا ثبوت ہے کہ مولوی محمد یار گڑھی والے نے اگر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تسلیم کرلیا تو مسلمان ہے دغاباز نہیں یہ عقیدہ بریلوی سراسر اسلام کے خلاف ہے پھر ایک مقام پر اسی مولوی محمد یار گڑھی والے اپنے بارے میں یوں ارشاد فرمایا کہ میں محمد یار گڑھی والا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں اس قدر فنا ہو گیا ہوں کہ میں ذات محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں فنا ہونے کی وجہ سے میں خود محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن کر نکل آیا ہوں۔

حضرات گرامی! اس بریلوی مولوی کا یہ قول کفریہ اور شرکیہ ہے جس کا مذہب اسلام سے کوئی تعلق نہیں۔

مولوی محمد یار گڑھی والے کا لرزہ خیز ارشاد

محمدؐ میں فنا ہو کر محمدؐ بن کے نکلا ہے ☆ حبیب کبریا کا شیخ فانی دیکھتے جاؤ

(دیوان محمدی صفحہ ۹۳۔ طبع اول ملتان)

اس کے علاوہ مولوی محمد یار گڑھی والے بریلوی پھر ایک بار اپنے مخصوص انداز میں مطلق

ارشاد فرمار ہے ہیں اسے بھی ملاحظہ فرمائیے!

جو محمد ﷺ میں فنا ہو کر محمد ﷺ نہ بنے

کیوں اُسے دار پر لٹکائیں شریعت والے

(دیوان محمدی صفحہ ۹۷۔طبع اول ملتان)

مندرجہ بالا شعر میں مولوی محمد یار گڑھی والے بریلوی نے تو عقیدہ بیان کرتے وقت حد ہی کردی اور بریلوی مولوی نے یہ قطعاً نہ سوچا کہ میں اپنی عاقبت تباہ و برباد کر رہا ہوں بلکہ اپنے رضا خانی عشق اور اپنے خلاف شرع جنون میں کہتا جارہا ہے بس کہتا ہی جارہا ہے۔کہ جو کوئی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں فنا ہر کر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ بن جائے تو اسے شریعت والے تختۂ دار پر لٹکا دیتے ہیں۔یہ کس قدر غضب کی بات ہے کہ بریلوی مولوی محمد یار گڑھی والا کبھی تو اپنے کو آخری نبی حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے مقام اعلیٰ پر لانے کا شیطانی خواب دیکھ رہا ہے اور کبھی کچھ کہہ دیتا ہے۔مولوی محمد یار گڑھی والے بریلوی کا کلام دیوان محمدی حقیقت میں اس کی حالت سکر کی گفتگو ہے اور اس کے سوا کچھ نہیں کیونکہ جو شعر بھی بولا ہے اُسی میں شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدود سے تجاوز کیا ہے۔

قارئین کرام! مندرجہ بالا اشعار مولوی احمد رضا خان بریلوی کی تعلیمات رضا اور پیغام رضا کا نتیجہ ہیں اور یہ سب مولوی محمد یار گڑھی والے کی خام خیالی ہے اور اس کے مندرجہ بالا سب لچر اور لغو عقیدے کا شریعت اسلامیہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں یہ سب بریلوی مولوی کا خود ساختہ عقیدہ ہے جسے وہ بڑی جرأت اور دلیری سے بیان کر رہے ہیں اور بریلوی مولوی کے مندرجہ بالا غلط عقیدے پر قرآن وحدیث میں یقیناً ایک بھی دلیل نہ ملے گی۔یہ سب بریلوی مولویوں کے اوہام ہیں اور ان حضرات کے عقائد قرآن وسنت سے ہٹ کر اوہام پر مبنی ہوتے ہیں علاوہ ازیں مولوی محمد یار گڑھی والے بریلوی نے تو اپنوں کو بھی ایک حیران کن مقام پر یوں لا کھڑا کر دیا کہ ارشاد فرمایا ملاحظہ فرمائیں:

نہ خالق ہوں نہ مخلوق

کون ہے وہ جو میرے درد کا درماں سوچے ☆ کون ہے جو میرے کفر کا ایماں سوچے

نہ ہی مسلم ہوں نہ کافر نہ گدا ہوں نہ خدا ☆ مجھے سوچے تو کوئی سر بگریباں سوچے

سب سے ملتا ہوں مگر سب سے جدا رہتا ہوں ☆ وہ حقیقت ہوں جسے عشق کا ناداں سوچے

شیخ ؒ کا وہم برہمن کا گماں کیا سمجھے ☆ کیوں مجھے فلسفی خاک بداماں سوچے

نہ محمدؐ ہوں نہ احمدؐ نہ ہوں واحد زاہد ☆ مجھے سوچے تو فقط حیرت حیراں سوچے

(دیوان محمدی صفحہ ۹۶۔ طبع اول، ہمدرد پرنٹنگ پریس پرانی سبزی منڈی ملتان)

حضرات گرامی! مندرجہ بالا مولوی محمد یار گڑھی والے بریلوی کی سراسر لغویات اور سراسر خلاف شرع اشعار جو اس کی ذاتی بیہودہ ذہنیت کی اختراعات ہیں اس کے سوا اور کچھ نہیں اور اعلیٰ حضرت بریلوی کے پیروکار بریلوی مولوی بھی عجیب ہی ہوتے ہیں کہ ایک مقام پر مولوی محمد یار گڑھی والے نے یوں کہا کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات میں فنا ہو کر محمد بن کر نکلا ہے پھر اس کے بعد ایک دوسرے مقام پر یوں کہا کہ جو کوئی محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں فنا ہو کر محمد صلی اللہ علیہ وسلم نہ بنے تو اسے شریعت والے تختۂ دار پر لٹکا دیتے ہیں پھر ایک تیسرے مقام پر تو حد ہی کر دی کہ فرمایا کہ میں نہ محمد ہوں نہ زاہد ہوں اور نہ ہی مسلم ہوں نہ گدا ہوں اور نہ کافر ہوں۔ تو پھر سوچنے والی بات یہ ہے کہ پھر ظن غالب ہے کہ یہ کوئی منافق ہوگا اس کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے۔ علاوہ ازیں یا پھر اس بریلوی مولوی کا کسی ناری مخلوق سے تعلق ہوگا ہم اس کے بارے میں فیصلہ کرنے میں بے حد پریشان ہیں کہ اس کو کس جنس سے مانیں اور اس بات کو خدا پر چھوڑتے ہیں وہی جانے کیا تم ہو ہمیں اس سے کیا غرض۔ اور نہ مخلوق جسے سوچنے والے سوچیں تو فقط حیران کن سوچیں۔ تو اس مولوی نے یہ نہیں فرمایا کہ میں محمد یار گڑھی والا کون سی جنس سے تعلق رکھتا ہوں اور یہ

تو واقعی سوچنے والی اور یقیناً حیران کن بات ہے کہ انکی نسبت کون سی جنس کے ساتھ کی جائے انہوں نے تو واقعی اپنی اختراعی غلط حرکت سے ہر ایک کو بہت بڑی آزمائش اور یقیناً ایک بہت بڑے امتحان میں ڈال دیا ہے بس اس قسم کی فرسودہ اور بے معنی اور لایعنی بیہودہ باتیں ان حضرات کی کتب میں کثرت سے پائی جاتی ہیں۔

حضرات گرامی! رضا خانی بریلوی مکتبہ فکر کی کتاب فوائد فریدیہ کا اُردو ترجمہ مسمّٰی بہ فیوضات فریدیہ کا حوالہ بھی پڑھتے جایئے تاکہ آپ پر یہ بات بخوبی واضح ہو جائے کہ جو رضا خانی بریلوی مؤلف علماء اہلسنت دیوبند کے قرآن وسنت پر مبنی عقائد کو بگاڑنے پر شرعاً بہت بڑے مجرم بن چکے ہیں تو ان کے قرآن وسنت کے سراسر خلاف کفریہ عقیدہ بھی ملاحظہ فرمائیں جیسا کہ آپ نے اس سے قبل بھی ان کے کفریہ عقائد ملاحظہ فرمائے ہیں چنانچہ فوائد فریدیہ کی عبارت درج ذیل ہے:

فوائد فریدیہ کی عبارت اور شان خدا

فرمایا ہے حقیقی موحد اور حقیقی مشرک خدا جل شانہ ہے۔

(فوائد فریدیہ اُردو ترجمہ مسمّی فیوضاتِ فریدیہ صفحہ ۸۲۔ طبع اول ڈیرہ غازی خان)

قارئین کرام! بس یہ ہے مقام بریلوی مذہب میں ذات خدا کا یہ سب کچھ اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے پیغام رضا اور تعلیمات رضا کے فیضان ہیں کہ خالق کائنات اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اولیاء رحمہم اللہ تعالیٰ کی توہین بھی کرتے رہو پھر بھی سُنّی ہی رہو گے۔

اب خدا تعالیٰ کی ذات پاک کے بارے میں رضا خانی مولوی مفتی احمد یار گجراتی بریلوی کی بھی سنتے جایئے کہ وہ خدا تعالیٰ کے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کے بارے میں کیا ارشاد فرماتے ہیں چنانچہ اپنی کتاب **جاء الحق وزھق الباطل** میں تحریر کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ حاضروناظر اور بریلوی عقیدہ

ہر جگہ میں حاضروناظر ہونا خدا کی صفت ہر گز نہیں خدائے تعالی جگہ اور مکان سے پاک ہے۔

(جاء الحق وزھق الباطل صفحہ ۱۶۱)

علاوہ ازیں رضاخانی مولوی مفتی احمد یار خاں گجراتی بریلوی کی بھی مزید سنئے جایئے کہ وہ خدا تعالی کی ذات پاک کے بارے میں مسلمانوں کو کس کفریہ عقیدہ پر قائم رہنے کی تاکید فرمارہے ہیں چنانچہ اپنی کتاب جاء الحق وزھق الباطل میں ہی ارشاد فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

مسئلہ حاضروناظر اور توحید رضاخانی

خدا کو ہر جگہ میں (موجود) ماننا بے دینی ہے ہر جگہ میں (موجود) ہونا تو رسول خدا ہی کی شان ہوسکتی ہے۔

(جاء الحق وزھق الباطل صفحہ ۱۶۲)

قارئین ذی وقار! آپ نے بریلویوں کا عقیدہ ملاحظہ فرمایا کہ توحید رضاخانی بریلوی کے قانون کے مطابق خدا تعالی کی ذات پاک کے بارے میں حاضروناظر کا عقیدہ رکھنے والے پر بے دین ہونے کا فتویٰ لگتا ہے جس کو آپ نے بھی پڑھا ہے اور اب قرآن مجید سے اللہ تعالی کے ہر جگہ حاضروناظر ہونے کے بارے میں پڑھ لیجیے کہ خدا تعالی اپنے بندوں کو اپنی ذات پاک کے بارے میں ہر جگہ حاضروناظر کا عقیدہ رکھنے کا حکم دے رہا ہے۔

اور بریلوی مولوی مخلوق خدا کو کس غلط اور کفریہ عقیدے کی طرف لیجارہے ہیں۔ اور قرآن پاک کی آیت بریلویوں کے خلاف شرع عقیدے پر کیسی ضرب کاری لگارہی ہے کہ ہر جگہ حاضروناظر اور ہر جگہ موجود فقط اللہ تعالی کی ذات پاک ہے اور کوئی نہیں۔

اَلَمْ تَرَ اَنَّ اللّٰهَ يَعْلَمُ مَافِي السَّمٰوٰتِ وَمَافِي الْاَرْضِ مَايَكُوْنُ مِنْ نَّجْوٰى ثَلٰثَةٍ اِلَّاهُوَ رَابِعُهُمْ وَلَاخَمْسَةٍ

اِلَّا هُوَ سَادِسُهُمْ وَلَا اَدْنٰى مِنْ ذٰلِكَ وَلَا اَكْثَرَ اِلَّا هُوَ مَعَهُمْ اَيْنَ مَا كَانُوْا ثُمَّ يُنَبِّئُهُمْ بِمَا عَمِلُوْا يَوْمَ الْقِيٰمَةِ اِنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ. (پارہ نمبر ۲۸ سورۃ المجادلۃ آیت نمبر ۷)

(ترجمہ) اے سننے والے کیا تو نے نہ دیکھا کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں جہاں کہیں تین شخصوں کی سرگوشی ہو تو چوتھا وہ (خدا) موجود ہے اور پانچ کی تو چھٹا وہ اور نہ اس سے کم اور نہ اس سے زیادہ کی مگر یہ کہ وہ ان کے ساتھ ہے جہاں کہیں ہوں پھر انہیں قیامت کے دن بتا دے گا جو کچھ انہوں نے کیا بیشک اللہ سب کچھ جانتا ہے۔

مخلوق کے بارے میں حاضر و ناظر کا جذبہ

قارئین محترم: یہ کتنی عجیب بات ہے کہ بریلوی مولوی ذات خدا تعالیٰ کو ہر جگہ موجود اور حاضر و ناظر ماننے پر تو بے دین ہونے کا فتویٰ لگائیں لیکن جب اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم حتیٰ کہ کرشن کنہیا کافر کا تذکرہ ہو تو اس قدر وسیع الظرف ہونے کا جذبہ اختیار کریں کہ بغیر شرعی قوانین پر نظر ڈالے ہوئے برملا ہر جگہ حاضر و ناظر اور موجود ہونے کا فتویٰ صادر فرمائیں چنانچہ اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کا اپنے ملفوظات شریف اور احکام شریعت میں واضح ارشاد موجود ہے کہ فتح محمد ایک ولی اللہ اور کافر کرشن کنہیا ایک وقت میں کئی سو جگہیں موجود ہو جاتا تھا۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

ارشاد امثال اگر ہوں گے تو جسم کے انکی روح پاک ان تمام اجسام سے متعلق ہو کر تصرف فرمائے گی تو از روئے روح وحقیقت وہی ایک ذات ہر جگہ موجود ہے یہ بھی فہم ظاہر میں ورنہ سبع سنابل شریف میں حضرت سید فتح محمد سرہٗ الشریف کا وقت واحد میں دس مجلسوں میں تشریف لیجانا تحریر فرمایا ہے اور یہ کہ اس پر کسی نے عرض کی حضرت نے وقت واحد میں دس جگہ تشریف لیجانے کا وعدہ فرمالیا ہے یہ کیونکر ہو سکے گا شیخ نے فرمایا کرشن کنہیا کافر تھا اور ایک وقت میں کئی سو جگہ موجود ہو گیا فتح محمد اگر چہ چند جگہ ایک وقت میں

(موجود) ہوتو کیا تعجب ہے۔ (ملفوظات احمد رضا خان بریلوی ج ا صفحہ ۱۲۸، مطبوعہ کراچی)

علاوہ ازیں اعلیٰ حضرت بریلوی کی احکام شریعت کا فتوی بھی پڑھتے جایئے:-

انہوں نے ایک ولی کامل شیخ فتح محمد رحمۃ اللہ علیہ اور ایک کشن کنہیا کافر کے ہر جگہ موجود ہونے کا واقعہ تحریر فرمایا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت زبدۃ العارفین سیدنا میر عبدالواحد بلگرامی قدس سرہ السامی سبع سنابل شریف میں کہ بارگاہ رسالت میں پیش اور سرکار کو مقبول ہو چکی صفحہ ۱۷۰ میں فرماتے ہیں:

مخدوم شیخ ابوالفتح جون پوری دادر ماہ ربیع الاول بجہت رسول علیہ الصلوۃ والسلام از دہ جا استدعا آمد کہ بعد از نماز پیشین حاضر شوند ہر دہ استدعا قبول کردند حاضران پرسید ندا ے مخدوم ہر دہ استدعا و ما قبول فرمودید و ہر جا بعد از نماز پیشین حاضر باید شد چگونہ میسر خواھد آمد فرمودہ کشن کہ کافر بود چند صد جا حاضر میشد اگر ابوالفتح دہ جا حاضر شود چہ عجب۔ (احکام شریعت حصہ دوم صفحہ ۱۹۳۔ مطبوعہ مدینہ پبلنگ کمپنی کراچی)

نوٹ: مندرجہ بالا بریلوی عقائد آپ حضرات نے بخوبی پڑھ لیئے کہ خدا تعالیٰ کو حاضر و ناظر ماننا بے دینی اور خلاف شرع تصور کرتے ہیں اور ولی کامل کو اور کرشن کنہیا کافر کو حتیٰ کہ شیطان ملعون کو بھی بڑی ڈھٹائی سے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے پر بے حد خوش اور راضی ہوتے ہیں۔ کیونکہ شیطان کے ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے سے بریلوی عقیدے کو اور عقیدہ رکھنے والوں کو خوب تقویت ملتی ہے اور یہ مسئلہ بھی قابل غور ہے کہ بریلوی جب ہی کوئی بات کرتے ہیں تو انہیں شیطان ملعون کی یاد کیوں کر آجاتی ہے اور ان کے عقیدے کی پختگی کے دلائل کا سہارا صرف عنوان شیطان ہوتا ہے اور بس کیونکہ ان کے دامن رضا خانی میں اللہ تعالیٰ نے یہی کچھ رکھا ہے قسمت اپنی اپنی نصیب اپنا اپنا یہ سب عطا ذات خدا ہی کی ہے وہ ذات پاک جو چاہے عطا کرے اور جیسے تقسیم کرے اُس سے کوئی پوچھنے والا ہی نہیں وہ خدا سب کو پوچھنے والا ہے۔

حضرات گرامی! بس یہ ہیں بریلوی حضرات جو اپنے سوا کسی اور کو مسلمان تصور ہی نہیں کرتے

اور انکا عقیدہ خدا تعالیٰ کی ذات پاک کے بارے میں آپ نے بخوبی پڑھ لیا ہے۔ اب اس کے بعد آپ حضرات بریلوی مولویوں کی ابلیس کے ساتھ حسن وعقیدت بھی پڑھ لیجئے کہ بریلوی حضرات کو ابلیس کے ساتھ روحانی طور پر بہت گہرا تعلق ہے کہ جسکی بنا پر ابلیس کو ہر جگہ حاضر وناظر اور موجود ماننے پر بہت ہی زور دیا جاتا ہے اور یہ بھی کیسی عمدہ بات ہے کہ بریلوی مولوی ابلیس کو ہر جگہ حاضر وناظر اور موجود ماننے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک اور ملک الموت کو درمیان میں سہارا بنا کر پھر ابلیس کے بارے میں وسعت قلبی کا یوں مظاہرہ کرتے ہیں۔ چنانچہ مولوی عبدالسمیع رام پوری بریلوی تحریر فرماتے ہیں عبارت ملاحظہ فرمائیں:

عزازیل کی حاضری؟

اصحاب محفل میلاد تو زمین کی تمام جگہ پاک وناپاک مجالس مذہبی وغیر مذہبی میں حاضر ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں دعوی کرتے ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اس سے بھی زیادہ تر مقامات پاک ناپاک کفر غیر کفر میں پایا جاتا ہے۔

(انوار ساطعہ در بیان مولود وفاتحہ صفحہ ۷ انا شر اشرفی کتب خانہ اندرونی دہلی دروازہ لاہور)

قارئین کرام! بریلوی مولویوں کے ذوق پر قربان جائیں کہ یہ لوگ عجب ذوق کے مالک ہیں کہ خدا تعالیٰ جو تمام مخلوقات کا خالق اور مالک ہے اسکو تو ہر جگہ حاضر وناظر اور موجود ہونے کا عقیدہ رکھنے پر بے دین ہونے کا فتوی دیدیا اور ذات خدا کی مخلوق کو ہر جگہ حاضر وناظر اور موجود حتی کہ کافر اور ابلیس کو بھی ہر جگہ حاضر وناظر اور موجود ماننے کو بڑی وسعت قلبی سے تسلیم کر لیا اور کرشن کنہیا کافر کو بھی اپنے دل میں ایسی وسعت دی کہ اسکو ہر جگہ حاضر وناظر اور موجود مان لیا۔ اور پھر ابلیس اور کافر کے ہر جگہ حاضر وناظر اور موجود ہو جانے پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس اور ملک الموت کو درمیان میں سہارا بنایا تا کہ کافر کرشن کنہیا اور ابلیس کے ہر جگہ موجود ہونے میں کسی کو شک وشبہ نہ رہے۔

حضرات گرامی! خدا تعالیٰ کے حاضر و ناظر اور ہر جگہ موجود ہونے کے بارے میں آپ حضرات نے بریلوی عقائد بخوبی پڑھ لیئے ہیں اب ان کا اللہ ہی حافظ ہے یہ حضرات شرعی حدود سے بہت دور جا چکے ہیں اور اب ان کا لوٹ کر آنا ناممکن ہو چکا ہے۔

قارئین کرام! شریعتِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہر ایک کلمہ پڑھنے والے کے دل پر دستک دے رہی ہے کہ اے مسلمان یہ عقیدہ قائم رکھلے اور اس عقیدہ پر مضبوط ہو جا کہ جہاں کہیں تین آدمی مشورہ کریں تو چوتھا خدا موجود ہوتا ہے اور جہاں کہیں چار آدمی مشورہ کریں تو پانچواں خدا موجود ہوتا ہے اور جہاں کہیں پانچ آدمی مشورہ کریں تو وہاں چھٹا خدا تعالیٰ موجود ہوتا ہے یعنی جہاں کہیں کوئی مشورہ کرے وہاں خدا تعالیٰ موجود ہوتے ہیں اور یہ بات اظھر من الشمس ہے کہ خدا تعالیٰ کی ذات پاک کے بارے میں ہر جگہ حاضر و ناظر ہونے کا عقیدہ قرآن مجید نے بتا دیا ہے کہ ہر جگہ حاضر و ناظر اور ہر جگہ موجود صرف خدا تعالیٰ کی شان اور صفت ہے۔ مخلوق خدا ہر جگہ موجود نہیں ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا اور ہر جگہ موجود ہونا یہ خاصہ خدا تعالیٰ ہے مخلوق میں یہ صفت ہرگز نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر و ناظر اور ہر جگہ موجود اپنی شان الوہیت کے مطابق ہے اپنی شان اُلوہیت کے ساتھ ہر جگہ موجود اور ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔

اس کے خلاف عقیدہ رکھنے والا قرآن مجید کی آیت کریمہ کا منکر ہے اور قرآن مجید کی آیت کا منکر اپنا انجام بہت جلد دیکھ لے گا۔ اور دوسرے لفظوں میں یوں سمجھیئے کہ قرآن پاک کی آیت کریمہ کا منکر دائرہ اسلام سے خارج ہے۔ اور بریلویوں کا یہ عقیدہ جیسا کہ مولوی مفتی احمد یار خاں گجراتی بریلوی نے اپنی کتاب جاء الحق وزھق الباطل میں تحریر کیا ہے وہ سراسر باطل ہے کیونکہ قرآن مجید واضح اعلان کر رہا ہے کہ مخلوق ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے ملاحظہ فرمائیں۔

حق تعالیٰ کا ارشاد اور عقیدہ حاضر وناظر

(۱) وماکنت لدیھم اذیلقون اقلامھم ایھم یکفل مریم وما کنت لدیھم اذیختصمون.

(سورہ آل عمران آیت نمبر۴۴ پارہ نمبر۳)

(ترجمہ) اور تم ان کے پاس (موجود) نہ تھے جب وہ اپنی قلموں سے قرعہ ڈالتے تھے کہ مریم کس کی پرورش میں رہیں اور تم ان کے پاس نہ تھے جب وہ جھگڑا کر رہے تھے،

(۲) وماکنت لدیھم اذاجمعوآامرھم وھم یمکرون. (سورہ یوسف آیت نمبر۱۰۲ پارہ نمبر۱۳)

(ترجمہ) اور تم ان کے پاس (موجود) نہ تھے جب انہوں نے اپنا کام پکا کیا تھا اور وہ فریب کرنے لگے۔

(۳) وماکنت بجانب الغربی اذقضیناالی موسی الامروماکنت من الشٰھدین.

(سورۃ القصص آیت نمبر۴۴ پارہ نمبر۲۰)

(ترجمہ) اور تم طور کی جانب مغرب میں (موجود) نہ تھے جبکہ ہم نے موسیٰ کو رسالت کا حکم بھیجا اور اس وقت حاضر نہ تھے۔

(۴) وماکنت ثاویاًفی اھل مدین تتلواعلیھم ایٰتناولکناکنامرسلین.

(سورۃ القصص آیت نمبر۴۵ پارہ نمبر۲۰)

(ترجمہ) اور نہ تم اہل مدین میں مقیم تھے ان پر ہماری آیتیں پڑھتے ہوئے ہاں ہم رسول بنانے والے ہوئے۔

(۵) وماکنت بجانب الطور اذنادینا. (سورۃ القصص آیت نمبر۴۶ پارہ نمبر۲۰)

(ترجمہ) اور نہ تم طور کے کنارے تھے جب کہ ہم نے آواز دی۔

حضرات گرامی! آپ نے حق تعالیٰ کے ارشادات کو پڑھا اور بریلوی عقائد کو بھی پڑھا تو آپ

پر یہ بات واضح ہوگئی ہے کہ پاک وہند میں رضا خانی بریلوی طبقہ ہی ایک ایسا گروہ ہے جو کہ اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں مانتا جو کہ خالق و مالک کائنات ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہر جگہ حاضر و ناظر مانتا ہے یہ بریلوی عقائد رکھنے والوں کی عجیب منطق ہے کہ قرآن کہہ رہا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر و ناظر ہے اور بریلوی عقیدہ ہے کہ ایسا شخص بے دین ہے۔ العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ۔

اور قرآن کہہ رہا ہے کہ مخلوق ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں ہے اور بریلوی عقیدہ ہے کہ ہر جگہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور اولیاء اللہ حتیٰ کہ کرشن کنہیا کافر اور ابلیس لعین بھی ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں لیکن اللہ تعالیٰ ہر جگہ حاضر و ناظر نہیں بس انکا خدا ہی حافظ ہے اور بریلوی ایسے ہی عقائد عوام الناس کو بتا رہے ہیں اور اپنے ان عقائد فاسدہ کو ہی جو کہ سراسر قرآن و حدیث کے بالکل خلاف اور متصادم و متضاد ہیں انکو توشۂ آخرت سمجھتے ہیں۔

حضرات گرامی! رضا خانی بریلوی عقیدہ ہے کہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا خدا تعالیٰ کی صفت ہی نہیں بلکہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا یہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان ہے اور خدا تعالیٰ کو ہر جگہ حاضر و ناظر ماننا بے دینی ہے اور ایسے ہی عیسائیوں کا بھی یہی عقیدہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام ہر جگہ حاضر و ناظر ہیں چنانچہ عیسائیوں کا عقیدہ ملاحظہ فرمائیں۔

حاضر و ناظر اور عیسائیوں کا عقیدہ

اے میرے یسوع میں ایمان رکھتا ہوں کہ تو ہر جگہ موجود ہے۔ (کیتھولک عبادت کی کتاب صفحہ ۶۸)

اسکی تشریح میں عیسائی پادری عماد الدین لکھتے ہیں:

یعنی یسوع ہر جگہ حاضر و ناظر ہے۔ (تفتیش الاولیاء صفحہ ۱۰۸)

عیسائیوں کا عقیدہ ہے کہ جو مجلس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نام پر منعقد کی گئی ہو وہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام حاضر ہوتے ہیں (حضرت یسوع فرماتے ہیں) کیونکہ جہاں دو یا تین میرے نام پر اکھٹے ہوں وہاں

میں اُن کے بیچ میں ہوں۔(انجیل متی باب ۱۸ آیت نمبر ۲۰)

قارئین محترم: مخلوق کو ہر جگہ حاضر و ناظر سمجھنا یہ عیسائیوں کا عقیدہ ہے مسلمانوں کا ہر گز نہیں لیکن شریعت اسلامیہ کی رُو سے ہر جگہ حاضر و ناظر اور ہر جگہ موجود صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کی ذات کا خاصہ ہے اور ہر جگہ موجود ہونا یہ صرف حق تعالیٰ ہی کی شان ہے اور مخلوق میں یہ صفت ہر گز نہیں پائی جاتی کیونکہ ولی کامل حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دیوان باہو میں بھی ایسے ہی ارشاد فرمایا ہے اسکو بھی پڑھ لیجئے اور بریلوی عقیدہ پر نظر کیجئے کہ کون قرآن و حدیث اور اولیاء اللہ کی تعلیمات کا انکار کر رہا ہے۔

ولی کامل حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا فرمان

یقین دانم دریں عالم کہ لا معبود الا ھو

ولا موجود فی الکونین ولا مقصود الا ھو

نال یقین کمال مکمل ایہہ گل ثابت ہوئی

دوہیں جہانیں حاضر ناظر اللہ باجھ نہ کوئی

(دیوان باہو مترجم پنجابی صفحہ ۱ مطبوعہ لاہور ایڈیشن نمبر ۱۳)

ولی کامل حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے مزید ڈانٹ ڈپٹ کر فرمایا

کہ لا مقصود فی الدارین مارا

ھو اللہ احد موجود بس یارا

کیوں جو دوہیں جہانیں سانوں مقصد دیون ہارا

اُوہو اِکو حاضر و ناظر نہ کر شور کوکارا

(دیوان باہو مترجم پنجابی صفحہ ۱۴ مطبوعہ لاہور ایڈیشن نمبر ۱۳)

رضا خانی بریلویوں کے لئے یہ ایک لمحہ فکر یہ ہے کہ ولی کامل حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ اپ
دیوان باہو پنجابی میں واضح فرما رہے ہیں کہ ہر جگہ حاضر و ناظر اور ہر جگہ موجود صرف اللہ تعالی کی ذات
پاک ہے۔ اور اللہ تعالی کے سوا یہ صفت کسی کو حاصل نہیں اور مخلوق کو ہر جگہ حاضر و ناظر اور ہر جگہ موجود ما
کا شور و غل یعنی کہ شور کو کرامت کر و لیکن ہم بریلوی عقائد پر حیران ہیں کہ کس جرأت اور دلیری سے قرآن
و حدیث اور تعلیمات اولیاء کو پس پشت ڈال رہے ہیں۔

ولی کامل حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ پھر ایک بار اسلامی عقیدہ کی دعوت عام دے رہے ہیں
ذرا توجہ فرمایئے اور ولی کامل کا اسلامی عقیدہ اپنایئے خواہ مخواہ اپنی جہالت کی بنا پر تعلیمات اولیاء کے منکر نہ ہو جاؤ
دن قیامت کا قریب ہے قبر و حشر کا نقشہ سامنے رکھو اور آنکھیں بند ہونے کے بعد سب کچھ بہت جلد نظر
آجائیگا بس قرآن و حدیث پر عمل کرتے ہوئے ولی کامل کی بات مان لو اور اپنے ذاتی خیالات باطلہ کو ترک
کردو۔

ولی کامل کا ارشاد حق

واحد لا یزال حق موجود

غیر او خلق راچہ خواہی یار

ہر تھاں حاضر ناظر قائم دائم ذات الٰہی

اس بن نہ پچھ غیراں کولوں مت ہوئے گمراہی

(دیوان باہو پنجابی مترجم صفحہ ۳۲ مطبوعہ لاہور ایڈیشن نمبر ۱۳)

ولی کامل حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے واضح طور پر ارشاد فرمادیا کہ ہر جگہ حاضر و ناظر اور ہر
جگہ موجود قائم اور دائم صرف اللہ تعالی کی ذات پاک ہے اس کے علاوہ عقیدہ گمراہی ہے یعنی کہ مخلوق کو ہر

کو حاضر و ناظر اور ہر جگہ موجود ماننا گمراہی ہے حق تعالیٰ ہر مسلمان کو قرآن وحدیث اور تعلیمات اولیاء
اللہ پڑھنے کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین۔
کیونکہ اولیاء اللہ نے ہمیشہ اسلامی عقائد کی تعلیم دی ہے اب بریلویوں کی مرضی ہے کہ اولیاء اللہ کی
تعلیمات پر عمل کرتے ہیں یا یہ کہ اپنی من مانی کرتے ہیں جیسا کہ ولی کامل سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ
نے مقام پر اسلامی عقیدے کی تعلیم دی ہے جیسا کہ اپنے دیوان باہو پنجابی میں ارشاد فرمایا ہے ملاحظہ فرمائیں:

ولی کامل کا اسلامی عقیدہ

حق تعالی بالیقین حاضر نگر ☆ چند از دوری خوری خون جگر

حاضر نال یقین پچھانی ذات خداوند تائیں

ڈور ڈوراڑا سمجھ جنہاں نوں خون جگر نہ کھائیں

(دیوان باھو پنجابی مترجم صفحہ ۲۰۔ ایڈیشن نمبر ۱۳ مطبوعہ لاہور)

رضاخانی بریلویو اب تو اپنے عقائد درست کرلیں کہ ولی کامل حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ بڑی و
ضاحت سے بار بار ارشاد فرمارہے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے سوا کسی کو ہر جگہ حاضر و ناظر اور ہر جگہ
موجود نہ مانیں۔ اور ہر جگہ حاضر و ناظر اور ہر جگہ مخلوق کو حاضر و ناظر اور موجود ماننے کا شور وغل اور شور کو کار
ست کریں اب بریلوی عقائد والے سوچیں اور سمجھیں کہ ہم کس قدر اسلامی عقائد سے دور ہوتے جارہے
ہیں اور ولی کامل حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کن عقائد اسلامیہ کی تعلیم عام دے رہے ہیں ذرا توجہ
تو فرمائیے اور اپنے عقائد کی اصلاح تو کرلیجیے۔

حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کا اللہ تعالیٰ کے بارے میں حاضر و ناظر ہونے کا اسلامی عقیدہ

الا اَے یار شوقانی گو ثالث مگو ثانی
ہو الواحد ہو المقصود لا موجود الا ہو

ائے دل چپ کر ہو کے فانی نہ پڑھ ثالث ثانی
اکو اوہ مقصود دلاں دا حاضر ناظر جانی

(دیوان باہو پنجابی مترجم صفحہ ۲۔ایڈیشن نمبر ۱۳۔مطبوعہ لاہور)

ولی کامل حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے اسلامی عقیدے کا برملایوں اظہار فرمایا کہ ہر جگہ حاضر وناظر اور ہر جگہ موجود اور دلاں دا مقصود صرف اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو ہر جگہ حاضر وناظر اور ہر جگہ موجود سمجھو لیکن بریلوی عقائد رکھنے والوں پر یہ بات بہت بڑی پریشانی کا باعث ہے کہ وہ اولیاء اللہ کے بتائے ہوئے عقائد اسلامیہ کے مقابل میں اپنے رسم ورواج پر مبنی غلط عقائد چھوڑنے کو ہرگز تیار نہیں ہیں کیونکہ پیٹ کا تمام دھندا آنا فانا ختم ہو جائے گا اور پھر عوام الناس ناراض ہو جائیں گے ان سے پوچھیں گے کہ تم ہمیں قرآن وحدیث اور تعلیمات اولیاء اللہ سے دور کر کے کس قدر اندھیرے کی طرف لیجا رہے ہو بس بریلوی غیر شرعی عقائد پر آئے دن نئے نئے غلاف چڑھاتے رہتے ہیں۔لیکن پھر بھی علماء اہلسنت دیوبند انکی خوب نقاب کشائی کر کے اسلامی عقائد کی برملا تعلیم دے رہے ہیں اور عوام الناس کو دن رات کی وعظ ونصیحت سے یہ بات بتلا رہے ہیں کہ اسلامی عقائد اور ہیں اور بریلوی عقائد اور ہیں اور اگر دنیا میں اور قبر وحشر میں کامیاب ہونا چاہتے ہو تو پھر بریلوی عقائد کو چھوڑ دیں اور اسلامی عقائد پر پوری طرح کاربند ہو جائیں اور رسم رواج اور بدعات واختراعات کو چھوڑ دیں اور قرآن وسنت کو اپنا لیں اور اپنا اوڑھنا بچھونا ہی قرآن وسنت بنالیں بس یہی کامیابی اور یہی توشہ آخرت

ہے اور اسی پر کمر بند ہو جائیں ۔ کیونکہ بریلوی عقائد میں تو وسعت ہی وسعت ہے جیسا چاہیں عقیدہ اپنالیں ۔
لیکن شریعت اسلامیہ میں یقیناً پابندی ہے اور اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے عقائد میں پابندی
ہرگز نہیں جیسے چاہیں عقائد رکھیں ۔ لیکن اعلیٰ حضرت بریلوی کے مذہب کو ہرگز نہ بھولیں اور ہرگز نہ چھوڑیں اعلیٰ
حضرت بریلوی کا مذہب جو ان کے فتاوی رضویہ میں بھی موجود ہے چنانچہ اسے بھی ملاحظہ فرمالیں تاکہ آپ
پر عقائد کی وسعت اور بھی واضح ہو جائے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی کے مذہب میں کس قدر سہولت ہے اور کس
قدر وسعت ظرفی ہے چنانچہ فتاوی رضویہ کا حوالہ پڑھیئے پھر غور وفکر کیجئے کہ بریلوی عقائد والے کس طرف خود بھی
اور عوام الناس کو بھی لیجار ہے ہیں لہٰذا خدا تعالی کی ذات پاک کے بارے میں بریلوی عقیدہ پڑھیئے ۔

توحید خدا اور عقیدہ احمد رضا بریلوی

نصاری صراحۃً تثلیث کے قائل ہیں مگر تاویل کے ساتھ لہٰذا شرع مطہر نے انہیں مشرک نہ ٹھہرایا اور ان
کے اور مشرکوں کے احکام میں فرق فرمایا۔

(فتاوی رضویہ صفحہ ۷۸۴ ۔ مطبوعہ مکتبہ علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد)

یہی تو وہ بریلوی عقائد ہیں کہ جنکی وجہ سے مولوی احمد رضا خان بریلوی مشہور ہوئے ہیں حالانکہ نصاری
کے بارے میں قرآن مجید کا واضح ارشاد ہے کہ۔

لقد کفر الذین قالوا ان اللّٰہ ھو المسیح ابن مریم. (سورۃ المائدۃ آیت نمبر ۲۷ پارہ نمبر ۶)

(ترجمہ) بیشک کافر ہوئے وہ جنہوں نے کہا کہ اللہ مسیح بن مریم ہی ہے۔

لقد کفر الذین قالوا اِنَّ اللّٰہَ ثَالِثُ ثَلٰثَۃٍ وَمَا مِنْ اِلٰہٍ اِلَّا اِلٰہٌ وَّاحِدٌ. (پارہ نمبر ۶ سورۃ المائدۃ آیت نمبر ۷۳)

(ترجمہ) بے شک وہ لوگ بھی کافر ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ تین میں کا ایک ہے حالانکہ بجز ایک معبود کے
اور کوئی معبود نہیں۔

لہٰذا بریلوی استخارہ کر کے اپنے پیشوا سے پوچھلیں کہ پھر کتنے خداؤں کے ماننے والا مشرک ہوتا ہے۔

بریلوی عقائد والے اپنے پیشوا مولوی احمد رضا خان بریلوی کے فتویٰ کو پڑھیں اور پھر قرآن مجید کے ارشاد کو بھی پڑھیں تو پھر فیصلہ کریں کہ آپ کے اعلیٰ حضرت بریلوی آپکو کس سمت لیجانے کے چکر میں ہیں فیصلہ آپکے ہاتھ میں ہے۔ وہ سمت ہم آپکو بتائے دیتے ہیں کہ اعلیٰ حضرت بریلوی آپکو ایک ایسی سمت کی طرف لیجانے کی سعی کر رہے ہیں وہ راستہ ایک بریلوی نے اپنے مرشد اور پیشوا کے فیضان سے متعین کر دیا ہے اور بڑی وضاحت سے بیان کیا ہے کہ اللہ ہی لات منات ہے یعنی کہ لات منات مشرکین مکہ کے بتوں کے نام ہیں۔ چنانچہ مولوی محمد یار گڑھی والے بریلوی اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے بارے میں یوں لب کشائی فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

شان خدا اور بریلوی توحید

ہیوں دلبر دے باندر درد ے ایہا ذات صفات
بلبلؓ ہاسے گل تھیاسے اللّٰہے لات منات

(دیوان محمدی موسوم بہ انوار فریدی صفحہ ۱۵۶ طبع اول مطبوعہ ہمدرد پرنٹنگ پریس پرانی سبزی منڈی روڈ ملتان شہر)

اللہ تعالیٰ انکو دین اسلام کی سمجھ عطا فرمائے آمین۔ مندرجہ بالا شعر میں رضا خانی بریلوی محمد یار گڑھی والے نے مسلمانوں کو اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کے بارے میں یہ تاثر دینے کی خلاف شرع حرکت کی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو لات منات بھی کہہ سکتے ہیں حالانکہ یہ سراسر کفر و حرام ہے اور ہر مسلمان اس بات سے بخوبی واقف ہے کہ لات و منات مشرکین مکہ کے بتوں کے نام تھے اور بتوں کے ناموں کو حق تعالیٰ جل جلالہ کے ذات پاک کے ساتھ نسبت کرنا شریعت اسلامیہ کی رُو سے کفر اور صریح شرک ہے۔

قارئین ذی وقار! آپ اس عقیدے سے بریلوی مولویوں کی خدا تعالیٰ کی ذات پاک کے بارے میں عقیدت اور محبت کا بخوبی اندازہ کر لیں کہ یہ لوگ کس قدر خدا کے حریف ہیں اور دوسرا عقیدہ مندرجہ بالا شعر میں یہ بھی لکھا ہوا ہے کہ بلبل کے لفظ پر۔ رض۔ جو کہ رضی اللہ عنہ کا مخفف ہے واضح طور پر لکھا ہوا ہے جو کہ علامت ہے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی جیسا کہ قرآن مجید میں ارشاد خداوندی ہے:

لقد رضی اللہ عن المؤمنين اذ يبايعونک تحت الشجرة. (سورۃ الفتح آیت نمبر ۱۸ پارہ نمبر ۲۶)

(ترجمہ) بیشک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے جب وہ درخت کے نیچے تمھاری بیعت کرتے تھے۔
اور حق تعالی جل جلالہ نے رضی اللہ عنہ کا پاکیزہ لقب کامل اکمل ایمان والے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم
کو قرار دیا ہے اور رضا خانی بریلوی نے یہ پاکیزہ لقب ایک شخص جس کا لقب ہے ''بلبل'' کو الاٹ کر دیا ہے
اس سے انکی صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے عقیدت اور محبت کا بھی اندازہ کر لیں کہ یہ لوگ شریعت اسلامیہ کے
تقریبا ہر مسئلہ میں بالکل اُلٹی چال چل رہے ہیں شریعت اسلامیہ جو کہ سیدھا جنت میں جانے کا راستہ ہے
اس پر صحیح طور پر چلنا ہر بریلوی کے لئے بہت بڑا مسئلہ ہے کیونکہ جنکی تمام زندگی رسم ورواج اور اپنی من مانی
حرکات میں گذری ہو وہ کیسے شریعت اسلامیہ کے قوانین کی پابندی کر سکتے ہیں اور یہ بریلوی لوگ سب
یادگار وصایا شریف ہیں۔ رضا خانی مؤلف مولوی غلام مہر علی بریلوی تو بس علماء اہلسنت دیوبند پر خواہ مخواہ
بے بنیاد الزامات کی بھر مار کرنے کے سوا اپنے بریلوی عقیدے کی کتب کے بارے کچھ بھی نہیں جانتے کہ
ہمارے بریلوی تو اپنے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کو بڑی جرأت اور وسیع الظرفی سے
برملا خدا مان رہے ہیں لیکن اس مولوی رضا خانی مؤلف کو تو اپنے گھر کی بھی خبر نہیں کہ ہمارے بریلویوں نے
اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کو عامۃ المسلمین کے سامنے کیا بنا کر پیش کیا ہے اور کیا مقام دینا چاہتے ہیں۔
اور ایک امتی کو خدا کے مقام پر بٹھانا اور مقام الوہیت سونپ دینا یہ کوئی عقل مندی اور فراست کی بات نہیں
بلکہ خدا کے عذاب کو قبول کرنے کی دلیل ہے تو بریلوی مولویوں نے مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ
نغمۃ الروح صفحہ ۴۳، مقام اشاعت رضوی کتب خانہ بہاری پور بریلی کی کتاب کا عکس بمع صفحہ ٹائٹل ملاحظہ
فرمائیے کہ جسمیں واضح طور پر مولوی احمد رضا خان بریلوی کو خدا تسلیم کیا ہے۔ **العیاذ باللہ**
چنانچہ اعلیٰ حضرت بریلوی کے بارے میں ان کے متبعین ومقلدین نے اپنے جذبہ رضا خانی کا بایں
الفاظ برملا اظہار کیا ہے۔ لہٰذا مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح کے صفحہ ۴۳ کا شعر ملاحظہ فرمائیں:

یہ دُعا ہے یہ دُعا ہے یہ دُعا
تیرا اور سب کا خُدا احمد رضا

نوٹ: جس رسالہ میں مندرجہ بالا شعر موجود ہے اس رسالے کا صفحہ اور ٹائٹل کے صفحہ کا عکس بھی ملاحظہ ہو۔

مکہ والوں نے شہا احمد رضا	مانتے ہیں طیبہ والے بھی امام	آپ کا وہ مرتبہ احمد رضا
سید فرد امام کا لقب	تم کو کعبہ سے ملا احمد رضا	

طیبہ

رجز

تیرا جھنڈا گڑ گیا احمد رضا
جب ترا نیزہ اٹھا احمد رضا
نجدیوں کے خون کے دریا بہے
مانتے لوہا ترا احمد رضا
دیوبندی نیچری ندوی سبھی
تیرا لکھنا سچ ہوا احمد رضا
اور شاعر ہیں اگر تو بحرِ علم
تم ہی سے سیکھا پڑھا احمد رضا
اس کے آگے ساری شمعیں ماند تھیں
کوئی تجھ سا کب ہوا احمد رضا
تیرا ہمسر زیرِ قدرت ہے مگر
تیرا اور سب کا خدا احمد رضا
جو مدد فرمائے دینِ پاک کی
کوئی بھی ایسا ہوا احمد رضا
تو حدیث و فقہ میں یکتا امام
جو ہے تیرا مرتبہ احمد رضا
تو نہیں جزری سے کم تجوید میں

تیرا سکہ جم گیا احمد رضا
سرکشوں کے سر ترے آگے جھکے
تیرا تیغ جب اٹھا احمد رضا
سب کے لوہے ایکدم ٹھنڈے پڑے
پڑھتے ہیں کلمہ ترا احمد رضا
اک جہاں ہے تشنہ تو دریائے فیض
ملتجی سب ۔ ملتجے احمد رضا
تیرے آگے منتہی بھی مبتدی
جب چلا اکا ترا احمد رضا
اس کا ہمسر تحتِ قدرت بھی نہیں
ہم زماں ہرگز نہ تھا احمد رضا
تیری نسلِ پاک سے پیدا کرے
جیسی تو نے کی شہا احمد رضا
بلکہ اس سے بھی زیادہ بے عدد
اور مفسر طبری سا احمد رضا
ہے اصولِ فقہ میں پایا ترا
میں کہوں گا برملا احمد رضا

تیرے اعدا خوف سے تھرا گئے
تو مظفر دائما احمد رضا
تھانوی نانوتوی گنگوہی نے
گرم جولاں جب ہوا احمد رضا
گاندھوی بھی ان کی کہنے لگے
ہر کوئی پیاسا ترا احمد رضا
اور سب شاگرد ۔ تم استاذ ہو
سب کا ہے تو منتہی احمد رضا
تیرا ہمسر کیسے ہو سکتا کوئی
جس کا نائب تو ہوا احمد رضا
یہ دعا ہے یہ دعا ہے یہ دعا
کوئی ہم رتبہ ترا احمد رضا
تم مصنف پانچ سو تصنیف کے
تیری تصنیفات کا احمد رضا
بلکہ طبری کا بھی وہ رتبہ نہیں
ابن حاجب سے سوا احمد رضا
مرد میدان مغازی و رجال

عقیدہ حاضر و ناظر اور نئی تحقیق

حق تعالیٰ کا قرآن مجید تو برملا اس عقیدے کا اظہار کر رہا ہے کہ ہر جگہ موجود صرف خدا تعالیٰ کی ذات پاک ہے اور ولی کامل حضرت سخی سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ نے بھی بار بار اسی عقیدۂ حق کی تعلیم دی ہے کہ ہر جگہ حاضر و ناظر اور ہر جگہ موجود صرف خدا تعالیٰ کی ذات پاک ہے اور بریلوی اس کے برعکس عقیدے کی تعلیم دے رہے ہیں لہٰذا مولوی احمد سعید کاظمی بریلوی ملتانی بھی ارشاد فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

لفظ حاضر اپنے حقیقی لغوی معنی کے اعتبار سے اللہ تعالیٰ کی شان کے ہرگز لائق نہیں کیونکہ اللہ تعالیٰ شہروں اور بستیوں میں رہنے اور قبیلہ ہونے سے پاک ہے جتنے معانی لفظ حاضر کے منقول ہوئے اللہ تعالیٰ ان سب سے منزہ و مبرا ہے۔ (تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر صفحہ ۴۔ مطبوعہ لاہور)

جب حاضر و ناظر کے اصلی معنی سے اللہ تعالیٰ کا پاک ہونا واجب ہے تو ان لفظوں کا اطلاق بغیر تاویل کے ذات باری تعالیٰ پر کیونکر ہو سکتا ہے یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسماء حسنیٰ میں حاضر و ناظر کوئی نام نہیں اور قرآن و حدیث میں کسی جگہ حاضر و ناظر کا لفظ ذات باری تعالیٰ کے لئے وارد نہیں ہوا نہ سلف صالحین نے اللہ تعالیٰ کے لیے یہ لفظ بولا کوئی شخص قیامت تک ثابت نہیں کر سکتا کہ صحابہ کرام یا تابعین یا ائمہ مجتہدین نے کبھی اللہ تعالیٰ کے لیے حاضر و ناظر کا لفظ استعمال کیا ہو اور اسی لیئے متاخرین کے زمانہ میں بعض لوگوں نے اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا شروع کیا تو اس دور کے علماء نے اس پر انکار کیا بلکہ بعض علماء نے اس اطلاق کو کفر قرار دیدیا۔ (تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر صفحہ ۶۔ مطبوعہ لاہور)

اس کے بعد مولوی احمد سعید کاظمی ملتانی بریلوی اپنی روشن تحقیق کو مزید آگے بڑھاتے ہوئے فیصلہ فرما رہے ہیں کہ:۔

تحقیق سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ بغیر تاویل کے اللہ تعالیٰ کو حاضر و ناظر کہنا قطعاً جائز نہیں۔

(تسکین الخواطر فی مسئلۃ الحاضر والناظر صفحہ ۷۔ مطبوعہ لاہور)

قارئین کرام! رضا خانی مولوی احمد سعید کاظمی ملتانی بریلوی کے خلاف شرع عقیدے کے مقابلہ میں اسلامی عقیدہ بھی ملاحظہ فرمالیں کہ اسلامی عقیدہ اور ہے اور بریلوی عقیدہ اور ہے، رضا خانی بریلوی عقائد میں اس قدر وسعت ظرفی پائی جاتی ہے کہ عام لوگ عقائد اسلام چھوڑ کر بریلوی عقائد پر گامزن ہوتے جارہے ہیں کیونکہ رضا خانی بریلوی عقائد اپنانے میں بیشمار سہولتیں موجود ہیں اور اسلامی عقائد اپنانے میں بہت بڑا مجاہدہ کرنا پڑتا ہے اور یہ فرقہ مجاہدے سے بالکل بے پرواہ اور بے نیاز ہے۔ لہٰذا رضا خانی پیر ہو یا رضا خانی بریلوی مولوی ہو سب کا طریقہ واردات ایک ہی ہے جو چپکے چپکے اپنے متبعین کو خلاف شرع وظائف اور مذہب اسلام سے متصادم ومتضاد ذکر واذکار کے نئے نئے طریقہ ایجاد کر کے بتاتے رہتے ہیں تاکہ سادہ لوح انسان رحمت خداوندی سے انکی طرح یقیناً دور سے دور ہوتے چلے جائیں جسکا ثبوت ملاحظہ فرمایئے کہ یہ فرقہ بریلوی معلوم نہیں کہ مسلمانوں کے ساتھ کیا کرنا چاہتا ہے اور مذہب اسلام کے خلاف ان کے عزائم کس قدر کینسر کی طرح خطرناک ومضر ہیں۔

(۱) پھلی بات: فریق مخالف کو جب پبلک بحث اور مباحثہ کیلئے میدان میں لاکھڑا کرتی ہے تو ان کے علماء حق پرستوں کے دلائل وبراھین کی تاب نہ لاتے ہوئے مجلس مناظرہ کو درہم برہم کرنے اور اپنی جان چھڑانے کی بے شمار راہیں اختیار کرتے ہیں اور کبھی اہل حق کے مناظر کی تقریر میں شوروغل مچاتے ہیں اور کبھی شکست فاش کھا کر بھی کامیابی کے ترانے گانے لگتے ہیں تاکہ عوام الناس کے دلوں سے ان کی سیادت ختم نہ ہوجائے لیکن ان بیہودہ باتوں سے کیا حاصل؟ پبلک خود ہی دودھ کا دودھ اور پانی کا پانی بخوبی سمجھ لیتی ہے۔ مسئلہ حاضروناظر میں بھی فریق مخالف کے مناظر مناظرہ میں یوں جان چھڑانے کی کوشش کرتے ہیں کہ حاضروناظر تو خدا تعالی کی صفت ہی نہیں ہوسکتی لہٰذا اس میں کسی اور کو شریک ماننا شرک کیسے ہوا؟ بلکہ حاضروناظر تو مخلوق کی صفت ہے اور خصوصاً حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعویٰ کی یہ دلیل پیش کرتے ہیں کہ اول تو اللہ تعالی کے ننانوے نام ہیں ان میں حاضروناظر کا کوئی نام نہیں آتا دوسر

ے حاضر اس کو کہتے ہیں جو پہلے نہ ہو اور پھر آ جائے اور یہ معنی تو اللہ کی شان کے لائق ہی نہیں اور ناظر
کو کہتے ہیں جو اپنی آنکھوں سے دیکھے۔ جب اللہ تعالیٰ کی جسمانی آنکھیں ہی نہیں تو وہ ناظر کیسے ہوا؟

بلکہ حاضر و ناظر تو جناب حضرت محمد رسول اللہ ﷺ اور دیگر بزرگان دینؒ تھے جو پہلے نہ تھے اور پھر
میں تشریف لے آئے اور اپنی حسی اور جسمانی آنکھوں سے دیکھا بھی کرتے تھے، لہٰذا یہی حاضر و ناظر
ٹھہرے۔ بلکہ مفتی احمد یار خاں صاحب تو لکھتے ہیں کہ ہر جگہ حاضر و ناظر ہونا خدا کی صفت ہرگز نہیں
خدائے پاک جگہ اور مکان سے پاک ہے۔ الی ان قال خدا کو ہر جگہ میں ماننا بے دینی ہے ہر جگہ میں ہونا
رسول خدا ہی کی شان ہے (جاء الحق وزھق الباطل صفحہ: ۱۵۳) یہ ہے فریق مخالف کی منطق یا مجموعہ
مغالطہ میں نے ان کی دلیل عرض کر دی ہے کیونکہ۔

مری ضد سے ہوا ہے مہربان دوست ☆ مرے احسان ہیں دشمن پر ہزاروں

محترم قارئین کرام اب ملاحظہ فرمائیے کہ صحیح دلائل کے سیل رواں میں یہ کاغذ کی کشتی کس طرح ڈوبتی ہے۔

جواب اول: اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالیٰ جگہ اور مکان کا محتاج نہیں ہے اور اس کے مشہور
و معروف نام ۹۹ ہیں لیکن کیا ان ناموں کے علاوہ اور نام خدا تعالیٰ کے نہیں؟ اگر فریق مخالف کو عرسوں
اور ختموں سے فرصت نہیں مل سکی تا کہ وہ کتابوں کی طرف رجوع کر سکے تو آیئے میں آپ کو صرف چند حوالے
بتلاتا ہوں۔

علامہ نوویؒ شرح مسلم شریف جلد دوم صفحہ ۳۲۲، میں، اور علامہ خازنؒ تفسیر جلد دوم صفحہ: ۲۶۴، میں
رقمطراز ہیں کہ:

تمام علماء کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے سب نام صرف یہی ننانوے نہیں ہیں بلکہ ان کے علاوہ اور بھی
ہیں (اسی کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں) کہ امام ابوبکر ابن العربیؒ نے اللہ تعالیٰ کے ایک ہزار نام جمع کئے
ہیں۔ پھر صاف لکھا ہے "وھذا قلیل" "یہ بھی ابھی تھوڑے ہیں۔ امام رازیؒ لکھتے ہیں کہ علماء کے نزدیک

ایک ہزار ایک (۱۰۰۱) نام اللہ تعالیٰ کے مشہور و معروف ہیں جو کتاب و سنت میں پائے جاتے ہیں۔

(تفسیر کبیر مقدمہ ج ا صفحہ: ۳)

حافظ ابن کثیرؒ نقل کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے پانچ ہزار وہ نام ہیں جو قرآن کریم، صحیح حدیث اور سابق آسمانی کتابوں میں نازل کئے گئے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر جلد ا صفحہ: ۱۹)

جب تمام علماء اسلام کا اتفاق ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نام انہی ننانوے ناموں میں منحصر نہیں تو انکا یہ سوال کہ ہمیں ان ناموں میں حاضر و ناظر کے نام نہیں مل سکے باطل ہے۔

تجھ کو کرنے ہیں ہزاروں دشت طے ☆ مضطرب کیوں پہلی ہی منزل میں ہے

جواب دوم: چلئے ہم دو منٹ کیلئے یہ تسلیم کر لیتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے صرف یہی ننانوے نام ہیں لیکن یہ تو فرمایئے کہ کیا ان ناموں میں سے کسی نام کا عربی وغیرہ زبان میں سہولت اور آسانی کیلئے ترجمہ بھی کیا جا سکتا ہے یا نہیں؟ اگر آپ کا جواب نفی میں ہے تو فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ کو خدا کہنا جائز ہے یا نہیں؟

اگر آپ یوں لب کشائی فرمائیں کہ خدا کہنا جائز ہے تو کیا ہم یہ سوال کر سکتے ہیں کہ ان ننانوے ناموں میں تو: خ۔ د۔ ا۔ (یعنی خدا) کوئی نام نہیں آیا۔ پھر یہ جائز کیسے ہو گیا؟ یہی تو آپ کہیں گے کہ یا مالک یا رب وغیرہ کا فارسی یا کسی اور زبان میں ترجمہ ہے یعنی عربی زبان میں مالک فارسی زبان میں خدا۔ اسی طرح آپ یہاں بھی سمجھ لیجیئے کہ ان ننانوے ناموں میں سے کسی کا ترجمہ شاید حاضر و ناظر ہو۔ کیا یہ احتمال ہی ہے؟

نہیں بلکہ آپ ذرا بین السطور مشکوۃ شریف ج ا صفحہ: ۱۹۹، اصح المطابع نکال کر دیکھیں کہ الشہید کا معنی لکھا ہے الحاضر اور مشہور لغت اور ڈکشنری صراح صفحہ: ۱۳۴، میں لکھا ہے شہید، حاضر و گواہ۔

اسی طرح بصیر کا معنی یہ کیا ہے کہ بینا دیکھنے والا یعنی ناظر۔ دیکھو صراح صفحہ: ۱۶۰۔ اب فرمایئے کہ اللہ تعالیٰ شہید اور بصیر بھی ہے یا نہیں؟ اور کیا شہید کا معنی حاضر اور بصیر کا معنی بینا یعنی ناظر درست ہے یا نہیں؟

ہمارا اور فریق ثانی کا منصف اور حاکم صرف خدا ہی ہے کیا خوب کہا گیا ہے ۔

خدا دانا بینا ہے ہر نیک و بد کا

اب آپ اپنی توپ کا دہانہ شراح حدیث اور آئمۂ لغت کی طرف پھیر دیجیئے کہ تم نے شہید کا معنی حاضر کیوں کیا؟ حاضر تو ہماری خانہ ساز منطق کی رو سے صرف وہی ہوسکتا ہے جو پہلے نہ ہو اور پھر آجائے۔

اور ہوں گے جو کہیں ان کی جفائیں بے محل ☆ ہم کسی کا غمزۂ بیجا اٹھا سکتے نہیں

باقی رہا یہ سوال کہ جب شہید کا معنی ہے حاضر تو یہ لفظ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کی امت پر بھی بولا گیا ہے لہٰذا وہ بھی حاضر ہونگے تو اسکا مفصل جواب آئندہ آپ کو ملے گا انشاء اللہ العزیز۔

جواب سوم: فریق مخالف کا یہ بھی کہنا ہے کہ ناظر وہی ہوسکتا ہے جو جسمانی آنکھوں سے دیکھے اس لئے اس قاعدہ کو سامنے رکھ کر ہم ان کا علمی اور تحقیقی شکریہ بجالائیں گے کہ ہمیں ذیل کی آیات اور احادیث کا مطلب سمجھا دیں:

(۱) قرآن کریم میں حضرت موسیٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کا وہ واقعہ اور قصہ جسمیں انہوں نے اپنی قوم کو تسلی دیتے ہوئے ارشاد فرمایا تھا ان الفاظ سے بیان کیا گیا ہے:۔

قال عسی ربکم ان یھلک عدوکم ویستخلفکم فی الارض فینظر کیف تعملون.

(پارہ ۹ رکوع ۵ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۳)

(ترجمہ) کہا نزدیک ہے کہ تمہارا رب ہلاک کردے تمہارے دشمن کو اور تمہیں زمین کا خلیفہ بنادے پھر وہ نظر کرے تم کیسا کام کرتے ہو۔

اگر نظر کرنا اسی کا کام ہے جو جسمانی آنکھیں رکھتا ہوں تو بتلایئے کہ اس آیت میں فینظر (یعنی خدا نظر کرے) کے کیا معنی ہوئے۔ ارشاد تو فرمایئے دیدہ باید۔

(۲) اللہ تعالیٰ ایک دوسرے مقام پر ارشا فرماتا ہے:

ثم جعلناکم خلٓئف فی الارض من بعدھم لننظر کیف تعملون. (پ۱۱سورہ یونس)

(ترجمہ) پھر تم کو ہم نے نائب کیا زمین میں ان کے بعد کہ نظر کریں تم کیا کرتے ہو (اس آیت میں بھی لننظر کا لفظ موجود ہے)۔

(۳) مسند طیالسی صفحہ:۲۸۶ میں ایک طویل حدیث کے ضمن میں یہ جملہ بھی ہے:۔

ان اللہ مستخلفکم فیھا فینظر کیف تعملون.

(ترجمہ) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:۔ کہ اللہ تعالی تمہیں زمین کا خلیفہ بنائے گا پھر نظر کرے گا تم کیا کام کرتے ہو۔

(۴) صحیح مسلم ج۲ صفحہ:۳۸۵۔اور مشکوۃ کی ایک طویل حدیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ان اللہ نظر الی اھل الارض فمقتھم عربھم وعجمھم الا بقایا من اھل الکتاب. (الحدیث)

(ترجمہ) بیشک اللہ تعالی نے زمین والوں پر نظر کی اور دیکھا تو تمام عرب وعجم والوں پر ناراض ہوا مگر اہل کتاب میں کچھ آدمی اللہ تعالی کی ناراضگی سے بچ گئے۔

ایک حدیث میں یوں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

ان اللہ لا ینظر الی صورکم ولکن ینظر الی اعمالکم.

(مسلم ج۲ صفحہ:۳۱۷۔ ومشکوۃ ج۲ صفحہ:۴۵۴، والجامع الصغیر ج۱ صفحہ:۷۴)

(ترجمہ) بیشک اللہ تعالی تمہاری صورتوں کو نہیں دیکھتا (بایں طور کہ کون خوبصورت اور کون بدشکل ہے) لیکن تمہارے اعمال کو وہ دیکھتا ہے۔

ان دونوں حدیثوں میں صاف طور پر مذکور ہے کہ اللہ تعالی نے نظر کی اور نظر کریگا اور دیکھتا ہے لیکن مخالفین کہتے ہیں کہ اللہ تعالی نظر نہیں کرسکتا کیونکہ اس کی جسمانی آنکھیں ہی نہیں اگر آپ کو مذکورہ بالا دلائل سے معلوم ہو چکا ہوگا کہ یہ مخالفین کی قرآن وحدیث سے جہالت اور بغاوت ہے یہ الگ بات ہے کہ

اللہ تعالی اسی طرح نظر کرتا ہے جو اس کی شان کے لائق اور مناسب ہے کیونکہ لیس کمثلہ شیء. لیکن نظر بہر حال وہ کرتا ہے اسی طرح وہ ہر ایک کے ساتھ ہے مگر جس طرح اس کے شان کے شایان ہے وھو معکم این ماکنتم. خدا کی معیت کا انکار کرنا سراسر بے دینی اور قرآن کریم کی قطعی بغاوت ہے اور اہلسنت والجماعت کے مسلمہ ومتفقہ عقیدہ کی صریح خلاف ورزی ہے۔

(۵) بلکہ ترمذی شریف ج ۲ صفحہ ۴۲، ابن ماجہ: ۲۹۷، مستدرک ج ۴ صفحہ: ۵۰۵، اور مشکوۃ شریف صفحہ ۴۳۷، اور الجامع الصغیر ج ا صفحہ: ۶۵ میں یہ جملہ صاف طور پر مذکور ہے۔

ان اللہ مستخلفکم فیھا فناظر کیف تعملون.

(ترجمہ) (آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا) کہ بیشک اللہ تعالی تمہیں زمین کا خلیفہ بنانے والا ہے اور پھر دیکھنے والا ہے کہ تم کیا کرتے ہو۔

اس حدیث میں تو اللہ تعالی کیلئے صاف طور پر ناظر کا لفظ موجود ہے اور یہ بھی ملاحظہ کر لیجئے کہ مولوی سید احمد سعید کاظمی امروہی ثم ملتانی کا یہ بیان بھی دیکھ لیجئے کہ ''اللہ تعالی کے اسماء حسنی میں حاضر و ناظر کوئی نام نہیں اور قرآن حدیث میں کسی جگہ حاضر و ناظر کا لفظ ذات باری کیلئے وارد نہیں ہوا نہ سلف الصالحین نے اللہ تعالی کے لیے یہ لفظ بولا۔ کوئی شخص قیامت تک ثابت نہیں کر سکتا کہ صحابہ کرامؓ یا تابعین یا ائمہ مجتہدین نے کبھی اللہ تعالی کیلئے حاضر و ناظر کا لفظ استعمال کیا ہو۔ (بلفظہ تسکین الخواطر صفحہ ۳)

کاظمی صاحب ہی اپنے دل پر ہاتھ رکھ کر یہ فرمائیں (بشرطیکہ ان کا دل بھی ہو) کہ کیا یہ حدیث نہیں ہے اور کیا اس میں ناظر کا لفظ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ذات باری تعالی کیلئے اطلاق نہیں کیا؟ اور کیا اس حدیث کے پہلے راوی حضرت ابو سعید الخدریؓ صحابی نہیں ہیں جو اس حدیث میں لفظ ناظر کو باری تعالی پر اطلاق کر رہے ہیں؟ اور کیا ابو نضرہؒ تابعی نہیں ہے جو یہ روایت نقل کر رہے ہیں اور کاظمی صاحب کو سوچ کر بتانا ہوگا کہ انہوں نے یہ بے بنیاد اور باطل دعوی کس طرح کر دیا ہے؟

اور اس سے بڑھ کر کاظمی صاحب کا یہ غلط دعوی بھی ملاحظہ کیجیے کہ:

"اور اسی طرح متاخرین کے زمانہ میں جب بعض لوگوں نے اللہ تعالی کو حاضر و ناظر کہنا شروع کیا تو اس دور کے علماء نے ان پر انکار کیا (کس عالم نے انکار کیا اور کب کیا مگر یہ نہ پوچھیئے) بلکہ بعض علماء نے اس اطلاق کو کفر قرار دیدیا (وہ کب اور کس دور میں؟ شاید کاظمی صاحب نے کوئی خواب دیکھا ہوگا)۔

(تسکین الخواطر)

یہ ہے فریق مخالف کا مبلغ علم اور تحقیقی معیار سبحان اللہ تعالی اب مخالفین کو چاہیے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم انکے زعم فاسد کی بنا پر حاضر و ناظر ہیں تو ان سے پوچھ لیں کہ آپ نے اللہ تعالی کیلیئے ناظر کا لفظ کیوں استعمال کیا ہے؟

ایک تو اس لئے کہ ننانوے ناموں میں ہمیں یہ نام مل نہیں سکا اور دوسرے اس لیے کہ انکی جسمانی آنکھیں ہی نہیں ہے تو وہ کیونکر ناظر ہوا۔

ٹوٹ جائے نہ تیغ اے قاتل ☆ سخت جان ہوں ذرا سمجھ کر کھینچ

جواب چہارم: اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

وما کنا غائبین. (پارہ ۸ سورۃ اعراف رکوع ۱)

(ترجمہ) اور نہیں ہیں ہم غائب۔

اور بخاری شریف ج ۲ صفحہ ۶۰۵ اور مسلم شریف ج ۲ صفحہ ۳۴۶ وغیرہ میں یہ حدیث آتی ہے کہ حضرات صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کسی وقت باواز بلند ذکر کررہے تھے مگر آنحضرت ﷺ نے بلند آواز کے ساتھ ذکر کرنے سے ان کو منع کیا اور فرمایا:

انکم لاتدعون اصم ولا غائباً.

(ترجمہ) تم کسی بہرے اور غائب کو نہیں پکار رہے بلکہ تم تو سمیع اور قریب کو پکار رہے ہو (پھر بلند آواز سے

چلانے کا کیا فائدہ)۔

(منقول از تبرید النواظر فی تحقیق الحاضر والناظر صفحہ:۱۴ تا ۱۹۔سن اشاعت ستمبر ۱۹۸۰ء طبع دوم)

لفظ مربی پر رائی کا پہاڑ

رضاخانی مؤلف نے اپنے پیشوا مولوی احمد رضاخان بریلوی کی روح کوخوش کرنے کی خاطر امام المحدثین شیخ المفسرین جامع المعقولات والمنقولات قدوۃ العارفین شیخ الہند حضرت مولنا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کے مرثیہ گنگوہی کے شعر کونقل کرنے میں اور پھر اس پر لایعنی تبصرہ کرتے ہوئے رائی کا پہاڑ بنادیا۔

یہ وہ مرثیہ گنگوہی ہے جو مرثیہ حضرت شیخ الہند مولنا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرشد فقیہ اعظم قطب الاقطاب امام ربانی حضرت مولنا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی وفات کے موقع پر کہا ہے۔

رضاخانی مؤلف نے اپنے بریلوی ذوق کے مطابق مرثیہ گنگوہی کے صفحہ ۱۲ کا شعر مکمل نقل نہیں کیا بلکہ ادھورا نقل کرکے اپنے ذہن کوتسکین دی ہے اب مرثیہ گنگوہی کا خیانت سے نقل کردہ شعر ملاحظہ فرمائیں۔

مرثیہ گنگوہی کے شعر میں خیانت

خدا انکا مربی ہے وہ مربی تھے خلائق کے

(لفظہ دیوبندی مذہب صفحہ ۳۷۔طبع دوم)

قارئین ذی وقار! مندرجہ بالا خیانت حضرت شیخ الہند مولنا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کے مرثیہ کے شعر میں کی گئی ہے اور یہی خیانت پر مبنی حوالہ رضاخانی مؤلف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۷ کے علاوہ ص ۱۰۶ اور صفحہ ۳۵۷ پر بھی نقل کیا ہے رضاخانی مؤلف بریلوی نے خیانت سے نقل کردہ مرثیہ کے شعر پر اپنی طرف سے عالم آخرت سے بے پرواہ ہوکر یہ سرخی قائم کرڈالی ''دیوبندیوں کا خدا''۔

(بلفظہ دیوبندی مذہب طبع دوم صفحہ ۳۷)

قارئین محترم: رضاخانی مؤلف بریلوی نے علماء اہلسنت دیوبند کے مرثیہ کے شعر پر سنگین الزام عائد کیا ہے کہ انہوں نے فقیہ اعظم قطب الاقطاب امام ربانی حضرت مولنا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو مربی خلائق لکھا ہے جو رب العالمین کے ہم معنی ہے جو کہ سراسر غلط ہے۔ رضاخانی بریلوی مؤلف کی تعلیم کو داد دیجیے یہ ہیں وہ کہ جنکو رضاخانی بریلوی اپنا پیر شیخ استاذ مولوی امام خطیب مبلغ وغیرہ مانتے ہیں اور جنکی علمی حالت تو یہ ہے کہ علمی میدان میں بالکل زیرو ہیں کہ جنکو لفظ مربی کے معنی تک معلوم نہیں ہو سکے اور اس نے لفظ مربی کو اپنی محدود سوجھ بوجھ کے مطابق رب العالمین کا ہم معنی سمجھ لیا ہے اور دینی مدارس کے درجہ اولی کے طالب علم بھی لفظ مربی کے معنی بخوبی جانتے ہیں لیکن رضاخانی مؤلف اس مقام کو ہر گز نہ چھو سکے کیونکہ قرآن مجید میں بھی لفظ مربی والدین کے لیئے استعمال ہوا ہے اور سورۂ یوسف میں لفظ رب بادشاہ کے لیئے استعمال ہوا ہے تو اسکا تمہارے پاس کیا جواب ہے بالکل نہیں اور قطعا نہیں اگر رضاخانی مؤلف علماء اہلسنت دیوبند کے مرثیہ کا شعر پورا نقل کرتے تو وہم تک نہ ہوتا آپ علماء اہلسنت دیوبند کے مرثیہ کا پورا مکمل شعر ملاحظہ فرمائیں:

مرثیہ کا پورا اور مکمل شعر

خدا ان کا مربی وہ مربی تھے خلائق کے ☆ میرے مولی میرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

(مرثیہ گنگوہی صفحہ ۱۲)

قارئین کرام! ہم نے آپکو مرثیہ کا پورا اور مکمل شعر پیش کیا ہے کہ جسکو رضاخانی مؤلف نے اپنی سینہ زوری سے شعر کا ایک ٹکڑا تو نقل کر دیا اور ایک ٹکڑا چھوڑ دیا۔ اور اپنی قابلیت کی بنا پر اسکا مطلب اور مفہوم غلط سمجھ بیٹھا تو رضاخانی مؤلف کو ہمارا ابھی ایک مشورہ ہے کہ پرائمری اسکول کے کسی ٹیچر سے دریافت فرمالیجیئے وہ آپکو بتلائینگے کہ اردو محاورات میں لفظ مربی کن کن معنوں میں استعمال ہوتا ہے اور اگر دریافت کرنے سے کوئی عار محسوس ہو تو ہم آپکو اُردو لغت کا ایڈریس بتلا دیتے ہیں دیکھیئے۔ المنجد عربی

اُردو صفحہ ۳۶۷۔ پر لفظ مربی کا معنی لکھا ہوا ہے۔ مہذب بنانا، پرورش کرنا، کسی سے حسن وسلوک کرنا اور نور اللغات ج ۴ صفحہ ۵۱۸۔ پر مرقوم ہے کہ مربی سرپرست کے معنی میں بھی مستعمل ہوتا ہے کاش کہ یہ بھی سوچا ہوتا کہ مربی تربیت سے اسم فاعل کا صیغہ ہے اور اُردو میں والدین کی سرپرستی یا شیخ مرشد کی تعلیم وتادیب کو عام طور پر تربیت کہا جاتا ہے اور قرآن مجید میں بھی یہ محاورہ استعمال ہوا ہے۔

لفظ مربی اور رب قرآن مجید سے ثابت ہے

چنانچہ حق تعالیٰ جل جلالہ کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں:

وقل رب ارحمهما كما ربيٰني صغيرًا. (پارہ نمبر ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۲۴)

(ترجمہ) کہ اے میرے رب تو ان دونوں پر رحم کر جیسا کہ ان دونوں نے مجھے بچپن میں پالا، (یعنی کہ والدین پر)۔

اس آیت کریمہ کے تحت مولوی مفتی احمد یار خاں گجراتی بریلوی نے اپنی تفسیر میں تحریر کیا ہے یعنی کہ عملی طور پر ان سے اچھا برتاؤ کرو اور ان پر خرچ کرنے میں تامل نہ کرو کیونکہ تیری مجبوری کے وقت انہوں نے تجھے پرورش کیا اب انکی مجبوری کے وقت انکی خدمت کر۔ (تفسیر نور العرفان صفحہ ۴۵۳۔ حاشیہ نمبر ۴ طبع اوّل)

تو مولوی مفتی احمد یار خاں گجراتی بریلوی نے بھی كما ربيٰني صغيرًا سے پرورش کرنا ثابت کیا ہے تو رضا خانی مولوی بریلوی نے لفظ مربی کو اپنی قابلیت کے سبب اس سے رب کا ہم معنی مراد لیے کا ڈنکا بجا رہے تھے جو کہ قلت فہم کا نتیجہ ہے۔

قرآن مجید میں لفظ رب بادشاہ کے لیئے استعمال ہوا ہے

چنانچہ آیت کریمہ ملاحظہ فرمائیں:

يصاحبي السجن اما احد كما فيسقي ربه خمرًا. (پارہ نمبر ۱۲ سورۃ یوسف آیت نمبر ۴۱)

(ترجمہ) اے قید خانے کے دونوں ساتھیو تم میں ایک تو اپنے رب (بادشاہ) کو شراب پلائے گا۔

اس آیت کریمہ کے تحت مولوی مفتی احمد یار گجراتی بریلوی تحریر فرماتے ہیں کہ، اس سے معلوم ہوا کہ بندے کو رب کہہ سکتے ہیں یعنی مربی اور پرورش کرنے والا۔ (تفسیر نور العرفان صفحہ ۳۸۲ حاشیہ نمبر ۱۰ طبع اول)

قال ارجع الی ربک فسئله ما بال النسوة الّتی قطعن ایدیهن. (پارہ نمبر ۱۲ سورۃ یوسف آیت نمبر ۵۰)

(ترجمہ) (حضرت یوسف علیہ السلام نے) کہا اپنے رب (بادشاہ) کے پاس پلٹ جا پھر اس سے پوچھ کیا حال ہے ان عورتوں کا جنہوں نے اپنے ہاتھ کاٹے تھے۔

عزیز مصر کے لیئے قرآن مجید میں لفظ رب استعمال ہوا ہے

چنانچہ آیت کریمہ ملاحظہ فرمائیں:

انه ربی احسن مثوای انه لایفلح الظّلمون. (پارہ نمبر ۱۲ سورۃ یوسف آیت نمبر ۲۳)

(ترجمہ) وہ عزیز مصر تو میرا رب یعنی پرورش کرنے والا ہے اس نے مجھے اچھی طرح رکھا بے شک ظالموں کا بھلا نہیں ہوتا۔

اس آیت کریمہ کے تحت مولوی مفتی احمد یار خاں گجراتی بریلوی اپنی تفسیر میں تحریر فرماتے ہیں کہ:

ظاہر یہ ہے کہ انہ کی ضمیر عزیز مصر کی طرف لوٹتی ہے اور رب بمعنی مربی ہے۔ قرآن کریم نے پرورش کرنے والوں کو کئی جگہ رب فرمایا ہے۔ کمار بیلی صغیرا۔ اور فرماتا ہے۔ ارجع الی ربک.

(تفسیر نور العرفان صفحہ ۳۷۸ حاشیہ نمبر ۸ طبع اوّل)

حضرات گرامی! رضا خانی مولوی نے خواہ مخواہ حضرت شیخ الہند حضرت مولنا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے مرثیہ کے شعر کو بنیاد بنا کر **علماء اهلسنت دیوبند** پر یہ سنگین الزام لگا دیا کہ علماء اہلسنت دیوبند اپنے پیشوا محدث گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو رب مانتے ہیں معاذ اللہ ثم معاذ اللہ اور ہم نے اس سنگین الزام کے جواب میں قرآن مجید سے آیات کریمہ پیش کیں ہیں جنکا ترجمہ اور تشریح

مولوی مفتی احمد یار خاں گجراتی بریلوی کی تفسیر نور العرفان طبع اوّل سے پیش کیا ہے جسمیں لفظ مربی اور رب واضح طور پر ایک بادشاہ کے لئے استعمال ہوا اور بڑی تفصیل سے نقل کر دیا ہے اور لفظ مربی والدین کیلئے بھی استعمال ہوا ہے اور قرآن مجید کی صراحت سے ثابت ہوا کہ کہ لفظ مربی اپنے شیخ، مرشد، پیر، استاذ اور والدین کے لئے یقیناً بولا جا سکتا ہے کہ جس پر شرعا کوئی گرفت نہیں تو ہمیں تعجب ہے رضا خانی مولوی غلام مہر علی بریلوی پر کہ اس نے اپنی کتاب میں حضرت شیخ الہند مولنا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ کے مرثیہ سے ادھورا شعر نقل کر کے شور مچا دیا کہ جی مرثیہ میں مرشد دیوبند نے لفظ مربی اپنے شیخ کے لیے استعمال کیا ہے۔ اور دیوبند علماء اپنے مرشد کو خدا۔ رب وغیرہ مانتے ہیں العیاذ باللہ جیسا کہ اس رضا خانی مؤلف نے اپنی کتاب صفحہ ۱۰۶ پر یہ سرخی قائم کر ڈالی ''دیوبندیوں کا رب رشید احمد گنگوہی'' بلفظہ دیوبندی مذہب طبع دوم صفحہ ۱۰۶ پر اس نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۵۷ پر یہ سرخی قائم کی ''مولوی گنگوہی صاحب تمام مخلوق کے رب ہیں'' (العیاذ باللہ) (بلفظہٖ دیوبندی مذہب ۳۵۷ طبع دوم)

اب ہم رضا خانی مؤلف بریلوی سے سوال کرنے میں حق بجانب ہیں کہ ہم نے لغات المنجد عربی اردو جو کہ لغت کی کتاب ہے اس سے اور قرآن پاک سے دلائل پیش کیے ہیں اور انکا ترجمہ وتشریح مولوی مفتی احمد یار خاں گجراتی بریلوی کی تفسیر نور العرفان بر حاشیہ کنز الایمان سے تشریحات پیش کیں ہیں جسمیں براہین قاطعہ اور دلائل ساطعہ سے یہ بات ثابت ہوگئی ہے کہ رضا خانی مولوی غلام مہر علی کا لفظ مربی کے بارے میں علماء اہلسنت دیوبند پر سنگین الزام ہے۔ جسمیں ذرہ برابر صداقت نہیں جیسا کہ ہم نے لفظ مربی کے بارے میں بڑی وضاحت سے گفتگو کی ہے۔ رضا خانی مؤلف کی سینہ زوری کا اندازہ کیجیے کہ مرثیہ کے شعر کا پہلا ٹکڑا تو نقل کر دیا اور دوسرا ٹکڑا بالکل نظر انداز کر دیا حالانکہ مرثیہ کے شعر کا دوسرا ٹکڑا پڑھنے سے ہی شعر کے بے غبار اور بے داغ ہونے کا یقیناً ثبوت مل جاتا ہے جب کہ مرثیہ کے شعر کا دوسرا ٹکڑا یہ تھا جسکو رضا خانی مؤلف نے چھوڑ دیا وہ یہ ہے ملاحظہ فرمائیں:

مرثیہ کے شعر کا دوسرا ٹکڑا

میرے مولیٰ میرے ہادی تھے بیشک شیخ ربانی

(مرثیہ گنگوہی صفحہ ۱۲)

اور مرثیہ کے شعر کا آخری لفظ اس بات پر شہادت دے رہا ہے کہ شعر اپنے معنی میں بالکل صحیح اور درست ہے جیسا کہ لفظ شیخ ربانی شعر میں مرقوم ہیں کیونکہ ہم رضا خانی مؤلف کو لفظ ربانی کا معنی بھی بتلائے دیتے ہیں تا کہ پھر کوئی نہ کوئی نیا طوفان نہ کھڑا کر دیں چنانچہ المنجد عربی اُردو میں صفحہ ۳۶۲ پر بغور دیکھیں وہاں لفظ ربانی کا معنی اللہ والا اور عارف باللہ لکھا ہوا ہے جسکا دل چاہے دیکھ لے روز روشن کی طرح واضح ہے۔

اب آخر پر ہم مرثیہ میں جو لفظ مربی استعمال ہوا ہے اسکا جواب رضا خانی مؤلف کو اسکی اپنی کتاب بنام دیوبندی مذہب طبع دوم کے صفحہ ۱۷۹ اور ۴۲۲ سے پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

لفظ مربی کا جواب رضا خانی مؤلف کی اپنی کتاب سے

ومتوجہاں آنحضرت در مفیض ومربی است ۔ الکاتیب والرسائل برحاشیہ اخبار الاخیار ہر دو تصنیف حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی مطبوعہ مجتبائی صفحہ ۱۵۵ ۔ (بلفظہ دیوبندی مذہب ۱۷۹ ـ ۴۲۲ طبع دوم)

نوٹ: مندرجہ بالا عبارت میں لفظ مربی موجود ہے کہ جو رضا خانی مؤلف کی اپنی کتاب میں نقل کردہ عبارت کے تحت ہیں دو جگہ صفحہ ۱۷۹ ـ اور صفحہ ۴۲۲ پر لفظ مربی واضح موجود ہے ۔ اب یہ اپنے بارے میں بھی فتویٰ صادر فرمائیں کہ انہوں نے مربی کس معنی میں مراد لیا ہے ۔ پس وہی ہمارا جواب ہے ۔ اب رضا خانی مؤلف فرمائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو کیا سمجھیں جواب تحریر کریں ۔ افسوس صد افسوس کا مقام ہے کہ ایک طرف تو رضا خانی مؤلف اپنی کتاب کے صفحہ ۱۷۹ اور ۴۲۲ پر لفظ مربی پر مبنی

عبارت نقل کر رہے ہیں اور دوسری طرف لفظ مربی کے بارے میں علماء دیوبند اہلسنت پر سنگین الزام بھی عائد کر رہے ہیں یہ ہیں جو اپنے کو بہت کچھ سمجھنے والے حقیقت میں معاملہ کچھ اور ہی ہے۔ اور ہم نے بڑی وضاحت سے ثابت کیا ہے کہ مرثیہ گنگوہی دیوبند میں لفظ مربی رب العلمین کے ہم معنی ہرگز نہیں ہے بلکہ شیخ، پیر، استاذ اور والدین وغیرہ کے لئے بھی استعمال ہوا ہے جیسا کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے لفظ مربی استعمال کیا ہے کیونکہ تمام امت کے روحانی والد محترم ہیں اور آپکی ازواج مطہرات تمام امت کی روحانی مائیں ہیں۔ اب رضا خانی مؤلف اپنی سینہ زوری سے جو فتویٰ علماء اہلسنت دیوبند پر لگایا۔ وہ اپنے پر اور اپنے بریلویوں پر اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ پر بھی لگائیں اور اگر جرأت کریں تو یقیناً کریں کہ قرآن پاک میں حق تعالیٰ نے ایک بادشاہ کیلئے سورۂ یوسف میں لفظ رب ارشاد فرمایا ذرا ادھر بھی جرأت کا مظاہرہ کریں اور رضا خانی مؤلف بریلوی کے ایک بھائی نے مولوی احمد سعید کاظمی ملتانی بریلوی کو لفظ مربی سے یاد کیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

لفظ مربی اور کاظمی صاحب ملتانی

غزالی دوراں حضرت علامہ سید احمد سعید کاظمی رحمۃ اللہ علیہ میرے مربی، میرے استاذ۔

(ماخوذ از روزنامہ جنگ لاہور 7 جون 1987ء بروز اتوار)

اس کے علاوہ اور رضا خانی بریلوی کتب میں بھی لفظ مربی کے کئی حوالہ جات موجود ہیں۔ رضا خانی مؤلف اب تو تمہیں لفظ مربی کی تشریحات بخوبی سمجھ آگئی ہوں گی کہ لفظ مربی پر الزام تمہارا بالکل غلط اور عبث ہے، ہم نے واضح دلائل سے لفظ مربی کے استعمال کو ثابت کیا ہے۔

اے چشم اشکبار ذرا دیکھنے تو دے
ہوتا ہے جو خراب وہ تیرا ہی گھر نہ ہو

علاوہ ازیں مولوی مفتی احمد یار خاں نعیمی گجراتی بریلوی نے بھی کتاب ''علم القرآن ترجمہ الفرقان'' میں لفظ مربی کے بارے میں بایں الفاظ تحریر کیا ہے ملاحظہ فرمائیں

جب رب کی نسبت اللہ کی طرف ہو تو اس سے مراد ہے حقیقی پالنے والا یعنی اللہ تعالیٰ جب کسی بندے کو رب کہا جاوے تو اس کا معنی ہوگا مربی محض پرورش کرنے والا۔

(علم القرآن ترجمہ الفرقان ص ۱۱۷ مطبوعہ گجرات)

ارجع الی ربک فاسئله مابال النسوة الّتی قطعن ایدیهن.

(ترجمہ) اپنے مربی (بادشاہ) کی طرف لوٹ جا پھر اس سے پوچھ کہ کیا حال ہے ان عورتوں کا جنہوں نے ہاتھ کاٹے تھے۔

قال معاذ اللّٰہ انه ربی احسن مثوی.

(ترجمہ) فرمایا یوسف نے اللہ کی پناہ وہ بادشاہ میرا رب ہے اس نے مجھے اچھی طرح رکھا۔

ان آیتوں میں چونکہ بندوں کو رب کہا گیا ہے اس لئے اس کے معنی مربی اور پرورش کرنے والا ہے۔

(علم القرآن ترجمۃ الفرقان صفحہ ۱۱۸ مطبوعہ کراچی)

اَنَا رَبُّ الْاِبِلِ؟

نیز واقعہ اصحاب فیل میں یہ بھی مرقوم ہے جب ابرہہ جیسے شیطان نے مکہ مکرمہ میں رہنے والوں کے اونٹوں کو اپنے قبضہ میں لے لیا تو اثناء گفتگو میں عبدالمطلب نے اپنے اونٹوں کی رہائی کا مطالبہ کیا تو ابرہہ نے متعجب ہو کر کہا بڑے تعجب کی بات ہے کہ تم نے مجھ سے اپنے اونٹوں کے بارے کلام کیا اور خانہ کعبہ جو تمہارا اور تمہارے آباؤ واجداد کا دین اور مذہب ہے اس کے بارے میں تم نے کوئی حرف نہیں کہا عبدالمطلب نے جواب دیا انا رب الابل وللبیت رب سیمنعه. میں اونٹوں کا مالک ہوں اس لئے میں نے

اونٹوں کا سوال کیا اور کعبہ کا خدا مالک ہے وہ خود اپنے گھر کو بچائے گا۔ ابرہہ نے کچھ سکوت کے بعد عبدالمطلب کے اونٹوں کے واپس کرنے کا حکم دیا۔ (سیرت مصطفیٰ ﷺ ص ۴۷۔۴۸ ج ا طبع دوم لاہور ۱۹۸۳ء)

نوٹ: مندرجہ بالا واقعہ اصحاب فیل میں امام الانبیاء حبیب کبریاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جد امجد عبدالمطلب نے یہ الفاظ کہے کہ انا رب الابل کہ میں اونٹوں کا مالک ہوں تو رضا خانی مؤلف اب بتائیں کہ انا رب الابل کا ترجمہ اپنے رضا خانی بریلوی قانون کے تحت کیا ہوگا کیونکہ اسمیں لفظ رب کا ترجمہ بریلوی قانون کے تحت یوں ہوگا کہ میں اونٹوں کا خدا ہوں یہ ترجمہ بریلوی منہاج کے عین مطابق ہے، ورنہ شریعت محمدی علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کے تحت تو یہ ترجمہ ہوگا کہ میں اونٹوں کا مالک یعنی کہ اونٹوں کی پرورش کرنے والا ہوں لیکن جب بریلوی مولوی سیدھے راستے سے ہٹ کر تراجم کرنے لگیں تو پھر انہیں اس قسم کے حوالے پیش کرنے پڑتے ہیں تا کہ انہیں دوسروں کی بجائے اپنی ہی پڑ جائے۔

لفظ مربی کے استعمال پر مؤلف جاء الحق کا ارشاد

رضا خانی مؤلف مولوی غلام مہر علی صاحب لفظ مربی کے بارے میں اور بھی پڑھ لیجیئے کہ آپکے مولوی احمد یار خاں گجراتی بریلوی اپنی مایہ ناز کتاب جاء الحق وزھق الباطل میں لفظ مربی کے بارے میں یوں تحریر کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

قال معاذاللہ انہ ربی احسن مثوای انہ لایفلح الظلمون.

(ترجمہ) خدا کی پناہ وہ میرا مربی ہے اس کے مجھ پر احسانات ہیں ایسی حرکت ظلم ہے اور ظالم کامیاب نہیں۔

(جاء الحق وزھق الباطل صفحہ ۴۳۹)

رضا خانی مؤلف اب بتاؤ تو سہی کہ حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر کو اپنا مربی فرمایا ہے اب

حضرت یوسف علیہ السلام کے بارے میں تمہارا کیا فتوی ہے کہ عزیز مصر کو حضرت یوسف علیہ السلام نے مربی بمعنی خدا تسلیم کیا ہے یا کہ مربی بمعنی پرورش والا تسلیم کیا ہے۔ ذرا جواب تو ارشاد فرمائیں.

لفظ مربی کے استعمال پر حضرت صاحبزادہ مرولوی کا ارشاد بھی پڑھیئے

آستانہ عالیہ مرولہ شریف کے سجادہ نشین صاحبزادہ غلام نظام الدین مرولوی کا ارشاد بھی پڑھیئے:

مہربان قدرت نے خواجہ صاحب کے داغ یتیمی کی تلافی کے لئے انکو ایک ایسی فطرت بخشی جوان کے جوان وکامران مستقبل کی مربی ومحافظ ثابت ہوئی۔ (ہو المعظم صفحہ ۲۴۱ مطبوعہ لاہور سن اشاعت ۱۹۷۹ء)

رضا خانی مؤلف ہو المعظم کے مؤلف حضرت صاحبزادہ غلام نظام الدین مرولوی نے حضرت خواجہ محمد حسین کے لئے لفظ مربی استعمال فرمایا ہے۔ اب آپ ہی بتائیں کہ تم اس لفظ مربی کے استعمال پر حضرت خواجہ محمد حسین صاحب کو خدا مانو گے یا کہ مخلوق، کیونکہ بقول تمہارے لفظ مربی استعمال ہوا ہے۔

قارئین ذی وقار! علماء اہلسنت دیوبند کے مرثیہ گنگوہی کا شعر قرآن مجید کی آیات بینات کی روشنی میں بالکل بے غبار اور بالکل بے داغ اور اپنے معنی میں شرعی قوانین کے مطابق قطعاً درست ہے۔

اور مولوی غلام مہر علی کا واویلا کرنا بالکل عبث اور فرسودہ ہے اور مرثیہ گنگوہی کے شعر پر رضا خانی مؤلف کا اعتراض قلتِ فہم کا نتیجہ ہے اگر مرثیہ گنگوہی کا شعر خلاف شرع تھا۔ تو اس کے خلاف شرع ہونے پر رضا خانی مؤلف کوئی دلیل شرعی پیش کرتے لیکن کوئی دلیل شرعی ہرگز نہ پیش کی تو خواہ مخواہ اپنی سینہ زوری سے تحریر کر دیا کہ جی مرثیہ گنگوہی کا شعر غلط ہے اور قابل گرفت ہے لیکن یاد رکھیں ہم نے اپنے اکابر اہلسنت دیوبند کے شعر کو قرآنی دلائل سے بے غبار اور بے داغ اور شریعت کی رو سے بالکل اپنے معنی میں صحیح اور درست ثابت کیا ہے شرعی دلائل اور علمی باتوں کو سمجھنا یہ بریلوی مولویوں کے بس کی بات ہی نہیں کیونکہ جنکو مُردوں کے مال کھانے سے فرصت نہ ہو وہ بیچارے مسکین علمی دلائل کو سمجھنے کے لیے کیسے وقت نکال سکتے ہیں یہ علمی باتوں کو

سمجھنا اور علمی دلائل دینا یہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل و کرم سے علماء اہلسنت دیوبند کے حصہ مختص کر دیا ہے۔

خواب کے واقعہ پر بہتان عظیم

رضا خانی مولوی غلام مہر علی نے اپنی کتاب میں ہر مقام پر **علماء اہلسنت دیوبند** کثر اللہ تعالیٰ جماعتہم کے خلاف بے بنیاد الزامات لگانے کے جہاں بیشمار مجاہدے کیئے ہیں ان میں ایک مجاہدہ یہ بھی کر ڈالا کہ حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولنا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ پر یہ سنگین الزام عائد کر دیا کہ وہ اپنے نام کا کلمہ پڑھواتے تھے اور اشرف علی کا اپنے لئے اقرار حصول نبوت ورسالت۔ العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ مولوی اشرف علی صاحب تھانوی نے اپنے مرید کی زبانی جب اپنی نبوت اور رسالت کا معاملہ سنکر اسکی صحت کی تصدیق کی اور اپنی نبوت کے کلمے پر رضا مندی ظاہر کی تو تمام عالم اسلام میں اشرف علی کے متعلق نفرت اور تردید کی آواز بلند ہوئی۔

(بلفظہ دیوبندی مذہب صفحہ ۳۷۵۔۳۷۶، طبع دوم)

تھانوی صاحب کے مرید نے خواب میں بھی اور جاگتے ہوئے بھی تھانوی صاحب کو رسول اللہ اور نبی اللہ کہا۔ (بلفظہ دیوبند مذہب صفحہ ۳۷۸۔ طبع دوم)

اس زمانے کے متاخرین دیوبندیوں کا کلمہ اشرف علی رسول اللہ کے صحیح ہونے پر مکمل ایمان۔

(بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۳۸۳، طبع دوم)

حضرات گرامی! یہ سب بریلویوں کا جھوٹ اور بہتان عظیم ۔ ھذا بھتان عظیم۔ رضا خانی مؤلف مولوی غلام مہر علی نے حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولنا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ پر نبوت اور رسالت کا بہتان عظیم باندھنے کے لیئے رسالہ الامداد بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۳۶ ہجری میں ایک شخص کا خواب مرقوم تھا اسکو سہارا بنایا اور یہاں تک ظلم وستم کیا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ پر نبوت اور رسالت کے اقرار کا سنگین الزام لگا دیا اور اپنی کتاب کے صفحہ ۳۷ پر یہ بے بنیاد الزام اور بہتان عظیم ان الفاظ

میں باندھا گیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

سنگین الزام اور بہتان عظیم

دیوبندیوں کا نبی، ورسول اور کلمہ اور درود، وغیرہ: ''لا اِلٰــه الا الله اشــرف عــلــی رسـول الله'' ''اللهم صل علیٰ سیدنا ونبینا ومولانا اشرف علی''۔ (بلفظہ دیوبندی مذہب صفحہ ۳۷ طبع دوم)

نــوٹ: مندرجہ بالا سنگین الزام اور بہتان عظیم رضا خانی مؤلف نے اپنی کتاب دیوبندی مذہب کے صفحہ ۳۷ کے علاوہ صفحہ ۳۶۶، ۳۷۵، ۳۷۶، ۳۷۸، ۳۸۱، ۳۸۲، ۳۸۳، ۳۸۴، ۳۸۵، ۳۸۶، ۳۸۷، ۳۹۱، ۳۹۲، پر بھی نقل کیا ہے۔

رضا خانی مؤلف نے تو الزام تراشی کی حد ہی کر دی اور اس مولوی کو مرنا قطعاً یاد نہ رہا اور عالم آخرت کو بالکل فراموش کر دیا ورنہ اتنا بڑا سنگین الزام اور بہتان عظیم باندھتے وقت کم از کم خوف خدا کرتے اور قبر وحشر کا نقشہ اپنے سامنے رکھتے کہ ایک نہ ایک دن اس فانی دنیا سے جانا ہے اور اپنے رب کے ہاں پیش ہونا ہے مگر اس رضا خانی مؤلف نے کچھ بھی یاد نہ رکھا اور اپنی من مانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے خالق کائنات سے بے پرواہ ہو کر ایک ولی کامل پر بہتان عظیم باندھ دیا۔ اب آپ رسالہ الامداد کی پوری عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

رسالہ الامداد میں درج شدہ خواب کا پورا واقعہ

ســوال: اب وجہ اس کی عرض کرتا ہوں کہ بیعت ہونے کا خیال مجھ کو کیوں ہوا اور حضور کی طرف کیوں رجوع کیا بیعت کا شوق صرف مطالعہ کتب تصوف سے اور حضور کی جانب رجوع اسلئے کہ ہمارے نانا صاحبان مولانا مولوی محمد صاحب مرحوم مولنا مولوی عبداللہ صاحب مرحوم ومولنا مولوی عبدالعزیز صاحب مرحوم لودھیانہ والوں سے حضور کے اعتقادات ملتے جلتے تھے اس سے یہ غرض تھی کہ ہمارے نانا یا اور کوئی اپنے دادا وغیرہ علماء کے اعتقادات گو خراب ہی ہوں ان کو بلاوجہ ترجیح دی جاوے۔ اصل غرض یہ ہے کہ

حضور کے اور بندہ کے اعتقادات بالکل ایک ہیں اور اگر مولوی صاحبان لودھیانوی اور حضور کے درمیان کسی فروعات میں اختلاف بھی ہو تو اسمیں بھی جناب کی طرف رجوع کرتا ہوں۔

(۲) اور حضور کی تصنیف چند کتابیں زیر مطالعہ رہی ہیں جن میں سے بہشتی زیور تو حرز جان ہے اور شرح مثنوی مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ کے علاوہ اور بھی چند تصانیف نظر سے گذریں۔

(۳) ایک دفعہ رامپور ریاست میں جانے کا اتفاق ہوا تو وہاں ایک مسجد میں ایک مولوی صاحب جو طالب علم تھے اُن کے پاس ٹھہرنے کا اتفاق ہو گیا اور یہ بھی معلوم ہوا کہ وہ مولوی صاحب حضور سے بیعت ہیں اس لئے ان سے اور بھی محبت ہو گئی تو اثناء گفتگو میں معلوم ہوا کہ ان کے پاس تھانہ بھون سے دو رسالہ: الامداد. اور حسن العزیز. بھی ماہواری آتے ہیں بندہ نے اُن کے دیکھنے کے واسطے درخواست کی تو اُن مولوی صاحب طالب علم نے چند رسالہ مجھ کو دیکھنے کے واسطے دیئے الحمدللہ جو لطف ان سے اٹھایا بیان سے باہر ہے ایک روز کا ذکر ہے کہ حسن العزیز دیکھ رہا تھا اور دوپہر کا وقت تھا کہ نیند نے غلبہ کیا اور سو جانے کا ارادہ کیا۔ رسالہ حسن العزیز کو ایک طرف رکھدیا لیکن جب بندہ نے دوسری طرف کروٹ بدلی تو دل میں خیال آیا کہ کتاب کو پشت ہو گئی اسلئے رسالہ حسن العزیز کو اٹھا کر اپنے سر کی جانب رکھ لیا اور سو گیا کچھ عرصہ کے بعد خواب دیکھتا ہوں کہ کلمہ شریف لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھتا ہوں لیکن محمد رسول اللہ کی جگہ حضور کا نام لیتا ہوں اتنے میں دل کے اندر خیال پیدا ہوا کہ تجھ سے غلطی ہوئی کلمہ شریف کے پڑھنے میں اسکو صحیح پڑھنا چاہیئے اس خیال سے دوبارہ کلمہ شریف پڑھتا ہوں دل پر تو یہ ہے کہ صحیح پڑھا جاوے لیکن زبان سے بیساختہ بجائے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام کے اشرف علی نکل جاتا ہے حالانکہ مجھکو اس بات کا علم ہے کہ اس طرح درست نہیں لیکن بے اختیار زبان سے یہی کلمہ نکلتا ہے۔ دو تین بار جب یہی صورت ہوئی تو حضور کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں اور بھی چند شخص حضور کے پاس تھے لیکن اتنے میں میری یہ حالت ہو گئی کہ میں کھڑا کھڑا بوجہ اس کے کہ رقت طاری ہو گئی زمین پر گر گیا۔ اور نہایت زور کے ساتھ ایک چیخ ماری اور مجھ کو معلوم ہوتا تھا کہ میرے اندر کوئی طاقت باقی نہیں رہی اتنے میں بندہ خواب سے

بیدار ہوگیا لیکن بدن میں بدستور بے حسی تھی اور وہ اثر ناطاقتی بدستور تھا لیکن حالت خواب اور بیداری میں حضور کا ہی خیال تھا لیکن حالت بیداری میں کلمہ شریف کی غلطی پر جب خیال آیا تو اس بات کا ارادہ ہوا کہ اس خیال کو دل سے دور کیا جاوے اس واسطے کہ پھر کوئی ایسی غلطی نہ ہو جاوے بایں خیال بندہ بیٹھ گیا اور پھر دوسرے کروٹ لیٹ کر کلمہ شریف کی غلطی کے تدارک میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھتا ہوں لیکن پھر بھی یہ کہتا ہوں اللھم صل علی سیدنا ونبینا و مولانا اشرف علی حالانکہ اب بیدار ہوں خواب نہیں لیکن بے اختیار ہوں مجبور ہوں زبان اپنے قابو میں نہیں اُس روز ایسا ہی کچھ خیال رہا تو دوسرے روز بیداری میں رقت رہی خوب رویا اور بھی بہت سی وجوہات ہیں جو حضور کے ساتھ باعث محبت ہیں کہاں تک عرض کروں۔

جواب: اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے۔

(رسالہ الامداد بابت ماہ صفر المظفر ۱۳۳۶ ہجری صفحہ ۳۴/۳۵۔ مطبوعہ تھانہ بھون انڈیا)

اب آیئے ذرا حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ پر اپنا کلمہ پڑھوانے کا جو الزام ہے اس کی حقیقت کا جائزہ لیا جائے تو سنیئے اس کی حقیقت صرف اتنی ہے کہ کسی شخص نے جو حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ کا معتقد تھا مرید نہ تھا اس قسم کا ایک خواب دیکھا جس میں کلمہ پڑھتے وقت اس کی زبان سے بار بار اور بے اختیار جس پر اُسے کراہت بھی ہو رہی تھی مولنا ہی کا نام نکلتا رہا۔ اس نے حضرت مولانا کو اپنا خواب لکھ بھیجا۔ حضرت نے اس خواب کی تعبیر دیتے ہوئے یہ جواب لکھدیا کہ اس واقعہ (خواب) میں تسلی تھی کہ جس طرف تم رجوع کرتے ہو بعونہ تعالیٰ وہ متبع سنت ہے۔ یہ تھی مختصر حقیقت اس بے بنیاد الزام کی۔

یہ واقعہ خواب سے تعلق رکھتا ہے اور یہ کہ مولنا نے کسی سے اپنا کلمہ نہیں پڑھوایا بلکہ ایک عقیدت مند نے حالت خواب اور عالم بے خودی و بے اختیاری میں از خود ان الفاظ میں کلمہ پڑھا ہے جس کو وہ خود بھی غلط سمجھتا ہے مگر خواب میں وہ اس کے درست ادا کرنے پر قادر نہیں ہے۔ مگر رضا خانی مؤلف نے یہی رونا رویا

ہے کہ وہ اپنا کلمہ پڑھواتے تھے۔ **العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ.**

اب ناظرین خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ عالم بیداری اور ہوش وحواس کی حالت میں اگر کوئی بزرگ ا
کلمہ اپنی زبان سے خود پڑھیں اور مرید سے خود پڑھوائیں تو ان کے خلاف کوئی بھی آواز سنائی نہ دے اد
مسند جہالت پر بیٹھ کر فتوی دینے والوں کی زبانیں ایسی گنگ ہو جائیں تو گنگ ہونا اس وجہ سے ہوگا کہ ا
منہ میں مرغ مسلم ہوتا ہوگا۔ مگر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ پر بے بنیاد الزام لگانے کے لیے انکے چھو
حضرت۔ اور بڑے حضرت۔ سب ہی حلق پھاڑ پھاڑ کر چیخنے لگیں اور کفر کے فتوی لکھ لکھ کر اپنی دواتیں خا
کر دیں اور قلمیں توڑ دیں کوئی بتائے تو سہی یہ کونسا انصاف ہے؟

وہ دنیا تھی جہاں تم بند کرتے تھے زبان میری
یہ محشر ہے یہاں سننا پڑے گی داستاں میری

قارئین ذی وقار! آپ نے بخوبی اندازہ کر لیا ہوگا کہ معترضین کے اس اعتراض میں کتنا وزن
ہے اور یہ بھی سمجھ لیا ہوگا کہ اس اعتراض کی زد (اگر واقعی کوئی زد ہے بھی) تو حضرت تھانوی رحمہ اللہ
زیادہ ان بزرگان دین پر پڑتی ہے کہ جنہوں نے عالمِ بیداری میں اپنے نام کا کلمہ پڑھوایا کیونکہ حضرت
تھانوی کا جہاں تک معاملہ ہے انہوں نے تو کسی مرید سے خواب میں بھی اپنا کلمہ پڑھنے کی تلقین نہیں کی
برخلاف ان بزرگان دین کے جنہوں نے جیتے جاگتے ہوش وحواس میں اپنے کلمہ کے لئے خود تلقین فرمائی
بلکہ پڑھنے پر انعام بھی دیا اور جن اولیاء اللہ نے اپنے نام کا کلمہ پڑھوایا ان کا ذکر فوائد فریدیہ ا
فوائد السالکین، تحقیق الحق، مرآۃ العاشقین، فوائد الفواد، ہفت اقطاب ذکر حبیب، تذکرہ غوثیہ، مقابس
المجالس وغیرہ ان کتب مین انکا تذکرہ موجود ہے اس لیے حضرت تھانوی کی کوئی صفائی پیش کرنے کے
بجائے ہم ان بزرگوں کے پاک دامنوں کو ان دھبوں سے پاک کرنا ضروری سمجھتے ہیں جو رضا خانی مؤلف
کے بے بنیاد اور سنگین الزام کے چھینٹوں سے ناپاک ونجس اور بدنما ہو گئے ہیں تو سنیئے کہ ان بزرگوں نے

اپنا کلمہ صرف اس لیے پڑھوایا تھا کہ ان کو اپنے مرید کی درست اعتقادی اور طلب صادق کا امتحان منظور تھا (یا بقول رضا خانی مؤلف کے مرید کی پیر پرستی اور اُس کی بیجا نیاز مندی کی آزمائش مقصود تھی)۔

اس توجیہ اور حقیقت کے معلوم ہو جانے کے بعد یہ تو ظاہر ہو گیا کہ ان حضرات نے چونکہ واقعتا اپنا کلمہ نہیں پڑھوایا تھا اس لیے ان کو کافر کہنے کا تو کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہوتا البتہ یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ کیا امتحان کے لیے اپنا کلمہ پڑھوانا (جس کو بظاہر کفر ہی کہا جا سکتا ہے) صحیح بھی تھا یا نہیں؟ اور اس کو شرعاً کس طرح جائز و درست مان لیا جائے۔

اس سوال کا جواب جناب مولوی غلام مہر علی اور انکی بریلوی جماعت کے ذمہ ضروری ہے مگر شرط یہی ہے کہ وہ جواب کسی دیوبندی عالم سے سنا ہوا یا کسی اہل حق کی کتاب سے استفادہ کیا ہوا نہ ہو یعنی کہ بالکل خالص بریلوی جواب کی ضرورت ہے ورنہ اہل حق نے اس کا بھی جواب دیا ہے جس کو شوق ہو حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ کی مشہور تصنیف: السنۃ الجلیلہ، کا مطالعہ کرے۔

الحمد للہ کہ اب ان بزرگان دین کا دامن بھی رضا خانی مؤلف کی بے بنیاد الزام تراشی کے ناپاک چھینٹوں سے پاک ہو گیا اور انہی حضرات کے طفیل میں حضرت تھانوی علیہ الرحمۃ کی حیثیت بھی اچھی طرح واضح ہو گئی کہ جہاں تک آپ پر اپنا کلمہ پڑھوانے کے الزام کا تعلق ہے وہ بالکل سفید جھوٹ اور خالص افتراء ہے۔ ہاں اس سلسلہ میں اگر کوئی الزام آ سکتا تھا تو اس مرید پر آ سکتا تھا جس نے آپ کا کلمہ پڑھا تھا۔ مگر یہ بھی اسی صورت میں جب کہ یہ واقعہ خواب سے تعلق نہ رکھتا ہوتا اور اب اس صورت میں کہ یہ واقعہ خواب کا ہے (جس میں اُس نے اپنی مجبوری و بے اختیاری کا ذکر بھی بار بار کیا ہے) اس عقیدت مند پر بھی کوئی شرعی حکم اور فتوی نہیں لگتا۔ اور اگر یہ۔ دین رضا خانی۔ کے پیرو اور بڑے حضرت کے امتی خواب پر بھی شرعی حکم لگاتے ہوں تو فتوی سے پہلے صاف صاف یہ اعلان کر دیں کہ ہم دین محمدی کی اس حدیث پر ایمان نہیں رکھتے جس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ تین (قسم کے) آدمیوں پر سے شرعی

احکام کی پابندی اٹھالی گئی ہے۔ایک سونے والے سے تاوقتیکہ وہ جاگ نہ جائے۔دوسرا بچے سے تاوقتیکہ وہ بالغ نہ ہو جائے۔اور تیسرا دیوانے سے تاوقتیکہ وہ ہوش میں نہ آجائے۔

ظاہر ہے کہ اس حدیث پر نظر رکھنے کے بعد کوئی بھی صاحب دین ودیانت مسلمان خواب کی بناء پر کسی مسلمان کو بھی کافرو مرتد نہ قرار دے گا تو پھر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جیسے محتاط عالم کس طرح اس عقیدت مند کو کافرو مرتد اور گردن زنی فرمادیتے۔بریلوی مولویوں سے دین کے شرعی حکم یا کسی سنجیدہ رائے کی توقع رکھنا ہی عبث اور لغو ہے اس لیے اس موقعہ پر تو ہم یہی کہہ سکتے ہیں:

سخن شناس نہ دلبرا خطا اینجاست

خواب کی بات پر خلیفہ ہارون الرشید کی ملکہ زبیدہ کا مشہور خواب یاد آگیا جس کی تعبیر آج بھی نہر زبیدہ کی شکل میں موجود ہے چونکہ وہ خواب اور اس کی تعبیر دونوں ہی مشہور ہیں اس لیے ان کا ذکر غیر ضروری ہے۔مگر یہ کہنا ہی پڑتا ہے کہ اگر ملکہ زبیدہ کی بدقسمتی سے اس وقت بھی ایسے مولوی اور فضول قسم کے فاضل اور فتوی باز موجود ہوتے تو یقیناً یہ لوگ اس بے چاری کے لیے زنا کی شرعی حد (سزا) تجویز فرما کر اس کو سنگسار (پتھراؤ) کرادیتے مگر وہ تو کہئے کہ زبیدہ قسمت کی دھنی تھی کہ ابن سیرین جیسے عمدہ معبر (خواب کی تعبیر بتانے والے) اس کو مل گئے جنہوں نے حد زنا جاری کرانے کی بجائے یہ تعبیر دی کہ اللہ تعالی تمہارے ذریعہ سے کوئی ایسا کام کرائے گا جس سے خدا کی ساری مخلوق فائدہ اٹھائے گی چنانچہ ان کی تعبیر صحیح ہوئی اور اللہ تعالی نے ملکہ زبیدہ کے ہاتھوں ''نہر زبیدہ'' جیسی شاندار یادگار قائم کرادی جس سے خدا کی بے شمار مخلوق آج بھی فائدہ اُٹھا رہی ہے۔

اس خواب کا ذکر ہم نے یوں ہی ضمناً کر دیا کہ ناظرین اس کا کچھ اندازہ فرماسکیں کہ خواب کی دنیا ایک بالکل الگ دنیا ہے جہاں شریعت کے احکام قطعاً لاگو نہیں ہوتے مگر رضا خانی مذہب کے مجدد بدعات کے دین ومذہب کا تو قانون ہی کچھ نرالا ہے وہاں تو کفر کا فتوی لگانے سے ہی کام چلتا ہے

ورنہ پیٹ کی گاڑی فیل ہو جائے گی انکو اس سے غرض نہیں کہ وہ بات خواب کی ہو یا کہ بیداری کی ہو کہنے والے کا وہ مطلب ہے یا نہیں۔ بریلویوں نے تو کافر بنا بنا کر اپنے کارخانہ بریلوی کو شہرت دینا مقصود ہے اور کچھ نہیں۔

یہ ملاں کافروں کو دولت اسلام کیا دے گا

اسے کافر بنانا بس مسلمانوں کو آتا ہے

قارئین ذی وقار! آپ نے رسالہ الامداد میں ایک شخص کا مکمل اور پورا واقعہ خواب کا بخوبی پڑھا ہے اسمیں کہیں بھی اس بات کی طرف اشارہ تک نہیں ملتا کہ حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولنا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ انے اپنے لیے کلمہ پڑھوانے کا اور نبوت اور رسالت کا اقرار کا اشارہ تک کیا ہو یہ سب مہربانی اور کرم نوازی بریلوی مولویوں کی ہے۔ کہ جو کوئی حامی توحید وسنت ہو اور قاطع شرک وبدعت ہو تو بریلوی مولوی کیونکہ توحید کے خلاف خدا کے حریف ہیں تو اس لیے یہ لوگ علماء اہلسنت دیوبند کے خلاف آئے دن کوئی نہ کوئی بہتان عظیم کا طوفان برپا کرتے رہتے ہیں۔

حضرات گرامی! ایسے لوگوں کو پہچانیں کہ یہ کون لوگ ہیں کہ جو مذہب اسلام کی آڑ میں آئے دن نئے نئے الزام تراشیوں کا بازار خوب گرم رکھتے ہیں۔

رسالہ الامداد کی تفصیلی عبارت سے یہ بالکل واضح ہے کہ وہ شخص لکھتا ہے کہ میں بے قابو اور بے اختیار تھا میں اپنی زبان کو خوب روکتا ہوں لیکن ایسے کلمات میری زبان سے بلا اختیار نکل جاتے تھے جسکی وجہ سے وہ شخص قابل تحریر اور اظہار ناراضگی نہ رہا۔ ہاں البتہ اگر وہ شخص جان بوجھ کر بیداری میں ایسا کرتا تو وہ یقیناً قابل گرفت تھا شریعت میں گرفت اس بات پر ہے کہ آدمی اختیار اور قابو سے بات کرے۔ علاوہ ازیں یہ واقعہ خواب کا ہے حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے کا نہیں اس لئے بذریعۂ خط اس شخص کو جواب دیا گیا اور جب یہ بھی معلوم ہے رفع عن امتی الخطاء

والنسیان. رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اللہ تعالی نے میرے امت سے خطا اور نسیان کا گناہ اُٹھا لیا گیا اور کتب فقہ شامی اور در مختار باب المرتدین میں بہانگ دہل پکار رہی ہے کہ ان کلمات کفر سے آدمی مرتد ہو جاتا ہے جو اختیار سے بولے جائیں اور جو بغیر ارادہ اور بے قابو ہو کر بولے جائیں تو ان کلمات سے انسان کافر نہیں ہوتا۔

الغرض کہ شرعی قوانین کے تحت جو بے اختیار اور جو بے ارادہ اور جو بے قابو ہو کر کلمات بولے جائیں ان سے انسان کافر نہیں ہوتا اور ایسے شخص کو مورد الزام نہ ٹھہرانا چاہیے اور یہ بات بھی بخوبی یاد رکھیں کہ وہ شخص حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہرگز نہ تھا اور یہ بھی رضا خانی بریلوی مولویوں کا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ پر سراسر الزام ہے۔ کہ وہ شخص حضرت رحمۃ اللہ علیہ کا مرید تھا اس لئے تو جواب میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ جسکی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالی متبع سنت ہے۔ افسوس صد افسوس بریلوی مولویوں پر ہے کہ سوال کی عبارت کو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے جواب کی عبارت بنا دیا یہ کتنا ظلم عظیم ہے حالانکہ عدل وانصاف کا تقاضا تو یہ ہے کہ سوال کی عبارت کو جواب کی عبارت نہ بنائیں اور اگر بریلوی مولویوں میں ذرہ برابر صداقت ہے تو پھر ہمیں دکھائیں کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے جواب میں اپنے نبوت اور رسالت کا اشارہ بھی کیا ہے ہرگز نہیں اور قطعاً نہیں اور یقیناً نہیں۔ جواب میں کسی قسم کا خلاف شرع اشارہ تک نہ فرمایا بلکہ خواب کی تعبیر یہ کی کہ جسکی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالی متبع سنت ہے اس کے سوا کچھ نہ فرمایا۔

حضرات گرامی! ذرا سوچیں اور سمجھیں کہ خواب میں پیش آنے والے واقعہ کے بارے میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ خواب کی تعبیر فرمائی کہ جسکی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالی متبع سنت ہے۔

تو آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے متبع سنت ہونے کا دعوی کیا ہے یا کہ بقول

بریلوی مولویوں کے مدعی نبوت اور رسالت کا دعوی کیا ہے یہ کتنا صریح افتراء نہیں تو اور کیا ہے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ متبع سنت ہونے کا کہہ رہے ہیں اور بریلوی مولوی اُلٹی گنگا بہا رہے ہیں اور یہ بریلوی مولویوں کی عجیب کاروائی ہے کہ یہ لوگ خواب اور بیداری کے واقعات کو یکساں خیال کرتے ہیں اگر بریلوی مولویوں کا یہی منہج ہے تو اگر کوئی شخص خواب میں اپنی بیوی کو تین طلاق دیدے اور آ کر کسی بریلوی مولوی سے مسئلہ پوچھے تو کیا کہو گے کہ تیری عورت تجھ پر حرام ہو گئی یا کوئی آدمی خواب میں زنا کر لے تو کیا بریلوی قانون کے مطابق اس پر کوڑے برسائیں جائیں گے اور اگر کوئی شخص خواب میں دیکھے کہ فلاں بریلوی مولوی صاحب کی لڑکی سے میرا نکاح ہو گیا ہے اور وہ آ کر اپنا خواب سنا دے تو کیا ہو گا۔ بریلوی مولوی اپنی لڑکی کو خواب دیکھنے والے کے ساتھ رخصت کر دے گا؟۔

شرم ان کو مگر نہیں آتی

خواب کو خواب کہہ کر ٹال دو گے یا کہ لڑکی کو رات کے خواب کو مدنظر رکھتے ہوئے بغیر نکاح کے روانہ کر دو گے کیونکہ نکاح تو خواب میں ہو چکا ہے تو کیا کسی مولوی بریلوی کو کسی بریلوی شخص کی لڑکی کے بارے میں نکاح کا خواب آ جائے تو پھر کیا صورت ہو گی۔ بس یہی دیوبند اہلسنت کا جواب ہے۔ الغرض کہ بیداری اور خواب کا حکم ایک جیسا ہرگز نہیں اور قطعاً نہیں یقیناً نہیں ہوتا مگر رضا خانی بریلوی قانون میں اُلٹی گنگا بہہ رہی ہے۔

سیدنا حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنھما فرماتے ہیں۔ کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا،

ان اللہ تجاوز عن امتی الخطأو النسیان وما استکر ھو اعلیہ۔

(ترجمہ) بیشک اللہ تعالی نے میرے امت سے خطا اور نسیان اور جس چیز پر ان کو مجبور کیا گیا ہو اس کے مؤاخذہ سے درگذر فرمایا ہے۔

(مشکوۃ ج ۲ ص ۵۸۴ ابن ماجہ ص ۱۴۸۔ بیہقی ج ۷ ص ۳۵۶۔ طحاوی ج ۲ ص ۵۶، حاکم ج ۲ ص ۱۹۸)

اس سے معلوم ہوا کہ خطاء کی صورت میں اگر کفر وغیرہ کا کوئی کلمہ زبان سے نکل جائے تو اس پر شرعاً کوئی گرفت نہیں ہے۔ سیدنا حضرت انس رضی اللہ عنہ کی روایت میں آتا ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی نے اپنے گنہگار بندہ کی توبہ پر اس سے بھی زیادہ خوش ہوتا ہے جیسے کوئی مسافر کسی بے آب وگیاہ لق ودق میدان میں جارہا ہو اور وہاں اسکی سواری یعنی کہ اُونٹ جس پر اس کے کھانے پینے کا سامان لدا ہوا ہو اس سے گم ہو جائے اور وہ ادھر اُدھر تلاش کر کے اس سے ناامید ہو کر آرام کرنے کیلئے کسی درخت کے سایہ میں آلیٹے پھر اسی حال میں اس کی آنکھ بھی لگ جائے پھر تھوڑی دیر کے بعد اس کی آنکھ کھلے تو وہ یہ دیکھے اس کا اُونٹ مع اپنے ساز وسامان کے اس کے پاس کھڑا ہوا ہے۔ اور اس کی زبان سے بے اختیار خوشی میں یہ لفظ نکل جائے اللھم انت عبدی وانا ربک (ترجمہ: اے پروردگار تو میرا بندہ ہے اور میں تیرا رب) اس کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اخطا من شدۃ الفرح، زیادہ خوشی کی وجہ سے اس کی زبان سے خطا سرزد ہوئی۔ (مسلم ج ۲ ص ۳۵۵، مشکوۃ ج ا ص ۲۰۳)

یعنی کہ وہ بیچارہ کہنا تو یہ چاہتا تھا کہ اے میرے رب تو میرا آقا ہے اور میں تیرا بندہ ہوں مگر اُلٹ کہہ دیا حالانکہ یہ شخص نہ تو دیوانہ ہے اور نہ اس پر غشی طاری ہے اور نہ نشہ میں مست ہے اور نہ سویا ہوا ہے۔ بلکہ بیداری کی حالت میں ہے۔ مگر بے ساختہ اور بے اختیار اس کی زبان سے وہ کچھ نکل رہا ہے جس کو وہ چاہتا نہیں ارادہ کسی اور بات کے نکالنے کا ہے مگر نکلتی کچھ اور ہے حضرات فقہاء احناف نے خطاء کی تعریف اور تشریح اور حکم کے بارے میں خاصی تفصیل کی ہے چنانچہ امام حسن بن منصور المعروف بقاضی خان الحنفی رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

والخاطی من یجری علی لسانه من غیر قصد کلمة مکان کلمة.

(ترجمہ) اور خطاء کرنے والا وہ ہے جس کی زبان پر بغیر قصد کے ایک کلمہ کی جگہ دوسرا کلمہ نکل جائے۔

(فتاوی قاضی خان ج ۴ ص ۸۸۳ طبع نولکشور لکھنو)

چنانچہ علامہ شامی رحمۃ اللہ علیہ رقم طراز ہیں:

ومن تکلم بھا مخطئا او مکرھا لا یکفر عند الکل.

(ترجمہ) جس شخص سے خطاء کلمہ کفر سرزد ہو گیا یا کسی نے زبردستی اس سے کلمۂ کفر کہلوایا تو سب کے نزدیک اس کی تکفیر نہیں کی جائے گی۔ (شامی)

حضرت ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

بان الخاطی اذا اجری علی لسانہ کلمۃ الکفر خطاء لم یکن ذالک کفر عندالکل.

(ترجمہ) کہ خطاء اگر کسی کی زبان سے کلمہ کفر نکلا تو سب کے نزدیک یہ کفر نہ ہوگا۔

(شرح فقہ اکبر ص ۱۹۸ طبع کانپور)

اور اس کی وجہ یہ ہے کہ کفر اور ارتداد کیلئے قصد اور ارادہ لازمی ہے اور خطاء و اکراہ میں قصد و ارادہ نہیں ہوتا۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت بریلوی فرماتے ہیں:

بحر الرائق وتنویر الابصار، وحدیقۃ الندیہ، وتنبیہ الولاۃ وسل الحسام وغیرہا میں ہے:

والذی تحرر انہ لایفتی بکفر مسلم امکن حمل کلامہ علی محمل حسن الخ

(ترجمہ) یعنی فقہاء کرام کے یہاں یہ تحقیق ہو چکا ہے کہ جس مسلمان کے کلام کو کسی اچھے محمل پر حمل کیا جا سکے تو اس کے کفر کا فتویٰ نہیں دیا جا سکتا۔ (تمہید ایمان ص ۶۱)

تو علماء کرام بھی فرماتے ہیں کہ کلمہ گو کے کلام میں اگر ننانوے (۹۹) معنی کفر کے نکلیں اور ایک تاویل اسلام کی پیدا ہو تو واجب ہے کہ اُسی تاویل کو اختیار کریں اور اسے مسلمان ہی ٹھہراویں کہ حدیث میں آیا ہے کہ الاسلام یعلو ولا یعلی. اسلام غالب ہی رہتا ہے مغلوب نہیں کیا جاتا۔ (برکات الامداد ص ۲۸)

نیز فرماتے ہیں :۔ ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے لا الٰہ الا اللہ کہنے والے کی تکفیر سے منع فرمایا ہے

جب تک وجہ کفر آفتاب سے زیادہ روشن نہ ہو جائے اور حکم اسلام کیلئے اصلا (بالکل) کوئی ضعیف سے ضعیف محل بھی باقی نہ رہے۔

فان الاسلام یعلوا ولایعلی۔

اعلیٰ حضرت بریلوی کی ان سہ عبارات سے معلوم ہوگیا کہ مفتی کا فرض ہے کہ جہاں تک ممکن ہو سکے وہ مسلمان کے کلام میں اُسی پہلو کو اختیار کرے جو موجب کفر نہ ہو لھذا ثابت ہوا کہ صاحب واقعہ کا بیان کہ میں بے اختیار تھا مجبور تھا قابل تسلیم نہ ہونے کے ساتھ ساتھ واجب التسلیم بھی ہے کیونکہ صاحب واقعہ کی زبان سے جو کلمات کفریہ سرزد ہوئے اُن کا صدور اس سے خطاء ہوا اور فقہاء کرام کی اصطلاح میں اس کو خطاء کہا جائے گا اور قرآن مجید کی نصوص اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات اور فقہاء کرام کے اقوال سے روز روشن کی طرح واضح ہوگیا کہ اگر کسی کی زبان سے بلا قصد و اختیار کلمات کفریہ سرزد ہو جائیں جس طرح دلائل ذکر کیے جا چکے ہیں تو یہ ہرگز موجب کفر وارتداد نہیں نیز فقہاء کرام کی اُن تمام عبارات سے صاف ظاہر ہے کہ اگر بلا قصد کے کلمات کفریہ سرزد ہو جائیں اور اعتقاد میں کوئی تبدیلی نہ ہو تو وہ صرف ان کلمات کفر کے تلفظ کی وجہ سے کافر نہ ہوگا۔ اس وقت جو کچھ ہم نے عرض کیا ہے اس کا ماٰخذ صرف قرآن مجید اور احادیث مبارکہ اور فقہ حنفی کی معتبر روایات تھیں۔ جو ایک حنفی المذہب مسلمان کے تسلی اور تشفی کیلئے کافی سے زائد ہے۔ چونکہ اکثر دیکھا گیا ہے کہ رضاخانی جو قرآن کریم و احادیث شریف کے تحریف اور اس کے معنی کے ہیر پھیر میں بہت چالاک و چست ہوتے ہیں اگر ان کے سامنے ان کے مجدد صاحب بریلوی کا کلام پیش کر دیا جائے تو ان کی ساری چستی سُستی سے بدل جاتی ہے اور بالکل ہی ان پر اوس پڑ جاتی ہے۔ اس لیے مناسب معلوم ہوتا ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی کا بھی فیصلہ درج کر دیا جائے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی کا فیصلہ

چنانچہ اعلیٰ حضرت بریلوی ایک سوال کے جواب میں فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں: ''شریعت میں احکام اضطرار احکام اختیار سے جدا ہیں''۔ (ملفوظات احمد رضا خان بریلوی ج ا صفحہ ۵۳)

اعلیٰ حضرت بریلوی کے ان الفاظ نے تو فیصلہ کر دیا کہ اگر کوئی اپنے اختیار سے کلمات کفر بولے تو اس کا اور حکم ہے یعنی کہ وہ کافر ہو جائیگا اور اگر کسی کے زبان سے اضطراری طور پر بلا اختیار کلمات کفر سرزد ہو جائے تو اس کا اور حکم ہے یعنی کہ اسکو ہرگز کافر نہیں کہا جاسکتا صاحب واقعہ کی عدم تکفیر کے لیئے مجدد التکفیر کا اتنا ہی لکھنا کافی ہے ہمارے اس بیان سے روز روشن کی طرح ظاہر ہو گیا کہ صاحب واقعہ اس واقعہ کی وجہ سے نہ کافر ہے نہ مرتد نہ گنہگار بلکہ شریعت اسلامیہ کی نظر میں وہ بالکل معذور ہے ہمارے دلائل قاطعہ سے ثابت ہوا کہ بظاہر کوئی خواب کیسا ہی وحشت ناک اور پریشان کن کیوں نہ ہو لیکن یہ ہرگز ضروری نہیں کہ اس کی تعبیر بھی ایسی ہو بلکہ ممکن ہے کہ اس کی تعبیر کوئی اچھی نکل آئے پس واقعہ زیر بحث بھی اسی قبیلہ سے ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ خواب اور اس کی تعبیر میں کوئی مناسبت ہونی چاہیئے لہٰذا بتلایا جائے کہ اس خواب اور اس کی تعبیر میں کیا مناسبت ہے اس کے جواب میں ہم حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولنا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ہی کی چند سطور نقل کر دینا کافی سمجھتے ہیں جو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی سوال کے جواب میں تحریر فرمائی ہیں اور وہ یہ ہیں:-

ذرا اِدھر بھی توجہ کیجیئے

بعض اوقات خواب میں معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے ہیں اور دل بھی گواہی دیتا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں لیکن زیارت کے وقت معلوم ہوتا ہے کہ شکل کسی اور کی ہے تو وہاں اہل تعبیر یہی کہتے ہیں کہ یہ اشارہ ہے اس شخص کے متبع سنت ہونے کیطرف پس جس طرح یہاں

بجائے شکل نبوی کے دوسری شکل مرئی ہونے کی (یعنی دکھائی دینے کے) تعبیر اتباع سنت سے دی گئی اسی طرح بجائے اسم نبوی صلی اللہ علیہ وسلم دوسرا ملفوظ ہونے کی تعبیر اگر اسی اتباع سے دی جائے تو اس میں کیا محذور شرعی لازم آگیا۔ (الامداد بابت ماہ جمادی الثانیہ ۱۳۳۶ھ ص ۱۹)

پھر لطف کے بات یہ بھی ہے ہمارے پیشوا حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو خواب کی اس تعبیر پر اصرار بھی نہیں انہوں نے اپنے دانست کے مطابق اس خواب کے اچھی تعبیر بیان فرمادی لیکن ساتھ ہی اپنے عدم اصرار کا تذکرہ بھی فرمادیا چنانچہ خود تصریح فرماتے ہیں کہ:

''باقی مجھ کو اس پر اصرار نہیں اگر یہ خواب وسوسہ شیطانی ہو یا کسی مرض دماغی سے ناشی پیدا ہوا ہو اور اس کی تعبیر نہ ہو یہ بھی ممکن ہے لیکن غلط تعبیر دینا صرف ایک وجدان کی غلطی ہوگی جس پر کوئی الزام نہیں ہوسکتا۔ (الامداد بابت ماہ جمادالثانیہ ۱۳۳۶ھ ص ۲۰.)

حضرات گرامی! شریعت اسلامیہ میں اگر کسی سے خواب کی حالت میں کلمات کفر سرزد ہوجائیں تو وہ شرعاً قابل گرفت نہیں سمجھا جائیگا۔ جیسا کہ فتح بریلی کا دلکش نظارہ کا حوالہ بھی پڑھ لیجیے یہ مسلمہ مسئلہ ہے کہ خواب کی بات پر کوئی حکم شرعی عائد نہیں ہوتا اگر کوئی کافر خواب میں اسلام لے آئے تو اس کا اسلام معتبر نہیں اور اسی طرح اگر کسی مسلمان سے خواب میں کلمات کفر سرزد ہوجائیں تو وہ انکی وجہ سے کافر نہیں ہوتا حدیث شریف میں ہے: لاتفریط فی النوم. نیند میں جرم جرم نہیں آپ ہی بتلائیے اگر کوئی شخص خواب میں زنا کرے تو کیا آپ اس پر حد جاری کرائیں گے۔

(فتح بریلی کا دلکش نظارہ ص ۹۷۔ مطبوعہ فیصل آباد)

اس کے حاشیہ میں ہے ''فقہ حنفی کی مشہور متداول کتاب شامی میں امام ابن ہمام کی تحریر الاصول کے حوالہ سے منقول ہے:

تبطل عبارته من الاسلام والردة والطلاق ولم توصف بخبر وانشاء وصدق و كذب كالحان

الطیور.

(ترجمہ) سونے والے کا کلام (مثلاً) اسلام لانا یا مرتد ہو جانا یا طلاق دینا یہ سب لغو اور بیکار ہے نہ اس کو خبر کہا جا سکتا ہے نہ انشاء اور نہ سچ اور نہ جھوٹ مثل پرندوں کی آواز کے ہے۔

(حاشیہ فتح بریلی کا دلکش نظارہ ص ۷۹ مطبوعہ فیصل آباد)

علاوہ ازیں ایک اور حوالہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

خواب نیند کی حالت میں دیکھا جاتا ہے اور نیند کی حالت میں جو کلمات زبان سے سرزد ہوتے ہیں شریعت میں انکا کوئی اعتبار نہیں ہوتا بالفرض اگر کسی سے بحالت نیند کلمات کفریہ سرزد ہوں تو اس پر کفر یا رتداد کا فتوی نہیں لگ سکتا کیونکہ وہ شرعاً مرفوع القلم ہے اور نیند کی حالت میں ایسے کلمات صادر ہونے کے وجہ سے وہ مجرم نہیں ہوگا۔ (عبارات اکابر حصہ اول ص ۲۰۵)

الحمدللہ کہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اس سنت نبوی پر عمل کرتے ہوئے اس کے جواب میں یہ تحریر فرمایا کہ: ''اس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالی متبع سنت ہے'' اُن صاحب کے واقعہ کی پریشانی کو بھی دور کر دیا اور لفظ ''متبع سنت'' لکھ کر یہ بھی بتلا دیا کہ مجھ کو حضور سرور عالم فخر بنی آدم ﷺ سے صرف غلامی کی نسبت ہے یہاں نبوت ورسالت کا احتمال بھی نہیں۔

الحمدللہ کہ ہمارے مخالفین کی تمام ہرزہ بافیوں کا جواب انہی چند سطروں میں ہو گیا۔ لیکن چونکہ آج ہم کو اس بحث کا خاتمہ ہی کرنا ہے، لہٰذا ہم واقعہ خواب پر کافی روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔

ناظرین! واقعہ خواب کے متعلق ہمارے مخالفین نے اس وقت تک جو کچھ زہر اگلا ہے اس سب کا حاصل صرف تین اعتراض ہیں:

۱۔ معاذ اللہ حضرت مولانا اشرف علی صاحب نے نبوت کا دعوی کیا۔

۲۔ صاحب واقعہ کو کوئی سرزنش کسی قسم کی تنبیہ نہیں کی حالانکہ وہ اسکا مستحق تھا اور اُس کو توبہ واستغفار و

تجدید ایمان و نکاح کا حکم دینا چاہیئے تھا۔ کیونکہ وہ کلمہ کفر کے تلفظ کی وجہ سے کافر ہو چکا تھا، پس چونکہ مولانا اُس شخص کے اس کفر پر راضی رہے اور کسی قسم کا انکار نہیں کیا، لہٰذا خود بھی کافر ہو گئے کیونکہ رضا بالکفر کفر ہے۔

۳۔ ایسے شیطانی وسوسہ کو حالت محمودہ کیوں سمجھا گیا اور اُس کی یہ تعبیر کیوں دی گئی۔

ان میں سے پہلے اعتراض کا افتراء محض اور کذب خالص ہونا تو اس قدر ظاہر ہے کہ کسی توضیح کا بھی محتاج نہیں پھر حضرت مولانا کی تحریر میں ''متبع سنت'' کا لفظ بھی اس کی پوری بیخ کنی کر رہا ہے۔

نیز بنظر انصاف غور فرمایا جائے کہ اگر بفرض یہی واقعہ غلام احمد قادیانی علیہ ما علیہ یا کسی دوسرے مدعی نبوت کے سامنے پیش آتا تو کیا وہ بھی لکھتا جو حضرت مولانا نے تحریر فرمایا ہے۔ مالک عرش کی قسم وہ ہرگز یہ نہ لکھتا بلکہ اِس کو اپنے دعوے نبوت کی ایک روشن ترین دلیل قرار دیتا۔ اور ہزار ہا کی تعداد میں اس مضمون کے اشتہارات شائع کرتا کہ ''جو لوگ میری نبوت و رسالت کے منکر ہیں خدا ان سے بجبر گردن پکڑے میری رسالت کا اقرار کراتا ہے اور میرا کلمہ پڑھواتا ہے''۔ اب اسکے مقابلہ میں حضرت مولانا کا جواب بھی ملاحظہ ہو، فرماتے ہیں: ''اِس واقعہ میں تسلی تھی کہ جس کی طرف تم رجوع کرتے ہو وہ بعونہ تعالیٰ متبع سنت ہے یعنی کہ حضور سرور عالم ﷺ (کا ایک فرمانبردار غلام ہے) اس میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے متبع سنت ہونے کا دعویٰ کیا ہے نہ کہ مدعی نبوت کا۔

ناظرین! خدارا انصاف کیجیے؟ کیا اسمیں کوئی لفظ بھی ایسا ہے جس سے دعوی نبوت کی بو بھی آتی ہو۔ کیا سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کا اقرار بھی کوئی سنگین جرم ہے۔

میرے دل کو دیکھ کر میری وفا کو دیکھ کر ☆ بندہ پرور منصفی کرنا خدا کو دیکھ کر

فقہائے کرام اور محدثین عظام رحمہم اللہ تعالیٰ کے اقوال سے صاف ظاہر ہے کہ انسان کی زبان سے جو کلمہ بلا قصد نکل جائے اس کو خطا کہا جاتا ہے۔ پس معلوم ہوا کہ صاحب واقعہ کی زبان سے جو کلمات کفریہ سرزد ہوئے اُنکا صدور اُس سے خطاء ہوا اور فقہاء کی اصطلاح میں اُس کو خطا کہا جائیگا۔ اب صرف یہ معلوم

کرنا باقی رہ گیا ہے کہ جس شخص سے کلمات کفریہ خطا کے طور پر سرزد ہوں اُسکا کیا حکم ہے۔ اِس کا جواب پہلے قرآن عزیز سے سنیئے، قال اللہ تعالیٰ:-

ربنا لا تؤاخذ ناان نسینا او اخطأنا. (پارہ نمبر۳ سورہ بقرہ آیت نمبر۲۸۶)

(ترجمہ) اے پروردگار اگر ہم سے بھول چوک ہو جائے اور کچھ خطا سرزد ہو جائے تو ہم سے مواخذہ نہ فرمائیو۔

دوسرا جواب آنحضرت ﷺ کی حدیث شریف سے سنیئے:

قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رفع عن امتی الخطأو النسیان. (رواہ الدار قطنی والبیہقی وغیرہما)

(ترجمہ) میری اُمت سے خطا اور نسیان اُٹھالیئے گئے ہیں (یعنی اُن پر کسی قسم کا مواخذہ نہ ہوگا)۔

الغرض کہ اگر کوئی خواب ظاہر اُبرا ہو تو یہ ضروری نہیں کہ فی الحقیقت بھی وہ ایسا ہی برا ہو اور اس کی تعبیر بھی بُری ہو۔ اُس کی شہادت میں واقعات ذیل ملاحظہ ہوں:

مشکوٰۃ شریف باب مناقب اہل البیت میں حضرت اُم الفضل رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی یہ حدیث مروی ہے:

عن ام الفضل بنت الحارث انها دخلت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقالت یارسول اللہ انی رأیت حلما منکرا اللیلة قال وماهو قالت انه شدید قال وماهو قالت رأیت کان قطعة من جسدک قطعت ووضعت فی حجری فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رأیت خیراً تلد فاطمة انشاء اللہ غلاما یکون فی حجرک فولدت فاطمة الحسین فکان فی حجری کما قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم.

(ترجمہ) حضرت اُم الفضل بنت حارثؓ سے مروی ہے کہ وہ آنحضرت ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئیں اور عرض کیا کہ یارسول اللہ آج رات میں نے بہت بُرا خواب دیکھا، آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا وہ کیا خواب ہے؟ عرض کی کہ حضرت وہ تو بہت ہی بُرا ہے۔ ارشاد فرمایا (بتلاؤ تو) وہ کیا ہے؟ حضرت اُم

الفضل نے عرض کی کہ میں نے یہ خواب دیکھا کہ گویا آپ کے جسد اطہر کا ایک ٹکڑا کاٹ کر میری گود میں رکھ دیا گیا ہے۔ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تم نے بہت اچھا خواب دیکھا ہے (اس کی تعبیر یہ ہے) کہ انشاء اللہ میری لخت جگر فاطمۃ الزہرا کے ہاں لڑکا پیدا ہوگا جو تمہاری گود میں کھیلے گا، چنانچہ حضرت امام حسینؓ پیدا ہوئے اور میری گود میں کھیلے جیسا کہ آنحضرت ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا۔

دیکھئے! بظاہر کس قدر بُرا خواب تھا حتیٰ کہ حضرت اُم الفضلؓ نے عرض کی کہ حضرت میں ایک بُرا خواب دیکھا ہے اور جناب رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم کے دوبارہ استفسار پر عرض کی کہ "حضرت وہ بہت ہی بُرا ہے"۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُس کی تعبیر کس قدر اچھی بتلائی۔

مسلم شریف و نیز دیگر کتب حدیث میں ہے کہ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

احب القيدو اكره الغل القيد ثبات فی الدين او كما قال.

(ترجمہ) یعنی میں خواب میں پیروں کی بیڑیوں کو اچھا سمجھتا ہوں اور گردن کے طوق کو بُرا پیر میں بیڑیاں دین کے معاملہ میں ثابت قدمی کی (دلیل) ہیں۔

غور فرمایا جائے کہ پیروں میں بیڑی کا ہونا بظاہر کس قدر بُری بات ہے لیکن آنحضرت ﷺ نے اُس کی تعبیر کتنی نفیس بتلائی۔

تعبیر الرؤیا میں حضرت امام اعظم ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا ایک خواب بایں الفاظ مذکور ہے کہ:

انه اتی قبر رسول الله صلی علیه وسلم فنبشه فاخبر استاذه و كان ابو حيفة صبيا بالكتب فقال استاذه ان صدقت رؤياک ياولد فانک تقتفی اثر رسول الله صلی الله عليه وسلم وتنبش عن شريعته فكان كما عبر الاستاذ رح. (تعبیر الرؤیا کشوری ص ۳۷)

(ترجمہ) (خواب میں) حضرت امام ابوحنیفہ رحمۃ اللہ علیہ آنحضرت ﷺ کے مزار اقدس پر پہنچے اور وہاں پہنچ کر حضور ﷺ کے مرقد پاک کو اکھاڑا (اعاذنا الله وسائر المسلمين منه) پس اس پریشان کن اور

وحشت انگیز خواب کی اطلاع انہوں نے اپنے اُستاذ کو دی اور اس زمانہ میں امام صاحبؒ مکتب میں تعلیم پاتے تھے، پس ان کے استاذؒ نے فرمایا اگر تمہارا یہ خواب واقعی ہے تو (اس کی تعبیر یہ ہے) کہ تم رسول اللہ ﷺ کی احادیث کی پیروی کرو گے اور شریعت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی پوری تحقیق و کرید کرو گے پس بالکل ایسا ہی ہوا اُن کے استاذ کی یہ تعبیر حرف بحرف سچی ہوئی۔

دیکھئے یہ خواب بھی بظاہر بہت ہی زیادہ پریشان کن تھا۔ لیکن حضرت امام اعظمؒ کے اُستاذ نے اُس کی تعبیر کس قدر تسلی بخش بتلائی۔ تاریخ کی بعض کتابوں میں مذکور ہے کہ خلیفہ ہارون رشید کی بیوی زبیدہ نے خواب دیکھا کہ کثیر التعداد مخلوق جمع ہیں اور سب لوگ باری باری اُس سے مجامعت کرتے ہیں۔ جب آنکھ کھلی تو سخت پریشان تھی۔ گھبراہٹ کی کوئی انتہا نہ تھی۔ آخر کار اپنی ایک کنیز کو اُس زمانے کے امام فن تعبیر کے پاس بھیجا اور اُس کو فہمائش کی کہ اُن کے پاس پہنچ کر میرے اِس خواب کی تعبیر دریافت کر، لیکن یہ نہ کہنا کہ زبیدہ نے یہ خواب دیکھا ہے بلکہ یہ ظاہر کرنا کہ خود میں نے ایسا خواب دیکھا ہے حسب الحکم وہ کنیز اُن بزرگ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور مذکورہ بالا خواب بلاکم وکاست نقل کر کے تعبیر دریافت کرنی چاہی۔ اُنہوں نے فرمایا تو غلط کہتی ہے، تو نے ہرگز یہ خواب نہیں دیکھا۔ بالآخر جب اُنہوں نے حقیقت حال دریافت کرنے پر زیادہ اصرار کیا تو جبراً قہراً کہنا پڑا کہ خلیفہ وقت کی بیوی زبیدہ کا خواب ہے۔ اُنہوں نے فرمایا بیشک زبیدہ کا یہ خواب ہوسکتا ہے اور اس کی تعبیر یہ بتلائی کہ اللہ تعالیٰ اُس سے کوئی ایسا کام لیگا جس سے کثیر التعداد مخلوق فیضیاب ہوگی۔ کہا جاتا ہے کہ نہر زبیدہ (جو کہ عرب کے ایک بہت بڑے حصّہ کو سیراب کررہی ہے اور ایام حج میں مشرق ومغرب کے مسلمان اُس سے فیضیاب ہوتے ہیں) اسی خواب کی تعبیر ہے۔

اب دیکھئے کہ خواب بظاہر کس قدر وحشت انگیز تھا اور اُس کی تعبیر کس درجہ کی بشارت ہے۔ ان احادیث کریمہ اور ان واقعات سے صاف ظاہر ہوگیا کہ بظاہر کوئی خواب کیسا ہی وحشت انگیز اور پریشان

کن کیوں نہو، لیکن ہر گز ضروری نہیں کہ اُس کی تعبیر بھی ایسی ہو بلکہ ممکن ہے کہ اس کی تعبیر کوئی اچھی نکل آئے ، پس واقعہ زیر بحث بھی اسی قبیلہ سے ہو تو کوئی محل استعجاب و استبعاد نہیں۔

ملت رضا خانیہ سے سوال

بندہ پاک و ہند کے تمام رضا خانی بریلوی مولویوں سے سوال کرتا ہے اور اُمید ہے کہ وہ حضرات بندہ کے سوال کا جواب ضرور دیں گے کہ تم نے تو حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ایک عقیدت مند کا واقعہ خواب جو کہ رسالہ الاحرار بابت صفر المظفر ۱۳۳۶ ہجری صفحہ ۳۴-۳۵ مطبوعہ تھانہ بھون انڈیا میں مرقوم تھا کہ ایک شخص کو بحالت خواب میں کلمہ پڑھنے پر اس کی تعبیر بتانے پر رضا خانی بریلویوں کا اس واقعہ خواب کو خواہ مخواہ اپنی سینہ زوری سے بنیاد بنا کر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ پر بے بنیاد سنگین الزام اور بہتان عظیم یوں باندھا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں خواب دیکھنے والے عقیدت مند نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کو رسول اللہ اور نبی اللہ تسلیم کیا ہے اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے نام کا کلمہ پڑھواتے تھے اور اپنے لیئے اقرار حصول نبوت اور رسالت ہے وغیرہ وغیرہ العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ۔ تو بندہ ناچیز تمام پاک و ہند کے رضا خانی بریلوی مولویوں کو اس سنگین الزام اور بہتان عظیم اور بے بنیاد الزام کے جواب میں دندان شکن جواب جوان کو سبق سکھانے کے لیئے بندہ پیش کر رہا ہے وہ یہ ہے کہ رضا خانی بریلوی حضرات اور بالخصوص رضا خانی مؤلف صاحب کی خدمت میں گزارش ہے کہ جن جن اولیاء اللہ نے اور جن جن حضرات نے بھی اپنے اپنے نام کا اپنے مریدین سے بحالت بیداری میں کلمہ پڑھوایا اور پھر جن جن حضرات نے بحالت بیداری میں اپنے مشائخ پر درود شریف کے گلدستے پیش کیے ہیں بالخصوص آستانہ عالیہ رضیہ بریلی شریف کے شجرہ طریقت میں تھوک کے حساب

سے درود شریف مرقوم ہیں وہ بھی آپ حضرات ضرور ملاحظہ فرمائیں گے۔ ان تمام حضرات کے بارے میں تمہارا کیا فتویٰ ہے کیونکہ بقول اعلیٰ حضرت بریلوی کے عالم بیداری اور عالم خواب کا الگ الگ حکم ہوتا ہے۔ بینوا مفصلاً وتوجروا کثیراً۔ تو بندہ رضا خانی مؤلف کو حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں واقعہ خواب کے جواب میں مشائخ اور اولیاء اللہ کی کتب کے عکس مع ٹائٹل کے پیش کر رہا ہے قارئین حضرات پڑھیں اور پھر فیصلہ فرمائیں اور تمہارا دل بھی گواہی دے گا کہ علماء اہلسنت دیوبند اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم اور احسان سے حق پر ہیں اور ہمیشہ حق پر ہی رہیں گے۔

بالخصوص رضا خانی مؤلف کی توجہ کے لیئے

نوٹ: ملحوظ رہے کہ ہم نے جو کچھ یہاں لکھا وہ صرف استفسار ہے، اس سے ہماری رائے کے متعلق کوئی خیال قائم کرنا شدید ظلم ہوگا یہاں ہم کو صرف ان مفتیان عظام کی حق پرستی کا امتحان کرنا مقصود ہے اور بس۔

رضا خانی مؤلف مولوی غلام مہر علی صاحب جناب آپ آستانہ عالیہ قادریہ رضویہ آف بریلی شریف انڈیا کا شجرۂ طیبہ کا عکس اور دیگر مشائخ اولیاء اللہ کے اقوال پر مبنی تحریروں کے عکس بھی پڑھ لیجیے پھر ذرا ٹھنڈے دل سے سوچ سمجھکر خوف خدا کرتے ہوئے عالم آخرت کے نقشہ کو اپنے سامنے رکھیں پھر فیصلہ فرمائیں کہ علماء اہلسنت دیوبند حق پر ہیں یا کہ آپ حضرات بریلوی؟

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے یقیناً آپ اپنے نفس کو ملامت کرتے ہوئے یہی فیصلہ کریں گے کہ علماء اہلسنت دیوبند بالکل حق پر ہیں اور جو کچھ تم نے ان کے ساتھ ظلم وستم کیا ہے وہ آپکی آنکھیں بند ہو جانے کے بعد فوراً نظر آجائے گا لہٰذا بریلی شریف انڈیا کے شجرۂ طیبہ کا عکس اور دیگر بزرگوں کی کتب کے عکس بھی پڑھیے اور بغور پڑھیے اور پھر فیصلہ بھی کیجیے اللہ تعالیٰ آپکو حق پہچاننے کی توفیق عطا فرمائیں۔ آمین ثم آمین۔

رضاخانی مؤلف بریلوی یہ بات بخوبی یادرکھیں کہ

قیامت کے دن ہمارا اصلی کلمہ اسلام

لاالٰہ الا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ

اور درود شریف ابراہیمی تمہارے بہتان عظیم اور

سنگین الزام کے خلاف جھگڑتا ہوا آئے گا کہ تم نے

دنیا میں چندروز رہ کر علماء اہلسنت دیوبند پر کیسے کیسے

ظلم وستم کے تیر برساتے رہے ۔

سلسلہ تصوف نمبر ۵۰

اردو ترجمہ کتاب

فوائد السالکین

یعنی

ملفوظات حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی اوشی چشتی رحمۃ اللہ علیہ

زہد الانبیاء سراج الاولیاء حضرت بابا فرید الدین گنج شکر مسعود

اجودھنی چشتی رحمۃ اللہ علیہ

مترجم

ملک فضل الدین صاحب ملک نقشبندی کے

جسے

اللہ والے کی قومی دکان رجسٹرڈ

ملک ملک چنن الدین نقشبندی مجددی تاجر کتب کشمیری بازار لاہور

نے

عاشقان رسول و محبان محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے لئے

بصرف زر کثیر با محاورہ اردو ترجمہ کرا کر شائع کیا

اس کے بعد اس بارے میں گفتگو شروع ہوئی۔ کہ اگر مرید نفل کی نماز میں مشغول ہو۔ اور اس کا پیر اس کو آواز دے۔ اگر وہ پیر کی بات کا جواب دینے کے لیے نفل کی نماز ترک کر دے۔ تو اس کی بابت آپ کی کیا رائے ہے۔ خواجہ قطب الاسلام نے زبان مبارک سے فرمایا کہ یہ بہتر ہے۔ کہ وہ نماز ترک کر کے اپنے پیر کی بات کا جواب دے۔ کیونکہ یہ نفلوں کی نماز سے افضل ہے اور اس میں بہت بڑا ثواب ہے۔

اسی موقعہ کے مناسب آپ نے فرمایا کہ ایک مرتبہ میں نفل کی نماز میں مشغول تھا۔ شیخ معین الدین ادام اللہ برکاتہٗ نے مجھے آواز دی۔ میں نے فوراً نماز ترک کی۔ اور لبیک کہا۔ آپ نے فرمایا۔ ادھر آؤ جب میں حاضر ہوا۔ تو آپ نے پوچھا۔ کہ تو کیا کر رہا ہے۔ میں نے عرض کی۔ کہ میں نفل ادا کر رہا تھا۔ آپ کی آواز سن کر نماز ترک کر دی۔ اور آپ کو جواب دیا۔ آپ نے فرمایا بہت اچھا کام کیا ہے۔ کیونکہ یہ نفلوں کی نماز سے افضل ہے۔ اپنے پیر کے دینی کام میں مستعد ہونا بہت اچھا کام ہے۔

اسی موقعہ کے مناسب آپ نے یہ فرمایا۔ کہ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ میں اور بہت سے اہل صفا شیخ معین الدین رحمتہ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر تھے۔ اور اولیاء اللہ کے بارے میں ذکر ہو رہا تھا۔ اسی اثناء میں ایک شخص باہر سے آیا۔ اور بیعت ہونے کی نیت سے خواجہ صاحب کے قدموں میں سر رکھ دیا۔ آپ نے فرمایا۔ بیٹھ جا۔ وہ بیٹھ گیا۔ اور اس نے عرض کی۔ کہ میں آپ کی خدمت میں مرید ہونے کے واسطے آیا ہوں۔ شیخ صاحب اس وقت اپنی خاص حالت میں تھے۔ آپ نے فرمایا کہ جو کچھ میں تجھے کہتا ہوں۔ وہ کہہ۔ اور بجا لا تب مرید کروں گا۔ اس نے عرض کی۔ جو آپ فرمادیں۔ میں بجا لانے کو تیار ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ تو کلمہ کس طرح پڑھتا ہے اس نے کہا۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ۔ آپ نے فرمایا یوں کہ۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ چشتی رسول اللہ۔ اس نے اسی طرح کہا۔ خواجہ صاحب نے اسے بیعت کر لیا۔ اور خلعت و نعمت دی۔ اور بیعت کے شرف سے مشرف کیا۔ پھر اس شخص کو فرمایا کہ سن میں نے تجھے جو کہا تھا کہ کلمہ اس طرح پڑھو۔ یہ صرف تیرا عقیدہ آزمانے کی خاطر کہا تھا ورنہ میں کون ہوں۔ میں تو ایک ادنیٰ سا غلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا ہوں۔ تو اصل میں وہی ہے۔ لیکن میں نے صرف حال کی کمالیت کی وجہ سے یہ کلمہ تیری زبان

سے کہلوایا تھا۔ چونکہ تو مرید ہونے کے لئے آیا ہے۔ اور تجھے مجھ پر یقین کامل تھا۔ اس لئے فوراً تو نے ایسا کہہ دیا۔ اس لئے سچا مرید ہو گیا۔ اور در حقیقت مرید کا صدق بھی ایسا ہی ہونا چاہیئے۔ کہ اپنے پیر کی خدمت میں صادق اور راسخ رہے۔

پھر اس بارے میں گفتگو شروع ہوئی کہ جب انسان توبہ کرے تو پھر اُسے اُن لوگوں سے میل جول نہیں رکھنا چاہیئے۔ جن سے وہ پہلے رکھتا تھا۔ کہ کہیں پھر اسی گناہ میں مشغول نہ ہو جائے۔ کیونکہ انسان کے لئے بُری صحبت سے بڑھ کر اور کوئی بُری چیز نہیں۔ اس واسطے کہ صحبت کی تاثیر ضرور ہو جایا کرتی ہے اور اُسے چاہیئے کہ خود بھی جس کام سے توبہ کی ہے۔ اُس سے کنارہ کشی کرتا رہے اور اُسے اپنا دشمن خیال کرتا رہے۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ خواجہ حمید الدین بہروانی ایک مرد بزرگ جو حضرت خواجہ معین الدین کے مریدوں میں سے تھے۔ اور اس دعاگو کے ہم خرقہ تھے۔ جب انہوں نے توبہ کی۔ تو یار اور ہمنشین پھر آئے۔ اور آپ سے کہا۔ کہ آؤ۔ پھر وہی عیش لوٹیں۔ خواجہ حمید الدین بہروانی نے وہاں جانے سے انکار کیا۔ اور کہا کہ جاؤ گوشہ میں بیٹھو۔ اور اس مسکین کو چھوڑ دو۔ کہ میں نے اپنا ازار بند ایسا مضبوط باندھا ہے کہ بہشت میں حوروں پر بھی نہیں کھلنے کا۔ خواجہ قطب الاسلام انہیں فوائد کو بیان کر رہے تھے۔ کہ طعام لایا گیا۔ خواجہ اور باقی درویش کھانے میں مشغول ہو گئے۔ اسی اثناء میں شیخ نظام الدین ابوالموید اندر آئے۔ اور سلام کیا۔ خواجہ قطب الاسلام نے اُن کی قدرا پرواہ نہ کی اور سلام کا جواب تک نہ دیا۔ شیخ نظام الدین ابوالموید کو یہ بات بڑی ناگوار گزری۔ الغرض جب طعام سے فارغ ہوئے۔ تو ابوالموید نے سوال کیا۔ کہ جس وقت ہم آئے تو اس وقت آپ کھانا کھا رہے تھے۔ میں نے سلام کیا۔ تو آپ نے جواب تک نہ دیا۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ خواجہ قطب الاسلام نے فرمایا۔ کہ ہم اس وقت طاعت میں تھے۔ ہم کس طرح سلام کا جواب دیتے۔ کیونکہ درویش لوگ جو کھانا کھاتے ہیں تو صرف اس غرض سے کھاتے ہیں۔ کہ ان میں عبادت کرنے کی طاقت پیدا ہو جائے۔ چونکہ ان کی نیت بھی یہی ہوتی ہے۔ اسلیئے وہ در حقیقت عبادت ہی میں مشغول ہوتے ہیں۔ پس جو شخص خدا کی بندگی میں مشغول ہو اُس پر واجب نہیں کہ سلام کا جواب دیوے۔ اور آنے والے شخص پر جائز ہے کہ وہ سلام نہ کہے۔ اور بیٹھ کر کھانا کھانے میں مشغول ہو جاوے۔ جب کھانے

اَلَآ اِنَّ اَوْلِيَآءَ اللّٰهِ لَا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ ۝ (القرآن الحکیم)

فوائد الفواد (اردو)

ملفوظات حضرت خواجہ نظام الدین اولیاء قدس سرہ العزیز (متوفی ۷۲۵ھ)

مرتبہ

امیر حسن علاء سجزی المعروف بہ خواجہ حسن دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

ترجمہ

پروفیسر محمد سرور

علماء اکیڈمی، اوقاف، پنجاب، لاہور

۱۴۰۰ھ
۱۹۸۰ء

بعد میری تعظیم کی۔ بندے نے عرض کیا کہ اگر کوئی شخص نماز نفل پڑھ رہا ہو اور پیر کے آنے پر وہ نماز نفل ترک کر دے۔ اور پیر کی تعظیم میں لگ جائے تو کیا اس کی تکفیر ہو سکتی ہے آپ نے فرمایا نہیں۔

بندے نے عرضداشت کی تائید اور پیر کے حق میں مرید کے اعتقاد کی پختگی کے بارے میں زبان مبارک سے ارشاد ہوا۔ کہ ایک دفعہ شیخ الاسلام فرید الدین قدس اللہ سرہ العزیز نے بدرالدین اسحاق کو آواز دی۔ بدرالدین نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے نماز ہی میں زور سے جواب میں لبیک کہا بعد ازاں حضرت خواجہ نے فرمایا۔ کہ ایک دفعہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کھانا کھا رہے تھے۔ آپ نے ایک صحابی کو آواز دی وہ نماز پڑھ رہے تھے۔ انہوں نے آنے میں کچھ دیر کی رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا تم جلدی کیوں نہیں آئے! انہوں نے کہا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ جب خدا اور خدا کا رسول بلائے تو فوراً آجانا چاہیئے بعد ازاں حضرت خواجہ نے ——— اللہ آپ کا ذکر بھلائی سے کرے۔ زبان مبارک سے ارشاد کیا کہ شیخ کا فرمان رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام کے فرمان کی طرح ہوتا ہے۔

اس وقت آپ نے یہ حکایت بیان کی۔ کہ ایک شخص شیخ شبلی[ا] کی خدمت میں آیا اور کہا کہ میں آپ کا مرید ہونا چاہتا ہوں۔ شیخ شبلی نے کہا کہ میں اس شرط پر تمہیں مرید بنانا قبول کروں گا۔ کہ جو میں حکم دوں تم وہ کرو گے۔ مرید نے کہا کہ میں ایسا کروں گا۔ شبلی نے اس سے پوچھا کہ تم کلمہ طیبہ کیسے پڑھتے ہو! مرید نے کہا میں اس طرح پڑھتا ہوں۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ۔ شبلی کہنے لگے کہ اب اس طرح پڑھو۔ لا الہ الا اللہ شبلی رسول اللہ مرید نے فی الفور اسی طرح پڑھ دیا۔ بعد ازاں شبلی رحمۃ اللہ علیہ نے کہا کہ شبلی تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے غلاموں میں سے ایک غلام ہے۔ اور اللہ کے رسول وہی ہیں میں تیرے اعتقاد کا امتحان کر رہا تھا۔

ا ابوبکر شبلی بغدادی (۲۴۷ھ — ۳۳۴ھ/۹۴۵ء)

بنام مبارک امام طریقت شہنشاہ ولایت حضور خواجہ غلام فرید چشتی نظامی صاحب

مصنفہ کتاب مسمی بہ

فوائدِ فریدیہ

کا اردو ترجمہ مسمی بہ فیوضات فریدیہ

از فقیر معینی شاہ محمد الٰہی

ملنے کا پتہ

منیجر مکتبہ معین الادب جامع مسجد شریف ڈیرہ غازیخان

پانی رکھتی تھی۔ اور فرماتی تھی کہ اس پانی کے ساتھ دوزخ کو بجھاؤنگی اور اس آگ سے بہشت کو جلا ڈالوں گی۔ تاکہ ہر شخص بغیر کسی لالچ کے اس کی عبادت کرے۔ حضرت معین الدین حسن سنجری چشتی نے فرمایا ہے۔ کہ عرش عارفوں کی معمولی منزل ہے۔ اور ان کے بلند مرتبے کو حق جانتا ہے۔ کہ کہاں تک ہے۔ اور نیز یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ عارف اسے کہتے ہیں۔ کہ عرش اللہ جو کچھ اس میں ہے۔ اسکو اپنے ناخن میں دیکھے۔ نیز بیان کیا گیا ہے۔ ایک شخص خواجہ معین الدین چشتی کے پاس آیا اور عرض کیا۔ کہ مجھے اپنا مرید بنائیں۔ فرمایا۔ کہ لا الٰہ الا اللہ چشتی رسول اللہ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ چشتی اللہ کا رسول ہے۔ حضرت ابو طالب مکی نے فرمایا ہے۔ عرش معلی بنی آدم کے اند گرد گھومتا ہے۔ حضرت عثمان ہارونی نے ایک دن اپنی کلاہ مبارک اپنے ہاتھ میں پکڑ فرماتے تھے کہ کوئی ہے جو اس کلاہ کی قیمت کرے۔ جو آدمی جو پاس بیٹھا تھا۔ عرض کیا۔ کسی کو کیا طاقت کہ اس کلاہ کی قیمت کرے۔ اس اثنا میں ہاتف نے آواز دی کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ کہ اس کلاہ کو ہم لیں گے۔ حضرت عثمان نے فرمایا۔ یا الٰہی جل جلالک تو جو یہ دونو جہان دیتا ہے۔ یہ دو جہان کہیں اور میری یہ کلاہ کہاں برابر ہو سکتے ہیں۔ منقول ہے۔ کہ حضرت امیر خسرو نے حضرت نظام الدین زندی زر بخش کا جوتا ایک ہزار روپے میں خریدا۔ جب حضرت نظام الدین کے سامنے آیا تو انہوں نے فرمایا۔ کہ خسرو تو نے سستا خریدا۔ حضرت عبداللہ بیسانی نے فرمایا ہے۔

رباعی:-

قُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ ۭ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا

ترجمہ

کہہ دے کہ بے شک حق ظاہر ہوا اور باطل مٹ گیا

کیونکہ باطل واقعی مٹنے والا ہے

تحقیقُ الحق فی کلمۃِ الحق

(مترجم)

تصنیفِ لطیف

زُبدۃُ الفقراء الصادقین و العلماء المحققین حضرت سید پیر مہر علی شاہ صاحب گیلانی قدس سرہ العزیز

○

بایماء

حضور معدنِ صدق و صفا مخزنِ حلم و حیا سیدنا حضرت پیر غلام محی الدین شاہ صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ

بتصحیح و ترجمہ

مولانا مولوی عبد الرحمٰن صاحب بنگوی و مولانا مولوی فیض احمد صاحب صدر مدرس جامعہ غوثیہ گولڑہ شریف

○

باہتمام

جناب سید پیر غلام معین الدین شاہ صاحب و سید پیر شاہ عبد الحق شاہ صاحب مدظلہما العالی

اس راہ (طریقت) کی مشکلات

چو در این جا امتیاز میان تجلی کہ بر تعین حقیقت جبرائیلیہ و حقیقت محمدیہ علیہما الصلوٰۃ والسلام کہ اول القاء سور قرآنیہ می فرماید و ثانی مخاطب بآن باشد۔

و ہم چنین میان تجلی کہ وجود سالک بعینہٖ مظہر حقیقت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام شدہ در ترقم لا الٰہ الا اللہ چشتی رسول اللہ در آید یا رفع اشتباہ میان تجلی ملکی کہ نازل است بر سالک و تعین ملکی کہ نزول فرمودہ بود بر نبی از انبیاء سابقہ و بسبب تشابہ آن دو تعین دعوی عینیت آن نبی نماید بغیر از مدد سابقہ عنایت ازلیہ کہ اکثر و اغلب از صورت پیر ظہور می نماید دشوار است و متعسر۔

کیونکہ اس راہ (مشکل الحصول) میں (فیوضات ظہور و واردات اور وجود و تجلیات سے ناواقف کے لئے) امتیاز درمیان تجلی نوری کے جو کہ تعین حقیقت جبرائیلیہ و حقیقت محمدیہ علیہما الصلوٰۃ والسلام پر کہ اول (حقیقت جبرائیلیہ) القائے سور قرآنیہ (کا فیضان) کرتی ہے اور ثانی (حقیقت محمدیہ) مخاطب (بکلام اللہ) ہوتی ہے۔

اور ایسا ہی امتیاز درمیان تجلی (ظہوری) کے کہ سالک کا وجود بعینہٖ مظہر حقیقت محمدیہ ہو کر لا الٰہ الا اللہ چشتی (سالک) رسول اللہ کے ترقم میں آتا ہے۔ یا (سالک کے مشاہدہ میں) رفع اشتباہ کا درمیان تجلی ملکی کے (کہ قلب) سالک پر نازل ہے۔ اور تعین ملکی کہ انبیاء سابقہ میں سے کسی نبی پر اس فرشتے نے نزول فرمایا ہو۔ (اور بمناسبت قلب سالک کے اس نبی کے قلب سے سالک پر تجلی ملکی وارد ہوا ہو) اور بسبب باہمی مشابہت ان دونوں تعین (تجلی ملکی و تعین ملکی) کے سالک (فریب مشاہدہ سے) دعوی عینیت (بروزی) اس نبی کا کرتا ہے۔ تو بغیر مدد سابقہ عنایت ازلی کے کہ اکثر و اغلب احوال میں (وہ مدد ازلیہ) شیخ کامل کی صورت لطیفہ سے ظہور کرتی ہے دشوار اور مشکل ہے۔

ان مشکلات کا حل

ف طالب را باید کہ اولاً نفی وجود موہوم بہ تکرار نفی و اثبات و مداومت بر دوازدہ تسبیح معمولہ خواجگان نماید بعد ازاں دست بمراقبہ زند کہ المجاہدۃ ثم المشاہدۃ الا در حق بعضے از اہل سعادت کہ جذب متقدم است بر سلوک نصیب اوشان است المشاہدہ راست آید۔

طالب صادق کو لازم ہے کہ اولاً (بارادہ و خیال) نفی وجود موہوم کی کلمہ نفی و اثبات (لا الٰہ الا اللہ) کے تکرار سے اور بارہ تسبیح (بارہ سو) معمولہ خواجگان پر مداومت کرے، (جن کی تفصیل بشرائط کشکول کلیمی میں ملاحظہ فرمادیں) بعد ازاں مراقبہ شروع کرے کیونکہ مشاہدہ رجوبیت مجاہدہ و مشقت سے حاصل ہوتا ہے۔ ہاں بعض اہل سعادت کے حق میں کہ ان کے نصیب خوش نصیبی میں جذب (کشش ایزدی) سلوک پر مقدم ہے۔ اول مشاہدہ پھر مجاہدہ درست آتا ہے۔

لہ بعض کم فہم لوگ اس عبارت کو سیاق و سباق سے کاٹ کر غلط فہمی کا شکار ہوئے کہ یہ کلمہ گویا مطلوب ہے۔ حالانکہ مطلب ظاہر ہے کہ توفیق الٰہی اور مرشد کی رہنمائی کے بغیر سالک کو ایسے تصورات و تخیلات آتے ہیں جو نفع کے بجائے نقصان اور وصل کی جگہ حرمان و خسران کی وادیوں میں دھکیل دیتے ہیں اور ایسی باتیں سرزد ہوتی ہیں لہٰذا جس طرح مغالطہ کھا کر ظلی بروزی نبوت کا دعویٰ باطل ہے ایسا ہی چشتی رسول اللہ کہنا بھی محض مغالطہ ہے جس کا ازالہ شیخ کامل کے بغیر مشکل ہے۔ اسی لئے مرشد کامل کے بغیر اس راہ میں قدم رکھنا خطرناک ہے۔ (مترجم)

یارب چہ عہد بود کہ عہدِ وصال بود در گلشن امید نسیم وصال بود
آسودہ بود دل ز فراق حبیب و جاں ہر دم ز دوست تازہ نوید جمال بود

گیتی چناں ربود زما عہدِ آں وصال
گفتی مگر در آئینۂ جاں خیال بود

مرحلۂ ہفتم از مراحل عمرؔ

المسمٰی بہ

انقلابُ الحقیقت

فِی التّصوّفِ والطّریقتِ

المعروف

مِصباح السّالکین فی ذکرِ محبوب الواصلین

مؤلّفہ

صاحبزادہ محمد عمر صاحب کان اللہ لہ
سجادہ نشین بیربل شریف

ہو کر مجھے دیکھنے لگے۔ جب ان کو معلوم ہُوا تو معافی مانگی۔

۶۹ ایک بار آپ نے مجھ سے فرمایا۔ کہ شریعت تو رسول سکھا دیتے ہیں۔ اگر پیر نے ادب بھی نہ سکھایا۔ تو پھر کیا کیا؟ اور سچ یہ ہے۔ کہ طریقت کی جان بھی ادب ہے ع۔ بے ادب محروم گشت از لطف رب۔ اور طریقت کا لباس بھی ادب ہے ع۔ ادب تاجیست از لطف الٰہی۔

۷۰ زمانہ حاضرہ میں فرنگیت کے زور نے تمام لوگوں کی صورتیں مسخ کر دی ہیں۔ اکثر دیکھا ہے۔ کہ نمازی بھی ہیں۔ صوم صلوٰۃ کے پابند بھی ہیں۔ لیکن چہرہ ہے۔ کہ فرنگیانہ۔ نہ داڑھی ہے نہ مونچھ۔ یا داڑھی صفا۔ مونچھیں بڑی بڑی۔ یا سر پر فرنگیانہ صورت کے بال تراشے ہوئے۔ جب کوئی صورت بھی ایسی آپکے سامنے آجاتی۔ بیتاب ہو جاتے۔ اور اپنے اس مقولہ کے مطابق کہ "مسلمان آدمی جب کسی خلاف امر شریعت کو دیکھے تو ایسا ہو جائے۔ جیسا بھوکا بھیڑیا بکری پر" آپ ایسے ہو جاتے۔ چنانچہ کئی ایک واقعہ بچشم خود دیکھے۔ ایک دو واقعہ لکھتا ہوں۔

۷۱ جمعہ کے دن آپ کا معمول مطابق سُنت سید آخر الزمان علیہ الصلوٰۃ والسلام تھا۔ کہ آپ غسل فرماتے۔ لباس تبدیل کرتے۔ ملنے والوں کے لیے یہ دن انتظار کا ہوتا تھا۔ اور بہت سے لوگ جمع ہو جاتے۔ تو آپکو موقعہ نیچے تشریف لانے کا ملتا۔ ایک جمعہ کو آپ جب بالاخانہ سے تشریف لائے۔ تو زائرین سے مکان پُر تھا۔ آپ حسب عادت دائیں طرف سے دیکھنے لگے۔ اور برابر بائیں طرف نظر دوڑاتے گئے۔ مگر خلاف عادت بائیں طرف سے ملنا شروع کیا۔ پہلے شخص

کو بلا تردد فرمایا۔ کہ مسجد کو چلے جاؤ۔ دوسرے کو دیکھ کر بھی یہی فرمایا۔ تیسرے کے پاس آکر دو زانو آپ بیٹھ گئے۔ اور اُس کے چہرے کو نہائت غور سے دیکھا۔ اور پوچھا کیا نام ہے۔ اُس نے عرض کی بہاؤل۔ آپ نے فرمایا بہاؤل کیا ہے۔ بہاؤالدین نام ہو گا۔ ساتھ ہی آپ اپنا ہاتھ بڑھاتے گئے۔ اور اس کی مُنڈی ہوئی داڑھی پر جا رکھا۔ کہ بہاؤالدین یہ کیا۔ نام بہاؤالدین اور چہرا یہ۔ مسلمان کے مسلمان۔ اور بے ایمان کے بے ایمان۔ پھر تو اتنا جذب آیا کہ آپ بے اختیار ہو کر اس کی دونوں مُوچھیں پکڑ کر زور زور سے کھینچنے لگے۔ اور فرمانے لگے تمہارا کلمہ تو یہ ہے۔ لا الہ الا اللہ انگریز رسول اللہ۔ اور آہستہ سے طمانچے بھی چند لگائے۔

زاں بعد دریافت کیا۔ کہ کس کے ہمراہ آئے۔ اُس نے کہا۔ میاں صاحب کے ہمراہ۔ آپ نے کہا کونسے۔ تو اس نے ایک آدمی چھوڑ کر دوسرے کی طرف اشارہ کیا۔ آپ اُس کو چھوڑ کر میاں صاحب کی طرف متوجہ ہو گئے۔ میاں صاحب ایک خوب صورت پچیس سالہ داڑھی صفا نوجوان تھے۔ آپ نے نام پوچھا۔ تو کہا حسین۔ آپ نے فرمایا۔ کیا حسین ہے؟ اس نے کہا جی ہاں۔ آپ نے ٹھوڑی سے پکڑ کر اُسکا منہ دائیں بائیں پھرایا۔ اور فرمایا دیکھو۔ یہ حسین کی شکل ہے۔ یہ حسین ہے اتنے میں دو تین طمانچے آپ نے رسید کر دیئے۔ زاں بعد فرمایا۔ کہ کہو۔ لا الہ الا اللہ انگریز رسول اللہ۔ لا الہ الا اللہ لندن کعبۃ اللہ۔ وہ بے چارہ ہیبت سے لرز رہا تھا۔ اور مجلس بھی دم بخود تھی۔ اور برابر بڑبڑا رہا تھا۔ پھر آپ نے دریافت کیا۔ کہ باپ دادا بھی دیکھے تھے اُس

نے کہا۔ کہ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اُنکی صورت بھی یہی تھی؟ اُسنے کہا جی نہیں۔ فرمایا۔ کہ پھر تجھے کیا ہو گیا۔ مَیں نے سنا ہے۔ کہ بزرگ تھے۔ اُنکی قبر پر اب بھی لوگ حاجات طلب کے لیئے جاتے ہیں۔ کیا ایسے ہی ہے۔ اس نے کہا جی ہاں ایسے ہی۔ تو آپ نے فرمایا کہ پھر تجھے کیا ہو گیا۔ پھر دو چار طمانچے اور لگا دیئے۔ زاں بعد فرمایا کہ کتنے مربعوں کے مالک ہو۔ اس نے کہا کہ چودہ کے۔ آپ نے پھر دو طمانچے لگا دیئے۔ کہ اللہ نے اتنا دے رکھا ہے۔ اور پھر یہ حالت پھر فرمایا۔ کہ کہو لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ زاں بعد پوچھا کیا کرتے ہو۔ اس نے کہا ذیلدار ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ یہاں کیوں آئے۔ اسنے عرض کیا۔ کہ کینیا آیا ہوُا ہے۔ اُس سے کچھ کام تھا۔ آپ نے نہائت نرم طبیعت سے فرمایا۔ کہ لوگوں کے فیصلے گھر ہی کر دیا کرو جتنا ہو سکے گھر ہی مٹا یا کرو۔ صورت و سیرت مسلمانوں کی پیدا کرو۔ انگریزوں کے افسر جو گھر آجائیں۔ ان کی خدمت کر کے ان کو ٹالدو۔ اور خود اُن کے پیچھے نہ دوڑا کرو۔ اب تمہاری پیشی صاحب کے پاس کس وقت ہے۔ وہ چونکہ آپکی طبیعت سے ناواقف تھا اُس سے اسے کچھ معلوم نہ ہوُا۔ بلکہ حیران۔ اُس نے سمجھا کہ شائد پھر کچھ تادیب ہو۔ پھر فرمایا کہ دوپہر کا کھانا یہاں ہی کھانا۔ زاں بعد آپ اُسکا ہاتھ پکڑ ا وپر کی منزل میں اسے لے گئے۔

رمز شناسوں نے کہا کہ مار پیٹ تو بہت کھائی۔ لیکن جس کام کے لئے آیا تھا۔ وہ ہو گیا۔

اس قصہ سے ہیبت۔ جلال و جمال۔ خلاف شریعت پر غصہ

یعنی حالات و کرامات و ملفوظات حضرت قبلہ غریب نواز پیر سید
غلام حیدر علی شاہ صاحب جلالپوری قدس سرہ العزیز

مؤلفہ

ملک محمد دین ایڈیٹر صوفی

ضائع ہوگا اور فائدہ سے محروم رہے گا بلکہ زیادہ تر غلطیوں میں پڑجائے گا۔

ایک دن ارشاد فرمایا کہ شیخ شبلی علیہ الرحمۃ کا معمول تھا کہ علماء میں سے جو کوئی بارادۂ بیعت آپکے پاس آتا تو آپ فرماتے کہ اگر میرے نام کا کلمہ پڑھو تو مرید ہو جاؤ یعنی بجائے "مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ" کے "شِبْلِیْ رَسُوْلُ اللّٰہِ" کہو۔ اگر ایسا نہیں کرسکتے تو کہیں اور جاؤ جو اس کو تسلیم کر لیتا اور اس عقیدہ کو سمجھ لیتا وہ مقصد کو پہنچ جاتا اور جو شخص اس حجاب میں انکارہ جاتا وہ محروم واپس چلا جاتا۔

کسی نے حاضرین میں سے عرض کی کہ فلاں قریہ میں ایک عالم نے اعتراض کیا ہے کہ سلسلۂ مشائخ میں لفظ رضی اللہ عنہ ہر اسم شیخ پر کس طرح جائز رکھا گیا ہے۔ کیا خبر ہے کہ حق تعالیٰ اُن سے راضی ہے یا نہیں۔ آپنے ارشاد فرمایا کہ اگر حق تعالیٰ اُن سے راضی نہیں ہے تو اتنی مخلوق جو اتنی مدت سے دعوئے رضی اللہ عنہ پر گواہی دے رہی ہے اور ہر روز کلمۂ رضی اللہ عنہ کہہ رہی ہے۔ وہ معترض اس شہادت سے ان سب کو منع کر دے۔

ارشاد ہوا کہ ریگستانی ملکوں میں زراعت نہیں ہوتی مگر تربوز عام طور پر پیدا ہوتا ہے اس کا گودا آدمی کھاتے ہیں اور چھلکے مویشیوں کے کام آتے ہیں۔ فرمایا اللہ تم کیسا رزاق ہے کہ ہر جاندار کا رزق اس کے پاس پہنچا دیتا ہے۔

کہ سیمرغ در قاف روزی خورد

ذکرِ حبیب

یعنی حالات و کرامات و ملفوظات حضرت قبلہ غریب نواز پیر سید

غلام حیدر علی شاہ صاحب جلالپوری قدس سرہ العزیز

مؤلفہ

ملک محمد دین ایڈیٹر صوفی

ہر روٹھے گور بھیر مناوے گور روٹھے نہیں ٹھور

بھیکا وہ نر گور ہیں جو گور کو جانیں اور

اسی سلسلے میں آپ نے فرمایا کہ حضرت خواجہ شمس العارفین رحمتہ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ ہم تونسہ شریف میں تھے اور ایک گلی میں عورتیں کسی کی شادی کی تقریب میں گا رہی تھیں کہ

"گوری نوں ونگاں چڑھاوے یار"

ہماری مجلس میں ایک عالم بھی موجود تھے کہنے لگے کہ ان عورتوں کو اس بیہودہ گوئی سے کیا فائدہ اور بہت خفا ہوئے۔ میں نے کہا یہ کچھ بے ہودگی نہیں ہے وہ تو درود شریف پڑھ رہی ہیں پوچھا کہ یہ درود کیونکر ہوگیا۔ میں نے کہا گوری سے مراد حضرت سرور کائنات علیہ السلام والصلوٰۃ ہیں۔ اس لیے کہ درحقیقت گوری وہ ہے جس کا رنگ خود بھی سرخ و سفید ہو اور جو دوسروں کو بھی اپنے رنگ میں رنگ سکے جو دوسروں کو سفید اور روشن نہ بنا سکے وہ گوری نہیں ہے۔ غرض کہ "گوری" اسم مجازی نہیں ہے۔ ونگاں سے مراد وہ زیور ہے جسے ہندی میں "چوڑا" کہتے ہیں۔

چنانچہ یہ بات مشہور ہے کہ فلاں کو بہت چوڑے میسر ہیں یعنی اس کے ہاتھ بہت دولت آگئی ہے اور یہاں چوڑے سے مراد درود شریف ہے جس کے معنی رحمت کے ہیں۔ یار سے مراد حق تعالیٰ ہے پس اس فقرہ کے معنی یہ ہوئے کہ:

"اے اللہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم پر رحمت نازل فرما"

اس مرد عالم نے یہ تاویل سنی تو دنگ رہ گیا اور کہنے لگا کہ ہم نے علم بے فائدہ پڑھا

پُرگوہر

اردُو ترجمہ

مرآتُ العاشقین

اعلیٰحضرت خواجہ شمسُ الدین سیالوی رحمۃُ اللہ علیہ کے ملفُوظاتِ عالیہ کا مجموعہ

مرتبہ

سیّد محمّد سعید رح

ترجمہ:

صاحبزادہ غُلام نظام الدین ایم اے مرولوی

اِسلامِک بُک فاؤنڈیشن

۲۴۹ - این، سمن آباد ○ لاہور

پھر فرمایا ۔ کتنی عجیب متابعت تھی کہ بال بھر بھی اتباعِ شیخ سے انحراف نہیں کرتے تھے ۔

بعد ازاں بسید خدا بخش اور نیاز درویش نے مولوی معظم دین صاحب مرولوی کی وساطت سے عرض کیا کہ ہمارا حال بہت خراب ہے ۔ جب تک آپ کی رضامندی ہمارے شاملِ حال نہیں ہوگی ، ہماری حالت کسی طرح سُدھر نہیں سکے گی ۔ خواجہ شمس العارفین نے فرمایا ۔ مَیں راضی ہو جاؤں گا ۔ مولوی صاحب مرولوی نے پھر عرض کیا کہ جب آپ نے رضامندی کو صیغہ مستقبل میں ظاہر کیا تو اِس سے معلوم ہوا کہ ابھی رضامندی میں دیر ہے ۔ فرمایا ۔ اگر وہ ہمارے کہنے پر عمل کریں تو ہم راضی ہی تو ہیں ۔

بعد ازاں ، صاحب زادہ محمد دین صاحب نے عرض کیا کہ میرے جد بزرگوار وصال کے وقت یہ درود شریف پڑھتے تھے ۔ اللھم صلی علی محمد و علی شیخنا محمد سلیمان ۔

خواجہ شمس العارفین نے فرمایا ۔ میرے اُستاد حضرت مولانا محمد علی مکھڈی بھی وعلی آلہٖ کے بعد وعلی شیخنا پڑھتے تھے ۔ ایک دن میں نے عرض کیا کہ علی شیخنا کہنے کا کیا مورد ہے ، کیوں کہ حدیث شریف میں آیا ہے ۔

کل تقی و نقی	ہر محتاط اور سلجھا ہوا آدمی میری
فھو آلی	اولاد میں سے ہے

اور اس لحاظ سے درود میں گویا تمام متقی بھی شامل ہیں ۔ اُستاد گرامی نے فرمایا اگرچہ ضرورت تو نہیں لیکن پھر بھی تعمیم کے بعد تخصیص بہتر ہے ۔

○ بعد ازاں ، بندہ نے عرض کیا کہ فنافی الشیخ کیا ہے ۔ فرمایا ۔ اپنے شیخ کی ذات میں اس طرح ڈوب جانا کہ وہ اپنے کسی بھی حرکت و سکون کو اپنا نہ سمجھے بلکہ ۔ پیر و مرید کی صورت بھی ایک جیسی ہو جائے ۔ ○

دیکھ زلف اُتّے رخسار میاں پہلے کفر اتے اسلام دو ہیں

پھر فرمایا۔ زلف سے مراد تجلیات جلالی، رخسار سے مراد تجلیاتِ جمالی۔ زلف کو کفر اور رخسار کو اسلام سے مناسبت ہے یعنی محبوب حقیقی کی زلف و رخسار دیکھتے ہی کفر و اسلام کی تمیز ختم ہو جاتی ہے اور ہر جگہ اسی کا جلوہ نظر آتا ہے۔

بعد ازاں، یہ مصرعہ پڑھا ؏

مونہہ تھوں پڑدا لاہ وے ماہی جگ وچ کالی رات ایہے

یعنی رسول خدا آپ اپنے چہرے مبارک سے بشری پردہ اٹھائیں تاکہ غیریت کی تاریکی دنیا سے رخصت ہو اور ہر جگہ آپ کا نور چمکتا نظر آئے۔

بعد ازاں جامی کا یہ شعر پڑھا ؎

بروں آور سر از بردِ یمانی

کہ روئے تست صبحِ زندگانی

یعنی آپ اپنے چہرے مبارک کو کفن سے نکالیں کیونکہ آپ کا چہرۂ انور تمام مخلوق کی زندگی ہے۔

بعد ازاں، فرمایا۔ عرفا، ہر بات سے اپنی فکر کے مطابق معنی کا ادراک کرتے ہیں۔ ایک دفعہ تونسہ شریف میں حضرت صاحب کے مکان کے قریب ہی چند خانہ بدوش عورتیں گا رہی تھیں اور کچھ اس قسم کے الفاظ کہتی تھیں " گوری نوں دنگاں چڑھاوے یار " ایک عالم نے کہا ان عورتوں کو یا وہ گوئی سے شرم بھی نہیں آتی۔ خواجہ شمس العارفین نے فرمایا۔ میں اس کے پاس بیٹھا ہوا تھا میں نے کہا یہ بیہودہ نہیں بلکہ ایک قسم کا درود ہے۔ اس نے کہا، ہیں، وہ کس طرح؟ میں نے کہا گوری سے مراد رسول خدا۔ دنگاں سے مراد رحمتِ خدا۔ یار سے مراد ذاتِ باری تعالیٰ۔ یعنی اے خدا اپنے رسول پر درود بھیج۔ عالم نے متعجب ہو کر کہا یہ عجیب مفہوم ہے جو تم نے سمجھا ہے۔

بحمدہ تعالیٰ

حامی سنت ماحی بدعت جناب حاجی اسمٰعیل میاں صاحب بن حاجی امیر میاں صاحب ساکن راجکوٹ ملک کاٹھیا واڑ نے افریقہ سے ایک سوگیارہ استفتا دار الافتا میں بھیجے اس کتاب مستطاب میں ان سوالوں کے نہایت تحقیق و تدقیق کے ساتھ جواب ہیں ان کے علاوہ بہت ضروری مسائل بکمال آب و تاب ہیں اور بہت عظیم فوائد تو روز اوّل سے اس کتاب کے لئے انتخاب ہیں جو اس کے سوا دوسری جگہ قطعاً نایاب ہیں۔ جابجا رد وہابیت کے بھی فوائد لاجواب ہیں۔

مسمّٰی باسم تاریخی

السّنیۃ الانیقہ

فی

فتاویٰ افریقہ

مُصنّفہ

حضرت امام اہل سنت قامع بدعت ناصر ملت مجدد مأتہ حاضرہ مؤید ملت طاہرہ اعلیٰحضرت مولانا مولوی حاجی قاری شاہ احمد رضا خاں صاحب قدس اللہ اسرارہم

الناشرہ

مدینہ پبلشنگ کمپنی بندر روڈ کراچی ۱

کر دیجے راہ اسکی کے تاکہ تم فلاح پاؤ مسلمانو اے مصطفےٰ پیارے کے نام پر قربان ہو
ہاں ہاں سنیو سنیو تمہارے پیارے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں دیکھو تجلی الیقین
صفحہ ۴۴ ارشاد ۲۷ حدیث امام احمد و ابن ماجہ و ابو داؤد طیالسی و ابویعلی عبد اللہ
بن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے راوی حضور سید المرسلین صلے اللہ تعالےٰ علیہ وسلم
فرماتے ہیں۔ انہ لم یکن نبی الا لہ دعوۃ قد تنجزھا فی الدنیا وانی قد
اختبأت دعوتی شفاعۃ لامتی وانا سید ولد آدم یوم القیمۃ ولا
فخر وانا اول من تنشق عنہ الارض ولا فخر وبیدی لواء الحمد ولا فخر آدم فمن
دونہ تحت لوائی ولا فخر (ثم ساق حدیث الشفاعۃ الی ان قال) فاذا اراد
اللہ ان یصدع بین خلقہ نادی مناد این احمد وامتہ فنحن الآخرون الاولون
نحن آخر الامم واول من یحاسب فتفرج لنا الامم عن طریقنا فنمضی غرا محجلین
من اثر الطھور فیقول الامم کادت ھذہ الامۃ ان تکون انبیاء کلھا الحدیث
یعنی ہر نبی کے واسطے ایک دعا تھی کہ وہ دنیا میں کر چکا اور میں نے اپنی دعا روز قیامت
کیلئے چھپا رکھی ہے وہ شفاعت ہے میری امت کے واسطے اور میں قیامت میں اولاد
آدم کا سردار ہوں اور کچھ فخر مقصود نہیں اور اول میں مرقد اطہر سے اٹھوں گا اور
کچھ فخر مقصود نہیں اور میرے ہی ہاتھ میں لواء الحمد ہوگا اور کچھ افتخار نہیں آدم اور
ان کے بعد جتنے ہیں سب میرے زیر نشان ہونگے اور کچھ تفاخر نہیں۔ جب اللہ
تعالیٰ خلق میں فیصلہ کرنا چاہے گا ایک منادی پکارے گا کہاں ہیں احمد اور ان کی
امت تو ہمیں آخر ہیں اور ہمیں اول ہیں ہم سب امتوں سے زمانے میں پیچھے اور
حساب میں پہلے تمام امتیں ہمارے لئے راستہ دیں گی ہم چلینگے اثر وضو سے درخشندہ رخ
تابندہ اعضا سب امتیں کہیں گی قریب تھا کہ یہ امت تو ساری کی ساری انبیا ہو جائے۔

۱ یعنی رسول کی اطاعت میں جو نیکی کرو وہ قبول ہے اور بغیر اس کے عقل سے کرو تو قبول نہیں ۱۲ منہ

اشاراتِ فریدی

مقابیس المجالس

ملفوظات حضرت خواجہ غلام فرید رحمۃ اللہ علیہ کا مکمل و مستند مجموعہ

جمع و ترتیب

مولانا رکن الدین رحمۃ اللہ علیہ

تحقیق و ترجمہ

کپتان واحد بخش سیال

اسلامک بک فاؤنڈیشن ○ لاہور
صوفی فاؤنڈیشن ○ بہاولپور

تفصیل یہ ہے کہ مجھے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور جمیع صحابہ کرام کی زیارت ہوئی۔ حضرت خواجہ حسن بصریؒ سے لے کر حضرت مولانا فخر الدین دہلویؒ تک تمام مشائخ عظام موجود تھے۔ سامنے ایک حوض تھا جو گلاب کے پانی سے لبریز تھا۔ اس میں عطر گلاب بھی ملا ہوا تھا مجھے اس حوض میں غسل دیا گیا۔ اس کے بعد حضرت مولانا فخر جہان دہلوی نے اپنے ہاتھ سے میرے سر پہ دستار باندھی اور پوشاک زیب تن کرائی۔ جب میں بیدار ہوا تو عطر گلاب کی خوشبو بدستور آرہی تھی۔ یہ سن کر حضرت قبلہ عالم قدس سرہ نے فرمایا۔ مبارک باد! میرا منشا بھی یہی تھا۔ الحمد للہ کہ میرے شیخ نے اپنے دست مبارک سے تجھے دستار سجادگی عطا فرمائی ہے۔

تیسری شہادت

تیسری شہادت یہ ہے کہ حضرت قبلہ عالم مہاروی قدس سرہ نے اپنے تمام معاملات حضرت قبلہ قاضی صاحبؒ کے سپرد کر رکھے تھے۔ حالانکہ دیگر خلفاء اور فرزندان بھی موجود تھے۔ حتیٰ کہ حضرت اقدس کا روضہ بھی حضرت قاضی الحاجاتؒ نے تعمیر کرایا۔

چوتھی شہادت

چوتھی شہادت یہ ہے کہ حضرت قاضی صاحبؒ اپنے پیر و مرشد کے اہل بیت میں شمار ہوتے تھے۔ حضرت شیخ کے گھر کے لوگوں کا حضرت قاضی صاحبؒ سے پردہ نہیں تھا اور آپ افراد خانہ کی طرح ہر وقت اندر آتے جاتے رہتے تھے۔ یہ قرب خلفاء میں سے کسی کو حاصل نہ تھا۔

حضرت خواجہ محمد سلیمانؒ کی شہادت

حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسویؒ فرماتے ہیں کہ حضرت قاضی محمد عاقلؒ حضرت قبلہ عالمؒ کے انیس خلوت، جلیس روز و شب، ہمدم اور محرم راز تھے۔ حضرت خواجہ محمد سلیمان نے یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد کسی کو نبوت مل سکتی تو قاضی محمد عاقلؒ کو ملتی۔

حضرت قاضی محمد عاقلؒ کے خلفاء

حضرت قاضی صاحبؒ کے مشہور خلفاء یہ ہیں (۱) آپ کے پوتے حضرت خواجہ خدا بخش صاحب محبوب الہیٰؒ (۲) حضرت مولوی سلطان محمود صاحب خانپلویؒ (۳) حضرت مولانا گل محمد صاحب احمد پوریؒ (۴) حضرت مولانا نور محمد صاحب بڑا احمد پوریؒ (۵) حضرت مولوی عبداللہ بھٹی احمد پوریؒ (۶) مولانا محمد اعظمؒ۔ آپ کا وصال ۱۸ رجب ۱۲۲۹ھ کو ہوا۔ مدفن آپ کا

اس پر حضرت قبلۂ عالم قدس سرہ نے فرمایا کہ تجھے مبارک ہو۔ میری خواہش بھی یہی تھی الحمد للہ کہ انہوں نے اپنے ہاتھ سے تمہیں سجادگی عطا کی ہے۔۔ تیسری بات یہ ہے کہ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ نے تمام کام ہمارے قبلہ قاضی صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی تولیت میں دے دیئے تھے۔ چوتھی بات یہ ہے کہ آپ حضرت قبلۂ عالم کے اہل بیت کی طرح تھے کیونکہ مستورات یعنی ازواج مطہرات حضرت قبلۂ عالم ہمارے حضرت سے پردہ نہیں کرتے تھے۔ اور آپ بچوں کی طرح گھر میں آیا جایا کرتے تھے اور یہ نہایت قرب کی علامت ہے جو اور کسی کو حاصل نہ ہوئی تھی۔ اس کے بعد فرمایا کہ یہ معاملہ وراثت پر موقوف نہیں جس طرح کہ نبوت۔ اگر نبوت موروثی ہوتی تو تمام پیغمبر پشت بہ پشت ایک ہی خاندان میں ہوتے۔ لیکن معاملہ اس کے برعکس ہے نبی ایسی جگہ پر مبعوث ہوتے تھے کہ کسی کے وہم و گمان میں بھی نہیں آتا تھا کہ اس جگہ ہوں گے اور نبوت و ولایت میں کوئی فرق نہیں۔ وہی ایک چیز ہے جسے چاہتے ہیں عطا کرتے ہیں یہ نوشتۂ پیشانی ہے۔ چنانچہ نقل ہے کہ حضرت خواجہ نور الصمد شہید نے اپنے والد بزرگوار حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ کو وصال سے دو دن پہلے عرض کیا کہ حضور مہربانی فرمادیں مجھے بھی خواجگان کی نعمت سے حصہ ملے۔ حضرت قبلۂ عالم قدس سرہٗ نے فرمایا بیٹے ابھی یاد آیا ہے۔ جب میری زندگی کے دو دن باقی رہ گئے ہیں۔ اس سے پہلے تم کہاں تھے۔ اب کام میرے ہاتھ سے نکل گیا ہے لیکن ایک حیلہ باقی ہے۔ اگر اس پر عمل کرو تو امید ہے کہ کچھ حصہ مل جائے گا۔ وہ حیلہ یہ ہے کہ ہمارے فقراء کی خدمت اپنے اوپر لازم کر لو اور روز و شب ان کی صحبت میں بسر کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد نبوت کی نفی

اس کے بعد فرمایا کہ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہٗ ہمارے قبلہ قاضی محمد عاقل قدس سرہٗ کے متعلق فرمایا کرتے تھے کہ اگر حضرت خاتم النبیین کے بعد خلعت نبوت کسی کو عطا ہوتی

تو قاضی صاحب کو عطا ہوتی - اور حضرت مولانا قدس سرہ حضرت خواجہ نور محمد نارووالہ رحمۃ اللہ علیہ کی نسبت فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے احباب اور فقراء میں ان کی مثل کوئی شخص نہیں - اس کے بعد حضرت خواجہ نے احقر راقم الحروف کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ دیکھو کہ پیر کا پیر اپنے مرید کے حق میں کس قدر مدحت سرائی کرتا ہے اس سے ان کا عالی مقام ظاہر ہوتا ہے -

حضرت شیخ قبلہ عالم کے ہاں حضرت قاضی صاحب کا قرب و منزلت

اس کے بعد فرمایا کہ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی رضی اللہ تعالےٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت قاضی محمد عاقل قدس سرہٗ حضرت قبلہ عالم رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے انیس خلوت اور شبانہ روز ہم جلیس، ہمدم، محرم راز اور یگانہ تھے - ان کے لیے اور حضرت خواجہ نور محمد نارووال کے لیے ہمیشہ اجازتِ عام تھی - ہر وقت بلا تردد آیا جایا کرتے تھے - اور حضرت شیخ جس حال میں ہوتے تھے یہ دونوں حضرات حاضر ہوتے تھے اور خدمتِ اقدس میں بیٹھ جاتے تھے لیکن حضرت حافظ جمال اللہ قدس سرہٗ کے لیے اجازت طلب کرنا ضروری تھا - جب حجرۂ خاص کے باہر آپ پہنچتے تو اندر جانے کی اجازت طلب کرتے - اگر اجازت ہوتی اندر جاتے تھے ورنہ واپس چلے جاتے تھے - اور اپنے متعلق (حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی خود) یہ فرماتے تھے - ہم غریبوں کو کوئی نہیں پوچھتا کہ کون ہے -

حضرت قبلہ عالم کے خلفاء میں سب سے زیادہ رشد و ہدایت کا ظہور حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی سے ہوا

اس کے بعد فرمایا کہ حضرت خواجہ محمد سلیمان تونسوی قدس سرہٗ سے رشد و ہدایت کا اس قدر ظہور ہوا کہ باقی خلفاء میں سے کسی کے ہاتھ سے نہیں ہوا - کیونکہ آپ کے رشد و ارشاد کا یہ حال ہے کہ اگر ہمارے حضرت صاحب

رام چندر جی اور کرشن جی

اس کے بعد کسی نے عرض کیا کہ سری کرشن جی اور رام چندر صاحب فقیر اور درویش تھے یا نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ تمام اوتار اور رشی لوگ اپنے اپنے وقت کے پیغمبر اور نبی تھے اور ان میں سے ہر ایک کے

بقیہ ص — یہ دونوں مقداریں دو علیحدہ علیحدہ مقامات کے متعلق ہیں۔ کسی تیسرے اور چوتھے مقام کے لیے یوم کی تعداد اس سے بھی مختلف ہو سکتی ہے۔ اسی طرح عالم بالا کے ہر مقام کے متعلق یوم کی مدت مختلف ہو سکتی ہے۔

لیکن قرآن مجید کی ان دو آیات سے اس دنیا کی مدت نکالنا حضرت دارا شکوہ نے معلوم نہیں کس طرح ثابت کیا۔ دوسری بات یہ ہے کہ ہندو فلسفہ میں مادہ کو ذات باری تعالیٰ کی طرح قدیم کہا گیا ہے جو قرآنی تعلیمات کے خلاف ہے۔ جب وہ لوگ دنیا کی مدت اٹھارہ ارب سال بتاتے ہیں تو ان کا مطلب یہ نہیں کہ اٹھارہ ارب سال کے بعد دنیا ختم ہو جائے گی اور قیامت آ جائے گی۔ بلکہ ان کا مطلب یہ ہے کہ یہ دنیا ختم ہو جائے گی اور اس کی بجائے دوسری دنیا پیدا ہو جائے گی۔ اس سلسلہ لامحدود کو وہ تناسخ یا آواگون کے نام سے موسوم کرتے ہیں جو اسلام میں ناجائز قرار دیا گیا ہے۔ نیز مادہ کا حق تعالیٰ کی طرح قدیم ماننا بھی کفر ہے۔ لہٰذا ہندو دھرم کی ہر چیز کس طرح قرآن سے ثابت کی جا سکتی ہے۔ اس میں شک نہیں کہ ہر مذہب کے اصول روحانیت میں کچھ نہ کچھ مشابہت پائی جاتی ہے لیکن یہ ثابت کرنا کہ اسلامی علم روحانیت کی ہر بات کا جواب یا نظیر دوسرے مذاہب میں موجود ہے صحیح نہیں ہے کیونکہ جہاں دوسرے مذاہب ایک خاص قوم اور ایک خاص وقت کے لیے تھے اسلام کی وہ شان ہے کہ ساری دنیا کے لیے ہے اور قیام قیامت تک ہے۔ اس لیے جو جامعیت حق تعالےٰ نے اسلامی تعلیمات میں رکھی ہے اس کا دوسرے مذاہب میں ملنا محال ہے چنانچہ باقی چیزوں کو چھوڑ کر صرف مسئلہ فنا اور بقا کو لیجئے۔ امت محمدیہ کے اولیاء کرام کی فنافی اللہ کے جن بلند ترین مقامات و منازل تک رسائی ہوئی ہے۔ دوسرے مذاہب کے ارباب روحانیت اس کی گرد کو بھی نہیں پہنچ سکے اور جہاں تک بقا باللہ کا تعلق ہے یہ بھی اولیاء امت محمدیہ کا خاصہ۔ دوسرے مذاہب میں جہاں فنافی اللہ کا ایک زیریں درجہ منزل مقصود تھا اور بقا باللہ

پاس کتاب ہے چنانچہ چار وید زبان سنسکرت میں اب بھی موجود ہیں اور ان میں سے برہمنی لوگوں کی رسومات بد توڑنے کے لیے مبعوث ہوا۔ لیکن جب ہندو لوگوں میں برہمنوں کی قدر و منزلت حد سے زیادہ ہونے لگی۔ برہمنوں نے یہ مشہور کر دیا کہ خلق کی حق تک رسائی ان کی وساطت کے بغیر ناممکن ہے۔ ان فاسد عقائد کو مٹانے کے لیے مہاتما بدھ مبعوث ہوئے۔ انہوں نے حکم دے دیا کہ جو شخص برہمن کو قتل کرے گا نجات پائے گا۔ جب گاؤ پرستی کی رسم زور پکڑ گئی تو سری کرشن جی مبعوث ہوئے۔ جنہوں نے گاؤ پرستی کو ختم کر دیا۔ یہاں تک کہ وہ گائے کی کھال

بقیہ ص— سے ان کو کچھ حاصل نہ تھا۔ اولیائے امت محمدیہ فنا فی اللہ کے بلند ترین مقامات پر پہنچے فنائے تام تک ان کی رسائی ہوئی اور اس کے بعد نزول کی منازل طے کرتے ہوئے وہ باقی باللہ ہوئے اور دنیا اور ہدایت و رشد خلق کی طرف متوجہ ہوئے۔ دیگر مذاہب کی روحانیت میں تقابلی مطالعہ کے لیے ملاحظہ ہو۔ مترجم کی کتاب مشاہدہ حق جس میں یہ مقامات و منازل تفصیل سے بیان کیے گئے ہیں۔ کتاب کا ناشر مکتبہ المعارف۔ گنج بخش روڈ لاہور ہے۔

بقیہ ص— ۱۔ عارفین نے اس آیہ پاک میں لفظ یوم سے مراد تجلی کی ایک جھلک لی ہے۔ چنانچہ ہمارا یہ دن بھی آفتاب کی تجلی کی ایک جھلک ہے۔ لہٰذا آیہ مذکورہ سے یہ معانی عارفین لیتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ کی ہر تجلی کی نئی شان ہے۔ عارفین کا مشاہدہ کہ حق تعالیٰ کی تجلیات اس کثرت سے ہیں کہ بندگان خدا پر نزول تجلیات کے دوران ایک تجلی کا کبھی تکرار نہیں ہوتا بلکہ ہر شخص پر ہر آن اور ہر لحظہ نئی نئی تجلیات کا ورود ہوتا ہے۔

۱۔ گاؤ پرستی بھی برہمنوں کی شرارت سے شروع ہوئی۔ ہندو مذہب میں شروع میں یہ دستور تھا کہ جب مندروں میں گائے کی کثرت سے قربانی ہوتی تھی تو برہمنوں کے پاس کثرت سے گوشت جمع ہو جاتا تھا چنانچہ انہوں نے حکم دے دیا کہ گائے ذبح کرنے اور قربانی دینے کی بجائے زندہ گائیں پیش کی جائیں اس تجویز سے وہ بیشمار جانوروں کے مالک بن کر مالدار ہو گئے۔ لہٰذا اپنی دولت بچانے کی خاطر انہوں نے گاؤ کشی قطعاً ممنوع کر دی اور زندہ جانور جمع کرتے رہے۔ رفتہ رفتہ یہ رسم ہندو مذہب کا جزو بن گئی اور گائے کشی نہ صرف ختم ہو گئی بلکہ اس کی پرستش تک نوبت پہنچ گئی۔

پر بیٹھ کر کھانا کھاتے تھے اور گائے کی قربانی کے علاوہ آپ کثرت سے گائیں ذبح کرتے تھے۔
ان لوگوں میں اگرچہ عادات اور عبادات کے فروع میں اختلاف ہے لیکن اصل سبب ایک ہے یعنی رجوع الی اللہ تعالےٰ اور توحید۔

مذہب زرتشت

اس کے بعد فرمایا کہ زرتشت صاحب کی نبوت بھی ایک طرح سے حدیث شریف سے ثابت ہوتی ہے۔ حدیث شریف میں آیا ہے تفرق امتی علی ثلث و سبعین فرقۃ یعنی میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ اس کی تفصیل میں لکھتے ہیں کہ ایک روایت کے مطابق مجوس زرتشتی آتش پرست اکہتر فرقے ہوں گے۔ یہود کے اکہتر، نصاریٰ کے بہتر اور مسلمانوں کے تہتر فرقے ہوں گے۔ چونکہ مجوس جو زرتشت کی امت ہیں کا ذکر اہل کتاب کے مقابلے میں آیا ہے۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ زرتشت صاحب بھی اپنے وقت کے نبی و پیغمبر تھے۔

ملفوظ ۵۴: بوقت عشاء جمعہ دوم ربیع الثانی ۱۳۱۴ھ

سادات مودودیہ

سادات کرام کا ذکر ہو رہا تھا۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ سادات مودودیہ یعنی حضرت خواجہ مودود چشتی رضی اللہ تعالےٰ عنہ جو ہمارے مشائخ عظام میں سے ہیں کی اولاد بے شمار ہے اور سارا خراسان سادات مودودیہ اور ان کے مریدین سے پُر ہے اور کوہستان کا وہ علاقہ جو کلات وغیرہ کے نام سے موسوم ہے اس میں بھی کثرت سے سادات مودودیہ اور ان کے مریدین پائے جاتے ہیں۔ ہندوستان میں بھی سادات مودودیہ بہت ہیں۔ نیز فرمایا کہ حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین مودود چشتی قدس سرہٗ حضرت امام حسن عسکری رضی اللہ تعالےٰ عنہ کی اولاد ہیں۔

سلطان المشائخ اور سید جلال الدین بخاری اوچی کی رشتہ داری

اس کے بعد حاضرین میں سے کسی نے عرض کیا کہ حضور کیا سلطان المشائخ قدس سرہٗ بھی سید ہیں فرمایا ہاں آپ صحیح النسب سید بخاری

مقبوس ۹۴: بوقت اشراق بروز شنبہ ۱۳ ماہ وسال مذکور

فقرائے اہل ہنود فقرائے ہنود کے متعلق گفتگو ہو رہی تھی۔ حضرت اقدس نے فرمایا کہ ہر زمانے کا دستور الگ رہا ہے۔ بعض مشائخ متقدمین نے فقرائے ہنود کو لفظ حکمار سے یاد کیا ہے۔ بعض نے کفار سے بعض مشائخ متاخرین نے ان کو فقرائے ہنود اور بعض نے جوگی کہا ہے۔ دارا شکوہ صاحب کہتے ہیں کہ جس طرح اہل اسلام میں اہل کمال اور اہل عرفان ہیں۔ اسی طرح ہنود میں بھی ہیں۔ اس کے بعد فرمایا کہ میاں محمود میاں جمد فرماتے ہیں کہ میں نے دو جوگی دیکھے ہیں۔ ایک کے اندر یہ قدرت تھی کہ تحلیل کر پانی کی طرح ہو جاتا تھا اور دوسرے جوگی میں یہ کمال تھا کہ جس شخص کو شکر دم کر کے کھلاتا تھا وہ اس کا گرویدہ ہو جاتا تھا اور اس کا پیچھا نہیں چھوڑتا تھا بلکہ تاحیات اس کا طریقہ اختیار کرتا تھا۔ چنانچہ اس نے ایک فرنگی کو شکر دم کر کے کھلائی تھی اس نے نصرانیت سے منحرف ہو کر اس کا طریقہ اختیار کر لیا تھا۔ اور زرد لباس پہن کر جوگی کی ملازمت اختیار کر لی تھی۔

مہاتما بدھ اور موت کا علاج اس کے بعد فرمایا کہ مہاتما بدھ بھی اپنے وقت کے نبی تھے وہ راجہ نیپال کے بیٹے تھے۔ جب جوان ہوئے تو سارا دن عیش و عشرت میں گذارتے تھے۔ جس طرح راجہ زادگان اور شاہ زادگان کا دستور ہے۔ ایک دن وہ شکار کے ارادے سے باہر گئے۔ راستے میں چند لوگوں کو دیکھا کہ ایک مریض کو اٹھایا جا رہے ہیں۔ ان سے پوچھا کہ اس کو کیا ہوا ہے لوگوں نے کہا اس کو بیماری ہے انہوں نے پوچھا بیماری کیا ہوتی ہے۔ لوگوں نے کہا بیماری تکلیف درد اور الم کا نام ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ کیا اس سے چھٹکارے کا کوئی طریقہ ہے لوگوں نے کہا کہ اگر ایام زندگی باقی ہیں تو علاج ہو سکتا ہے یہ سن کر دل میں کہنے لگے کہ یہ کوئی علاج نہیں ہے اس کے بعد مہاتما بدھ غمزدہ ہو کر واپس چلے گئے اور خاموش ہو کر گھر میں بیٹھ گئے چند دنوں کے بعد پھر شکار کو نکلے تو یہ دیکھا کہ چند لوگ ایک جنازہ لیے جا رہے ہیں۔ ان سے پوچھا کہ یہ کیا چیز

ہے لوگوں نے بتایا کہ یہ آدمی بیمار ہو گیا تھا۔ اب فوت ہو گیا ہے انہوں نے پوچھا کیا موت کا کوئی علاج ہے لوگوں نے جواب دیا کہ موت کا کوئی علاج نہیں ہے یہ سن کر واپس چلے گئے اور بیٹھ کر سوچتے رہے کہ موت کا کوئی علاج تلاش کرنا چاہیے تاکہ موت سے آدمی بچ جائے۔ اور زندہ جاوید ہو جائے۔ یہ سوچتے سوچتے ایک دن گھر سے باہر نکل گئے۔ اور جنگل میں رہنا شروع کر دیا۔ جب بھوک لگتی تھی درختوں کے پتے کھایا کرتے تھے۔ اور چشموں سے پانی پیا کرتے تھے آخر ایک دن پہاڑ کی چوٹی پر ایک درویش ملا جو شاید اپنے وقت کا نبی ہو گا۔ اس درویش نے کہا کہ موت کا علاج جیون مکت ہے جو شخص جیون مکت حاصل کر لیتا ہے ہرگز نہیں مرتا۔ ہمیشہ زندہ رہتا ہے اور تمام درد و الم اور امراض سے نجات حاصل کر لیتا ہے یہ خوش خبری سن کر مہاتما بدھ صاحب خوش ہوئے۔ اور اس درویش سے پوچھا کہ جیون مکت کس طرح حاصل ہوتا ہے درویش نے جواب دیا کہ اس کے حصول کے لیے میرے پاس ایک طریقہ ہے تم یہاں ٹھہر جاؤ میں بتاؤں گا چنانچہ مہاتما بدھ نے اس درویش کی صحبت اختیار کر لی اور درویش نے سلوک کی تربیت شروع کر دی۔ کچھ عرصے کے بعد مہاتما بدھ کو جیون مکت حاصل ہو گیا جس سے مراد ہے فنائے نفس اور طمس حقیقی (یعنی فنا فی اللہ) اور معرفت تامہ اس کے بعد وہ نبوت سے مشرف ہوئے اور اپنی قوم کے لیے راہبر بنے۔ یہ کام کر کے وہ درویش چلے گئے۔ جب مہاتما بدھ اپنے والد کے پاس آئے اور اپنے مذہب کی دعوت دی تو اس نے قبول کر لی۔ اس کے بعد لوگ جوق در جوق ان کے مذہب میں داخل ہونے لگے۔

شاہ بدیع الدین مدارؒ

اس کے بعد فرمایا کہ شاہ بدیع الدین مدارؒ جن کا شمار اکابر اولیاء میں ہوتا ہے۔ اوائل زندگی میں کالپی کے مقام پر اقامت پذیر ہوئے اور ساری خلقت آپ کی معتقد ہو گئی۔ ایک دن اس کے علاقے کا حکمران قادر خان نامی گھوڑے پر سوار ہو کر شاہ مدارؒ کی زیارت کے لیے آیا اور آپ کے خادموں سے کہا کہ حضرت شیخ کو میرے آنے کی اطلاع دو تاکہ زیارت کریں۔ خادموں نے آ کر کہا کہ شیخ فرماتے ہیں کہ ابھی میں ایک آدمی کے ساتھ بات کر رہا ہوں۔ کسی دوسرے وقت ملاقات کی جائے گی قادر خان نے جو گھوڑے پر سوار تھا۔ گردن اوپر کر کے حویلی کے اندر جھانک کر دیکھا تو معلوم ہوا

خوشا مسجد و مدرسہ و خانقاہے کہ در وے بود قیل و قال محمد ﷺ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

شجرۃ طیبۃ

اصلھا ثابت و فرعھا فی السماء

شجرۂ طیبہ

سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ

پیر طریقت

حضرت مولانا محمد ریحان رضا خاں قادری مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اِنَّ الَّذِیْنَ یُبَایِعُوْنَکَ

اِنَّمَا یُبَایِعُوْنَ اللہَ

یَدُ اللہِ فَوْقَ اَیْدِیْھِمْ

(اے حبیب) وہ جو تمہاری بیعت کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت کرتے ہیں۔

ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے،

شجرہ

سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ

پیر طریقت

حضرت مولانا محمد ریحان رضا خان قادری مدظلہ

باہتمام

محمد عارف رضوی ضیائی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْمِ

شَجَرَۃٌ طَیِّبَۃٌ اَصْلُھَا ثَابِتٌ وَّفَرْعُھَا

فِی السَّمَآءِ ھٰذِہٖ سِلْسِلَتِیْ مِنْ مَشَایِخِیْ

فِی الطَّرِیْقَۃِ الْعَلِیَّۃِ الْعَالِیَۃِ الْقَادِرِیَّۃِ

الطَّیِّبَۃِ الْمُبَارَکَۃِ ؀

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلٰی

سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ

وَالْکَرَمِ وَاٰلِہِ الْکِرَامِ اَجْمَعِیْنَ ؎

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ بَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ

وَعَلَی الْمَوْلَی السَّیِّدِ الْکَرِیْمِ عَلِیِّ بْنِ الْمُرْتَضٰی

کَرَّمَ اللہُ تَعَالٰی وَجْہَہٗ ؎

؎ ۱۳ ربیع الاول شریف سنہ ۱۱ھ وصال ہوا مدینہ طیبہ میں مزار پاک ہے

؎ ۲۱ رمضان المبارک سنہ ۴۰ھ کو [illegible] ہوا مزار پاک نجف اشرف میں ہے

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمَوْلَى السَّيِّدِ الْاِمَامِ حُسَيْنِ بْنِ الشَّهِيْدِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ؕ [1]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمَوْلَى السَّيِّدِ الْاِمَامِ عَلِىِّ بْنِ الْحُسَيْنِ زَيْنِ الْعَابِدِيْنَ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا ؕ [2]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمَوْلَى السَّيِّدِ الْاِمَامِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِىٍّ الْبَاقِرِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا ؕ [3]

[1] ۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ کو کربلا میں شہید ہوئے مزار پاک کربلا معلی میں ہے۔
[2] ۱۸ محرم الحرام ۹۴ھ کو وصال ہوا مزار پاک مدینہ منورہ میں ہے۔
[3] ۷ ذی الحجہ ۱۱۴ھ کو وصال ہوا مزار پاک مدینہ منورہ میں ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمَوْلَى السَّيِّدِ الْاِمَامِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ نِ الصَّادِقِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا ؕ [1]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمَوْلَى السَّيِّدِ الْاِمَامِ مُوْسٰى بْنِ جَعْفَرِ نِ الْكَاظِمِ رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا ؕ [2]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمَوْلَى السَّيِّدِ الْاِمَامِ عَلِىِّ بْنِ مُوْسَى الرِّضَا رَضِىَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا ؕ [3]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلٰى

[1] ۱۵ رجب المرجب ۱۴۸ھ کو وصال ہوا مزار پاک مدینہ منورہ میں ہے۔
[2] ۵ رجب المرجب ۱۸۳ھ کو وصال ہوا مزار پاک بغداد شریف میں ہے
[3] ۲۱ رمضان المبارک ۲۰۳ھ کو وصال ہوا مزار شریف مشہد مقدس میں ہے

الْمَوْلَی الشَّیْخِ مَعْرُوْفِ بْنِ الْکَرْخِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ١
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلٰی
الشَّیْخِ سَرِیِّ بْنِ السَّقَطِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ٢
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی
الْمَوْلَی الشَّیْخِ جُنَیْدِ بْنِ الْبَغْدَادِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ٣
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی الْمَوْلٰی
الشَّیْخِ اَبِیْ بَکْرِ بْنِ الشِّبْلِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ٤
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی
الْمَوْلَی الشَّیْخِ اَبِی الْفَضْلِ عَبْدِ الْوَاحِدِ التَّمِیْمِیِّ

١ ٢ محرم الحرام ٢٠٠ھ کو وصال ہوا مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔
٢ ١٣ رمضان المبارک ٢٥٣ھ کو وصال ہوا مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔
٣ ٢٧ رجب المرجب ٢٩٧ یا ٢٩٨ھ میں وصال ہوا مزار پاک بغداد میں ہے۔
٤ ٢٧ ذی الحجہ ٣٣٤ھ کو وصال ہوا مزار مبارک بغداد شریف میں ہے۔

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ١
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی
الْمَوْلَی الشَّیْخِ اَبِی الْفَرَحِ الطَّرْطُوْسِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ
تَعَالٰی عَنْہُ ٢
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی
الْمَوْلَی الشَّیْخِ اَبِی الْحَسَنِ عَلِیِّ بْنِ الْقُرَشِیِّ الْھَکَّارِیِّ
رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ٣
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَ
عَلَی الْمَوْلَی الشَّیْخِ اَبِیْ سَعِیْدِ بْنِ الْمَخْزُوْمِیِّ
رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ٤
اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی

١ ٢٦ جمادی الآخر ٤٢٥ھ کو وصال ہوا مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔
٢ ٣ شعبان المکرم ٤٤٧ھ کو وصال ہوا مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔
٣ یکم محرم الحرام ٤٨٦ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔
٤ [illegible] المکرم ٥١٣ھ کو وصال ہوا۔ مزار مبارک بغداد شریف میں ہے

الْمَوْلَى السَّيِّدِ الْكَرِيْمِ غَوْثِ الثَّقَلَيْنِ وَغَيْثِ
الْكَوْنَيْنِ الْاِمَامِ اَبِيْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ الْقَادِرِ الْحَسَنِيِّ
الْحُسَيْنِيِّ الْجِيْلَانِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى جَدِّهِ
الْكَرِيْمِ وَعَلَيْهِ وَعَلٰى مَشَائِخِهِ الْعِظَامِ وَ
اُصُوْلِهِ الْكِرَامِ وَفُرُوْعِهِ الْفِخَامِ وَمُحِبِّيْهِ
وَالْمُنْتَمِيْنَ اِلَيْهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامِ وَبَارِكْ
وَسَلِّمْ اَبَدًا ۔ [1]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَ
عَلَى الْمَوْلَى السَّيِّدِ اَبِيْ بَكْرٍ تَاجِ الْمِلَّةِ وَالدِّيْنِ
عَبْدِ الرَّزَّاقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ۔ [2]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ

---

[1] ۱۱ ربیع الآخر شریف ۵۶۱ھ کو وصال ہوا مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔
[2] ۹ شوال المکرم ۶۲۳ھ کو وصال ہوا مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

وَعَلَى الْمَوْلَى السَّيِّدِ اَبِيْ صَالِحٍ نَصْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ [1]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى
الْمَوْلَى السَّيِّدِ مُحْيِ الدِّيْنِ اَبِيْ نَصْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ
تَعَالٰى عَنْهُ ۔ [2]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَ
عَلَى الْمَوْلَى السَّيِّدِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ۔ [3]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَ
عَلَى الْمَوْلَى السَّيِّدِ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ [4]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى

---

[1] ۲۷ رجب المرجب ۶۳۲ھ کو وصال ہوا مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔
[2] ۲۷ ربیع الاول ۶۵۶ھ کو وصال ہوا مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔
[3] ۲۳ شوال المکرم ۶۷۳ھ کو وصال ہوا مزار پاک بغداد شریف میں ہے
[4] ۱۳ رجب المرجب ۶۶۳ھ میں وصال ہوا مزار پاک بغداد شریف میں ہے

المولیٰ السید حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ [1]

اللّٰھم صل وسلم وبارک علیہ وعلیہم

وعلی المولی السید احمد الجیلانی رضی

اللہ تعالیٰ عنہ ط [2]

اللّٰھم صل وسلم وبارک علیہ وعلیہم و

علی المولی الشیخ بہاء الدین رضی اللہ عنہ [3]

اللّٰھم صل وسلم وبارک علیہ وعلیہم وعلی

المولی السید ابراہیم الایرجی رضی اللہ تعالیٰ عنہ [4]

اللّٰھم صل وسلم وبارک علیہ وعلیہم وعلی

---

[1] ۲۶ صفر المظفر ۷۸۱ھ کو وصال ہوا مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

[2] ۱۹ محرم الحرام ۸۵۲ھ میں وصال ہوا مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

[3] ۱۱ ذی الحجہ ۹۲۱ھ میں وصال ہوا۔ دولت آباد (دکن) میں مزار پاک ہے۔

[4] ۵ ربیع الآخر ۹۵۳ھ میں وصال ہوا مزار پاک دہلی میں درگاہ محبوب الٰہی میں ہے۔

المولیٰ الشیخ محمد بھکاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ [5]

اللّٰھم صل وسلم وبارک علیہ وعلیہم و

علی المولی القاضی ضیاء الدین المعروف

بالشیخ جیا رضی اللہ تعالیٰ عنہ ط [6]

اللّٰھم صل وسلم وبارک علیہ وعلیہم و

وعلی المولی الشیخ جمال الاولیاء رضی اللہ تعالیٰ عنہ [7]

اللّٰھم صل وسلم وبارک علیہ وعلیہم و

علی المولی السید محمد رضی اللہ تعالیٰ عنہ [8]

اللّٰھم صل وسلم وبارک علیہ وعلیہم و

---

[5] ۹ ذی قعدہ ۹۸۱ھ میں وصال ہوا مزار پاک کاکوری میں ہے۔

[6] ۲۱ رجب المرجب ۹۸۹ھ میں وصال ہوا مزار قصبہ نیوتنی ضلع لکھنؤ میں ہے۔

[7] شب عید الفطر ۱۰۴۷ھ میں وصال ہوا۔ کوڑا جہان آباد ضلع فتحپور ہسوہ میں مزار پاک ہے۔

[8] ۶ شعبان المکرم ۱۰۷۱ھ میں وصال ہوا۔ مزار پاک کالپی شریف میں ہے۔

عَلَی الْمَوْلَی السَّیِّدِ اَحْمَدَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ [1]

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَ سَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی

الْمَوْلَی السَّیِّدِ فَضْلِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ [2]

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی

الْمَوْلَی السَّیِّدِ الشَّاہ بَرْکَۃِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ [3]

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی

الْمَوْلَی السَّیِّدِ الشَّاہ اٰلِ مُحَمَّدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ [4]

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی

الْمَوْلَی السَّیِّدِ الشَّاہ حَمْزَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ [5]

---

[1] ۱۹ صفر المظفر سنہ ۱۰۸۳ھ میں وصال ہوا مزار پاک کالپی شریف میں ہے۔

[2] ۱۴ ذیقعدہ سنہ ۱۱۱۱ھ میں وصال ہوا مزار پاک کالپی شریف میں ہے۔

[3] ۱۰ محرم الحرام سنہ ۱۱۴۲ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک مارہرہ شریف میں ہے۔

[4] ۱۶ رمضان المبارک سنہ ۱۱۶۴ھ میں وصال ہوا، مزار پاک مارہرہ شریف میں ہے۔

[5] ۱۴ رمضان المبارک سنہ ۱۱۹۸ھ میں وصال ہوا، مزار پاک مارہرہ شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی

الْمَوْلَی السَّیِّدِ الشَّاہ اَبِی الْفَضْلِ شَمْسِ الْمِلَّۃِ وَالدِّیْنِ

اٰلِ اَحْمَدَ اچھے میاں رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ [1]

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی

الْمَوْلَی السَّیِّدِ الْکَرِیْمِ الشَّاہ اٰلِ رَسُوْلِ الْاَحْمَدِیِّ

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ [2]

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْھِمْ وَعَلَی

الْمَوْلَی الْکَرِیْمِ سِرَاجِ السَّالِکِیْنَ نُوْرِ الْعَارِفِیْنَ

سَیِّدِیْ اَبِی الْحُسَیْنِ اَحْمَدَ النُّوْرِیِّ الْمَارَھْرَوِیِّ

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَاَرْضَاہُ عَنَّا [3]

---

[1] ۱۷ ربیع الاول سنہ ۱۲۳۵ھ میں وصال ہوا۔ مزار پاک مارہرہ شریف میں ہے۔

[2] ۱۸ ذی الحجہ سنہ ۱۲۹۶ھ میں وصال ہوا، مزار پاک مارہرہ شریف میں ہے۔

[3] ۱۱ رجب المرجب سنہ ۱۳۲۴ھ میں وصال ہوا، مزار پاک مارہرہ شریف میں ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمْ وَعَلَی
الْمَوْلَی الْھُمَامِ اِمَامِ اَھْلِ السُّنَّۃِ مُجَدِّدِ الشَّرِیْعَۃِ
الْعَاطِرَۃِ مُؤَیِّدِ الْمِلَّۃِ الطَّاھِرَۃِ حَضْرَتِ الشَّیْخِ
اَحْمَدْ رِضَا خَان رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ
بِالرِّضَا السَّرْمَدِیِّ [1]

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمْ جَمِیْعًا وَ
عَلَی الشَّیْخِ حُجَّۃِ الْاِسْلَامِ مَوْلَانَا حَامِدْ رِضَا خَان
رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ [2]

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمْ جَمِیْعًا
وَعَلَی الشَّیْخِ زُبْدَۃِ الْاَتْقِیَاءِ الْمُفْتِی الْاَعْظَمِ بِالْھِنْدِ
مَوْلَانَا مُحَمَّدْ مُصْطَفٰی رِضَا الْقَادِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ [3]

[1] ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ کو وصال ہوا۔ مزار شریف بریلی محلہ سوداگران میں ہے
[2] ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ کو وصال ہوا۔ مزار مبارک بریلی شریف میں ہے۔
[3] ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ کو وصال ہوا۔ مزار مبارک بریلی شریف میں ہے۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمْ جَمِیْعًا
وَعَلَی الشَّیْخِ الْمُفَسِّرِ الْاَعْظَمِ مَوْلَانَا اِبْرَاھِیْمْ رِضَا
الْقَادِرِیِّ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ [4]

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمْ جَمِیْعًا وَعَلَی
الشَّیْخِ مَوْلَانَا مُحَمَّدْ رَیْحَانْ رِضَا الْقَادِرِیْ مَدَّ اللّٰہُ ظِلَّہٗ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمْ وَعَلَی
الْفَقِیْرِ

اَللّٰھُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِکْ عَلَیْہِ وَعَلَیْہِمْ
جَمِیْعًا وَعَلٰی سَائِرِ اَوْلِیَائِکَ وَعَلَیْنَا وَبِہِمْ وَلَہُمْ
وَفِیْہِمْ وَمَعَہُمْ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ۔ اٰمِیْن !

[4] ۱۱ صفر ۱۳۸۵ھ کو وصال ہوا۔ مزار مبارک بریلی شریف میں ہے۔

الٰہی بحرمت ایں مشائخ عاقبت بندۂ خود ....

.... غفرلہٗ

ساکن .... بخیر گرداں

دستخط ....

تاریخ ، .... سنہ ۱۴۰ ھ
۱۹۸ ء

شجرۂ علیہ حضرات عالیہ قادریہ برکاتیہ

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین الیٰ یوم الدین

یا الٰہی! رحم فرما مصطفےٰ کے واسطے

یا رسول اللہ کرم کیجئے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے

کر بلائیں رد شہید کربلا کے واسطے

سیدِ سجاد کے صدقہ میں ساجد رکھ مجھے

علم حق دے باقرِ علم ہدیٰ کے واسطے

صدق صادق کا تصدق صادق الاسلام کر

بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

بہرِ معروف و سری معروف دے بیخود سری
جُنبدِ حق میں گِن جنیدِ باصفا کے واسطے

بہرِ شبلی شیرِ حق دنیا کے کتوں سے بچا
ایک کا رکھ عبد واحد بے ریا کے واسطے

بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حسن و سعد
بوالحسن اور بوسعیدِ سعد زا کے واسطے

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اٹھا
قدرِ عبد القادرِ قدرت نما کے واسطے

اَحْسَنَ اللّٰہُ لَہٗ رِزْقًا سے دے رزقِ حسن
بندۂ رزاق تاج الاصفیا کے واسطے

نصر ابی صالح کا صدقہ صالح و منصور رکھ
دے حیاتِ دیں محیِّ جانفزا کے واسطے

طورِ[1] عرفان و علو و حمد و حسنیٰ و بہا
دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے

بہرِ ابراہیم مجھ پر نارِ غم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے

خانۂ دل کو ضیا دے روئے ایماں کو جمال
شہ ضیا مولیٰ جمال الاولیا کے واسطے

دے محمد کے لیے روزی کر احمد کیلئے
خوانِ فضل اللہ سے حصہ گدا کے واسطے

[1] یعنی مرتبہ معرفت کا اور بلندی اور خوبی اور بہتری اور نور عطا کر ان مشائخ عظام کے واسطے ان میں علو مناسبت نام پاک حضرت سید علی ہے اور طور عرفاں بمناسبت نام پاک حضرت سید موسیٰ اور حسنیٰ بمناسبت نام پاک حضرت سیدی حسن اور حمد بمناسبت نام پاک سیدی احمد اور بہاء بمناسبت نام پاک سیدی شیخ بہاء الملۃ والدین قدست اسرارہم۔

دین و دنیا کی مجھے برکات دے برکات سے
عشق حق دے عشقیؔ[1] عشق انتما کیواسطے

حب اہل بیت دے آل محمد کے لئے
کر شہید عشق حمزہ پیشوا کے واسطے

دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پُرنور کر
اچھے پیارے شمسِ دیں بدر العلےٰ کیواسطے

دو جہاں میں خادمِ آلِ رسول اللہ کر
حضرتِ آلِ رسول مقتدا کے واسطے

نور جان و نور ایماں نور قبر و حشر دے
بوالحسینؒ احمدِ نوری لقا کے واسطے[2]

۱؎ عشقی حضرت شاہ برکت اللہ رضی اللہ عنہ کا تخلص ہے اور انتما بمعنی انتساب یعنی نسبت عشق رکھنے والے۔

۲؎ عرس شریف مارہرہ مطہرہ میں ۹، ۱۰، ۱۱ رجب المرجب میں ہوتا ہے۔

کر عطا احمد رضائے احمدِ مرسل مجھے
میرے مولیٰ حضرتِ احمد رضا کیواسطے

حامد و محمود اور حماد و احمد کر مجھے
میرے مولا حضرت حامد رضا کے واسطے

سایۂ جملہ مشائخ یا خدا ہم پر رہے
رحم فرما آلِ رحمٰن مصطفےٰ کے واسطے

بہرِ ابراہیم بھی لطف و عطائے خاص ہو
نوری سرکار سے حصہ گدا کے واسطے

اے خدا ریحاں رضا کو گلشن اسلام میں
کر شگفتہ ہر گھڑی اپنی رضا کے واسطے

صدقہ ان اعیاں کا دے چھ عین عز علم و عمل
عفو و عرفاں عافیت اس بینوا کے واسطے

عرس شریف ۲۳، ۲۴، ۲۵ صفر المظفر کو بریلی شریف محلہ سوداگران میں ہوا کرتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فاتحہ سلسلہ

یہ شجرہ مبارک ہر روز بعد نمازِ صبح ایک بار پڑھ لیا کریں، بعدہٗ درود غوثیہ سات بار، الحمد شریف ایک بار، آیۃ الکرسی ایک بار، قل ہو اللہ شریف سات بار۔ پھر درود غوثیہ تین بار پڑھ کر اس کا ثواب ان تمام مشائخِ کرام کی ارواحِ طیبہ کی نذر کریں جس کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اگر وہ زندہ ہے تو اس کے لیے دُعائے عافیت وسلامت کریں ورنہ اُس کا نام بھی شامل فاتحہ کریں۔

درود غوثیہ یہ ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ

پنج گنج قادری

بعد نماز صبح یَا عَزِیْزُ یَا اَللّٰہُ بعد نماز ظہر یَا کَرِیْمُ یَا اَللّٰہُ بعد نماز عصر یَا جَبَّارُ یَا اَللّٰہُ بعد نماز مغرب یَا سَتَّارُ یَا اَللّٰہُ بعد نماز عشاء یَا غَفَّارُ یَا اَللّٰہُ سب سَو سَو بار، اوّل وآخر تین بار درود شریف۔ اس کی مداومت سے بے شمار برکات دین ودنیا ظاہر ہوں گی۔ نیز بعد نماز فجر قبل طلوعِ آفتاب اور بعد نماز مغرب دس بار حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۱۰ بار۔ رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۱۰ بار۔ رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۱۰۰ بار۔ سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۱۰ بار۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُبِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ ۱۰ بار۔ اس کی مداومت سے سب کام بنیں گے دشمن مغلوب ہوں گے۔

قضائے حاجات وحصولِ ظفر و مغلوبیِ دشمناں

(۱) اَللّٰهُ رَبِّیْ لَاشَرِیْكَ لَهٗ آٹھ سو چوہتر بار اوّل وآخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف۔ اس قدر عدد معیّن باوضو قبلہ رو دوزانو بیٹھ کر روزانہ تاحصول مراد پڑھیں اور اسی کلمہ کو اُٹھتے، بیٹھتے، چلتے، پھرتے، وضو، بے وضو ہر حال میں بے گنتی بے شمار زبان سے جاری رکھیں۔

(۲) حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِيْلُ ساڑھے چار سو بار روزانہ تاحصولِ مراد اوّل وآخر درود شریف گیارہ گیارہ بار جس وقت گھبراہٹ ہو اسی کلمہ کی بے شمار تکثیر کریں۔

(۳) بعد نماز عشاء ایک سو گیارہ بار طفیل حضرت دستگیر دشمن ہووے زیر۔ اوّل وآخر گیارہ گیارہ بار درود شریف تاحصول مراد یہ تینوں عمل امور مذکورہ کے لیے نہایت مجرب و سہل الحصول ہیں ان سے غفلت نہ کی جائے۔

جب کوئی حاجت پیش آئے ہر ایک اتنے اتنے اعداد معینہ پر پڑھا جائے۔ پہلے اور دوسرے کے لیے کوئی وقت معیّن نہیں جس وقت چاہیں پڑھیں اور تیسرے کا وقت بعد نماز عشاء ہے۔

جب تک مراد بر نہ آئے تینوں اسی ترکیب سے پڑھے اور جس زمانہ میں کوئی خاص حاجت درپیش نہ ہو تو پہلے اور دوسرے کو سو سو بار روزانہ پڑھ لیا کریں۔

اوّل وآخر درود شریف تین تین بار

ضروری ہدایات

(۱) مذہب اہلِ سنّت وجماعت پر قائم رہیں جو ہر علماء حرمین شریفین ہیں۔ سنّیوں کے جتنے مخالف مثلاً وہابی، دیوبندی، رافضی، تبلیغی، مودودی، ندوی، نیچری، غیر مقلد قادیانی وغیرہم ہیں سب سے جدا رہیں اور سب کو اپنا دشمن اور مخالف جانیں، ان کی بات نہ سنیں، ان کے پاس نہ بیٹھیں، ان کی کوئی تحریر نہ دیکھیں کہ شیطان کو معاذ اللہ دل میں وسوسہ ڈالتے کچھ زیادہ دیر نہیں لگتی۔ آدمی کو جہاں مال یا آبرو کا اندیشہ ہو ہرگز نہ جائے گا۔ دین و ایمان سب سے زیادہ عزیز چیز ہے۔ ان کی محافظت میں حد سے زیادہ کوشش فرض ہے۔ مال اور دُنیا کی عزت دُنیا کی زندگی دنیا ہی تک ہیں۔ دین و ایمان سے ہمیشگی کے گھر میں کام پڑتا ہے اُن کی فکر سب سے زیادہ لازم ہے۔

(۲) نماز پنجگانہ کی پابندی نہایت ضروری ہے۔ مردوں کو مسجد وجماعت کا التزام بھی واجب ہے۔ بے نمازی مسلمان گویا تصویر کا آدمی ہے کہ ظاہری صورت انسان کی مگر انسان کا کام کچھ نہیں ہے بے نمازی وہی نہیں ہے جو کبھی نہ پڑھے بلکہ جو ایک وقت کی بھی قصداً کھودے بے نمازی ہے۔ کسی کی نوکری ملازمت خواہ تجارت وغیرہ کسی حاجت کے سبب نماز قضا کر دینی سخت ناشکری پرلے سرے کی نادانی ہے۔ کوئی آقا یہاں تک کہ کافر کا بھی اگر نوکر کوئی ہو اپنے ملازم کو نماز سے باز نہیں رکھ سکتا اور اگر منع کرے تو ایسی نوکری حرام قطعی ہے اور کوئی وسیلہ رزق نماز کھو کر برکت نہیں لا سکتا۔ رزق تو اس کے ہاتھ میں ہے جس نے نماز فرض کی ہے اور اس کے ترک پر

غضب فرماتا ہے (العیاذ باللہ تعالیٰ)

(۳) جتنی نمازیں قضا ہوگئی ہیں سب کا ایسا حساب کہ تخمینے میں باقی نہ رہ جائیں زیادہ ہوجائیں تو حرج نہیں اور وہ سب بقدر طاقت رفتہ رفتہ نہایت جلد ادا کریں، کاہلی نہ کریں کہ موت کا وقت معلوم نہیں اور جب تک فرض ذمہ پر باقی ہوتا ہے کوئی نفل قبول نہیں کیا جاتا۔ قضا نمازیں جب متعدد ہو جائیں مثلاً ۱۰۰ بار کی فجر قضا ہے تو ہر بار یوں نیت کریں کہ سب میں پہلی وہ فجر جو مجھ سے قضا ہوئی یعنی جب ایک ادا ہوئی تو باقیوں میں جو سب سے پہلی ہے۔ اسی طرح ظہر وغیرہ ہر نماز میں نیت کریں قضا میں فقط فرض اور وتر یعنی ہر دن اور رات کی ۲۰ رکعت ادا کی جاتی ہیں۔

(۴) جتنے روزے بھی قضا ہوئے ہوں دوسرا رمضان آنے سے پہلے ادا کرلیے جائیں کہ حدیث شریف میں ہے جب تک پچھلے رمضان کے روزوں کی قضا نہ کرلی جائے اگلے روزے قبول نہیں ہوتے۔

(۵) جو صاحب مال ہیں زکوٰۃ بھی دیں جتنے برسوں کی نہ دی ہو فوراً حساب کرکے ادا کریں۔ ہر سال کی زکوٰۃ سال تمام ہونے سے پہلے دے دیا کریں۔ سال تمام ہونے کے بعد دیر لگانا گناہ ہے لہٰذا شروع سال سے رفتہ رفتہ دیتے رہیں سال تمام پر حساب کریں اگر پوری ادا ہوگئی بہتر ورنہ جتنی باقی ہو فوراً دے دیں اور اگر کچھ زیادہ نکل گیا ہے تو وہ آئندہ سال میں مجرا کرلیں۔ اللہ عزوجل کسی کا نیک کام ضائع نہیں کرتا۔

(۶) صاحب استطاعت پر حج بھی فرض اعظم ہے اللہ عزوجل نے اس کی فرضیت بیان کرکے فرمایا وَمَنْ كَفَرَ فَاِنَّ اللّٰهَ غَنِیٌّ عَنِ الْعٰلَمِیْنَ اور جو کفر کرے تو اللہ سارے جہان

سے بے پرواہے نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تارک حج
کو فرمایا ہے کہ چاہے یہودی ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر
والعیاذ باللہ تعالیٰ اندیشوں کے باعث باز نہ رہے۔
(۷) کذب، فحش، چغلی، غیبت، زنا، لواطت، ظلم، خیانت
ریا، تکبر، داڑھی منڈانا یا کتروانا، فاسقوں کی وضع پہننا ہر بری
خصلت سے بچیں جو ان ساتوں باتوں کا حامل رہیگا اللہ و
رسول کے وعدے سے اس کیلئے جنت ہے جل جلالہٗ وصلی
اللہ تعالیٰ علیہ وعلیٰ الہٖ واصحابہٖ وسلم آمین۔ بعد نماز پنجگانہ
قبل شروع پنج گنج قادری پڑھیں۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامرہٖ الا لہ
الخلق والامر تبارک اللہ رب العلمین
گرد من، گرد خانہ من، و گرد زن، و فرزندان من و گرد مال و
دوستان من حصار حفاظت تو شود و تو نگہدار باشی یا اللہ
بحق سلیمان بن داؤد علیہما السلام و بحق اھیا
اشراھیا و بحق علیقا ملیقا تلیقا انت تعلم ما فی
القلوب و بحق لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ و بحق
یا مومن یا مھیمن صلی اللہ تعالیٰ علیہ و الہٖ و صحبہٖ
وسلم ایک بار پڑھ کر انگشت شہادت پر دم کر کے تین بار
اپنے سیدھے کان کی جانب بہ نیت حصار کلمہ کی انگلی سے
حلقہ کھینچا کریں۔ ہر وقت ایسا ہی کریں پھر اس وقت کا
عمل پنج گنج سے شروع کریں اور اگر ہر وقت کی پنج گنج
کے عمل کے بعد یا باسط ۷۲ بار اور اضافہ کریں تو
اور بہتر ہے اور اگر چاہیں تو وقت فجر یا حی یا قیوم لا الٰہ
الا انت سبحٰنک انی کنت من الظلمین وقت ظہر
یا حی یا قیوم برحمتک استغیث۔ وقت عصر حسبنا اللہ

وَ نِعْمَ الْوَكِيْلُ وقتِ مغرب رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ وقتِ عشاء وَ اُفَوِّضُ اَمْرِیْۤ اِلَی اللّٰهِؕ اِنَّ اللّٰهَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ہر ایک ایک سو گیارہ بار مع درود شریف اوّل و آخر گیارہ گیارہ بار۔ نیز وقتِ شب درود غوثیہ شریف ۵۰۰ بار اور اضافہ کریں کہ تنبیخ گنج خاص ہو جائے۔

اوّل، آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف یا کم از کم تین تین بار شب کو سوتے وقت بھی یہ حصار پڑھا کریں اور انگشتِ شہادت پر دم کر کے مکان کے حصار کی نیت سے اپنے اردگرد ہاتھ لمبا کر کے چوطرف حلقہ کھینچیں۔ پھر چت لیٹ کر گھٹنے کھڑے کر کے دونوں ہاتھ دعا کی طرح پھیلائے ہوئے سینہ پر رکھ کر آیت الکرسی شریف ایک بار چاروں قل بالترتیب صرف قُلْ هُوَ اللّٰهُ تین بار باقی ایک ایک بار پڑھا کریں اور ہاتھوں پر دم کر کے اپنے سر سے پاؤں تک آگے پیچھے دہنے بائیں

تمام جسم پر ہاتھ پھیر کے دہنی کروٹ پر سویا کریں چھوٹے بچے جو خود نہیں پڑھ سکتے، ان کے بڑوں سے کوئی اپنے ہاتھوں پر پڑھ کر دم کر کے ان کے جسم پر ہاتھ پھیرا کرے سورۂ واقعہ اور سورۂ یٰسین اور سورۂ مُلک یاد کر لیں۔ یہ تینوں سورتیں بھی بلاناغہ شب کو سوتے وقت پڑھ لیا کریں۔ جب تک کہ حفظ یاد نہ ہوں قرآنِ عظیم سے دیکھ کر پڑھیں۔ یہ سب پڑھنے کے بعد پھر کوئی بات نہ کی جائے چُپ سو رہیں۔ شب میں اگر ضروری بات کرنا ہی ہو تو بات کر لیں۔ پھر سورۂ کافرون ایک بار پڑھ کر چپکے سو جائیں ان شاء اللہ تعالیٰ بلیات سے محفوظ رہیں گے، دشمن دفع ہوں گے۔ مرادیں حاصل ہوں گی، رزقِ حلال وسیع ہوگا۔ فاقہ کی مصیبت سے محفوظ رہیں گے اور خدا نصیب فرمائے دولت بیدار دیدار فیض آثار سرکار ابد قرار

حضور سید الابرار صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے انشاء اللہ
مستفیض ہونے کی قوی امید رکھیں۔ انشاء اللہ تعالےٰ
خاتمہ ایمان پر ہوگا عذاب سے بچے رہیں گے مگر صحیح پڑھنا
شرط ہے۔ قرآنِ عظیم جو صحیح نہ پڑھتا ہو اس پر فرض ہے کہ
جلد پڑھنا سیکھے۔ ہر حرف کو اس کے صحیح مخرج سے نکالے۔

ذکرِ نفی و اثبات

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۲۰۰ بار اَللّٰهُ اَللّٰهُ ۶۰۰ بار
اِلَّا اللّٰهُ ۴۰۰ بار۔ اوّل و آخر درود شریف
تین تین بار۔

ترکیب ذکرِ جہر

ذکر جہر سے پہلے دس بار درود شریف ۱۰ بار استغفار
تین بار آیۃ فَاذْكُرُوْنِیْٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِیْ
وَلَا تَكْفُرُوْنِ ؁ پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے پھر
ذکر جہر شروع کرے۔ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ۲۰۰ بار،
اِلَّا اللّٰهُ ۴۰۰ بار اَللّٰهُ اَللّٰهُ ۶۰۰ بار۔ یہ ذکر دوازدہ
تسبیح ہے اس کے بعد حق حق سو بار یا کم و بیش
بطور سہ ضربی یا چہار ضربی۔

یاد دہانی

یاد داری کہ وقت زادن تو
ہمہ خنداں بُدند تو گریاں
آں چناں زی کہ وقت مردن تو
ہمہ گریاں شوند تو خنداں

اے عزیز! یاد رکھ کہ تیری پیدائش کے وقت سب خنداں

بھے مگر تُو تو گریہ تھا۔ ایسا جینا جی کہ تیری موت کے
وقت سب گریاں ہوں اور تو خنداں۔ تو اگر اخلاص سے
یادِ الٰہی میں تضرع و زاری کرتا رہے۔ ہجرِ حبیبُ فراقِ
محبوب میں دل تپاں، سینہ بریاں، گریہ کناں رہے تو
ضرور ضرور وقتِ انتقال وصال محبوب پاکر شاد و فرحاں
اور تیرے فراق پر مخلوق نالاں و پریشاں ہوگی۔
اے عزیز! اپنے یہ عہد یاد رکھ جو تو نے خُدا سے اس
کے اس ناچیز گنہگار بندے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر
کئے ہیں اور اس فقیر بے توقیر کے لیے بھی دُعا کر کہ جیسی
چاہیئے ویسی پابندی احکام خداوندی میں جیوں تا دمِ
واپسیں ایسی پابندی کرتا رہوں۔ آمین
اے عزیز! تو نے عہد کیا ہے کہ تو مذہب مہذب
اہلِ سُنت پر قائم رہے گا۔ ہر بد مذہب کی صحبت سے

بچتا رہے گا۔ اس پر سختی سے قائم رہنا کا تَمُوْ تُنَّ
اِلَّا وَ اَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ یاد رکھنا۔
اے عزیز! یاد رکھ تو نے عہد کیا ہے کہ تو نماز،
روزے ہر فرض اور واجب کو بھی ان کے وقتوں پر ادا
کرتا رہے گا اور گناہوں سے بچتا رہے گا۔ خدا کرے
تو اپنے عہد پر قائم رہے عہد توڑنا حرام ہے اور سخت
عیب اور نہایت بُرا کام ہے۔ وفائے عہد لازم ہے
اگرچہ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ مخلوق سے کیا ہو۔ یہ عہد تو تُو نے
خالق جلّ وعلا سے کئے ہیں۔
اے عزیز! موت کو یاد رکھ۔ اگر موت کو یاد رکھے گا تو
انشاء اللہ تعالیٰ ورطۂ ہلاک سے بچا رہے گا۔ دینُ ایمان
سلامت لے جائے گا اور اتباع شریعت کرتا رہے گا،
گناہوں سے بچتا رہے گا۔

اے عزیز! آج جاگ لے کہ موت کے بعد سکھ چین،
اطمینان و آرام کی نیند سوتا رہے گا۔ فرشتہ تجھ سے کہے گا
نَمْ کَنَوْمَۃِ الْعَرُوْسِ۔ سن، سن، سن سہ

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سایہ تلے
حشر تک سوتا رہے گا خاک کے سایہ تلے

اے عزیز! دنیا پر مت ریجھ، دنیا پر والہ و شیدا ہونا
ہی خدا سے غافل ہونا ہے۔ دنیا خدا سے غفلت ہی کا
نام ہے۔

چیست دنیا از خدا غافل بدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

پردہ کی اہمیت

عورتیں پردہ کو فرض جانیں ہر نامحرم سے پردہ فرض ہے
نہ بے پردہ پھریں نہ بے پردہ گھر میں رہیں۔ باریک کپڑے
جن سے بدن یا بال چمکے پہن کر یا پائنچوں سے اوپر کا حصہ
پاؤں کے ٹخنے کے اوپر پنڈلی کا حصہ اور گلا، سینہ کھول کر یا
باریک کپڑوں سے نمایاں ہونے کی حالت میں محض غیر نہیں
جیٹھ، دیور، بہنوئی بھی نہیں، اپنے سگے چچازاد، خالہ زاد،
پھوپھی زاد، ماموں زاد بھائی کے سامنے ہونا بھی حرام ہے حرام
ہے، بدانجام ہے۔ مردوں پر فرض ہے کہ وہ اپنی بیبیوں، بیٹیوں
بہنوں وغیرہا محارم کو بے پردگی سے بچائیں۔ پردے کی تاکید
کریں اور عدم تعمیل پر جنہیں سزا دے سکتے ہیں سزا دیں جو
مرد اپنے محارم کی بے پردگی کی پروا نہ کرے گا، غیر محرموں
کے سامنے پھرائے گا خصوصاً اس طرح کہ بے پردگی کیساتھ
بے ستری بھی بعض اعضا کی ہو دیوث ٹھہرے گا۔
وَالْعَیَاذُ بِاللہِ تَعَالٰی۔

یاراں بکوشید

کئے جاؤ کوشش مرے دوستو نہ کوشش سے اک آن کو تم تھکو

خدا کی طلب میں سعی کرتے رہو جتنے ہو سکے مجاہدے کرو یقین کامیابی و کامرانی رکھو۔ قَالَ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا۔ جو ہماری طلب میں کوشش کرتے ہیں ضرور ہم انہیں راہیں دکھلاتے، مقصود سے واصل فرماتے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ تمہارے لیے فتح ہر باب خیر بالخیر فرمائے۔

اس کی راہ میں قدم رکھتے ہی اللہ کریم کے ذمۂ کرم پر تمہارے لیے اجر ہوگا۔ وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْ بَیْتِهٖ مُهَاجِرًا اِلَى اللّٰهِ وَرَسُوْلِهٖ ثُمَّ یُدْرِكْهُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ حضور پُر نور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

مَنْ طَلَبَ شَیْئًا وَجَدَّ وَجَدَ جو کسی شے کا طالب ہوگا اور کوشش کرے گا پالے گا۔ حدیث ہی کا ارشاد ہے مَنْ طَلَبَ اللّٰهَ وَجَدَهٗ ہاں ہاں بڑھے چلو برابر بڑھے چلو محبت و اخلاص شرط ہے۔ پیر کی محبت رسول کی محبت ہے۔ رسول کی محبت خدا کی محبت ہے جتنی محبت زیادہ ہوگی اور جتنی عقیدت پختہ ہو اتنا ہی فائدہ زیادہ سے زیادہ ہوگا اگرچہ پیراز آحاد ناس ہی وہ باکمال نہ ہو مگر پیر صحیح ہو کہ شرائطِ پیری کا جامع ہو، سلسلہ متصل ہوگا تو سرکار کے فیض سے ضرور فیض ملے گا۔ اے فرزندِ توحید! ہر امر میں توحید کو لگا رکھ،

خدا یکے و محمد یکے و پیر یک

تیرا قبلہ توجہ ایک ہونا ایک ہی رہنا لازم، پریشان نظر، پریشان خاطر دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا نہ بن مجو رضائے حق ہو جا۔ دین دُنیا کے ہر کام اخلاص کے ساتھ اسی کے لیے کر،

شریعت کی پیروی کر، جادۂ شریعت کی پیروی کر، جادۂ
شریعت سے ایک دم کو قدم باہر نہ رکھنا، کھانا، پینا،
اُٹھنا، بیٹھنا، لیٹنا، سونا، جانا، آنا، کہنا، سننا، لینا، دینا،
کمانا، صرف کرنا، ہر امر اسی کے لیے کر، اسی کی رضا ہو مدِ نظر۔
اے رضوی! فنافی الرضا ہو کر سراپا رضائے احمدی رضائے
الٰہی ہو جا۔ تیرا مقصود بس تیرا معبود ہو۔ اس کی رضا ہی
تیرا مطلوب ہو۔

فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد از و غیر او تمنائے

ریا سے بچنے کی کوشش کرتے رہنا۔ ہر کام اخلاص سے خدا
کی رضا کیلئے باتباع شریعت کرنا یہ بڑی سعادت عظیم مجاہدہ و ریاضت ہے
ہمارے بعض مشائخ کا ارشاد ہے
لوگ ریاضتوں کی ہوس کرتے ہیں، کوئی ریاضت و مجاہدہ

ارکان و آداب نماز کی رعایت کرنے کے برابر نہیں۔
خصوصاً پانچوں وقت مسجد میں نماز با جماعت ادا کرنا۔

ختم قرآن کریم

اولیائے کاملین کا ارشاد ہے کہ بے شبہ تلاوتِ قرآن
برائے قضاء حوائج مجرب ہے جتنا بھی روز ہو سکے ادب
کے ساتھ پڑھتا رہے۔ اگر وہ اس طرح پڑھے بہت بہتر
جلد انشاء اللہ تعالٰی کامیاب ہو۔ روز جمعہ سے شروع کرے
اور پنجشنبہ کو ختم کرے۔ روز جمعہ از فاتحہ تا آخر سورۂ مائدہ
روز شنبہ از انعام تا آخر سورۂ توبہ، روز یکشنبہ از سورۂ یونس
تا آخر سورۂ مریم، روز دوشنبہ از طٰہٰ تا آخر سورۂ قصص، روز
سہ شنبہ از عنکبوت تا آخر سورۂ ص، روز چہار شنبہ از
سورۂ زمر تا آخر سورۂ رحمٰن، روز پنج شنبہ از سورۂ واقعہ تا

آخر قرآن خلوت میں پڑھیں، بیچ میں بات نہ کریں۔ ہر مہم کے حصول کے لیے علی الاتصال ۱۲ ختم کو اکسیرِ اعظم یقین کریں۔

فضیلت دُرود شریف

درود شریف کے فضائل و برکات بے شمار احادیث میں مذکور ہیں۔ یہاں صرف ایک حدیث درج کی جاتی ہے جس سے اندازہ ہوگا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار گہر بار میں ہدیۂ درود پیش کرنا کس قدر فوائدِ دنیوی و اُخروی کو متضمن ہے۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور میں آپ پر بکثرت درود بھیجنا چاہتا ہوں پس اس کے لیے کتنا وقت مقرر کروں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا چاہو، میں نے عرض کیا چوتھائی وقت فرمایا کہ تمہاری خوشی۔ ہاں اگر زیادہ کرو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آدھا وقت۔ فرمایا کہ تمہاری خوشی۔ ہاں اگر زیادہ کرو تو تمہارے لیے بہتر ہے میں نے عرض کیا کہ دو تہائی وقت فرمایا تمہیں اختیار ہے ہاں اگر زیادہ کرو تو تمہارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور تمام وقت۔ تو حضور رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر ایسا کرو تو تمہارے تمام مقاصد (دینی و دنیوی) پورے ہوں گے اور تمام گناہ (ظاہری و باطنی) مٹا دیے جائیں گے۔ (ترمذی)

تصوّرِ شیخ

خلوت میں آوازوں سے دُور بمکان شیخ اور وصال ہوگیا ہو تو جس طرف مزارِ شیخ ہو متوجہ ہو کر بیٹھے۔ محض خاموش باادب بکمال خشوع اور صورت شیخ کا تصوّر کرے اور اپنے آپ کو ان کے حضور جانے اور یہ خیال دل میں جمائے کہ سرکارِ رسالت علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام سے انوار فیوض شیخ کے قلب پر فائض ہو رہے ہیں اور میرا قلب قلبِ شیخ کے نیچے بحالت دریوزہ گری لگا ہوا ہے اس میں سے انوار و فیوض اُبل اُبل کر میرے دل میں آ رہے ہیں اس تصوّر کو بڑھائیے یہاں تک کہ جم جائے اور تکلف کی حاجت نہ رہے۔ اسکی انتہا پر صورت شیخ خود متمثل ہو کر مرید کیساتھ رہے گی اور ہر کام میں مدد دیگی اور اس راہ میں جو مشکل اسے پیش آئیگی اس کا حل بتلائے گی۔

ہر نماز کے بعد یہ مناجات پڑھیں

یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یاالٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیٔ دیدارِ حُسنِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات
ان کے پیارے منہ کی صبحِ جانفزا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر
سیدِ بے سایہ کے ظلِ لوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی گرمیٔ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوشِ خلق ستارِ خطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب حسابِ خندۂ بیجا رُلاتے
چشمِ گریانِ شفیعِ مرتجیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب چلوں تاریک راہِ پُل صراط
آفتابِ ہاشمی نورُ الہدیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے
رَبِّ سَلِّمْ کہنے والے غمزدا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جو دعائیں نیک ہم تجھ سے کریں
قدسیوں کے لب سے آمین رَبَّنَا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب رضاؔ خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدارِ عشقِ مصطفےٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی لے چلیں جب دفن کرنے قبر میں
غوثِ اعظم پیشوائے اولیاء کا ساتھ ہو

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ

اِذْ یُبَایِعُوْنَکَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ

بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے

جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت

کرتے تھے

ضروری ہدایات

(۱) اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خان بریلوی قدس سرہٗ اور دیگر علماء اہل سنت کی تصانیف کا مطالعہ کیجیے، اور اگر آپ خود نہیں پڑھ سکتے تو کسی پڑھے لکھے کو کہیے کہ وہ آپ کے گھر پر سنائے تاکہ آپ کو دین کی صحیح طور پر شناسائی حاصل ہو۔

(۲) فاتحہ خوانی، عرس، میلاد شریف اور گیارہویں شریف میں جہاں آپ کھانا، شیرینی اور پھل رکھتے ہیں ان کے ساتھ علماء اہل سنت کی کتابیں بھی رکھیے اور انہیں تقسیم کیجیے۔

(۳) ہر شہر اور ہر محلہ میں لائبریری قائم کیجیے اور اس میں علماء اہل سنت کی تصانیف جمع کیجیے۔

(۴) ہر شہر میں ایک کتب خانہ ہونا چاہیے جس میں تحفۂ اثنا عشریہ کتاب

نہیں شرط مسلمانی؟

بریلوی مولویوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق ومحبت کا عجیب وغریب معیار مقرر کیا ہے کہ جس معیار کا ثبوت شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام میں ہرگز نہیں ملتا تو بریلوی حضرات نے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ عشق ومحبت کرنے کے لئے پیمانہ وسیع کر رکھا ہے، چنانچہ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

کچھ عشق محمد میں نہیں شرط مسلمانی

ہے کوثری ہندو بھی طلب گار محمد ﷺ

(جنت انتخاب صفحہ ۱۲۳ طبع اوّل مطبوعہ ڈیرہ غازی خاں)

نوٹ: مندرجہ بالا شعر جذبۂ عشق ومحبت رضاخانی بریلوی تو ضرور ہے مگر شریعت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم والا جذبہ ہرگز نہیں ہے کیونکہ رضاخانی بریلوی ہمیشہ ایسا عشق ومحبت کا جذبہ اختیار کریں گے جو یقیناً اور شرعاً قابل گرفت اور قابل مذمت ہو اور کسی قسم کی عشق کی منزل تک بقول بریلویوں کے پہنچنا ہی محال ہے۔

ساقی کوثر کون؟

مولوی محمد یار گڑھی والے بریلوی لکھتے ہیں حضرت علی رضی اللہ عنہ میدان محشر میں جام کوثر پلائیں گے عبارت ملاحظہ فرمائیں:

علیؓ شیر حق پیرؒ مشکل کشا دے

سوا جام کوثر پلا کوئی نہیں سکدا

(دیوان محمدی صفحہ ۲۳ طبع اول ملتان)

مندرجہ بالا شعر مذہب اسلام کے رو سے سراسر غلط اور خلاف شرع ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے اپنے پیارے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جام کوثر پلانے والا قرار دیا ہے۔ روز جزا کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امتیوں کو اپنے دست اقدس سے جام کوثر پلائیں گے جس کا ثبوت قرآن وحدیث میں موجود ہے۔ جس کا دل چاہے دیکھ لے اور کم از کم قرآن مجید کے آخری پارے میں سورۃ الکوثر ہی پڑھ لے۔ الغرض کہ مولوی محمد یار گڑھی والے کا عقیدہ قرآن وحدیث کے صریح خلاف ہے۔

اس کے بعد ایک اور بریلوی مولوی کی بھی سنتے جائیے کہ وہ اپنے ذوق بریلوی کے مطابق کس کو ساقی کوثر کا مقام عطا فرمارہے ہیں چنانچہ مولوی ایوب علی رضوی بریلوی اپنے ذوق بریلوی سے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کو ساقی کوثر قرار دے ہیں چنانچہ جذبہ ملاحظہ فرمائیں:

جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے

جام کوثر کا پلا احمد رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح صفحہ ۴۸ مقام اشاعت رضوی کتب خانہ بہاری بریلی انڈیا)

میں ہوں کس کا آپ کا احمد رضا
کون دیتا ہے مجھے کس نے دیا
جو دیا تم نے دیا احمد رضا
دونوں عالم میں ہے تیرا آسرا
ہاں مدد فرما شہا احمد رضا
حشر میں جب ہو قیامت کی تپش
اپنے دامن میں چھپا احمد رضا
جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے
جام کوثر کا پلا احمد رضا
شاہزادے دونوں خوش و خرم رہیں
مصطفےٰ حامد رضا احمد رضا
مجھ پہ ان دونوں کا سایہ تا ابد
ان پہ ظلِ مصطفٰی احمد رضا
مجھ پہ ان دونوں کا ہو فیض و کرم
ان پہ فضل مصطفٰی احمد رضا
میرے والد والدہ اعمام بھی
خوش رہیں سب دائما احمد رضا
میرے سب بھائی بھتیجے شاد ہوں
تم پہ میری جاں فدا احمد رضا
میری بی بی کنبے رشتے والے سب
شاد و خرم ہوں سدا احمد رضا
اور جو احباب سنی ہیں مرے
سب پہ ہو فضل خدا احمد رضا
میرے دل کی سب مرادیں دیجئے
واسطہ ہے غوث کا احمد رضا
شر شیطاں سے بچاؤ وقت نزع
میرے ایماں کو شہا احمد رضا
قبر و نشر و حشر میں تو ساتھ دے
ہو مرا مشکل کشا احمد رضا
میرے بگڑے کام بن جائیں ابھی
گر اشارہ ہو ترا احمد رضا
اک نظر میں کام ہوتا ہے مرا
یک نظر سوئے گدا احمد رضا
اک نظر میں بگڑی بنتی ہے مری
یک نظر بہر خدا احمد رضا
میں دکھاؤں تیرے صدقے خالی ہاتھ
ہو عطا کچھ ہو عطا احمد رضا
تو ہے داتا اور میں منگتا ترا
میں ترا ہوں تو مرا احمد رضا
تجھ سے تجھ کو مانگتا ہے علی
اس کو کر لے اپنا یا احمد رضا
نور منگتا ہے ترے در کا شہا
نور فرما دے عطا احمد رضا

تمت بالخیر

اطلاع

پیارے ناظرین ۔ اگر آپ کو حضور پر نور امام اہلسنت مجدد دین و ملت اعلیٰ حضرت فاضل ہندوستان و دیگر مشاہیر علمائے اہلسنت کی تصنیفات عالیہ کے مطالعہ کا اشتیاق اور آپکا قلب دین حق کی اشاعت کا مشتاق ہے تو جلد از جلد صرف پتہ ذیل سے فہرست کتب طلب فرماکر فرمائش کیجئے ۔ جملہ کتب ملنے کا پتہ

سید ایوب علی رضوی مہتمم رضوی کتب خانہ رجسٹرڈ ۳۴۴۳ محلہ بہاری پور بریلی

قارئین ذی وقار! اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی امت کے ساقی کوثر ہوں گے اور بریلوی مولویوں نے اپنے جذبات کی روشنی میں اپنے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کو ساقی کوثر بنالیا ہے۔ شریعت اسلامیہ کی رو سے ساقی کوثر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہیں۔

اور رضا خانی بریلوی مولویوں نے اس کے خلاف عقیدہ بنالیا ہے بس پسند اپنی اپنی نصیب اپنا اپنا۔ اور جب میدان محشر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنے امتیوں کو جام کوثر پلاتے ہونگے تو اسوقت رضا خانی بریلویوں کو چاہیئے کہ سوائے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کے ہاتھوں سے ہی جام کوثر پئیں جن کے بارے میں دنیا ہی میں کہتے تھے جام کوثر کا پلا احمد رضا اور یہ بریلوی جام کوثر پئیں تو بدست اعلیٰ حضرت بریلوی پئیں یعنی کہ پسند اپنی اپنی نصیب اپنا اپنا اور ہم اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے اپنے پیارے محبوب حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے دست اقدس سے روزِ جزا کو جامِ کوثر پئیں گے۔ اور اُمت احمد رضا کا بھی پتہ چل گیا کہ یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جامِ کوثر پلانے کے مقابلے میں انہوں نے مولوی احمد رضا بریلوی کو ساقی کوثر مان لیا ہے جس کا ثبوت مدائح اعلیٰ حضرت کے صفحہ ۲۸ پر موجود ہے اور اس کا عکس اور مع ٹائٹل کے آپ نے گذشتہ صفحہ پر بخوبی ملاحظہ فرمایا۔

محبت ہو تو ایسی ہو؟

بریلوی مولویوں کا عقیدہ جو کہ کتاب ہفت اقطاب میں بایں الفاظ مرقوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس حقیقت میں حضرت پیر محمد معین الدین کی شکل میں یثرب یعنی کہ مدینہ منورہ سے چاچڑاں شریف تشریف لائے ہوئے ہیں ظاہر میں تو حضرت پیر محمد معین الدین ہیں اور حقیقت میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہی ہیں، العیاذ باللہ۔ چنانچہ عقیدہ ملاحظہ فرمائیں:

وہ مدنی محمد معین بن کے آیا ☆ غضب کا جواں حسیں بن کے آیا
مری لاکھ جانیں ہوں قربان اس پر ☆ جو یثرب سے چاچڑ نشین بن کے آیا
حقیقت نبی کی کھلی اس جواں سے ☆ وہ صل علی ماہ جبیں بن کے آیا
وہ ملک نزاکت سے بن ٹھن کے نکلا ☆ جہاں میں نہ ایسا کہیں بن کے آیا
تبسم غضب کا اداؤں میں جادو ☆ وہ حسن ازل کا امیں بن کے آیا
قطب فخر و نازک یہ مظہر فریدی ☆ وہ ہر بار در ثمین بن کے آیا
اسی سے ہے صادق حسینوں کی رونق ☆ جو غم خوار قلب حزیں بن کے آیا

(ہفت اقطاب صفحہ ۱۶۸۔ طبع اول ڈیرہ غازی خان)

قارئین کرام! مندرجہ بالا اشعار میں برملا اس بات کا اظہار کیا گیا ہے کہ وہ مدنی محمد معین بن کے آیا یعنی کہ وہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سرکار مدنی کریم جو حضرت پیر محمد معین الدین کی شکل میں یثرب یعنی کہ مدینہ منورہ سے چاچڑاں تشریف فرما ہیں حقیقت میں یہ سرکار مدنی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہیں، العیاذ باللہ۔ اور یہ حقیقت ہم پر حضرت پیر محمد معین الدین کی شکل میں نمودار ہوئی ہے جیسا کہ ہفت اقطاب میں ہے:

حقیقت نبی کی کھلی اس جواں سے
وہ صل علی ماہ جبیں بن کے آیا

اس شعر میں بڑے کھلے الفاظ میں بریلوی مولویوں نے اپنے پیر و مرشد کو حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس تسلیم کیا ہے، العیاذ باللہ۔ اس سے آپ بریلوی مولویوں کی محبت اور اطاعت رسول کا اندازہ فرما لیں کہ کیا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی ارشاد ہے کہ اپنے پیر و مرشد کو اللہ تعالی کا رسول برحق سمجھو۔ اللہ کے بندو ذرا سمجھو اور عقل سے کام لو رسول کو رسول سمجھو اور صحابی

کو صحابی سمجھو اور ولی کو ولی سمجھو اور اپنے پیر کو پیر سمجھو۔ خدا اور رسول ہرگز نہ سمجھو کیونکہ شریعت مطہرہ کی روشنی میں اپنے پیر و مرشد وغیرہ کو رسول سمجھنا یا رسول کا مقام اور مرتبہ عطا کرنا یہ سراسر اپنے نامہ کو سیاہ سے سیاہ تر کرنا ہے۔ اور یہ بات اظہر من الشمس ہے کہ رسول کا انتخاب ذات خدا تعالیٰ فرماتے ہیں اور رسول کا معلم خود ذات خدا ہوتا ہے۔ اور پیر و مرشد کا انتخاب تم لوگ کرتے ہو جسکا معلم انسان ہوتا ہے اور خدا کا انتخاب اور بندے کا انتخاب کرنے میں کوئی فرق نہیں ۔ بس خوف خدا کرو شریعت اسلامیہ کی روشنی میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے بارے میں تو یہی فیصلہ ہے:

لا یمکن الثناء کما کان حقہ

بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

یعنی کہ خدا تعالیٰ کی ذات پاک کے بعد تمام مخلوق سے اعلیٰ افضل اشرف امام الانبیاء حبیب کبریا حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک ہے اور بس .اور بریلوی مولویوں کے عقیدے کے مقابلے میں حق تعالیٰ کا ارشاد بھی پڑھ لیجیے:

اللہ یصطفی من الملئکۃ رسلا ومن الناس ان اللہ سمیع بصیر. (پارہ نمبر ۱۷ سورۃ الحج آیت نمبر ۷۵)

(ترجمہ) بیشک اللہ فرشتوں اور انسانوں میں سے رسول کا انتخاب کرتا ہے بیشک اللہ سننے والا دیکھنے والا ہے۔

ہفت اقطاب کے اشعار میں بریلوی مولویوں نے اپنے پیر و مرشد کی تعریف میں بے حد غلو کر کے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں توہین کا ارتکاب کیا ہے اور یہ بات اپنی جگہ درست ہے کہ اپنے پیر و مرشد کی تعظیم اور احترام ضرور کرو مگر ایسا قدم ہرگز نہ اٹھاؤ کہ اپنے پیر و مرشد کو رسول اللہ بنا دو یعنی کہ پیر کو پیر و مرشد ضرور سمجھو لیکن رسالت کے مقام پر اپنے پیر و مرشد کو مت بٹھاؤ یعنی شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی حدود سے تجاوز ہرگز نہ کرو بلکہ ہر قدم پر یہی کوشش کرتے رہو کہ ہمارا اُٹھنے والا ہر قدم شریعت اسلامیہ کی حدود کے مطابق اُٹھے ۔ یہاں تو قدم اُٹھنا در کنار رہا بلکہ بریلوی مولوی صاحبان تو شریعت اسلامیہ کی حدود پھلانگنے میں بڑی بڑی چھلانگیں لگائے جا رہے ہیں۔

انبیاء علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی برابری کا سنگین الزام

رضاخانی مؤلف مولوی غلام مہر علی نے حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولنا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ پر انبیاء کرام علیہم السلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی برابری کا یہ سنگین الزام عائد کرنے کے لئے انکی کتاب اشرف المعمولات صفحہ ۵۰۔ اور مزید المجید صفحہ ۱۸۔ کی طویل عبارت کو خیانت سے نقل کرنے کا عظیم جہاد کیا اب آپ رضاخانی مولوی کی خیانت سے نقل کردہ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

رضاخانی مؤلف کی خیانت

تھانوی کا ایک مرید تھانوی کو لکھتا ہے میں آپ (تھانوی صاحب) کو نبیوں اور صحابہ کے برابر سمجھتا ہوں۔ (بلفظہٖ دیوبندی مذہب صفحہ ۳۷۔ طبع دوم)

اس خیانت پرمبنی عبارت پر اس رضاخانی مؤلف نے صفحہ ۳۷ پر یہ خلاف شرع سرخی قائم کرڈالی "دیوبندیوں کا نبی" بلفظہٖ دیوبندی مذہب صفحہ ۳۷ اور ۱۴۸ پر یہ سرخی قائم کی دیوبندیوں کے پیشوا تھانوی صاحب نبیوں کے برابر ہیں بلفظہٖ دیوبندی مذہب صفحہ ۱۴۸ طبع دوم پھر اس نے اس قدر ستم ظریفی سے کام لیا کہ اشرف المعمولات کی عبارت صفحہ پچاس ۵۰ پر تھی اور اس نے اپنے کتاب کے ۳۷ پر صفحہ نمبر ۵ نقل کیا ہے اور طبع سوم اور طبع چہارم تک یہی حوالہ ایسے ہی چھپ رہا ہے آپ حضرات کو حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب اشرف المعمولات اور مزید المجید کی اصل طویل عبارت پیش کریں گے جسے پڑھ کر آپکو یقین کامل ہوجائے گا کہ رضاخانی مؤلف نے کتاب لکھتے وقت اس بات پر قسم اٹھائی ہے کہ علماء اہلسنت دیوبند کا جب ہی کوئی حوالہ نقل کروں گا تو خیانت کا دامن یقیناً مضبوطی سے تھامے رکھوں گا اور اسمیں کبھی بھی سستی اور کاہلی کا ہرگز مظاہرہ نہیں کروں گا تو اسی رضاخانی قانون پر عمل کرتے ہوئے رضاخانی مولوی نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب اشرف المعمولات اور مزید

المجید کی بے غبار اور یقیناً بے داغ عبارت کو نقل کرنے میں خیانت کا بدترین مظاہرہ کیا ہے آپ حضرات حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کی پوری اور اصل طویل عبارت ملاحظہ فرمائیں تو پھر فیصلہ کریں کہ بریلوی مولوی کو خوف خدا ہے یا کہ خوف خدا کا مادہ ہی بالکل ختم ہو چکا ہے اگر خوف خدا ہوتا تو طویل عبارت میں سے خیانت جیسے قابل نفرت عمل کا قطعاً ارتکاب نہ کرتے اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب اشرف المعمولات صفحہ ۵۰ کی طویل عبارت جو کہ سترہ ۱۷ اسطور اور چھ الفاظ پر مشتمل تھی اور مزید المجید کی طویل عبارت جو کہ پندرہ ۱۵ سطور اور آٹھ الفاظ پر مشتمل تھا تو اس رضاخانی بریلوی مؤلف نے اس طویل عبارت کے درمیان سے صرف ایک چھوٹا سا ٹکڑا لیکر نقل کر دیا اور پھر ہر خاص وعام کی نگاہ میں سچا بننے کے لیئے کتاب کا صفحہ نمبر اور سطر نمبر بھی تحریر کر دیا اور اس رضاخانی مؤلف نے اس بات پر پورا اُترنے کی بھرپور کوشش کی ہے کہ جھوٹ اتنا اور ایسے انداز سے بولو کہ لوگ اُسے سچ سمجھنے لگیں اس قانون کے مطابق رضاخانی مؤلف نے اپنے اکابر کی یاد کو پھر ایک بار تازہ کرتے ہوئے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی طویل عبارت سے صرف اتنا ٹکڑا نقل کیا ہے کہ:-

”میں آپکو نبیوں اور صحابہ کے برابر سمجھتا ہوں“۔ (بلفظہٖ دیوبندی مذہب صفحہ ۳۷۔ طبع دوم)

قارئین ذی وقار! مندرجہ بالا صرف اتنا سا ٹکڑا نقل کرنے کے بعد قارئین کرام کو علماء اہلسنت دیوبند کے بارے میں خلاف شرع تاثر دینے کی انتھک کوشش کی گئی اور رضاخانی مؤلف نے بے غبار اور بے داغ عبارت کو پورا نقل کرنے کو تعلیمات رضا کے خلاف سمجھا ورنہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کی طویل عبارت شرعاً ہرگز قابل گرفت نہ تھی کہ جسکو خواہ مخواہ قابل گرفت بنا کر نقل کیا گیا جیسا کہ آپ ابھی پڑھیں گے کہ یہ خیانت پر مبنی عبارت اس رضاخانی مؤلف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۷ کے علاوہ صفحہ ۱۴۸۔ ۳۵۸۔ اور ۳۷۴۔ پر بھی نقل کی ہے چنانچہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے

ملفوظات کی اصل اور طویل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب اشرف المعمولات اور مزید المجید کی اصل طویل عبارت

حضرت کے یہاں ایک لیٹر بکس رکھا ہے جن لوگوں کو کچھ کہنا سننا ہوتا ہے خط میں لکھ کر اس لیٹر بکس میں ڈالدیتے ہیں۔ حضرت والا سہولت سے جواب لکھ کر بذریعہ خادم کے ان کے پاس پہنچادیتے ہیں۔ ایک صاحب نے کچھ بیہودہ اور بے جوڑ باتیں لکھ کر بکس میں ڈالدیں حضرت والا نے دیکھکر اس پرچہ پر یہ لکھدیا کہ ظہر کے بعد اس پرچہ کو میرے ہاتھ میں دینا۔ بعد ظہر کے ان صاحب نے پرچہ پیش کیا۔ اس میں یہ لکھا تھا کہ میں سلام سے محروم رہا۔ اور یہ بھی لکھا تھا کہ میں آپ کو نبیوں اور صحابہ کے برابر سمجھتا ہوں۔

اب حضرت والا نے ان سے دریافت کرنا شروع کیا۔ کہ آپ نے جو یہ لکھا ہے کہ میں سلام سے محروم رہا اور مصافحہ سے محروم رہا۔ اس کا کیا مطلب ہے آیا آپ نے سلام کیا تھا میں نے جواب نہیں دیا۔ یا آپ نے مصافحہ کیلئے ہاتھ بڑھاے میں نے دھکیل دیا۔ یا آپنے خود نہ کیا۔ یا میں نے آپ کو ممانعت کردی تھی۔ اس پر وہ صاحب بیٹھے رہے پھر دوبارہ استفسار پر بولے۔ کہ جی مجھ سے خطا ہوگئی۔ اس پر فرمایا کہ خطا ہوگئی میں یہ نہیں پوچھتا ہوں میری غرض تو یہ ہے کہ آپ کا اس لکھنے سے کیا مطلب تھا۔ ان صاحب نے کہا کہ یہ مطلب تھا اصلاح ہوجاوے۔ اس پر فرمایا کہ آپ نے اس واسطے خطا کی تھی کہ میری اصلاح ہوجاوے یہ تو ایسی بات ہوئی۔ کہ جیسے کوئی چوری کرے اور حاکم کے دریافت کرنے پر یوں کہے کہ چوری اس واسطے کہ تھی کی میری اصلاح ہوجاوے یا کوئی اپنے کپڑے کو گو لگالیوے اب اس سے کوئی کہے کہ گو کیوں لگا رکھا ہے اور وہ اسکے جواب میں کہے کہ جی کپڑا دھل جاویگا۔ یعنی بغیر گو کے لگائے ہوئے کپڑا پاک ہوگا نہیں اور حاضرین کی طرف مخاطب ہوکر فرمایا۔ کہ اسپر لوگ مجھے سخت کہتے ہیں۔

(اشرف المعمولات صفحہ ۵۰ تا ۵۱ مطبوعہ تھانہ بھون انڈیا و مزید المجید ۱۸-۱۹ مطبوعہ دہلی انڈیا)

علماء اہلسنت دیوبند کی بے غبار عبارات کو اعلی حضرت بریلوی اور متبعین احمد رضا نے ہمیشہ غلط طور پر پیش کیا ورنہ علماء اہلسنت دیوبند کی عبارات بالکل بے داغ اور شرعی اصطلاحات کے بالکل عین مطابق ہیں کہ جن پر شرعاً کوئی گرفت نہیں بلکہ علماء اہلسنت دیوبند کی عبارات کو خواہ مخواہ قطع و برید سے نقل کیا گیا ہے۔ اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظ کی طویل عبارت میں ہی جواب مرقوم تھا کہ اس شخص نے عرض کیا کہ مجھ سے خطا ہو گئی ہے اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس شخص کا پرچہ دیکھ کر فرمایا کہ ایک صاحب نے کچھ بیہودہ اور بے جوڑ باتیں لکھ کر لیٹر بکس میں پرچہ ڈالدیا جب حضرت خود اس شخص کی تحریر کو بیہودہ فرمارہے ہیں اور خود ناراض ہو رہے ہیں تو پھر کس خوشی میں حضرت رحمت اللہ علیہ پر سنگین الزام لگایا جارہا ہے بس یہ سب کچھ اعلیٰ حضرت بریلوی کی پیروی کا ثمرہ ہے جو بات لکھو تو بالکل غلط لکھو معاشرہ میں مفت کی مشہوری ہو جائے اور رضاخانی مؤلف کو یہ بات یاد نہ آئی کہ بریلوی اپنے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کو انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح معصوم عن الخطاء اور بریلوی تحریروں میں اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کو واضح طور پر برملا خدا کہا گیا ہے اور مقام نبوت اور رسالت بھی ساتھ ہی عطا کر دیا گیا اور یہ بھی کہد یا گیا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی ہر قسم کی لغزش سے محفوظ ہیں حالانکہ محفوظ سے مراد صرف اور صرف صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ہیں اور کوئی نہیں الغرض کہ بریلوی مولویوں نے اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کی مدح سرائی اس حد تک فرمادی کہ اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کو خدا اور رسول وغیرہ سب کچھ کہد یا لیکن اس کے باوجود عقیدہ حق رکھنے کا دعوی ہے اور پھر بے بنیاد الزام حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ پر لگا دیا کیونکہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس شخص کے پرچہ کی عبارت کو بیہودہ فرمارہے ہیں نہ کہ اس کی تحریر کی تحسین کر رہے ہیں تو پھر اعتراض اور الزام کیوں؟ اور پھر وہ شخص بھی برابر کہہ رہا ہے کہ مجھ سے خطا ہو گئی ہے تو ایک خطا اس شخص نے کی ہے جس پر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سخت ناراض ہوئے اور پھر ڈانٹ ڈپٹ کی اور دوسری خطا رضاخانی مولوی غلام مہر علی بریلوی مقیم چشتیاں نے کی ہے جس نے اب تک اپنی غلطی کا اقرار نہیں کیا۔

قارئین کرام! ہم رضا خانی مؤلف اور تمام بریلوی حضرات کو حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی ورحمۃ اللہ علیہ پر بے بنیاد وسنگین الزام کے جواب میں جو حالت بیداری میں بریلوی مولوی حضرات پر جو درود شریف کے تحفے پیش کیے گئے ہیں ہم وہ من وعن یعنی کہ اوّل تا آخر آستانہ عالیہ بریلی شریف کے شجرۂ طریقت کا عکس مع صفحہ ٹائٹل کے پیش کر رہے ہیں اس کو ملاحظہ فرمائیے کہ حضرت تھانوی رحمۃ علیہ پر جوتم نے بہتان عظیم اور سنگین الزام لگایا ہے کہ تھانوی کا ایک مرید تھانوی کو لکھتا ہے کہ میں آپ کو نبیوں اور صحابہ کے برابر سمجھتا ہوں، العیاذ باللہ اس بہتان عظیم کے جواب میں آپ حضرات اپنے مشائخ کا شجرہ طریقت کہ جس میں درود شریف کے پھول خوب نچھاور کیئے گئے ہیں ان کو بغور پڑھیئے تاکہ آپ حضرات بریلی شریف کے شجرہ طریقت میں درج شدہ درود شریف ملاحظہ فرمائیے تاکہ تمہیں یقین ہوجائے کہ علماء اہلسنت دیوبند یقیناً حق پر ہیں آستانہ عالیہ بریلی شریف انڈیا کے شجرہ طریقت کا عکس اول تا آخر پیش کررہے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:۔
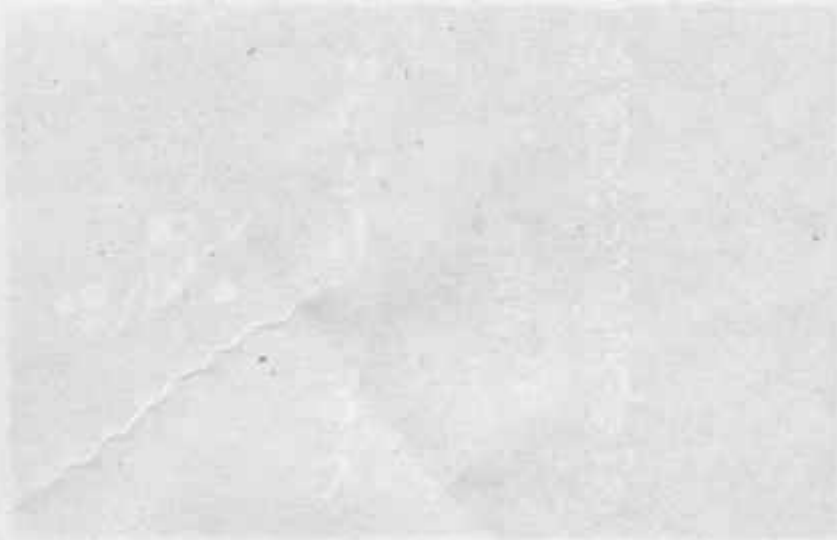
بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

لَقَدْ رَضِیَ اللّٰہُ عَنِ الْمُؤْمِنِیْنَ
اِذْ یُبَایِعُوْنَكَ تَحْتَ الشَّجَرَۃِ

بے شک اللہ راضی ہوا ایمان والوں سے
جب وہ اس پیڑ کے نیچے تمہاری بیعت
کرتے تھے

۴۸۶
۹۲

خوشا مسجد و مدرسہ خانقاہے ◎ کہ در وے بود قیل و قال محمد

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

شجرۂ طیبہ

اصلها ثابت و فرعها فی السماء

شجرۂ طیبہ

سلسلۂ عالیہ قادریہ رضویہ

پیر طریقت

الحاج حضرت مولانا مفتی محمد اختر رضا خاں قادری مدظلہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم

شجرۃ طیبۃ اصلها ثابت و فرعها فی السماء

هٰذہٖ سلسلتی من مشایخی فی الطریقۃ العلیۃ العالیۃ القادریۃ الطیبۃ المبارکۃ ۰

اللّٰهم صل وسلم و بارک علی سیدنا و مولانا محمد معدن الجود والکرم و اٰلہ الکرام اجمعین [۱]

اللّٰهم صل وسلم و بارک علیہ وعلیهم وعلی المولی السید الکریم علیِّ المرتضیٰ کرم اللہ تعالیٰ وجهہ [۲]

---

۱ ۱۲ ربیع الاول شریف ۱۱ھ کو وصال ہوا۔ مدینہ طیبہ میں مزار پاک ہے۔

۲ ۲۱ رمضان المبارک ۴۰ھ کو وصال ہوا مزار پاک نجف اشرف میں ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ
وَعَلَى الْمَوْلَى السَّيِّدِ الْإِمَامِ حُسَيْنِ نِ الشَّهِيْدِ
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ؕ[1]
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ
وَعَلَى الْمَوْلَى السَّيِّدِ الْإِمَامِ عَلِيِّ بْنِ الْحُسَيْنِ
زَيْنِ الْعَابِدِيْنَ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا ؕ[2]
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ
وَعَلَى الْمَوْلَى السَّيِّدِ الْإِمَامِ مُحَمَّدِ بْنِ عَلِيِّ نِ
الْبَاقِرِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا ؕ[3]

---

[1] ۱۰ محرم الحرام ۶۱ھ کو کربلا میں شہید ہوئے مزار پاک کربلا معلّٰی میں ہے۔
[2] ۱۸ محرم الحرام ۹۴ھ کو وصال ہوا مزار پاک مدینہ منورہ میں ہے۔
[3] ۷ ذی الحجہ ۱۱۴ھ کو وصال ہوا مزار پاک مدینہ منورہ میں ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَ
عَلَى الْمَوْلَى السَّيِّدِ الْإِمَامِ جَعْفَرِ بْنِ مُحَمَّدِ نِ
الصَّادِقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا ؕ[1]
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ
وَعَلَى الْمَوْلَى السَّيِّدِ الْإِمَامِ مُوْسَى بْنِ جَعْفَرِ نِ
الْكَاظِمِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا ؕ[2]
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ
وَعَلَى الْمَوْلَى السَّيِّدِ الْإِمَامِ عَلِيِّ بْنِ مُوْسَى الرِّضَا
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُمَا ؕ[3]
اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى

---

[1] ۱۵ رجب المرجب ۱۴۸ھ کو وصال ہوا مزار مبارک مدینہ منورہ میں ہے۔
[2] ۲۵ رجب المرجب ۱۸۳ھ کو وصال ہوا مزار مبارک بغداد شریف میں ہے۔
[3] ۲۱ رمضان المبارک ۲۰۳ھ کو وصال ہوا مزار شریف مشہد مقدس میں ہے۔

المولی الشیخ معروف بن الکرخی رضی اللہ تعالی عنہ [1]
اللھم صل وسلم وبارک علیہ وعلیھم وعلی المولی
الشیخ سری بن السقطی رضی اللہ تعالی عنہ [2]
اللھم صل وسلم وبارک علیہ وعلیھم وعلی
المولی الشیخ جنید بن البغدادی رضی اللہ تعالی عنہ [3]
اللھم صل وسلم وبارک علیہ وعلیھم وعلی المولی
الشیخ ابی بکر بن الشبلی رضی اللہ تعالی عنہ [4]
اللھم صل وسلم وبارک علیہ وعلیھم وعلی
المولی الشیخ ابی الفضل عبد الواحد التمیمی

---

[1] ۲ محرم الحرام ۲۰۰ھ کو وصال ہوا مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔
[2] ۱۳ رمضان المبارک ۲۵۳ھ کو وصال ہوا مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔
[3] ۲۷ رجب المرجب ۲۹۸ یا ۲۹۶ھ میں وصال ہوا مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔
[4] ۲۷ ذی الحجہ ۳۳۴ھ کو وصال ہوا مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

رضی اللہ تعالی عنہ [1]
اللھم صل وسلم وبارک علیہ وعلیھم وعلی المولی
الشیخ ابی الفرح الطرطوسی رضی اللہ تعالی عنہ [2]
اللھم صل وسلم وبارک علیہ وعلیھم وعلی المولی
الشیخ ابی الحسن علی بن القرشی الھکاری رضی اللہ تعالی
عنہ [3]
اللھم صل وسلم وبارک علیہ وعلیھم وعلی المولی
الشیخ ابی سعید بن المخزومی رضی اللہ تعالی عنہ [4]
اللھم صل وسلم وبارک علیہ وعلیھم وعلی المولی

---

[1] ۲۶ جمادی الاخری ۴۲۵ھ کو وصال ہوا مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔
[2] ۳ شعبان المکرم ۴۴۷ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔
[3] یکم محرم الحرام ۴۸۶ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔
[4] ۷ شوال المکرم ۵۱۳ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

اَلْمَوْلَى السَّيِّدِ الْكَرِيْمِ غَوْثِ الثَّقَلَيْنِ وَغَيْثِ الْكَوْنَيْنِ
اَلْاِمَامِ اَبِيْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ الْقَادِرِ الْحَسَنِيِّ الْحُسَيْنِيِّ
الْجِيْلَانِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى جَدِّهٖ الْكَرِيْمِ وَعَلَيْهِ
وَعَلٰى مَشَائِخِهِ الْعِظَامِ وَاُصُوْلِهِ الْكِرَامِ وَفُرُوْعِهِ
الْفِخَامِ وَمُحِبِّيْهِ وَالْمُنْتَمِيْنَ اِلَيْهِ اِلٰى يَوْمِ الْقِيَامِ
وَبَارِكْ وَسَلِّمْ اَبَدًا ١ ؎

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَ
عَلَى الْمَوْلَى السَّيِّدِ اَبِيْ بَكْرٍ تَاجِ الْمِلَّةِ وَالدِّيْنِ
عَبْدِ الرَّزَّاقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ٢ ؎

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلٰى

---

١ ؎ ١١ ربیع الآخر شریف ۵۶۱ھ کو وصال ہوا، مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔
٢ ؎ ۶ شوال المکرم ۶۲۳ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

اَلْمَوْلَى السَّيِّدِ اَبِيْ صَالِحٍ نَصْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ١ ؎

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ
وَعَلَى الْمَوْلَى السَّيِّدِ مُحْيِ الدِّيْنِ اَبِيْ نَصْرٍ رَضِيَ
اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ٢ ؎

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلٰى
الْمَوْلَى السَّيِّدِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ٣ ؎

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلٰى
الْمَوْلَى السَّيِّدِ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ٤ ؎

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلٰى

---

١ ؎ ۲۷ رجب المرجب ۶۳۲ھ کو وصال ہوا، مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔
٢ ؎ ۲۷ ربیع الاول ۶۵۶ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔
٣ ؎ ۲۳ شوال المکرم ۶۹۳ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔
٤ ؎ ۱۳ رجب المرجب ۷۰۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

الْمَوْلَى السَّيِّدِ حَسَنٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ۔ [1]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى

الْمَوْلَى السَّيِّدِ اَحْمَدَ الْجِيلَانِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ [2]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى

الْمَوْلَى الشَّيْخِ بَهَاءِ الدِّيْنِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ۔ [3]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى

الْمَوْلَى السَّيِّدِ اِبْرَاهِيْمَ الْاِيْرَجِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ [4]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى

[1] ۲۶ صفر المظفر سنہ ۷۸۱ھ کو وصال ہوا۔ مزار مبارک بغداد شریف میں ہے۔

[2] ۱۹ محرم الحرام سنہ ۸۵۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

[3] ۱۱ ذی الحجہ سنہ ۹۲۱ھ میں وصال ہوا۔ دولت آباد (دکن) میں مزار پاک ہے۔

[4] ۵ ربیع الآخر سنہ ۹۵۳ھ میں وصال ہوا۔ مزار پاک دہلی میں درگاہ محبوب الٰہی میں ہے۔

الْمَوْلَى الشَّيْخِ مُحَمَّدِ بْهِكَارِي رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ [1]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى

الْمَوْلَى الْقَاضِي ضِيَاءِ الدِّيْنِ الْمَعْرُوْفِ بِالشَّيْخِ

جِيَا رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ۔ [2]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى

الْمَوْلَى الشَّيْخِ جَمَالِ الْاَوْلِيَاءِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ [3]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى

الْمَوْلَى السَّيِّدِ مُحَمَّدٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ ۔ [4]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى

[1] ۹ ذی قعدہ سنہ ۹۸۱ھ میں وصال ہوا۔ مزار مبارک کاکوری میں ہے۔

[2] ۲۱ رجب المرجب سنہ ۹۸۹ھ میں وصال ہوا۔ مزار مبارک قصبہ نیوتنی ضلع لکھنؤ میں ہے۔

[3] شب عید الفطر سنہ ۱۰۴۷ھ میں وصال ہوا۔ کوڑا جہان آباد ضلع فتحپور ہسوہ میں مزار پاک ہے۔

[4] ۹ شعبان المکرم سنہ ۱۰۷۱ھ میں وصال ہوا۔ مزار پاک کالپی شریف میں ہے۔

اللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمَوْلَى
الْهُمَامِ إِمَامِ أَهْلِ السُّنَّةِ مُجَدِّدِ الشَّرِيْعَةِ الْعَاطِرَةِ
مُؤَيِّدِ الْمِلَّةِ الطَّاهِرَةِ حَضْرَتِ الشَّيْخِ أَحْمَدْ رِضَا خَان
رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ بِالرِّضَا السَّرْمَدِيِّ [1]

اللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ جَمِيْعًا وَ
عَلَى الشَّيْخِ حُجَّةِ الْإِسْلَامِ مَوْلَانَا حَامِدْ رِضَا خَان رَضِيَ
اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ [2]

اللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ جَمِيْعًا وَعَلَى
الشَّيْخِ زُبْدَةِ الْأَتْقِيَاءِ الْمُفْتِي الْأَعْظَمِ بِالْهِنْدِ مَوْلَانَا مُحَمَّدْ
مُصْطَفٰى رِضَا خَان الْقَادِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ [3]

[1] ۲۵ صفر المظفر ۱۳۴۰ھ کو وصال ہوا۔ مزار شریف بریلی محلہ سوداگران میں ہے۔
[2] ۱۷ جمادی الاولیٰ ۱۳۶۲ھ کو وصال ہوا۔ مزار مبارک بریلی شریف میں ہے۔
[3] شب ۱۴ محرم الحرام ۱۴۰۲ھ کو وصال ہوا۔ مزار مبارک بریلی شریف میں ہے۔

اللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ جَمِيْعًا
وَعَلَى الشَّيْخِ الْمُفَسِّرِ الْأَعْظَمِ مَوْلَانَا إِبْرَاهِيْم رِضَا
الْقَادِرِيِّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالَى عَنْهُ [1]

اللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ جَمِيْعًا وَعَلَى
عَبْدِكَ الْفَقِيْرِ مُحَمَّدْ أَخْتَر رِضَا خَان
الْأَزْهَرِيِّ الْقَادِرِيِّ غُفِرَ لَهُ وَلِوَالِدَيْهِ
اللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى
الْفَقِيْرِ

اللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ جَمِيْعًا
وَعَلَى سَائِرِ أَوْلِيَائِكَ وَعَلَيْنَا بِهِمْ وَلَهُمْ وَفِيْهِمْ
وَمَعَهُمْ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ - آمِيْن!

[1] ۱۱ صفر ۱۳۸۵ھ کو وصال ہوا۔ مزار مبارک بریلی شریف میں ہے۔

الْمَوْلَى السَّيِّدِ الْكَرِيْمِ غَوْثِ الثَّقَلَيْنِ وَغَيْثِ الْكَوْنَيْنِ
الْإِمَامِ أَبِيْ مُحَمَّدٍ عَبْدِ الْقَادِرِ الْحَسَنِيِّ الْحُسَيْنِيِّ
الْجِيْلَانِيِّ صَلَّى اللّٰهُ تَعَالٰى عَلٰى جَدِّهِ الْكَرِيْمِ وَعَلَيْهِ
وَعَلٰى مَشَايِخِهِ الْعِظَامِ وَأُصُوْلِهِ الْكِرَامِ وَفُرُوْعِهِ
الْفِخَامِ وَمُحِبِّيْهِ وَالْمُنْتَمِيْنَ إِلَيْهِ إِلٰى يَوْمِ الْقِيَامِ
وَبَارِكْ وَسَلِّمْ أَبَدًا [١]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَ
عَلَى الْمَوْلَى السَّيِّدِ أَبِيْ بَكْرٍ تَاجِ الْمِلَّةِ وَالدِّيْنِ
عَبْدِ الرَّزَّاقِ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ [٢]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى

[١] ١١ ربیع الآخر شریف ۵۶۱ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔
[٢] ٦ شوال المکرم ٦٢٣ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

الْمَوْلَى السَّيِّدِ أَبِيْ صَالِحٍ نَصْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ [١]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ
وَعَلَى الْمَوْلَى السَّيِّدِ مُحْيِ الدِّيْنِ أَبِيْ نَصْرٍ رَضِيَ
اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ [٢]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى
الْمَوْلَى السَّيِّدِ عَلِيٍّ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ [٣]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى
الْمَوْلَى السَّيِّدِ مُوْسٰى رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ [٤]

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى

[١] ٢٧ رجب المرجب ٦٣٢ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔
[٢] ٢٧ ربیع الاول ٦٥٦ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔
[٣] ٢٣ شوال المکرم ٦٦٣ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔
[٤] ١٣ رجب المرجب ٦٢٣ھ میں وصال ہوا۔ مزار پاک بغداد شریف میں ہے۔

الْمَوْلَى السَّيِّدِ اَحْمَدَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ١ ؎

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى

الْمَوْلَى السَّيِّدِ فَضْلِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ٢ ؎

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى

الْمَوْلَى السَّيِّدِ الشَّاہ بَرَکَۃِ اللّٰہِ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ٣ ؎

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى

الْمَوْلَى السَّيِّدِ الشَّاہ اٰلِ مُحَمَّدٍ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ٤ ؎

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى الْمَوْلَى

السَّيِّدِ الشَّاہ حَمْزَۃَ رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ٥ ؎

---

١ ؎ ۱۹ ر صفر المظفر ۱۱۱۱ھ میں وصال ہوا۔ مزار پاک کالپی شریف میں ہے۔

٢ ؎ ۱۴ ر ذی قعدہ ۱۱۱۱ھ میں وصال ہوا۔ مزار پاک کالپی شریف میں ہے۔

٣ ؎ ۱۰ ر محرم الحرام ۱۱۴۲ھ کو وصال ہوا۔ مزار پاک مارہرہ شریف میں ہے۔

٤ ؎ ۱۶ ر رمضان المبارک ۱۱۶۴ھ میں وصال ہوا۔ مزار پاک مارہرہ شریف میں ہے۔

٥ ؎ ۱۴ ر رمضان المبارک ۱۱۹۸ھ میں وصال ہوا۔ مزار پاک مارہرہ شریف میں ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى

الْمَوْلَى السَّيِّدِ الشَّاہ اَبِی الْفَضْلِ شَمْسِ الْمِلَّۃِ وَالدِّیْنِ

اٰلِ اَحْمَدَ اچھے میاں رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ١ ؎

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى

الْمَوْلَى السَّيِّدِ الْکَرِیْمِ الشَّاہ اٰلِ رَسُوْلِ الْاَحْمَدِیِّ

رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ ٢ ؎

اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ وَبَارِكْ عَلَيْهِ وَعَلَيْهِمْ وَعَلَى

الْمَوْلَى الْکَرِیْمِ سِرَاجِ السَّالِکِیْنَ نُوْرِ الْعَارِفِیْنَ سَیِّدِیْ

اَبِی الْحُسَیْنِ اَحْمَدِ النُّوْرِیِّ الْمَارَهْرَوِیِّ رَضِیَ

اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ وَاَرْضَاہُ عَنَّا ٣ ؎

---

١ ؎ ۱۷ ر ربیع الاول ۱۲۳۵ھ میں وصال ہوا۔ مزار پاک مارہرہ شریف میں ہے۔

٢ ؎ ۱۸ ر ذی الحجہ ۱۲۹۶ھ میں وصال ہوا۔ مزار پاک مارہرہ شریف میں ہے۔

٣ ؎ ۱۱ ر رجب المرجب ۱۳۲۴ھ میں وصال ہوا۔ مزار پاک مارہرہ شریف میں ہے۔

الٰہی بحرمت ایں مشائخ عاقبت بندۂ خود ------------------------

غفرلہٗ --

ساکن ------------------------------ بخیر گرداں

دستخط --

تاریخ ------------------------------ سنہ ۱۴۰ھ / ۱۹۸ء

فقیر محمد اختر رضا خاں ازہری

قادری غفرلہٗ

شجرۂ علیہ حضرات عالیہ قادریہ برکاتیہ

رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین الیٰ یوم الدین

یا الٰہی! رحم فرما مصطفیٰ کے واسطے
یا رسول اللہ کرم کیجے خدا کے واسطے

مشکلیں حل کر شہِ مشکل کشا کے واسطے
کر بلائیں رَد شہیدِ کربلا کے واسطے

سیدِ سجاد کے صدقے میں ساجد رکھ مجھے
علمِ حق دے باقرِ علمِ ہُدیٰ کے واسطے

صدقِ صادق کا تصدق صادق الاسلام کر
بے غضب راضی ہو کاظم اور رضا کے واسطے

بہرِ معروف و سری معروف دے بیخود سری
جُندِ حق میں گن جُنیدِ باصفا کے واسطے

بہرِ شبلی شیرِ حق دُنیا کے کُتوں سے بچا
ایک کا رکھ عبد واحد بے ریا کے واسطے

بوالفرح کا صدقہ کر غم کو فرح دے حُسن و سعد
بوالحسن اور بوسعیدِ سعد زا کے واسطے

قادری کر قادری رکھ قادریوں میں اُٹھا
قدرِ عبد القادرِ قدرت نما کے واسطے

اَحْسَنَ اللّٰهُ لَهٗ رِزْقًا سے دے رزقِ حسن
بندۂ رزّاق تاج الاصفیا کے واسطے

نصر ابی صالح کا صدقہ صالح و منصور رکھ
دے حیاتِ دیں محیِ جاں فزا کے واسطے

طورِ عرفان و علو و حمد و حسنیٰ و بہا[1]
دے علی موسیٰ حسن احمد بہا کے واسطے

بہرِ ابراہیم مجھ پر نارِ غم گلزار کر
بھیک دے داتا بھکاری بادشاہ کے واسطے

خانۂ دل کو ضیا دے روئے ایماں کو جمال
شہ ضیا مولیٰ جمال الاولیا کے واسطے

دے محمد کے لیے روزی کر احمد کے لیے
خوانِ فضل اللہ سے حصّہ گدا کے واسطے

[1] یعنی مرتبہ معرفت کا اور بلندی اور خوبی اور بہتری اور نور عطا کر ان مشائخ عظام کے واسطے ان میں علو بمناسبت نام پاک حضرت سید علی ہے اور طورِ عرفاں بمناسبت نام پاک حضرت سید موسیٰ اور حسنیٰ بمناسبت نام پاک حضرت سیدی حسن اور حمد بمناسبت نام پاک سیدی احمد اور بہا بمناسبت نام پاک سیدی شیخ بہاء الملۃ والدین قدست اسرارہم۔

دین و دُنیا کی مجھے برکات دے برکات سے
عشقِ حق دے عشقیؔ[1] عشق انتما کے واسطے

حُبِّ اہلِ بیت دے آلِ محمد کے لیے
کر شہیدِ عشقِ حمزہ پیشوا کے واسطے

دل کو اچھا تن کو ستھرا جان کو پُر نور کر
اچھے پیارے شمس دیں بدرُ العلیٰ کے واسطے

دو جہاں میں خادمِ آلِ رسول اللہ کر
حضرتِ آلِ رسولِ مقتدا کے واسطے

نورِ جان و نورِ ایماں نورِ قبر و حشر دے
بوالحسین[2] احمدِ نوری لقا کے واسطے

---

[1] عشقی حضرت شاہ برکت اللہ رضی اللہ عنہ کا تخلص ہے اور انتما یعنی انتساب یعنی نسبتِ عشق رکھنے والے۔

[2] عرس شریف مارہرہ مطہرہ میں ۹، ۱۰، ۱۱ رجب المرجب میں ہوتا ہے۔

کر عطا احمد رضائے احمدِ مرسل مجھے
میرے مولیٰ حضرتِ احمد رضا[3] کے واسطے

حامد و محمود اور حماد و احمد کر مجھے
میرے مولا حضرتِ حامد رضا کے واسطے

سایۂ جملہ مشائخ یا خدا ہم پر رہے
رحم فرما آلِ رحمٰن مصطفیٰ کے واسطے

بہرِ ابراہیم بھی لطف و عطائے خاص ہو
نور کی سرکار سے حصّہ گدا کے واسطے

اے خدا اختر رضا کو چرخِ اسلام کے
رکھ درخشاں ہر گھڑی اپنی رضا کے واسطے

صدقہ ان اعیاں کا دے چھ عین عز علم و عمل
عفو و عرفاں عافیت اس بےنوا کے واسطے

[3] عرس شریف ۲۳، ۲۴، ۲۵ صفر المظفر کو بریلی شریف محلہ سوداگران میں ہوا کرتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

فاتحہ سلسلہ

یہ شجرۂ مبارک ہر روز بعد نمازِ صبح ایک بار پڑھ لیا کریں، بعدہٗ درودِ غوثیہ سات بار، الحمد شریف ایک بار، آیۃ الکرسی ایک بار، قل ھو اللّٰہ شریف سات بار۔ پھر درودِ غوثیہ تین بار پڑھ کر اس کا ثواب ان تمام مشائخِ کرام کی ارواحِ طیبہ کی نذر کریں۔ جس کے ہاتھ پر بیعت کی ہے اگر وہ زندہ ہے تو اس کے لیے دعائے عافیت و سلامت کریں ورنہ اس کا نام بھی شامل فاتحہ کریں۔

درودِ غوثیہ یہ ہے

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ مَّعْدَنِ الْجُوْدِ وَالْکَرَمِ وَاٰلِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

پنج گنج قادری

بعد نمازِ صبح یَا عَزِیْزُ یَا اَللّٰہُ بعد نمازِ ظہر یَا کَرِیْمُ یَا اَللّٰہُ بعد نمازِ عصر یَا جَبَّارُ یَا اَللّٰہُ بعد نمازِ مغرب یَا سَتَّارُ یَا اَللّٰہُ بعد نمازِ عشاء یَا غَفَّارُ یَا اَللّٰہُ سب سَو سَو بار، اوّل و آخر تین بار درود شریف۔ اس کی مداومت سے بے شمار برکاتِ دین و دنیا ظاہر ہوں گی نیز بعد نمازِ فجر قبل طلوعِ آفتاب اور بعد نمازِ مغرب دس بار حَسْبِیَ اللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ عَلَیْہِ تَوَکَّلْتُ وَھُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۱۰ بار۔ رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ ۱۰ بار۔ رَبِّ اِنِّیْ مَغْلُوْبٌ فَانْتَصِرْ ۱۰ بار۔ سَیُھْزَمُ الْجَمْعُ وَیُوَلُّوْنَ الدُّبُرَ ۱۰ بار۔ اَللّٰھُمَّ اِنَّا نَجْعَلُکَ فِیْ نُحُوْرِھِمْ وَنَعُوْذُ بِکَ مِنْ شُرُوْرِھِمْ ۱۰ بار۔ اس کی مداومت سے سب کام بنیں گے دشمن مغلوب رہیں گے۔

◆ ◆ ◆

قضائے حاجات و حصولِ ظفر و مغلوبیِ دشمنان

(۱) اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا شَرِیْكَ لَہٗ آٹھ سو چوہتر بار اول و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف۔ اس قدر عدد معین باوضو قبلہ رو دوزانو بیٹھ کر روزانہ تا حصولِ مُراد پڑھیں اور اسی کلمہ کو اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، وضو، بے وضو، ہر حال میں بے گنتی بے شمار زبان سے جاری رکھیں۔

(۲) حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ ساڑھے چار سو بار روزانہ تا حصولِ مُراد اول و آخر درود شریف گیارہ گیارہ بار۔ جس وقت گھبراہٹ ہو اسی کلمہ کی بے شمار تکثیر کریں۔

(۳) بعدِ نمازِ عشاء ایک سو گیارہ بار۔ طفیلِ حضرت دستگیر دشمن ہووے زیر۔ اوّل و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف تا حصولِ مُراد یہ تینوں عمل امورِ مذکورہ کے لیے نہایت مجرب و سہل الحصول ہیں ان سے غفلت نہ کی جائے۔

جب کوئی حاجت پیش آئے ہر ایک اتنے اتنے اعدادِ معینہ پر پڑھا جائے۔ پہلے اور دوسرے کے لیے کوئی وقت معین نہیں جس وقت چاہیں پڑھیں اور تیسرے کا وقت بعدِ نمازِ عشاء ہے۔

جب تک مُراد بر نہ آئے تینوں اسی ترکیب سے پڑھے اور جس زمانے میں کوئی خاص حاجت درپیش نہ ہو تو پہلے اور دوسرے کو روزانہ سَو سَو بار پڑھ لیا کریں۔ اوّل و آخر تین تین بار درود شریف۔

ضروری ہدایات

(۱) مذہب اہلِ سُنّت وجماعت پر قائم رہیں جس پر علماءِ حرمین شریفین ہیں۔ سُنّیوں کے جتنے مخالف مثلاً وہابی، دیوبندی، رافضی، تبلیغی، مودودی، ندوی، نیچری، غیر مقلد، قادیانی وغیرہم ہیں سب سے جُدا رہیں اور سب کو اپنا دشمن اور مخالف جانیں، اُن کی بات نہ سُنیں، اُن کے پاس نہ بیٹھیں، ان کی کوئی تحریر نہ دیکھیں کہ شیطان کو معاذ اللہ دل میں وسوسہ ڈالتے کچھ زیادہ دیر نہیں لگتی۔ آدمی کو جہاں مال یا آبرو کا اندیشہ ہو ہرگز نہ جائے گا۔ دین و ایمان سب سے زیادہ عزیز چیز ہے۔ ان کی محافظت میں حد سے زیادہ کوشش فرض ہے۔ مال اور دُنیا کی عزت دُنیا کی زندگی دُنیا ہی تک ہیں۔ دین و ایمان سے ہمیشگی کے گھر میں کام پڑتا ہے اُن کی فکر سب سے زیادہ لازم ہے۔

(۲) نمازِ پنجگانہ کی پابندی نہایت ضروری ہے۔ مَردوں کو مسجد و جماعت کا التزام بھی واجب ہے، بے نمازی مسلمان گویا تصویر کا آدمی ہے کہ ظاہری صورت انسان کی مگر انسان کا کام کچھ نہیں ہے۔ بے نمازی وہی نہیں ہے جو کبھی نہ پڑھے بلکہ جو ایک وقت کی بھی قصداً کھودے بے نمازی ہے۔ کسی کی نوکری ملازمت خواہ تجارت وغیرہ کسی حاجت کے سبب نماز قضا کر دینی سخت ناشکری پرلے سرے کی نادانی ہے۔ کوئی آقا یہاں تک کہ کافر کا بھی اگر نوکر کوئی ہو اپنے ملازم کو نماز سے باز نہیں رکھ سکتا اور اگر منع کرے تو ایسی نوکری حرام قطعی ہے اور کوئی وسیلۂ رزق نماز کھو کر برکت نہیں لا سکتا۔ رزق تو اس کے ہاتھ میں ہے جس نے نماز فرض کی ہے اور اس کے ترک پر غضب فرماتا ہے والعیاذ

قضائے حاجات و حصولِ ظفر و مغلوبیِ دشمناں

(۱) اَللّٰہُ رَبِّیْ لَاشَرِیْكَ لَهٗ آٹھ سو چوہتّر بار اوّل و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف۔ اس قدر عدد معین باوضو قبلہ رو دوزانو بیٹھ کر روزانہ تا حصولِ مُراد پڑھیں اور اسی کلمہ کو اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، وضو، بے وضو، ہر حال میں بے گنتی بے شمار زبان سے جاری رکھیں۔

(۲) حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ ساڑھے چار سو بار روزانہ تا حصولِ مُراد اوّل و آخر درود شریف گیارہ گیارہ بار۔ جس وقت گھبراہٹ ہو اسی کلمہ کی بے شمار تکثیر کریں۔

(۳) بعدِ نمازِ عشاء ایک سو گیارہ بار۔ طفیلِ حضرت دستگیر دشمن ہووے زیر۔ اوّل و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف تا حصولِ مُراد یہ تینوں عمل امورِ مذکورہ کے لیے نہایت مجرب و سہل الحصول ہیں ان سے غفلت نہ کی جائے۔

جب کوئی حاجت پیش آئے ہر ایک اتنے اتنے اعدادِ معینہ پر پڑھا جائے۔ پہلے اور دوسرے کے لیے کوئی وقت معین نہیں جس وقت چاہیں پڑھیں اور تیسرے کا وقت بعدِ نمازِ عشاء ہے۔

جب تک مُراد بر نہ آئے تینوں اسی ترکیب سے پڑھے اور جس زمانے میں کوئی خاص حاجت درپیش نہ ہو تو پہلے اور دوسرے کو روزانہ سَو سَو بار پڑھ لیا کریں۔ اوّل و آخر تین تین بار درود شریف۔

قضائے حاجات و حصولِ ظفر و مغلوبیٔ دشمنان

(۱) اَللّٰہُ رَبِّیْ لَا شَرِیْکَ لَہٗ آٹھ سو چوہتر بار اوّل و آخر گیارہ گیارہ مرتبہ درود شریف۔ اس قدر عدد معین باوضو قبلہ رو دوزانو بیٹھ کر روزانہ تا حصولِ مُراد پڑھیں اور اسی کلمہ کو اُٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے، وضو، بے وضو، ہر حال میں بے گنتی بے شمار زبان سے جاری رکھیں۔

(۲) حَسْبُنَا اللّٰہُ وَنِعْمَ الْوَکِیْلُ ساڑھے چار سو بار روزانہ تا حصولِ مُراد اوّل و آخر درود شریف گیارہ گیارہ بار۔ جس وقت گھبراہٹ ہو اسی کلمہ کی بے شمار تکثیر کریں۔

(۳) بعدِ نمازِ عشاء ایک سو گیارہ بار۔ طفیلِ حضرت دستگیر دشمن ہووے زیر۔ اوّل و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف تا حصولِ مُراد یہ تینوں عمل امورِ مذکورہ کے لیے نہایت مجرب سہل الحصول ہیں ان سے غفلت نہ کی جائے۔

جب کوئی حاجت پیش آئے ہر ایک اتنے اتنے اعدادِ معینہ پر پڑھا جائے۔ پہلے اور دوسرے کے لیے کوئی وقت معین نہیں جس وقت چاہیں پڑھیں اور تیسرے کا وقت بعد نمازِ عشاء ہے۔

جب تک مُراد بر نہ آئے تینوں اسی ترکیب سے پڑھے اور جس زمانے میں کوئی خاص حاجت درپیش نہ ہو تو پہلے اور دوسرے کو روزانہ سَو سَو بار پڑھ لیا کریں۔ اوّل و آخر تین تین بار درود شریف۔

ضروری ہدایات

(۱) مذہب اہلِ سُنّت و جماعت پر قائم رہیں جس پر علماءِ حرمین شریفین ہیں۔ سُنّیوں کے جتنے مخالف مثلاً وہابی، دیوبندی، رافضی، تبلیغی، مودودی، ندوی، نیچری، غیر مقلد، قادیانی وغیرہم ہیں سب سے جُدا رہیں اور سب کو اپنا دشمن اور مخالف جانیں، اُن کی بات نہ سُنیں، اُن کے پاس نہ بیٹھیں، ان کی کوئی تحریر نہ دیکھیں کہ شیطان کو معاذاللہ دل میں وسوسہ ڈالتے کچھ زیادہ دیر نہیں لگتی۔ آدمی کو جہاں مال یا آبرو کا اندیشہ ہو ہرگز نہ جائے گا۔ دین و ایمان سب سے زیادہ عزیز چیز ہے۔ ان کی محافظت میں حد سے زیادہ کوشش فرض ہے۔ مال اور دُنیا کی عزت دُنیا کی زندگی دُنیا ہی تک ہیں۔ دین و ایمان سے ہمیشگی کے گھر میں کام پڑتا ہے اُن کی فکر سب سے زیادہ لازم ہے۔

(۲) نمازِ پنجگانہ کی پابندی نہایت ضروری ہے۔ مَردوں کو مسجد و جماعت کا التزام بھی واجب ہے، بے نمازی مسلمان گویا تصویر کا آدمی ہے کہ ظاہری صورت انسان کی مگر انسان کا کام کچھ نہیں ہے۔ بے نمازی وہی نہیں ہے جو کبھی نہ پڑھے بلکہ جو ایک وقت کی بھی قصداً کھو دے بے نمازی ہے۔ کسی کی نوکری ملازمت خواہ تجارت وغیرہ کسی حاجت کے سبب نماز قضا کر دینی سخت ناشکری پرلے سرے کی نادانی ہے۔ کوئی آقا یہاں تک کہ کافر کا بھی اگر نوکر کوئی ہو اپنے ملازم کو نماز سے باز نہیں رکھ سکتا اور اگر منع کرے تو ایسی نوکری حرام قطعی ہے اور کوئی وسیلۂ رزق نماز کھو کر برکت نہیں لا سکتا۔ رزق تو اس کے ہاتھ میں ہے جس نے نماز فرض کی ہے اور اس کے ترک پر غضب فرماتا ہے والعیاذ

باللہ تعالیٰ

(۳) جتنی نمازیں قضا ہو گئی ہیں سب کا ایسا حساب کہ تخمینے میں باقی نہ رہ جائیں زیادہ ہو جائیں تو حرج نہیں اور وہ سب بقدرِ طاقت رفتہ رفتہ نہایت جلد ادا کریں، کاہلی نہ کریں کہ موت کا وقت معلوم نہیں اور جب تک فرض ذمہ پر باقی ہوتا ہے کوئی نفل قبول نہیں کیا جاتا۔ قضا نمازیں جب متعدد ہو جائیں مثلاً ۱۰۰ بار کی فجر قضا ہے تو ہر بار یوں نیت کریں کہ سب میں پہلی وہ فجر جو مجھ سے قضا ہوئی یعنی جب ایک ادا ہوئی تو باقیوں میں جو سب سے پہلی ہے۔ اسی طرح ظہر وغیرہ ہر نماز میں نیت کریں۔ قضا میں فقط فرض اور وتر یعنی ہر دن اور رات کی ۲۰ رکعت ادا کی جاتی ہیں۔

(۴) جتنے روزے بھی قضا ہوئے ہوں دوسرا رمضان آنے سے پہلے ادا کر لیے جائیں کہ حدیث شریف میں ہے جب تک پچھلے رمضان کے روزوں کی قضا نہ کر لی جائے اگلے روزے قبول نہیں ہوتے

(۵) جو صاحبِ مال ہیں زکوٰۃ بھی دیں جتنے برسوں کی نہ دی ہو فوراً حساب کر کے ادا کریں۔ ہر سال کی زکوٰۃ سال تمام ہونے سے پہلے دے دیا کریں۔ سال تمام ہونے کے بعد دیر لگانا گناہ ہے لہٰذا شروع سال سے رفتہ رفتہ دیتے رہیں بسال تمام پر حساب کریں اگر پوری ادا ہو گئی بہتر ورنہ جتنی باقی ہو فوراً دے دیں اور اگر کچھ زیادہ نکل گیا ہے تو وہ آئندہ سال میں مجرا کر لیں۔ اللہ عزوجل کسی کا نیک کام ضائع نہیں کرتا۔

(۶) صاحبِ استطاعت پر حج بھی فرض اعظم ہے! اللہ عزوجل نے اس کی فرضیت بیان کر کے فرمایا وَمَنْ كَفَرَ فَإِنَّ اللّٰهَ غَنِيٌّ عَنِ الْعٰلَمِيْنَ اور جو کفر کرے تو اللہ سارے جہان سے بے پرواہے

نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے تارکِ حج کو فرمایا ہے کہ چاہے یہودی
ہو کر مرے یا نصرانی ہو کر والعیاذ باللہ تعالیٰ اندیشوں کے
باعث باز نہ رہے۔

(۷) کذب، فحش، چغلی، غیبت، زنا، لواطت، ظلم، خیانت،
ریا، تکبر، داڑھی منڈانا یا کتروانا، فاسقوں کی وضع پہننا، ہر بری
خصلت سے بچیں۔ جو ان سات باتوں کا حامل رہے گا اللہ و رسول
کے وعدے سے اس کے لیے جنت ہے جلّ جلالہٗ وصلّی اللہ
تعالیٰ علیہ وعلیٰ آلہٖ واصحابہٖ وسلّم آمین۔ بعد نمازِ پنجگانہ
قبل شروع پنج گنج قادری پڑھیں۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرَاتٍۢ بِاَمْرِهٖ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ
وَالْاَمْرُ تَبَارَكَ اللّٰهُ رَبُّ الْعٰلَمِيْنَ گرد من، گرد خانۂ من،
گرد زن و فرزندانِ من و گرد مال و دوستانِ من حصارِ حفاظت

تو شود و تو نگہدار باشی یَا اللّٰهُ بِحَقِّ سُلَیْمَانَ بْنِ دَاوٗدَ عَلَیْهِمَا
السَّلَامُ وَبِحَقِّ اٰهْیًا اَشْرَاهِیًا وَبِحَقِّ عَلِیْغًا مَلِیْغًا تَلِیْغًا
اَنْتَ تَعْلَمُ مَا فِی الْقُلُوْبِ وَبِحَقِّ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ
رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَبِحَقِّ یَا مُؤْمِنُ یَا مُهَیْمِنُ صَلَّی اللّٰهُ تَعَالٰی عَلَیْهِ
وَاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ ایک بار پڑھ کر انگشتِ شہادت پر دم کر کے
تین بار اپنے سیدھے کان کی جانب بہ نیتِ حصار کلمہ کی انگلی
سے حلقہ کھینچا کریں۔ ہر وقت ایسا ہی کریں۔ پھر اس وقت کا عمل
پنج گنج سے شروع کریں اور اگر ہر وقت کی پنج گنج کے عمل کے بعد
یَا بَاسِطُ ۲۰ بار اور اضافہ کریں تو اور بہتر ہے اور اگر چاہیں
تو وقتِ فجر یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ سُبْحٰنَكَ اِنِّیْ
كُنْتُ مِنَ الظّٰلِمِیْنَ وقتِ ظہر یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ
اَسْتَغِیْثُ۔ وقتِ عصر حَسْبُنَا اللّٰهُ وَنِعْمَ الْوَكِیْلُ وقتِ مغرب
رَبِّ اِنِّیْ مَسَّنِیَ الضُّرُّ وَاَنْتَ اَرْحَمُ الرّٰحِمِیْنَ وقتِ عشار

وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰہِ ؕ اِنَّ اللّٰہَ بَصِیْرٌۢ بِالْعِبَادِ ہر ایک ایک سو گیارہ بار مع درود شریف اول و آخر گیارہ گیارہ بار۔ نیز وقتِ شب درودِ غوثیہ شریف ۵۰۰ بار اور اضافہ کریں کہ پنج گنج خاص ہو جائے۔

اول و آخر گیارہ گیارہ بار درود شریف یا کم از کم تین تین بار شب کو سوتے وقت بھی یہ حصار پڑھا کریں اور انگشتِ شہادت پر دم کر کے مکان کے حصار کی نیت سے اپنے اردگرد ہاتھ لمبا کر کے چو طرفہ حلقہ کھینچیں۔ پھر چت لیٹ کر گھٹنے کھڑے کر کے دونوں ہاتھ دعا کی طرح پھیلائے ہوئے سینے پر رکھ کر آیۃ الکرسی شریف ایک بار، چاروں قل بالترتیب۔ صرف قُلْ ھُوَ اللّٰہُ تین بار باقی ایک ایک بار پڑھا کریں اور ہاتھوں پر دم کر کے اپنے سر سے پاؤں تک آگے پیچھے دہنے بائیں تمام جسم پر ہاتھ پھیر کے دہنی

کروٹ پر سویا کریں۔ چھوٹے بچے، جو خود نہیں پڑھ سکتے، ان کے بڑوں سے کوئی اپنے ہاتھوں پر پڑھ کر دم کر کے ان کے جسم پر ہاتھ پھیرا کرے۔

سورۂ واقعہ اور سورۂ یٰسین اور سورۂ ملک یاد کریں۔ یہ تینوں سورتیں بھی بلا ناغہ شب کو سوتے وقت پڑھ لیا کریں۔ جب تک کہ حفظ یاد نہ ہوں قرآنِ عظیم سے دیکھ کر پڑھیں۔ یہ سب پڑھنے کے بعد پھر کوئی بات نہ کی جائے، چپ سو رہیں۔ شب میں اگر ضروری بات کرنا ہی ہو تو بات کر لیں۔ پھر سورۂ کافرون ایک بار پڑھ کر چپکے سو جائیں۔ ان شاء اللہ تعالیٰ بلیات سے محفوظ رہیں گے، دشمن دفع ہوں گے۔ مرادیں حاصل ہوں گی، رزقِ حلال وسیع ہوگا۔ فاقہ کی مصیبت سے محفوظ رہیں گے اور خدا نصیب فرمائے دولتِ بیدار دیدارِ فیض آثار سرکارِ ابد قرار حضور سید الابرار صلی اللہ

تعالیٰ علیہ وسلم سے انشاء اللہ مستفیض ہونے کی قوی امید رکھیں۔ انشاء اللہ تعالیٰ خاتمہ ایمان پر ہوگا، عذاب سے بچے رہیں گے مگر صحیح پڑھنا شرط ہے۔ قرآن عظیم جو صحیح نہ پڑھتا ہو اس پر فرض ہے کہ جلد پڑھنا سیکھے۔ ہر حرف کو اس کے صحیح مخرج سے نکالے۔

ذکرِ نفی واثبات

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۲۰۰ بار۔ اَللّٰہُ اَللّٰہُ ۶۰۰ بار۔ اِلَّا اللّٰہُ ۴۰۰ بار۔ اوّل و آخر درود شریف تین تین بار۔

ترکیبِ ذکرِ جہر

ذکر جہر سے پہلے دس بار درود شریف۔ ۱۰ بار استغفار۔ تین بار آیۃ فَاذْكُرُونِيٓ اَذْكُرْكُمْ وَاشْكُرُوْا لِيْ وَلَا تَكْفُرُوْنِ پڑھ کر اپنے اوپر دم کرے پھر ذکر جہر شروع کرے۔ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ ۲۰۰ بار، اِلَّا اللّٰہُ ۴۰۰ بار، اَللّٰہُ اَللّٰہُ ۶۰۰ بار۔ یہ ذکر دوازدہ تسبیح ہے اس کے بعد حیٔ حیٔ سو بار یا کم و بیش بطور سہ ضربی یا چہار ضربی۔

یاددہانی

یاد داری کہ وقتِ زادنِ تو
ہمہ خنداں بدند تو گریاں
آں چناں زی کہ وقتِ مردنِ تو
ہمہ گریاں شوند تو خنداں

اے عزیز! یاد رکھ کہ تیری پیدائش کے وقت سب خنداں

تھے مگر تو تو گریاں تھا۔ ایسا جینا جی کہ تیری موت کے وقت سب گریاں ہوں اور تو خنداں۔ تو اگر اخلاص سے یادِ الٰہی میں تضرع و زاری کرتا رہے۔ ہجرِ حبیب و فراقِ محبوب میں دل تپاں، سینہ بریاں، گریہ کناں رہے تو ضرور ضرور وقتِ انتقال وصالِ محبوب پاکر شاد و فرحاں اور تیرے فراق پر مخلوق نالاں و پریشاں ہوگی۔

اے عزیز! اپنے یہ عہد یاد رکھ جو تو نے خدا سے اس کے اس ناچیز گنہگار بندے کے ہاتھ میں ہاتھ دے کر کیے ہیں اور اس فقیر بے توقیر کے لیے بھی دعا کر کہ جیسی چاہیے ویسی پابندیِ احکامِ خداوندی میں جیوں۔ تا دمِ واپسیں ایسی پابندی کرتا رہوں۔

اے عزیز! تو نے عہد کیا ہے کہ تو مذہب مہذب اہلِ سنت پر قائم رہے گا۔ ہر بد مذہب کی صحبت سے بچتا رہے گا۔

اس پر سختی سے قائم رہنا لَا تَمُوْتُنَّ اِلَّا وَاَنْتُمْ مُسْلِمُوْنَ یاد رکھنا۔

اے عزیز! یاد رکھ تو نے عہد کیا ہے کہ تو نماز و روزے ہر فرض اور واجب کو بھی ان کے وقتوں پر ادا کرتا رہے گا اور گناہوں سے بچتا رہے گا۔ خدا کرے تو اپنے عہد پر قائم رہے۔ عہد توڑنا حرام ہے اور سخت عیب اور نہایت برا کام ہے۔ وفائے عہد لازم ہے۔ اگرچہ کسی ادنیٰ سے ادنیٰ مخلوق سے کیا ہو۔ یہ عہد تو تو نے خالق جل وعلا سے کیے ہیں۔

اے عزیز! موت کو یاد رکھ۔ اگر موت کو یاد رکھے گا تو انشاء اللہ تعالیٰ ورطۂ ہلاک سے بچا رہے گا۔ دین و ایمان سلامت لے جائے گا اور اتباعِ شریعت کرتا رہے گا، گناہوں سے بچتا رہے گا۔

اے عزیز! آج جاگ لے کہ موت کے بعد سکھ چین،
اطمینان و آرام کی نیند سوتا رہے گا۔ فرشتہ تجھ سے کہے گا
نَمْ کَنَوْمَةِ الْعَرُوْسِ۔ سُن، سُن، سُن ؎

جاگنا ہے جاگ لے افلاک کے سایہ تلے
حشر تک سوتا رہے گا خاک کے سایہ تلے

اے عزیز! دنیا پر مت ریجھ، دنیا پر والہ و شیدا
ہونا ہی خدا سے غافل ہونا ہے۔ دنیا خدا سے غفلت ہی
کا نام ہے ؎

چیست دنیا از خدا غافل بُدن
نے قماش و نقرہ و فرزند و زن

پردہ کی اہمیت

عورتیں پردہ کو فرض جانیں ہر نامحرم سے پردہ فرض ہے
نہ بے پردہ پھریں نہ بے پردہ گھر میں رہیں۔ باریک کپڑے جن
سے بدن یا بال چمکے پہن کر پائنچوں سے اوپر کا حصہ پاؤں
کے ٹخنے کے اوپر پنڈلی کا حصہ اور گلا، سینہ کھول کر یا باریک
کپڑوں سے نمایاں ہونے کی حالت میں محض غیر نہیں جیٹھ، دیور،
بہنوئی بھی نہیں، اپنے سگے چچا زاد، خالہ زاد، پھوپھی زاد،
ماموں زاد بھائی کے سامنے ہونا بھی حرام ہے، حرام ہے،
بدانجام ہے۔ مردوں پر فرض ہے کہ وہ اپنی بیبیوں، بیٹیوں،
بہنوں وغیرہا محارم کو بے پردگی سے بچائیں۔ پردے کی تاکید
کریں اور عدم تعمیل پر جنہیں سزا دے سکتے ہیں سزا دیں جو
مرد اپنے محارم کی بے پردگی کی پروا نہ کرے گا، غیر محرموں
کے سامنے پھرائے گا خصوصاً اس طرح کہ بے پردگی کے
ساتھ بے ستری بھی بعض اعضاء کی ہو دیوث ٹھہرے گا۔
وَالْعِيَاذُ بِاللّٰهِ تَعَالٰی۔

یاراں بکوشید

کیے جاؤ کوشش مرے دوستو ، نہ کوشش سے اکتاؤ تم تھکو

خدا کی طلب میں سعی کرتے رہو ، جتنے ہوسکے مجاہدے کرو

یقین کامیابی وکامرانی رکھو۔ قَالَ تَعَالٰی وَالَّذِیْنَ جَاھَدُوْا فِیْنَا لَنَھْدِیَنَّھُمْ سُبُلَنَا۔ جو ہماری طلب میں کوشش کرتے ہیں ضرور ہم انھیں راہیں دکھاتے مقصود سے داصل فرماتے ہیں۔ مولیٰ تعالیٰ تمھارے لیے فتح ہر باب خیر بالخیر فرمائے۔

اس کی راہ میں قدم رکھتے ہی اللہ کریم کے ذمہ کرم پر تمھارے لیے اجر ہوگا۔ وَمَنْ یَّخْرُجْ مِنْ بَیْتِہٖ مُھَاجِرًا اِلَی اللّٰہِ وَرَسُوْلِہٖ ثُمَّ یُدْرِکْہُ الْمَوْتُ فَقَدْ وَقَعَ اَجْرُہٗ عَلَی اللّٰہِ حضور پرنور علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں مَنْ طَلَبَ شَیْئًا وَّجَدَ وَجَدَ جو کسی شے کا طالب ہوگا اور کوشش کرے گا پالے گا۔ حدیث ہی کا ارشاد ہے مَنْ طَلَبَ اللّٰہَ وَجَدَہٗ ہاں ہاں بڑھے چلو برابر بڑھے چلو محبت واخلاص شرط ہے۔ پیر کی محبت رسول کی محبت ہے۔ رسول کی محبت خدا کی محبت ہے جتنی محبت زیادہ ہوگی اور جتنی عقیدت پختہ ہو اتنا ہی فائدہ زیادہ سے زیادہ ہوگا اگرچہ پیر از آحاد ناس ہو، وہ باکمال نہ ہو مگر پیر صحیح ہو کہ شرائط پیری کا جامع ہو۔ سلسلہ متصل ہوگا تو سرکار کے فیض سے ضرور فیض ملے گا۔ اے فرزند توحید! ہر امر میں توحید کو نگاہ رکھ،

خدا یکے و محمد یکے و پیر یکے

تیرا قبلۂ توجہ ایک ہونا ایک ہی رہنا لازم، پریشان نظر پریشان خاطر دھوبی کا کتا گھر کا نہ گھاٹ کا نہ بن۔ محو رضائے حق ہوجا۔ دین دنیا کے ہر کام اخلاص کے ساتھ اسی کے لیے کر، شریعت

کی پیروی کر، جادۂ شریعت کی پیروی کر، جادۂ شریعت سے ایک دم کو قدم باہر نہ رکھنا، کھانا، پینا، اٹھنا، بیٹھنا، لیٹنا، سونا، جانا، آنا، کہنا، سننا، لینا، دینا، کمانا، صرف کرنا، ہر امر اسی کے لیے کر، اسی کی رضا ہو مدِ نظر۔ اے رضوی! فنا فی الرضا ہو کر سراپا رضائے احمدی رضائے الٰہی ہو جا۔ تیرا مقصود بس تیرا معبود ہو۔ اس کی رضا ہی تیرا مطلوب ہو۔

فراق و وصل چہ خواہی رضائے دوست طلب
کہ حیف باشد از و غیر او تمنائے

ریا سے بچنے کی کوشش کرتے رہنا۔ ہر کام اخلاص سے خدا کی رضا کے لیے باتباعِ شریعت کرنا۔ بڑی سعادتِ عظیم مجاہدہ و ریاضت ہے۔

ہمارے بعض مشائخ کا ارشاد ہے
لوگ ریاضتوں کی ہوس کرتے ہیں، کوئی ریاضت و مجاہدہ

ارکان و آداب نماز کی رعایت کرنے کے برابر نہیں۔ خصوصًا پانچوں وقت مسجد میں نمازِ باجماعت ادا کرنا۔

ختمِ قرآنِ کریم

اولیائے کاملین کا ارشاد ہے کہ یہ شبہ تلاوتِ قرآن برائے قضائے حوائج مجرب ہے جتنا بھی روز ہو سکے ادب کے ساتھ پڑھتا رہے۔ اگر وہ اس طرح پڑھے بہت بہتر جلد ان شاء اللہ تعالیٰ کامیاب ہو۔ روزِ جمعہ سے شروع کرو اور پنجشنبہ کو ختم کرو۔ روزِ جمعہ از فاتحہ تا آخر سورۂ مائدہ، روزِ شنبہ از انعام تا آخر سورۂ توبہ، روزِ یکشنبہ از سورۂ یونس تا آخر سورۂ مریم، روزِ دوشنبہ از طٰہٰ تا آخر سورۂ قصص، روزِ سہ شنبہ از عنکبوت تا آخر سورۂ ص، روزِ چہارشنبہ از سورۂ زمر تا آخر سورۂ رحمٰن، روزِ پنجشنبہ از سورۂ واقعہ تا آخر قرآن خلوت

میں پڑھیں، بیچ میں بات نہ کریں۔ ہر مہم کے حصول کے لیے علی الاتصال ۱۲ ختم کو اکسیرِ اعظم یقین کریں۔

فضیلتِ درود شریف

درود شریف کے فضائل و برکات بے شمار احادیث میں مذکور ہیں۔ یہاں صرف ایک حدیث درج کی جاتی ہے جس سے اندازہ ہوگا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے دربارِ گہربار میں ہدیۂ درود پیش کرنا کس قدر فوائدِ دنیوی و اُخروی کو متضمن ہے۔ حضرت ابی ابن کعب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ حضور میں آپ پر بکثرت درود بھیجنا چاہتا ہوں پس اس کے لیے کتنا وقت مقرر کروں؟ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جتنا چاہو، میں نے عرض کیا کہ چوتھائی وقت، فرمایا کہ تمھاری خوشی۔ ہاں اگر زیادہ کرو تو تمھارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا کہ آدھا وقت۔ فرمایا کہ تمھاری خوشی۔ ہاں اگر زیادہ کرو تو تمھارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا کہ دو تہائی وقت۔ فرمایا کہ تمھیں اختیار ہے ہاں اگر زیادہ کرو تو تمھارے لیے بہتر ہے۔ میں نے عرض کیا کہ حضور تمام وقت۔ تو حضور رحمتِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اگر ایسا کرو تو تمھارے تمام مقاصد (دینی و دُنیوی) پورے ہوں گے اور تمام گناہ (ظاہری و باطنی) مٹا دیئے جائیں گے۔ (ترمذی)

تصوّرِ شیخ

خلوت میں آوازوں سے دُور بمکانِ شیخ اور وصال ہوگیا ہو تو جس طرف مزارِ شیخ ہو متوجہ ہو کر بیٹھے۔ محض خاموش باادب بکمالِ خشوع اور صورتِ شیخ کا تصوّر کرے اور اپنے آپ کو ان کے حضور جانے اور یہ خیال دل میں جمائے کہ سرکارِ رسالت علیہ افضل الصّلوٰۃ والسّلام سے انوارِ فیوضِ شیخ کے قلب پر فائض ہو رہے ہیں اور میرا قلب قلبِ شیخ کے نیچے بحالتِ دریوزہ گری لگا ہوا ہے اس میں سے انوار و فیوض اُبل اُبل کر میرے دل میں آ رہے ہیں۔ اس تصوّر کو بڑھائیے یہاں تک کہ جم جائے اور تکلف کی حاجت نہ رہے۔ اس کی انتہا پر صورتِ شیخ خود متمثل ہو کر مُرید کے ساتھ رہے گی اور ہر کام میں مدد دے گی اور اس راہ میں جو مشکل اسے پیش آئے گی اس کا حل بتائے گی۔

ہر نماز کے بعد یہ مُناجات پڑھیں

یاالٰہی ہر جگہ تیری عطا کا ساتھ ہو
جب پڑے مشکل شہِ مشکل کشا کا ساتھ ہو

یاالٰہی بھول جاؤں نزع کی تکلیف کو
شادیِ دیدارِ حُسنِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی گورِ تیرہ کی جب آئے سخت رات
ان کے پیارے منہ کی صبحِ جاں فزا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب پڑے محشر میں شورِ دار و گیر
امن دینے والے پیارے پیشوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب زبانیں باہر آئیں پیاس سے
صاحبِ کوثر شہِ جود و عطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی سرد مہری پر ہو جب خورشیدِ حشر
سیدِ بے سایہ کے ظلِ لِوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی گرمیِ محشر سے جب بھڑکیں بدن
دامنِ محبوب کی ٹھنڈی ہوا کا ساتھ ہو

یاالٰہی نامۂ اعمال جب کھلنے لگیں
عیب پوشِ خلق ستارِ خطا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب بہیں آنکھیں حسابِ جرم میں
ان تبسم ریز ہونٹوں کی دعا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب حسابِ خندۂ بے جا رُلائے
چشمِ گریانِ شفیعِ مرتجیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی رنگ لائیں جب مری بے باکیاں
ان کی نیچی نیچی نظروں کی حیا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب چلوں تاریک راہِ پُل صراط
آفتابِ ہاشمی نورُ الہدیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب سرِ شمشیر پر چلنا پڑے
رَبِّ سَلِّمْ کہنے والے غمزدا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جو دعائیں نیک ہم تجھ سے کریں
قدسیوں کے لب سے آمین ربنا کا ساتھ ہو

یاالٰہی جب رضاؔ خوابِ گراں سے سر اٹھائے
دولتِ بیدارِ عشقِ مصطفیٰ کا ساتھ ہو

یاالٰہی لے چلیں جب دفن کرنے قبر میں
غوثِ اعظم پیشوائے اولیاء کا ساتھ ہو

کتابت: شرافت دہلوی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

إِنَّ الَّذِينَ يُبَايِعُونَكَ

إِنَّمَا يُبَايِعُونَ اللَّهَ

يَدُ اللَّهِ فَوْقَ أَيْدِيهِمْ

(اے حبیب) وہ جو تمہاری بیعت

کرتے ہیں وہ تو اللہ ہی سے بیعت

کرتے ہیں۔

ان کے ہاتھوں پر اللہ کا ہاتھ ہے۔

ضروری ہدایات

(۱) اعلیٰ حضرت امام اہل سنت مولانا شاہ احمد رضا خاں بریلوی قدس سرہٗ اور دیگر علمائے اہل سنت کی تصانیف کا مطالعہ کیجئے اور اگر آپ خود نہیں پڑھ سکتے تو کسی پڑھے لکھے کو کہیے کہ وہ آپ کو پڑھ کر سنائے تاکہ آپ کو دین کی صحیح طور پر شناسائی ہو سکے۔

(۲) فاتحہ خوانی، عرس، میلاد شریف اور گیارھویں شریف میں جہاں آپ کھانا، شیرینی اور پھل رکھتے ہیں ان کے ساتھ علمائے اہل سنت کی کتابیں بھی رکھیے اور انہیں تقسیم کیجیے۔

(۳) ہر شہر اور ہر محلہ میں لائبریری قائم کیجیے اور اس میں علمائے اہل سنت کی تصانیف جمع کیجیے۔

(۴) ہر شہر میں ایک کتب خانہ ہونا چاہیے جس میں سنی لٹریچر دستیاب ہو۔

مقام اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی

رضا خانی مؤلف نے اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کی تعلیمات کی روشنی میں علماء اہلسنت دیوبند کی عبارات سے قطع وبرید اور دجل وتلبیس کا فریضہ بخوبی سرانجام دیا ہے تو اب رضا خانی مؤلف اپنے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے بارے میں بھی پڑھ لیں کہ بریلوی حضرات اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کے بارے میں انبیاء کرام علیہم السلام کی طرح معصوم عن الخطاء کا عقیدہ رکھتے ہیں جو کہ سراسر خلاف شریعت ہے بریلوی عقیدہ ملاحظہ فرمائیں:

اعلیٰ حضرت بریلوی ہر لغزش سے محفوظ ہیں

اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ العزیز کی یہ کرامت بھی بہت بڑی کرامت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس طرح اپنی حفاظت میں لے لیا کہ آپ کا قول فعل اور تحریر لغزش سے محفوظ رہے۔

(الشاہ احمد رضا بریلوی صفحہ ۱۷۹ مطبوعہ مکتبہ فریدیہ ساہیوال، پنجاب)

اعلیٰ حضرت بریلوی کی زبان وقلم کا یہ حال دیکھا کہ مولا تعالیٰ نے اپنی حفاظت میں لے لیا اور اعلیٰ حضرت قدس سرہٗ کی زبان مبارک اور قلم شریف نقطہ برابر خطا کرے خدا تعالیٰ نے اس کو ناممکن بنادیا، ذالک فضل اللہ یؤتیہ من یشاء۔

(الشاہ احمد رضا بریلوی صفحہ ۱۷۹ تا ۱۸۰، مطبوعہ مکتبہ فریدیہ جناح روڈ ساہیوال، پنجاب،
واحکام شریعت صفحہ ۱۱ مطبوعہ مدینہ پبلی شنگ کمپنی کراچی وامام احمد رضا نمبر صفحہ ۲۴۸ مطبوعہ انڈیا)

علاوہ ازیں، اعلیٰ حضرت بریلوی سرکار کے بارے میں فتاویٰ رضویہ جلد دوم کے شروع میں مختصری سوانح مرقوم ہے اس کے حوالے سے بھی اعلیٰ حضرت بریلوی کا مقام ومرتبہ ملاحظہ فرمائیں۔ چار سال کی مختصری عمر میں آپ نے قرآن مجید ناظرہ ختم کرلیا اور اس سے آپ کی ذہنی فراست کا پتہ چلتا ہے غیر شرعی لفظ کبھی زبان مبارک پر نہ آیا اور اللہ تعالیٰ نے ہر لغزش سے آپ کو محفوظ رکھا۔

(فتاویٰ رضویہ جلد دوم صفحہ ۵ مطبوعہ مکتبہ علویہ رضویہ ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد)

جو ہے فرق تو اتنا؟

رضا خانی مولوی غلام جہانیاں صدر پاک سنی تنظیم ڈیرہ غازی خان اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان بایں طور عقیدت اور محبت کے پھول نچھاور کرتے ہوئے اپنے خلاف شرع عقیدے کا یوں برملا اظہار کرتے ہیں۔ چنانچہ ہفت اقطاب میں انکا عقیدہ ملاحظہ فرمائیں:

اللہ و محمد میں جو ہے فرق تو اتنا

واں پردہ نشینی ہے یہاں پردہ دری ہے

(ہفت اقطاب صفحہ ۱۵۱ طبع اوّل مطبوعہ ڈیرہ غازی خان)

پھر ارشاد فرمایا:

طالب وہی اللہ وہی احمد وہی نازک

اغیار کہاں یار کی سب جلوہ گری ہے

(ہفت اقطاب صفحہ ۱۵۱ طبع اوّل مطبوعہ ڈیرہ غازی خان)

رضا خانی بریلوی مولوی اللہ تعالیٰ کی ذات جل جلالہ اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان اگر فرق ہے تو صرف اتنا ہے کہ اللہ تعالیٰ پردے کے اندر ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پردے سے باہر ہیں یعنی کہ جو خدا تعالیٰ پردے کے اندر تھا بس وہی پردے سے باہر نکل کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بن گیا۔

العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ پھر مولوی بریلوی نے اسی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ اپنی عقیدت و محبت اور تسکین قلبی کے لئے ایک اور آگے قدم اُٹھایا تو بے دھڑک فرما دیا کہ میرے مرشد پیر شیخ کامل بالکل کامل حضرت جناب نازک کریم اور اللہ تعالیٰ کی ذات پاک اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ تینوں ایک ہی ہیں بلکہ ایک ہی ذات کے تین نام الگ الگ ہیں یعنی کہ اللہ۔ احمد صلی اللہ علیہ وسلم۔ پیر نازک کریم۔ العیاذ باللہ۔ بریلوی

مولوی غلام جہانیاں برملا یہ کہہ رہے ہیں ایک میں تین ہیں اور تین میں ایک کی جلوہ گری ہے۔ اور اللہ تعالیٰ ہر ایک مسلمان کو اس قسم کی خلاف شرع عقیدے سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے آمین اور اس بریلوی مولوی کے خلاف شرع عقیدت ومحبت اور پیر پرستی کی اندھی عقیدت کے خلاف قرآن مجید کا ارشاد بھی پڑھ لیجیے چنانچہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ هو المسیح ابن مریم. (پارہ نمبر ۶ سورۃ المائدۃ آیت نمبر ۷۲)

(ترجمہ) بے شک وہ کافر ہیں وہ جو کہتے ہیں کہ اللہ وہی مسیح مریم کا بیٹا ہے۔

لقد کفر الذین قالوا ان اللہ ثالث ثلثة. (پارہ نمبر ۶ سورۃ المائدۃ آیت نمبر ۷۳)

(ترجمہ) بیشک کافر ہیں وہ جو کہتے ہیں اللہ تین میں سے ایک ہے۔

علاوہ ازیں رضاخانی مولوی غلام جہانیاں بریلوی اپنے پیر ومرشد کے بارے میں یوں مدح سرائی کرتے ہوئے برملا ارشاد فرمارہے ہیں۔ چنانچہ رضاخانی مولوی کا اپنے پیر ومرشد کے بارے میں یوں مدح سرائی کا انوکھا اور نرالا انداز بھی ملاحظہ فرمائیں:

پیر ومرشد کے بارے میں مدح سرائی کا نرالا انداز

در پردہ نور قدیم توئی ☆ بے پردہ رؤف رحیم توئی

(ہفت اقطاب صفحہ ۱۲۴ طبع اوّل مطبوعہ ڈیرہ غازی خان)

حضرات گرامی بریلوی مولوی اپنے پیر ومرشد اور شیخ کے بارے میں یوں فرمارہے ہیں کہ میرے پیر صاحب اگر پردہ میں ہوں تو وہ ذات خدا ہیں اور اگر پردہ سے باہر تشریف لائیں تو پھر آپ نبی رؤف رحیم ہیں ایک ہی ذات کے دو جلوے ہیں (العیاذ باللہ)۔ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس قسم کی خلاف شرع مدح سرائی سے باز رہنے کی توفیق عطا فرمائے آمین۔

خواجہ فرید کے رُوپ میں کون؟

رضاخانی مولوی غلام جہانیاں بریلوی اپنے پیرومرشد کی مدح سرائی کرتے ہوئے لوگوں کو ایسی عقیدے کی دعوت عام دے رہے ہیں کہ میرے پیرومرشد حضرت خواجہ غلام فرید ہی خدا تعالیٰ کے رُوپ میں ہیں یعنی کہ خدا تعالیٰ کی ذات کا اظہار حضرت خواجہ پیر غلام فرید کی شکل میں ہوا ہے (العیاذ باللہ)

چنانچہ انکی کتاب ہفت اقطاب میں انکے عقیدے کو ملاحظہ فرمائیے:

طالب اگر ہے حق تجلی کی دید کا ☆ آ دیکھ زاہد رخ زیبا فرید کا

نقش فرید نقش ہے رب مجید کا ☆ اظہار ذات حق ہے سراپا فرید کا

بت خانہ فرید میں آ دیکھ حسن یار ☆ مسجد میں زاہدا ہے کہاں لطف دید کا

واں ہو وصال حور یہاں ہو وصال حق ☆ جنت سے ہے سوا ہمیں کوچہ فرید کا

طالب کبھی چھپا ہے چھپانے سے نور حق ☆ پردہ نشین نے پردہ لیا ہے فرید کا

(ہفت اقطاب صفحہ ۱۰۱ طبع اوّل مطبوعہ ڈیرہ غازی خان)

مندرجہ بالا اشعار میں بریلوی مولوی نے اپنی لایعنی عقیدت کا یوں برملا اظہار کیا ہے کہ طالب حق کا نور چھپانے سے ہرگز چھپا نہیں رہتا بلکہ وہ پردہ نشین خدا تعالیٰ خود حضرت خواجہ غلام فرید ہی ہیں۔ (العیاذ باللہ) اور کبھی بریلوی مولوی اپنے پیر صاحب کو نقش رب مجید قرار دے رہا ہے اور کبھی اپنے پیرومرشد کے آستانہ عالیہ کو بُت خانہ سے تشبیہ دے رہا ہے اور کبھی اپنے پیرومرشد کے آستانہ عالیہ کے گلی کوچوں کا مقام جنت فردوس سے اعلیٰ اور بلند و بالا بتا رہا ہے۔ الغرض کہ بریلوی مولوی اپنے پیرومرشد کا مقام جنت الفردوس اور حق تعالیٰ جل جلالہٗ کے برابر سمجھ بیٹھا ہے یعنی کہ اپنے پیر صاحب کو مقام اُلوہیت پر بٹھا دیا۔ (العیاذ باللہ)

قارئین ذی وقار! بریلوی مولویوں نے اپنے اپنے پیروں اور مشائخ کے بارے میں کئی کئی قسم

کے جعلی عقائد نئے انداز میں پیش کیئے ہیں جنکو آپ حضرات پڑھ کر حیران بھی ہوں گے اور پھر تم سوچنے پر مجبور ہو جاؤ گے کہ آخر یہ بریلوی مسلمانوں کو صحیح عقائد اسلامیہ سے ہٹا کر آخر کہاں لیجانا چاہتے ہیں تو ظاہر ہے کہ کہاں لیجانا چاہتے ہیں اور کہاں لیجا رہے ہیں اور بس پہنچا کر ہی چھوڑیں گے تو آپ حضرات اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے بارے میں عقیدہ توحید بھی ملاحظہ فرمالیں۔

چنانچہ فوائد فریدیہ کا اردو ترجمہ مسمی بہ فیوضات فریدیہ کے حوالہ جات پڑھیئے اور پھر غور و فکر کیجئے۔

اللہ تعالیٰ کی پاک ذات اور عقیدہ الوہیت

چنانچہ فوائد فریدیہ میں لکھا ہوا ہے ملاحظہ فرمائیں:-

کہ کسی نے امام جعفر صادق سے پوچھا کہ متکبر کیوں ہیں فرمایا چونکہ اپنا کبر و غرور ختم ہو گیا ہے اس کے بجائے حق جل شانہ کا کبر آ گیا ہے۔ (فوائد فریدیہ صفحہ ۲۷ مطبوعہ ڈیرہ غازی خان طبع اول)

حضرات گرامی! مندرجہ بالا گفتگو حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ پر خالص الزام ہے کیونکہ شریعت اسلامیہ کی رُو سے کبر ذات خدا تعالیٰ کی شان کے لائق ہے اور کسی کے لئے ہرگز لائق نہیں۔ اور متکبر اللہ تعالیٰ کے اسماء الحسنیٰ میں سے ہے جیسا کہ قرآن مجید میں بھی ذکر ہے۔

هو الله الذی لا اله الا هو الملک القدوس السلم المؤمن المهیمن العزیز الجبار المتکبر.

(پارہ نمبر ۲۸ سورۃ الحشر آیت نمبر ۲۳)

(ترجمہ) وہی ہے اللہ جس کے سوا کوئی معبود نہیں بادشاہ نہایت پاک سلامتی دینے والا امان بخشنے والا حفاظت فرمانے والا عزت والا عظمت والا تکبر والا۔

نوٹ: قرآن مجید کے ارشاد کے مقابلے میں بریلوی مولوی کا عقیدہ یقیناً مذہب اسلام سے متصادم و متضاد ہونے کی وجہ سے غیر اسلامی ہے کیونکہ عقیدے کا دار و مدار نصوص قطعیہ پر ہونا چاہیے نہ کہ سنی سنائی غیر معتبر اور غیر مستند باتوں پر ہرگز اعتقاد نہ رکھنا چاہیئے۔

کتنی عظمت والی شان؟

رضا خانی بریلوی مولوی نے ایک شیخ کامل کی طرف کیسی خلاف شرع نسبت کی ہے جسے آپ پڑھیں اور پھر بریلویوں سے بھی پوچھلیں کہ جب تمھارا اولیاء اللہ کے بارے میں ایسا عقیدہ ہے کہ جو عقیدہ بیان کرنے سے توہین خدا کا پہلو نکلتا ہو تو پھر تم اپنے بارے میں بتاؤ کہ تمہارا شمار کن لوگوں میں ہونا چاہیے۔ چنانچہ فوائد فریدیہ میں درج شدہ عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت بوعلی سندی نے فرمایا ہے میں ایک ایسی حالت میں تھا میں اپنے ساتھ تھا میں اس منزل میں خود موجود تھا پھر ایک ایسی حالت میں ہو گیا کہ جسمیں میں نے اُسے اسی لئے دیکھا تھا حضرت بایزید بسطامی نے فرمایا ہے۔ سبحانی ما اعظم شانی۔ میں پاک ہوں اور میری کتنی عظمت والی شان ہے اور یہ بھی فرمایا کہ لا الـٰـہ الا انا فاعبدنی. نہیں کوئی عبادت کے لائق سوائے میرے پس میری عبادت کرو پھر فرمایا میں ہی لوح و محفوظ ہوں اور پھر فرمایا کہ سانپ کی مانند میں نے بشریت والی کھال دور پھینک دی ہے اور اس سے باہر ہو گیا۔

(فوائد فریدیہ صفحہ ۷۳۔ مطبوعہ ڈیری غازی خان طبع اوّل)

مندرجہ بالا واقعہ ایک ولی کامل پر ایک سنگین الزام ہے کیونکہ ولی کامل اس قسم کی خلاف شرع باتیں نہیں کیا کرتے یہ سب کچھ بریلویوں کا کچھ اپنا ہی ذوق ہے کہ جب چاہیں کوئی چیز کسی کی طرف منسوب کر دیں انہیں اس پر کون پوچھنے والا نہیں ہے کیونکہ ایسا دعوی تو خدا تعالی کا اپنے بارے میں ہے جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

اننی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدنی واقم الصلوۃ لذکری. (پارہ نمبر ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۱۴)

ترجمہ:۔ بیشک میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں تو (اے موسی) تو میرے عبادت کر اور میری یاد کیلئے نماز پڑھتا رہ۔

رضا خانی بریلویوں نے ارشاد خدا تعالی کو ارشاد ولی کامل اور حکم کامل بنا کر نقل کر دیا جو کہ سراسر

کفر اور صریح شرک ہے اور جو غلط اور کفریہ و شرکیہ عقائد بریلوی حضرات اپنی کتب میں تحریر کر رہے ہیں الامان الحفیظ اور یہ بریلوی حضرات اپنی کتب میں جو قابل اعتراض اور قابل مواخذہ عقائد پیش کر رہے ہیں دراصل یہ دینِ اسلام کی کوئی خدمت نہیں کر رہے بلکہ دینِ اسلام کے احکامِ شرعیہ کی شدید توہین کر رہے ہیں اور پھر بھی اپنے کو سُنّی ہی کہتے ہیں حالانکہ ان بریلوی حضرات کو سُنّی عقیدے کی ہوا تک نہیں لگی بس یہ ہیں وہ کہ جن کے وجود رضا خانی سے دینِ اسلام کو شدید نقصان پہنچا ہے کہ جس کی تلافی ناممکن ہو چکی ہے۔

حضرت بایزید بسطامی رحمۃ اللہ علیہ نے اللہ اکبر سنا تو؟

بریلوی مولوی نے فوائد فریدیہ میں ایک ولی کامل کی طرف منسوب یہ تحریر کیا ہے کہ ایک ولی کامل نے مؤذن سے اذان کا کلمہ اللہ اکبر سنا تو اس کے جواب میں خدائی دعوی کرنے والے کلمات ارشاد فرمائے جو کہ سراسر شریعت اسلامیہ سے روگردانی ہے کیونکہ ولی کامل شریعت اسلامیہ کا نہ تو مقابلہ کرتا ہے اور نہ ہی کوئی خلاف شرع لفظ منہ سے نکالتا ہے کہ جس سے شریعت اسلامیہ کا آب شیریں مکدر ہو جائے۔ چنانچہ فوائد فریدیہ میں درج شدہ عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت بایزید بسطامی نے مؤذن سے اللہ اکبر کا لفظ سنا فرمایا میں الوہیت میں سب سے زیادہ بزرگ ہوں کہتے ہیں ایک شخص حضرت بایزید کے دروازہ پر آیا اور کہا اے بایزید گھر پر موجود ہو؟

فرمایا نہیں اللہ کے سوا گھر میں کوئی نہیں ہے۔ (فوائد فریدیہ صفحہ ۳۷ مطبوعہ ڈیرہ غازی خان طبع اوّل)

قارئین محترم! مندرجہ بالا خلاف شرع عقیدے کے مقابلے میں حق تعالی کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں کہ قرآن مجید کس بات کی تعلیم دے رہا ہے اور کتاب فوائد فریدیہ میں کس بات کی تعلیم دے جا رہی ہے بس عقیدہ رکھیں حق تعالی کے کلام مجید پر بس اسی میں نجات ہے اللہ تعالی کے فضل وکرم سے ہمارا عقیدہ تو شریعت اسلامیہ کے قوانین کے عین مطابق ہے یہ سب بریلوی مولویوں کے لئے پریشانی کا سامان ہے کہ وہ اس ولی کامل کو خدا سمجھتے ہیں یا کہ مخلوق اگر ولی کامل کو خدا سمجھتے ہیں تو پھر کافر ہو گئے اگر ولی کامل

کو اللہ تعالیٰ کا دوست سمجھیں تو پھر انہوں نے اللہ کے دوست کی شان میں گستاخی کر کے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کو اعلان جنگ کیا ہے تو پھر بھی انکو سلامتی نصیب نہ ہوئی اگر یہ حضرات مخلوق کو مقام اُلوہیت پر سمجھتے ہیں تو پھر یہ حضرات ذاتِ خدا کو کیا سمجھتے ہیں ذرا ارشاد تو فرمائیں یعنی کہ غلط عقائد اپنانے میں نقصان فی الدارین ہے۔

حضرات گرامی! تم نے رضاخانی بریلوی کے خلاف شرح عقائد جو کتاب فوائد فریدیہ میں تحریر ہیں ان کو بھی پڑھا اب حق تعالیٰ کا قرآن بھی سنتے جایئے کہ قرآن تمھارے دلوں پر کیا دستک دے رہا ہے۔ چنانچہ حق تعالیٰ کا واضح ارشاد ملاحظہ فرمائیں:

☆ لا الہ الا انا فاتقون. (پارہ نمبر۱۴سورۃ النحل آیت نمبر۲)

(ترجمہ) میرے سوا کوئی معبود نہیں تو تم مجھی سے ڈرو۔

☆ انّنیٓ انا اللہ لآ الہ الا انا فاعبدنی واقم الصلوۃ لذکری. (پارہ نمبر۱۶سورۃ طٰہٰ آیت نمبر۱۴)

(ترجمہ) بیشک میں اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں تو (اے موسیٰ) تو میری عبادت کر اور میری یاد کیلئے نماز پڑھتا رہ۔

☆ انمآ الٰھکم اللہ الذی لآ الہ الا ھو. (پارہ نمبر۱۶سورۃ طٰہٰ آیت نمبر۹۸)

(ترجمہ) تمہارا معبود تو بس وہی اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

☆ ومآ ارسلنا من قبلک من رسول الا نوحی الیہ انہ لا الہ الآ انا فاعبدون.

(پارہ نمبر۱۷سورۃ الانبیاء آیت نمبر۲۵)

(ترجمہ) اور (اے نبی) تجھ سے پہلے ہم نے جو رسول بھی بھیجا اس کی طرف ہم یہی وحی بھیجتے رہے کہ میرے سوا کوئی معبود نہیں ہے تو میری ہی عبادت کرو۔

☆ وھو اللہ لآ الہ الا ھو. (پارہ نمبر۲۰سورۃ القصص آیت نمبر۷۰)

(ترجمہ) اور وہ اللہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

☆ هو الحی لآ اله الا هو. (پارہ نمبر۲۴ سورۃ المؤمن آیت نمبر۶۵)

(ترجمہ) وہ زندہ ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

☆ فاعلم انه لآ اله الا الله. (پارہ نمبر۲۶ سورۃ محمد آیت نمبر۱۹)

(ترجمہ) پس (اے نبی) تو جان لے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

☆ ومامن اله الا اله واحد. (پارہ نمبر۶ سورۃ المائدۃ آیت نمبر۷۳)

(ترجمہ) اور سوائے ایک معبود کے اور کوئی معبود نہیں ہے۔

☆ قل انما هو اله واحدوانني برئٓ مما تشر کون. (پارہ نمبر۹ اسورۃ الانعام آیت نمبر۷)

(ترجمہ) (اے نبی) کہہ دے کہ وہ تو بس ایک ہی معبود ہے اور میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں۔

☆ الهکم اله واحد. (پارہ نمبر۱۴ سورۃ النحل آیت نمبر۲۲)

(ترجمہ) (لوگو) تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔

☆ وقال اللہ لاتتخذو آالهین اثنین ، انماهواله واحد. (پارہ نمبر۱۴ سورۃ النحل آیت نمبر۵۱)

(ترجمہ) اور اللہ نے فرمایا کہ دو معبود نہ بناؤ وہ تو فقط ایک ہی معبود ہے۔

☆ ومآامرو آ الا لیعبدو آ الٰها واحدا. (پارہ نمبر۱۰ سورۃ التوبۃ آیت نمبر۳۱)

(ترجمہ) اور ان کو یہی حکم دیا گیا ہے کہ وہ ایک ہی معبود کی عبادت کریں۔

☆ والٰهنا والٰهکم واحد. (پارہ نمبر۲۱ سورۃ العنکبوت آیت نمبر۴۶)

(ترجمہ) اور ہمارا معبود اور تمہارا معبود ایک ہی ہے۔

☆ قل هو اللہ احد. (پارہ نمبر۳۰ سورۃ الاخلاص)

(ترجمہ) (اے نبی) کہدے کہ وہ اللہ ایک ہے۔

☆ وقل الحمد لله الذی لم یتخذ ولدا ولم یکن له شریک فی الملک ولم یکن له ولی من الذل وکبره تکبیرا. (پارہ نمبر ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۲)

(ترجمہ) اور (اے نبی) کہہ کہ سب تعریف اللہ کیلئے ہے جس نے نہ اولاد اختیار کی اور نہ اس کا بادشاہت میں کوئی شریک ہوا اور نہ ذلت سے بچانے کے لئے اسکا کوئی دوست ہوا اور اس کی بڑائی بیان کر۔

☆ ولم یکن له شریک فی الملک. (پارہ نمبر ۱۸ سورۃ الفرقان آیت نمبر ۲)

(ترجمہ) اور بادشاہت میں اس کا کوئی شریک نہیں ہوا۔

☆ ولم یکن له کفوا احد. (پارہ نمبر ۳۰ سورۃ الاخلاص)

(ترجمہ) اور اس کا ہمسر کوئی نہیں۔

☆ ذلک بان الله هو الحق وان مایدعون من دونه هو الباطل وان الله هو العلی الکبیر.

(پارہ نمبر ۱۷ سورۃ الحج آیت نمبر ۶۲)

(ترجمہ) یہ اس لئے ہے کہ اللہ جو ہے وہی حق ہے اور اس کے سوا جسے وہ پکارتے ہیں وہ باطل ہے اور اللہ جو ہے وہی عالی مرتبہ بڑا ہے۔

☆ وهو الذی فی السماء اله وفی الارض اله. (پارہ نمبر ۲۵ سورۃ الزخرف آیت نمبر ۸۵)

(ترجمہ) اور وہ (اللہ) وہ ہے جو آسمانوں میں بھی معبود ہے اور زمین میں بھی معبود ہے۔

☆ شهد الله انه لااله الا هو. والملئکة واولوا العلم قائما بالقسط.

(پارہ نمبر ۳ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۸)

(ترجمہ) اللہ نے یہ گواہی دی کہ اس کے سوا اور کوئی معبود نہیں اور فرشتوں اور اہل علم نے بھی کھڑے ہو کر انصاف سے گواہی دی۔

فرشتوں کے بارے میں نرالا عقیدہ

شریعت اسلامیہ کی رُو سے اس بات کا ثبوت ملتا ہے کہ ہر انسان کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے دو فرشتے مقرر فرما دیئے ہیں تا کہ اس کے اچھے اور برے اعمال لکھیں لیکن بریلوی عقیدے میں اس کے برعکس ایک عجیب وغریب نرالا تصور ملتا ہے کہ اعمال لکھنے والے مقربین فرشتوں کی سماعت بھی اتنی نہیں کہ سن سکیں اور پھر اپنی ڈیوٹی دینے میں غیر ثابت قدمی کا ثبوت دیتے ہوئے بھاگ جاتے ہیں چنانچہ فوائد فریدیہ کی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت سمنون محبؒ نے فرمایا میں ایک وقت اللہ کی محبت کے متعلق بندے کو کوئی بات کہتا تھا مقربین فرشتے اس کے سننے کی طاقت نہیں رکھتے تھے بھاگ جاتے تھے۔

(فوائد فریدیہ صفحہ ۷۵۔ مطبوعہ ڈیرہ غازی خان طبع اوّل)

حضرات گرامی! یہ کیسا خلاف شرع عقیدہ ہے کہ جسمیں ذات خدا کی بھی توہین ہو رہی ہے اور مقربین فرشتوں کی بھی توہین ہو رہی ہے۔ اور پھر سوچیں اور سمجھیں کہ مندرجہ بالا عبارت میں ذات خدا کی شدید توہین نہیں تو اور کیا ہے کہ وہ کیسا خدا ہے کہ جسے اتنا بھی علم نہیں کہ جن مقربین فرشتوں کو ڈیوٹی سونپ رہا ہے وہ سماعت کی قوت بھی نہیں رکھتے اور نہ ہی اپنی ڈیوٹی ثابت قدمی سے دینے کے قابل ہیں بلکہ بھاگ جانے والے ہیں۔ العیاذ باللہ، حضرات گرامی یہ اللہ تعالیٰ کی پیاری مخلوق فرشتے ہیں جو بھاگ جانے والے نہیں بلکہ ڈٹ جانے والے ہیں، بھاگ جانے والا عقیدہ کفریہ ہے۔

قارئین محترم! اور یہ بات بخوبی یاد رکھیں کہ جب ذات خدا نے مقربین فرشتوں کو ہر انسان کے اچھے اور بری اعمال لکھنے کی ڈیوٹی پر لگا رکھا ہے تو اس ذات پاک نے مقربین فرشتوں کو سماعت کی قوت بھی اعلیٰ درجے کی عطا کی ہے اور ڈیوٹی دینے کی ثابت قدمی بھی اعلیٰ درجے کی عطا کی ہے اس ذات پاک کا انتخاب بڑے اعلیٰ درجے کا کامل اور اکمل ہے ناقص ہرگز نہیں اور یہ بھی یاد رکھیں یہ فرشتے ہیں فرشتے یہ

خدا کا انتخاب ہے بندے کا انتخاب نہیں جو کہ فیل اور نا کام ہو جائیں یہ اللہ تعالی کی پیاری مخلوق فرشتے ہیں یہ کسی چنڈو خانے کے چرسی نہیں جو ڈر کر بھاگ جائیں۔

اور افسوس صد افسوس کا مقام ہے کہ بریلوی مولوی جب ہی کوئی بات کرتے ہیں اور کوئی تحریر لکھتے ہیں تو کم از کم آگے پیچھے سوچ تو لیا کریں کہ ایسی باتوں کا نتیجہ کیا مرتب ہوگا بس انکو اپنی خلاف شرع عقیدت میں شریعت کی کوئی بات ہر گز سمجھ نہیں آتی، کیونکہ ان پر حق تعالی ناراض ہیں اور کفریہ اور شرکیہ عقیدے کے مقابلے میں حق تعالی کا واضح ارشاد ملاحظہ فرمائیں:

وان علیکم لحفظین. کراما کاتبین. یعلمون ماتفعلون. (پارہ نمبر ۳۰ سورۃ الانفطار آیت نمبر ۱۰، ۱۱، ۱۲)

(ترجمہ) اور تم پر نگہبان مقرر ہیں عزت والے عمل لکھنے والے جانتے ہیں جو کچھ تم کرتے ہو۔

اذیتلقی المتلقین عن الیمین وعن الشمال قعید. مایلفظ من قول الالدیہ رقیب عتید.

(پارہ نمبر ۲۶ سورۃ ق آیت نمبر ۱۷، ۱۸)

(ترجمہ) جب کہ ضبط کرنے والے دائیں اور بائیں بیٹھے ہوئے ضبط کرتے جاتے ہیں وہ منہ سے کوئی بات نہیں نکالتا مگر اس کے پاس ایک ہوشیار محافظ ہوتا ہے۔

واذ القبور بعثرت، علمت نفس ماقدمت واخرت. یایھا الانسان ماغرک بربک الکریم.

(پارہ نمبر ۳۰ سورۃ الانفطار آیت نمبر ۴، ۵، ۶)

(ترجمہ) اور جب قبریں اکھاڑ دی جائیں تب ہر شخص جان لے گا کہ کیا آگے بھیجا اور کیا پیچھے چھوڑ آیا اے انسان تجھے اپنے رب کریم کے بارے میں کس چیز نے مغرور کر دیا۔

ووجدوا ماعملوا حاضرا ولایظلم ربک احدا. (پارہ نمبر ۱۵ سورۃ الکھف آیت نمبر ۴۹)

(ترجمہ) اور جو کچھ انہوں نے کیا تھا سب کو موجود پائیں گے اور تیرا رب کسی پر ظلم نہیں کرے گا۔

سورۃ فاتحہ میں بھی اس دن کا ذکر آیا ہے ملک یوم الدین، انصاف کے دن کا مالک خداوند تعالی ہی

ہے۔ دنیا میں مجازی طور پر اُس نے کچھ اختیار دے رکھے ہیں۔ جو حاکم ہے۔ جو بادشاہ ہے۔ مگر قیامت کے دن تمام اختیارات سلب ہو جائیں گے۔

اُس دن حکم صرف اللہ تعالیٰ کا چلے گا۔ لہٰذا تم نادانی کی وجہ سے انصاف کے دن کا انکار نہ کرو۔ بلکہ انبیا علیہم السلام اور قرآن پاک کی تعلیم کے مطابق اس دن کے لیے تیاری کرو۔ غفلت کو ترک کر دو۔ انصاف کا دن آنے والا ہے۔ اس دن انسان نے نیکی اور بدی جو کچھ بھی کیا ہے۔ سب سامنے آجائے گا۔ فرمایا عَلِمَتْ نَفْسٌ مَّا قَدَّمَتْ وَاَخَّرَتْ اس دن انسان جان لے گا، جو اس نے آگے بھیجا ہے اور جو پیچھے چھوڑا ہے سب چیزیں حاضر ہوں گی۔ "وَوَجَدُوْا مَا عَمِلُوْا حَاضِرًا وَلَا یَظْلِمُ رَبُّکَ اَحَدًا" اپنا ہر عمل وہاں موجود پائیں گے۔ اور تیرا رب کسی پر زیادتی نہیں کرتا تمہاری یہ خام خیالی ہے کہ مرنے کے بعد انسان کا وجود ختم ہو جائے گا یا اس کے اعمال پیش نہیں ہوں گے۔ بلکہ حقیقت یہ ہے کہ وَاِنَّ عَلَیْکُمْ لَحٰفِظِیْنَ بے شک تمہارے اوپر البتہ حفاظت کرنے والے مقرر ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے انسان کو پیدا فرمایا۔ اسے اچھی شکل وصورت، اچھے اعضاء، ظاہری اور باطنی قوئی سے نوازا ہے، تو ان اعضاء اور اعمال کی حفاظت کا بندوبست کیا ہے۔ یہ تمام چیزیں فنا نہیں ہوتیں بلکہ کسی نہ کسی صورت میں موجود رہتی ہیں۔ قیامت کے دن وہ پھر اپنی اصلی حالت میں سامنے آجائیں گی۔ تمام انسان اسی جسم اور روح کے ساتھ دوبارہ زندہ ہوں گے۔ ان کا محاسبہ ہوگا اور وہ جزاؤسزا کے مستحق قرار پائیں گے۔

انسان کے اعمال کی حفاظت کا کام اللہ تعالیٰ نے دو فرشتوں یعنی کِرَامًا کَاتِبِیْنَ کے سپرد کیا ہے۔ یہ فرشتے تمہارے اعمال اور اقوال کو محفوظ کر رہے ہیں۔ ہر نیکی بدی لکھی جا رہی ہے۔ دوسری آیت میں آتا ہے کہ یہ فرشتے ہر وہ بات لکھتے ہیں۔ مَا تَنْطِقُوْنَ جو تم بولتے ہو۔ "سَنَکْتُبُ مَا قَالُوْا" یہود بھی بہت زیادہ گستاخیاں کرتے تھے فرمایا ان کی تمام باتیں ہمارے حکم سے ہمارے فرشتے لکھتے ہیں۔ محافظ قوتیں اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر مقرر کی ہیں وہ تمہارے اقوال وافعال کی نگرانی کرتے ہیں کِرَامًا کَاتِبِیْنَ

یعنی عزت والے لکھنے والے ہیں اور یَعْلَمُوْنَ مَا تَفْعَلُوْنَ جو کچھ تم کرتے ہو، وہ جانتے ہیں اور لکھتے ہیں۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ہر ایک انسان کے ساتھ دو فرشتے کِرَاماً کاتبین مقرر فرمائے ہیں۔ جو انسان کے دائیں اور بائیں کندھے پر ہوتے ہیں۔ الغرض کِرَاماً کَاتِبِیْن وہ عزت اور بزرگی والے ہیں ان کی بزرگی کی ایک نشانی یہ ہے کہ وہ نظر نہیں آتے اگر وہ نظر آنے لگیں تو انسان کوئی کام نہ کر سکے، خواہشات کو پورا نہ کر سکے۔ اللہ تعالیٰ نے ایسا انتظام فرما دیا ہے کہ فرشتے نظر بھی نہیں آتے مگر اپنا کام برابر کرتے رہتے ہیں۔ ان کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ ہر برے کام کو جاننے اور لکھنے کے باوجود انسان کو دنیا میں رسوا نہیں کرتے۔ جیسا کہ سعدی صاحبؒ نے کہا ہے کہ نعوذ باللہ پناہ بخدا اگر خدا کے سوا اور کوئی غیب دان ہوتا، تو کوئی شخص بھی آرام کی زندگی نہ گذار سکتا۔ یہ تو اللہ تعالیٰ ہے۔ جو ہر عیب دیکھنے کے باوجود پردہ پوشی کرتا ہے۔

کراما کاتبین ایک نظام کے تحت اپنے کام میں مصروف ہیں وہ کسی کو رسوا نہیں کرتے۔ بڑی عزت والے ہیں حضور علیہ السلام نے فرمایا جب کوئی انسان برائی کرتا ہے تو فرشتے لکھنے میں توقف کرتے ہیں، شاید یہ شخص توبہ کر لے۔ اللہ تعالیٰ سے معافی مانگ لے۔ اگر وہ استغفار کر لے تو وہ گناہ نہیں لکھتے، اور اگر اس پر اصرار کرے تو ایک ہی برا عمل لکھا جاتا ہے۔ برخلاف اس کے اگر کوئی نیک عمل کرتا ہے تو دس گنا لکھا جاتا ہے۔ جیسا کہ قرآن پاک میں موجود ہے من جاء بالحسنة فله عشر امثالها، اور اگر کوئی شخص برے کام کا ارادہ کرتا ہے، مگر فی الواقع وہ کام نہیں کر پاتا تو بھی اس کے حق میں نیکی لکھی جاتی ہے۔ بہر حال انسان کے ہر اچھے یا برے اقوال و افعال کو محفوظ کیا جاتا ہے۔ سورۃ ق میں فرمایا، مایلفظ من قول الالدیه رقیب عتید، انسان جو بھی بات منہ سے نکالتا ہے۔ نگران اس کو محفوظ کر لیتے ہیں۔ اور ایک دن وہ سارا ریکارڈ انسان کے سامنے پیش ہونے والا ہے۔ حدیث شریف میں آتا ہے۔ کہ کراما کاتبین کے اس اہم کام کے پیش نظر حضور علیہ السلام نے فرمایا: اکرموا کراما کاتبین، یعنی کراما کاتبین کی عزت

کیا کرو وہ ہر حالت میں تمہارے ساتھ ہوتے ہیں۔ مگر تین حالتیں ایسی ہیں کہ وہ انسان سے علیحدہ ہوجاتے ہیں۔ یعنی بول و براز کے وقت۔ مباشرت کے وقت اور جب کوئی کپڑے اتار کر غسل کرتا ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ایاکم والتعری اپنے آپ کو برہنگی سے بچاؤ کیونکہ ایسا کرنے سے فرشتوں کو تکلیف ہوتی ہے۔ اللہ تعالی عالم الغیب ہے۔ انسان کے اقوال وافعال کی کوئی بات اُس سے پوشیدہ نہیں۔ اس کے باوجود فرشتوں کے ذریعے ریکارڈ مرتب کرنے کی وجہ یہ ہے۔ کہ انسان پر اتمام حجت ہو جائے۔ فرشتوں کے پاس رجسٹروں میں ہر چیز کا اندراج ہوتا ہے۔ جب وقت آئے گا تو وہ سارا ریکارد پیش کر دیا جائے گا۔ اعمال کو لکھنے اور قیامت کے روز انہیں تولنے کا کام محض لوگوں کے اذھان کو مطمئن کرنے کے لیے ہے۔ جب لکھا ہوا سامنے آجائیگا تو یقین آجائے گا۔ اور جب نیک و بد اعمال کا وزن ہوگا تو انسان کو اپنے نتیجہ کا علم ہو جائیگا۔ لکھے ہوئے ریکارڈ کے علاوہ قیامت کے دن ہر عمل پر گواہی بھی پیش ہوگی۔ انسان کے اپنے اعضاء اُس کے خلاف یا اُس کے حق میں گواہی دیں گے۔ اس کے علاوہ باہر کی چیزیں بھی گواہی دیں گی۔ منجملہ اُن کے فرشتے بھی شہادت دیں گے کہ اِس شخص نے فلان اچھا یا برا کام انجام دیا تھا۔ تو گویا انسان کا ہر قول اور فعل مکمل طور پر محفوظ ہے۔ یہ سارا انتظام اللہ تعالی نے اس لیے کیا ہے۔ کہ ہر نیک و بد کو اس کے کیئے کی جزاء یا سزا مل سکے۔

دونوں نہ رہے؟

فوائد فریدیہ میں مرقوم ہے۔ کہ جو کوئی حق تعالی جل جلالہ کی ذات کو پہچان جائے بس اس کے دل سے حق اور باطل رخصت ہو جاتا ہے چنانچہ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

حضرت ابوحفص حداد نے فرمایا جب میں نے حق جل شانہ کو پہچانا میرے دل میں حق اور باطل نہ رہا۔

(فوائد فریدیہ صفحہ ۳۷ مطبوعہ ڈیرہ غازی خان طبع اول)

قارئین ذی وقار! فوائد فریدیہ کے مندرجہ بالا عقیدے کے خلاف قرآن پاک میں حق تعالیٰ جل جلالہ کا ارشاد بھی پڑھیئے کہ جس کے پڑھنے سے یہ عقیدہ ثابت ہوتا ہے کہ حق جب آتا ہے تو باطل بستر بوریا اٹھا کر ایسے بھاگ جاتا ہے کہ پھر دوبارہ نہیں آتا تب ہی تو آیت کریمہ میں لفظ حق ایک مرتبہ آیا ہے اور لفظ باطل کا دومرتبہ ذکر ہے کہ باطل گیا تو ایسا گیا کہ لوٹ کر پھر نہ آئے گا۔ چنانچہ قرآن مجید میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:-

وقل جاء الحق وزهق الباطل ان الباطل كان زهوقا. (سورۃ بنی اسرائیل)

(ترجمہ) اور کہہ دیجئے کہ حق آیا اور باطل مٹ گیا بیشک باطل مٹنے ہی والا تھا۔

عجیب وغریب تذکرہ

فوائد فریدیہ میں عجیب وغریب تذکرے ہیں کہ جن میں سے حضرت سہیل بن عبداللہ تستری کا تذکرہ کچھ عجیب وغریب الفاظ کے ساتھ ملتا ہے چنانچہ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت سہیل بن عبداللہ تستری نے فرمایا کہ میں حجت ہوں فرشتوں پر اور میرا دنبہ حوت ہے علماء پر اور فقہاء پر اور یہ بھی فرمایا کہ وہ ذکر جو زبان پر ہے وہ ہذیان (بکواس) ہے اور جو دل میں ہے وہ وسواس ہے اور یہ بھی فرمایا کہ صوفی وہ ہے جسکا خون حلال اور مال مباح ہو۔

(فوائد فریدیہ صفحہ ۴۷ مطبوعہ ڈیرہ غازی خان طبع اول)

حضرات گرامی! مندرجہ بالا عبارت اپنے مفہوم میں عام فہم ہے جسکی ترجمہ وتشریح کی قطعاً کوئی حاجت نہیں اپنی تشریح میں بڑی واضح ہے اور یہ بھی بڑی حیران کن بات ہے کہ اسمیں حوت دنبہ کا تذکرہ کیا ہے آج تک تو کسی نے بھی اس قسم کے دنبہ حوت کی نشان دہی ہرگز نہیں فرمائی بلکہ حوت دنبہ کا ثبوت بریلوی مولویوں کے تحقیقات سے یقیناً مل گیا ہے اور اس کے ساتھ ساتھ یہ ذکر بھی عجیب وغریب ہے کہ جو ذکر الٰہی ہر وقت زبان پر جاری رہنا چاہیے اسکو ہذیان یعنی کہ بکواس سے تعبیر کیا گیا ہے اور جو دل میں

ہے اسکو وسواس سے تعبیر کیا گیا ہے اور حق تعالی کا ارشاد ہے۔

فاذکرونی اذکرکم واشکرولی ولاتکفرون. (پارہ نمبر۲ سورۃ البقرۃ آیت نمبر۱۵۲)

(ترجمہ) پس تم مجھے یاد کرو میں تمہیں یاد کروں گا اور میرا شکر کرو اور ناشکری نہ کرو۔

پھر ارشاد فرمایا:

ولذکر اللہ اکبر واللہ یعلم ماتصنعون. (پارہ نمبر۲۱ سورۃ العنکبوت آیت نمبر۴۵)

(ترجمہ) اور اللہ کی یاد بہت بڑی چیز ہے اور اللہ جانتا ہے جو تم کرتے ہو۔

چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے:

عن ابی ھریرۃ قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وکونوا عباداللہ اخوانا المسلم اخوالمسلم لایظلمہ ولایخذلہ ولایحقرہ . (صحیح مسلم ج۲ صفحہ ۳۱۷)

(ترجمہ) حضرت ابو ہریرۃ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ کے بندو! بھائی بھائی بن جاؤ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے اس پر نہ ظلم کرے نہ اس کو ذلیل کرے نہ اس کو حقیر جانے۔

پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

کل المسلم علی المسلم حرام دمہ ومالہ وعرضہ. (صحیح مسلم ج۲ صفحہ ۳۱۷)

(ترجمہ) مسلمان کی سب چیزیں دوسرے مسلمان پر حرام ہیں اس کا خون اس کا مال اور اسکی عزت آبرو۔

حضرات گرامی! رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کے مقابلے میں فوائد فریدیہ میں درج شدہ عبارت پر رضا خانی بریلوی مولوی نظر ثانی فرمائیں کہ شریعت اسلامیہ اور ہے اور بریلویوں کی کتاب فوائد فریدیہ میں عقیدہ اور لکھا ہے ماننا اور نہ ماننا اب آپکی مرضی ہے دلائل شرعیہ کو بھی پڑھیں اور انکا بغور مطالعہ بھی کریں تاکہ صحیح اور اسلامی بات ذہن نشین ہو جائے۔

شاید کہ اُتر جائے تیرے دل میں مری بات

الذین آمنوا وتطمئن قلوبهم بذکر الله الابذکر الله تطمئن القلوب. (پارہ نمبر ۲۸ سورۃ الرعد آیت نمبر ۱۳)

(ترجمہ) وہ لوگ جو ایمان لائے اور ان کے دلوں کو اللہ کی یاد سے تسکین ہوتی ہے خبردار اللہ کی یاد ہی سے دل تسکین پاتے ہیں۔

حضرات گرامی! حق تعالیٰ کے ارشاد کے مقابلے میں فوائد فریدیہ میں درج شدہ ایک ولی کامل حضرت سہیل بن عبداللہ تستری رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں غلط عقائد تحریر کیئے گئے ہیں اور یہ بھی تحریر کیا ہے کہ حضرت سہیل بن عبداللہ رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ صوفی کا خون حلال اور مال جائز ہے معلوم نہیں کہ صوفی کا مال جائز اور خون حلال سے بریلوی لوگ ہر خاص وعام کو کیا سمجھانا چاہتے ہیں اور عبارت سے تو یہ ثابت ہوتا ہے کہ بریلوی مولویوں نے اس بات کی تعلیم دی ہے۔ کہ ناحق خون حلال ہے اور پھر اسکا مال بھی ہضم کرنا جائز ہو جائے گا یعنی کہ سب کچھ مال ہضم کرنے کا دھندا معلوم ہو رہا ہے کیونکہ کوئی فوت ہو گیا تو پھر بھی فائدہ اور بعدہ قل شریف کی شکل مال ملے گا وہ بھی فائدہ یعنی کہ ڈبل فائدہ اٹھانے کے لیئے سب کچھ کیا جا رہا ہے سب کچھ جو ثابت ہو رہا ہے وہ یہ ہے کہ مال اکٹھا کرنا ہی ثابت ہو رہا ہے اور بریلوی حضرات کی اغراض بھی یہی ہیں اس کے علاوہ بظاہر کچھ ثابت نہیں ہوتا۔ الغرض کہ ایسا عقیدہ قرآن مجید کی پاکیزہ تعلیمات کے سراسر خلاف ہے اور جن کتب میں ایسی خلاف شرع عبارات ہوں اُن کے پڑھنے سے بچنا اشد ضروری ہے تاکہ لوگوں کے عقائد اسلامیہ کا آب شریں ناپاک اور مکدر نہ ہو جائے اور قرآن وسنت کے مطابق صحیح عقیدہ حق تعالیٰ کی طرف سے بہت بڑی نعمت ہے اور غلط عقیدہ حق تعالیٰ کی طرف سے ناراضگی کا سبب ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں واضح ارشاد ہے:

یضل به کثیرا ویهدی به کثیرا. (پارہ نمبر ۱ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۶)

(ترجمہ) اللہ اس (مثال) سے بہتوں کو گمراہ کرتا ہے اور بہتوں کو اس سے ہدایت کرتا ہے۔

والله یقول الحق وهو یهدی السبیل. (پارہ نمبر ۲۱ سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۴)

(ترجمہ) اور اللہ حق کہتا ہے اور وہی سیدھا راستہ بتاتا ہے۔

واللہ یهدی من یشاء الی صراط مستقیم. (پارہ نمبر ۲ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۴۲)

(ترجمہ) اور اللہ جسے چاہتا ہے سیدھا راستہ دکھاتا ہے۔

فیضل اللہ من یشاء ویهدی من یشاء وهو العزیز الحکیم. (پارہ نمبر ۱۳ سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۴)

(ترجمہ) پس اللہ جسے چاہتا ہے گمراہ کرتا ہے اور جسے چاہتا ہے ہدایت دیتا ہے اور وہ غالب حکمت والا ہے۔

علاوہ ازیں حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میں ارشاد ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کا خون کرنا حرام ہے اور اسکا ناجائز طریقے مال کھانا بھی حرام ہے۔ لیکن بریلویوں کی کتاب فوائد فریدیہ میں اس کے خلاف فتوی دیا جا رہا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے بھی ارشاد فرمایا کہ کامل درجے کا مسلمان وہ ہے جس کے ہاتھ اور زبان سے دوسرے مسلمان محفوظ رہیں پھر ایک حدیث پاک میں ارشاد فرمایا کہ مسلمان مسلمان کا بھائی ہے نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اسکا ساتھ چھوڑے اور نہ اسے حقیر جانے ہر مسلمان قرآن وسنت کے مطابق عقیدہ رکھے تو دنیا اور آخرت میں یقیناً راحت اور سکون ہوگا اور اسی میں فلاح دارین ہے۔

دنبے کی آواز پر وجد؟

فوائد فریدیہ میں ایک ولی کامل کے بارے میں مرقوم ہے کہ ان کے کانوں میں ایک دنبے کی آواز پہنچی تو انہوں نے اپنے مخصوص انداز میں ذات خدا تعالی کو لبیک وجل شانہ کہہ کر جواب دینا شروع کر دیا اور وجد میں آنے لگے چنانچہ عبارت ملاحظہ فرمائیں:۔

حضرت حمزہ خراسانی کے کانوں میں ایک دنبے کی آواز پہنچی فرمایا لبیک جل شانہ اور وجد میں آگئے۔

(فوائد فریدیہ صفحہ ۴۷ مطبوعہ ڈیرہ غازی خان طبع اول)

بظاہر تو بریلویوں نے ایک دنبہ کی نسبت خدا تعالیٰ کی طرف کی ہے جیسا کہ عبارت کے الفاظ بتا رہے ہیں کہ لبیک جل شانہ الغرض کسی اعتبار سے بھی یہ عبارت صحیح اور درست نہیں بلکہ ہر اعتبار سے کفر اور شرک ہے کیونکہ مندرجہ بالا عبارت سے تو یہ اشارہ ملتا ہے کہ دنبہ کو خدا تسلیم کیا گیا ہے جو کہ غیر اسلامی فعل ہے اور ولی کامل سے اس قسم کے کفریہ و شرکیہ عقیدے کی ہرگز توقع نہیں کی جاسکتی یہ سب رضا خانی بریلوی کارستانی ہے۔

حضرات گرامی! اور فوائد فریدیہ میں ایک ولی کامل کی طرف منسوب عقیدہ سراسر غلط ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کی پاک ذات اور کہاں ایک حلال جانور یعنی کہ دنبہ یہ نسبت چہ معنی دارد حق تعالیٰ جل جلالہ نے اپنے کلام پاک میں ارشاد فرمایا:

تبٰرک اللہ رب العلمین. (پارہ نمبر۸ سورۃ الاعراف آیت نمبر۵۴)

(ترجمہ) اللہ بڑی برکت والا ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

فتبٰرک اللہ احسن الخالقین. (پارہ نمبر۱۸ سورۃ المومنون آیت نمبر۴۱)

(ترجمہ) پس اللہ بڑی برکت والا ہے سب سے بہتر بنانے والا۔

تبٰرک اسم ربک ذی الجلال والاکرام. (پارہ نمبر۲۷ سورۃ الرحمٰن آیت نمبر۸۲)

(ترجمہ) آپ کے رب کا نام بابرکت ہے جو بڑی شان اور عظمت والا ہے۔

سبحٰن رب السمٰوٰت والارض رب العرش عمایصفون. (پارہ نمبر۲۵ سورۃ الزخرف آیت نمبر۸۲)

(ترجمہ) آسمانوں اور زمین اور عرش کا رب پاک ہے ان باتوں سے جو وہ بتاتے ہیں۔

فسبحٰن اللہ رب العرش عمایصفون. (پارہ نمبر۱۷ سورۃ الانبیاء آیت نمبر۲۲)

(ترجمہ) پس اللہ عرش کا مالک ان باتوں سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں۔

حق تعالیٰ کا ارشاد اور تعلیمات اسلامیہ کے خلاف نہ کسی کا قول حجت ہے اور نہ ہی کسی کا وجد میں آکر کسی قسم کا کلام کرنا حجت اور دلیل ہے یعنی کہ شریعت اسلامیہ سے متصادم و متضاد کسی کی کوئی بات بھی

قابل قبول نہ ہوگی چاہیے وہ کتنی ہی کیوں نہ بھلی لگتی ہو۔

میں ازل اور ابد کا ہوں؟

فوائد فریدیہ میں ایک ولی کامل کی طرف ایک من گھڑت دعوی کی نسبت تحریر کیا گیا ہے جسے آپ ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت ابوبکر واسطی نے فرمایا ہے کہ جس نے اسکا ذکر کیا اس نے اس پر بہتان باندھا جس نے صبر کیا اس نے دلیری کی جس نے شکر کیا اس نے تکلیف اُٹھائی اور نیز یہ بھی فرمایا کہ نہ کوئی محذور ہے اور نہ غیر محذور اور نہ نیک بخت اور نہ بد بخت اور یہ بھی فرمایا کہ میں ازل اور ابد کا بیٹا ہوں۔

(فوائد فریدیہ صفحہ ۷۶ طبع اوّل مطبوعہ ڈیرہ غازی خان)

قارئین کرام! مندرجہ بالا عقیدہ مذہب اسلام کی رو سے بالکل غلط ہے کیونکہ ایسا لغو عقیدہ تو یہود اور نصاریٰ کا ہے کہ جنہوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور حضرت عزیر علیہ السلام کو خدا تعالیٰ کا بیٹا تصور کیا جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے، ملاحظہ فرمائیں:

وقالت الیھود عزیرؒ بن اللہ وقالت النصٰری المسیح ابن اللہ. (پارہ نمبر ۱۰ سورۃ التوبۃ آیت نمبر ۳۰)

(ترجمہ) اور یہودنے کہا کہ عزیر خدا کے بیٹے ہیں اور نصاریٰ نے کہا کہ مسیح خدا کے بیٹے ہیں۔

مندرجہ بالا عقیدہ جو کتاب فوائد فریدیہ میں مرقوم ہے قرآن پاک کی رُو سے سراسر کفر اور شرک صریح ہے اور ایسا کہنے پر انسان دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے اور کسی اعتبار سے بھی عبارت درست نہیں بلکہ ہر اعتبار سے سراسر کفر اور شرک جلی ہے اور معلوم نہیں کہ بریلوی حضرات ایسی کتب پر کیوں قربان ہو جاتے ہیں کہ دن رات ایسی کتب کی اشاعت میں اپنی زندگی کیوں برباد کر رہے ہیں۔

کیونکہ یہ کہنا ذکر کرنا بہتان ہے یہ بھی غلط ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے اپنے ذکر کرنے کا اپنے بندوں کو حکم دیا ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید میں ہے:

یاایھاالذین امنوا اذکروا اللہ ذکرا کثیرا. (پارہ نمبر۲۲ سورۃ الاحزاب آیت نمبر۴۱)

(ترجمہ) اے ایمان والو اللہ کو بہت یاد کیا کرو۔

واذکروا اللہ کثیرا لعلکم تفلحون. (پارہ نمبر۲۸ سورۃ الجمعۃ آیت نمبر۱۰)

(ترجمہ) اور اللہ کو بہت یاد کرو تا کہ تم فلاح پاؤ۔

اور یہ کہنا کہ نہ نیک بخت اور نہ بد بخت کا ذکر ہے یہ بھی غلط ہے کیونکہ قرآن مجید اور حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں نیک بخت اور بد بخت کا تذکرہ واضح موجود ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی کی ذات پاک ازلی اور ابدی ذات ہے اسکو فنا نہیں ہے اس کے علاوہ ہر جز کو فنا ہے۔ اور فوائد فریدیہ میں ایک ولی کامل کی طرف جو یہ منسوب ہے کہ نہ کوئی نیک بخت اور نہ کوئی بد بخت ہے وغیرہ اسکی تردید بھی حق تعالی کے قرآن مجید سے ملاحظہ فرمائیں۔

چنانچہ حق تعالی کا ارشاد ہے:

یوم یأت لاتکلم نفس الاباذنہ فمنھم شقی وسعید، فاماالذین شقوا ففی النار لھم فیھا زفیر وشھیق، خلدین فیھا ما دامت السمٰوٰت والارض الاماشآء ربک ان ربک فعال لما یرید. واما الذین سعدوا ففی الجنۃ خٰلدین فیھامادامت السمٰوٰت والارض الاماشاء ربک عطاءً غیر مجذوذ. (پارہ نمبر۱۲ سورۃ ھود آیت نمبر۱۰۴ تا ۱۰۸)

(ترجمہ) جب وہ دن آئے گا تو کوئی شخص اللہ کی اجازت کے سوابات بھی نہ کر سکے گا سو ان میں سے بعض بد بخت ہیں اور بعض نیک بخت پھر وہ جو بد بخت ہیں وہ تو آگ میں ہوں گے کہ اس میں انکی چیخ وپکار پڑی رہے گی اس میں ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمان وزمین قائم ہیں ہاں اگر تیرے اللہ ہی کو منظور ہو (تو دوسری بات ہے) بیشک تیرا رب جو چاہے اسے پورے طور سے کر سکتا ہے۔ اور جو لوگ نیک بخت ہیں سو جنت میں ہوں گے اس میں ہمیشہ رہیں گے جب تک آسمان زمین قائم ہیں ہاں اگر تیرے اللہ ہی کو منظور ہو تو

(دوسری بات ہے) یہ بے انتہا عطیہ ہوگا۔

اور پھر الوہیت کا دعوی کرنا کہ میں ازل اور ابد کا بیٹا ہوں یہ دعوی بھی سراسر غلط اور باطل ہے کیونکہ ازل اور ابد کی شان یہ ذات خدا تعالی کی صفت ہے مخلوق میں ایسی صفت ماننا گمراہی اور ذات خدا تعالی کی شان میں شدید توہین ہے اور یہ صفت صرف ذات خدا ہی کی ہے کسی اور کو اس کے ہرگز لائق نہ سمجھیں کیونکہ ازلی اور ابدی خدا تعالی کی صفت ہے اس کے سوا مخلوق کے بارے میں ازلی اور ابدی کا عقیدہ بالکل لغو اور باطل ہے۔ چنانچہ حق تعالی کا ارشاد ہے:

ان دعوا للرحمن ولدا O وما ینبغی للرحمن ان یتخذ ولدا O ان کل من فی السموٰت والارض الا اتی الرحمن عبدا O (پارہ نمبر ۱۶ سورۃ مریم آیت نمبر ۹۱ تا ۹۳)

(ترجمہ) اس لیئے کہ انہوں نے رحمٰن کے لیے بیٹا تجویز کیا اور رحمٰن کی یہ شان نہیں کہ کسی کو بیٹا بنائے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے ان میں سے ایسا کوئی نہیں جو رحمٰن کا بندہ بن کر نہ آئے۔

ما کان اللہ ان یتخذ من ولد سبحٰنہ اذا قضی امرا فانما یقول لہ کن فیکون O وان اللہ ربی وربکم فاعبدوہ ھذا صراط مستقیم. (پارہ نمبر ۱۶ سورۃ مریم آیت نمبر ۳۵-۳۶)

(ترجمہ) اللہ کی شان نہیں کہ وہ کسی کو بیٹا بنائے وہ پاک ہے جب کسی کام کا فیصلہ کرتا ہے تو صرف اُسے کن کہتا ہے پھر وہ ہو جاتا ہے اور بیشک اللہ میرا اور تمہارا رب ہے سو اس کی عبادت کرو یہ سیدھا راستہ ہے۔

قالوا اتخذ اللہ ولدا سبحٰنہ ھو الغنی. (پارہ نمبر ۱۱ سورۃ یونس آیت نمبر ۶۸)

(ترجمہ) کہتے ہیں اللہ نے بیٹا بنالیا وہ پاک ہے اور وہ بے نیاز ہے۔

الغرض کہ بریلوی مولویوں نے فوائد فریدیہ میں ایک ولی کامل کی طرف جو خلاف شرع عقائد کی نسبت کی ہے وہ سراسر باطل ہے کیونکہ ولی ہوتا ہی وہی ہے جو قرآن وسنت کے مطابق گفتگو کرے خلاف شرع گفتگو کرنے والا ولی اللہ کیسے؟

اور حق تعالی کا ارشاد ہے:

کل من علیها فان ○ ویبقی وجه ربک ذوالجلال والاکرام. (پارہ نمبر۲۷ سورۃ الرحمٰن آیت نمبر ۲۶-۲۷)

(ترجمہ) جو کوئی زمین پر ہے فنا ہونے والا ہے اور آپ کے پروردگار کی ذات باقی رہے گی جو بڑی شان اور عظمت والا ہے۔

هو الاول والآخر والظاهر والباطن وهو بكل شیء علیم. (پارہ نمبر۲۷ سورۃ الحدید آیت نمبر۳)

(ترجمہ) وہی اول ہے اور وہی آخر ہے اور ظاہر اور باطن ہے اور وہ ہر شئی کو جانتا ہے۔

اور اس بات کا دعوی کرنا کہ میں ازل اور ابد کا بیٹا ہوں تو یہ بھی سراسر غلط اور باطل ہے۔

پس حق تعالی کا ارشاد ہے:

وانه تعالی جد ربنا ما اتخذ صاحبة ولا ولدا. (پارہ نمبر۲۹ سورۃ الجن آیت نمبر۳)

(ترجمہ) اور ہمارے رب کی شان بلند ہے نہ اسکی کوئی بیوی ہے اور نہ بیٹا۔

وانه کان یقول سفیهنا علی الله شططا. (پارہ نمبر۲۹ سورۃ الجن آیت نمبر۴)

(ترجمہ) اور ہم میں سے بعض بیوقوف ہیں جو اللہ پر جھوٹی باتیں بنایا کرتے تھے۔

اور ایسے ہی حق تعالی نے پھر ارشاد فرمایا:

لم یلد ولم یولد. (پارہ نمبر۳۰ سورۃ الاخلاص)

(ترجمہ) نہ اسکی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے۔

قارئین محترم! قرآن پاک کے واضح ارشاد کے مقابلے میں ہم کیسے لایعنی اقوال کو حق سمجھ لیں جب کہ حق تعالی کے ارشاد سے فوائد فریدیہ میں درج شدہ جعلی اقوال کی خوب تردید ہورہی ہے اور بریلوی مولویوں کو ذرا ٹھنڈے دل سے سوچنا چاہیے کہ جس کتاب میں اس قدر خلاف شرع اقوال اور عبارات

درج ہوں اس کتاب کو شائع کرنے سے حق تعالی یقیناً ناراض ہوں گے اور بریلوی مولویوں کو اس سے کیا
غرض وہ تو چاہتے ہیں کہ روٹی کا دھندا ختم شریف کی شکل میں خوب چلتا رہے چاہے وہ تیجے، ساتویں،
دسویں، چہلم، ششماہی، سالانہ، یا سالانہ دربار شریف کے سالانہ عرس شریف کی شکل میں ہی کیوں نہ ہو بس
ہونا چاہے اور روٹی کے دھندے میں کمی واقع نہ ہونی چاہیے۔ اس لیے انکو اس قسم کی کتاب شائع کرنے
سے فائدہ تو ضرور ہوتا ہوگا کیونکہ اپنے پیروں اور مشائخ کی حد سے زیادہ محبت اور عقیدت رکھنے والے
بریلوی تو ایسی کتاب کو بطور تصویر کے اپنے پاس رکھنے کو سعادت دارین خیال کرتے ہیں اور شریعت اسلا
میہ کی رو سے ایسی کتاب شائع کرنا کوئی خدمت اسلام ہرگز نہیں کہ جسمیں خلاف شرع اقوال کی بھرمار ہو۔

علامت توحید؟

فوائد فریدیہ میں حق تعالی کی توحید کا یوں سبق یاد کرایا گیا ہے، ملاحظہ فرمائیں:

حضرت ابو العباس عطا نے فرمایا کہ توحید کی حقیقت کی علامت توحید کا بھلا دینا ہے۔

(فوائد فریدیہ صفحہ ۶۷ طبع اوّل مطبوعہ ڈیرہ غازی خان)

حضرات گرامی! یہ کیسی توحید ہے جو بھلا دی جائے حق تعالی تو اپنی توحید خدائی کا بار بار اعلان
کر رہے ہیں اور فوائد فریدیہ میں ایک ولی کامل کی طرف منسوب کر کے مرقوم ہے کہ توحید خدا کو بھلا دیا
جائے جب کہ حق تعالی کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں:

والھکم الله واحد. لا اله الا ھو الرحمن الرحیم. (پارہ نمبر ۲ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۶۳)

(ترجمہ) اور تمہارا معبود ایک معبود ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں مگر وہی بڑی رحمت والا مہربان۔

الله لا اله الا ھو الحی القیوم. (پارہ نمبر ۳ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۵۵)

(ترجمہ) اللہ ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ زندہ ہے اور دوسروں کو قائم رکھنے والا۔

لا الہ الا انا فاتقون. (پارہ نمبر ۱۴ سورۃ النحل آیت نمبر ۲)

(ترجمہ) میرے سوا کوئی معبود نہیں پس مجھ سے ڈرتے رہو۔

لا الہ الا ھو یحی ویمیت ربکم ورب ابائکم الاولین. (پارہ نمبر ۲۵ سورۃ الدخان آیت نمبر ۸)

(ترجمہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہی زندہ کرتا ہے اور وہی مارتا ہے تمہارا بھی رب ہے اور تمہارے پہلے باپ دادا کا بھی رب ہے۔

قارئین کرام! آپ ذرا انصاف کیجئے جو تمام مخلوقات کا رب ہے اسکو بھلا دینا توحید ہے یا کہ اسکو یاد رکھنے کا نام توحید ہوگا تو یقیناً آپ یہی فیصلہ فرمائیں گے اس ذات خدا کو ہر وقت یاد رکھنا اور ہر وقت اسکی نعمتوں سے فائدہ اٹھانے کے بعد اس ذات پاک کا شکر ادا کرنے اور ہر وقت اس ذات خدا سے ڈرتے رہنا بلکہ ہر سانس ذات خدا کو یاد رکھیں اور کسی لمحہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے ذکر غافل نہ ہوں کیونکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

اننی انا اللہ لا الہ الا انا فاعبدنی واقم الصلوۃ لذکری. (پارہ نمبر ۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۱۴)

(ترجمہ) بیشک میں ہی اللہ ہوں میرے سوا کوئی معبود نہیں پس میری ہی عبادت کرو اور میری ہی یاد کیلئے نماز پڑھا کر۔

فویل للقٰسیة قلوبھم من ذکر اللہ اولٓئک فی ضلال مبین. (پارہ نمبر ۲۳ سورۃ الزمر آیت نمبر ۲۲)

(ترجمہ) پس جن لوگوں کے دل اللہ کے ذکر سے متاثر نہیں ہوتے ان کے لیے بڑی خرابی ہے یہ لوگ کھلی گمراہی میں ہیں۔

ومن یعش عن ذکر الرحمن نقیض لہ شیطٰنا فھو لہ قرین. (پارہ نمبر ۲۵ سورۃ الزخرف آیت نمبر ۳۶)

(ترجمہ) اور جو اللہ کی یاد سے غافل ہوتا ہے تو ہم اس پر ایک شیطان مقرر کرتے ہیں پھر وہ اس کا ساتھی رہتا ہے۔

وانھم لیصدونھم عن السبیل ویحسبون انھم مھتدون. (پارہ نمبر ۲۵ سورۃ الزخرف آیت نمبر ۳۷)

(ترجمہ) اور شیاطین آدمیوں کو راستے سے روکتے ہیں اور وہ سمجھتے ہیں کہ ہم راہ درست پر ہیں۔

ولا تکونوا کالذین نسوا اللہ فانسٰھم انفسھم أولٰئک ھم الفاسقون.

(پارہ نمبر ۲۸ سورۃ الحشر آیت نمبر ۱۹)

(ترجمہ) اور ان لوگوں کی طرح نہ ہو جنہوں نے اللہ کو بھلا دیا پھر اللہ نے بھی انکو (ایسا کر دیا) کہ وہ اپنے آپ ہی کو بھول گئے یہی لوگ نافرمان ہیں۔

ومن یعرض عن ذکر ربہ یسلکہ عذابا صعدا. (پارہ نمبر ۲۹ سورۃ الجن آیت نمبر ۱۷)

(ترجمہ) اور جو اپنے رب کی یاد سے روگردانی کرے گا اللہ اس کو سخت عذاب میں داخل کرے گا۔

یٰایھا الذین اٰمنوا لا تلھکم اموالکم ولا اولادکم عن ذکر اللہ ومن یفعل ذالک فأولٰئک ھم الخاسرون. (پارہ نمبر ۲۸ سورۃ المنٰفقون آیت نمبر ۹)

(ترجمہ) اے ایمان والو تمہیں تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر سے غافل نہ کر دیں اور جو کوئی ایسا کرے گا پس وہی نقصان اٹھانے والے ہیں۔

حضرات گرامی! نصوص قطعیہ تو پکار پکار کر ہر وقت ذکر الٰہی کرنے کا حکم دے رہی ہیں لیکن فوائد فریدیہ میں ایک ولی کامل کی طرف منسوب قول آیات قرآنیہ کے خلاف تعلیم دے رہا ہے بس یہ بات بخوبی یاد رکھیں نجات ہے تو صرف اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرنے میں ہے اور اسی میں کامرانی اور کامیابی ہے اور قرآن کے مقابلہ میں فوائد فریدیہ میں ایک ولی کامل کا قول ہرگز حجت نہیں اور ایسا لغو قول بریلویوں کو تو مفید ہو سکتا ہے اس لیئے تو نقل کیا ہے لیکن قرآن ایسے لغو قول کی خوب تردید کر رہا ہے جو کہ آپ نے بخوبی پڑھا ہے بس قرآن کے دامن کو ہرگز نہ چھوڑیں۔

صوفی کا مقام الوہیت

فوائد فریدیہ میں ایک صوفی کے مقام اعلیٰ کو اس طرح بیان کیا گیا ہے کہ اگر صوفی فنا ہو جائے تو پھر پایا نہ جائے اور اگر پایا جائے تو پھر فنا نہ ہو۔ اور اس کے ساتھ مزید صوفی کو مقام الوہیت یوں سونپ دیا گیا کہ سورج بھی ایک صوفی کے حکم کے بغیر طلوع نہیں ہوتا چنانچہ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

حضرت ابوالحسین خضری نے فرمایا ہے کہ صوفی وہ ہے جو فنا ہونے کے بعد نہ پایا جائے اور موجود ہونے کے بعد فنا نہ ہو جائے اور یہ بھی فرمایا کہ سورج میرے حکم کے بغیر طلوع نہیں ہوتا۔

(فوائد فریدیہ صفحہ ۷۸ مطبوعہ ڈیرہ غازی خان طبع اول)

قارئین محترم! مندرجہ بالا عقیدہ کس قدر خلاف شرع ہے کہ حق تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں واضح ارشاد فرمایا کہ:

كل من عليها فان ○ ويبقى وجه ربك ذو الجلال والاكرام. (پارہ نمبر ۲۷ سورۃ الرحمٰن آیت نمبر ۲۶ تا ۲۷)

(ترجمہ) جو کوئی زمین پر ہے فنا ہو جانے والا ہے اور آپ کے پروردگار کی ذات باقی رہے گی جو بڑی شان اور عظمت والا ہے۔

اور اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا کہ میری ذات باقی رہے گی اور فوائد فریدیہ میں ولی کامل کا ارشاد ہے کہ صوفی کامل وہ ہے جو موجود ہو تو پھر فنا نہ ہو اور اگر فنا ہو تو پھر موجود نہ ہو۔

یہ عقیدہ بالکل غلط اور حق تعالیٰ کے ارشاد سے متصادم ہے۔ اور پھر یہ ارشاد کہ سورج بھی ایک صوفی کامل کے ماتحت ہے اور اسی کے حکم سے طلوع وغیرہ ہوتا ہے حالانکہ قرآن مجید میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے بڑی فراخ دلی سے پڑھیے اور پھر سوچیے کہ آپ دین اسلام کی کیا خدمت کر رہے ہیں اور پھر آپ مخلوق کو خدائی اختیارات سونپنے میں ذرہ برابر خوف خدا نہیں کرتے کہ ذات خدا کے ہاں پیش ہو کر کیا منہ دکھاؤ گے اور دن قیامت کے سوائے

خسارہ کے کچھ بھی نہ پلے پڑے گا چندروز اس دنیا فانی میں رہنا ہے تو اپنے عقائد قرآن وسنت کے مطابق کرلو پھر آنکھیں بند ہو جانے کے بعد مہلت نہ ملے گی اور اپنے فوائد فریدیہ میں درج شدہ خلاف شرع عقیدے کے مقابلے میں حق تعالیٰ کا بھی ارشاد پڑھیئے اور اپنے عقیدے کو درست کیجئے۔ حق تعالیٰ کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں:

والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامره الاله الخلق والامر تبٰرک اللہ رب العٰلمین.

(پارہ نمبر ۸ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۵۴)

(ترجمہ) اور سورج اور چاند اور ستارے اپنے حکم کے تابعدار بنا کر پیدا کیئے اسی کا کام ہے پیدا کرنا اور حکم فرمانا اللہ بڑی برکت والا ہے جو سارے جہان کا رب ہے۔

ھو الذی جعل الشمس ضیآءً والقمر نورا وقدره منازل لتعلموا عدد السنین والحساب ماخلق اللہ ذالک الا بالحق یفصل الأیات لقوم یعلمون. (پارہ نمبر ۱۱ سورۃ یونس آیت نمبر ۵)

(ترجمہ) وہی ہے جس نے سورج کو روشن بنایا اور چاند کو منور فرمایا اور چاند کی منزلیں مقرر کیں تاکہ برسوں کا شمار اور حساب معلوم کرسکو یہ سب کچھ اللہ نے تدبیر سے پیدا کیا ہے وہ اپنی آیتیں سمجھداروں کے لئے کھول کھول کر بیان فرماتا ہے۔

وسخر الشمس والقمر کل یجری لاجل مسمی یدبر الامر یفصل الأیات لعلکم بلقاء ربکم توقنون. (پارہ نمبر ۱۳ سورۃ الرعد آیت نمبر ۲)

(ترجمہ) سورج اور چاند کو کام پر لگا دیا ہر ایک اپنے وقت مقررہ پر چل رہا ہے وہ ہر ایک کام کا انتظام کرتا ہے نشانیاں کھول کر بتاتا ہے تاکہ تم اپنے رب سے ملنے کا یقین کرو۔

وسخر لکم الشمس والقمر دآئبین. (پارہ نمبر ۱۳ سورۃ ابراھیم آیت نمبر ۳۳)

(ترجمہ) اور خدا نے تمہارے فائدے کے لئے چاند اور سورج کو مسخر بنایا جو ہر وقت چلتے رہتے ہیں۔

وسخر لکم اللیل والنھار والشمس والقمر والنجوم مسخرات بامره ان فی ذالک لأیات لقوم

یعقلون. (پارہ نمبر ۱۴ سورۃ النحل آیت نمبر ۱۲)

(ترجمہ) اور رات اور دن اور سورج اور چاند کو تمہارے کام میں لگا دیا ہے اور اسی کے حکم سے ستارے بھی کام میں لگے ہوئے ہیں بیشک اسمیں لوگوں کے لیے نشانیاں ہیں جو سمجھ رکھتے ہیں۔

ثم جعلنا الشمس علیه دلیلا. (پارہ نمبر ۱۹ سورۃ الفرقان آیت نمبر ۴۵)

(ترجمہ) پھر ہم نے سورج کو اس پر دلیل بنا دیا ہے۔

والشمس تجری لمستقر لها ذالک تقدیر العزیز العلیم. (پارہ نمبر ۲۳ سورۃ یٰس آیت نمبر ۳۸)

(ترجمہ) سورج اپنے ٹھکانے کی طرف چلتا رہتا ہے یہ زبردست خبردار کا اندازہ کیا ہوا ہے۔

لا الشمس ینبغی لها ان تدرک القمر. (پارہ نمبر ۲۳ سورۃ یٰس آیت نمبر ۴۰)

(ترجمہ) نہ سورج کی مجال ہے کہ چاند کو جا پکڑے۔

و کل فی فلک یسبحون. (پارہ نمبر ۲۳ سورۃ یٰس آیت نمبر ۴۰)

(ترجمہ) اور سب ایک ایک دائرے میں تیر رہے ہیں۔

الشمس والقمر بحسبان. (پارہ نمبر ۲۷ سورۃ الرحمٰن آیت ۵)

(ترجمہ) سورج اور چاند ایک حساب سے چل رہے ہیں۔

قارئین محترم! آپ کو بخوبی اندازہ ہو گیا ہے کہ قرآن کا حکم اور ہے اور بریلوی عقیدہ اور ہے کہ جسکو فوائد فریدیہ میں بریلویوں نے ایک ولی کامل کی طرف خلاف شرع منسوب کیا ہے۔

اللہ کا وجود سمجھنا؟

فوائد فریدیہ میں ایک ولی کامل کا قول تحریر کیا ہے کہ غفلت کو اللہ تعالی کا وجود سمجھنا چاہیے چنانچہ فوائد فریدیہ کی عبارت پڑھیئے:

حضرت جعفر مالکی سے پوچھا گیا کہ زندگی باحق کیسے حاصل ہوتی ہے جب مخالفت درمیان سے اٹھ جائے ذکر ہے کہ حضرت جعفر مالکی سے پوچھا گیا کہ تصوف کیا ہے فرمایا غفلت کو اللہ کا وجود سمجھنا۔

(فوائد فریدیہ صفحہ ۸۷ طبع اوّل مطبوعہ ڈیرہ غازی خان)

حضرات گرامی! اللہ تعالیٰ کا قرآن تو یہ عقیدہ بتلا رہا ہے کہ غفلت ناکامی کا نام ہے اور یہ کیا عقیدہ ہے کہ غفلت کو اللہ کا وجود سمجھنا یہ شرعاً سراسر غلط اور قابل گرفت اور قابل مذمت قول ہے اور یہ عقیدہ تو اسلامی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ہر جگہ واجب الوجود سمجھیں اور یہ عقیدہ تو بالکل غلط ہے کہ غفلت جیسی قابل ترک چیز کو اللہ تعالیٰ کا وجود سمجھنے لگیں۔ الغرض کہ بریلوی اپنی کتب میں اولیاء اللہ کے اقوال کو بڑی چھان بین کر کے تحریر کیا کریں تا کہ ہر خاص و عام کا عقیدہ خراب نہ ہو سکے اور صحیح عقیدہ جو قرآن و سنت کے مطابق ہے اللہ تعالیٰ کی بہت بڑی نعمت ہے۔ اور فوائد فریدیہ جیسی کتابیں یہ بریلویوں کو ہی مبارک ہوں ہم ایسی کتب سے یقیناً بیزار ہیں۔

متقی کی پہچان کیسی؟

فوائد فریدیہ میں ایک متقی مسلمان کی پہچان خوب کرائی گئی ہے کہ جسے پڑھکر ایک مسلمان کا دل کانپ اُٹھتا ہے کہ بریلویوں نے یہ کہاں سے قانون وضع کیا ہے کہ ایک متقی مسلمان کے ارد گرد شرک چکر لگاتا ہے چنانچہ فوائد فریدیہ کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

حضرت ابو عبداللہ مجی نے فرمایا کہ متقی ہمیشہ شرک کے ارد گرد پھرتا ہے۔

(فوائد فریدیہ صفحہ ۸۷ طبع اوّل مطبوعہ ڈیرہ غازی خان)

قارئین کرام! قرآن مجید نے تو شرک سے بچنے اور تقویٰ اختیار کرنے کی تاکید فرمائی ہے لیکن بریلوی عقیدہ اس کے بالکل برعکس ہے اور حق تعالیٰ کا ارشاد ہے ملاحظہ فرمائیں۔

ان الشرک لظلم عظیم. (پارہ نمبر ۲۱ سورۃ لقمان آیت نمبر ۱۳)

(ترجمہ) بیشک شرک بڑا بھاری ظلم ہے۔

ان اللہ لا یغفر ان یشرک بہ ویغفر مادون ذالک لمن یشاء. (پارہ نمبر۵ سورۃ النساء آیت نمبر۴۸)

(ترجمہ) بیشک اللہ اُسے نہیں بخشتا جو اس کا شریک ٹھہرائے اور شرک کے ماسوا دوسرے گناہ جسے چاہیے بخشتا ہے۔

ولاتکونن من المشرکین. (پارہ نمبر۷ سورۃ الانعام آیت نمبر۱۴)

(ترجمہ) اور تم مشرکوں میں ہرگز نہ ہو۔

اور حق تعالیٰ تو اپنے بندوں کو شرک جیسے موذی اور مہلک مرض سے بچنے کی تاکید فرمارہے ہیں اور تقوی اختیار کرنے کا حکم دے رہے ہیں اور جو تقوی اختیار کرے گا وہ ہرگز مشرک نہ ہوگا کیونکہ حق تعالیٰ کو متقی بے حد پسند ہے اور جو متقی ہوگا وہ جنت میں اعلیٰ مقام پر فائز ہوگا اور قرآن مجید میں جابجا متقی کے مقام کا ذکر موجود ہے حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

واتقوا اللہ واعلموا ان اللہ مع المتقین. (پارہ نمبر۲ سورۃ البقرۃ ۱۹۴)

(ترجمہ) اور اللہ سے ڈرو اور جان لو کہ اللہ پرہیزگاروں کے ساتھ ہے۔

انما یتقبل اللہ من المتقین. (پارہ نمبر۶ سورۃ المائدۃ آیت نمبر۲۷)

(ترجمہ) اللہ تو بس متقیوں ہی سے (اعمال) قبول کرتا ہے۔

واللہ ولی المتقین. (پارہ نمبر۲۵ سورۃ الجاثیۃ آیت نمبر۱۹)

(ترجمہ) بیشک اللہ متقیوں کے دوست ہے۔

ان اللہ یحب المتقین. (پارہ نمبر۱۰ سورۃ التوبۃ آیت نمبر۴)

(ترجمہ) بیشک اللہ متقیوں کو پسند کرتا ہے۔

بلیٰ من اوفی بعھدہ واتقی فان اللہ یحب المتقین. (پارہ نمبر۳ سورۃ آل عمران آیت نمبر۷۶)

(ترجمہ) ہاں جس شخص نے اپنا عہد پورا کیا اور اللہ سے ڈرا تو بیشک اللہ متقیوں سے محبت رکھتا ہے۔

قارئین کرام! فوائد فریدیہ میں ایک ولی کامل کا عقیدہ قرآنی آیات کے بالکل خلاف نقل کیا ہے اور ہر ذی شعور کو چاہیے کہ اللہ تعالی کے قرآن پر عقیدہ مضبوطی سے قائم رکھے اور شرعی قوانین کے خلاف کسی کا قول ہرگز قبول نہ کرے کیونکہ متقی شرک نہیں کرتے اور مشرک یعنی شرک کرنے والا ہرگز متقی نہیں ہوتا اور جو متقی ہوگا۔ وہ شرک جیسی مہلک مرض میں قطعاً مبتلا نہیں ہوتا اور شرک یقیناً قابل نفرت ہے اور اس کے مقابلے میں حق تعالی متقی کے ساتھ بے حد محبت رکھتا ہے لیکن فوائد فریدیہ میں درج شدہ عقیدہ کہیں کا کہیں لے جا رہا ہے۔

فقیر کی پہچان

فوائد فریدیہ میں ایک فقیر کی پہچان کا عجیب معیار مقرر کیا ہے کہ فقیر وہ ہے جو اللہ تعالی کی ذات پاک سے بے نیاز ہو حالانکہ مخلوقات میں سے کوئی بھی حق تعالی کی ذات پاک سے بے نیاز ہرگز نہیں تمام کی تمام مخلوقات حق تعالی کی طرف نیازمند ہیں اور فوائد فریدیہ میں تو حق تعالی سے مستغنی ہونے کی دعوت عام دی جارہی ہے بلکہ تاکید کی جارہی ہے جو کسی اعتبار سے بھی فعل مستحسن نہیں عبارت ملاحظہ فرمائیں:

حضرت مظفر کرمانشاہی نے فرمایا کہ فقیر وہ ہے جو اللہ کی طرف بھی محتاج نہ ہو۔

(فوائد فریدیہ صفحہ ۸۷ طبع اوّل مطبوعہ ڈیرہ غازی خان)

قارئین کرام! یہ بات بخوبی یاد رکھیں جو مخلوق ہے وہ یقیناً اللہ تعالی کی محتاج ہے جو محتاج نہیں وہ یقیناً خالق کائنات اور مالک کائنات ہے یعنی کہ مستغنی ذات صرف اللہ تعالی کی ذات ہے اور کوئی نہیں کیونکہ حق تعالی کا ارشاد ہے کہ:

اللہ الصمد. (پارہ نمبر ۳۰ سورۃ الاخلاص آیت نمبر ۲)

(ترجمہ) اللہ بے نیاز ہے۔

واللہ غنی حلیم. (پارہ نمبر ۳ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۶۳)

(ترجمہ) اور اللہ بے پرواہ اور بردبار ہے۔

واعلموا ان اللہ غنی حمید. (پارہ نمبر ۳ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۲۶۷)

(ترجمہ) اور سمجھ لو کہ بیشک اللہ بے پرواہ تعریف کیا ہوا

سبحنہ ھو الغنی. (پارہ نمبر ۱۱ سورۃ یونس آیت نمبر ۶۸)

(ترجمہ) وہ تو پاک ہے اور بے پرواہ ہے۔

یایھا الناس انتم الفقراء الی اللہ واللہ ھو الغنی الحمید. (پارہ نمبر ۲۲ سورۃ الفاطر آیت نمبر ۱۵)

(ترجمہ) اے لوگو تم اللہ کی طرف محتاج ہو اور اللہ بے نیاز تعریف کیا ہوا ہے۔

واللہ الغنی وانتم الفقراء وان تتولوا یستبدل قوما غیر کم ثم لا یکونوا امثالکم.

(پارہ نمبر ۲۶ سورۃ محمد آیت نمبر ۳۸)

(ترجمہ) اور اللہ بے پرواہ ہے اور تم ہی محتاج ہو اور اگر تم نہ مانو گے تو وہ اور قوم سوائے تمہارے بدل دے گا پھر وہ تمہاری طرح نہ ہوں گے۔

قارئین ذی وقار! قرآن مجید تو اس بات کا واضح اعلان کر رہا ہے کہ اللہ تعالی بے پرواہ اور بے نیاز ہے اور تمام مخلوقات اللہ تعالی کی طرف محتاج ہیں اور ہر ایک کو یہ بات سمجھ لینی چاہیے کہ اللہ تعالی کو کسی کی پرواہ نہیں اور تمام مخلوقات اللہ تعالی کی محتاج ہیں۔ اور بریلوی مولوی خدا جانے کس جنس کے فقیر کا تقوی بتا رہے ہیں کہ جو فقیر ذات خدا سے اپنے کو بے پرواہ اور بے نیاز تصور کرتا ہے۔ اور لوگوں کو اس عقیدے کی دعوت عام دے رہا ہے کہ فقیر ذات خدا کا محتاج نہیں ہوتا پھر یہ بتائیں کہ فقیر خالق ہے یا مخلوق؟

اگر فقیر کو آپ حضرات خالق سمجھتے ہیں تو پھر آپ بھی فقیر کے ساتھ دین اسلام سے خارج ہیں کیونکہ مذہب اسلام نے تو ایسا عقیدہ رکھنے والے کو کافر فرمایا ہے۔ اور اگر آپ فقیر کو مخلوق مانتے ہیں تو پھر یقیناً وہ خدا تعالی کا محتاج ہے اور ہمیشہ محتاج رہے گا۔

خدارا اپنے عقیدے کو صحیح اور درست کریں یوم آخرت قریب ہے اس دن سوائے ندامت کے کچھ حاصل نہ ہوگا اور توشہ آخرت قرآن وسنت کے مطابق عقیدے کا نام ہے اس کے سوا خلاف شر عقائد کو ترک کردیں۔

نہ دل ہو نہ رب؟

فوائد فریدیہ میں سید الاولیاء حضرت علی ہجویری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب اس عقیدے کا کر کیا گیا ہے کہ میرے نزدیک فقیر وہ ہے جسکا نہ دل ہو اور نہ جس کا رب ہو چنانچہ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

حضرت علی ہجویری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ فقیر میرے نزدیک وہ ہے نہ جس کا دل ہو اور رب ہو۔ (فوائد فریدیہ صفحہ ۹۷ طبع اوّل مطبوعہ ڈیرہ غازی خان)

قارئین کرام! بریلوی مولویوں کے عقائد بس پڑھتے جائیں اور شرماتے جائیں اور پھر سوچ کہ یہ لوگ پاک و ہند میں اس انداز سے دین اسلام کی خدمت کرنے کو فخر محسوس کر رہے ہیں کہ جب کوئی عقیدے کی بات کی تو شریعت اسلامیہ سے ایک علیحدہ ذاتی پروگرام پیش کیا ہے چاہیے وہ شریعت ساتھ متصادم ومتضاد ہی کیوں نہ ہو بس اس پر بریلوی عقیدے کی مہر یقینی ہونی چاہیے جیسا کہ فوائد فریدیہ میں حضرت علی ہجویری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف کیسا من گھڑت عقیدہ منسوب کیا ہے کہ اگر حضرت ہجویری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ آج زندہ ہوتے تو وہ تمام بریلویوں کو مرغا بنا کر کوڑے برساتے کیونکہ حضر علی ہجویری لاہوری رحمۃ اللہ علیہ کا مقام بہت اونچا ہے اور اس قسم کی باتوں کی ان سے ہرگز توقع نہیں جاسکتی یہ سب کچھ بریلوی مولویوں کی خود ساختہ کاروائی ہے اور اس قسم کے عقیدے سے حضرت علی ہجویر رحمۃ اللہ علیہ بالکل بریٔ الذمہ ہیں یہ سب قرآن وحدیث کے مقابلہ میں بریلویوں کی حالت سکر کی گفتگو کیونکہ ایسا عقیدہ قرآن وحدیث کے بالکل خلاف ہے جس سے شریعت یقیناً بیزار ہے۔

اور انکا عقیدہ قرآن وسنت کے عین مطابق تھا وہ اس قسم کی لچر گفتگو سے یقینا بے نیاز تھے یہ سب کچھ اپنی من مانی کرنے والوں کا مجاہدہ ہے کہ جسے وہ تحریر کے ذریعے پھیلا کر جہاد رضاخانی کر رہے ہیں۔

کیا بتاؤں کہ وہ؟

فوائد فریدیہ میں بریلوی مولویوں نے ایک صوفی کامل کی پہچان میں بڑی سہولت پیدا کردی ہے تاکہ لوگوں کو معاشرے میں ایک صوفی صاحب کو تلاش کرنا ہو تو انکو پریشانی ہرگز نہ ہو اور انکا وقت بھی ضائع نہ ہو بلکہ جلدی سے جلدی صوفی کو تلاش کرلیں۔ فوائد فریدیہ میں درج شدہ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

حضرت عبداللہ انصاری نے فرمایا ہے کہ زاہد اپنے زُہد پر ناز کرتا ہے اور عاشق دوست پر صوفی کے متعلق کیا بتاؤں کہ صوفی کون ہے کہ وہ نہ آدم زاد ہے نہ آدم۔

(فوائد فریدیہ صفحہ ۷۹ طبع اوّل مطبوعہ ڈیرہ غازی خان)

قارئین محترم! آج تک تو ہر ایک مسلمان کا یہی عقیدہ رہا ہے کہ صوفیاء کامل جنس انسان سے پیدا ہوئے ہیں اور حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد سے ہیں اور بریلوی مولویوں نے ایک ایسے صوفی کی نشاندہی فرمادی ہے کہ صوفی وہ ہے نہ وہ آدم زاد ہے اور نہ آدم، تو پھر بریلوی مولوی ہی بتادیں کہ وہ صوفی کس جنس سے ہے اور یہ صوفی پھر ہے کیا۔ آخر اس صوفی کے بارے میں کچھ فیصلہ تو سنا دیجئے کہ صوفی آپ کہتے کسے ہیں اور صوفی کو آپ کس جنس سے مانتے ہیں اور صوفی مقام الوہیت پر فائز ہے یا کہ مقام مخلوق پر؟ بینوا وتوجروا

بس یہ امت خرافات میں کھوگئی

حضرت احمد نافعی جامی کا دعوی؟

فوائد فریدیہ میں حضرت احمد نافعی جامی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف ایک باطل دعوئی کی نسبت کی گئی ہے

ملاحظہ فرمائیں:

حضرت احمد نافعی جامی رحمۃ اللہ علیہ زندہ فیل نے فرمایا ہے ہم خدائے ذوالجلال اور پاک ذات ہیں جو ہر عیبوں سے پاک ہے نہ دانہ، پانی، آگ، مٹی اور ہوا ہیں اور نہ جسم مرکب اور نہ عرض اور جوہر ہیں ہم حق مطلق ہیں ان صفات کو دیکھیئے ہم خدا کی ذات ہیں لیکن چادر کے نیچے ہیں اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اگر آج اپنے رخ سے پردہ ہٹالوں تو ایک جہان کو اپنا عاشق بنالونگا۔ حور اور پری کو دیوانہ بنالونگا میں قاب قوسین کے متعلق ایک نکتہ کہوں گا تجھے بھی آج مصطفیٰ بنا ڈالوں گا نیز فرمایا ہے خدا کی قسم ہم ہی حقیقی کان کا گوہر ہیں اور خالص ذات جبروت ہیں کیونکہ ہم یہاں ہیں تو ظاہری میں خوبصورتی اور بدصورتی کو دیکھتا ہے ہمارا ایک ہی وجود ہے اگرچہ ہم بدصورت ہیں یا خوبصورت سورج کا ایک ذرہ ایک دوسرے سے جدا نہیں بلکہ سارے کا سارا سورج ہے ہم وہ نور ذاتی ہیں جو اشیاء کے ذریعے چمکتا ہے۔

(فوائد فریدیہ صفحہ ۷۹-۸۰ طبع اوّل مطبوعہ ڈیرہ غازی خان)

قارئین کرام! مندرجہ بالا عقیدہ سراسر کفریہ اور شرکیہ اور باطلہ ہے کیونکہ وہ کیسا ولی ہے جو اپنے کو رب ذوالجلال کی ذات اور اپنے کو برملا خدا تعالی کی ذات کہتا ہے اور کبھی خدا تعالی کے ذاتی نور سے اپنے کو ثابت کرتا ہے اور کبھی کچھ کہتا ہے اور کبھی کچھ یہ تمام کی تمام باتیں خلاف شرع ہیں اور ایسی خلاف شرع باتیں اولیاء اللہ سے ہرگز منقول نہیں ہیں اور حق تعالی کا ارشاد ہے کہ ذات جبروت میں ہوں:

وھو القاھر فوق عبادہ. (پارہ نمبر ۷ سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۸)

(ترجمہ) اور وہی ہے اپنے بندوں پر غالب ہے۔

اور رب ذوالجلال خدا تعالی ہی کی ذات ہے:

ویبقی وجہ ربک ذوالجلال والاکرام. (پارہ نمبر ۲۷ سورۃ الرحمن آیت نمبر ۲۷)

(ترجمہ) اور آپکے پروردگار کی ذات باقی رہے گی جو بڑی شان اور عظمت والا ہے۔

تبٰرک اسم ربک ذی الجلال والاکرام. (پارہ نمبر ۲۷ سورۃ الرحمٰن آیت نمبر ۷۸)

(ترجمہ) آپکے رب کا نام بابرکت ہے جو بڑی شان اور عظمت والا ہے۔

پھر ارشاد فرمایا:

اللہ نور السمٰوٰت والارض. (پارہ نمبر ۱۸ سورۃ النور آیت نمبر ۳۵)

(ترجمہ) اللہ آسمانوں اور زمین کا نور ہے۔

لیس کمثلہ شیٔ. (پارہ نمبر ۲۵ سورۃ الشوریٰ آیت نمبر ۱۱)

(ترجمہ) اسکی مثل کوئی چیز نہیں۔

لا الٰہ الا ھو رب العرش الکریم. (پارہ نمبر ۱۸ سورۃ المؤمنون آیت نمبر ۱۱۶)

(ترجمہ) اس کے سوا کوئی معبود نہیں وہ عرش کریم کا مالک ہے۔

ومن یدع مع اللہ الٰھا آخر لا برھان لہ بہٖ. فانما حسابہ عند ربہ انہ لا یفلح الکٰفرون وقل رب اغفر وارحم وانت خیر الراحمین. (پارہ نمبر ۱۸ سورۃ المؤمنون آیت نمبر ۱۱۷-۱۱۸)

(ترجمہ) اور جس نے اللہ کے ساتھ اور معبود کو پکارا جسکی اس کے پاس کوئی سند نہیں تو اس کا حساب اسی کے رب کے ہاں ہوگا بیشک کافر نجات نہیں پائیں گے اور کہو اے میرے رب معاف کر اور رحم کر اور تو سب سے بہتر رحم کرنے والا ہے۔

ان اللہ لہ ملک السمٰوٰت والارض. (پارہ نمبر ۱۱ سورۃ التوبۃ آیت نمبر ۱۱۶)

(ترجمہ) بیشک اللہ ہی کی آسمانوں اور زمین میں سلطنت ہے۔

للہ ملک السمٰوٰت والارض ومافیھن وھو علی کل شیٔ قدیر. (پارہ نمبر ۷ سورۃ المائدۃ آیت نمبر ۱۲۰)

(ترجمہ) آسمانوں اور زمین کی بادشاہت اور جو کچھ ان میں ہے اللہ ہی کے لیے ہے۔

الم تعلم ان اللہ لہ ملک السمٰوٰت والارض یعذب من یشآء ویغفر لمن یشآء واللہ علی کل شیٔ

قدیر. (پارہ نمبر ۶ سورۃ المائدۃ آیت نمبر ۴۰)

(ترجمہ) کیا تجھے معلوم نہیں کہ آسمانوں اور زمین کی سلطنت اللہ ہی کے واسطے ہے وہ جسے چاہے عذاب دے اور جسے چاہے بخش دے اور اللہ ہر چیز پر قادر ہے۔

حضرات گرامی! فوائد فریدیہ میں ایک ولی کامل کی طرف منسوب عقیدے کو آپ نے بغور پڑھا اور پھر قرآن مجید کے ارشاد کو بھی آپ نے بغور پڑھ لیا ہے اب آپکی مرضی ہے کہ قرآن کے دامن کو مضبوطی سے پکڑیں گے یا کہ بریلوی مولویوں کے خلاف شرع عقیدے کو کہ جسکو انہوں نے اپنی کتاب فوائد فریدیہ میں تحریر کیا ہے ہم نے اللہ تعالیٰ کی رضا کی خاطر آپکے سامنے دونوں راہیں واضح کر دیں ہیں آپکی مرضی جس راہ کو اختیار کریں یہ فیصلہ آپ کے ہاتھ میں ہے۔

سنت اور فرض کے درمیان فرق

فوائد فریدیہ میں بریلوی مولویوں کے فرض اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان فرق کو بڑے عجیب طریقے سے سمجھایا ہے۔ اور ایسا عجیب طریقہ جو آج تک کسی نے وضع نہیں کیا اور ایسا وضع کیا کہ جسے پڑھکر انسان حیران اور پریشان ہو جاتا ہے کہ ایسا فرق تو فرض اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کسی نے نہ بتایا اور جب بتایا تو پھر بریلوی مولویوں نے ہی بتایا اور یہ بھی طے شدہ بات ہے۔ جب ہی کوئی نرالی گپ ماری تو بریلویوں نے ہی اس ڈیوٹی کو سرانجام دیا اور جو عقائد سلف الصالحین نے نہ بتائے وہ تمام خلاف شرع عقائد بریلوی مولوی مسلمانوں کو بتائے جا رہے ہیں جیسا کہ فوائد فریدیہ میں سنت اور فرض کا فرق سمجھایا گیا ہے چنانچہ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

حضرت احمد غزالی نے فرمایا ہے کہ سنت رسول ہو جانے کا نام ہے اور فرض خدا بن جانے کا۔

(فوائد فریدیہ صفحہ ۸۰ طبع اوّل مطبوعہ ڈیرہ غازی خان)

قارئین محترم! فرض کی تعریف یہ ہے فرض وہ ہوتا ہے جسکا لزوم قطعی دلیل سے ثابت ہو جسمیں کسی قسم کا شبہ نہ ہو کہ اللہ تعالی کا حکم ایسا ہی ہے جیسا کہ آیات قرآنیہ یا احادیث متواترہ سے جن میں کسی طرح تاویل وغیرہ نہ ہو فرض کا حکم یہ ہے کہ اس کا کرنے والا مستحق ثواب ہوتا ہے اور اس کا تارک مستحق عذاب ہوتا ہے اور اس کا منکر کافر ہوتا ہے اور فرض وہ ہوتا ہے جس کے فوت ہونے سے عمل ہی فوت ہو جاتا ہے یہ رکن ہوتا ہے اس کے وجود سے شئ کا وجود اس کے عدم سے شئ کا عدم ہوتا ہے۔

اور سنت کی تعریف یہ ہے دین کا وہ راستہ جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہو اس کا کرنے والا مستحق ثواب ہوتا ہے اور اس کا تارک مستحق سزا اور ملامت ہوتا ہے۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت سے محروم ہونے کا خطرہ ہے اور سنت کا حکم یہ ہے کہ اس کا منکر بدعتی اور گنہگار رہوتا ہے۔ اگر سنت کی توہین کرے گا تو پھر کافر ہو جائے گا۔

نوٹ: اب بریلوی مولوی ہی بتائیں کہ انہوں نے فوائد فریدیہ کی عبارت کہ سنت رسول ہو جانے کا نام ہے اور فرض خدا بن جانے کا اس کا ترجمہ اور تشریح کیا کرتے ہیں اور اس عبارت سے کیا نتیجہ اخذ کرنا چاہتے ہیں اور اس عبارت کی تفصیلات بریلوی مولویوں کے ذمہ ہیں کہ وہ بتائیں کو فوائد فریدیہ میں مندرجہ بالا عبارت کا کیا مفہوم اور کیا مطلب ہے۔

الغرض گہ ہم نے تو قرآن وسنت کی روشنی میں بالکل غلط سمجھا ہے اور یقیناً غلط ہے اور قطعاً غلط ہے مندرجہ بلا فوائد فریدیہ کی عبارت غلط اور خلاف شرع ہے جسکا شریعت اسلامیہ سے قطعا کوئی تعلق نہیں اسکا تعلق صرف اور صرف بریلوی عقیدے سے تو یقیناً ہے البتہ شریعت اسلامیہ سے ہر گز نہیں۔

نماز کی نیت

فوائد فریدیہ میں بریلوی مولویوں نے نماز کی نیت کے جذبہ کو بھی تحریر کیا ہے اور پھر ایک ولی کامل کی طرف منسوب کر دیا، کہ حضرت احمد غزالی نے فرمایا ہے:

کہ نماز کی نیت فرماتے تھے میں کافر ہو گیا میں نے زنار باندھ لی اللہ اکبر۔

(فوائد فریدیہ صفحہ ۸۰ طبع اوّل مطبوعہ ڈیرہ غازی خان)

حضرات گرامی! فوائد فریدیہ میں یہ درج شدہ عقیدہ بھی شریعت اسلامیہ کے سراسر خلاف ہے کیونکہ حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں تو ارشاد ہے کہ فرمایا نبی علیہ الصلوۃ والسلام نے کہ کامل درجہ ایمان کا یہ ہے:

قال ان تعبداللہ کانک تراہ فان لم تکن تراہ فانہ یراک. (صحیح مسلم ج ۱ ص ۲۷)

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالی کی عبادت اس طرح کرو گویا کہ تم اللہ تعالی کو اپنے سامنے دیکھ رہے ہو۔ یہ تو اعلی درجہ ایمان کا ہے۔ تو پھر فرمایا کہ اگر یہ تصور نہیں رہ سکتا تو پھر یہ تصور ضرور ہونا چاہیے:

فان لم تکن تراہ فانہ یراک.

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تم یہ تصور نہ رکھ سکو تو پھر یہ تصور ضرور رکھو کہ اللہ تعالی تم کو یقیناً دیکھ رہا ہے۔

یہ ادنی درجہ ایمان کا ہے۔ اور فوائد فریدیہ میں درج ہے کہ وہ ولی کامل نماز کی نیت باندھتے تھے تو کہتے تھے میں کافر ہو گیا۔ یہ کیسا لغو اور باطل عقیدہ ہے اور کیسی سوچ ہے اور کیسی تعلیم ہے۔ حالانکہ قرآن مجید میں ہے:

وذکراسم ربہ فصلی. (پارہ نمبر ۳۰ سورۃ الاعلی آیت نمبر ۱۵)

(ترجمہ) اور اس نے اپنے رب کا نام لیا اور نماز پڑھی۔

پھر ارشاد فرمایا:

وربک فکبر. (پارہ نمبر ۲۹ سورۃ المدثر آیت نمبر ۲)

(ترجمہ) اور اپنے رب کی بڑائی بیان کر۔

اور حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے:

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مفتاح الصلوۃ الطھور وتحریمھا التکبیر.

(ابوداؤد ج اص ۹، ترمذی ج اص ۲۷، ابن ماجہ ص ۲۴)

(ترجمہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کی چابی طہارت ہے اور اس کا تحریمہ تکبیر یعنی کہ اللہ اکبر ہے۔

قارئین ذی وقار! آپ نے قرآن وسنت کے دلائل کو پڑھا اور بریلوی عقیدہ جو فوائد فریدیہ میں مرقوم ہے اسکو بھی پڑھا اب فیصلہ کریں نماز کی نیت باندھنے سے اور اللہ اکبر کہنے سے کامل ایمان والا بنتا ہے یا کہ کافر ہو جاتا ہے اور شریعت اسلامیہ کی رو سے نماز کی نیت باندھتے وقت اللہ اکبر کہکر نماز کو شروع کریں اور ارشاد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق نماز کو ادا کرنے سے انسان کامل ایمان والا بنتا ہے کافر ہرگز نہیں ہوتا۔ فوائد فریدیہ میں مرقوم عقیدہ بریلوی مولویوں کو ہی مبارک ہو علماء اہلسنت دیوبند ایسے غلط عقائد سے بالکل بیزار ہیں جو عقائد شریعت اسلامیہ کے صریح خلاف ہوں۔

واصل باللہ کا ذکر

فوائد فریدیہ میں مرقوم ہے کہ جس نے واصل باللہ ہونے کے بعد عبادت کا ارادہ کیا پس اس نے اللہ تعالی کی ذات پاک کے ساتھ شرک کیا عبارت ملاحظہ فرمائیں:

حضرت عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے جس نے واصل باللہ ہونے کے بعد عبادت کا ارادہ کیا پس اس نے اللہ کے ساتھ شرک کیا۔ (فوائد فریدیہ ص ۸۰۔۸۱ طبع اوّل مطبوعہ ڈیرہ غازی خان)

قارئین محترم! مندرجہ بالا خلاف شرع عقیدہ بریلوی مولویوں نے فوائد فریدیہ میں حضرت شیخ

عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کی طرف جعلی طور پر منسوب کیا ہے اور مندرجہ بالا قول کسی کا بھی ہو یہ قول محض لغو اور باطل ہے کیونکہ واصل باللہ کا بہت بلند مقام ہے اور عبادت کے ذریعہ اولیاء اللہ کو ہر قسم کا اعلیٰ مقام ملتا ہے اور عبادت ہی ایک ایسا ذریعہ ہے کہ جس سے انسان اپنے رب کے قریب سے قریب تر ہوتا ہے۔ اور قرب الٰہی کا سب سے بڑا ذریعہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت ہے اور جو حق تعالیٰ کے قریب ہو گیا وہ پھر مشرک کیسے رہا وہ تو پکا موحد مسلمان کامل بن گیا۔ کہ جس پر جنت کو بھی فخر ہوگا۔

اور فوائد فریدیہ میں درج شدہ ایک ولی کامل کا قول کہ واصل باللہ ہونے کے بعد عبادت کا ارادہ کرنے والا اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنے والا ہے یہ قول بالکل غلط ہے اور یہ قول بریلوی مولویوں نے فوائد فریدیہ میں تحریر کیا ہے ورنہ اولیاء اللہ ایسی خلاف شرع باتیں ہرگز نہیں کیا کرتے اس قسم کی غلط باتیں بریلوی عقائد میں تھوک کے حساب سے موجود ہیں اور یہ لوگ آمد کے مطابق ان غلط عقائد کی آگے سپلائی کرتے رہتے ہیں حالانکہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لاتعبدون الا اللہ. (پارہ نمبر ا سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۸۳)

(ترجمہ) کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا۔

یایھا الذین امنوا استعینوا بالصبر و الصلوۃ ان اللہ مع الصابرین. (پارہ نمبر ۲ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۵۳)

(ترجمہ) اے ایمان والو صبر سے اور نماز سے مدد حاصل کرو بیشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔

وقضی ربک الا تعبدوا الا ایاہ. (پارہ نمبر ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۲۳)

(ترجمہ) اور تیرا رب فیصلہ کر چکا ہے کہ اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرو۔

ذالکم اللہ ربکم فاعبدوہ. (پارہ نمبر ۱۱ سورۃ یونس آیت نمبر ۳)

(ترجمہ) یہ اللہ ہے تمہارا پروردگار پس تم اسی کی عبادت کرو۔

واعبدوا اللہ ولا تشرکوا بہ شیئا. (پارہ نمبر ۵ سورۃ النساء آیت نمبر ۳۶)

(ترجمہ) اور اللہ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ بناؤ۔

فاعبده وتوكل عليه. (پارہ نمبر۱۲ سورۃ ھود آیت نمبر۱۲۳)

(ترجمہ) پس تو اس کی عبادت کر اور اسی پر بھروسہ رکھ۔

فاعبدني. (پارہ نمبر۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت نمبر۱۴)

(ترجمہ) پس تو میری ہی عبادت کر۔

يايها الناس اعبدوا ربكم الذى خلقكم والذين من قبلكم لعلكم تتقون. (پارہ نمبر۱ سورۃ البقرۃ آیت نمبر۲۱)

(ترجمہ) لوگو اپنے پروردگار کی عبادت کرو جس نے تم کو پیدا کیا اور ان کو جو تم سے پہلے ہو گزرے ہیں تاکہ تم پرہیزگار بن جاؤ۔

فاعبدوه. (پارہ نمبر۷ سورۃ الانعام آیت نمبر۱۰۲)

(ترجمہ) پس اسی کی عبادت کرو۔

نوٹ: قرآن مجید میں جابجا اور احادیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم میں بھی اس بات کی واضح تعلیم دی گئی ہے بلکہ تاکید کی گئی ہے کہ اللہ تعالی کی عبادت کرو اور کسی وقت بھی اللہ تعالی کی عبادت اور ذکر سے غافل نہ ہو جاؤ اور بریلوی مولویوں نے فوائد فریدیہ میں مسلمانوں کو عبادت کا ایک نرالا اور ایک نیا تصور پیش کیا ہے کہ جسکو آپ حضرات نے بخوبی پڑھا ہے، الغرض کہ بریلوی عقائد شریعت اسلامیہ کے بالکل خلاف ہیں۔

حضرت نجم الدین کبریٰ رحمۃ اللہ علیہ کی طرف چند غلط عقائد کی نسبت

فوائد فریدیہ میں بریلوی مولویوں نے حضرت نجم الدین کبری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف چند غلط عقائد منسوب کیئے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

کہ انسان ایک پرندہ ہے جب پہلے پہل آفرینش کے انڈے سے سر باہر نکالتا ہے تو انا الحق کہتا ہے

جب جسم باہر نکالتا ہے سبحانی ما اعظم شانی یعنی میں پاک ہوں میری شان کتنی بلند ہے کہتا ہے جب پاؤں باہر لاتا ہے تو فرماتا ہے کہ میں الوہیت سے باہر آیا ہوں جب پاؤں کو کھال سے باہر نکالتا ہے اور ہوا کی مانند ہوسیتہ میں پرواز کرتا ہے۔ تو کہتا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود اور موجود نہیں جب وہ وحدت کے آشیانے میں جا بیٹھتا ہے تو کہتا ہے میرے سوا کوئی معبود اور موجود نہیں۔ (فوائد فریدیہ ص ۸۲ طبع اوّل مطبوعہ ڈیرہ غازی خان)

مندرجہ بالا فوائد فریدیہ کی عبارت میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ انسان ایک پرندہ ہے جبکہ شریعت اسلامیہ نے انسان کو اشرف المخلوقات فرمایا ہے اور پھر فرمایا:

لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم. (پارہ نمبر ۳۰ سورۃ التین آیت نمبر ۴)

(ترجمہ) بیشک ہم نے انسان کو بڑے عمدہ انداز میں پیدا کیا ہے---

اور یہ ذکر کیا ہے جب پہلے پہل آفرینش کے انڈے سے سر باہر نکالتا ہے تو کہتا ہے کہ انا الحق یعنی کہ میں خدا ہوں، یہ عقیدہ بھی سراسر غلط ہے۔

علاوہ ازیں یہ ذکر کیا ہے جب جسم باہر نکالتا ہے تو سبحانی ما اعظم شانی یعنی میں پاک ہوں میری شان کتنی بلند ہے اور جب پاؤں باہر لاتا ہے تو فرماتا ہے کہ میں الوہیت سے باہر آیا ہوں یہ قول بھی سراسر کفریہ اور شرکیہ ہے کیونکہ قرآن مجید نے ایسے عقیدے کی پرزور تردید فرمائی ہے:

وسبحان اللہ رب العلمین. (پارہ نمبر ۱۹ سورۃ النمل آیت نمبر ۸)

(ترجمہ) اور پاک ہے اللہ جو سارے جہاں کا پروردگار ہے۔

تبٰرک اللہ رب العلمین. (پارہ نمبر ۸ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۵۴)

(ترجمہ) برکت والا ہے اللہ جہان کا پروردگار ہے۔

لو کان فیھما الھۃ الا اللہ لفسدتا فسبحان اللہ رب العرش عما یصفون.

(پارہ نمبر ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۲۲)

(ترجمہ) اگر ان دونوں (زمین و آسمان) میں اللہ کے سوا اور معبود ہوتے تو دونوں ضرور تباہ ہو جاتے ہیں پس اللہ عرش کا مالک ان باتوں سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں۔

ام اتخذوا من دونہ الھۃ قل ھاتوا برھانکم. (پارہ نمبر ۱۷ سورۃ الانبیاء آیت نمبر ۲۴)

(ترجمہ) کیا انہوں نے اس کے سوا اور بھی معبود بنا رکھے ہیں کہدو اپنی دلیل لاؤ۔

پھر فرمایا:

قل ھو اللہ احد. اللہ الصمد. لم یلد. ولم یولد. ولم یکن لہ کفوا احد. (پارہ نمبر ۳۰ سورۃ الاخلاص)

(ترجمہ) کہدو اللہ ایک ہے اللہ بے نیاز ہے نہ اسکی کوئی اولاد ہے اور نہ وہ کسی کی اولاد ہے اور اس کے برابر کا کوئی نہیں ہے۔

قارئین محترم! فوائد فریدیہ میں حضرت نجم الدین کبری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب تمام عقائد غلط اور فاسد ہیں کیونکہ یہ تمام کے تمام اقوال بے سند اور جعلی ہیں جنکا شرعی طور پر کوئی ثبوت نہیں ملتا بس یہ ایک تلخ حقیقت ہے کہ بریلوی مولویوں کے دل میں جو آئے وہ اسکو قرآن سمجھکر تحریر کر دیتے ہیں ان حضرات کو کوئی پوچھنے والا تو ہے نہیں اگر کوئی جرأت اور دلیری کر کے ان سے کوئی بات دریافت کر بھی لے تو یہ حضرات اس بیچارے کو فوراً وہابی بدمذہب وغیرہ کے ناپاک الفاظ کا ہدیہ پیش کرنا شروع کر دیتے ہیں تاکہ یہ صاحب ہمارے غلط اور خلاف شرع عقائد کی نقاب کشائی نہ کر دے اور بریلوی مولویوں کی آخری کوشش تو یہی ہوتی ہے کہ جو کچھ ہم اپنا من مانی والا ناپاک عقیدہ اپنائے ہوئے ہیں بس ہر ایک اس ناپاک عقیدے کو دونوں جہان کا توشہ سمجھ کر قبول کر لے، لیکن کوئی عام مسلمان بھی ایسا کرنے کو ہرگز تیار نہ ہوگا۔

ولایت کا نرالا مقام؟

فوائد فریدیہ میں ایک ولی کامل کی ولایت کا تذکرہ اور اسکی قوت ایمانی کا یوں جال بچھایا گیا ہے۔

عبارت ملاحظہ فرمائیں:

حضرت سعد اندین حمری نے فرمایا میں وہ ہوں کہ دنیا ڈبیہ کی مانند میرے ہاتھ میں ہے یہ اللہ کی طاقت میری پیٹھ کی طاقت سے ہے یہ کون ومکان اور وہ کچھ جو اس دنیا میں ہے میری دو انگلیوں کی قدرت کے قبضہ میں ہے نیز فرمایا حقیقی موحد اور حقیقی مشرک خدا جل شانہ ہے۔

(فوائد فریدیہ ص ۸۲ مطبوعہ ڈیرہ غازی خان طبع اول)

قارئین محترم! قارئین محترم: اس بات پر ذرا توجہ فرمائیے کہ اگر رضا خانی بریلویوں کو شرک وبدعات یعنی کہ شرک آمیز عقائد اور بدعات کی نشر واشاعت اور تائید کا حق حاصل ہے تو پھر کیا ہمیں توحید وسنت کا دفاع کرنے کا حق حاصل نہیں؟ بریلوی مولویوں نے یہ کتنا عجیب قول پیش کیا ہے کہ ولی کامل کی قوت اور کمال کو ارفع کیا ہے اور ذات خدا تعالی کی الوہیت کو ادنی ثابت کرنے کی انتھک کوشش کی گئی ہے حالانکہ حق تعالی کا ارشاد ہے۔

واللہ غالب علی امرہ ولکن اکثر الناس لایعلمون. (پارہ نمبر ۱۲ سورۃ یوسف آیت نمبر ۲۱)

(ترجمہ) اور اللہ اپنے کام پر غالب ہے لیکن اکثر آدمی (اس بات کو) نہیں جانتے۔

کتب اللہ لاغلبن انا ورسلی ان اللہ قوی عزیز. (پارہ نمبر ۲۸ سورۃ المجادلۃ آیت نمبر ۲۱)

(ترجمہ) اللہ نے لکھ لیا ہے کہ ضرور میں اور میرے رسول ہی غالب رہیں گے بیشک اللہ قوت والا غالب ہے۔

ان القوۃ للہ جمیعا وان اللہ شدید العذاب. (پارہ نمبر ۲ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۶۵)

(ترجمہ) بیشک سب قوت اللہ ہی کے لئے ہے اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔

ان ربک ھو القوی العزیز. (پارہ نمبر ۱۲ سورۃ ھود آیت نمبر ۶۶)

(ترجمہ) بیشک تیرا پروردگار وہی قوت والا غالب ہے۔

من كان يريد العزة فَلِلّٰهِ العزة جميعا. (پارہ نمبر۲۲ سورۃ الفاطر آیت نمبر۱۰)

(ترجمہ) جو شخص عزت چاہتا ہے تو عزت تو ساری اللہ ہی کے لیئے ہے۔

اليس الله بعزيز ذى انتقام. (پارہ نمبر۲۴ سورۃ الزمر آیت ۳۷)

(ترجمہ) کیا اللہ غالب بدلہ لینے والا نہیں ہے۔

ان ربک لذو مغفرة و ذو عقاب اليم. (پارہ نمبر۲۴ سورۃ حم السجدۃ آیت نمبر۴۳)

(ترجمہ) (اے نبی) بیشک تیرا پروردگار مغفرت والا ہے اور دردناک عذاب والا ہے۔

والى الله ترجع الامور. (پارہ نمبر۲ سورۃ البقرۃ آیت نمبر۲۱۰)

(ترجمہ) اور سب کام اللہ ہی کی طرف لوٹائے جاتے ہیں۔

والى الله عاقبة الامور. (پارہ نمبر۲۱ سورۃ لقمان آیت نمبر۲۲)

(ترجمہ) اور سب کاموں کا انجام اللہ ہی کی طرف ہے۔

ان بطش ربک لشديد. (پارہ نمبر۳۰ سورۃ البروج آیت نمبر۱۲)

(ترجمہ) بیشک تیرے پروردگار کی پکڑ سخت ہے۔

الٰهكم اله واحد. (پارہ نمبر۱۴ سورۃ النحل آیت نمبر۲۲)

(ترجمہ) (لوگو) تمہارا معبود ایک ہی معبود ہے۔

ومامن اله الا اله واحد. (پارہ نمبر۶ سورۃ المائدۃ آیت نمبر۷۳)

(ترجمہ) اور سوائے ایک معبود کے اور کوئی معبود نہیں۔

قل انما هو اله واحد و اننى برئ مما تشركون. (پارہ نمبر۷ سورۃ الانعام آیت نمبر۱۹)

(ترجمہ) (اے نبی) کہدو کہ وہ تو بس ایک ہی معبود ہے اور میں تمہارے شرک سے بیزار ہوں۔

وقال الله لا تتخذوا الٰهين اثنين انما هو اله واحد. (پارہ نمبر۱۴ سورۃ النحل آیت نمبر۵۱)

(ترجمہ) اور اللہ نے فرمایا کہ دو معبود نہ بناؤ وہ تو فقط ایک ہی معبود ہے۔

قل هو الله احد. (پارہ نمبر ۳۰ سورۃ الاخلاص)

(ترجمہ) کہد یجئے وہ اللہ ایک ہے۔

ولم یکن له کفوا احد. (پارہ نمبر ۳۰ سورۃ الاخلاص)

(ترجمہ) اور اسکی کوئی برابری کرنے والا نہیں۔

حضرات گرامی! آیات قرآنیہ سے ثابت ہوا کہ ہر قسم کی قوت اور طاقت اللہ تعالی ہی کی ہے۔

ان الحکم الا لله. (پارہ نمبر ۱۲ سورۃ یوسف آیت نمبر ۴۰)

(ترجمہ) حکومت سوائے اللہ کے کسی کی نہیں۔

الیس الله باحکم الحاکمین. (پارہ نمبر ۳۰ سورۃ التین آیت نمبر ۸)

(ترجمہ) کیا اللہ سب حاکموں پر حاکم نہیں ہے۔

لاشریک له. (پارہ نمبر ۸ سورۃ الانعام ۱۶۳)

(ترجمہ) اس کا کوئی شریک نہیں۔

ولم یکن له شریک فی الملک. (پارہ نمبر ۱۸ سورۃ الفرقان آیت نمبر ۲)

(ترجمہ) اور بادشاہت میں اس کا کوئی شریک نہیں ہوا۔

قارئین کرام! حق تعالی کے ارشاد کے مقابلہ میں بریلوی مولویوں کی کتاب فوائد فریدیہ میں درج شدہ عقیدہ جو ولی کامل حضرت نجم الدین کبری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب ہے سراسر غلط اور شرعی قوانین کے خلاف ہونے کی وجہ سے قابل مذمت ہے۔

عارف باللہ کا مقام کہاں؟

فوائد فریدیہ میں ایک عارف باللہ کا مقام بیان کرتے ہوئے یوں لب کشائی کی گئی ہے عبارت ملاحظہ فرمائیں:

حضرت نجم الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ امر بالمعروف توحید اور نہی عن المنکر غیر سے منع کرنا ہے نیز فرمایا ہے کہ عارف نہ بہشت میں ہوتے ہیں اور نہ دوزخ میں۔

(فوائد فریدیہ صفحہ ۸۲ طبع اوّل مطبوعہ ڈیرہ غازی خان)

قارئین ذی وقار! بریلوی مولویوں نے مندرجہ بالا خلاف شرع عقیدہ تحریر کرتے وقت ولی کامل حضرت نجم الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے لیے سہارا بنایا ہے۔ مندرجہ بالا عقیدہ سراسر غلط اور قابل ترک ہے۔ جب کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

الا ان اولیاء اللہ لاخوف علیھم ولاھم یحزنون. (پارہ نمبر ۱۱ سورۃ یونس آیت نمبر ۶۲)

(ترجمہ) خبردار بیشک جو اللہ کے دوست ہیں نہ انکو ڈر ہے اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

کلا ان کتب الابرار لفی علیین ، وما ادرک ما علیون، کتب مرقوم، یشھدہ المقربون. ان الابرار لفی نعیم. (پارہ نمبر ۳۰ سورۃ المطففین آیت نمبر ۱۸ تا ۲۲)

ہرگز نہیں بیشک نیکوں کے اعمال نامے علیین میں ہیں اور آپکو کیا خبر کہ علیین کیا ہے ایک دفتر ہے جسمیں لکھا جاتا ہے اُسے مقرب فرشتے دیکھتے ہیں بیشک نیکوکار جنت میں ہوں گے۔

من امن باللہ والیوم الآخر وعمل صالحا فلھم اجرھم عند ربھم ولاخوف علیھم ولاھم یحزنون.

(پارہ نمبر ۱ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۶۲)

(ترجمہ) جو اللہ اور قیامت کے دن پر ایمان لائے اور اچھے کام بھی کرے تو ان کا اجر ان کے رب کے پاس

موجود ہے اور ان پر نہ کچھ خوف ہوگا اور نہ وہ غمگین ہوں گے۔

من عمل صالحا من ذکر او انثی وھو مؤمن فلنحیینہ حیوٰۃ طیبۃ ولنجزینھم اجرھم باحسن ما کانوا یعملون. (پارہ نمبر۱۴ سورۃ النحل آیت نمبر۹۷)

(ترجمہ) جس نے نیک کام کیا مرد ہو یا عورت اور وہ ایمان بھی رکھتا ہے تو ہم اُسے ضرور اچھی زندگی بسر کرائیں گے۔ اور ان کا حق انہیں بدلے میں دیں گے ان کے اچھے کاموں کے عوض میں جو کرتے تھے۔

اور ہم بریلوی مولویوں کو دعوت اسلامی دے رہے ہیں کہ

وقل الحق من ربکم فمن شاء فلیؤمن و من شاء فلیکفر. (پارہ نمبر۱۵ سورۃ الکھف آیت نمبر۲۹)

(ترجمہ) اور کہہ دو سچی بات جو تمہارے رب کی طرف سے ہے پھر جو چاہے مان لے اور جو چاہے انکار کر دے۔

حضرات گرامی! بریلوی مولویوں نے فوائد فریدیہ کا حوالہ جو تحریر کیا ہے کہ عارف یعنی کہ ولی کامل نہ جنت میں ہے اور نہ دوزخ میں ہے یہ قابل غور بات ہے کہ ولی کامل عارف باللہ جنت میں اعلیٰ مقام پر ہوتا ہے دوزخ اولیاء اللہ کا ٹھکانہ ہرگز نہیں بلکہ مجرموں کا ٹھکانہ ہے عارف باللہ تعالیٰ کے نیک لوگ ہوتے ہیں اور نیک یقیناً جنت میں جائیں گے اور انکا مقام جنت ہے۔ اور اولیاء اللہ کے بارے میں یہ کہنا کہ عارف باللہ نہ جنت میں ہیں اور نہ دوزخ میں ہیں یہ کتنی مضحکہ خیز بات ہے کہ عارف باللہ یعنی کہ ولی کامل ہوتا ہی جنت میں اور پھر جنت میں اعلیٰ مقام پر اور دوزخ کا تصور کرنا ہی سراسر غلط اور شریعت اسلامیہ سے انحراف کی دلیل ہے۔ اور قرآن مجید کی آیات بھی پکار پکار کر عارف باللہ کے بارے میں اعلان کر رہی ہیں کہ نیک لوگ عارف باللہ ولی کامل اولیاء اللہ کو نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ کوئی غم ہوگا۔ اور نیک لوگ عارف باللہ جنت میں اعلیٰ مقام پر فائز ہیں۔ اور حق تعالیٰ کا ان پر خاص فضل و کرم اور احسان ہوتا ہے کہ انہوں نے نیک کام کیئے اور اللہ تعالیٰ کو راضی کیا اور ہر لمحہ ذکر الٰہی میں مشغول رہے اور تمام زندگی اطاعت

رسول کے تحت رہ کر گزار دی تو ایسے عارف باللہ نیک لوگ ولی کامل یقیناً جنت میں ہیں اور بریلوی مولوی فوائد فریدیہ میں ایک ولی کامل کے نام کا سہارا لیکر یہ خلاف شرع اور من گھڑت اور قابل نفرت عقیدہ تحریر کر دیا کہ عارف باللہ نہ جنت میں ہوتے ہیں اور نہ دوزخ میں ہیں جنت میں تو عارف باللہ یقیناً ہیں لیکن عارف باللہ کی نسبت دوزح کی طرف کر کے توہین ولی کامل اور توہین عارف باللہ کا ارتکاب کیا ہے اور جو صحیح معنوں میں مقام عارف سے واقف نہ ہوں اور جو مقام ولایت اور مقام اولیاء اللہ سے یقیناً بے علم ہوں وہ اس قسم کے گل کھلاتے ہیں ورنہ عارف باللہ جسکو اللہ تعالی کا قرب حاصل ہوتا ہے اس کے بارے میں لفظ دوزخ کا ستعمال بھی شرعاً غلط ہے کیونکہ اگر عارف کا لفظ استعمال کرنا ہے تو پھر دوزخ کا لفظ ضرور ترک کرنا پڑے گا اور اگر دوزخ کا لفظ استعمال کرنا ہے تو پھر عارف کا لفظ ضرور چھوڑنا پڑے گا اور اللہ تعالی کا قرآن آواز دے رہا ہے کہ نیک لوگ ضرور جنت میں ہیں، اور پھر واضح ارشاد فرمایا:

یایتھا النفس المطمئنة، ارجعی الی ربک راضیةمرضیةفادخلی فی عبادی . وادخلی جنتی.

(پارہ نمبر ۳۰ سورۃ الفجر آیت نمبر ۲۷ تا ۳۰)

(ترجمہ) (ارشاد ہوگا) اے اطمینان والی روح اپنے رب کی طرف لوٹ چل تو اس سے راضی وہ تجھ سے راضی پس میرے بندوں میں شامل ہو جا اور میری جنت میں داخل ہو جا۔

نوٹ: قرآن مجید کے ارشاد سے فوائد فریدیہ جیسی بریلوی مولویوں کا عقیدہ بالکل غلط اور باطل ہے اور اللہ کا قرآن ایسا عقیدہ رکھنے والوں کی پرزور تردید کر رہا ہے۔

افسوس صد افسوس کا مقام ہے کہ بریلوی عقیدے میں ایسی کتب کی بھی وسیع گنجائش ہے، جسمیں شریعت اسلامیہ کے خلاف عقائد تحریر ہوں بڑی حیرت اور بڑی جرأت کی بات ہے۔ تو یہاں بریلوی مولویوں کی خدمت میں سوال ہے جیسا کہ انہوں نے فوائد فریدیہ صفحہ ۸۲ کے حوالے سے تحریر کیا ہے کہ "عارف نہ بہشت میں ہوتے ہیں اور نہ دوزخ میں"، تو بقول بریلوی مولویوں کے تو پھر عارف لوگ زمین و آسمان کے درمیان

کیا ہوا میں معلق رہتے ہیں یا کسی لمحہ انکو آرام اور سکون کے لیے کوئی علیحدہ انتظام کیا جاتا ہے الغرض یہ بتائیں کہ عارف جب جنت اور دوزخ میں نہیں ہوتے تو پھر ہوتے کہاں ہیں تو پھر اس جگہ کا نام بتائیں۔ کیونکہ ہمیں تو یقین ہے کہ شریعت کے روشنی میں عارف کامل عارف باللہ جنت میں یقیناً اعلی مقام پر ہیں۔ اوران کے بارے میں دوزخ کا تصور رضا خانی شریعت نے دیا ہے۔

ایک عارف کا ناخن اور اسکی وسعت کا مقام

فوائد فریدیہ میں بریلوی مولویوں نے ایک عارف کامل کے ناخن کی وسعت کو یوں بیان کیا ہے کہ عارف باللہ کی پہچان یہ ہے کہ وہ مرد کامل عرش الہی اور جو کچھ اسمیں ہے اس کو اپنے کے ناخن میں دیکھے۔ چنانچہ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

حضرت معین الدین حسن سنجری چشتی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ عرش عارفوں کی معمولی منزل ہے اوران کے بلند مرتبے کو حق جانتا ہے کہ کہاں تک ہے اور نیز یہ بھی فرمایا ہے کہ عارف اُسے کہتے ہیں کہ عرش اور جو کچھ اس میں ہے اسکو اپنے ناخن میں دیکھے۔

(فوائد فریدیہ ص ۸۳، ملنے کا پتہ منیجر مکتبہ معین الادب جامع مسجد شریف ڈیرہ غازی خان اشاعت باراول)

قارئین ذی وقار! امام الانبیاء حبیب کبریاء حضرت محمد رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر کائنات میں کوئی بھی اللہ تعالی کو محبوب نہیں تو انہوں نے اپنی نگاہ نبوت سے عرش و کرسی کو اپنے مقام پر دیکھا نہ کہ ناخن دست نبوت میں دیکھا لیکن سب کچھ دیکھا اور ایک عارف ایسے مقام کو پہنچا ہوا ہے کہ وہ بیٹھے بٹھائے سب کچھ اپنے ناخن میں دیکھ رہا ہے اور یہ بھی کتنی حیرت کی بات ہے کہ وہ عرش الہی ہے کیا ہے کہ جو ایک عارف باللہ کے ناخن میں سما جاتا ہے۔ مندرجہ بالا عبارت سے تو بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ وہ عرش الہی ایک ناخن کے طول وعرض سے یقیناً چھوٹا ہوتا ہو گا جو ایک عارف کامل کے ناخن میں سما جاتا ہے یا پھر یوں کہیے کہ

عارف کامل کا ناخن اتنا طویل وعریض ہوتا ہوگا کہ جسمیں عرش الٰہی سما جاتا ہے۔ اور مندرجہ بالا عبارت میں لفظ ناخن کو بھی مبہم رکھا گیا ہے کہ اس بات کی صراحت نہیں فرمائی کہ ناخن ہاتھ کا مراد ہے یا پاؤں کا۔ اور پھر یہ بھی سوچنے کی بات ہے کہ اتنا طویل وعریض ناخن تو ایک انسان کا ہوتا ہی نہیں تو پھر یقیناً عارف کامل کو کسی اور جنس سے ماننا پڑے تو تب بھی عرش الٰہی کا اس کے ناخن میں بھی سمانا بالکل ناممکن ہے۔ اور یہ کہنا کہ عارف باللہ کے ناخن میں یا کسی اور جنس کے ناخن میں۔ الغرض کہ کسی بھی جنس کا ناخن ہو تو ناخن ہی ہوتا ہے اسمیں عرش الٰہی کے سما جانے کا عقیدہ سراسر لغو اور باطل ہے جسکی شریعت اسلامیہ میں کوئی اصل نہیں حالانکہ عرش الٰہی کے طول وعرض کا مخلوق میں سے کوئی بھی احاطہ نہیں کرسکتا اور عرش الٰہی کے بارے میں ایسی مضحکہ خیز اور ایسی خلاف شرع تحریرات بریلوی مولویوں کی کتب میں کثرت سے مرقوم ہیں اور ایسی بے معنی تحریرات لکھنا اور جمع کرنا یہ بریلوی مولویوں کا ہی طرۂ امتیاز ہے۔ اور آپ حضرات بریلوی تحریرات کے مقابلے میں قرآن مجید کا ارشاد ملاحظہ فرمائیں:

ثم استوی علی العرش. (پارہ نمبر ۸ سورۃ الاعراف آیت نمبر ۵۴)

(ترجمہ) پھر وہ عرش پر متمکن ہوا۔

وھو رب العرش العظیم. (پارہ نمبر ۱۱ سورۃ التوبۃ آیت نمبر ۱۲۹)

(ترجمہ) اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔

وکان عرشہ علی الماء. (پارہ نمبر ۱۲ سورۃ ھود آیت نمبر ۷)

(ترجمہ) اور اس کا عرش پانی پر تھا۔

قل لو کان معہ الھۃ کما یقولون اذا لابتغوا الی ذی العرش سبیلا. (پارہ نمبر ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل آیت نمبر ۴۲)

(ترجمہ) کہہ دو اگر اس کے ساتھ اور بھی معبود ہوتے جیسا کہ وہ کہتے ہیں تب تو انہوں نے عرش والے تک کوئی راستہ نکال لیا ہوتا۔

الرحمٰن علی العرش استوی. (پارہ نمبر۱۶ سورۃ طٰہٰ آیت نمبر۵)

(ترجمہ) رحمان جو عرش پر جلوہ گر ہے۔

فسبحان اللّٰہ رب العرش عمایصفون. (پارہ نمبر۱۷ سورۃ الانبیاء آیت نمبر۲۲)

(ترجمہ) پس اللہ عرش کا مالک ان باتوں سے پاک ہے جو یہ بیان کرتے ہیں۔

وتری الملٰئکۃ حآفین من حول العرش یسبحون بحمدربھم وقضی بینھم بالحق وقیل الحمد للّٰہ رب العلمین. (پارہ نمبر۲۴ سورۃ الزمر آیت نمبر۷۵)

(ترجمہ) اور آپ فرشتوں کو حلقہ باندھے ہوئے عرش کے اردا گرد دیکھیں گے اپنے رب کی حمد کے ساتھ تسبیح پڑھ رہے ہیں اور ان کے درمیان انصاف سے فیصلہ کیا جائے گا اور سب کہیں گے سب تعریف اللہ ہی کے لیے ہے جو سارے جہانوں کا رب ہے۔

الذین یحملون العرش ومن حولہ یسبحون بحمدربھم. (پارہ نمبر۲۴ سورۃ المؤمن آیت نمبر۷)

(ترجمہ) جو فرشتے عرش کو اُٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے اردگرد ہیں وہ سب اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اسکی تسبیح کرتے رہتے ہیں۔

رفیع الدرجٰت ذوالعرش. (پارہ نمبر۲۴ سورۃ المؤمن آیت نمبر۱۵)

(ترجمہ) وہ بلند درجوں والا عرش کا مالک ہے۔

ویحمل عرش ربک فوقھم یومئذ ثمانیۃ. (پارہ نمبر۲۹ سورۃ الحاقۃ آیت نمبر۱۷)

(ترجمہ) اور اس روز تیرے پروردگار کے عرش کو ان کے اوپر آٹھ (فرشتے) اُٹھائے ہوئے ہوں گے۔

وسیع کرسیہ السمٰوٰت والارض. (پارہ نمبر۳ سورۃ البقرۃ آیت نمبر۲۵۵)

(ترجمہ) اسکی کرسی نے سب آسمانوں اور زمین کو اپنے اندر لے رکھا ہے۔

حضرات گرامی! فوائد فریدیہ کی عبارت میں ایک عارف باللہ کا مقام اور مرتبہ جو بیان کیا گیا

ہے کہ عارف کامل اپنے ناخن میں عرش الٰہی کو دیکھتا ہے تو قرآن مجید میں عرش الٰہی کے ساتھ ان فرشتوں کا بھی ذکر ہے کہ جو حلقہ باندھے عرش الٰہی کے اردا گرد کھڑے اپنے پروردگار کی تسبیح بیان کرتے رہتے ہیں اور وہ آٹھ فرشتے جو عرش الٰہی کو اُٹھائے ہوئے ہیں بریلوی مولویوں نے ان فرشتوں کے بارے میں تحریر نہیں کیا کہ وہ عارف باللہ بغیر فرشتوں کے عرش الٰہی کو اپنے ناخن میں دیکھتا ہے یا کہ فرشتوں سمیت دیکھتا ہے کہ عرش الٰہی کے ساتھ فرشتے بھی عارف باللہ کے ناخن میں سما جاتے ہیں تو پھر فرشتے اپنا حلقہ عارف کامل کے ناخن کے اندر باندھتے ہیں یا کہ ناخن کے باہر باندھتے ہیں اس کا تذکرہ نہیں فرمایا بس یہ تفصیلات تو بریلوی مولوی ہی بیان کر سکتے ہیں کہ جن کا عقیدہ ایک عارف کامل کی خودساختہ تعریف میں اس قدر غلو کرنا کہ عرش الٰہی اور حق تعالیٰ کی شان میں شدید توہین کا ارتکاب کر بیٹھے ہیں بس ان حضرات کو اس چیز کی قطعاً پرواہ نہیں کہ عرش الٰہی اور اللہ تعالیٰ کی ذات کے بارے میں کیا کیا الفاظ صادر ہو رہے ہیں بس اتنا ضرور ہونا چاہیے کہ اپنے عقیدے اور مزاج کے مطابق مخلوق کی برتری ثابت ہونی چاہیے چاہے جیسے ہی شریعت اسلامیہ کے قوانین کو نظر انداز کیوں نہ کرنا پڑے بس اولیاء اللہ کا دامن اس قسم کے عقائد بیان کرنے سے نہ چھوٹے۔ اور اولیاء اللہ کے ساتھ وابستگی کا یہ راز صرف بریلوی مولویوں نے ہی سمجھا ہے اور علماء اہلسنت دیوبند اس قسم کے خلاف شرع عقائد کو بیان کرنے کی منزل ہرگز نہیں طے کر سکے۔ جب ہی ایسی منزل طے کرتے ہیں تو یہی بریلوی حضرات ہی آپکو صف اول کے مجاہد نظر آئیں گے کیونکہ خلاف شرع عقائد توشۂ آخرت ہرگز نہیں ہیں بلکہ موجب گرفت یقیناً ہیں۔

ہاتھ میں دیدیا؟

مولوی غلام جہانیاں بریلوی اپنے پیرومرشد کی عقیدت میں ایسے مستغرق ہیں کہ اپنے پیر صاحب کے

بلند رتبہ اور مقام کے بارے میں ایک واقعہ بایں الفاظ بیان فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

سردار گل محمد خان سنزدار المعروف بکہ شیر نے حضور قطب العالم کی جناب میں عرض کی حضور مریدان کو بیعت کرتے وقت کیا کلمات تلفظ فرماتے ہیں حضور قطب العالمؒ کی عمر شریف اسوقت دس برس کی ہے حضور قطب العالمؒ جواب میں ارشاد فرماتے ہیں خان صاحب کلمات کیا پڑھیں بس مرید کا ہاتھ پکڑا اور خدا کے ہاتھ میں دیدیا۔ —

دست او دست خدا ست

(ہفت اقطاب صفحہ ۲۱۶ طبع اوّل مطبوعہ ڈیرہ غازی خان)

مندرجہ بالا بریلوی ملفوظ کے مطابق وہ تمام مریدین پھر تو خدا کے مرید ہوئے بس اس قسم کی لغو باتیں بریلویوں سے ہی منقول ہیں۔

ریت کے ذرات اور بالوں کی تعداد کا علم ہو؟

مولوی غلام جہانیاں بریلوی نے اپنی کتاب ہفت اقطاب میں شیخ کامل مرشد کامل اور پیر کامل کا معیار یوں بیان فرمایا ہے ملاحظہ فرمائیں:

بیعت وہ شخص کرسکتا ہے جسکو اپنے جسم کے تمام بالوں کی تعداد کا علم ہو جس طرح جس بال کو ایذا پہنچتی ہے فوراً خبر گیری کرتا ہے اسی طرح شیخ کامل اپنے مریدان کی خبر گیری کرتا ہے۔ ریت کی مٹھی بھر لی جائے شیخ کامل کو اس ریت کے ذرات کی تعداد کا علم ہوتا ہے۔ جو پیر مرید کی خبر نہیں لیتا وہ کیا پیر ہے۔ مرید کا مال پیر پر حرام ہے اور پیر کا مال مرید پر حلال ہے حضور غریب نواز کے آخری جملہ کا مفہوم مؤلف نے یہ سمجھا کہ مرید کا مال پیر پر حرام ہے یعنی پیر اپنے مرید کے مال کو اپنے ذاتی مصارف میں نہ خرچ کرے بلکہ مستحقین غرباء ومساکین کی امداد میں خرچ کرے اور پیر کا مال مرید پر حلال ہے یعنی پیر کے دست مبارک سے

مرید کو جو کچھ ملے وہ اُسے اپنی ضروریات پر خرچ کرنے کا مجاز ہے۔

(ہفت اقطاب صفحہ ۶۷ طبع اوّل مطبوعہ ڈیرہ غازی خان)

قارئین حضرات! مولوی غلام جہانیاں بریلوی کے پیر صاحب کے ملفوظ سے تو تمام بریلوی پیروں کی پیری و مریدی کا سلسلہ بالکل ہی ختم ہو جائے گا کیونکہ کوئی پیر بھی اپنے جسم کے بالوں کی تعداد نہیں جانتا اور نہ ہی کسی بریلوی پیر نے اپنے کسی مرید کو اپنے جسم کے بالوں کی تعداد بتائی ہے اور آستانہ عالیہ کے پیروں کو تو یہ بھی معلوم نہیں کہ دن رات آستانہ عالیہ پر کیا کیا ہو رہا ہے اور کیسے کیسے خلاف شرع کام ہو رہے ہیں۔ اور یہ فلسفہ بھی عجیب ہے کہ بریلوی عقیدے میں پیری و مریدی اس قدر مشکل ترین ہو چکی ہے کہ نہ کوئی پیر اپنے جسم کے بالوں کی تعداد کو جانے اور نہ وہ بیچارہ مسکین کسی کو اپنے پیٹ کے دھندے کی خاطر مرید کر سکے اور بریلوی عقیدے میں تو یہ پیر اس لئے لوگوں کو مرید کرتے ہیں کہ یہ مریدین کا مال دن رات بڑی بے دردی سے اڑائیں لیکن پیر صاحب کے ملفوظ میں تو اس پر بھی سخت پابندی لگا دی گئی ہے۔

قارئین ذی وقار! لیکن مولوی غلام جہانیاں بریلوی کی سراسر سینہ زوری کے سوا کچھ نہیں بیشک ہر چیز کا جاننے والا حق تعالیٰ کی ذات پاک ہے جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

انک انت علام الغیوب. (پارہ نمبر ۷ سورۃ المائدۃ آیت نمبر ۱۱۶)

(ترجمہ) (اے اللہ) بیشک تو ہی چھپی ہوئی باتوں کو جاننے والا ہے۔

عالم الغیب والشهادۃ وھو الحکیم الخبیر. (پارہ نمبر ۷ سورۃ الانعام آیت نمبر ۷۳)

(ترجمہ) وہ اللہ) چھپی اور ظاہر باتوں کا جاننے والا ہے اور وہی حکمت والا ہے اور خبردار ہے۔

وعندہ مفاتح الغیب لا یعلمها الا ھو ویعلم ما فی البر والبحر وما تسقط من ورقۃ الا یعلمها ولا حبۃ فی ظلمت الارض ولا رطب ولا یابس الا فی کتب مبین. (پارہ نمبر ۷ سورۃ الانعام آیت نمبر ۵۹)

(ترجمہ) اور اسی کے پاس غیب کی کنجیاں ہیں جنہیں اس کے سوا کوئی نہیں جانتا جو کچھ جنگل اور دریا میں ہے

وہ سب کچھ جانتا ہے اور کوئی پتہ نہیں گرتا مگر وہ اُسے بھی جانتا ہے اور کوئی دانہ زمین کے تاریک حصوں میں نہیں پڑتا اور نہ کوئی تر اور خشک چیز ہے مگر یہ سب کچھ کتاب مبین میں ہے۔

حضرات گرامی! الغرض کہ ریت کے ذرات کی تعداد اور بالوں کی تعداد اور درختوں کے پتوں کی تعداد اور جو دانہ زمین میں بویا جاتا ہے ان تمام دانوں کی تعداد کا علم تمام کائنات میں خدا تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا صرف اللہ تعالیٰ ہی جانتا ہے اور جو مولوی غلام جہاں بریلوی نے ملفوظ پیش کیا وہ تمام تر فرسودہ بات ہے جس کا قرآن وحدیث سے کوئی تعلق نہیں یعنی کہ وہ سب بریلوی تعلیمات ہیں اسلامی ہرگز نہیں۔ جیسا کہ قرآن پاک میں شہادت دی ہے:

ذالک لتعلموا ان اللہ یعلم مافی السمٰوٰت ومافی الارض وان اللہ بکل شیٔ علیم.

(پارہ نمبر ۷ سورۃ المائدۃ آیت نمبر ۹۷)

(ترجمہ) یہ اس لئے ہے تاکہ تم جان لو کہ اللہ جانتا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمین میں ہے اور یہ کہ اللہ ہر چیز کو جانتا ہے۔

یٰبنی انھا ان تک مثقال حبۃ من خردل فتکن فی صخرۃ اوفی السموات اوفی الارض یات بھا اللہ ان اللہ لطیف خبیر. (پارہ نمبر ۲۱ سورۃ لقمن آیت نمبر ۱۶)

(ترجمہ) بیٹا اگر وہ چھپی چیز ایک رائی کے دانے کے برابر بھی ہو پھر وہ کسی پتھر میں (چھپی) ہو یا آسمانوں میں یا زمین میں اللہ اسکو نکال لاتا ہے بیشک اللہ باریک بین خبردار ہے۔

واللہ یعلم مافی قلوبھم. (پارہ نمبر ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۵۱)

(ترجمہ) اور اللہ جانتا ہے جو تمہارے دلوں میں ہے۔

واللہ علیم بذات الصدور. (پارہ نمبر ۴ سورۃ آل عمران آیت نمبر ۱۵۴)

(ترجمہ) اور اللہ جانتا ہے جو کچھ سینوں میں (چھپا) ہے۔

قارئین کرام! مولوی غلام جہانیاں بریلوی کا عقیدہ آپ نے اسکی کتاب ہفت اقطاب کے حوالے سے بغور پڑھا ہے کہ شیخ کامل وہ ہے جو اپنے جسم کے بالوں کی تعداد کو جانتا ہو اور پھر فرمایا کہ شیخ کامل کی پہچان یہ ہے کہ مرید کی مٹھی میں ریت ہو اور شیخ کامل اس مٹھی میں ریت کے ذرات کو بھی جانتا ہو حالانکہ یہ عقیدہ بالکل غلط ہے۔ اور نہ ہی یہ مشائخ کی شرائط میں سے ہے اور ایسے شیخ کامل کی پہچان نہ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بیان فرمائی اور نہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے بیان فرمائی اور نہ ہی تابعین عظام نے بیان فرمائی اور نہ تبع تابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم نے بیان فرمائی اور نہ ہی کسی نے قرآن وحدیث سے کوئی آیت اور حدیث پیش کی کہ جسمیں مرشد کامل کی پہچان کے بارے میں بالوں کی تعداد اور ریت کے ذرات کا تذکرہ ہو۔ مولوی بریلوی کا پیر کے کامل ہونے کا یہ معیار سراسر خلاف شرع اور بے اصل ہے کیونکہ بریلوی مولویوں کا کچھ عجیب شوق وذوق ہوتا ہے کہ جب وہ اپنی خاص موج میں آتے ہیں تو پھر اللہ کی پناہ کہ وہ تو اپنے پیروں اور مشائخ کو بڑی فراخ دلی سے مقام الوہیت اور مقام رسالت پر فائز کر دیتے ہیں اور وہ اپنے اس فعل میں ذرہ برابر کوتاہی اور کاہلی سے ہرگز کام نہیں لیتے بس یاد رکھیں کہ بریلوی مولوی اپنے مشائخ کے بارے میں خلاف شرع عقائد میں اس قدر مستغرق ہو چکے ہیں کہ انہیں صحیح معنوں میں نہ تو مقام الوہیت نظر آتا ہے اور نہ ہی مقام رسالت جو کچھ بھی نظر آتا ہے اور جب ہی نظر آتا ہے تو اپنے پیر صاحب کو خدا اور رسول کا مقام عطا فرما دیتے ہیں اور یہ حضرات خدا اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے اس قدر بے نیاز ہو چکے ہیں کہ ہر وقت اور ہر چیز اپنے مرشد سے ہی مانگ لیا کرتے ہیں جب انکو ہر چیز اپنے پیر صاحب کے در سے مل جاتی ہے تو پھر یہ حضرات بارگاہ خدا میں کیوں زحمت فرماتے ہیں بس بریلوی مولویوں کی خدا اور سول صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جو عقیدت ہے وہ شریعت اسلامیہ کے دائرہ میں نہیں ہے بلکہ اس سے کافی تجاوز کر چکے ہیں کیونکہ ذرہ ذرہ کا علم اور ہر چیز کا علم ریت کے ذرات کا علم بالوں کی تعداد کا علم درختوں کے پتوں کا علم وغیرہ وغیرہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک ہی جاننے والے ہیں مخلوق میں یہ

صفت کسی کو ہرگز حاصل نہیں۔

آپ حضرات نے قرآن مجید کی آیات طیبات کو بھی پڑا کہ قرآن مجید کس عقیدہ پر قائم رکھنے کی تعلیم دے رہا ہے اور بریلوی مولوی کس عقیدے کی طرف دوڑتے جارہے ہیں بس یہ حضرات قرآن مجید کی تعلیمات کو اپنی من مرضی کے مطابق ڈھالنے پر لگے ہوئے ہیں لیکن اللہ تعالی کے فضل وکرم ہے اہل حق اہلسنت علماء دیوبند جب تک زندہ سلامت موجود ہیں جوانکو من مانی کرنے اور انکے غلط عقائد کا نوٹس لیتے رہیں گے۔اور بحمد اللہ تعالی نوٹس لے رہے ہیں علاوہ ازیں آج تک کسی بریلوی پیر صاحب نے اپنے جسم کے بالوں کی تعداد کے بارے میں ہرگز نہیں بتایا اور نہ ہی کوئی بتا سکتا ہے تو بقول مولوی غلام جہانیاں بریلوی کے پھر تو کوئی بھی شیخ کامل ان کے عقیدے میں نہ رہا اور نہ ہی کوئی بریلوی عقیدے میں کوئی ایسا گذرا ہے کہ وہ مرید کی مٹھی میں ریت کے ذرات کا علم رکھتا ہو اور یہ کتنی مضحکہ خیز بات ہے کہ جو اپنے جسم کے بالوں کی تعداد نہیں جانتا وہ دوسروں کو کیا بتائے گا کیونکہ بالوں کی تعداد وغیرہ کو جاننا یہ مخلوق میں سے کسی کے بس کی بات نہیں اس قسم کی تمام باتیں لغو اور بے معنی ہیں جنکی شریعت میں کسی قسم کی کوئی گنجائش ہی نہیں اور اس قسم کی خلاف شرع وسعت ظرفی صرف بریلوی مولویوں میں تو ضرور ہے البتہ شریعت اسلامیہ اس قسم کے غلط عقائد کی پرزور تردید کرتی ہے۔

تصویر میرے پیر کی؟

مولوی محمد یار گڑھی والے اپنے پیر مرشد کو خراج عقیدت پیش کرتے ہوئے کبھی اپنے پیر صاحب کو خدا تعالی کی صورت کہہ دیتے ہیں اور کبھی وجد میں آکر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ملا دیتے ہیں اور کبھی یوں بھی فرما دیتے ہیں اللہ تعالی کی ذات پاک سے میرے پیر صاحب کی تصویر ملتی جلتی ہے یعنی کہ اللہ اور پیر صاحب دونوں حقیقت میں ایک ہی ہستی کے دو نام ہیں۔تو پھر یوں ہی بات تمام کردی کہ مقام

خدا تعالیٰ اور مقام رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اور بادشاہت وغیرہ وغیرہ میرے پیر و مرشد کو ہی حاصل ہے عقیدت پر مبنی اشعار ملاحظہ فرمائیں:

صورت رحمان ہے تصویر میرے پیرؒ کی
علم القرآن ہے تقریر میرے پیرؒ کی

کیا کہوں کس سے کہوں کہنے کی حاجت ہی نہیں
کھلتی ہے تصویر سے توقیر میرے پیرؒ کی

دیکھتے ہیں مٹ گیا نقش خودی دل سے میرے
راجم شیطان ہے تصویر میرے پیرؒ کی

منکر دیدار کو اقرار ہوتا ہے نصیب
حجت و برھان ہے تصویر میرے پیرؒ کی

کیا خدا کی شان ہے یا خود خدا ہے جلوہ گر
ملتی ہے اللہ سے تصویر میرے پیرؒ کی

کیا عجب جذاب ہے زلف مسلسل آپکی
وحشیوں کی جان ہے زنجیر میرے پیرؒ کی

جن وانسان وملک حور وفلک سجدہ میں ہیں
بس خلافت ہو چکی تحریر میرے پیرؒ کی

خلد ہے یا قبہ بیضا ہے یا عرش خدا
وہ جمالی شان ہے تعمیر میرے پیرؒ کی

غوث اعظمؒ ہے فریدالدینؒ اے چشم بصیر

فرش تا عرش ہے تنویر میرے پیرؒ کی

دفتر محو و اثبات پر ہے تیرا اقتدار

گل بنا بلبل کو اے تقدیر میرے پیرؒ کی

(دیوان محمدی صفحہ ۹۳۔۹۴، طبع اول ملتان)

نوٹ: مندرجہ بالا اشعار شریعت اسلامیہ کی روشنی میں سراسر خلاف شرع اور بریلوی عقیدے پرمبنی ہیں جن کا شریعت اسلامیہ سے قطعاً کوئی تعلق نہیں ہے اور ان میں رضی اللہ عنہ کا لفظ جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام ہے اور اللہ تعالیٰ نے صحابہ کرام کو رضی اللہ عنہ کے لفظ سے یاد فرمایا ہے تو رضی اللہ عنہ کا مخفف (رض) ہے تو بریلوی مولوی نے اپنے پیر کو مندرجہ بالا اشعار میں کئی مرتبہ رضی اللہ عنہ لکھا جو لفظ پیر پر رض کا نشان موجود ہے کیونکہ بریلویوں کے ہاں صحابی اور پیر کے بارے میں دعائیہ کلمہ ایک ہی ہے یعنی کہ خدا تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جانثار صحابہ کرام کو رضی اللہ عنہم فرمایا۔ اور بریلوی مولویوں نے یہی رضی اللہ عنہ والا لفظ اپنے پیروں کے لیے استعمال کرنا شروع کر دیا غرض کہ بریلوی مولوی نے سب کچھ یعنی کہ اپنے پیر صاحب کو خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام اور مرتبہ عطا کر دیا ہے اور جو مرتبہ خدا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے وہ سب مراتب بریلوی مولوی نے اپنے رضاخانی اختیارات سے اپنے پیر صاحب کو بخوشی سونپ دیئے ہیں جیسا کہ مندرجہ بالا اشعار میں کھلے الفاظ میں تحریر کیا گیا ہے جسے آپ نے بخوبی پڑھا ہے۔ علاوہ ازیں مولوی محمد یار گڑھی والے بریلوی تھوڑا سا اور قدم آگے یوں بڑھاتے ہوئے پیر صاحب کے بارے میں پھر ایک بار اپنی عقیدت کا یوں اظہار فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

خدا کی پاک صورت کو محمد ﷺ میر کہتے ہیں

محمد ﷺ بے کدورت کو خدایا پیر کہتے ہیں

(دیوان محمدی صفحہ ۹۰ طبع اول ملتان)

مندرجہ بالا تمام اشعار اپنے مفہوم اور معنی میں بڑے عام فہم ہیں انکی تشریح اور ترجمہ کی قطعا ضرورت نہیں اور مندرجہ بالا تمام اشعار یقیناً خلاف شرع ہیں۔

پھر تو سمجھو کہ مسلمان ہے؟

مولوی محمد یار گڑھی والے بریلوی اپنے بارے میں اپنی کتاب دیوان محمدی میں یوں ارشاد فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

گر محمد نے محمد ﷺ کو خدا مان لیا

پھر تو سمجھو کہ مسلمان ہے دغاباز نہیں

(دیوان محمدی ص ۱۰۵۔ طبع اول ملتان)

مندرجہ بالا شعر میں پہلے محمد سے مراد محمد یار گڑھی والے بریلوی ہیں اور دوسرے محمد سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس مراد ہے یعنی کہ مندرجہ بالا خلاف شرع شعر میں مولوی محمد یار گڑھی والے بریلوی یہ بات ڈنکے کی چوٹ کہہ رہے ہیں کہ محمد یار نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا تسلیم کر لیا پھر تو سمجھو کہ پکا مسلمان ہے دغاباز فریبی نہیں اب آپ سوچیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو اللہ تعالی کا رسول برحق سمجھیں یا کہ خدا سمجھیں؟ اس پر بریلوی مولوی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو بغور پڑھیں اور اپنی جماعت والوں کا دماغی علاج کریں کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور مجھے اللہ کا رسول برحق سمجھو لیکن رضا خانی بریلوی معلوم نہیں کہ کس طرف جانا چاہتے ہیں۔

مندرجہ بالا شعر میں برملا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو خدا تسلیم کیا گیا ہے تو پھر بریلوی مولویوں کی خدمت میں سوال ہے کہ یہ حضرات پھر خدا تعالی کو کیا سمجھتے ہیں؟

مولوی محمد یار صاحب بریلوی حضرت خواجہ پیر غلام فرید کے بارے میں یوں اپنی عقیدت و محبت کا اظہار فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

فرد فریدوں پارن وہ اعظم اوتارن

اللّٰہی تصویرن پئے بھگوان منیدے

(ہفت اقطاب ص ۱۲۳ طبع اوّل مطبوعہ ڈیرہ غازی خان)

عقیدۂ توحید؟

مولوی محمد یار گڑھی والے بریلوی نے اپنی کتاب میں مخلوق کو خدا تسلیم کیا ہے۔ شعر ملاحظہ فرمائیں:

فرید باصفا ہستی محمد مصطفیٰ ﷺ ہستی

چہا گویم چہا ہستی خدا ہستی خدا ہستی

(دیوان محمدی ص ۶۲۔ طبع اول ملتان مطبوعہ ہمدرد پرنٹنگ پریس پرانی سبزی منڈی روڈ نزد چوک شہیداں ملتان)

حضرات گرامی! شعر کا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں:

آپ باصفا فرید ہیں یہاں تک کہ آپ ہی محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں میں کیا کہوں آپ کیا ہیں؟ آپ خدا ہیں آپ خدا ہیں۔ **العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ.**

نوٹ: مندرجہ بالا شعر میں ایک بریلوی مرید نے خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن والوں کی مدح سرائی کرتے ہوئے ذات خدا تعالیٰ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں گستاخی کرنے کی ہرگز پرواہ نہ کی بلکہ اپنے پیرو مرشد کی عقیدت و محبت اس قدر مستغرق ہوگئے کہ خدا اور رسول صلی اللہ علیہ سلم کی شان میں گستاخی کر بیٹھے۔

مندرجہ بالا خلاف شرع شعر میں مولوی محمد یار گڑھی والے نے برملا مخلوق کو خدا تسلیم کیا ہے اور اب تک

یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ یہ حضرات پھر خدا کو کیا سمجھتے ہیں؟

مدینے کی گلیوں میں چلنا پھرنا؟

ایک بریلوی عقائد رکھنے والا اللہ تعالی کی ذات پاک کے بارے میں اپنے عقیدہ توحید کا یوں اظہار فرماتے ہیں کہ خدا تعالی کی ذات پاک کو مدینہ منورہ کی گلیوں میں چلتے پھرتا پایا۔ ملاحظہ فرمائیں:

خدا تجھے با خدا نہ جانا مگر خدا سے جدا نہ جانا

خدا کے محبوب تیرے صدقے خدا کو پایا تیری گلی میں

(قاسم خلد ص ۱۵ مطبوعہ کراچی)

علاوہ ازیں ایک اور عاشق رسول کا پیغام بھی سنتے جایئے کہ وہ اپنے پیغام میں کیا ارشاد فرمارہے ہیں چنانچہ مولوی احمد یار گجراتی بریلوی اپنی کتاب مواعظ نعیمیہ میں خدا تعالی کی ذات پاک کے بارے میں اپنے عقیدے کا یوں اظہار فرمارہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں:

اللہ کو بھی پایا مولا تیری گلی میں

(مواعظ نعیمیہ حصہ اول ص ۲۷ طبع اول)

نوٹ: مولوی احمد یار گجراتی بریلوی نے اپنے مندرجہ بالا شعر میں لفظ مولا سے مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس مراد لیا ہے اور مندرجہ بالا شعر میں بریلوی مولوی عوام الناس کو یہ بات سمجھانے کی کوشش فرمارہے ہیں کہ مدینہ منورہ کی گلیوں میں چلنے پھرنے والے حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت میں خدا تعالی ہی چلنے پھرنے والے تھے یعنی کہ وہ خدا ہی تھے جو حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے چہرہ انور میں مدینہ منورہ کی گلیوں میں چلتے پھرتے تھے۔ اور شعر بالا کا ترجمہ اور مفہوم بڑا واضح اور عام فہم ہے پڑھیں اور بار بار پڑھیں تا کہ آپکو بریلوی عقیدہ اور شریعت اسلامیہ میں فرق واضح ہو جائے حالانکہ یہ سب کچھ شریعت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے کھلی بغاوت نہیں تو اور کیا ہے؟

مخلوق کو خُدا ماننے کا عقیدہ

بریلوی عقیدے کا ایک نعت خواں مولوی نور محمد ایمن آبادی بریلوی ضلع گوجرانوالہ جو تقریباً ہر جلسہ عام میں اپنے عقیدہ توحید کا برملا یوں اظہار کرتے تھے۔ عقیدہ ملاحظہ فرمائیں:

میں سو جاؤں یا مصطفیٰ کہتے کہتے ☆ کھلے آنکھ صلی علی کہتے کہتے

حبیبؐ خدا کو خدا کہتے کہتے ☆ خدا مل گیا مصطفیٰؐ کہتے کہتے

(نعت نور محمد۔ طبع اول مطبوعہ حمید بک ڈپو نولکھا بازار لاہور)

نوٹ: مندرجہ بالا خلاف شرع شعر میں نعت خواں مولوی نور محمد ایمن آبادی بریلوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو برملا خدا تسلیم کیا ہے شریعت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کی رُو سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو خدا ماننا صریح کفر اور شرک ہے، حقیقت یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم امام الانبیاء حبیب کبریا ہیں اور اللہ تعالیٰ کے برحق رسول ہیں لیکن افسوس صد افسوس کا مقام ہے کہ بریلوی مولوی اس قسم کے صریح کفر اور شرک کو عقیدہ توحید اور عشق رسول سمجھتے ہیں۔ اس قسم کا خلاف شرع عشق و محبت بریلویوں کو ہی مبارک ہو۔ آپ ہی اپنی اداؤں پر ذرا غور کریں ہم عرض کریں گے تو شکایت ہوگی۔

عقیدہ توحید اور مولوی محمد یار صاحب گڑھی والے کا پیغام

مولوی محمد یار گڑھی والے بریلوی اپنے عقیدہ توحید کو ملتانی زبان میں اپنے خاص اور لرزہ خیز انداز میں یوں پیش فرما رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں۔

احد نال احمد ﷺ رلا کیوں نہ ڈیکھاں ☆ حبیبؐ خدا کوں خدا کیوں نہ ڈیکھاں

ہیں صورت دے اولے او بے صورت آیا ☆ محمد ﷺ دی صورت ڈسا کیوں نہ ڈیکھاں

اے حق ہے تے پک ہے نہ شک ہے تے آکھ ہے ☆ ولا کیوں نہ ڈیکھاں ولا کیوں نہ ڈیکھاں

(دیوان محمدی ص ۱۲۶ طبع اول ملتان)

مندرجہ بالا خلاف شرع اشعار میں مولوی محمد یار گڑھی والے بریلوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے یوں ارشاد فرمایا ہے کہ یہ بات حق ہے اور یہ بات پکی ہے اور اس بات میں کسی قسم کا کوئی شک وشبہ نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کو بلاشبہ حبیب خدا کو خدا سمجھ کر کیوں نہ دیکھوں، یعنی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو بلاشبہ خدا کیوں نہ سمجھوں، العیاذ باللہ اللہ تعالیٰ ہر ایک کو اس قسم کی خلاف شرع عقیدت سے محفوظ فرمائیں آمین حالانکہ اسلامی عقیدہ تو یہ ہے کہ خدا کو خدا سمجھو اور رسول صلی اللہ علیہ وسلم کو رسول سمجھو لیکن بریلوی عقیدہ اسلامی عقیدے کے بالکل خلاف ہے۔

عقیدہ توحید کا ایک اور حسین انداز

مولوی محمد یار گڑھی والے بریلوی اپنی کتاب دیوان محمدی میں عقیدہ توحید کو ایک اور حسین انداز میں پیش فرمانے کی یوں سعادت حاصل کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

محمد مصطفیٰ محشر میں طٰہٰ بن کے نکلیں گے ☆ اُٹھا کر میم کا پردہ ہویدا بن کے نکلیں گے

حقیقت جنکی مشکل تھی تماشا بن کے نکلیں گے ☆ جسے کہتے ہیں بندہ قل ھواللہ بن کے نکلیں گے

بجاتے تھے جو انی عبدہ کی بنسری ہر دم ☆ خدا کے عرش پر انی انا اللہ بن کے نکلیں گے

لباس آدمی پہنا جہاں نے آدمی سمجھا ☆ مزمل بن کے آئے تھے تجلی بن کے نکلیں گے

بشر کے رنگ میں بیرنگ ہی کا جلوہ پنہاں تھا ☆ بشر کے رنگ والے صبغت اللہ بن کے نکلیں گے

رسولوں کے نبیوں کے قیامت میں حکومت سے ☆ وہ مالک بن کے نکلیں گے وہ مولا بن کے نکلیں گے

بپا نعل عبودیت بسر تاج اُلوہیت ☆ خدا یکتا کی یکتائی کا نقشہ بن کے نکلیں گے

حسین ایسے کہ جنکو دیکھ کر یوسف بھی محشر میں ☆ بشکل پیر کنعانی زلیخا بن کے نکلیں گے

لواء الحمد لیکر احمد بے میم یا اللہ ☆ محمد یار کے دل کی تمنا بن کے نکلیں گے

(دیوان محمدی ص ۱۰۳۔ طبع اول ملتان)

حضرات گرامی! دیوان محمدی کے مندرجہ بالا اشعار میں مولوی محمد یار گڑھی والے بریلوی نے اس بات کا کھل کر اظہار کیا ہے کہ میدان محشر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو ہر وقت انی عبدہ کی بنسری بجاتے تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یوم النشور کو ذات خدا کے سامنے خود خدا بن کے نکلیں گے اور ساتھ کہیں گے کہ میں اللہ ہوں اور اسی پر اکتفاء نہیں کیا بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کی بڑے خوبصورت انداز میں یوں توہین کی گئی ہے کہ روز جزاء کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تماشہ بن کے نکلیں گے العیاذ باللہ یہ کہنا صریح کفر اور صریح گستاخی رسول ہے اور پھر یہ کہا گیا کہ آپکا ظاہر اور ہے اور باطن اور ہے۔ حالانکہ رسول اللہ کا ظاہر و باطن ایک ہی ہے اور اپنے جہالت کی بنا پر یہ کہہ دینا کہ رسول اللہ ﷺ باہر سے اور ہیں اور اندر سے اور ہیں یہ کھلم کھلی گستاخی رسول ہے۔

اور بریلوی مولویوں کا عقیدہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ظاہر میں بشر ہیں اور اندر سے نور ہیں یہ عقیدہ بالکل غلط ہے اور قرآنی آیات طیبات کے صریح خلاف ہے۔

قرآن وحدیث کی روشنی میں یہ عقیدہ رکھیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بشریت مطہرہ میں بے مثل ہیں اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر مجسم ہیں اور نور صفات ہیں یعنی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نور ھدایت ہیں جیسا کہ کنز الایمان میں آیت قد جآئکم من اللہ نور و کتاب مبین کے تحت حاشیہ میں نورِ ہدایت لکھا ہوا موجود ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں کہ سیّد عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو نور فرمایا گیا کیونکہ آپ کے تشریف لانے سے تاریکیٔ کفر دُور ہوئی اور راہِ حق واضح ہوئی۔

نقشہ مٹا کوئی نہیں سکتا؟

مولوی محمد یار گڑھی بریلوی اپنے جذبہ عشق سے سرشار ہو کر موحدین کو یوں اعلان توحید کر رہے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی صورت کو خدا تعالی کی صورت کہوں گا اور میرے دل سے یہ بات کوئی ہرگز نہیں نکال سکتا اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت میں کیا ہیں اسکا ابھی تک کوئی فیصلہ نہیں کر سکا۔

حالانکہ یہ صریح کذب بیانی نہیں تو اور کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بشر مجسم ہیں اور نور صفات یعنی کہ نور ہدایت ہیں اور اللہ تعالی کے برحق پیغمبر ہیں اور امام الانبیاء نبی الانبیاء سلطان الانبیاء فخر الانبیاء حبیب کبریاء شافع محشر قاسم کوثر حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس ہیں ۔ اور بریلوی خلاف شرع عقیدہ ملاحظہ فرمائیں ۔

حقیقت محمد ﷺ دی پا کوئی نہیں سکدا

اِتھاں چپ دی جا ہے الا کوئی نہیں سکدا

محمد ﷺ دی صورت ہے صورت خدادی

میرے دل توں نقشہ مٹا کوئی نہیں سکدا

اساں درمحمد ﷺ دے سجدے کریسوں

جو ہیں در توں سر ساڈا چا کوئی نہیں سکدا

محض لا دواہاں طبیبیں کوں آکھو

میری مرض دی کر دوا کوئی نہیں سکدا

حقیقت محمد ﷺ والا حل معما

نہ حل تھیا اینکوں حل کرا کوئی نہیں سکدا

(دیوان محمدی ص ۱۲۱ ـ ۱۲۲ ـ ۱۲۳ ـ طبع اول ملتان)

قارئین محترم! قرآن مجید نے جابجا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت مطہرہ کا ذکر کیا ہے جیسا کہ حق تعالی کا ارشاد ہے:

وما ارسلنا من قبلک الا رجالا نوحی الیھم من اھل القری. (پارہ نمبر ۱۳ سورۃ یوسف آیت نمبر ۱۰۹)

(ترجمہ) اور (اے نبی) تجھ سے پہلے ہم نے جتنے رسول بھیجے وہ بستیوں کے رہنے والے آدمی ہی تھے جن

کی طرف ہم وحی کرتے تھے۔

قالت لهم رسلهم ان نحن الا بشر مثلكم ولكن الله يمن على من يشاء من عباده وما كان لنا ان ناتيكم بسلطان الا باذن الله. (پارہ نمبر ۱۳ سورۃ ابراہیم آیت نمبر ۱۱)

(ترجمہ) ان سے ان کے رسولوں نے کہا ضرور ہم بھی تمہارے جیسے ہی انسان ہیں لیکن اللہ اپنے بندوں میں سے جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے اور ہمارا کام نہیں کہ ہم اللہ کی اجازت کے سوا تمہیں کوئی معجزہ لا کر دکھائیں۔

الغرض کہ حق تعالیٰ نے اپنے کلام مجید میں کئی مقام پر انبیاء کرام علیہم السلام کی بشریت مطہرہ کا تذکرہ فرمایا ہے لیکن بریلوی مولوی کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کوئی پا نہیں سکتا حالانکہ ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ طیبہ طاہرہ رضی اللہ عنہا سے مشکوۃ شریف صفحہ ۵۲۰ اور شمائل ترمذی ص ۲۴ پر روایت ہے ملاحظہ فرمائیں:

كان بشرا من البشر.

(ترجمہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انسانوں میں سے ایک انسان تھے۔ یعنی کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم بے مثل بشر بے مثل انسان بے مثل رسول ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم افضل البشر ہیں۔

نیز بریلوی عقیدہ کی کتاب بہار شریعت میں بھی مرقوم ہے:

عقیدہ: انبیاء سب بشر تھے۔ (بہار شریعت صفحہ ۸۔ مطبوعہ لاہور)

اور ایسے ہی جاء الحق وزھق الباطل میں ہے ملاحظہ فرمائیں:

عقیدہ: نبی وہ انسان مرد ہیں جنکو اللہ نے احکام شرعیہ کی تبلیغ کے لئے بھیجا۔ (جاء الحق وزھق الباطل ص ۱۷۱)

ایسے ہی کتاب العقائد میں بھی مذکور ہے:

اللہ تعالیٰ نے خلق کی ہدایت و رہنمائی کے لئے جن پاک بندوں کو اپنے احکام پہنچانے کے واسطے بھیجا انکو نبی کہتے ہیں۔

انبیاء وہ بشر ہیں جن کے پاس اللہ تعالی کی طرف سے وحی آتی ہے۔

(کتاب العقائد صفحہ ۴ مطبوعہ لاہور۔از مولوی نعیم الدین مراد آبادی بریلوی)

حضرات گرامی! قرآنی آیات پکار پکار کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت مطہرہ کا اعلان کر رہی ہیں لیکن بریلوی مولوی محمد یار گڑھی والے کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کو نہیں پا سکا اس کا یہ کہنا لغو اور باطل ہے۔ کیونکہ اللہ کا قرآن آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی بشریت مطہرہ کا اعلان کر رہا ہے اور بریلوی انکار کر رہا ہے اور پھر اس بریلوی مولوی نے اپنے اشعار میں تو حد ہی کر دی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ذات اقدس کو برملا خدا تسلیم کیا ہے جو کہ کفر اور قبیح حرکت ہے شریعت اسلامیہ نے ایسے غلط اور کفریہ شرکیہ عقائد رکھنے والے کو دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا ہے۔ کیونکہ خدا کو خدا سمجھو اور رسول کو رسول سمجھو اور شرعی حدود سے ہرگز تجاوز نہ کرو۔

گذر گئی گذر گئی؟

مولوی محمد یار گڑھی والے بریلوی توحید خدا کے بارے میں یوں لب کشائی فرماتے ہیں کہ خدا تعالی کو محمد صلی اللہ علی وسلم کہلاتے کہلاتے گذر گئی چنانچہ اس کا باطل عقیدہ بریلوی ملاحظہ فرمائیں:

محمد محمد ﷺ پکیندیں گذر گئی ☆ احد نال احمد ﷺ ملیندیں گذر گئی

خدا کوں ڈٹھو سے محمد ﷺ دے اولے ☆ محمد ﷺ کوں ڈہڈیں ڈکھیندیں گذر گئی

کہیں کچھ پکایا کہیں کجھ اساڈی ☆ محمد محمد ﷺ پکیندیں گذر گئی

میں اپنی حیاتی توں قربان تھیواں ☆ خدا کوں محمد ﷺ سڈیندیں گذر گئی

حقیقت محمد ﷺ والا حل معما ☆ نہ حل تھیا ایویں ہل وہیندیں گذر گئی

(دیوان محمدی ص ۱۴۵۔۱۴۶۔طبع اول ملتان)

مندرجہ بالا اشعار میں مولوی محمد یار گڑھی والے ارشاد فرمار ہے ہیں کہ حقیقت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کا معما آج تک حل نہ ہوسکا اور اسی مسئلہ میں ہل چلاتے چلاتے عمر گذر گئی۔ لیکن پھر بھی یہ مسئلہ حل نہ ہوا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کیا ہے یہ تو شریعت محمد یہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام پر سراسر زیادتی ہے کہ قرآن اور حدیث نبی علیہ الصلوۃ والسلام کی حقیقت کو بیان فرمار ہے ہیں اور آپ اپنی لاعلمی کا ابھی تک پر چم لہراتے جار ہے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جو فیضان رضا سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حقیقت کی تلاش میں سرگرداں پھرر ہے ہیں اور پھرتے رہیں گے اگر یہ حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیضان رسول سے دیکھیں گے توان پر حقیقت رسول یقیناً واضح ہوجائے گی اور پھر یہ کذب بیانی والی مرض سے بھی شفا پائیں گی۔

اگر آنکھیں بند ہیں تو اس میں
بھلا کیا قصور ہے آفتاب کا

کیا الٹی چال؟

مولوی محمد یار گڑھی والے بریلوی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس پر اُلٹی چال چلنے کا سنگین الزام عائد کردیا جو کہ سراسر کفر اور توہین رسالت کا ارتکاب کیا ہے چنانچہ اس کا کفریہ عقیدہ ملاحظہ فرمائیں:

اتھاں خود عبد سڈ ویندے ☆ اُتھاں حق نال مل ویندے
دماغیں کوں چکر ڈینڈے ☆ ہے اُلٹی چال کیا سمجھدیں

(دیوان محمدی ص ۱۳۸۔ طبع اول ملتان)

حضرات گرامی! مولوی محمد یار گڑھی والے لوگوں کو یہ عقیدہ بتار ہے ہیں کہ نبی علیہ الصلوۃ

والسلام کی ذات اقدس کو یہاں دنیا میں تو اپنے آپکو حق تعالی کا بندہ کہلاتے رہے۔اور جب معراج شریف کی رات بارگاہ خدا میں تشریف لے گئے تو وہاں پھر خدا تعالی کے پاس مل بیٹھے۔آپ صلی اللہ علیہ وسلم العیاذ باللہ دماغوں کو چکر دیتے رہے تو اس اُلٹی چال کے بارے تم کیا پوچھتے ہو (العیاذ باللہ) حالانکہ حق تعالی کا ارشاد قرآن مجید میں موجود ہے ملاحظہ فرمائیں اور بغور پڑھیئے اور اپنی آنکھوں کا دھند جالا دور کیجئے:

انک لمن المرسلین علی صراط مستقیم. (پارہ نمبر۲۲ سورۃ یٰس آیت نمبر۳-۴)

(ترجمہ) بیشک آپ رسولوں میں سے ہیں اور سیدھے راستہ پر ہیں---

تو کیا قرآن مجید کا بریلوی کھلا انکار نہیں کر رہے؟ اور انہیں قبر وحشر کا نقشہ یاد نہیں آتا کہ قرآن کیا کہہ رہا ہے اور یہ قرآن کے خلاف کیا گل کھلا رہے ہیں؟

مولوی احمد رضا کا عقیدۂ توحید

اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی اپنے عقیدہ توحید کا یوں اظہار فرما رہے ہیں کہ بیشک رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خدا تعالی کے محبوب اور اسکی تمام مخلوق سے اعلیٰ ہیں لیکن یہ عقیدہ صحیح نہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں خدا تعالی جلوہ گر تھا۔عقیدہ ملاحظہ فرمائیں:

مظہرِ حق ہو تمہیں مظہرِ حق ہو تمہیں

تم میں ہے ظاہر خدا تم پہ کروڑوں درود

(حدائق بخشش ص۲۱۔حصہ دوم مطبوعہ کراچی)

قارئین محترم! شریعت اسلامیہ میں مندرجہ بالا خلاف شرع عقیدے کا یقیناً اور قطعاً تصور ہی نہیں پایا جاتا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس میں خود خدا تعالی ظاہر ہوا تھا اور اسلامی نقطہ نگاہ سے یہ طے شدہ بات ہے کہ نہ کوئی خدا تعالی کا شریک ہے اور نہ کوئی خدا تعالی کی برابری کرنے والا ہے

کیونکہ ذات خدا ہر اعتبار سے بے مثل ذات ہے۔ جیسا کہ قرآن مجید نے بھی ارشاد فرمایا:

لاشریک له. (پارہ نمبر ۸ سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۶۳)

(ترجمہ) اسکا کوئی شریک نہیں۔

پھر ارشاد فرمایا:

قل هو الله احد.

(ترجمہ) کہد یجیئے وہ اللہ ایک ہے۔

پھر ارشاد فرمایا:

ولم یکن له کفوا احد. (سورۃ الاخلاص)

(ترجمہ) اس کی کوئی برابری کرنے والا نہیں۔

آپ حضرات قرآنی توحید اور رضا خانی توحید کا اندازہ فرمالیں کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی کونسی توحید کی دعوت عام رہے ہیں جو کہ قرآن مجید کے ارشاد کے بالکل خلاف ہے، کیونکہ بریلوی مولوی اس بات کا کھلے بندوں اعتراف کرتے ہیں کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات اقدس کے بارے میں قطعی اور یقینی عقیدہ کو اعتقاد نہیں رکھتے بلکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وہ حادث اور ممکن الوجود بھی نہیں مانتے بلکہ ذات واجب کے قریب ایک برزخ مانتے ہیں اب بریلوی بے حد پریشان ہیں کہ کیا کریں نہ ادھر کے رہے اور نہ ہی ادھر کے رہے آخر کار یہ فیصلہ منظور کرلیا کہ خدا تعالی ہی پر ہم چھوڑتے ہیں کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کیا ہیں جیسا کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی کے بیٹے مولوی حامد رضا خان بریلوی بھی برملا کہہ رہے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

نہ ہو سکتے ہیں دو اول نہ ہو سکتے ہیں دو آخر

تم اول اور آخر ابتدا تم ہو انتہاء تم ہو

خدا کہتے نہیں بنتی جدا کہتے نہیں
اسی پر اسکو چھوڑا ہے وہی جانے کیا تم ہو

نوٹ: بریلوی حضرات اس تذبذب اور پریشانی سے اپنے تخیل کی عمارت اپنی کتب میں بار بار ایسی گرائی ہے کہ دوئی کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا بریلوی عقیدہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم حقیقت میں وہ تھے کہ جس نے تمام کائنات کو وجود بخشا ہے۔ اور بریلوی عقیدے کے مطابق تو بریلوی پیر کی تصویر تو خدا تعالیٰ کی ذات سے ملتی جلتی ہے۔ عقیدہ ملاحظہ فرمائیں:

کیا خدا کی شان ہے یا خود خدا ہے جلوہ گر
ملتی ہے اللہ سے تصویر میرے پیرؒ کی

(دیوان محمدی ۹۳۔ طبع اول ملتان)

مندرجہ بالا شعر میں مولوی یار محمد گڑھی والے بریلوی عقیدہ توحید کا یوں اظہار فرمار ہے ہیں کہ پیر، ومرشد کی ذات میں خدا تعالیٰ کی شان اتری ہوئی ہے یا پھر خود خدا تعالیٰ میرے پیر میں اُترا ہوا ہے۔ اور پھر اس پر بس نہیں کیا پھر یوں بھی فرمایا کہ حق بات تو یہ ہے کہ میرے پیر و مرشد کی تصویر تو اللہ تعالیٰ کی ذات کی تصویر سے ملتی ہے العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ۔ پھر اسی عقیدے کو اور پختہ فرمادیا کہ:

صورت رحمان ہے تصویر میرے پیرؒ کی

(دیوان محمدی ۹۲۔ طبع اول ملتان)

اور مندرجہ بالا شعر میں بریلوی مولویوں نے اپنے پیر و مرشد کو لفظ رضی اللہ عنہ کا مقام دیا ہے جو کہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کا مقام ہے۔

مندرجہ بالا شعر میں لفظ رضی اللہ عنہ کا مخفف رض اپنے پیر کے لفظ کے اُوپر لکھا ہوا آپکو بخوبی نظر آرہا ہے جو کہ سراسر شرعی قوانین کے خلاف ہے کہ صحابی رسول کے سر کا تاج جو انکو اللہ تعالیٰ نے عطا کیا ہے وہ ایک بریلوی پیر کے سر پر رکھ دیا گیا ہے۔

مخلوق میں خدائی طاقت؟

اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی نے حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اور خدا تعالیٰ کے درمیان مقابلہ بازی یعنی کہ لڑائی لینے کا کفریہ عقیدہ بایں طور بیان فرمایا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

خدا سے لیں لڑائی وہ ہے معطی ☆ نبی قاسم ہے تو موصل ہے یا غوث

(حدائق بخشش ص ۱۵ حصہ دوم مطبوعہ کراچی)

حضرات گرامی!

قرآن مجید نے تو اس بات کی تعلیم دی ہے ہر قسم کی طاقت اور قوت کا مالک اللہ تعالیٰ ہی ہے:

ان القوۃ للہ جمیعا. (پارہ نمبر۲ سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۶۵)

(ترجمہ) بیشک سب قوت اللہ ہی کے لیئے ہے---

اور قرآن کے مقابلہ میں اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی خدا تعالیٰ اور اس کے بندے ولی کامل کے درمیان لڑائی لڑنے کا اشتعال انگیز پروگرام پیش فرما رہے ہیں۔ اعلیٰ حضرت بریلوی نے ایک ولی کامل پر سراسر الزام تراشی کی ہے ورنہ اولیاء اللہ ایسے غلط جذبات نہیں رکھتے۔

جنوں کا نام خرد رکھدیا خرد کا نام جنون

جو چاہے آپکا حسن کرشمہ ساز کرے

کعبہ گنگوہ کا الزام

رضا خانی مؤلف نے شیخ الہند حضرت مولنا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کے مرثیہ گنگوہی کے صفحہ ۱۰۔ کے شعر کو خودساختہ بنیاد بنا کر اپنی سینہ زوری سے بایں الفاظ سنگین الزام عائد کر دیا کہ،

''دیوبندیوں کا کعبہ گنگوہ''۔ (بلفظہ دیوبندی مذہب صفحہ ۳۷۔ طبع دوم)

اور رضا خانی مؤلف نے مرثیہ گنگوہی کا شعر نقل کرنے میں بھی خیانت کا فریضہ سرانجام دیا اور

رضاخانی مؤلف کا خیانت سے نقل کردہ شعر ملاحظہ فرمائیں:

پھرے تھے کعبہ میں ڈھونڈتے گنگوہ کا رستہ

(بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۳۷۔طبع دوم)

اور مندرجہ بالا خیانت پر مبنی شعر رضا خانی مؤلف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۷ کے علاوہ اپنی کتاب کے صفحہ ۱۴۹ پر بھی نقل کیا ہے۔اور رضا خانی مؤلف نے مندرجہ بالا شعر پر یہ مکروہ تبصرہ کر ڈالا کہ،

دیوبندی اقرار کرتے ہیں کہ ہمیں کعبہ میں بھی اطمینان نہ ہوا بلکہ کعبہ میں بھی ہمارے قلوب گنگوہ ہی کی طرف متوجہ رہے تو گویا نماز بھی گنگوہ ہی کی طرف پڑھی گئی۔(بلفظہ دیوبند مذہب ص ۱۴۹۔طبع دوم)

قارئین محترم! رضا خانی مؤلف نے مرثیہ گنگوہی کا شعر نا مکمل نقل کیا ہے اور شعر نقل کرنے میں بھی بد یانتی کا مظاہرہ کیا ورنہ مرثیہ گنگوہی کا شعر بالکل بے غبار اور یقیناً بے داغ ہے اور اگر رضا خانی مؤلف مرثیہ گنگوہی کا شعر پورا نقل کر دیتے تو قارئین کرام کو بھی ہرگز الجھن نہ ہوتی۔آپ حضرات مرثیہ گنگوہی کا اصل اور مکمل شعر ملاحظہ فرمائیں:

مرثیہ گنگوہی کا اصل اور مکمل شعر

پھریں تھے کعبہ میں بھی پوچھتے گنگوہ کا رستہ

جو رکھتے اپنے سینوں میں تھے ذوق وشوق عرفانی

(مرثیہ گنگوہی ص ۱۰)

قارئین محترم! رضا خانی مؤلف کے نقل کردہ شعر کو مرثیہ گنگوہی کے اصل اور مکمل شعر کے ساتھ ملائیں تو پھر فیصلہ فرمائیں کہ رضا خانی مؤلف نے شعر کو نقل کرنے میں کس قدر خیانت کی ہے۔

حضرات محترم! حضرت شیخ الہند مولنا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کے مرثیہ گنگوہی کے شعر کا مطلب

یہ ہے کہ حضرت شیخ الہند رحمۃ علیہ فرماتے ہیں کہ جب ہم فریضہ حج ادا کرنے گئے تو روانگی سے قبل ہمارے شیخ ومرشد کامل حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے خوب تربیت فرمائی تھی کہ حج کے تمام ارکان کو سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے مطابق ادا کرنا تا کہ حق تعالیٰ جل شانہ تمہیں حج مبرور کا ثواب عطا فرمائیں گے اور حج مبرور کا ثواب تب ملے گا جب تک تم تمام کے تمام ارکان حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتائے ہوئے طریقہ کے مطابق ادا کرو گے اور وہاں جا کر ان مقامات مقدسہ کو جب اپنی آنکھوں سے دیکھا تو یاد آ گیا کہ ہمارے شیخ ومرشد کامل نے یونہی بتایا تھا اور ارکان حج سنت نبوی کے مطابق ادا کرنے پر حق تعالیٰ کا شکر ادا کیا کہ اے اللہ تیرا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ تو نے ایسے شیخ کامل ومرشد کامل کی صحبت نصیب فرمائی کہ جس نے ارکان حج کو سنت نبوی کے مطابق ادا کرنے کی تربیت فرمائی۔ اور شیخ کامل ومرشد کامل نے اس بات کی تلقین فرمائی تھی کہ وہاں جا کر ہر وقت تمہاری زبان حق تعالیٰ کے ذکر سے تر رہے جیسا کہ حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

ولاتنیافی ذکری. (پارہ نمبر ۱۵ سورۃ طٰہٰ آیت نمبر ۴۲)

(ترجمہ) کہ میرے ذکر میں کمی نہ کرو۔

اور شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ جب ہم فریضہ حج ادا کرنے گئے تو ہم اپنے مرشد کامل وشیخ کامل کی تصنیف لطیف زبدۃ المناسک بھی ساتھ لیکر گئے تا کہ ارکان حج سنت نبوی کے عین مطابق ادا کرسکیں تو جب ہم نے مقامات مقدسہ کو دیکھا تو ہمیں اپنے شیخ کامل ومرشد کامل یاد آئے کہ ہمارے شیخ کامل نے بھی ایسے ہی فرمایا تھا اور وہاں ہم جب تک رہے تو اپنے شیخ کامل ومرشد کامل کی تصنیف لطیف زبدۃ المناسک کو بھی پڑھتے رہے اور جب زبدۃ المناسک کو پڑھتے تو ہمیں اپنے شیخ کامل کی تمام باتیں یاد آ جاتیں کہ ہمارے شیخ کامل نے یونہی فرمایا تھا اور جوں جوں زبدۃ المناسک کو پڑھتے مزید شیخ کامل کی صحبت میں بیٹھنے کا شوق اور ذوق بڑھتا گیا کہ ایسے شیخ کامل ومرشد کامل کی صحبت میں بیٹھنا بہت بڑی

سعادت اور خوش نصیبی ہے کہ جس نے سنت نبوی کے مطابق ہماری تربیت فرمائی کہ ہم ارکان حج صحیح طور پر سنت رسول کے مطابق ادا کر چکے تو رضا خانی مؤلف نے مرثیہ گنگوہی کے شعر کے اس ٹکڑے پر اپنی سینہ زوری سے سنگین الزام عائد کر دیا کہ:

پھریں تھے کعبہ میں پوچھتے گنگوہ کا رستہ

تو رضا خانی مؤلف نے مرثیہ گنگوہی سے غلط مطلب کشید کیا ہے اور رضا خانی مؤلف ذرا سمجھو تو سہی، کہ کعبہ میں گنگوہ کا رستہ پوچھنے کا یہی مطلب ہوا کہ جب ہم اپنے شیخ کامل و مرشد کامل کی تربیت اور انکی تصنیف لطیف زبدۃ المناسک کو پڑھتے تو حضرت شیخ کامل و مرشد کامل حضرت مولنا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کو ملنے کا شوق اور ذوق اور زیادہ ہو گیا کہ جب واپس جائیں گے تو اپنے شیخ کامل و مرشد کامل کی مزید صحبت اختیار کر لیں گے جو ہر وقت سنت نبوی کی تعلیم سے آراستہ کرنے والے ہیں اور جنہوں نے اس بات کی تعلیم دی،

ولاتنیافی ذکری. (سورۃ طٰہٰ)

(ترجمہ) کہ اللہ تعالی کے ذکر میں کمی نہ کرو۔

مطلب صاف واضح اور عام فہم ہے اسمیں کوئی الجھن والی ہرگز کوئی بات نہیں کیونکہ جو شیخ کامل و مرشد کامل ہر وقت سنت رسول کی تعلیم دینے والا ہو پھر اسکو ملنے کے لیے ہر وقت دل چاہتا ہے۔ کیوں نہ چاہے کہ جس شیخ کامل و مرشد کامل کا چلنا پھرنا اٹھنا بیٹھنا سونا جاگنا حتی کہ تعلیم و تربیت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ کے بالکل مطابق ہو اسکی صحبت میں بیٹھنا بہت بڑی سعادت ہے اور شیخ الہند حضرت مولنا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ ایسے شیخ کامل و مرشد کامل کے بارے میں فرما رہے ہیں کہ اے اللہ جب واپس جائیں تو مزید اپنے شیخ کامل کی صحبت نصیب فرما جو شیخ کامل و مرشد کامل سنت رسول کی تعلیم دینے والا ہے اگر اب بھی رضا خانی مؤلف کو حضرت شیخ الہند مولنا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کے شعر کا مطلب سمجھ میں نہ آئے

تو پھر آپکے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی اس شعر کا مطلب سمجھاتے ہیں ذرا توجہ فرمائیں اور کان لگا کر سنیے اور پہچانیے کہ واقعی آپکے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی ہی ارشاد فرما رہے ہیں یا کوئی اور صاحب ہیں چنانچہ اعلیٰ حضرت بریلوی بایں طور ارشاد فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

اعلیٰ حضرت بریلوی کا ارشاد

ارشاد: بیعت کے معنٰی بک جانے سبع سنابل شریف میں ہے ایک صاحب کو سزائے موت کا حکم بادشاہ نے دیا جلاد نے تلوار کھینچی یہ اپنے شیخ کے مزار کی طرف رخ کر کے کھڑے ہو گئے جلاد نے کہا اسوقت قبلہ کو منہ کرتے ہیں فرمایا تو اپنا کام کر میں نے قبلہ کو منہ کر لیا ہے اور ہے بھی یہی بات کہ کعبہ قبلہ ہے جسم کا اور شیخ قبلہ ہے روح کا اس کا نام ارادت ہے اگر اس طرح صدق عقیدت کے ساتھ ایک دروازہ پکڑ لے تو اسکو فیض ضرور آئے گا۔ (ملفوظات احمد رضا خان بریلوی ج ۲ ص ۶۷۔ مطبوعہ مدینہ پبلشنگ کمپنی کراچی)

رضا خانی مؤلف آپ کے اعلیٰ حضرت بریلوی نے مندرجہ بالا اپنے ملفوظات کی عبارت میں ہمارے شیخ الہند حضرت مولنا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کے مرثیہ گنگوہی کے شعر کا مطلب خوب واضح فرمایا ہے کہ کعبہ جو قبلہ اجسام تھا ہم وہاں گئے اور حاضری کا حق ادا کیا اس کے بعد اپنے سینہ میں جو عرفانی ذوق اور روحانی شوق کے شعلے بھڑک رہے تھے اس کے بجھانے کے لیے شیخ طریقت رہبر شریعت مرشد کامل شیخ کامل حضرت مولنا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ۔ تو بقول اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے قبلہ ارواح کی ضرورت محسوس ہوئی تو ہم اسکی تلاش میں چل پڑے رضا خانی مؤلف کو ہم نے تو آپ کے سنگین الزام کا جواب آپکے اعلیٰ حضرت بریلوی کے ارشاد سے ہی دیدیا ہے لیکن اب ذرا اپنے بریلوی پیر صاحب کے مرید کی بھی سنتے جایئے کہ وہ تمہیں کیا ارشاد فرمانا چاہتے ہیں وہ بھی سن لیں تا کہ تمہیں مرثیہ گنگوہی کے شعر کو سمجھنے میں بالکل الجھن ہی نہ رہے اور تمھاری الجھن کو ہم نے تلاش کر لیا ہے چنانچہ ایک بریلوی جناب سید پیر جماعت علی شاہ صاحب کی عقیدت ومحبت میں یوں کہہ رہا ہے ملاحظہ فرمائیں:

ترا آستاں ہے وہ آستاں کہ حریف بیت حرام ہے

تیری بارگاہ ہے وہ بارگاہ کہ جو قبلہ گاہ انام ہے

(رسالہ جماعت امرتسر بابت جون 1924ء ص ۷)

رضا خانی مؤلف مندرجہ بالا شعر کی روشنی میں ہمارے شیخ الہند حضرت مولنا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کے مرثیہ گنگوہی کے شعر کا مطلب بالکل واضح ہوگیا ہے جو اس مندرجہ بالا شعر اور آپکے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے ملفوظات کی عبارت کا جواب ہے بس وہی ہمارا جواب ہے کیونکہ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کے آستانہ عالیہ کو بیت اللہ یعنی حرم پاک کہا گیا ہے۔ اور انکی بارگاہ کو بھی قبلہ گاہ انام کہا گیا ہے حتی کہ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کو بریلوی عقیدت مند نے کعبہ اور قبلہ اور حرم پاک برملا کہہ دیا ہے اس سے آپ اپنے عقیدے کے بارے میں خود ہی فیصلہ کریں کہ تم کس طرف بھٹکے جا رہے ہو۔

رضا خانی مؤلف اپنے ایک اور بریلوی کی بھی سنیں وہ بھی آپکو کوئی پیغام دینا چاہتے ہیں اسکا پیغام بھی سماعت فرمالیجیے۔

چنانچہ جناب سید مولوی ایوب علی رضوی بریلوی اپنے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کی مدح سرائی میں یوں ارشاد فرما رہے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

حرم والوں نے مانا تم کو اپنا قبلہ و کعبہ

جو قبلہ اہل قبلہ کا ہے وہ قبلہ نما تم ہو

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدۂ نغمۃ الروح ص ۳۰۔ مطبوعہ مقام اشاعت رضوی کتب خانہ بہاری پور بریلی شریف انڈیا)

رضا خانی مؤلف اب بتاؤ حضرت شیخ الہند مولنا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کے مرثیہ گنگوہی کے شعر کا مطلب اور ترجمہ کچھ سمجھ آیا یا نہیں یقیناً آ گیا ہوگا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی کو پوری دنیا کے انسانوں کا کعبہ اور قبلہ وغیرہ سب کچھ قرار دیا گیا ہے۔ پھر اس سے بڑھکر اور آگے قدم یوں اُٹھاتے ہیں کہ،

عرب میں جا کے ان آنکھوں نے دیکھا جسکی صورت کو

عجم کے واسطے لاریب وہ قبلہ نما تم ہو

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح ص ۳۰)

رضا خانی مؤلف تم نے اپنی کم فہمی کی وجہ سے حضرت شیخ الہند مولنا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کے مرثیہ گنگوہی کے ایک شعر کو اپنی سینہ زوری اور خیانت سے بنیاد بنا کر علماء اہلسنت دیوبند پر گنگوہ کو علماء دیوبند کا کعبہ قرار دینے کا سنگین الزام لگا دیا لیکن اپنے بریلوی مولوی کے عقائد پر بھی نظر ثانی کر لیں یہ تمہیں کیا پیغام دے چکے ہیں اپنے بریلوی مولویوں کے پیغام کی روشنی میں آپ اپنی اصلاح کریں دن قیامت قریب ہے ہر ایک عمل کا حساب ہوگا بے خبر مت رہیں۔ کیونکہ اعلیٰ حضرت بریلوی کو ان کے پیروکاروں نے عرب وعجم کا کعبہ اور قبلہ قرار دیا ہے اس پر آپ خدارا کچھ تو سوچیں اور سمجھیں کہ تم کیا گل کھلا رہے ہو۔

قارئین محترم! رضا خانی مؤلف نے حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولنا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ پر نبوت اور رسالت کا سنگین الزام عائد کر کے قبر وحشر کے نقشہ کو بالکل بھلا دیا اب رضا خانی مؤلف کے اپنے بابا جی سرکار مولوی احمد رضا خان بریلوی کے بارے میں بھی پڑھ لیجئے کہ بریلوی اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کو کیسے اور کس انداز سے مقام نبوت اور رسالت پر بٹھاتے ہیں اور اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کو مقام نبوت اور رسالت سونپنے کے لیے کن کن جزئیات کو بروئے کار لایا گیا حقیقت میں مولوی احمد رضا خان بریلوی حامی شرک وبدعت اور ماحی توحید وسنت کا مصداق ہیں، لیکن بریلوی اپنے اعلیٰ حضرت کے بارے میں عقیدت ومحبت پر مبنی مقام اعلیٰ حضرت بریلوی میں اس قدر غلو اور مبالغہ آرائی کا جہاد عظیم کیا ہے جسے آپ حضرات پڑھکر حیران ہوں گے کہ ان لوگوں نے ایک مولوی کو عامۃ المسلمین کے سامنے کیا بنا کر پیش کرنے چاہتے ہیں حقیقت میں اعلیٰ حضرت بریلوی نے شریعت رسول کے خلاف خود ساختہ عقائد کو رواج دیا ہے۔

آپکو محفوظ رکھا؟

چنانچہ فتاوی رضویہ میں بھی اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے بارے میں یوں تحریر فرمایا گیا ہے ملاحظہ فرمائیں:

غیر شرعی لفظ کبھی زبان مبارک پر نہ آیا اور اللہ تعالی نے ہر لغزش سے آپکو محفوظ رکھا۔

(فتاوی رضویہ جلد ۲ صفحہ ۵۔ مکتبہ علویہ رضویہ مطبوعہ ڈجکوٹ روڈ فیصل آباد)

قارئین کرام! یہ شریعت مطہرہ کی طے شدہ بات ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے سوا کوئی بھی ہر لغزش سے معصوم اور محفوظ نہیں رہتا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم محفوظ ہوتے ہیں اور بریلوی مولویوں نے لفظ لغزش بول کر اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کی نسبت صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی طرف کردی۔ الغرض کہ فتاویٰ رضویہ کی عبارت میں بریلویوں نے اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کی تعریف کرتے ہوئے انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی بھی برملا توہین کی ہے اور مندرجہ بالا فتاویٰ رضویہ جلد دوم صفحہ ۵ کی عبارت میں بریلویوں نے اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کو انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کے تقابل میں ہی پیش کیا ہے۔ یہ صرف انبیاء کرام علیہم السلام کا خاصہ اور مقام ہے یہ مقام کسی اور کو ہرگز حاصل نہیں تو بریلوی حضرات اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کو صرف امتی ہونے تک محدود رکھیں آگے مقام نبوت اور رسالت تک پہنچانے کے لیئے بے جا زور مت لگائیں کیونکہ اسمیں گرفت شدید ہے خدارا کچھ سمجھو اور خوف خدا کرو دنیا میں کیا کرنے آئے ہو اور کیا کیا کر رہے ہو۔ پھر اس کے بعد بریلوی علماء اہلسنت دیوبند کی باتوں سے اس قدر سیخ پا ہو گئے کہ انہوں نے ہمیں اعلیٰ حضرت بریلوی کے مقام کو محدود کرنے کا مشورہ کیوں دیا ہے تو اس سلسلہ میں بریلویوں نے پھر یوں آگے قدم بڑھایا اور برملا لکھدیا کہ اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی خدا تعالی کے شاگرد ہیں۔

شاعری میں کوئی استاذ نہیں؟

پھر ایک مقام پر پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد بریلوی اپنی ایک کتاب میں یوں تحریر فرماتے ہیں لگے ہاتھ وہ بھی پڑھ لیجیے۔

مولنا بریلوی باکمال شاعر تھے وہ تلمیذ رحمن تھے شاعری میں انکا کوئی استاد نہ تھا۔

(مولنا شاہ احمد رضا خان بریلوی کا مختصر سوانحی خاکہ ص ۳۲۔مطبوعہ فیصل آباد)

بریلوی عقیدے والوں کا یہ بھی سراسر جھوٹ ہے کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے کہ:

وماعلمنٰہ الشعر ومایبنغی لہ. (پارہ نمبر ۲۳ سورۃ یٰس آیت نمبر ۷۰)

(ترجمہ) اور ہم نے نبی کو شعر کا علم نہیں سکھایا اور نہ ہی یہ اس کے مناسب تھا۔

ارشاد حق تعالی سے تو ثابت ہو گیا کہ شعر کے علم کو حق تعالی کی پاک ذات نے پسند نہیں فرمایا تو دوسری طرف بریلوی اپنے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کو شاعری میں خدا تعالیٰ کا شاگرد ثابت کرنے کے غلط چکر میں پڑے ہوئے ہیں، لہٰذا بریلویوں کا عقیدہ ارشاد خدا کے سراسر خلاف ہے اور خدا تعالی کی ذات پاک پر بہتان عظیم ہے جس سے بریلوی ہرگز خائف نہیں۔ بلکہ بڑی جرأت اور دلیری سے اس حوالہ کو تحریر کیا ہے لیکن یہ لوگ بخوبی یاد رکھیں کہ بہتان عظیم باندھنے پر انکو آنکھیں بند ہو جانے کے بعد ضرور گرفت ہوگی کہ ہم نے ایک امتی کو بارگاہ خدا میں کیا بنا کر پیش کیا ہے۔

تلمیذ رحمٰن کا تصور

چنانچہ پروفیسر ڈاکٹر محمد مسعود احمد بریلوی ''حیات مولنا احمد رضا خان'' میں یوں ارشاد فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

مولنا بریلوی تلمیذ رحمٰن تھے انہوں نے کسی سے شرف تلمذ حاصل نہیں کیا۔

(حیات مولانا احمد رضا خان بریلوی صفحہ ۱۵۲ مطبوعہ سیالکوٹ)

حضرات گرامی! تلمیذ رحمٰن تو صرف اور صرف انبیاء کرام علیہم السلام ہی ہیں کہ جن کے معلم خود ذات خدا تعالیٰ ہیں تو اس لحاظ سے پھر مولوی احمد رضا خان بریلوی اپنے بریلویوں کیلئے نبی ہوئے۔ اب اگر بریلوی مندرجہ بالا حوالہ کی روشنی میں اپنے اعلیٰ حضرت کو نبی ماننے کو تیار نہیں ہیں تو پھر توجہ کیجئے کہ رحمٰن خدا تعالیٰ کا صفاتی نام ہے اور مسیلمہ کذاب کا لقب بھی رحمٰن تھا تو اب بریلوی حضرات خود ہی فیصلہ کر لیں کہ خدا تعالیٰ کا شاگرد تسلیم کریں تو ان کو نبی ماننا پڑے گا ورنہ اپنے وقت کا مسیلمہ کذاب ثانی تسلیم کریں تو پھر اعلیٰ حضرت بریلوی اپنے وقت کا مسیلمہ کذاب ثابت ہوں گے اب بریلویوں کے لئے دو ہی راستے ہیں انکی مرضی ہے جسکو اختیار کریں یا تو خدا تعالیٰ کا شاگرد تسلیم کر کے اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کو برملا نبی ہونے کا اعلان کر دیں یا پھر اپنے وقت کا مسیلمہ کذاب ثانی ہونے کا واضح اعلان کریں تا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی کی پوزیشن واضح ہو جائے اور حضرات گرامی، تلمیذ رحمٰن والی بات بھی پردۂ خفا میں ہرگز نہ رہے۔ اور مسیلمہ کذاب کے لقب رحمٰن کے بارے میں تفصیل پڑھنے کیلئے ''الاعتبار فی الناسخ والمنسوخ من الآثار'' (از علامہ امام حافظ ابی بکر محمد بن موسیٰ الحازمی الہمدانی رحمۃ اللہ علیہ صفحہ ۱۲۴ باب الجهر بِسْمِ اللهِ الرحمن الرحيم وتركهٔ) میں بسم اللہ بالجہر کے باب کا مطالعہ فرمائیں انشاء اللہ جس کے پڑھنے کے بعد بریلوی تلمیذ رحمٰن کا حوالہ تحریر کرنے سے یقیناً باز آ جائینگے۔

قارئین محترم! آپ حضرات رضا خانی بریلوی عقائد کا گہرائی سے مطالعہ کریں تو آپ کو یقیناً رضا خانی بریلوی عقائد قرآن وسنت سے متصادم ومتضاد نظر آئیں گے کیونکہ ان کے اکثر وبیشتر مسائل قرآن وسنت کے بالکل خلاف ہیں کیونکہ رضا خانی بریلویوں نے تو بس اعلیٰ حضرت بریلوی کی تعلیمات کو خوب پہلے باندھ رکھا ہے اور قرآن وسنت کی تعلیمات کو تو ان حضرات نے یقیناً پسِ پشت ڈال دیا ہے اور کوئی رضا خانی بریلوی اعلیٰ حضرت بریلوی کی تعلیمات کے مقابلے میں قرآن وسنت کی بات تو سُننے کو ہرگز تیار نہیں یہ لوگ اس قدر متشدد ومتعصب ہوتے ہیں کہ جس کی مثال ملنا مشکل ہے۔

تو یہاں پر ایک لطیفہ بھی پڑھ لیجیئے

بندہ ایک مرتبہ اپنے ایک دوست حضرت مولانا سعید الرحمٰن صاحب تنویر مدظلہ مالک مدنی کتب خانہ نور مارکیٹ اُردو بازار گوجرانوالہ بعد نماز عصر بیٹھا ہوا حضرت کے ساتھ چائے پی رہا تھا اتنے میں ایک شخص آیا اور آ کر کہنے لگا کہ ایک ایسی کتاب دے دو جو غیر مقلدین کے خلاف لکھی گئی ہو تو بندہ نے اپنے دوست سے کہا کہ تم چائے ڈالو میں اس کو کتاب اُٹھا کر دیتا ہوں۔ تو بندہ نے اس شخص کو احسن الکلام اٹھا کر دے دی تو پھر اس شخص نے کہا کہ ایک ایسی بھی کتاب دے دو جو دیوبندیوں کے خلاف لکھی گئی ہو تو بندہ نے کتاب دیوبندی مذہب اُٹھا کر دے دی تو وہ شخص پیسے دے کر جب جانے لگا تو ایک دم واپس ہوا اور کہنے لگا کہ جی پہلے مجھے یاد نہیں رہا کہ تم ایسا کرو ایک کتاب ایسی بھی دے دو جو بریلوی عقائد کے خلاف لکھی گئی ہو۔ تو بندہ نے اس کو قرآن مجید اُٹھا کر دے دیا اور وہ اس قدر ناراض ہوا کہ اس نے تمام کتابیں واپس کر دیں کہ میں کوئی کتاب بھی لے کر نہیں جاؤں گا۔ بس یہ ایسے ہوتے ہیں ان کو خدا ہی سمجھائے یہ کسی انسان سے ہرگز نہ سمجھیں گے کیونکہ یہ اپنے آپ کو نہیں سمجھے۔

رضاخانی مؤلف کا باطل خیال

رضاخانی مؤلف نے اپنے پیشوا کی رضاخانی تعلیمات پر عمل کرتے ہوئے علماء اہلسنت دیوبند کثر اللہ تعالیٰ جماعتہم کے شیخ المشائخ امام المحدثین شیخ الہند حضرت مولنا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کے مرثیہ گنگوہی کے صفحہ ۱۷ کے شعر سے ایک باطل مطلب اخذ کیا ہے اور عامۃ المسلمین کو علماء اہلسنت دیوبند کے بارے میں سراسر غلط مفہوم پیش کیا ہے رضاخانی مؤلف کا مرثیہ گنگوہی سے نقل کردہ خیانت پر مبنی شعر ملاحظہ فرمائیں:

رضاخانی مؤلف کی خیانت

یہاں سے ساتھ لے چلنا ہمارا بات ہی کیا تھی
تیرے صدقے وہاں بھی ہو ہی جاتا فضل یزدانی

(مرثیہ گنگوہی ص ۱۷)

حضرات گرامی! رضاخانی مؤلف کے تقویٰ کا بخوبی اندازہ فرمائیں کہ مرثیہ کے صفحہ نمبر ۱۷۔ کا شعر نقل کرنے میں بھی خیانت سے کام لیا حالانکہ مرثیہ گنگوہی کا مکمل شعر یوں ہے جو کہ درج ذیل ہے اسے بغور پڑھ لیجیے تا کہ آپ پر رضاخانی مؤلف کا تقویٰ واضح ہو جائے۔

مرثیہ گنگوہی کا مکمل شعر

یہاں سے ساتھ لے چلنا ہمارا بات ہی کیا تھی

ترے صدقہ سے واں بھی ہو ہی جاتا فضل یزدانی

(مرثیہ گنگوہی صفحہ ۱۷)

قارئین محترم! مرثیہ کے صفحہ نمبر ۱۷ کے شعر پر رضاخانی مؤلف نے اپنے رضاخانی مزاج شریف کے مطابق یہ سرخی قائم کر ڈالی کہ ''دیوبندیوں کا شافع محشر''۔

(بلفظہ دیوبندی مذہب صفحہ ۳۷۔ طبع دوم)

حالانکہ رضاخانی مؤلف کا عامۃ المسلمین کو علماء اہلسنت دیوبند کے بارے میں یہ تأثر پیش کرنا بالکل باطل ہے کیونکہ شریعت اسلامیہ کے قوانین کے تحت مرثیہ کا شعر بالکل بے غبار اور اپنے مفہوم اور معنی میں واضح ہے کہ جسمیں کسی قسم کا غلط مفہوم ہرگز ثابت نہیں ہوتا اور مرثیہ کے شعر کا اسلامی مفہوم تو بالکل صاف ظاہر ہے کہ ہمارے شیخ المشائخ امام المحدثین شیخ الہند حضرت مولنا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے مرثیہ گنگوہی کے شعر میں یہ بیان کیا ہے کہ امام الفقہاء قطب الاقطاب امام ربانی حضرت مولنا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے صدقہ سے یعنی کہ انکی برکت سے ان کے طفیل ان کے توسل یعنی کہ وسیلہ سے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک وہاں بھی اپنا فضل وکرم فرمائیں گے لیکن رضاخانی مؤلف نے مرثیہ کا شعر نقل کرتے وقت لفظ صدقہ کے آگے حرف سے کو حذف کر دیا حالانکہ لفظ صدقہ کے آگے حرف سے مرثیہ کے شعر کے بے غبار اور بے داغ ہونے پر شہادت دے رہا ہے اور یہ بات بھی اہل علم پر مخفی نہیں کہ۔ تھا۔ تھی۔

ہیں۔ ہے۔ سے۔ کا۔ کی۔ کے۔ وغیرہ حروف جملہ تام کیلئے استعمال ہوتے ہیں۔

اور اس رضاخانی مؤلف نے لفظ صدقہ سے آگے حرف سے ''کو'' سرے سے ہی نکال دیا جو کہ سراسر علمی خیانت ہے اور ہمارے شیخ المشائخ شیخ الہند امام المحدثین حضرت مولنا محمود حسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ نے مرثیہ گنگوہی کے شعر میں مسئلہ توسل یعنی کہ مسئلہ وسیلہ کو بیان کیا ہے تو اللہ تعالی کے فضل وکرم سے علماء اہلسنت دیو بند جبکہ امام الانبیاء حبیب کبریاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وصحابہ کرام رضی اللہ عنہم وتابعین عظام رحمۃ اللہ علیہم وتبع تابعین اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کے وسیلہ کے قائل ہیں تو پھر رضاخانی مؤلف نے کس خوشی میں مرثیہ گنگوہی پر فرسودہ اعتراض کیا اور خواہ مخواہ آنکھیں بند کر کے مرثیہ کے بے غبار شعر کو غلط ثابت کرنے پر ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا۔

الغرض کہ علماء اہلسنت دیو بند کے مرثیہ کا شعر مذکور کسی پہلو کے اعتبار سے بھی شرعاً قطعاً قابل گرفت نہیں اور مرثیہ کے شعر مذکور کو قابل گرفت تصور کرنا اور قابل گرفت سمجھنا ہی رضاخانی مؤلف کی کوتاہ فہمی کی دلیل ہے کیونکہ مرثیہ گنگوہی کے شعر میں حضرت شیخ الہند مولنا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ وسیلہ کو بیان کیا جسکی تفصیل آپ حضرات وسیلہ کے بارے میں علماء اہلسنت دیو بند کا اسلامی عقیدہ پڑھ لیجئے کہ جسکو علماء اہلسنت دیو بند نے اپنے عقائد کی معتبر اور مستند کتاب بنام **المہند علی المفند** یعنی عقائد علماء اہلسنت دیو بند میں تحریر کیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

سوال (۱) هل للرجل ان يتوسل فی دعواته بالنبی صلی الله عليه وسلم بعدالوفات ام لا؟

(۲) ايجوزالتوسل عندكم بالسلف الصلحين من الانبياء والصديقين والشهداء واولياء رب العلمين ام لا؟

(ترجمہ) کیا وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا توسل لینا دعاؤں میں جائز ہے یا نہیں؟

تمہارے نزدیک سلف صالحین یعنی انبیاء صدیقین اور شہداء واولیاء اللہ کا توسل بھی جائز ہے

یا نا جائز؟

الجواب :. عندنا وعند مشائخنا یجوز التوسل فی الدعوات بالانبیاء والصالحین من الاولیاء والشھداء والصدیقین فی حیوتھم وبعدوفاتھم بان یقول فی دعائه. اللّٰھم انی اتوسل الیک بفلان ان تجیب دعوتی وتقضی حاجتی الی غیر ذالک کماصرح به شیخنا ومولانا الشاہ محمداسحٰق الدھلوی ثم المھاجر المکی ثم بینه فی فتاواہ شیخنا ومولانا رشیداحمدالگنگوھی رحمة اللہ علیھما وفی ھذاالزمان شائعةمستفیضةبایدی الناس وھذہ المسئلةمذکورةعلی صفحة۹۳ من الجلد الاول منھافلیراجع الیھامن شاء.

جواب: ہمارے نزدیک اور ہمارے مشائخ کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء وصلحاء واولیاء وشھداء وصدیقین کا توسل جائز ہے۔ ان کی حیات میں یا بعد وفات، بایں طور کہ کہیے یا اللہ میں بوسیلہ فلاں بزرگ کے تجھ سے دعا کی قبولیت اور حاجت براری چاہتا ہوں اسی جیسے اور کلمات کہیے چنانچہ اس کی تصریح فرمائی ہے ہمارے شیخ مولنا شاہ محمد اسحاق دہلوی ثم مہاجر المکی نے، پھر مولنا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہما نے بھی پنے فتاوی میں اس کو بیان فرمایا ہے جو چھپا ہوا آج کل لوگوں کے ہاتھوں میں موجود ہے۔ اور یہ مسئلہ اس کی پہلی جلد کے صفحہ ۹۳ پر مذکور ہے۔ جس کا جی چاہے دیکھ لے۔ (المہند علی المفند صفحہ ۳۰۔۳۱ مطبوعہ لاہور)

حدیث شریف سے توسل کا ثبوت

عن عثمان بن حنیف (رضی اللہ عنه) ان رجلاضریر البصر اتی النبی صلی اللہ علیه وسلم فقال ادع اللہ لی ان یعافینی فقال إن شئت اخرت لک وھو خیر وإن شئت دعوت فقال ادعه فامرہٗ ان یتوضا فیحسن وضوءہٗ ویصلی رکعتین ویدعو بھٰذا الدعا اللھم انی اسئلک واتوجه الیک بمحمد نبی الرحمة. یا محمد انی قد توجھت بک الٰی ربی فی حاجتی ھذہ لِتقضٰی اللھم فشفعه

لی. قال ابو اسحق هذا حديث صحيح. (ابن ماجه ص ۹۹ با ما جآء فى صلوة الحاجة)

ترجمہ اور فوائد'' نشر الطیب مصنفہ حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کئے جاتے ہیں۔

سنن ابن ماجہ میں باب صلوۃ الحاجۃ میں عثمان بن حنیف رضی اللہ عنہ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نابینا، نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا، کہ دعاء کیجئے اللہ تعالیٰ مجھ کو عافیت دے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اگر تو چاہے تو اس کو ملتوی رکھوں اور یہ زیادہ بہتر ہے، اور اگر تو چاہے تو دعا کر دوں۔ اس نے عرض کیا کہ دعا ہی کر دیجئے آپ نے اس کو حکم دیا کہ وضو کرے اور اچھی طرح وضو کرے۔ اور دو رکعت پڑھے اور یہ دعاء کرے کہ اے اللہ میں آپ سے درخواست کرتا ہوں اور آپ کی طرف متوجہ ہوتا ہوں۔ بوسیلہ محمد ﷺ نبی رحمت کے۔ اے محمد میں آپ کے وسیلے سے اپنی اس حاجت میں اپنے رب کی طرف متوجہ ہوا ہوں۔ تا کہ وہ پوری ہو جائے، اے اللہ آپ کی شفاعت میرے حق میں قبول کیجئے۔

(ف) اس سے توسل صراحۃً ثابت ہوا۔ اور چونکہ آپ کا اس کے لئے دعا فرمانا کہیں منقول نہیں۔ اس سے ثابت ہوا کہ جس طرح توسل کسی کی دعاء کا جائز ہے اسی طرح دعاء میں کسی کی ذات کا بھی جائز ہے۔ اھ

(نشر الطیب صفحہ ۲۴۸)

انجاح الحاجة (حاشیہ ابن ماجہ) میں ہے کہ اس حدیث کو نسائی، اور ترمذی نے کتاب الدعوات میں نقل کیا ہے اور ترمذی نے حسن صحیح کہا ہے۔ اور بیہقی نے تصحیح کی ہے اور اتنا زیادہ کہا ہے کہ وہ کھڑا ہو گیا اور بینا ہو گیا۔ (حوالہ بالا)

عن مصعب بن سعد عن ابيه انه ظن ان له فضلا على من دونه من اصحاب النبى صلى الله عليه وسلم فقال النبى صلى الله عليه وسلم انما نصر الله هذه الامة بضعفا ئها ودعوتهم واخلاصهم. رواه النسائى- وهو عند البخارى فقال رسول الله صلى الله عليه وسلم هل تنصرون وترزقون

الابضعفائکم . (مشکوۃ شریف صفحہ ۴۴۶)

(ترجمہ) حضرت سعد رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں۔ کہ مجھے خیال آیا کہ دوسرے صحابہ رضی اللہ عنہم پر مجھے فضیلت ہے۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالی اس امت کی مدد فرماتے ہیں اس کے کمزور بندوں اور ان کی دعاؤں واخلاص کے طفیل۔ روایت کیا اس کو نسائی نے۔ صحیح بخاری کی روایت میں ہے۔ تم کو نصرت اور رزق دیا جاتا ہے کمزوروں کے طفیل۔

(ف) اس حدیث سے ثابت ہوا کہ اللہ تعالی کے مقبول بندوں کی ذات اور اعمال واخلاص کے وسیلہ سے مدد مانگنا جائز ہے۔

جمہور اہلسنت والجماعت حنفیہ شافعیہ وغیرہما کے نزدیک بزرگوں کی ذوات واعمال سے توسل کرنا جائز ہے۔

امام شافعیؒ سے توسل کا ثبوت

ابوبکر بن خطیب علی بن میمون سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام شافعیؒ کو یہ کہتے سنا کہ میں امام ابوحنیفہؒ کے وسیلہ سے برکت حاصل کرتا ہوں۔ ہر روز ان کی قبر پر زیارت کے لئے حاضر ہوتا ہوں اور اس کے قریب اللہ تعالی سے حاجت روائی کی دعا کرتا ہوں۔ اس کے بعد جلد میری مراد پوری ہو جاتی ہے۔

(تاریخ خطیب: ص ۱۲۳، ج ۱)

حضرت شاہ محمد اسحٰق دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے توسل کا ثبوت

دعاء بایں طور" کہ الٰہی بحرمت نبی وولی حاجت مرا روا کن" جائز است۔ (مائۃ مسائل: ص ۲۱)

حضرت مولنا رشید احمد گنگوہیؒ سے توسل کا ثبوت

الجواب: چونکہ اب بندہ سے سوال کیا گیا ہے تو مختصر لکھنا ضروری ہوا۔ استغاثہ (توسل) کے تین معنی

ہیں: ۱۔ایک یہ کہ حق تعالی سے دعاء کرے کہ بحرمت فلاں میرا کام کردے۔ یہ بالاتفاق جائز ہے۔خواہ عند القبر ہو خواہ دوسری جگہ، اس میں کسی کو کلام نہیں۔

۲۔دوسری یہ کہ صاحب قبر سے کہے (خدا کا نام چھوڑ کر) تم میرا کام کردو، یہ شرک ہے۔خواہ قبر کے پاس کہے خواہ دور کہے۔اھ (فتاوی رشیدیہ ج ا ص ۹۳)

عن انس بن مالک رضی الله عنه ان عمر بن الخطاب (رضی الله عنه) كان اذا قحطوا استسقى بالعباس بن عبدالمطلب رضی الله عنه فقال اللّٰهم انا كنا نتوسل اليک بنبينا صلی الله عليه وسلم فتسقينا قال وانا نتوسل اليک بعم نبينا فاسقنا فيسقون . (بخاری شریف جلدا صفحہ ۱۳۷)

(ترجمہ) حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا معمول تھا کہ جب قحط ہوتا تو حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے توسل سے دعاء باران کرتے اور کہتے کہ اے اللہ ہم اپنے پیغمبر ﷺ کے ذریعے سے آپ کے حضور میں توسل کیا کرتے تھے اور اب اپنے نبی ﷺ کے چچا کے ذریعے سے آپ کے حضور میں توسل کرتے ہیں۔سو ہم کو بارش عنایت کیجئے، سو بارش ہو جاتی تھی۔روایت کیا اس کو بخاری نے۔اھ

اس لیئے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کا مقصود اس توسل سے اول تو اس طرف اشارہ کرنا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے توسل کی دو صورتیں ہیں۔ایک یہ کہ بلا واسطہ آپ سے توسل کیا جائے۔دوسرے یہ کہ آپ کے قرابت حسیہ یا قرابت معنویہ سے تعلق دار کیواسطے سے توسل کیا جائے۔چنانچہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔اس حدیث سے غیر نبی کیساتھ بھی توسل جائز نکلا جب کہ اس کو نبی سے کوئی تعلق ہو۔قرابت حسیہ کا یا قرابت معنویہ کا۔تو توسل بالنبی کی ایک صورت یہ بھی نکلی۔اور اہل فہم نے کہا ہے کہ اس پر متنبہ کرنے کے لیئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل کیا۔نہ اس لیئے کہ پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم سے وفات کے بعد توسل جائز نہ تھا۔جب کہ دوسری روایت سے اس کا جواز ثابت ہے۔اھ۔ (نشر الطیب :ص ۲۵۰)

دوسرے یہ شبہ ہو سکتا تھا۔ کہ شاید توسل کرنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص ہے آپ کے سواء کسی اور شخص کے ساتھ توسل جائز نہیں ۔ اس شبہ کا ازالہ کرنے کے لیئے حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے توسل کیا۔ تاکہ معلوم ہو جائے کہ دوسرے صلحاء کے ساتھ بھی توسل جائز ہے۔

قارئین محترم! رضا خانی مؤلف نے مرثیہ گنگوہی کے صفحہ نمبر ۱۷ کے مندرجہ ذیل شعر پر اس قدر ریخ پا ہوئے کہ پر کا پرندہ بنا دیا۔

ترے صدقہ سے واں بھی ہو ہی جاتا فضل یزدانی

(مرثیہ گنگوہی ص ۱۷)

جبکہ مرثیہ گنگوہی کے شعر میں اس بات کی صراحت ہے کہ ترے صدقہ سے واں بھی ہو ہی جاتا فضل یزدانی تو اس مندرجہ بالا شعر میں رضا خانی مؤلف نے لفظ صدقہ پر بے جا اعتراض کیا ہے حالانکہ علماء اہلسنت دیوبند کی کتب میں اس بات کی تصریح ہے کہ لفظ ترے صدقہ سے، تیرے طفیل سے، تیرے وسیلہ سے، تیری برکت سے دعا کرنا بلا کراہت جائز ہے جیسا کہ بندہ نے تفصیلی فتویٰ سابقہ اوراق پر المہند علی المفند عقائد علماء دیوبند پر مبنی کتاب سے نقل کر دیا ہے اور اس کے علاوہ روایت بخاری شریف اور حدیث شریف کی کتاب ابن ماجہ، فتاویٰ رشیدیہ، تاریخ خطیب ماۃ مسائل از حضرت مولانا شاہ اسحاق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اور نشر الطیب کے حوالہ جات سے ثابت کر چکا ہے کہ علماء دیوبند کے نزدیک دعاؤں میں انبیاء کرام علیہم السلام اور صلحاء و اولیاء اللہ و شہداء اور صدیقین کا توسل جائز ہے تو پھر لفظ صدقہ سے دُعا کرنے پر رضا خانی مؤلف کا اعتراض سراسر باطل ہے۔

لیکن ہم نے اللہ تعالی کے فضل و کرم سے مرثیہ گنگوہی کے شعر کو دلائل قاطعہ اور براہین ساطعہ سے شرعی قوانین کے تحت بالکل بے غبار ثابت کیا ہے اور ہماری تمام تر تفصیلات کے باوجود اگر رضا خانی مؤلف کو اطمینان نصیب نہیں ہوا تو پھر بھی علماء اہلسنت دیوبند کے مرثیہ کے شعر کو رضا خانی تعلیمات کے ترازو میں

وزن کر رہا ہے تو لیجئے پھر ہم رضا خانی مؤلف کی خدمت میں بریلوی مولویوں کے چند اشعار پیش کرتے ہیں کہ ان تمام رضا خانی اشعار کی روشنی میں علماء اہل سنت دیوبند کے مرثیہ صفحہ نمبر ۱۷ کے شعر کا ترجمہ اور مفہوم سمجھیں اور اپنے رضا خانی اشعار پر نگاہ کریں اور ان تمام اشعار کا بغور مطالعہ کریں تو پھر فیصلہ فرمائیں کہ مرثیہ علماء اہلسنت دیوبند کے شعر پر فرسودہ اعتراض کرنے کا کاروبار کیسا۔ رہا آپ سر دست رضا خانی بریلوی مولویوں کے اشعار ملاحظہ فرمائیں رضا خانی بریلوی مولویوں کے اشعار پڑھیں تا کہ آپ پر یہ بات واضح ہو جائے کہ سب کچھ یہ حضرات اپنے پیروں اور مولویوں ہی سے مانگتے ہیں اور خدا تعالی کا نام تو صرف بطور برکت کے استعمال فرماتے ہیں کیونکہ جب رضا خانی مولوی ہر مشکل پیروں اور مشائخ سے پوری کراتے ہیں تو ان حضرات کی کون سی چیز باقی رہ جاتی ہے جو یہ ذات خدا سے مانگتے ہیں۔ رضا خانی بریلوی مؤلف مرثیہ گنگوہی کے صفحہ ۱۷ کے شعر کا دندان شکن جواب اپنے بریلوی مولویوں کے اشعار کی روشنی میں بخوبی سمجھ لیں تا کہ ہر قسم کی ذہنی الجھن بالکل دور ہو جائے اور جس لفظ صدقہ پر تم پریشان ہو رہے ہو اسی لفظ صدقہ کو اپنے بریلوی مولویوں کے اشعار کی روشنی میں بخوبی سمجھ لو تو بندہ رضا خانی مؤلف کو مرثیہ گنگوہی کے صفحہ ۱۷ کے شعر کا مطلب اور ترجمہ سمجھانے کے لیئے تمہارے مولویوں کے اشعار تھوک کے حساب سے نقل کر رہا ہے تا کہ ان کو سمجھو اور پھر غور و فکر کرو کہ تم کس طرف بھٹکے جا رہے ہو۔ لہذا مرثیہ گنگوہی صفحہ ۱۷ کے شعر کے جواب میں بریلوی اشعار ملاحظہ فرمائیں اور رضا خانی بریلوی کے پھولوں کی خوشبو سونگھیئے:

تو مصطفیٰ کے فضل سے مسند نشین غوث ہے ☆ کر قادری صدقہ عطا یا سیدی احمد رضا

اچھے میاں کے صدقہ میں میاں اچھاڑوں کو تو کرے ☆ داتا ترا نوری بھلا یا سیدی احمد رضا

آل رسول احمدی کے صدقے میں یا مرشدی ☆ بندہ مجھے اپنا بنا یا سیدی احمد رضا

صدقہ میں نور اللہ کے تو نور سر تا پا بنا ☆ دے ڈال صدقہ نور کا یا سیدی احمد رضا

تیرے مقدس ہاتھ میں میں نے دیا ہے اپنا ہاتھ ☆ رکھ لاج اسکی سردار یا سیدی احمد رضا

جب جان کنی کا وقت ہو رہزنی شیطاں کرے ☆ حملہ سے اس کے لے بچا یا سیدی احمد رضا

روز قیامت لوگوں میں جب شور رستاخیز ہو ☆ دامن میں اپنے لے چھپا یا سیدی احمد رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح ص ۶۔ مطبوعہ رضوی کتب خانہ بہاری پور بریلی انڈیا)

قادریو تم کو مژدہ سر پہ ہیں غوث الوریٰ ☆ رضویو خوش ہو کہ حامی ہیں شہ احمد رضا

دو جہاں میں سر پہ سایہ ہے جناب غوث کا ☆ نزع و محشر میں حفاظت کرنے والے میں رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح ص ۷۔ مطبوعہ بریلی انڈیا)

ہاتھ میں جب ایسا دامن ہے تو کیوں مایوس ہوں ☆ یہ وسیلے تو بڑھا دیتے ہیں ہمت اور بھی

جس کا ہے کوئی وسیلہ اس کو ہے دونی امید ☆ رحمتیں اسکی طرف کرتی ہیں سبقت اور بھی

یوں تو اسکی رحمتیں ہیں عاصیوں ہی کے لیئے ☆ ہو گی پیاروں کی شفاعت کی حمایت اور بھی

جو وسیلہ لے کے حاضر ہو گا اس دربار میں ☆ دوڑ کر لے گی اُسے آغوش رحمت اور بھی

اپنے اپنے پیشوا کے ساتھ سب ہوں گے وہاں ☆ تھامے دامان پیران طریقت اور بھی

ایسے بدر ہا ہوں گے ان اچھوں کے طفیل

دانت سے دابیں گے سب انگشت حیرت اور بھی

مژدہ اے وابستگان رشتہ ہائے سلسلہ ☆ اس ذریعہ سے قوی ہوتی ہے نسبت اور بھی

مغفرت کے گرچہ صد ہا وسیلے آئے مذاق ☆ پیر کا دامن ہے اِک بخشش کی صورت اور بھی

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح صفحہ ۱۴۔

مقام اشاعت رضوی کتب خانہ بہاری پور بریلی شریف انڈیا)

جان و دل اولیاء حضرت احمد رضا ☆ نائب غوث الوریٰ حضرت احمد رضا

محو خطائیں کرو ہم پہ عطائیں کرو ☆ اب تو حجاب اُٹھ گیا حضرت احمد رضا

خدمت دیں کے صدقے آپکو سب کچھ ملے

ہو مرا حصہ عطا حضرت احمد رضا

مرتے نہیں اولیاء اُن کی فنا ہے بقا ☆ زندہ ہیں واللہ رضا حضرت احمد رضا

ملنے میں ہے دیر کیا ہاتھ کرم کے اُٹھا ☆ اے مرے حاجت روا حضرت احمد رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح ص ۲۰۔ مطبوعہ بریلی انڈیا)

مورے پیارے رضا تورے آگے میں لایا ہوں خالی گاگریا

صدقہ شہِ بغداد کا بھر دے برکات سے موری گاگریا

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح ص ۳۶۔ مطبوعہ بریلی انڈیا)

دیکھو رضا کے در سے فیض عام جاری ہے ☆ مخلوق لا رہی ہے احمد رضا کی گاگر

زمزم کا اس میں پانی کوثر کا اسمیں شربت ☆ جنت سے آ رہی ہے احمد رضا کی گاگر

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح ص ۳۷۔ مطبوعہ بریلی انڈیا)

خواجہ کے دریائے کرم سے قیس چلو بھر لائیں گے گاگریا

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح ص ۳۸۔ مطبوعہ بریلی انڈیا)

گدائے دہر کو جو ایک ساعت میں کرے سلطاں ☆ وہ اِک قطرہ ہے عبدالمصطفیٰ کی پیاری گاگر کا

چمن پھولا کھلیں کلیاں غزل خواں ہو گئی بلبل ☆ ملا قطرہ جو اس ابر سخا کی پیاری گاگر کا

ہزاروں پینے والے مست ہو بیٹھے ہیں پی پی کر

نرالا فیض ہے میرے پیار کی پیاری گاگر کا

ملک حور و پری جن و بشر آپس میں خوش ہو کر ☆ نظارہ کرتے ہیں احمد رضا کی پیاری گاگر کا

ملے دربار سے صدقہ گدائے سیف حاضر ہے ☆ بھلا ہو آپ سے شان عطا کی پیاری گاگر کا

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح ص ۳۸-۳۹۔ مطبوعہ بریلی انڈیا)

صدقے تری گاگر کے کیا نور برستا ہے ☆ کس شان سے اٹھی ہے اے پیارے رضا گاگر

ایمان میں جان آئے مل جائے جو اک قطرہ ☆ بیشک ہے بھرا تجھ میں وہ آب لقا گاگر

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح ص ۴۰۔ مطبوعہ بریلی انڈیا)

ہیں اچھے میاں آج تشریف فرما ☆ یہ ہے ان کے احمد رضا خاں کا صندل

نہ بھٹکو اِدھر آؤ اَے دردمندوں ☆ یہ ہے مرہم راحت جاں کا صندل

برستی ہے رحمت چمکتی ہے قسمت ☆ یہ ہے باعطا ابرنیساں کا صندل

الٰہی میرے پیر و مرشد کا صدقہ ☆ ہو درماں میرے درد پنہاں کا صندل

زمیں کا دماغ آسماں پر نہ کیوں ہو ☆ کہ اُٹھا ہے سلطان ذیشاں کا صندل

ہیں فردوس کے حور و غلماں بھی شامل ☆ کہ ہے قیس احمد رضا خاں کا صندل

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح ص ۴۰-۴۱ مطبوعہ بریلی انڈیا)

درد دکھ کی دے دوا احمد رضا ☆ جان صدقے دل فِدا احمد رضا

درد کی کچھ کردو احمد رضا ☆ میری دل کو دے شفا احمد رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح ص ۴۴۔ مطبوعہ بریلی انڈیا)

تیرے صدقہ خاتمہ ایماں پہ ہو ☆ ابن اسماعیل کا احمد رضا

فضل سے آقا کے شافع آپ ہیں ☆ بعد غوث انبیاء احمد رضا

میری میرے اقربا احباب کی ☆ التجا ہے التجا احمد رضا

حشر کے دن جب کہیں سایہ نہو ☆ اپنے سایہ میں چلا احمد رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح ص ۴۶-۴۷ مطبوعہ بریلی انڈیا)

دونوں عالم میں ہے تیرا آسرا ☆ ہاں مدد فرما شہا احمد رضا
حشر میں جب ہو قیامت کی تپش ☆ اپنے دامن میں چھپا احمد رضا
جب زبانیں سوکھ جائیں پیاس سے ☆ جام کوثر کا پلا احمد رضا
اور جو احباب سنی ہیں میرے ☆ سب پہ ہو فضل خدا احمد رضا
میرے دل کی سب مرادیں دیجئے ☆ واسطہ ہے غوث کا احمد رضا
سر شیطان سے بچاؤ وقت نزع ☆ میری ایماں کو شہا احمد رضا
تجھ سے تجھکو مانگتا ہے اعظمی ☆ اس کو کرلے اپنا یا احمد رضا
نور منگتا ہے ترے در کا شہا ☆ نور فرمادے عطا احمد رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح ص ۴۸۔ مطبوعہ رضوی کتب خانہ بہار پور بریلی انڈیا)

اب رضاخانی مؤلف کی خدمت میں گذارش ہے کہ مندرجہ بالا مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح کے رضاخانی اشعار کا جو جواب آپ کا ہے پس وہی جواب علماء اہلسنت دیوبند کے مرثیہ گنگوہی کے شعر کا جواب ہے۔

سینہ زوری کی عجیب حرکت

رضاخانی مؤلف نے اپنے خاص مشن کے مطابق مرثیہ علماء اہلسنت دیوبند قطب الاقطاب حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمت اللہ علیہ کے ملفوظات طیبات بنام شمائم امدادیہ اور امداد المشتاق کے حوالے سے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۳۷۔ ۲۰۳۔ ۲۴۴۔ ۳۶۳۔ ۴۳۲۔ پر رضاخانی سینہ زوری کا مظاہرہ کرتے ہوئے اشعار تو نقل کر دیئے مگر ان اشعار سے قبل شمائم امدادیہ اور امداد المشتاق کے اشعار سے متعلق تحریر شدہ طویل ترین ملفوظ کی عبارت کو حکم اعلیٰ حضرت بریلوی سمجھ کر نظر انداز کر دیا تا کہ عامۃ المسلمین کی رہنمائی

کرنے کی بجائے انکو رضا خانی فعل پیش کیا جا سکے اب رضا خانی مؤلف کی خیانت پر مبنی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

رضا خانی مؤلف کی خیانت

(۱)

بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا ☆ آپکا داماں پکڑ کر یوں کہوں گا برملا

اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

(شمائم امدادیہ بلفظہ دیوبندی مذہب ۳۷ طبع دوم)

نوٹ: شمائم امدادیہ کے مندرجہ بالا شعر کی عبارت اور مرثیہ گنگوہی کے صفحہ نمبر ۱۷ کے شعر کی عبارت پر رضا خانی مؤلف نے دونوں پر یہ سرخی قائم کی کہ "دیوبندیوں کا شافع محشر"۔

(بلفظہ دیوبندی مذہب صفحہ ۳۷)

(۲)

اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا ☆ آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا

تم سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجا ☆ بلکہ دن محشر کے بھی جسوقت قاضی ہو خدا

آپ کا دامن پکڑ کر یوں کہوں گا برملا ☆ اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

(شمائم امدادیہ ۱۶۵ بلفظہ دیوبندی مذہب ۲۰۳ طبع دوم)

(۳)

تم ہوائے نور محمد خاص محبوب خدا ☆ ہند میں ہو نائب حضرت محمد مصطفیٰ

تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا ☆ عشق کی پرسن کے باتیں کانپتے ہیں دست و پا

اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا ☆ آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا

(امداد المشتاق ۱۱۶۔ بلفظہ دیوبندی مذہب ۲۴۴۔)

(٤)

تم ہوائے نور محمد خاص محبوب خدا ☆ ہند میں ہو نائب حضرت محمد مصطفیٰ
تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا ☆ عشق کی پر تن کے باتیں کانپتے ہیں دست وپا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا ☆

(شمائم امدادیہ ۱۶۵۔ بلفظہ دیوبندی مذہب ۳۶۳ طبع دوم)

اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا ☆ آسرا دنیا میں ہے ازبس تمہاری ذات کا
تم سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجا ☆ بلکہ دن محشر کے بھی جسوقت قاضی ہو خدا
آپکا دامن پکڑ کر یوں کہوں گا برملا ☆ اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

(شمائم امدادیہ ۱۶۶۔ بلفظہ دیوبندی مذہب ۴۳۲ طبع دوم)

مندرجہ بالا علماء اہلسنت دیوبند کی کتاب شمائم امدادیہ اور امداد المشتاق اور مرثیہ گنگوہی کے اشعار کا تفصیلی جواب بریلوی کتاب کے اشعار کی روشنی میں ملاحظہ فرمائیں

قارئین کرام: رضاخانی مؤلف کا کچھ عجیب ذوق ہے کہ شمائم امدادیہ اور امداد المشتاق سے نقل کردہ اشعار جبکہ کتاب میں ایک ہی صفحہ پر موجود تھے تو رضاخانی مؤلف نے محض اپنی رضاخانی جذبات کو تسکین دینے کی خاطر اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا، اس شعر کو اور اس کے ساتھ بقیہ اشعار رضاخانی مؤلف نے اپنی کتاب کے مختلف صفحات پر نقل کیئے ہیں ہم نے نمونہ کے طور پر جس ترتیب سے اشعار رضاخانی مؤلف نے اپنی کتاب میں نقل کیئے ہم نے بھی اس ترتیب سے انہی صفحات سے اشعار کو نقل کر کے آپ حضرات پر یہ بات واضح کردی ہے کہ رضاخانی مؤلف نے ایک ہی حوالہ کو بار بار اپنی کتاب کے مختلف

صفحات پر تحریر کر کے کتاب کی ضخامت بڑھا کر اپنے چند رضا خانی بریلویوں سے داد تحسین حاصل کی لیکن ان رضا خانی بریلویوں کی سمجھ بوجھ پر ہم حیران ہیں کہ ایک ہی حوالہ کوئی بار تحریر کرنے پر اور خیانت پر مبنی حوالہ جات کو نقل کرنے پر رضا خانی بریلوی اپنے مولوی کی کتاب کے بارے میں '' دیوبندی مذہب کا علمی محاسبہ '' کا تصور کیئے بیٹھے ہیں حالانکہ اس رضا خانی مؤلف نے علماء اہلسنت کا علمی محاسبہ ہرگز نہیں اور نہ ہی یہ محاسبہ کر سکتا ہے کیونکہ جب مولوی احمد رضا خان بریلوی علمی محاسبہ نہیں کر سکا تو یہ بیچارہ کس باغ کی مولی ہیں تو عامۃ المسلمین پر یہ بات واضح رہے کہ رضا خانی مولوی غلام مہر علی نے اپنی کتاب میں علماء اہلسنت دیوبند کا علمی محاسبہ قطعاً نہیں کیا بلکہ مخادعہ ضرور کیا ہے یعنی کہ علماء اہلسنت دیوبند کی صحیح اور بے غبار عبارات سے عامۃ المسلمین کو ایک عظیم دھوکہ تو خوب دیا ہے جیسا کہ اس رضا خانی مؤلف نے قطب الاقطاب حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات طیبات پر مبنی کتاب شمائم امدادیہ اور امداد المشتاق کا حوالہ نقل کرنے میں عامۃ المسلمین کو ایک عظیم دھوکہ یہ دیا ہے کہ آپ حضرات مرشد دیوبند اہلسنت کی کتاب کی اصل طویل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

شمائم امدادیہ اور امداد المشتاق کی اصل طویل ترین مکمل عبارت پڑھیئے

فرمایا کہ مولنا مولوی محمد صادق صاحب بیان فرماتے تھے۔ کہ چالیس برس سے مجھے اور میاں جی نور محمد صاحب سے ملاقات ہے اس چالیس سال میں کبھی آپ کی تکبیر اولیٰ فوت نہیں ہوئی۔ الاستقامة فوق الكرامة. آپ کی استقامت اعلیٰ درجہ کی ہے۔

فرمایا کہ میں نے ایک بار حضرت پیر و مرشد کی شان میں ایک مخمس کہا چونکہ مجھ میں تاب سنانے کی نہ تھی۔ کسی اور کی معرفت حضرت کو سنوایا آپ نے فرمایا کہ خدا اور رسول کی صفت و ثنا بیان کرنا چاہیئے۔ میں نے عرض کیا۔ کہ میں نے غیر خدا اور رسول کی مدح نہیں کی تیسرے روز حضرت نے فرمایا شاہ عبدالرحیم

صاحب نے تم کو سرخ رنگ کا جوڑا عنایت کیا ہے۔ گویا وہ خلعت صلہ اس مخمس کا تھا۔ فرمایا کہ کپڑے رنگین سرخ کنایہ دو امر کا ہوتے ہیں ایک مرتبہ محبوبیت۔ دوم شہادت محبوبیت کا مرتبہ تو بڑے لوگوں کو ملتا ہے ہم کیسے اس کے مستحق ہو سکتے ہیں البتہ مرتبۂ شہادت عطا ہو تو بعید نہیں (یہ محض آپ کا انکسار ہے ورنہ رتبۂ محبوبیت میں کیا کلام ہے تمام مخلوق عوام و خواص کا آپ کو بنظر محبت دیکھنا اس کی دلیل ہے جیسا کہ صحاح ستہ میں حدیث وارد ہے کہ جب خدا کسی کو اپنا محبوب بناتا ہے جبرائیل امین سے کہتا ہے کہ ہم نے فلاں شخص کو اپنا محبوب بنایا ہے تم اس کو اپنا محبوب سمجھو اور آسمان و زمین میں اسکی محبوبیت کی منادی کر دو پھر تمام مخلوق اس سے بنظر محبت پیش آتی ہے)۔

اس مخمس کے چند اشعار یہ ہیں:

تم ہو اے نور محمد خاص محبوب خدا ☆ ہند میں ہو نائب حضرت محمدؐ مصطفا
تم مددگار مدد امداد کو پھر خوف کیا ☆ عشق کی پرسن کے باتین کانپتے ہیں دست و پا
تم ہو اے نور محمد خاص محبوب خدا

جام الفت سے ترے میں ہی نہیں اک جرعہ نوش ☆ سینکڑوں در پر ترے مدہوش ہیں اے میفروش
دلمیں ہے انکے بھرا اک بادۂ وحدت کا جوش ☆ پر یہی کہکر اٹھے ہیں جب ہے آیا انکو ہوش
تم ہو اے نور محمد خاص محبوب خدا

آسرا دنیا میں ہے از بس تمہاری ذات کا ☆ تمارے سوا اوروں سے ہرگز کچھ نہیں ہے التجا
بلکہ دن محشر کے بھی جسوقت قاضی ہو خدا ☆ آپکا دامن پکڑ کر یہ کہوں گا برملا
تم ہو اے نور محمد خاص محبوب خدا

(شمائم امدادیہ ص ۱۶۵۔۱۶۶)

حضرات گرامی! شمائم امدادیہ اور امداد المشتاق کے اشعار پر رضا خانی مؤلف نے اپنی سینہ

زوری سے بے جا اعتراض کیا ہے لیکن علماء اہلسنت دیوبند کی طرف سے رضا خانی مؤلف کو ہم ان اشعار کا مزید جواب پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں: کہ مرشد اہلسنت دیوبند قطب الاقطاب حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے اشعار جو شمائم امدادیہ ص ۱۶۵۔۱۶۶۔اور امداد المشتاق ص ۱۱۶، پر مرقوم ہیں کہ جنکو رضا خانی مؤلف نے اپنی کتاب کے مختلف صفحات یعنی کہ ۳۷۔۲۰۳۔۲۴۴۔۳۶۳۔۴۳۲، پر نقل کیئے ہیں وہ تمام اشعار شرعاً ہرگز قابل اعتراض نہیں اگر شرعی طور پر قابل گرفت ہوتے تو پھر رضا خانی مؤلف کو چاہیے تو یہ تھا کہ ان اشعار کے خلاف کوئی دلیل شرعی پیش کرتے لیکن ہرگز ایسا نہیں کیا بلکہ عامۃ المسلمین کو اوہام میں مبتلا کرنے کے لیئے اپنی رضا خانی چال بازی کا عظیم مظاہرہ کیا کیونکہ یہ سلسلہ سلوک طریق حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ کامل سے اعانت وتوجہ کی درخواست کر رہے ہیں چنانچہ اشعار میں عبارت کا یہ جملہ بھی موجود ہے پھر خوف کیا عشق کی ، کے الفاظ اس بات پر شاہد ہیں کہ یہ عبارت کا جملہ علاوہ ازیں:

سن کے باتیں کانپتے دست وپا

یہ الفاظ بھی اس بات پر شہادت دے رہے ہیں کہ ظاہری اُستاذ اور شیخ سے ایسی درخواست منع نہیں تو باطنی شیخ اور اُستاذ سے کیوں جائز نہیں ۔ اوروں سے ہرگز نہیں ہے التجا۔ اس مصرعہ میں اوروں سے مراد دیگر مشائخ عظام ہیں اور قطب الاقطاب حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ اپنے اشعار میں یہ فرمارہے ہیں کہ میرے واسطے میرا شیخ کامل ہی کافی ہے اس سے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک سے مستغنی ہونا ہرگز مقصود نہیں اور اشعار میں الفاظ کے عموم سے دھوکہ نہ کھائیں اور نہ ہی عامۃ المسلمین کو رضا خانی دھوکہ دیں۔

علماء اہلسنت دیوبند کا عقیدہ

علماء اہلسنت دیوبند کثر اللہ تعالیٰ جماعتہم کا عقیدہ ہے کہ مافوق الاسباب امور میں سوال اور

استعانت اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے ساتھ ہی خاص سمجھتے ہیں اور مخلوق سے مافوق الاسباب امور میں استعانت کا عقیدہ رکھنا صریح شرک اور کفر ہے اور اللہ تعالیٰ کی ذات پاک مافوق اسباب طریق پر خود ہی متصرف ہے اور وہ خود ہی تمام کائنات کو تدبیر کرتا ہے نہ تو اسکا کوئی مشیر ہے اور نہ وزیر اور نہ اس نے اپنے کام کسی اور کے سپرد کیئے ہیں عالم اسباب کے تحت کسی کو سلطنت اور حکومت دے کر اسکو مختار اور مالک اور دولت و مال میں متصرف قرار دینا محل نزاع نہیں ہے اور دونوں میں زمین و آسمان کا فرق ہے بشرطیکہ کسی کو عقل و فکر سے کچھ حصہ ملا ہو اور عدم فہم کا یہی کانٹا جب بدل جاتا ہے تو بہت ہی دور جا پھینکتا ہے۔

امام المحدثین شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ نے مسئلہ استعانت کے بارے ایاک نعبد وایاک نستعین کے تحت نہایت مختصر اور جامع بیان کیا ہے ملاحظہ فرمائیں اسکی ذات پاک کے سوا کسی سے حقیقت میں مدد مانگنی بالکل ناجائز ہے ہاں اگر کسی مقبول بندہ کو محض واسطہ رحمت الٰہی اور غیر مستقل سمجھ کر استعانت ظاہری اس سے کرے تو یہ جائز ہے کہ یہ استعانت درحقیقت حق تعالیٰ ہی سے استعانت ہے۔

(تفسیر عثمانی ص ۲ مطبوعہ کراچی)

اس سے صاف طور پر معلوم ہوا کہ مخلوق کی اعانت ماتحت الاسباب ہوتی ہے جنکو عطا کرنے والا صرف اللہ تعالیٰ ہی ہے اور مخلوق کے دل میں کسی کی اعانت کا داعیہ اور محرک پیدا کرنا بھی صرف اللہ تعالیٰ ہی کا فعل ہے اور اسباب کے تحت مخلوق جو کسی کی اعانت کرتی ہے اور جو کر سکتی ہے تو وہ ظاہری اعانت ہے جیسا کہ حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ عزیزی اور تفسیر عزیزی میں تحریر کیا ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

اور اگر یہ دنیوی اور دینی امور کے لیئے عام ہے تو وجہ اس اختصاص کی یہ ہے کہ جو شخص کسی غیر کی اعانت کرتا ہے تو اسکا انتہائی کام یہ ہے کہ اس کے دل میں غیر کی اعانت کا سبب پیدا کر دیا جائے اور یہ کام صرف اللہ تعالیٰ ہی کا ہے تو گویا بندہ یوں کہتا ہے کہ تیرے بغیر میری اعانت کسی سے ممکن نہیں مگر جیسا کہ

تو اسکی اعانت فرمائے کہ تو اعانت کے اسباب پیدا کردے پھر تو اس کے دل میں میری امداد کا داعیہ پیدا کردے سو میں وسائط سے قطع نظر کرتے ہوئے اور تیری امداد کے بغیر اور کچھ نہیں دیکھ رہا۔

(تفسیر عزیزی پ ا ص ۳۵)

نوٹ: ہر قسم کی استعانت اللہ تعالیٰ سے مختص ہے خلق کے درجہ میں تو بالکل ظاہر ہے اور کسب کے درجہ میں بایں طور کہ بندہ کو اسباب و آلات اعضا و جوارح وغیرہ عطا کرنا پھر ان میں اثر ڈالنا اللہ تعالیٰ ہی کا کام ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور بندہ کو جس قدر اختیار حاصل ہے وہ ماتحت الاسباب غیر مستقل اور کسب ہے جس کے متعلق حضرت مولنا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی تفسیر عزیزی میں تحریر کیا جسکو آپ حضرات نے بخوبی پڑھا ہے اب اس کے بعد حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فتاویٰ عزیزی کا اقتباس بھی پڑھ لیجئے:

(۱) کہ مدد چاہنا دو طور پر ہوتا ہے ایک طور یہ ہے کہ کوئی مخلوق دوسری مخلوق سے مدد چاہے جیسے امیر اور بادشاہ سے نوکر اور فقیر اپنی حاجتوں میں مدد چاہتے ہیں اور عوام الناس ایسا ہی اولیاء اللہ سے یہ چاہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہمارا فلاں مطلب حاصل ہو جائے اس طور سے مدد چاہنا شرعاً زندہ اور مردہ سب سے جائز ہے۔

(۲) دوسرا طور مدد چاہنے کا یہ ہے کہ جو چیزیں خاص اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہیں مثلاً لڑکا دینا یا پانی برسانا یا بیماریوں کو دفع کرنا یا عمر زیادہ کرنا یا ایسی اور چیزیں جو خاص اللہ تعالیٰ کی قدرت میں ہیں ایسی چیزوں کے لیئے کسی مخلوق سے کوئی شخص التجا کرے اور اس شخص کی نیت یہ نہ ہو کہ وہ مخلوق اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرے کہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ہمارا مطلب یہ حاصل ہو تو حرام مطلق ہے بلکہ کفر ہے اور اگر کوئی مسلمان اولیاء اللہ سے اس ناجائز طور سے مدد چاہیے یعنی انکو قادر مطلق سمجھے خواہ وہ اولیاء اللہ زندہ ہوں یا وفات شدہ تو وہ مسلمان اسلام سے خارج ہو جائے گا۔ (فتاوی عزیزی مترجم ص ۷۵ اطبع کراچی)

حضرت شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے فتاویٰ عزیزی کی عبارت میں استمداد کی پہلی قسم وہی ہے جو ماتحت الاسباب اور کسب کے درجہ میں ہے جو بقول حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ شرع میں جائز ہے اور دوسری قسم وہ ہے جو خلق کے درجہ میں ہے جسمیں اللہ تعالیٰ مستقل ومنفرد ہے جسمیں بندے کا کچھ اثر اور دخل نہیں اور وہ مافوق الاسباب ہے اس قسم کی استمداد مخلوق سے طلب کرنا حرام بلکہ کفر ہے۔ حضرت مولانا شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ اپنے فتاویٰ عزیزی میں اولیاء اللہ کی ارواح سے استمداد کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

ایک قسم یہ ہے کہ اس طریقہ سے زندہ اولیاء اللہ سے بھی استمداد کرتے ہیں اور وہ طریقہ یہ ہے کہ یہ سمجھے کہ ان اولیاء اللہ کی دُعا جلد قبول ہوتی ہے اور اکثر قبول ہوتی ہے اور اس خیال سے انکو اپنے مطالب کی درخواست کے لیئے واسطہ قرار دیوے اور صرف یہ سمجھے کہ اولیاء اللہ صرف واسطہ اور بمنزلہ آلہ کے ہیں اور اس کے سوا اور کوئی دوسرا خیال نہ کرے کہ معاذ اللہ یہ اولیاء اللہ قادر مطلق ہیں بلکہ انکو صرف بمنزلہ عینک کے سمجھے اور یہ بلاشبہ جائز ہے۔

دوسری قسم یہ ہے کہ مستقل طور پر اپنی مراد اولیاء اللہ سے مانگے اور یہ سمجھے کہ مراد حاصل کرا دینے میں یا خد مراد پوری کرنے میں انکو بالاستقلال اختیار ہے اور یہ جانے کہ یہ اولیاء اللہ حق تعالیٰ کے قرب کا ایسا مرتبہ رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی تدبیر اپنی مرضی کے تابع کر سکتے ہیں اور یہی طریقہ ہے کہ عوام جس طریقہ سے استمداد کرتے ہیں یعنی عوام اسی طریقہ سے اولیاء اللہ وغیرہ سے مدد مانگتے ہیں اور یہ طریقہ خالص شرک ہے اس واسطے کہ جاہلیت کے زمانہ کے مشرکین اس سے زیادہ اور کوئی دوسرا امر اپنے بتوں کے حق میں اعتقاد نہ رکھتے تھے۔ (فتاویٰ عزیزی مترجم ص ۱۸۰۔ مطبوعہ کراچی)

علاوہ ازیں رضا خانی مؤلف کا مرشد دیو بند اہلسنت کے اشعار پر اپنی ذہنی تسکین کی خاطر ''دیو بندیوں کا شافع محشر'' کی سرخی قائم کرنے کا رضا خانی فعل بھی یقیناً قابل نفرت ہے تو اسکی ذہنی تسکین کا جواب بھی

حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالہ سے پڑھ لیجئے:

عن ابی سعید ان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسم قال ان من اُمتی من یشفع للفنام من الناس ومنهم من یشفع للقبیلة ومنهم من یشفع للعصبة ومنهم من یشفع للرجل حتیٰ یدخلوا الجنة.

(جامع ترمذی ج ۲ ص ۸۰ باب ماجاء فی الشفاعۃ)

(ترجمہ) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علہ وسلم نے فرمایا کہ میری امت میں سے کچھ لوگ ایک گروہ کی شفاعت کریں گے کچھ ایک قبیلے کی کچھ ایک جماعت کی اور کچھ ایک شخص کی حتی کہ وہ سب جنت میں داخل ہو جائیں گے۔

عن عوف بن مالک الاشجعی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم اتانی اتٍ من عند ربی فخیرنی بین ان یدخل نصف امتی الجنة وبین الشفاعة فاخترت الشفاعة وهی لمن مات لایشرک باللہ شیئًا. (جامع الترمذی ج ۲ ص ۸۰ باب ماجاء فی الشفاعة)

(ترجمہ) حضرت عوف بن مالک رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میرے پاس اللہ تعالیٰ کا پیغام آیا اور مجھے اللہ تعالیٰ نے اختیار دیا کہ اللہ تعالیٰ میری آدھی اُمت کو جنت میں داخل کر دے یا میں شفاعت کروں میں نے شفاعت کو پسند کیا اور یہ شفاعت ہر اس مسلمان کو حاصل ہوگی جو شرک پر نہیں مرے گا۔

عن عثمان بن عفان قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم یشفع یوم القیٰمة ثلاثة الانبیاء ثم العلماء ثم الشهداء. (سنن ابن ماجه باب ذکر الشفاعة)

(ترجمہ) حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ قیامت کے دن تین گروہ شفاعت کریں گے انبیاء کرام، پھر علماء کرام۔ پھر شہداء۔

عن ابی سعید قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم انا سید ولد آدم ولا فخر وانا اوّل من تنشق

الارض عنه یوم القیمة ولافخر وانا اوّل شافع واوّل مشفع ولافخر ولواء الحمد بیدی یوم القیمة ولافخر. (سنن ابن ماجة باب ذکر الشفاعة)

(ترجمہ) حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں اولاد آدم کا سردار ہوں اور مجھے فخر نہیں اور سب سے پہلے قیامت کے دن زمین میرے لیئے پھٹے گی (اور میں قبر سے نکلوں گا) اور مجھے فخر نہیں اور میں سب سے پہلے شفاعت کروں گا اور سب سے پہلے میری شفاعت قبول ہوگی اور مجھے فخر نہیں اور حمد کا جھنڈا قیامت کے دن میرے ہاتھ میں ہوگا اور مجھے فخر نہیں۔

عن علی قال قال رسول اللہ صلی اللہ علیه وسلم ان السقط لیراغم ربه اذا ادخل ابویه النار فیقال ایها السقط المراغم ربه ادخل ابویک الجنة فیجرهما بسرره حتیٰ یدخلهما الجنة.

(سنن ابن ماجة باب ماجاء فیمن اصیب بسقط)

(ترجمہ) حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ نا تمام بچہ کچے حمل کا جو ساقط ہو گیا جب اپنے والدین کو جہنم میں جاتے ہوئے دیکھے گا تو اللہ تعالیٰ سے جھگڑا کرے گا حتی کہ اللہ تعالی فرمائے گا کہ کچے حمل کے جھگڑالو بچے جا اپنے والدین کو جنت میں لیجا وہ اپنے والدین کو اپنی ناف کے ناڑو سے باندھ کر گھسیٹ کے جنت میں لیجائے گا۔

نوٹ: مندرجہ بالا احادیث پاک سے مسئلہ وسیلہ اور شفاعت ثابت ہو چکا ہے حتی کہ ایک کچے حمل کا بچہ بھی اپنے والدین کے لیئے وسیلہ بن جائے گا یعنی کہ خام حمل کا بچہ بھی بارگاہ خدا میں والدین کے بارے جھگڑا کر کے اپنے والدین کو جنت میں لے جانے کا وسیلہ بنے گا۔ اور قطب الاقطاب حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ جو یقیناً قطب الاقطاب اور ولی کامل ہیں ان کے وسیلہ سے جنت کے حصول میں تمہیں کیوں اعتراض ہے مندرجہ بالا احادیث مبارکہ ہم نے مسئلہ وسیلہ اور مسئلہ شفاعت کے بارے میں اس لیئے پیش کی ہیں کہ رضا خانی مؤلف نے علماء اہلسنت دیوبند کے مرثیہ گنگوہی کے صفحہ نمبر ۱۷ کے مندرجہ

ذیل شعر اور شمائم امدادیہ کے مندرجہ ذیل اشعار پر رضا خانی مؤلف نے ''دیوبندیوں کا شافع محشر'' جیسی سرخی قائم کی جس کے جواب میں ہم نے احادیث مبارکہ بھی پیش کی ہیں وہ اشعار بھی پڑھ لیں جنکو رضا خانی مؤلف نے خواہ مخواہ قابل اعتراض سمجھا۔

یہاں سے ساتھ لے چلنا ہمارا بات ہی کیا تھی
تیرے صدقہ سے واں بھی ہو ہی جاتا فضل یزدانی

(مرثیہ گنگوہی ۱۷)

بلکہ دن محشر کے بھی جس وقت قاضی ہو خدا ☆ آپ کا داماں پکڑ کر یوں کہوں گا برملا
اے شہ نور محمد وقت ہے امداد کا

(بلفظہ دیوبندی مذہب ۳۷، شمائم امدادیہ ۱۶۶)

قارئین محترم! رضا خانی مؤلف کے غلط طریقہ کار سے ہمیں اس بات کا پورا یقین ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ تقوی و دیانت داری اور عدل و انصاف جیسی کی نعمت سے رضا خانی مؤلف کو ازل سے محروم کرنے کا فیصلہ فرما چکا ہے تب ہی تو اس مولوی نے جابجا اپنی کتاب میں ادھورے اور قطع و برید پر مبنی حوالہ جات کی بھر مار کی ہے اور علماء اہلسنت دیوبند کی علمی شہرت کو داغدار کرنے کے لیئے اس مولوی صاحب نے کئی طرح کے ہتھ کنڈے استعمال کیئے ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے اس کا کوئی رضا خانی حربہ بھی ہرگز کامیاب نہ ہو سکا اور ہم علماء اہلسنت دیوبند کے مرثیہ گنگوہی کا شعر اور شمائم امدادیہ اور امداد المشتاق کے اشعار کے جواب میں رضا خانی مؤلف کو رضا خانی بریلوی مولویوں کے اشعار پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں اور بریلوی کتاب کے اشعار کی روشنی میں علماء اہلسنت دیوبند کے اشعار کا ترجمہ و تشریح خوب سمجھ لینا تاکہ تمہیں پھر کسی حنفی دیوبندی کے پاس نہ جانا پڑے۔

رضا خانی مؤلف کی خدمت میں جوابی طور پر رضا خانی بریلوی مولویوں کے اشعار مندرجہ ذیل ہیں

جنہیں پڑھ لیجئے۔ اور پھر خیر و شر کا نقشہ سامنے رکھکر فیصلہ فرمائیں کہ شرعی قوانین کی زد میں آپکے رضاخانی بریلوی مولویوں کے اشعار آرہے ہیں یا کہ علماء اہلسنت دیوبند کے شمائم امدادیہ اور امداد المشتاق وغیرہ کے اشعار آرہے ہیں۔ یقیناً ندامت سے آپکی گردن شریف جھک جائے گی اور علاج بالمثل کے طور پر یعنی کہ جیسا مرض ویسا علاج کے طور پر بریلوی مولویوں کے اشعار ضرور پڑھیے تا کہ اپنے منہ میاں مٹھو بننے والوں کو اپنی حقیقت کا بخوبی اندازہ ہو جائے کہ ہم ہیں کیا اور کیا کر رہے ہیں اور ہمیں کیا کرنا چاہیے تھا سردست اشعار پیش خدمت ہیں:

میرے آقا میرے داتا مجھے ٹکڑا مل جائے ☆ دیر سے آس لگائے ہے یہ کتا تیرا

اس عبید رضوی پر بھی کرم کی ہو نظر ☆ بد ہی چور ہی ہے تو وہ کتا تیرا

امراض روحانی ونفسانی اُمت کے لیئے ☆ در ہے تیرا دار الشفاء یا سیدی احمد رضا

یا سیدی یا مرشدی یا مالکی یا شافعی ☆ اے دستگیر رہنما یا سیدی احمد رضا

القاب ملتے ہیں مجبور سید وضرر وامام ☆ کعبے سے تجھ کو برملا یا سیدی احمد رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح ص۴-۵ مطبوعہ رضوی کتب خانہ بہاری پور بریلی انڈیا)

چل رے عبید پر خطا آ بخشوا دیں تجھ کو ہم ☆ یوں حشر میں دینا ندا یا سیدی احمد رضا

احمد کا سایہ غوث پر اور تجھ پر سایہ غوث کا ☆ اور ہم پہ ہے سایہ ترا یا سیدی احمد رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح ص۶ مطبوعہ بریلی انڈیا)

آپ سے ایماں ملا احمد رضا ☆ میں سمجھتا ہوں کروں ابلیس ہے

تجھ سے جو کوئی پھرا احمد رضا ☆ جو پھرا تجھ سے وہ حق سے پھر گیا

اور حق اس سے پھرا احمد رضا ☆ ہاتھ ہے یہ غوث کا احمد رضا

کس کے آگے ہاتھ پھیلائیں گدا ☆ چھوڑ کر در آپ کا احمد رضا

در سے تیرے کب کوئی خالی پھرا ☆ جس نے جو مانگا ملا احمد رضا

بے نوا ہیں آپ کے در کا فقیر ☆ آپ ہیں بحر عطا احمد رضا

بے نوا بیچارہ منگتا ہے گدا ☆ بھر دے جھولی کر عطا احمد رضا

میرا گھر بر ہے ترے در کا غلام ☆ سب پہ ہو فضل خدا احمد رضا

آپ کے قدموں کے صدقے میں مرا ☆ بول بالا ہوگیا احمد رضا

ہو گیا مشہور مداح الحبیب ☆ ہے یہ سب صدقہ ترا احمد رضا

تیرا دامن مل گیا سب کچھ مل گیا ☆ میں نے سب کچھ پالیا احمد رضا

لاج رکھ لو میرے پھیلے ہاتھ کی ☆ میں تمہارا ہوں گدا احمد رضا

میرے ایماں کو بچا احمد رضا ☆

ایسے نازک وقت میں ثابت قدم میں رہوں تا حشر یا احمد رضا

روتے ہیں دشمن بھی تیری یاد میں ☆ دل پہ قبضہ ہے ترا احمد رضا

آپکی تربت مریضوں کے لیئے ☆ بن گئی دار الشفاء احمد رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح ص ۸۔۹، مطبوعہ بریلی انڈیا)

مشکلوں کو تو نے آساں کر دیا ☆ اَے رضا مشکل کشا دیکھا تجھے

المدد اے شاہ اقلیم کرم ☆ دافع کرب وبلا دیکھا تجھے

ملتجی کیوں کر نہ ہوں تجھ سے گدا ☆ بے کسوں کا ملتجی دیکھا تجھے

کشتی رنج ومصیبت کا شہا ☆ اہل دین نے ناخدا دیکھا تجھے

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح ص ۱۱)

پیش نظر ہیں پیر میرے دستگیر کے ☆ جلوے ہیں یہ میرے پیران پیر کے

لائے ہیں قعر نکبت عصیاں سے کھینچ کر ☆ ہیں میرے حق میں ہاتھ یہی دستگیر کے

ہاتھ آئی ہیں انہیں سے زمانے کی نعمتیں ☆ حاجت روا ہیں فضل خدا سے فقیر کے

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح ص ۱۱-۱۲)

ہر طرف اعدائے دیں تاک میں نفس لعین ☆ المدد اے پیشوا حضرت احمد رضا

آگ میں گرنے کو تھے راہ سے پھرنے کو تھے ☆ ہم کو بچا ہے کیا حضرت احمد رضا

ہر مرض کی شفا شاہ احمد رضا ☆ درد دُکھ کی دوا شاہ احمد رضا

مشکلیں میری آساں فرمایئے ☆ اے میرے مشکل کشا شاہ احمد رضا

مجھ بُرے کو بھی اچھا بنا دیجیے ☆ صدقہ اچھے کا یا شاہ احمد رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح ص ۲۰-۲۱،

مقام اشاعت رضوی کتب خانہ بہاری پور بریلی شریف انڈیا)

ہے تقاضائے اجل افسوس منزل دور ہے ☆ اے میرے مشکل کشا احمد رضا خان قادری

جب سر شمشیر پر چلنا پڑے یوم النشور ☆ سر پہ ہو سایہ ترا احمد رضا خاں قادری

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح ص ۲۳)

ایسا ہے مرشد میرا احمد رضا ☆ سب کا ہے مشکل کشا احمد رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح ص ۲۵)

تیرے در کا میں بھی ہوں ادنیٰ گدا ☆ بھیک ہو داتا عطا احمد رضا

تیرے روضہ پر ہوا حاضر گدا ☆ اب نہ خالی تو پھرا احمد رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح ص ۲۶ _ مطبوعہ بریلی انڈیا)

ملتجی کیوں کر نہ ہو تجھ سے گدا ☆ بے کسوں کا ملتجی دیکھا تجھے

کشتی رنج و مصیبت کا شہا ☆ اہل دین نے ناخدا دیکھا تجھے

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح ص ۱۱ مطبوعہ بریلی انڈیا)

رضویوں کو مژدہ کہ روز حساب ☆ ہے مدد کرنے والا ہمارا رضا

رہنما عقدہ کشا حضرت اعلیٰ حضرت ☆ دافع رنج وبلا حضرت اعلیٰ حضرت

گر مصیبت میں کوئی چاہے مدد آقا سے ☆ دفع فرمادیں بلا حضرت اعلیٰ حضرت

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح ص ۲۷)

حشر میں ہم پہ ہوگی سایہ فگن ☆ کہ یہ احمد رضا کی چادر ہے

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح ص ۳۴)

دل مِلا آنکھیں ملیں ایماں مِلا ☆ جو مِلا تجھ سے ملا احمد رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح ص ۴۲)

چار جانب مشکلیں ہیں ایک میں ☆ اے میرے مشکل کشا احمد رضا

نائب غوث الوریٰ مشکل کشا ☆ یک نظر کن سوئے ما احمد رضا

دُور فرما دے پریشانی مری ☆ میں تیرے صدقے فِدا احمد رضا

دونوں عالم میں بھلا ہے آپ سے ☆ ہیں میرے حاجت روا احمد رضا

لاج والے لاج تیرے ہاتھ ہے ☆ بندہ ہے بندہ ترا احمد رضا

لاج رکھ لے میرے پھیلے ہاتھ کی ☆ اے میرے حاجت روا احمد رضا

جھولیاں بھر دے میری داتا میرے ☆ ہوں ترے در کا گدا احمد رضا

خیر داتا کی کوئی ٹکڑا ملے ☆ دین و دنیا کا بھلا احمد رضا

بھیک دے داتا بھکاری کھڑا ☆ بٹتا ہے باڑہ ترا احمد رضا

میرے جگ داتا صدا سن لے میری ☆ کر بھلا ہوگا احمد رضا

میری جھولی آہ یوں خالی رہے ☆ کر عطا کچھ کر عطا احمد رضا

دستگیری کیجیے اس ہاتھ سے ☆ ہاتھ ہے یہ غوث کا احمد رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح ص ۴۴۔۴۵۔۴۶)

ہے یہی دل سے دعا احمد رضا ☆ اپنے دامن میں چھپا احمد رضا

عرض کرنی ہے مجھے سرکار سے ☆ اپنے ہر ہر التجا احمد رضا

دین و دنیا میں نہ کچھ مشکل پڑے ☆ آے میرے مشکل کشا احمد رضا

میرے داتا بھردے پیالہ نور کا ☆ نور عرفاں ہو عطا احمد رضا

میری میرے اقربا احباب کی ☆ سب کے ہر حاجت روا احمد رضا

اقربا میرے رہیں سب شاد کام ☆ مونھ نہ دیکھیں غم کا یا احمد رضا

تیرے صدقہ خاتمہ ایماں پہ ہو ☆ ابن اسماعیل کا احمد رضا

فضل سے آقا کے شافع آپ ہیں ☆ بعد غوث انبیاء احمد رضا

میری میرے اقربا احباب کی ☆ التجا ہے التجا احمد رضا

حشر کے دن جب کہیں سایہ نہ ہو ☆ اپنے سایہ میں چلا احمد رضا

دین حق کے رہنما احمد رضا ☆ خلق کے حاجت روا احمد رضا

جانشین حضرت مولیٰ علی ☆ ہے میرا مشکل کشا احمد رضا

دین و دنیا میں میرے بس آپ ہیں ☆ میں ہوں کس کا آپ کا احمد رضا

کون دیتا ہے مجھے کس نے دیا ☆ جو دیا تم نے دیا احمد رضا

دونوں عالم میں ہے تیرا آسرا ☆ ہاں مدد فرما شہا احمد رضا

حشر میں جب ہوں قیامت کی تپش ☆ اپنے دامن میں چھپا احمد رضا

جب بانیں سوکھ جائیں پیاس سے ☆ جام کوثر کا پلا احمد رضا

سر شیطان سے بچاؤ وقت نزع ☆ میرے ایماں کو شہا احمد رضا

قبر ونشر وحشر میں تو ساتھ دے ☆ ہو مرا مشکل کشا احمد رضا

میرے بگڑے کام بن جائیں ابھی ☆ گر اشارہ ہو ترا احمد رضا

اِک نظر میں کام ہوتا ہے مرا ☆ یک نظر سوئے گدا احمد رضا

تو ہے داتا اور میں مانگتا ترا ☆ میں ترا ہوں تو مرا احمد رضا

تجھ سے تجھکو مانگتا ہے اعظمی ☆ اسکو کرلے اپنا یا احمد رضا

نور منگتا ہے ترے در کا شہا ☆ نور فرمادے عطا احمد رضا

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل برقصیدہ نغمۃ الروح ص ۴۶۔۴۷۔۴۸۔ روضوی کتب خانہ بہاری پور بریلی انڈیا)

بندہ قادر کا بھی قادر بھی ہے عبدالقادر ☆ سر باطن بھی ہے ظاہر بھی ہے عبدالقادر

(حدائق بخشش حصہ اول ص ۳۷ مطبوعہ کراچی)

ذی تصرف بھی ہے ماذون بھی مختار بھی ہے

کار عالم کا مدبر بھی ہے عبدالقادر

(حدائق بخشش حصہ اول ص ۳۸ مطبوعہ کراچی)

مشکلیں حل کر شہ مشکل کشا کے واسطے ☆ کر بلائیں رد شہید کربلا کے واسطے

(حدائق بخشش حصہ اول ص ۹۲)

غوث اعظم آپ سے فریاد ہے ☆ زندہ پھر یہ پاک ملت کیجئے

یاخدا تجھ تک ہے سب کا منتہیٰ ☆ اولیاء کو حکم نصرت کیجئے

میرے آقا حضرت اچھے میاں ☆ ہو رضا اچھا وہ صورت کیجئے

(حدائق بخشش ج ۱ ص ۱۲۵ مطبوعہ کراچی)

ترا ذرہ مہ کامل ہے یاغوث ☆ ترا قطرہ یم سائل ہے یاغوث
کوئی سالک ہے یاواصل ہے یاغوث ☆ وہ کچھ بھی ہو ترا سائل ہے یاغوث
ولی کیا مرسل آئیں خود حضور آئیں ☆ وہ تیری وعظ کی محفل ہے یاغوث
جسے مانگیں نہ پائیں جاہ والے ☆ وہ بن مانگے تجھے حاصل ہے یاغوث
فیوض عالم اُمّی سے تجھ پر ☆ عیاں ماضی و مستقل ہے یاغوث

(حدائق بخشش حصہ دوم ص ۹۔۱۰)

کہا تونے کہ جو مانگو گے ملے گا ☆ رضا تجھ سے ترا سائل ہے یاغوث
تو نور اول و آخر ہے مولیٰ ☆ تو خیر عاجل و آجل ہے یاغوث
احد سے احمد اور احمد سے تجھکو ☆ کن اور سب کن مکن حاصل ہے یاغوث
تصرف والے سب مظہر ہیں تیرے ☆ تو ہی اس پردے میں فاعل ہے یاغوث

(حدائق بخشش حصہ دوم ۱۱۔۱۲)

خدا سے لیں لڑائی وہ ہے معطیٰ ☆ نبی قاسم ہے تو موصل ہے یاغوث

(حدائق بخشش حصہ دوم ۱۵)

مرتضیٰ شیر خدا مرحب کشا خیبر کشا ☆ سردار لشکر کشا مشکل کشا امداد کن

(حدائق بخشش حصہ دوم ۵۹)

یا شہید کربلا یا دافع کرب وبلا ☆ گل رخا شہزادہ گلگوں قبا امداد کن
اے حسین اے مصطفیٰ راحت جاں نور عین ☆ راحت جان نور عینم رہ بیا امداد کن

(حدائق بخشش حصہ دوم ۶۱۔۶۲،)

محتاج وگدائم وتو ذوالتاج کریم ☆ شیئا للہ شیخ عبدالقادر

(حدائق بخشش حصہ دوم ۹۶)

تری چڑیاں ہیں تیرا دانہ پانی ☆ ترا میلہ تری محفل ہے یاغوث
(حدائق بخشش حصہ دوم ۱۳)

پیر پیراں میر میراں اے شہ جیلاں توئی ☆ انس جان قدسیان وغوث انس وجاں توئی
(حدائق بخشش حصہ دوم ۱۱۱)

اقتدار کن مکن حق مصطفی را دادہ است ☆ زیر تخت مصطفی بر کرسی دیوان توئی
(حدائق بخشش حصہ دوم ۱۱۴)

اے بدست تو عنان کن مکن کن لاتکن ☆ دے بحکمت عرش وماتحت الثری امداد کن
(حدائق بخشش حصہ دوم ۵۸)

اب آخر پر رضا خانی مؤلف کو ہم اس کے پیر و مرشد جناب حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب آف گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی کا فیصلہ پیش کرتے ہیں کہ حضرت پیر سید گولڑہ شریف والے اولیاء اللہ سے استعانت طلب کرنے کے بارے میں بایں الفاظ ارشاد فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

جناب پیر سید مہر علی شاہ صاحب آف گولڑہ شریف کا فیصلہ ملفوظ نمبر ۱۷ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۲ھ یوم چہار شنبہ بعد نماز عصر۔

حضرت اقدس (پیر سید مہر علی شاہ صاحب) مسجد میں رونق افروز تھے مسمی پائندہ خان ساکن حسن ابدال کا کوئی مقدمہ تھا جسکی وجہ سے وہ حاضر ہوا اور حضور سے استدعا کر رہا تھا اور بار بار یہی کہہ رہا تھا کہ حضور مقبول بارگاہ الٰہی ہیں جو کچھ چاہیں اور جسوقت چاہیں خدا سے کرا سکتے ہیں حضور نے فرمایا ایسا مت کہو کیونکہ یہ عقیدہ ازروے قرآن وحدیث شریف بالکل صحیح نہیں اصل بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے مقبولوں کو اتنی طاقت بخشی ہے کہ جس امر کی طرف دل سے متوجہ ہو جائیں اللہ تعالیٰ وہ کام کر دیتا ہے لیکن یہ

ٹھیک نہیں کہ جسوقت چاہیں اور جو کچھ چاہیں ہو جائے کیونکہ رسول علیہ الصلوۃ والسلام اپنے چچا ابو طالب کے واسطے یہی چاہتے تھے کہ وہ اسلام لاویں اور ظہور میں ایسا نہ آیا جس سے صاف پایا جاتا ہے کہ جب نبی کو کل اختیار نہیں تو ولی کو کس طرح ہو یہ تب ہو کہ نعوذ باللہ نعوذ باللہ کہ اللہ تعالیٰ اپنے کسی نبی یا ولی کو سب اختیار دیکر آپ معطل ہو بیٹھے اور یہ بالکل برخلاف عقیدہ اسلام ہے جو لوگ نبی یا ولی کا وسیلہ ترک کر کے براہ راست خدا کو ملنا چاہتے ہیں وہ بھی راہ راست پر نہیں ہیں کیونکہ وہ اس خیال میں شیطان کے پیرو ہیں چنانچہ جب شیطان کو حکم ہوا کہ آدم کو سجدہ کرے اور تعظیم میرے مقبول کی بجالائے وہ کہنے لگا کہ خدا تو ہے اس کے درمیاں کیا ضرورت ہے لہٰذا اس وجہ سے مردود بارگاہ ایزدی ہو گیا۔ غرض کہ بندہ بندہ ہے اور خدا خدا قلوب بنی آدم خدا کے ہاتھ میں ہیں جس امر کو کرنا چاہے اپنے کسی مقبول کا دل اس طرف متوجہ کر دیتا ہے اور اگر نہ کرنا چاہے تو اس کے دل کو اس طرف توجہ ہی نہیں دیتا اسی واسطے دیکھا جاتا ہے کہ اکثر اولیاء کی اولاد بے فیض رہ جاتی ہے اور فیض کوئی اور نصیب والا لیکر چلا جاتا ہے۔

(مکتوبات طیبات معروفہ بمہر چشتیہ ص ۱۲۷ ملفوظ حضرت پیر سید جناب مہر علی شاہ صاحب آستانہ عالیہ گولڑہ شریف ضلع راولپنڈی طبع اول مطبوعہ حجازی پرنٹنگ پریس بیرون موری گیٹ لاہور)

نوٹ: مندرجہ بالا مکتوبات طیبات معروفہ بمہر چشتیہ باہتمام جناب حضرت صاحبزادہ پیر سید غلام معین الدین شاہ صاحب شائع ہوئے ہیں ان میں مندرجہ بالا واقعہ کو بڑوں کی غلطی سمجھتے ہوئے کسی مصلحت کی بنا پر نکال دیا گیا ہے اور افسوس صد افسوس ہے کہ آستانہ عالیہ دربار گولڑہ شریف کے موجودہ سجادہ نشین کا اصل کتاب سے ملفوظ شریف کو نکالنے کا عمل سراسر غلط ہے اور علمی دنیا میں ایسی خیانت انتہائی افسوس ناک ہے حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب تاجدار گولڑہ شریف کے ملفوظ شریف نمبر ۱۷ ماہ جمادی الاخریٰ ۱۳۳۲ھ یوم چہار شنبہ کو مٹانے کی اس مجرمانہ حرکت پر جس قدر افسوس کیا جائے کم ہے۔

علاوہ ازیں سردست جناب حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب تاجدار گولڑہ شریف کا ایک اور حوالہ بھی

پڑھتے جائیے۔۔

شاید کہ اتر جائے تیرے دل میں میری بات

ارشاد حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب آف گولڑہ شریف

حضرت پیر سید مہر علی شاہ صاحب آف گولڑہ شریف ایک برہمن نجومی کی تردید کرتے ہوئے فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

کہ ہماری شریعت نے ایسے امور کو اسی وجہ سے فضول کہا ہے کہ نہ حصول خیر کسی کے ہاتھ میں ہے نہ دفع ضرر کسی کے اختیار میں جو کچھ ہے خداوند تعالیٰ کے ہاتھ میں ہے پس سعادت اور اس کے خلاف کے جاننے سے کیا فائدہ ہے۔

(مقالات مرضیہ المعروف ملفوظات مہریہ ص ۱۳۷۔ مطبوعہ نور آرٹ پریس راولپنڈی)

رضا خانی مؤلف کی کج روی

رضا خانی مؤلف نے شیخ المشائخ امام المحدثین حضرت مولانا شیخ الہند محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ ذیل شعر پر کیا ہے حضرت شیخ الہند نے اپنے مرشد فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے مرثیہ میں کہا ہے وہ مرثیہ گنگوہی کا شعر ملاحظہ فرمائیں:

مردوں کو زندہ کیا زندوں کو مرنے نہ دیا ☆ اس مسیحائی کو دیکھیں ذری ابن مریم

(مرثیہ ۳۳، بلفظہ دیوبندی مذہب ۳۸ طبع دوم)

حضرات گرامی! رضا خانی مؤلف نے مرثیہ گنگوہی کا مندرجہ بالا شعر اپنی کتاب میں نقل کرنے کے بعد یہ مکروہ تبصرہ کر ڈالا کہ ”علماء دیوبند نے حضرت مسیح علیہ السلام کو رشید احمد گنگوہی سے مقابلے کا چیلنج دیا ہے کیا دیوبندی مرزا سے کچھ پیچھے رہے ہیں نہیں بلکہ یہ تو اس کے استاد نکلے۔“

(بلفظہ دیوبندی مذہب صفحہ ۳۸، طبع دوم)

حضرات گرامی! رضا خانی مؤلف نے مندرجہ بالا مرثیہ گنگوہی صفحہ نمبر ۳۳ کا شعر اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۳۸ کے علاوہ اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۴۵، اور صفحہ نمبر ۲۳۹ پر بھی نقل کیا ہے اور ہم رضا خانی مؤلف کی علمی مہارت سے بے حد حیران ہیں کہ جو شخص اُردو محاورات اور ادبی تشبیہات سے اس قدر نابلد ہو اسکو تصنیف کے میدان میں کودنے کی کیا ضرورت ہے کہ جس شخص کو اُردو زبان یا عربی ادب سے کچھ بھی واقفیت ہو وہ بخوبی جانتا ہے کہ موت وحیات اور مرنے اور جینے کا استعمال ہدایت وگمراہی اور ترقی وپستی کے لیئے بھی استعمال ہوتا ہے جیسا کہ قرآن مجید میں حق تعالیٰ کا ارشاد ہے وہ بھی ملاحظہ فرمائیں:

اَوَمَنْ كَانَ مَيْتًا فَاَحْيَيْنٰهُ. (پارہ نمبر ۸ سورۃ الانعام آیت نمبر ۱۲۲)

(ترجمہ) کیا جو مردہ تھا پس ہم نے اسکو زندہ کیا۔

لِيَهْلِكَ مَنْ هَلَكَ عَنْ بَيِّنَةٍ وَّيَحْيٰى مَنْ حَيَّ عَنْ بَيِّنَةٍ. (پارہ نمبر ۱۰ سورۃ الانفال آیت نمبر ۴۲)

(ترجمہ) تاکہ جو ہلاک ہوتا ہے وہ دلیل سے ہلاک ہو اور جو زندہ رہے وہ دلیل سے زندہ رہے۔

حضرات گرامی! مندرجہ بالا دونوں آیتوں میں موت وحیات اور ہلاکت وزندگی سے ہدایت وگمراہی مراد ہے اور اُردو محاورات میں بھی بولا جاتا ہے کہ فلاں قوم زندہ ہے اور فلاں قوم مردہ ہوگئی ہے تو اسکا مطلب یہی ہوتا ہے کہ فلاں قوم کی حالت اچھی ہے اور فلاں قوم کی حالت خراب ہے اور حضرت شیخ الہند مولنا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کے مرثیہ کے شعر میں موت اور زندگی سے یہی مراد ہے اور مرثیہ کے شعر کا مطلب یہ ہے کہ فقیہ اعظم امام ربانی حضرت مولنا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ نے بہت سے ان گمراہوں کو جو اپنی روحانی زندگی برباد کر چکے تھے انکو ہدایت کے راستے پر چلنے کی رہنمائی فرمائی اور جو لوگ ہدایت یافتہ تھے انکو گمراہی کی موت سے بچنے کی رہنمائی فرمائی اور مرثیہ کے دوسرے مصرع میں اسکی تمنا کی گئی ہے کہ حضرت مسیح ابن مریم جو احیاء موتی کا معجزہ لیکر تشریف لائے تھے کاش کہ وہ امام الانبیاء حبیب کبریاء

حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ادنی اُمتی اور آپ کے غلام غلامان کے اس فیض کو ملاحظہ فرمائیں اور خوش ہوں ناظرین غور فرمائیں کہ مرثیہ کے شعر سے کسی طرح بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کی مساوات یا ان پر افضیلت ثابت ہوتی ہے، قطعاً نہیں۔ اور مرثیہ کا شعر اس بات پر شاہد ہے کہ مرثیہ کے شعر میں کسی پہلو کے اعتبار سے بھی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ برابری اور افضیلت کا مفہوم ہرگز ثابت نہیں ہوتا۔ اور رضا خانی مؤلف کی سراسر کج روی اور شرعی قوانین و اُردو محاورات وادبی تشبیہات وعربی ادب اُردو زبان سے ناواقفیت کا نتیجہ ہے ہماری اس تفصیل کے باوجود بھی رضا خانی مؤلف کی تسلی وتشفی نہیں ہوئی تو پھر ہم رضا خانی مؤلف کو دعوت دیتے ہیں کہ آیئے ترجمہ کیجیے کہ آپکی خدمت میں مرثیہ گنگوہی کے شعر مذکور صفحہ نمبر ۳۳ کا ترجمہ وتشریح اور مفہوم وغیرہ رضا خانی بریلوی مولویوں کی زبان سے سمجھائے دیتے ہیں اور آپ کی سہولت کے لیئے اور مرثیہ گنگوہی صفحہ ۳۳ کا شعر تفصیل سے سمجھانے کے لیئے بریلوی مولویوں کے اشعار اور فتویٰ نقل کرتے ہیں تاکہ آپ کو علماء دیوبند کے مرثیہ گنگوہی صفحہ ۳۳ کے شعر کا ترجمہ وتشریح بخوبی سمجھ آسکے اور آئیندہ بھی اس قسم کے کسی شعر پر تم خواہ مخواہ جاہلانہ اعتراض نہ کرسکو لہٰذا مرثیہ گنگوہی صفحہ ۳۳ کے شعر کے جواب میں بریلوی مولویوں کے اشعار اور فتویٰ بخوبی پڑھ لیں تاکہ تم کسی غلط فہمی کا شکار نہ ہو جاؤ اور اپنے دل ودماغ کو وسعت دو۔

چنانچہ رضا خانی مولوی سید محمد ایوب علی رضوی بریلوی مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح میں تحریر فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

شفا بیمار پاتے ہیں طفیل حضرت عیسیٰ

ہے زندہ کر رہا مُردے خرام احمد رضا خاں کا

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح صفحہ ۲۵ مطبوعہ رضوی کتب خانہ بہاری پور بریلی انڈیا)

مندرجہ بالا شعر کا صاف اور واضح مطلب یہ ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے طفیل سے تو صرف

بیمار ہی شفا پاتے تھے اور ہمارے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کی رفتار اور اُن کے قدموں کی ٹھوکر سے مردے زندہ ہوتے ہیں یعنی کہ اعلیٰ حضرت بریلوی پاؤں کی ٹھوکر مار کر مُردے زندہ کرتے تھے۔ جبکہ شعر مذکورہ میں بھی لفظ خرام موجود ہے جس کا معنیٰ مٹک کر چلنا کے ہیں۔

اب رضا خانی مؤلف ذرا سوچیئے اور سمجھیئے کہ آپکے رضا خانی بریلوی بھائی نے حد ہی کر دی اور اس رضا خانی بریلوی کے بارے میں تمہارا کیا خیال ہے اور پھر جن لوگوں نے اسکو چھپوا کر تقسیم کیا ہے ان سب کے متعلق کیا فتویٰ ہے اور مدائح اعلیٰ حضرت کے مندرجہ بالا شعر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی یقیناً شدید توہین کی گئی ہے اور انہیں حرکات کی بنا پر اور اس قسم کی رضا خانی تحریروں کی وجہ سے ہی علماء اہلسنت دیوبند تمہیں گستاخ انبیاء کرام کہتے ہیں اور بقول مولوی سید محمد ایوب علی رضوی بریلوی کے مدائح اعلیٰ حضرت کے شعر مذکور میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آپ کے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کی افضلیت یقیناً ثابت کرنے کی وجہ سے سب کے سب رضا خانی بریلوی اس کفریہ فتویٰ سے ہرگز نہیں بچ سکتے اور رضا خانی مؤلف نے علماء اہلسنت دیوبند کے مرثیہ کے شعر پر جاہلانہ اعتراض تو کر دیا لیکن یہ نہ سوچا کہ ہمارے رضا خانی بریلوی مولوی کیا کیا گل کھلا رہے ہیں اور برملا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان اقدس میں توہین کے مرتکب ہو چکے ہیں تو سر دست رضا خانی مؤلف اپنے ایک اور رضا خانی مولوی محمد اسلم علوی قادری رضوی کے مرتب کردہ جامع الفتاویٰ المعروف انوار شریعت کا حوالہ بھی پڑھتے جایئے کہ جسمیں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی سنگین توہین کی گئی ہے چنانچہ جامع الفتاویٰ کی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں مولوی نظام الدین بریلوی کا فتویٰ

سوال: مسیح علیہ السلام لوگوں کی ہدایت کے لیئے دوبارہ اتریں گے حضرت محمد صلی اللہ علیہ السلام نہیں آئیں گے پس افضل کون ہے؟

جواب : دوبارہ وہی بھیجا جاتا ہے جو پہلی دفعہ ناکامیاب رہے امتحان میں دوبارہ وہی لوگ بلائے جاتے ہیں جو فیل ہوں حضرت مسیح علیہ السلام پہلی آمد میں ناکامیاب رہے اور یہود کے ڈر کے مارے کام تبلیغ رسالت سرانجام نہ دے سکے اس لیئے ان کا دوبارہ آنا تلافی مافات ہے مگر چونکہ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم اپنی پہلی آمد میں ہی ایسے کامیاب ہوئے کہ شاہنشاہ عرب ہوئے اور توحید الٰہی چاردانگ عالم میں پھیلا کر نہایت کامیابی سے دُنیا سے بظاہر پردہ فرمایا اس لیئے اُن کا دوبارہ آنا ضروری نہیں دوبارہ وہ آئے جس نے اپنا کام پورا نہیں کیا پس سوچو افضل کون ہے۔

(جامع الفتاویٰ المعروف انوار شریعت جلد دوم ص ۳۸)

نوٹ: اس فتاویٰ کے ٹائیٹل کے صفحہ پر ازافادات کے تحت پانچ مولویوں کے نام تحریر ہیں (۱) مولوی احمد رضا خان بریلوی (۲) مولوی حامد رضا خان بریلوی (۳) مولوی سید نعیم الدین مرادآبادی (۴) مولوی محمد سردار احمد لائلپوری (۵) مولوی نظام الدین ملتانی۔

قارئین محترم! قارئین محترم! مندرجہ بالا رضاخانی بریلوی فتویٰ کو بار بار پڑھیں پھر ذرا ٹھنڈے دل سے سوچیں اور سمجھیں کہ کس دریدہ دہنی سے بریلوی فتاویٰ میں حضرت علیہ السلام کو فریضۂ رسالت کی ادائیگی میں ناکامیاب اور فیل ثابت کیا ہے اور بریلوی مولوی نے یہ مکروہ فتویٰ جاری کر کے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان اقدس میں سنگین توہین کا ارتکاب کیا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا زندہ آسمانوں پر اُٹھایا جانا اور قربِ قیامت میں آپ کا واپس تشریف لانا ایک قطعی اور یقینی مسئلہ ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کے ہاں اسکی ہزاروں مصلحتیں اور حکمتیں ہیں کہ جن کا علم اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی نہیں جانتا مگر اِس سب کچھ کے باوجود مذہبِ اِسلام حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان اقدس میں بھی اس قسم کے گھناؤنے الفاظ استعمال کرنے کی قطعاً اجازت نہیں دیتا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پہلی آمد میں ناکامیاب رہے اور امتحان میں وہی لوگ دوبارہ بلائے جاتے ہیں جو فیل ہو جائیں اور یہود کے ڈر کے مارے حضرت عیسیٰ علیہ السلام

فریضہ تبلیغ رسالت سرانجام نہ دے سکے۔ العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ۔

حالانکہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام تمام مسلمانوں کے نزدیک تو یقیناً قابل احترام اور فریضہ تبلیغ رسالت کی ادائیگی میں انکی مساعی جمیلہ قابلِ تعریف ہے۔ البتہ یہودیوں کے ہاں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا کوئی مقام و مرتبہ نہیں بلکہ یہودی تو آپ کی توہین کا ارتکاب کرتے ہیں، اور یہ طے شدہ بات ہے کہ کوئی نبی نہ تو اپنی نبوت اور رسالت میں ناکام ہوتا ہے اور نہ ہی فریضہ رسالت کی ادائیگی میں کسی طرح کی کوتاہی کرتا ہے اور نہ ہی کسی دنیوی طاقت، گروہ یا جماعت سے ڈر کر دین کی تبلیغ کو سرانجام دینے میں کسی لمحے رُکتا ہے کیونکہ اس طرح تو اللہ تعالیٰ کے علم انتخاب یا قدرت پر اعتراض لازم آتا ہے کہ وہ کیسا خدا ہے کہ جس نے فریضہ رسالت جیسے اہم منصب کیلئے ان لوگوں کا انتخاب کیا ہے، جو اتنے نا اہل کم ہمت اور معاذ اللہ جو بزدل تھے اور ایسے بزدل جو اپنا کام بخیر و خوبی سرانجام نہ دے سکے اور فیل ہو گئے۔

رضاخانی مؤلف جامع الفتاوی کے فتویٰ کو بغور پڑھو تو سہی کہ جس فتویٰ میں بڑی جرأت اور بہادری سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ناکامیاب اور فیل اور یہود سے ڈرنے والا ثابت کیا گیا ہے۔ العیاذ باللہ ثم العیاذ باللہ۔ حق تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسی ناپاک جسارت سے محفوظ فرمائے آمین۔

رضاخانی مؤلف ذرا بتاؤ تو سہی، کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان اقدس میں گستاخی کا مرتکب کون ہو رہا ہے، یقیناً آپکی نگاہیں شرم سے جھک جائیں گی جن کی وکالت تم کر رہے ہو وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ناکامیاب، ڈرنے والا اور فیل ہونے والا فتویٰ لگا رہے ہیں اور تم علماء اہلسنت دیوبند کے مرثیہ کے صحیح شعر کو غلط ثابت کرنے کی ناپاک سعی کر رہے ہو رضاخانی مؤلف علماء اہلسنت دیوبند کی علمی عبارات کو سمجھنے کی کوشش کرو اور خواہ مخواہ اپنے کو مجرم ثابت کرنے کا جہادِ عظیم مت کرو اور چلتے چلتے اپنے ایک اور رضاخانی بریلوی کا پیغام بھی سنتے جایئے کہ آپکو کیا رضاخانی پیغام دینا چاہتے ہیں:

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں رضا خانی بریلوی سوچ

رضا خانی مؤلف اپنے ایک اور رضا خانی بریلوی خواجہ محمد یار گڑھی والے کے جذبات بھی سنتے جایئے کہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان اقدس میں بایں الفاظ توہین کا ارتکاب کر رہے ہیں کہ جن بیماروں کا علاج حضرت عیسیٰ علیہ السلام نہیں کر سکے تو انکی سہولت کے لئے ایک شفاخانہ اجمیر شریف میں بنادیا ہے اور لا علاج مریض اجمیر شریف کے اس شفاخانہ کی طرف رجوع فرمائیں۔ چنانچہ شعر ملاحظہ فرمائیں:۔

برائے لادوائے حضرت عیسیٰؑ بحمد اللہ ☆ درین اجمیر یک دار الشفاء کردہ ام پیدا

(دیوان محمدی الموسوم بہ انوار فریدی صفحہ ۸ طبع اول ہمدرد پرنٹنگ پریس پرانی سبزی منڈی روڈ ملتان)

رضا خانی مؤلف اب بتاؤ مندرجہ بالا شعر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان اقدس میں کونسی تعظیم کا پہلو ثابت ہو رہا ہے ہر گز نہیں اور یقیناً نہیں اور قطعاً نہیں مندرجہ بالا شعر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان اقدس میں سراسر گستاخی اور اہانت کی گئی ہے حق تعالیٰ ہر مسلمان کو ایسی غلط حرکت سے محفوظ فرمائے۔ آمین!

رضا خانی مؤلف سے یہ سوال ہے کہ حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کے مرثیہ کا شعر قابل گرفت ہے یا کہ دیوان محمدی کا مندرجہ بالا شعر قابل گرفت ہے؟

آپکا دل و دماغ یقیناً ملامت کریگا کہ تم نے کاغذ کے کشتی بنا کر سمندر پار کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے اور مرثیہ دیوبند کا شعر اپنے معنیٰ میں عام فہم اور اپنے مطلب میں واضح اور بالکل صحیح ہے کہ جس پر کسی طرح کوئی اعتراض کرنے کا رضا خانی مؤلف کو ذیب نہیں دیتا، اگر اب بھی رضا خانی مؤلف کو مرثیہ دیوبند کے شعر کا مطلب و ترجمہ و مفہوم سمجھ نہیں آیا تو آیئے پھر ایک اور شعر آپکی خدمت میں پیش کرتے ہیں کہ جس شعر کے پڑھنے سے تمہیں مرثیہ دیوبند کے شعر کا ملطب و ترجمہ اور مفہوم بخوبی سمجھ آسکے ایک بار پھر ہم آپکے

دل ودماغ پر دستک دے رہے ہیں۔ ذرا جاگو اور مندرجہ ذیل دیوان محمدی کے شعر کا بغور مطالعہ کرو تا کہ آپ پر علمائے اہلسنت دیوبند کی صداقت واضح ہو جائے، چنانچہ مولوی خواجہ محمد یار گڑھی والے بریلوی اپنی کتاب دیوان محمدی میں تحریر فرماتے ہیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بطور معجزہ مُردوں کو زندہ کرتے تھے لیکن میرے پیرومرشد حضرت خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن والے نے لاکھوں مُردے پاؤں کی ٹھوکر سے زندہ کیے ہیں چنانچہ مندرجہ ذیل شعر ملاحظہ فرمائیں:

پیر صاحب کی ٹھوکر کا کمال

لاکھوں جلائے آپ نے ٹھوکر کے زور سے ☆ اُٹھتا نہیں مسیح سے مارا فریدؒ کا

(دیوان محمدی الموسوم بہ انوار فریدی ص ۸۶ طبع اوّل مطبوعہ ہمدرد پرنٹنگ پریس پُرانی سبزی منڈی روڈ ملتان شہر)

قارئین محترم! ایک بریلوی مولوی کی کتنی ستم ظریفی کی بات ہے کہ اپنے پیرومرشد کے بارے میں کس قدر مقام اعلیٰ بیان کیا جو کہ سراسر توہین حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر مبنی ہے یعنی کہ جس سے یقیناً حضرت مسیح علیہ السلام کی شان اقدس میں سنگین گستاخی ہو رہی ہے اور کس قدر اپنے پیرومرشد کی شان میں غلو اور اندھی عقیدت سے کام لیا جارہا ہے کہ میرے پیرومرشد حضرت پیر غلام فرید کوٹ مٹھن والے کا یہ اعلیٰ مقام ہے کہ میرے پیر فرید کے مارے ہوئے کو حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی زندہ نہیں کر سکتے۔ العیاذ باللہ اس میں سراسر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی توہین اور صریح گستاخی ہے اور ہم بریلوی مولویوں پر حیران ہیں کہ اپنے پیروں اور مشائخ کی تعریف میں اس قدر آگے نکل جاتے ہیں کہ شرعی حدود کو پھلانگ کر ایک نئی رضا خانی حد شروع کر کے جس کے اندھیرے میں اپنے پیروں اور مشائخ کی مدح سرائی میں اس قدر مجاہدہ کرتے کرتے انبیاء کرام علیہم السلام کی شان اقدس میں گستاخی کر بیٹھتے ہیں جیسا کہ مولوی خواجہ محمد یار گڑھی والے بریلوی نے اپنے پیرومرشد کی بے حد تعریف اور مدح سرائی کی لیکن ایک جلیل القدر برگزیدہ نبی

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان اقدس میں شدید توہین اور سنگین گستاخی کا مرتکب ہو گیا اور شریعت اسلامیہ کے قانون کے مطابق انبیاء کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام کی شان اقدس میں توہین کرنیوالے دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتے ہے۔ رضا خانی مؤلف اب تو تمہیں شیخ المشائخ امام المحد ثین حضرت شیخ الہند مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کے مرثیہ شعر کا مطلب وترجمہ وتشریح اور مفہوم آپکو یقیناً سمجھ آ گیا ہوگا اور آپ کا رضا خانی بریلوی فتوی اور مولویوں کے اشعار بھی آپ پر واضح ہو چکے ہیں کہ جن اشعار اور فتوی میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی شان میں سنگین گستاخی کا ارتکاب کیا گیا ہے۔ رضا خانی مؤلف تم اور تمہارے دیگر رضا خانی بریلوی اپنے کو حنفی کہنے کا برملا اعلان کرتے ہیں حقیقت میں تم حنفی تو نہیں ہو کیونکہ تم اور تمہارے جماعت کے مولوی حامی شرک و بدعت اور ماحی توحید وسنت کا یقیناً مصداق ہیں لیکن اس کے باوجود تمہارا حنفی ہونے کا دعویٰ سراسر غلط اور کذب بیانی پر مبنی ہے لیکن صدر الائمۃ شمس الائمۃ حضرت امام اعظم ابوحنیفۃ نعمان بن ثابت کا قول پیش خدمت ہے ملاحظہ فرمائیں:

حضرت امام ابوحنیفۃ رحمۃ اللہ علیہ اور ان کے اصحاب کا قول ہے کہ جو شخص انبیاء علیہم السلام میں سے کسی کی تکذیب کرے یا اُن پر عیب لگائے یا کسی نبی سے براءت کا اظہار کرے وہ مرتد ہے۔

(الشفاء بتعریف حقوق المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم مترجم ج ۲ ص ۵۳۴)

رضا خانی مؤلف کی کم فہمی

رضا خانی مؤلف نے شیخ المشائخ امام المحدثین شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کے مرثیہ گنگوہی کے صفحہ نمبر ۱۱ کے شعر پر بے جا اعتراض کر کے اپنا کم فہم ہونا ثابت کیا ہے اور پھر مرثیہ کے شعر پر اعتراض کرتے ہوئے شعر کو ادھورا نقل کیا ہے اور علمی دنیا میں حوالے کو ادھورا نقل کرنا بہت بڑی علمی خیانت ہے چنانچہ رضا خانی مؤلف کی خیانت پر مبنی شعر ملاحظہ فرمائیں۔

رضا خانی مؤلف کی خیانت

عبید سود اُن کا لقب ہے، یوسف ثانی

(مرثیہ ص ۱۱ بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۳۸)

رضا خانی مؤلف نے مندرجہ بالا شعر اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۳۸ کے علاوہ اپنی کتاب میں صفحہ نمبر ۱۴۶ اور صفحہ نمبر ۳۵۸ پر بھی نقل کیا ہے، اور مندرجہ بالا شعر پر رضا خانی مؤلف نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۳۸ پر یہ سرخی قائم فرمائی کہ "اہانت حضرت یوسف علیہ السلام" بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۳۸ طبع دوم اور اپنی کتاب کے ۱۴۶ پر مندرجہ بالا شعر پر یہ سُرخی قائم کر ڈالی کہ "مولوی رشید احمد گنگوہی کے کالے بندے بھی حضرت یوسف علیہ السلام کے برابر تھے العیاذ باللہ تعالیٰ" (بلفظہ دیوبندی مذہب ۱۴۶ طبع دوم)

آپ حضرات مرثیہ گنگوہی کا مکمل شعر ملاحظہ فرمائیں:

مرثیہ کا مکمل شعر

قبولیت اسے کہتے ہیں مقبول ایسے ہوتے ہیں
عبید سود کا ان کے لقب ہے یوسف ثانی

(مرثیہ ص ۱۱)

ناظرین کرام! رضا خانی مؤلف کی علمیت اور ذہانت پر ہم بہت حیران ہیں کہ اس بیچارے علمی مسکین کے بارے میں کیا رائے قائم کریں کیونکہ یہ بیچارہ علمی مسکین تو معلومات عامہ سے بھی کوسوں دور ہے کیونکہ جسے اتنا بھی معلوم نہیں کہ عبید عبد بمعنیٰ غلام کی جمع ہے اور کیا اس کو اتنا بھی شعور نہیں کہ اُردو محاورات میں یوسف ثانی کے معنیٰ صرف حسین وجمیل کے ہیں شعراء اُردو کے سینکڑوں اشعار اس قسم کے پیش کیے جاسکتے ہیں، جمیں وہ یوسف ثانی بول کر حسین وجمیل مراد لیتے ہیں یہ کوئی ڈھکی چھپی بات نہیں

بلکہ ہر ذی شعور اس سے بخوبی واقف ہے کہ جب کسی کے بارے میں یوسف ثانی کا یہ محاورہ استعمال کیا جاتا ہے تو اسکا صرف اور صرف مطلب یہی ہوتا ہے کہ حسین وجمیل، ہم یہاں صرف ایک شعر بحر العلوم حضرت علامہ عبدالحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ کا پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

کشورِ حسن میں رتبہ ہے یہ جانی تیرا
نام مشہور ہوا یوسف ثانی تیرا

الغرض کہ اُردو محاورات میں یوسف ثانی کے معنیٰ حسین وجمیل کے آتے ہیں اور یہی مرثیہ کے مندرجہ بالا شعر میں حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کی مراد ہے اور مرثیہ کے شعر سے حضرت شیخ الہند رحمۃ اللہ علیہ کا مطلب یہ ہے کہ فقیہ اعظم قطب الاقطاب امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ کے خدام چونکہ حضرت گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے فیض تربیت سے بہریاب ہو کر واصل الی اللہ اور عارف باللہ ہو گئے تھے اور ہر وقت ذکر الٰہی میں مشغول رہتے تھے اس لیے باوجودیکہ اُن میں سے بعض کا رنگ بلالی تھا لیکن پھر بھی ذکر الٰہی کی برکت سے اُن کے چہرے چمکتے تھے، اور وہ نورانی آنکھیں رکھنے والوں کو حسین وجمیل نظر آتے تھے یہاں تک کہ انکو اس حسن وجمال کی وجہ سے یوسف ثانی کہدیا جاتا تھا اور شرعی طور پر بھی یوسف ثانی کا لفظ استعمال کرنے میں کوئی قباحت نہیں جسے رضاخانی مؤلف نے رائی کا پہاڑ بنا کر پیش کیا ہے حالانکہ مرثیہ کے شعر مذکور کا ترجمہ وتشریح عامۃ المسلمین کے لیے کوئی مشکل نہیں بلکہ عام فہم اور بالکل واضح ہے جسے سمجھنے میں قطعاً کوئی دشواری نہیں اور مرثیہ کے شعر مذکور میں فقیہ اعظم قطب الاقطاب امام ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ یا آپ کے خدام کو حضرت یوسف علیہ السلام کا ہم مرتبہ ہرگز نہیں بتلایا گیا اور رضاخانی مؤلف اُلٹی چال چلتے ہوئے یوسف ثانی کے اُردو محاورہ کو حقیقت بنا کر پیش کر دیا تو ہم رضاخانی مؤلف کو شیخ المشائخ امام المحدثین شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کے مرثیہ کے صفحہ نمبر ۱۱ کے شعر مذکور کا دندان شکن جواب آپکے رضاخانی بریلوی مولویوں کی زبان سے سمجھائے دیتے ہیں

تا کہ آپکو دیوبند اہلسنت کے مرثیہ کے شعر کا بخوبی جواب مل جائے کہ اہلسنت دیوبند کے مرثیہ کے شعر میں ایک اُردو محاورہ پیش کیا گیا کہ جسے تم نے کچھ کا کچھ بنا کر پیش کر دیا اور اس پر آپکو ندامت ضرور ہوگی آپ سر دست اپنے بریلوی مولویوں کے حوالے سے مرثیہ کے شعر کا جواب ملاحظہ فرمائیں۔

چنانچہ سب سے پہلے آپکے پیشوا اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کی زبان سے مرثیہ دیوبند کے شعر کے جواب میں حدائق بخشش کا شعر ملاحظہ فرمائیں:

ارشاد اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی

روئے یوسف سے فزوں تر حسن روئے شاہ ہے

پشت آئینہ نہ ہو انباز روئے آئینہ

(حدائق بخشش حصہ سوم ص ۶۴ مطبوعہ کتب خانہ اہلسنت جامع مسجد ریاست پٹیالہ انڈیا)

رضا خانی مؤلف ذرا ہوش میں آؤ اور اپنے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے کلام پر ذرا توجہ فرماؤ کہ آپ کے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضان بریلوی کس قدر حضرت یوسف علیہ السلام کی شان اقدس میں گستاخی کا ارتکاب کر رہے ہیں۔

حضرات گرامی! مولوی احمد رضا بریلوی کی حدائق بخشش حصہ سوم شعر مذکور کو بار بار پڑھیں کہ جسمیں اعلیٰ حضرت بریلوی نے برملا اپنے شعر میں اس بات کا کھلم کھلا اظہار کیا ہے کہ حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ حضرت یوسف علیہ السلام سے بھی بہت زیادہ حسین وجمیل ہیں، العیاذ باللہ۔

کہ آئینہ کی پشت آئینہ کے چہرے کی کیسے ہم سر ہو سکتی ہے اور شعر مذکور میں اعلیٰ حضرت بریلوی نے آئینے کی پشت کو حضرت یوسف علیہ السلام کا چہرہ قرار دیا ہے۔

اور آئینے کے چہرے کو حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کا چہرہ قرار دیا ہے۔ **العیاذ باللہ۔**

قارئین محترم! عقائد اسلامیہ کے مطابق یہ بات بڑی واضح ہے کہ کوئی اپنی تمام تر ولایت اور فضیلت کے باوجود کسی درجے اور کسی پہلو کے اعتبار سے بھی کسی نبی سے افضل تو کجا کسی نبی کے برابر ہرگز نہیں ہوسکتا۔

حضرت یوسف علیہ السلام ایک جلیل القدر نبی ہیں اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ ایک ولی کامل اور امتی ہیں اور حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ اپنی ولایت وفضیلت اور مرتبہ ومقام میں بہت بلند ہے، لیکن آپ کو کسی نبی کے برابر قرار دینا یہ بہت بڑی قبیح وشنیع حرکت ہے چہ جائیکہ انکے حسن کو حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن وجمال سے فزوں ترئیعنی کہ بہت زیادہ قرار دیا جائے۔ ایک ولی کامل کی تعریف اور مدح سرائی کرتے ہوئے ایک نبی کی توہین کا پہلو اختیار کرنا یہ فلسفہ مولوی احمد رضا خان بریلوی کے شریعت میں تو کوئی فعل مستحسن ہوسکتا ہے لیکن مذہب ، اسلام اس قسم کی قبیح حرکت کی قطعا اجازت نہیں دیتا۔ اب رضا خانی مؤلف ارشاد فرمائیں کہ حضرت یوسف علیہ السلام کی شان اقدس میں کون گستاخی کا مرتکب ہورہا ہے تم تو اپنی کم فہمی کی بناء پر علماء اہلسنت دیوبند کے پیچھے لٹھ اٹھائے پھر رہے تھے۔ خدارا سوچو توسہی کہ تم نے مرثیہ کے شعر میں جو اردو محاورہ یوسف ثانی کا استعمال کیا گیا ہے۔ اسکو بنیاد بنا کر حامی توحید وسنت قامع شرک وبدعت امام المحدثین شیخ المشائخ شیخ الہند حضرت مولانا محمود حسن رحمۃ اللہ علیہ کے مرثیہ کے شعر سے تم نے جو خلاف شرع اور قبیح مفہوم پیش کیا ہے علماء اہلسنت دیوبند آپ کے کشید کردہ مکروہ اور خلاف شرع مفہوم کے ہرگز قائل نہیں ہیں لیکن تمہارے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی نے کھلم کھلی حضرت یوسف علیہ السلام کی شان اقدس میں سنگین گستاخی کی ہے رضا خانی مؤلف یہ بات بخوبی یاد رکھیں کہ جو لوگ نبی کا درجہ کسی ولی یا کسی صحابی کے برابر بھی مانیں ہرگز صحیح عقیدے پر نہیں رہ سکتے اور جو شخص یہ اعتقاد رکھے کہ کوئی ولی نبی سے درجہ میں بڑھ سکتا ہے، ہرگز مسلمان نہیں رہ سکتا۔ جیسا کہ حضرت امام ابو جعفر احمد بن محمد طحاوی رحمۃ اللہ علیہ لا یفضل احد من الاولیاء علی احد من الانبیاء کے تحت تعریف

فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:۔

ولانفضل احدامن الاولیاء علی احمدمن الانبیاء علیھم السلام ونقول نبی واحدافضل من جمیع الاولیاء. (شرح العقیدۃ الطحاویۃ)

(ترجمہ) اور ہم اولیاء میں سے کسی کو کسی ایک نبی پر بھی فضیلت نہیں دیتے اور ہم کہتے ہیں کہ ایک نبی تمام اولیاء کے مجموعہ سے بھی افضل ہے۔

اُمتی کا دعوٰی اور ذات نبوت

رضا خانی مؤلف ذرا ادھر بھی توجہ فرمالیجئے کہ آپکے اعلیٰ حضرت بریلوی کے کلام کے بعد اپنے ایک اور رضا خانی بریلوی خواجہ محمد یار گڑھی والے کا عشق رسالت بھی ملاحظہ فرمائیں۔ جو یہ فرماتے ہیں کہ کنوئیں میں ڈالے جانے والا حضرت یوسف علیہ السلام اور ان کے فراق میں رونے والا حضرت یعقوب علیہ السلام میں ہی ہوں۔ العیاذ باللہ تعالیٰ.

چنانچہ خواجہ محمد یار گڑھی والے بریلوی کے دیوان کا شعر ملاحظہ فرمائیں:

یوسفم در چاہِ کنعان من بدم

نیز یعقوب ہم کہ گریاں من بدم

(دیوان محمدی الموسوم بہ انوار فریدی ص ۳۴۶ طبع اول مطبوعہ ہمدرد پرنٹنگ پریس پرانی سبزی منڈی۔ روڈ ملتان)

قارئین محترم! رضا خانی مؤلف تم تو علماء اہلسنت دیوبند کے مرثیہ گنگوہی کے شعر پر گستاخی نبی کا حکم لگا رہے تھے اب بتاؤ کہ حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ لسلام کی شان اقدس میں کون گستاخی کر رہا ہے، تم تو ایک اُردو کا محاورہ یوسف ثانی کا بے بنیاد سہارا لیکر علماء اہلسنت دیوبند کو اپنے رضا خانی خیال سے گستاخ رسول بنائے بیٹھے تھے۔

اللہ تعالیٰ کے فضل وکرم سے ہم نے پختہ دلائل سے آپکے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی اور مولوی خواجہ محمد یار گڑھی والے بریلوی دونوں کا یقیناً گستاخِ رسول ہونا ثابت کیا ہے۔ اور علماء اہلسنت دیوبند پر تمھارا گستاخ رسول کا الزام بہتان عظیم ہے اور ہم نے براہین سے آپکے اعلیٰ حضرت بریلوی کو اور خواجہ محمد یار گڑھی والے کو گستاخِ رسول ثابت کیا ہے کہ جس کی تردید میں تمھارے پاس کوئی پختہ دلیل نہیں اور تم خواہ مخواہ بدحواس ہو کر علماء اہلسنت دیوبند کے حوالاجات کو تختہ مشق نہ بناؤ اب آستانہ عالیہ پیر سید جماعت علی شاہ صاحب کے عقیدت منداور آستانہ عالیہ علی پور شریف کے ایک عاشق کا جذبۂ عشق بھی ملاحظہ فرمالیجیے کہ وہ کن الفاظ میں اپنے پیر جماعت علی شاہ صاحب کی تعریف کرتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

غالی رضا خانی بریلوی کا جذبہ عشق

ایک غالی رضا خانی بریلوی اپنے پیرو مرشد پیر سید جماعت علی شاہ صاحب آف علی پور سیداں ضلع سیالکوٹ کی مدح سرائی کرتے ہوئے بایں الفاظ حضرت یوسف علیہ السلام کی شان اقدس میں گستاخی کرتے ہیں شعر ملاحظہ فرمائیں:

خادم ہیں تیرے سارے جتنے حسیں جہاں کے
یوسفؑ سے تجھ پہ قربان شیریں مقال والے

(انوار علی پور ص۱۰)

مندرجہ بالا شعر میں پیر جماعت علی شاہ صاحب کا غالی مرید یہ کہہ رہا ہے کہ میرے پیر صاحب پر جتنے جہاں میں حسین وجمیل ہیں وہ سب کے سب قربان ہوں، حتیٰ کہ حضرت یوسف علیہ السلام بھی میرے پیر جماعت علی شاہ صاحب پر قربان ہوں۔ العیاذ باللہ تعالی.

لیکن مذہب اسلام کی رُو سے اس قسم کا عقیدہ سراسر غلط اور قابل نفرت ہے، کیونکہ انبیاء علیہم السلام کے

سو تمام مخلوق جمع ہو جائے تو کسی نبی کے برابر تو کجا کسی صحابی کے مرتبہ کو بھی چھو نہیں سکتی چہ جائیکہ غالی بریلوی اپنے پیر صاحب پر حضرت یوسف علیہ السلام کو قربان کرنے کا بدترین مظاہرہ کر رہا ہے جو کہ یقیناً قابل نفرت اور قابل مذمت فعل ہے۔

باپ اور بیٹے کی ملاقات

ایک غالی بریلوی اپنے پیر و مرشد پیر خواجہ محمد بخش نازک کریم اور ان کے صاحبزادے کی آپس میں ملاقات کا تذکرہ کرتے ہوئے ایک مکروہ انداز میں یوں بیان کیا کہ دونوں باپ بیٹے کی ملاقات ایسے ہوئی جیسا کہ جدائی کے بعد حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کی ملاقات ہوئی چنانچہ ہفت اقطاب میں درج شدہ عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

حضور (نازک کریم غریب نواز) کے فرزند کی پرورش اپنے ماموں میاں امام بخش کے ہاں ہوئی۔ رقیبوں نے ایڑی چوٹی کا زور لگا کر والد اور فرزند کے درمیان حضرت یعقوبؑ اور حضرت یوسفؑ کی جدائی کا منظر پیدا کر دیا تھا پورے پندرہ سال اسی فرقت میں گذرے ایک دن جذبہ شفقت پدری جوش میں آتا ہے۔ حضور نازک کریم غریب نواز اپنے خاص خادم میاں رحیم بخش کو حکم فرماتے ہیں کہ صاحبزادے کو میرے پاس لے آؤ چنانچہ میاں رحیم بخش حضور صاحبزادے صاحب کو حضور نازک کریم غریب نواز کی خدمت میں لے آتے ہیں چاند سے چہرے پر جب حضور کی نظر پڑتی ہے آنکھوں سے آنسو جاری ہو جاتے ہیں بغل گیر ہوتے ہیں فکان قاب قوسین او ادنی کا پورہ رنگ نظر آ جاتا ہے۔ میاں رحیم بخش کو بھی باہر ٹھہرنے کا حکم دیا جاتا ہے، گویا یوں کہیے:۔

چو در مکتب بے نشانے رسید ☆ چہ گویم کہ آنجا چہ دید و شنید

یعقوبؑ اور یوسفؑ کی ملاقات تھی اسی خاص وقت میں فیوض و برکات سے نواز ا اور بیعت فرمایا جاتا ہے۔

(ہفت اقطاب صفحہ طبع اول ڈیرہ غازی خان مؤلف مولوی غلام جہانیاں بریلوی)

نوٹ: ہفت اقطاب کتاب کی عبارت سے حضرت یعقوب علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام کی شان اقدس میں گستاخی کا پہلو نمایاں نظر آرہا ہے۔ رضا خانی مؤلف تو مرثیہ اہلسنت دیوبند کے شعر کو بنیاد بنا کر اپنی ذہنی تسکین کی خاطر اور دیوبند اہلسنت دیوبند کے ساتھ اپنے بغض وعناد کی آگ بجھانے کے لیئے علماء اہلسنت دیوبند کو حضرت یوسف علیہ السلام کا گستاخ ثابت کرنے کا مکروہ دھندا کر رہے تھے لیکن انکی اپنی بریلوی جماعت کے مولویوں کی کتب سے حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ ساتھ حضرت یعقوب علیہ السلام کی شان میں بھی گستاخ رسول کے حوالہ جات ثابت ہو گئے ہیں۔ اب بتاؤ الزام تراشی کا کاربار کیسا رہا۔

ایک غالی رضا خانی بریلوی اپنے پیر جماعت علی شاہ صاحب کی مدح سرائی یوں کرتا ہے چنانچہ مندرجہ ذیل شعر ملاحظہ فرمائیں۔

پیر صاحب کی مدح سرائی

بظاہر مرصع بباطن مجلّٰی تو ہم رنگ حرف خُدا بن کے آیا

خُدا تجھ میں دیکھا نبی تجھ میں پایا تو آئینہ ہر ضیا بن کے آیا

(رسالہ انوار صوفیہ ص ۸۔۹۔ بابت اکتوبر ۱۹۳۱ء)

رضا خانی مؤلف اب بتایئے تو صحیح کہ مندرجہ بالا شعر کہنے والے بے لگام رضا خانی بریلوی کو آپ کیا انعام دینگے اور ایسے غالی عقیدت مند کے منہ میں لگام دیجیے کہ کچھ کہنے سے قبل سوچ لیا کریں کہ ہمیں کیا کہنا چاہیئے اور کیا کہہ رہے ہیں اور کہیں شریعت اسلامیہ سے روگردانی تو نہیں کر رہے اور کہیں شریعت اسلامیہ کی گرفت میں تو نہیں آرہے آخر ایک دن مرنا ہے دنیا سے جانا ہے، خالق کائنات کے ہاں پیش ہونا ہے خدارا کچھ تو ہوش کرو اور اپنی لغویات اور ایسی خرافات سے توبہ کرو جو کہ سراسر خلاف شرع ہیں ان سے مکمل

اجتناب کرواور رضا خانی مؤلف اب بتاؤ کہ علماء اہلسنت دیوبند کے مرثیہ کا شعر سمجھ آیا یا نہیں، یقیناً سمجھ آ گیا ہوگا، اگر اب بھی سمجھ نہیں آیا تو پھر تمہیں خدا ہی سمجھائے گا اور پوچھے گا کہ دنیا میں رہ کر کیا کرتے رہے ہو اور تمہیں کرنا کیا چاہیئے تھا اور تم کیا کیا گل کھلاتے رہے ہو اور رضا خانی مؤلف یہ بات یاد رکھیں کے آپ نے اپنی کم فہمی کی بنا پر علماء اہلسنت دیوبند کے مرثیہ کے شعر پر جاہلانہ اعتراض کر دیا لیکن ہم نے مرثیہ اہلسنت دیوبند کے شعر کے جواب میں تمہیں ہفت اقطاب انوار علی پور اور حدائق بخشش حصہ سوئم اور دیوان محمدی اور رسالہ انوار صوفیہ اکتوبر ۱۹۳۱ وغیرہ سے جوابی اشعار پیش کیے ہیں انکو بغور پڑھو اور پھر آنکھیں بند کر کے عالم آخرت کا نقشہ سامنے رکھ کر خود ہی فیصلہ فرمائیں کہ گستاخ رسول آپ کے پیشوا ہیں یا نہیں؟ جواب یقیناً اثبات میں ہی ہوگا اور علماء اہلسنت دیوبند کے مرثیہ کا شعر کسی پہلو کے اعتبار سے بھی شرعاً قابل گرفت نہیں اور آپ کے بریلوی مولویوں کے اشعار شرعاً اور یقیناً قابل گرفت ہیں اور ذرا جرأت کر کے وہی رضا خانی فتوی اپنے مولویوں پر بھی لگاؤ جو علماء اہلسنت دیوبند پر لگایا ہے اور یہ بریلوی مولویوں کی صفات میں سے ہے کہ ان کے مولوی صاحبان چاہیں تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں کسی پر بھی الزام تراشی کر دیں تو یہ پھر اس کے خلاف ہرگز زبان کو حرکت نہیں دیتے، جب کہ خلیفہ اعلیٰ حضرت مولوی نعیم الدین مرادآبادی بریلوی نے کنزالایمان کے حاشیہ پر جو تفسیر خزائن العرفان کے نام سے تحریر کی ہے تو اسمیں بھی سورہ یوسف کی ایک آیت کے تحت تشریح کرتے ہوئے حضرت یعقوب علیہ السلام پر ایک سنگین الزام عائد کر دیا۔ چنانچہ مولوی نعیم الدین مرادآبادی بریلوی کی الزام تراشی والی عبارت ملاحظہ فرمائیں:

وجاء و اباھم عشاء یبکون. (پارہ نمبر ۱۲ سورۃ یوسف آیت نمبر ۱۶)

(ترجمہ) اور رات ہوئے اپنے باپ کے پاس روتے ہوئے آئے۔

اس آیت کی تشریح میں مولوی نعیم الدین مرادآبادی بریلوی بایں الفاظ حضرت یعقوب علیہ السلام کی شان اقدس میں گستاخی کرتے ہیں وہ الفاظ ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی نعیم الدین مراد آبادی کا فاسد خیال

جب مکان کے قریب پہنچے اور اُن کے چیخنے کی آواز حضرت یعقوب علیہ السلام نے سُنی تو گھبرا کر باہر تشریف لائے اور فرمایا اے میرے فرزند کیا تمہیں بکریوں میں کچھ نقصان ہوا، انہوں نے کہا نہیں فرمایا پھر کیا مصیبت پہنچی اور یوسف؈ کہاں ہیں۔

(خزائن العرفان بر حاشیہ کنز الایمان سورۃ یوسف ص ۳۴۳ حاشیہ نمبر ۷ ۳ طبع اول پاکستان)

قارئین محترم! مندرجہ بالا آیت کی تشریح میں مولوی نعیم الدین مراد آبادی بریلوی نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارے میں یہ توہین آمیز الفاظ تحریر کیے ہیں کہ حضرت یعقوب علیہ السلام گھبرا کر باہر تشریف لائے، اور بریلوی مولویوں کے عقیدے پر ہم تو حیران ہیں کہ ایک طرف تو یہ کہتے ہیں کہ نبی کے معنی غیب کی خبریں دینے والے کے ہیں اور دوسری طرف یہ کہتے ہیں کہ حضرت یعقوبؑ گھبرا کر باہر تشریف لائے تو بقول بریلوی مولویوں کے سب کچھ جانتے ہوئے محض دکھاوے کے لیے گھبرانا؟

افسوس صد افسوس ہے مولوی نعیم الدین مراد آبادی بریلوی کی تحریر پر کہ ایک آیت کریمہ کی تشریح کرتے ہوئے ایک جلیل القدر نبی حضرت یعقوب علیہ السلام کی توہین کے مرتکب ہو گئے یوں معلوم ہوتا ہے کہ اس مولوی نے حضرت یعقوب علیہ السلام کی شان میں سنگین گستاخی کرتے وقت قبر و حشر کو بالکل ہی بھلا دیا ورنہ ایسی توہین آمیز حرکت کا ارتکاب نہ کرتے۔

غلط بیانی کا عجیب ذوق

رضا خانی مؤلف نے حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی شہرت کو داغدار کرنے کے چکر میں ان کے خلاف ایسی غلط بیانی کا حربہ استعمال کیا کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کی جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۱۸۲ کی عبارت کا ایک ٹکڑا مندرجہ ذیل نقل کیا کہ جس پر رضا خانی

مؤلف نے یہ مکروہ سرخی قائم کی کہ (اہانت اصحابِ رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام) بلفظہٖ دیو بندی مذہب صفحہ ۳۸۔ آپ حضرات رضا خانی مؤلف کی نقل کردہ عبارت ملاحظہ فرمائیں جو کہ درج ذیل ہے۔

رضا خانی مؤلف کی خیانت

اگر صحابہ میں سے کسی کو خواب میں دیکھے مثلاً ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ یا حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ان حضرات کی صورت میں شیطان آ سکتا ہے۔ (بلفظہٖ دیو بندی مذہب ۳۸ طبع دوم)

قارئین محترم! آپ نے رضا خانی مؤلف کی مندرجہ بالا عبارت جو اُس نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۳۸ پر نقل کی ہے جس کو آپ نے پڑھا ہے اور یہی خیانت پر مبنی ادھورا حوالہ اِس رضا خانی مولوی نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۸ کے علاوہ صفحہ نمبر ۱۶۲ پر بھی نقل کیا ہے، لیکن جہاں بھی کوئی حوالہ نقل کیا تو خیانت اور بد یانتی کا دامن ہاتھ سے ہرگز نہ جانے دیا۔ کیونکہ اگر رضا خانی مولوی حضرت تھانویؒ کے ملفوظات کی مکمل عبارت نقل کر دیتا تو کسی قسم کا وہم ہرگز نہ ہوتا اور اِس مولوی نے علماء اہلسنت دیو بند کے خلاف عامۃ المسلمین کو ایک غلط تصور پیش کیا ہے، جس کی ہم خوب قلعی کھولیں گے کہ اِس رضا خانی مؤلف نے عبارت کو نقل کرنے میں خیانت کا بدترین مظاہرہ کیا ہے ورنہ عبارعت بے غبار تھی اور ہرگز قابلِ گرفت نہ تھی لیکن اس کور رضا خانی مؤلف نے تعلیماتِ رضا کے رضا خانی قوانین اور رضا خانی خدمات سمجھ کر عبارت کو نقل کرنے میں رضا خانی جذبہ اختیار کیا ہم آپ کو حکیم الامت مجددِ دین و ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ملفوظات کی مکمل عبارت پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

حضرت تھانویؒ کے ملفوظات کی مکمل اور اصل عبارت

ایک صاحب نے عرض کیا کہ حضرت اگر کوئی جناب رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دیکھے تو وہ حضور ﷺ ہی ہونگے، شیطان تو حضور ﷺ کی شکل میں آ نہیں سکتا۔ فرمایا کہ واقعی شیطان حضور ﷺ کی شکل میں نہیں

آسکتا، اور نہ کسی اور نبی کی شکل میں شیطان متشکل ہو سکتا ہے۔ عرض کیا اگر صحابہ میں سے کسی کو خواب میں دیکھے مثلاً حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو یا حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اِن حضرات کی صورت میں شیطان آسکتا ہے، فرمایا مشہور قول پر سوائے انبیاء علیہم السلام کے سب کی شکل میں آسکتا ہے۔

(الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ جلد ۶ صفحہ ۱۸۲ مطبوعہ تھانہ بھون انڈیا)

حضرات گرامی! حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ملفوظات کی عبارت بالکل اپنے معنی اور مفہوم میں بڑی واضح ہے کہ جس پر کسی قسم کا ترجمہ وتشریح کی قطعاً ضرورت نہیں، لیکن رضاخانی مؤلف کے ہاتھ کی صفائی کا بھی اندازہ فرمائیں کہ ملفوظات کی عبارت کے شروع سے تین سطور کو چھوڑ دیا اور عبارت کے درمیان سے دو سطریں نقل کر دیں اور آخر سے پھر ایک سطر عبارت کی چھوڑ دی، یہ ہیں بریلوی مذہب کے مجاہد اور مولوی کہ جنہیں اللہ تعالیٰ کی ذات پاک نے کوئی حوالہ بھی دیانت داری سے نقل کرنے کی توفیق ہی نہیں دی، اِس سے بڑھ کر اِس بریلوی مولوی پر حق تعالیٰ کا غیض وغضب کیا ہوگا۔ حالانکہ ملفوظات کی عبارت بالکل صحیح اور درست ہے کہ جس پر کسی قسم کا کوئی بھی شرعی اعتراض وارد نہیں ہوتا، اگر بریلوی مولوی اپنی سینہ زوری سے حضرت تھانویؒ کے ملفوظات کی عبارت کو غلط رنگ دینا چاہے تو دیتا پھرے، اگر رضاخانی مؤلف کو مرنا یاد ہے اور اِس بات پر اِس کا کامل یقین ہے کہ ایک نہ ایک دن اِس دنیا فانی کو چھوڑ کر اپنے رب کے ہاں پیش ہونا ہے تو پھر انہیں چاہیئے کہ اپنی تحریر کردہ کتاب دیوبندی مذہب کے مندرجہ حوالہ جات سے برسرِ عام توبہ تائب ہو جائیں، کہیں ایسا نہ ہو کہ دن محشر کے سوائے ذلت آمیز رُسوائی کے کچھ بھی پلے نہ پڑے گا۔

ہم رضاخانی مؤلف کو حضرت تھانویؒ کے ملفوظات کی عبارت کا وہ ٹکڑا جو رضاخانی مؤلف نے علمائے اہلسنت دیوبند پر الزام تراشی کے طور پر نقل کیا ہے۔ اِس خیانت پر مبنی عبارت کے ٹکڑے کا جواب رضاخانی مؤلف کو اِس کے پیشوا اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کی زبان سے پیش کرتے ہیں۔ چنانچہ اعلیٰ

حضرت بریلوی اپنے فتاویٰ رضویہ میں ایک سوال کے جواب میں تحریر فرماتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں۔

اعلیٰ حضرت بریلوی کا فتویٰ

سوال: کیا فرماتے ہیں علمائے دین متین اِس مسئلہ میں کہ خواب میں شیطان کسی اچھی صورت میں ہو کر فریب دے سکتا ہے یا نہیں کہ میں محمد رسول اللہ ہوں صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

الجواب: حضور اقدس علیہ افضل الصلوات والتسلیمات کے ساتھ شیطان تمثل نہیں کر سکتا۔ حدیث میں فرمایا ''من رانی فقد رای الحق فان الشیطان لا یتمثل بی'' ہاں نیک لوگوں کی شکل بن کر دھوکا دے سکتا ہے بلکہ اپنے آپ کو الٰہ ظاہر کر سکتا ہے۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۹ صفحہ ۴۵ مطبوعہ کراچی اشاعت دوم رد پاکستان)

قارئین محترم! رضاخانی مؤلف نے تو حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانویؒ کے ملفوظات کی عبارت کا ادھورا ٹکڑا نقل کر کے یہ سنگین الزام عائد کر دیا کہ ملفوظات کی عبارت میں حضرت سیدنا ابوبکر صدیق اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی توہین کی گئی ہے جو کہ بالکل رضاخانی مؤلف کی الزام تراشی پر مبنی ہے کہ جس میں ذرہ برابر صداقت نہیں اور ہم نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کو سمجھانے کے لئے آپ کے اعلیٰ حضرت بریلوی کے فتاویٰ رضویہ کا حوالہ پیش کیا ہے جسے پڑھ کر آپ کو حضرت تھانویؒ کے ملفوظات کی عبارت ایسی سمجھ آ جائیگی کہ مرتے دم تک تم دوبارہ کبھی بھی اِس حوالے کو ہرگز پیش نہ کرو گے کہ جس حوالے کی بنیاد پر تم نے حضرت تھانویؒ پر بہتانِ عظیم باندھا ہے اور آپ کے اعلیٰ حضرت بریلوی نے تو اپنے فتاویٰ رضویہ میں یہاں تک لکھ دیا کہ شیطان نیک لوگوں کی شکل میں آ کر دھوکا دے سکتا ہے بلکہ وہ اپنے کو الٰہ یعنی کہ خدا بھی ظاہر کر سکتا ہے۔

رضاخانی مؤلف اب بتاؤ کہ الزام تراشی کا دھندا کیسا رہا! کہ حضرت تھانویؒ کے ملفوظات کی عبارت

میں تو صرف دو صحابہ کا نام درج تھا، لیکن آپ کے اعلیٰ حضرت تو پھر اعلیٰ حضرت ہی ہوئے کہ جنہوں نے تو پھر یہاں تک فتویٰ دے دیا کہ شیطان نیک لوگوں کی شکل بن کر دھوکا دے سکتا ہے۔ تو اِس میں اعلیٰ حضرت بریلوی نے پوری کائنات کے تمام نیک لوگوں کو شامل کر دیا ہے۔ تو اِس سے آگے پھر غور و فکر کریں کہ شیطان اپنے کو خدا بھی ظاہر کر سکتا ہے، تو آپ کے اعلیٰ حضرت بریلوی نے تو اپنے فتاویٰ رضویہ کے فتویٰ کی عبارت میں حضرت تھانویؒ کے ملفوظات جلد ۶ صفحہ ۱۸۲ کی عبارت کی پُر زور تائید اور تصدیق کر دی کہ حضرت تھانویؒ کے ملفوظات کی عبارت بالکل صحیح اور دُرست ہے جو کسی اعتبار سے بھی قابلِ اعتراض ہرگز نہیں۔

رضا خانی مؤلف جو جواب آپ اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کے فتاویٰ رضویہ کی عبارت کا سمجھیں پس وہی جواب حضرت تھانویؒ کے ملفوظات کی عبارت کا علمائے اہلسنت دیوبند کی طرف سے بخوبی سمجھ لیں۔

ماهو جوابكم فهوا جوابنا.

علاوہ ازیں، رضا خانی مؤلف نے تو حضرت تھانویؒ پر گستاخِ صحابہ کرام کا سنگین الزام عائد کیا تو ہم یہ حقیقت واضح کر دینا چاہتے ہیں کہ گستاخِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم، علمائے اہلسنت دیوبند ہرگز نہیں بلکہ یقیناً رضا خانی بریلوی مولوی گستاخ صحابہ کرام ہیں۔ جیسا کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی کے وصایا شریف کی عبارت ملاحظہ فرمائیں، تو تمہیں روزِ روشن کی طرح معلوم ہو جائے گا کہ گستاخِ رسول ﷺ اور گستاخِ صحابہ رضی اللہ عنہم بریلوی مولوی ہی ہیں اور علمائے اہلسنت دیوبند صحیح معنوں میں قرآن و سنت پر چلنے والے اور صحیح طور پر دین اسلام کے خدمت گار ہیں اور بریلوی مولویوں نے اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کے بارے میں اِس قدر غلو اور مدح سرائی کا جہاد کیا کہ صحابہِ کرام رضی اللہ عنہم کی شان میں سنگین گستاخی کے مرتکب ہو گئے۔ چنانچہ اعلیٰ حضرت بریلوی کے وصایا شریف میں صحابہِ کرام کی شان میں گستاخی پر مبنی عبارت موجود ہے اور ایسی توہین آمیز عبارت کی دن رات اشاعت کر رہے ہیں بس اِن کو شانِ صحابہ رضی اللہ عنہم سے کوئی واسطہ نہیں بلکہ روپیہ پیسہ آنا چاہیئے، چاہے وہ جس طریقے سے آئے بس آئے کہیں سے آئے۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے وصایا شریف کی عبارت کہ جس میں صحابہ کرام کی شان میں شدید توہین کی گئی ہے اور جس میں یہ بھی مرقوم ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی کی زیارت کرنے سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی زیارت کا شوق کم ہو گیا۔ پس وصایا شریف کی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

زیارت کا شوق کم ہو گیا؟

(اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے) زہد و تقویٰ کا یہ عالم تھا کہ میں نے بعض مشائخ کرام کو یہ کہتے سُنا ہے کہ اِن کو دیکھ کر صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی زیارت کا شوق کم ہو گیا۔

(وصایا شریف صفحہ ۲۴ طبع اوّل مطبوعہ الیکٹرک ابو العلائی پریس آگرہ دہلی انڈیا)

رضا خانی مؤلف اب بتاؤ کہ کس نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی شانِ اقدس میں سنگین گستاخی کی ہے۔ آپ مندرجہ بالا وصایا شریف کی عبارت پڑھتے جاؤ اور شرماتے جاؤ اور گستاخ صحابہ کرام پر فتویٰ بھی لگاتے جاؤ تا کہ آپ کو یقینِ کامل ہو جائے کہ جن کی تم خواہ مخواہ وکالت کرنے میں اپنا وقت ضائع کر رہے ہو وہ بارگاہِ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے کس قدر گستاخ صحابہ ثابت ہو چکے ہیں اور رضا خانی مؤلف نے تو سینہ زوری کی انتہا کر دی کہ حضرت تھانویؒ پر حضرت صدیق اکبر اور حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے گستاخ ہونے کا فتویٰ لگا دیا۔ اب آیئے دیکھئے کہ حقیقت میں ان دونوں صحابہ کرام رضی اللہ عنہما کا گستاخ کون ہے۔ چنانچہ مولوی سید ایوب علی رضوی بریلوی نے اپنے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کی مدح سرائی اِس حد تک کر دی کہ حضرت سیدنا صدیق اکبر اور حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کی شان اقدس میں شدید توہین کا ارتکاب کیا، کیوں کہ قرآن مجید نے خیر الاتقیاء حضرت سیدنا صدیق اکبر اور اشداء علی الکفار حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہما کو فرمایا اور بریلوی مولویوں نے اپنے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کو اِن دونوں اعزاز کا مصداق قرار دیا۔ چنانچہ مولوی سید ایوب علی رضوی بریلوی تحریر

فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

خیر الاتقیاء کا مصداق کون؟

تمہاری شان میں جو کچھ کہوں اُس سے سوا تم ہو ☆ قسیم جان عرفاں اے شہ احمد رضا تم ہو

غریق بحر الفت مست جام بادۂ وحدت ☆ محب خاص و منظور حبیب کبریا تم ہو

جو مرکز ہے شریعت کا مدار اہل طریقت کا ☆ جو محور ہے حقیقت وہ قطب الاولیاء تم ہو

یہاں کر ملی نہریں شریعت اور طریقت کی ☆ ہے سینہ مجمع البحرین ایسے رہنما تم ہو

عیاں ہے شان صدیقی تمہارے صدق وتقویٰ سے ☆ کہوں اتقیٰ نہ کیوں کہ خیر الاتقیاء تم ہو

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح صفحہ ۳۰ مقام اشاعت رضوی کتب خانہ بہاری پور بریلی انڈیا،

گلشنِ رضوی صفحہ ۱۰ ناشر کتب خانہ غوثیہ رضویہ گول باغ جھنگ بازار، فیصل آباد)

اشدآء علی الکفار کا مصداق کون؟

جلال و ہیبت فاروق اعظم آپ سے ظاہر ☆ عدو اللہ پر ایک ہر بہ تیغ خدا تم ہو

اشدآء علی الکفار کے ہو سر بسر مظہر ☆ مخالف جس کے تھرائیں وہی شیر وغا تم ہو

(مدائح اعلیٰ حضرت مشتمل بر قصیدہ نغمۃ الروح صفحہ ۳۰ مقام اشاعت رضوی کتب خانہ بہاری پور بریلی انڈیا،

گلشنِ رضوی صفحہ ۱۰ ناشر کتب خانہ غوثیہ رضویہ گول باغ جھنگ بازار، فیصل آباد)

قارئین محترم! یاد رہے کہ اللہ تعالیٰ کی ذات پاک نے خیر الاتقیاء حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کو فرمایا اور رضا خانی بریلویوں نے اللہ تعالیٰ کی پاک ذات کے مقابلے میں اپنے پیشوا اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کو خیر الاتقیاء ثابت کیا ہے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت سیدنا عمر فاروق رضی اللہ عنہ کو اشدآء علی الکفار فرمایا ہے تو رضا خانی بریلویوں نے اللہ تعالیٰ کی ذات پاک کے مقابلے میں اپنے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کو اشدآء علی الکفار کا اعزاز بھی عطا کر دیا ہے جیسا کہ مندرجہ بالا

مدائح اعلیٰ حضرت کے اشعار میں مرقوم ہے اور رضا خانی مؤلف نے تو صرف جعل سازی کا کرشمہ دکھا کر غلط طور پر حضرت تھانویؒ کو گستاخ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ثابت کرنے کا ناکام حربہ استعمال کیا، جس کا ہم نے خوب نوٹس لیا ہے اور رضا خانی مؤلف کی تمام تر جعلی سینہ زوری کا جواب ہم نے حقیقت میں دیا ہے، جس کو آپ حضرات نے ملاحظہ فرمایا کہ ہم نے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضرت تھانویؒ کے ملفوظات الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ کے ملفوظ کی عبارت کو اوّل تا آخر پورا نقل کیا ہے کہ جس کو رضا خانی مؤلف نے قطع و برید سے نقل کیا بلکہ ہم نے صحیح اور بے غبار عبارت کو ادھورا نقل کرنے کے جواب میں بڑی دیانت داری سے حوالہ کو مکمل نقل کیا ہے جو قطع و بُرید سے بالکل پاک ہے اور یہ بات بھی یاد رکھیں کہ مذہب اسلام کی رو سے کوئی بڑے سے بڑا ولی بھی چھوٹے سے چھوٹے صحابی کے درجہ کو ہرگز نہیں پہنچ سکتا اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کی برابری تو کوئی قطعاً نہیں کرسکتا۔ عقیدت مند حضرات بریلوی اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کو جو چاہیں بنا کر پیش کریں، یہ اُنکا اپنا رضا خانی ذوق ہے جو چاہیں کریں۔ حقیقت وہی ہے جو ہم نے مولوی احمد رضا خان بریلوی کے بارے میں اُس کے ماننے والوں کو حوالہ جات کی روشنی میں نقل کردی ہے۔ جیسا کہ ہم نے دلائل سے بریلوی مولویوں کو گستاخ رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور گستاخ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم ثابت کیا ہے۔

اعلیٰ حضرت بریلوی کا بے مثل تقویٰ

اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کا تقویٰ اور پرہیزگاری کا فعل بھی ذرا دیکھ لیجیے، جس کے بارے میں بریلوی نعت خواں اور مولوی حضرات اپنی اکثر مساجد میں جمعہ کے روز بعد نماز جمعہ کے بعد کھڑے ہو کر اپنے رضا خانی شوق و ذوق کے جذبہ سے اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کے بارے میں برملا یہ شعر پڑھتے ہیں کہ:

جس کی ہر ہر ادا سنت مصطفیٰ ☆ ایسے پیر طریقت پہ لاکھوں سلام

تو ایسے عاشق رسول کا تقویٰ اور پرہیز گاری بھی بحوالہ فتاویٰ رضویہ کی عبارت سے پڑھتے جائیے ملاحظہ فرمائیں:

چار سال کی عمر میں ایک دن بڑا سا کرتا پہنے باہر تشریف لائے تو چند بازاری طوائفوں کو دیکھ کر کرتے کا دامن چہرہ مبارک پر ڈال لیا۔ یہ دیکھ کر ایک عورت بولی واہ میاں صاحبزادے آنکھیں ڈھک لیں اور ستر کھول دیا۔ آپ نے بغیر اُن کی طرف نگاہ فرمائے برجستہ جواب دیا۔ جب آنکھ بہکتی ہے تو دل بہکتا ہے اور دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے۔ آپ کے اِس عارفانہ جواب سے وہ سکتہ میں آگئی۔

(فتاویٰ رضویہ جلد ۲ صفحہ ۵ سن طباعت طبع دوم اپریل ۱۹۸۰ء)

رضا خانیوں کے بڑے حضرت تو بچپن سے ہی شوخ و چلبلی طبیعت کے مالک تھے۔ ان کے تقدس و کمالات اور روحانیت کا آغاز عورتوں کے ساتھ چھیڑ چھاڑ اور کرتا اٹھا کر انہیں اپنا عضوِ مخصوص دکھانے کے شرمناک واقعہ سے ہوتا ہے۔ اور پھر چلبلے پن اور جنسی و شہوانی خیالات میں منہمک رہنے کی یہ بیماری اس حد تک بڑھ گئی تھی کہ ایک بار تو عین نماز میں اس حرکت بد کا ارتکاب کر بیٹھے۔

رضا خانیوں کے بیان کے مطابق

اعلیٰ حضرت بریلوی ساڑھے تین برس کی عمر میں وہ کچھ جانتے تھے جو اور لوگ بلوغ کے بعد بھی مشکل سے جانتے ہیں۔ اپنے امام بریلوی کی تعریف میں لکھی ہوئی ایک کتاب ”انوار رضا“ میں رضا خانی رقمطراز ہیں:

”ایک مصلح و مجدد کو ذاتی طور پر بھی جن محاسن و محامد اور فضائل و مناقب سے آراستہ ہونا چاہیئے امام احمد رضا کی ذات ان میں بھی منفرد و یکتا نظر آتی ہے خصوصاً زہد و تقویٰ اور حزم و احتیاط کی شمع آپ کی بزمِ حیات میں اتنی فروزاں ہے کہ دیگر اوصاف سے قطع نظر کر لیا جائے جب بھی آپ کی ولایت و عظمت میں کسی شک و ارتیاب کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔

آیئے چند واقعات وشہادات کی روشنی میں اس حیثیت سے بھی امام (اعلیٰ حضرت بریلوی) کی حیاتِ طیبہ کا مطالعہ کریں تاکہ معلوم ہو جائے کہ مردِ حق آگاہ زہد وورع، تقویٰ وطہارت اور حزم واحتیاط کے کس بلند مقام پر فائز ہے۔

سب سے پہلے عہدِ طفولیت کا ایک عبرت انگیز واقعہ ملاحظہ ہو کہ ابھی تقریباً ساڑھے تین برس کی عمر ہے، ایک منچا کرتا پہنے باہر سے دولت خانہ کی طرف چلے جا رہے تھے کہ سامنے سے کچھ بازاری عورتوں (طوائفوں) کا گزر ہوا۔ ان پر نظر پڑتے ہی ساڑھے تین برس کے امام نے اپنا لمبا کرتا اٹھایا اور دامن سے آنکھیں چھپالیں۔ یہ غیورانہ انداز دیکھ کر ان عورتوں نے تضحیکانہ طور پر کہا، ''واہ میاں صاحبزادے نظر کو ڈھک لیا اور ستر کھول دیا۔'' اس پر اعلیٰ حضرت نے برجستہ فرمایا ''پہلے نظر بہکتی ہے، تب دل بہکتا ہے اور جب دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے''۔ اب تو ان سب عورتوں پر سکتہ طاری ہو گیا۔ اور پھر کچھ بولنے کی جرات نہ ہو سکی۔

ساڑھے تین برس کی عمر میں فکر وشعور اور عفت وپرہیز گاری کی اس قدر بلندی کم تعجب خیز نہیں آپ نے اس جواب کے اندر شریعت وطریقت کے ایسے پنہاں نکتے منکشف فرما دیئے جن کا ادراک آج بوڑھے ہونے کے بعد بھی مشکل سے ہوتا ہے۔'' (انوارِ رضا صفحہ ۲۵۴ طبع دوم لاہور)

قارئین محترم! کیا یہ واقعہ اس قابل ہے کہ اسے ظاہر کیا جائے۔ غور فرمایئے اعلیٰ حضرت بریلوی کو اگر پردہ کرنا بھی تھا تو آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیتے، آستین سے آنکھیں ڈھک لیتے، آنکھیں جھکا لیتے، اپنا منہ دوسری طرف پھیر لیتے غرض کہ بدنظری سے بچنے کے کئی معقول طریقے اختیار کئے جا سکتے تھے، مگر رضا خانیوں کے امام کسی معقول طریقہ سے کام لینے کی بجائے ننگا ہو کر دکھاتے ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ آنکھیں چھپانا مقصود نہ تھا، ستر دکھانا مقصود تھا۔ اور یا پھر اس واقعہ سے یہ ثابت ہوا کہ وہ پرلے درجہ کے احمق اور نادان تھے کہ جو کام متعدد معقول طریقوں سے ہو سکتا تھا اسے شرمگاہ کھول کر کیا اتنی بات تو معمولی سے

معمولی سمجھ بوجھ والا شخص بھی سمجھتا ہے کہ ایسے موقع پر آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا جاتا ہے یا آنکھیں جھکا لی جاتی ہیں، مگر رضا خانیوں کے امام اتنی عام فہم اور معمولی بات بھی نہ سمجھتے تھے، پھر بھی دعویٰ ہے کہ اعلیٰ حضرت عقل وشعور اور عفت و پرہیز گاری کے بلند مقام پر فائز تھے۔ پھر طرفہ یہ کہ شرمگاہ کھول کر وہیں تن کر کھڑے ہو گئے۔ حالانکہ ایسی صورت میں شریف اور باحیا انسان آنکھیں جھکا کر تیزی سے آگے بڑھ جاتا ہے مگر مولوی احمد رضا خان بریلوی آگے بڑھنے کی بجائے ستر کھول کر طوائف کے سامنے جنسی موضوع پر لیکچر دینے لگے کہ ''پہلے نظر بہکتی ہے تب دل بہکتا ہے اور جب دل بہکتا ہے تو ستر (شرمگاہ۔ عضو مخصوص) بہکتا ہے۔'' یہاں یہ امر بھی غور طلب ہے کہ طوائف یہ کیسے جان گئیں کہ حضرت نے آنکھوں پر کرتا ہماری وجہ سے رکھ لیا ہے۔ طوائف نے اسے بچگانہ حرکت سمجھ کر نظر انداز کیوں نہ کیا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی نے شرارت آمیز اور چھیڑ خوانی کے انداز سے کرتا اُٹھایا ہوگا۔ جس سے وہ سمجھ گئی ہونگی کہ یہ حرکت ہماری وجہ سے ہو رہی ہے۔ ہر شخص جانتا ہے کہ بچہ جنسیات و روحانیات سے یکسر بے خبر ہوتا ہے۔ اس کا پاکیزہ ذہن اس قسم کی باتوں سے پاک ہوتا ہے۔ ساڑھے تین سالہ بچے کو ان باتوں کی ہوا تک بھی نہیں لگی ہوتی۔ مگر کائنات میں یہ واحد بچہ تھا جو نہ صرف اس قسم کی باتیں جانتا تھا بلکہ ان باتوں کے ''مالہ'' وما علیہ سے بھی واقف تھا، اسے آلہ تناسل کا مزاج بگڑنے کا ہی علم نہیں تھا، بلکہ اس کے اسباب اور وسائل بھی اسے معلوم تھے کہ پہلے نظر بہکتی ہے تب دل بہکتا ہے اور جب دل بہکتا ہے تو ستر بہکتا ہے۔

رضا خانیوں کے بیان کردہ اس واقعہ سے یہ حقیقت اچھی طرح واضح ہوگئی کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی کسی اور فن میں ماہر ہوں نہ ہوں مگر جنسیات کے فن میں وہ واقعۃً امام کا درجہ رکھتے تھے اور ساڑھے تین برس کی عمر میں اپنے فن کا مظاہرہ کر کے انہوں نے بازاری عورتوں پر سکتہ طاری کر دیا تھا۔

اس واقعہ کے پیش نظر ہم رضا خانیوں کو مشورہ دیں گے کہ جہاں وہ یہ جھوٹ لکھیں کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی پچاس علوم کے ماہر تھے وہاں ایک سچی بات یہ بھی لکھ دیا کریں کہ ان پچاس علوم میں سے ایک

علم رومان وشہوت تھااوراس علم میں ہمارے امام اس درجہ ماہر تھے کہ پوری دنیا میں کوئی ان کی ہمسری کا تصور بھی نہیں کرسکتا۔ رضا خانی یقین فرمالیں کہ ان کے اس دعوے کو کوئی بھی چیلنج نہیں کرے گا اور سب ہی اسے مان جائینگے اور اگر آپ نے اپنے دعویٰ کے ثبوت میں ساڑھے تین برس والے اس ہوش ربا واقعہ اور نماز میں دوران درود شریف حرکت نفس سے انگرکھے کا بند توڑنے والا واقعہ بھی پیش کردیا تو پھر تو ہرگز ہرگز کسی کے لئے انکار کی گنجائش نہ رہے گی۔ رضا خانیوں! ننگا ہونا ستر کھولنا کمال نہیں بلکہ ستر ڈھانپنا کمال ہے۔ ہاں جن کی عقل ماؤف ہوچکی ہو وہ ننگا ہونے کو ہی کمال اور خوبی سمجھے گا۔

الا انهم هم السفهاء ولكن لا يعلمون. (پارہ نمبر ا سورۃ البقرۃ آیت نمبر ۱۳)

☆ قرآن پاک میں نیک لوگوں کی علامات میں سے ایک علامت یہ بتائی گئی ہے کہ:

والذين هم لفروجهم حفظون. (پارہ نمبر ۱۸ سورۃ المؤمنون آیت نمبر ۵)

☆ یعنی وہ اپنی بیویوں کے علاوہ سب سے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرتے ہیں۔

ایک اور مقام پر ارشاد ہے:

والحفظين فروجهم والحفظت والذّٰكرين الله كثيراً والذّٰكرٰتِ اعدالله لهم مغفرة واجرا عظيماً.

(پارہ نمبر ۲۲ سورۃ الاحزاب آیت نمبر ۳۵)

☆ یعنی اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرنے والے مرد اور عورتیں سب کے لئے اللہ نے مغفرت اور اجرِ عظیم کا وعدہ کر رکھا ہے۔ (گویا مغفرۃ اور اجرِ عظیم کا وعدہ ''حافظینِ فروج'' کے لئے ہے ''کاشفینِ فروج'' کے لئے نہیں جو کہ ننگا ہو کر دکھاتے پھریں)۔

نیز ارشاد رسول اللہ ﷺ ہے:

واحفظوا فروجكم وغضوا ابصاركم.

☆ یعنی اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو اور اپنی نگاہیں نیچی رکھو---

مطلب یہ کہ نہ تو ناجائز جگہ نگاہ پڑنے دو اور نہ ننگے ہو کر دکھایا کرو اعلیٰ حضرت بریلوی نے دونوں حکموں کی خلاف ورزی کی نہ تو آنکھیں جھکائیں اور نہ شرمگاہ کو چھپایا مگر اس کے باوجود حواری خوش ہیں کہ اس واقعہ میں حضرت نے شریعت و طریقت کے پنہاں نکتے منکشف فرمادیئے یہ سب عقل اور حیا کے نہ ہونے کے کرشمے ہیں کون نہیں جانتا کہ لباس سے ستر پوشی کا کام لیا جاتا ہے۔ آنحضرت ﷺ فرماتے ہیں کہ نیا لباس پہن کر یہ کہا کرو کہ **الحمد لله الذی کسانی ما اواری به عورتی** (مشکوٰۃ شریف صفحہ ۳۷۷) یعنی شکر اللہ کا جس نے مجھے لباس پہنایا جس کے ذریعہ میں اپنے ستر کا پردہ کروں) مگر ناسمجھ امام لباس کے ہوتے ہوئے ننگے ہو رہے ہیں اور انتہا یہ کہ اس احمقانہ اور غیر شرعی حرکت پر رضا خانی ٹولہ فخر کرتا ہے۔

چوں آں راہِ کج پیشِ شاں راست بود

رہِ راست در چشمِ شاں کج نمود

قارئین محترم! اگر اعلیٰ حضرت بریلوی رضا خانیوں کے نہیں کسی دوسرے فرقہ کے پیشوا ہوتے تو رضا خانی اس کے خلاف اتنا بولتے کہ توبہ بھلی۔ ان کا ہر مقرر چیخ چیخ کر کہتا کہ دیکھو یہ لوگ ایک بے حیا اور شہوت پرست کو اپنا پیشوا مانتے ہیں اور امام اہلِ شہوت کو امام اہلسنت کہتے ہیں۔ اور یہ رضا خانی لوگوں سے یہ بھی کہتے کہ کوئی مادرزاد ولی ہوتا ہے تو کوئی مادرزاد اندھا ہے۔ مگر مولوی احمد رضا خان بریلوی کے اس گھناؤنے واقعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ مادرزاد بے حیا تھے۔ نیز وہ یہ بھی کہتے کہ ساڑھے تین برس کی عمر میں طوائف کو شرمگاہ دکھانے اور ان کے سامنے جنسیاتی موضوع پر تقریر کرنے سے ظاہر ہوتا ہے کہ شہوت پرستی اور بدمستی اس شخص کی گھٹی میں پڑی ہوتی تھی۔ غرض یہ کہ رضا خانی احمد رضا خان کے خلاف خوب بولتے۔ مگر اب چونکہ وہ بایں عادات رذیلہ و خصائل شنیعہ ان کے ہی امام و پیشوا ہیں اس لئے یہ لوگ ان پر قطعاً حرف گیری نہیں کرتے اور ان کے حیا سوز واقعات کو تقویٰ و احتیاط اور روحانیت و ولایت کی دلیل بتاتے ہیں۔ رضا خانیوں کو معلوم رہے کہ طوائف کے سامنے شرمگاہ کھولنے، مسلمانوں کو کافر کہنے اور بدعات

کو رواج دینے سے ملک ''ولایت'' (یعنی کہ انگریزوں کا ملک) تک تو رسائی ہو سکتی ہے مگر ''مقام ولایت'' تک رسائی ناممکن ہے۔

کایں رہ کہ تو می روی بتر کستان است

رضا خانیوں سے چند سوالات

۱۔ اگر عورتوں کے سامنے ننگا ہونا عقل و شعور کی بات ہے تو کیا تم لوگ بھی عورتوں کو دیکھ کر ننگے ہو جاتے ہو؟ اگر نہیں تو کیوں؟ تم اپنے عقلمند و ہوشمند امام کے حکیمانہ افعال کی پیروی کیوں نہیں کرتے ہو؟ کیا تم عقلمند اور باشعور نہیں بلکہ پاگل رہنا چاہتے ہو۔ اگر تم اسے واقعی عقل و شعور کی بات سمجھتے ہو تو تم بھی عورتوں کے سامنے ایسا ہی کیا کرو کسی نے ٹوکا تو کہہ دو ''وجدنا علیہ اباءنا۔ یعنی ہمارے سمجھدار آبا واجداد ایسا ہی کیا کرتے تھے۔

۲۔ مولوی احمد رضا خان بریلوی کو اپنی طویل زندگی میں عورتوں کا سامنا ایک بار تو نہ ہوا تھا بلکہ یقیناً کئی بار سامنا ہوا ہوگا۔ تو کیا وہ ہر بار اسی طرح عقلمندی کا مظاہرہ فرمایا کرتے تھے؟ یا ساڑھے تین برس کے بعد وہ پاگل ہو گئے تھے اور عقلمندی و دانشمندی کے کام چھوڑ دیئے تھے۔

۳۔ اگر راستہ میں کسی شریف عورت کا سامنا نامحرم مرد سے ہو جائے تو رضا خانیوں کے نزدیک وہ خاتون کیا کرے؟ یعنی ایسی صورت میں اسے اسلامی تعلیمات کے مطابق نظر جھکا کر تیزی سے گزر جانا چاہیئے یا رضا خانی طریقہ پر عمل کرنا چاہیئے۔

۴۔ آج کے بہت سے نام نہاد پیر اپنے مریدوں کی بہو بیٹیاں اور بیویاں اغوا کر جاتے ہیں۔ کیا ان پیروں کا خیال یہ تو نہ ہوگا کہ جب عورتوں کے سامنے شرمگاہ کھولنا تقویٰ اور روحانیت کی معراج تو انہیں اغوا کرنے میں کیا برائی ہے۔ (اور عین ممکن ہے کہ وہ عورتوں کے اغوا اور ان کے ساتھ زنا کو

حزم واتقاء اور روحانیت کی اگلی منزل سمجھتے ہوں۔)

۵۔ دنیا میں لاکھوں کڑوڑوں علماء اذکیا اور ائمہ واولیاء ہوکر گزرے ہیں کیا ان میں سے کسی ایک کے حالات میں بھی اس قدر خلافِ شرع اور اس حد تک شرمناک وحیاسوز واقعہ ملتا ہے؟

۶۔ اس شرمناک واقعہ کو لکھنے کے بعد آپ لوگوں نے یہ بھی لکھا ہے کہ ''آپ نے اس جواب کے اندر شریعت وطریقت کے پنہاں نکتے منکشف فرمادیئے''۔ ہمیں بتایا جائے کہ وہ کون کون سے نکتے تھے جو منکشف فرمائے گئے۔ زیادہ نہیں تو ایک ہی نکتے کی نشاندہی کردیجئے۔ حیرت ہے کہ اعلیٰ حضرت نے تو شرمگاہ یعنی آلۂ تناسل وغیرہ کو منکشف فرمایا تھا اور آپ لکھتے ہیں کہ نکتے منکشف فرمادیئے معلوم نہیں ''نکتے'' سے آپ کی مراد کیا ہے؟ فرمایئے تو سہی.........

۷۔ ساڑھے تین برس کے بچے کو اس کی کسی حرکت وشرارت پر اس انداز سے کوئی نہیں ٹوکتا جس انداز سے بڑی عمر والوں کو ٹوکا جاتا ہے۔ بچہ پیشاب کرے، ننگا پھرے، غرض کچھ کرے کوئی اس سے اس کے افعال کے متعلق استفہامیہ انداز میں بات نہیں کرتا، کیونکہ سب جانتے ہیں کہ جواب نہیں دے سکتا۔ خاص طور پر ایسی حرکات وافعال کے متعلق جن کا تعلق بلوغ سے ہوتا ہے کوئی بھی ساڑھے تین برس کے بچے سے بات نہیں کرتا۔ مگر آپ لوگوں نے لکھا ہے کہ طوائف نے مولوی احمد رضا خان بریلوی سے ایسا سوال کیا جو بالغوں سے کیا جاسکتا ہے اور احمد رضا خان بریلوی نے برجستہ اور بڑی تفصیل سے ان کے استفسار کا جواب عنایت فرمایا۔ اس سے معلوم ہوا کہ طوائف نے احمد رضا خان بریلوی کو پہچان لیا کہ یہ بچہ ہمارے جنسی سوال کو بخوبی سمجھ سکتا ہے اور اس کا جواب بھی دے سکتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ طوائف کا احمد رضا خان کو پہچان لینا، کیا طوائف کی ''ولایت'' کی دلیل نہیں ہے؟ کہ

ولی را ولی می شناسد

اگر احمد رضا خان صاحب کو کرتا اٹھانے، جنسی سوال سمجھنے اور اس کا مفصل جواب دینے کی بنیاد پر آپ

ولی کہتے ہیں تو طوائف کے بارے میں کیا حکم ہے؟اور اگر آپ طوائف کو بھی ولی ہی سمجھتے ہیں تو اتنا مزید بتا دیجئے کہ احمد رضا خان صاحب بڑے ولی تھے یا طوائف یا دونوں ہم مرتبہ۔

خلاصہ یہ کہ رضا خانیوں کے بیان کردہ اس واقعہ سے معلوم ہوا کہ،

(۱) مولوی احمد رضا خان بریلوی شرافت متانت سنجیدگی اور شرم وحیا سے عاری رہے یا یہ کہ وہ پرلے درجہ کا احمق ونادان رہے۔

(۲) احمد رضا خان بریلوی جنسیات وروحانیات ہی میں ترقی کرے گا۔

(۳) احمد رضا خان صاحب اُلٹے ہی کام کرے گا (جیسے کہ یہ کام اُلٹا تھا کہ ستر چھپانے کے بجائے کھول دیا) چنانچہ بعد میں مولوی احمد رضا خان صاحب اُلٹے ہی کام کرتے رہے مسلمانوں کو کافر اور کافروں کی حکومت کو دارالاسلام کہتے تھے۔مسنون اعمال کے بجائے بدعات پر زیادہ زور دیتے تھے اور پھر یہی مرض ان کے پیروکاروں میں سرایت کر آیا کہ وہ بھی سنّت کے مقابلے میں بدعات اپناتے ہیں۔مسلمانوں کو کافر کہتے ہیں۔شرمناک وشیطانی واقعات کو روحانی واقعات سمجھتے ہیں۔

بنے کیونکر کہ ہے سب کار اُلٹا
ہم اُلٹے بات اُلٹی یار اُلٹا

محترم قارئین! ہوسکتا ہے رضا خانی جواب تک اس واقعہ پر بغلیں بجاتے تھے ہمارا یہ مضمون پڑھ کر بغلیں جھانک رہے ہوں اور یہ سوچ رہے ہوں کہ یہ کیا ہوگیا؟ ہم تو اس خیال میں تھے کہ لوگ اس واقعہ کو پڑھ کر ہمارے حضرت کی تعریف وتوصیف کے پل باندھیں گے مگر یہاں تو معاملہ الٹا ہوگیا۔اور ممکن ہے رضا خانی اس فکر میں ہوں کہ جن جن کتابوں میں یہ واقعہ لکھا ہے ان کے مرتبین سے تردیدی بیان دلوایا جائے جیسا کہ رضا خانیوں نے احمد رضا خان صاحب کے حضرت عائشہؓ کے بارے میں کہے ہوئے گستاخانہ اشعار کے متعلق علماء اہلسنت دیوبند کے زبردست احتجاج پر احمد رضا خان صاحب کے مرنے کے چالیس

سال بعد مولوی احمد رضا خان بریلوی کے ایک پیروکار سے تردیدی بیان شائع کرایا۔ بہر حال اگر مولوی احمد رضا خان بریلوی کے متبعین اب بھی یہ سمجھ گئے ہوں کہ یہ واقعہ انتہائی بیہودہ ہے تو بھی غنیمت ہے۔ (ایک چورا اپنے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر گنا چوس رہا تھا، کسی نے پوچھا کہ ہاتھ پر کپڑا کیوں لپیٹ رکھا ہے؟ تو فرمایا کہ گنا چوری کا ہے اور میں احتیاطاً چوری کی چیز کو ہاتھ لگانا بھی گوارا نہیں کرتا اس لیئے ہاتھ پر کپڑا لپیٹ رکھا ہے۔) ایک شخص آنکھیں بند کر کے زنا میں مصروف تھا زانیہ نے اس سے پوچھا کہ آنکھیں کیوں بند کر رکھی ہیں تو جواب دیا تقوی وطہارت اور حزم واحتیاط کے مقام بلند پر فائز ''زانی'' نے کہ غیر محرم عورتوں کو دیکھنا ناجائز ہے اس لئے آنکھیں بند کر رکھی ہیں۔

رضا خانی بریلویوں نے اپنے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے بارے میں مدح سرائی کرتے ہوئے یوں آگے ایسے نکل جاتے ہیں جسکی حد ہی نہیں جیسا کہ رضا خانی بریلویوں نے اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کے ساڑھے تین سال کی عمر میں فصیح وبلیغ عربی زبان میں گفتگو کرنے کا ڈرامہ رچایا چنانچہ المیزان امام احمد رضا نمبر مطبوعہ انڈیا کی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

تین ساڑھے تین برس کی عمر میں عربی زبان میں گفتگو

مولوی عرفان علی صاحب قادری جو اعلیٰ حضرت کے مرید تھے بیان کرتے ہیں کبھی کبھی اعلیٰ حضرت اپنے بچپن کے حالات بیان کرتے تھے ایک روز ارشاد فرمایا میری عمر تین ساڑھے تین برس کی ہوگی اور میں اپنے محلے کی مسجد کے سامنے کھڑا تھا کہ ایک صاحب اہل عرب کے لباس میں جلوہ فرما ہوئے انہوں نے مجھ سے عربی زبان میں گفتگو فرمائی میں نے بھی فصیح عربی میں ان کی باتوں کا جواب دیا اس کے بعد اس بزرگ ہستی کو پھر کبھی نہ دیکھا۔ (امام احمد رضا نمبر ۳۳۹ مطبوعہ انڈیا)

رضا خانی بریلویوں نے اپنے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے جعلی تقوی کے پُل باندھنے

کے لئے مندرجہ بالا ایک خود ساختہ ہوائی اڑائی ہے کہ کسی نہ کسی طرح عامۃ المسلمین اعلیٰ حضرت بریلوی کے گرویدہ ہو جائیں لیکن حضرات بریلوی نے اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کے بارے میں واقعہ مذکور کو ایک سوچا سمجھا منصوبہ بنایا ہے لیکن جب پڑھے لکھے مسلمانوں نے اعلیٰ حضرت بریلوی کا وہ گھناؤنا فعل پڑھا کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی صاحب تو ایسے جرأت اور بہادری والے شخص ہیں جو ننگے ہو کر بازار میں عورتوں کے سامنے اپنی حقیقت کو ایسا بے نقاب کر دیتے ہیں کہ عورتیں سکتہ میں آجاتی ہیں تو اعلیٰ حضرت بریلوی کے اس فعل سے ایسے دور ہوئے جو آج تک ایسے غلط لوگوں کے قریب نہیں آئے جو دن رات عقائد رضا خانیہ کا پرچار کرنے والے ہوں۔

چنانچہ آپ حضرات لگے ہاتھ سردست اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے تقوی کا ایک اور عمل بھی پڑھ لیجیے ملاحظہ فرمائیں۔

عبادت میں کاہلی کا عمل

بحمد اللہ تعالیٰ میں اپنی حالت وہ پاتا ہوں جس میں فقہاء کرام نے لکھا ہیں کہ سنتیں بھی ایسے شخص کو معاف ہیں لیکن الحمد للہ سنتیں کبھی نہ چھوڑیں نفل البتہ اسی روز سے چھوڑ دیئے ہیں۔

(ملفوظات احمد رضا خان بریلوی ج ۴ ص ۵۷، ۵۸ مطبوعہ کراچی)

حضرات گرامی! اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے تقوی کا نمونہ آپ نے دیکھ ہی لیا کہ نوافل کو البتہ کے درجہ میں رکھا ہے کہ جب کہ نوافل سے تقرب الی اللہ ہوتا ہے تو ایسے عمل کو البتہ کے درجہ میں چھوڑ دیا حالانکہ مشائخ کرام رحمۃ اللہ علیہم نوافل کو بھی فرائض کی طرح اہمیت دیتے ہیں اور بندہ مؤمن نوافل کے ذریعے خدا تعالیٰ کا محبوب بن جاتا ہے جس کا ثبوت حدیث میں موجود ہے۔ آپ حضرات مولوی احمد رضا خان بریلوی کا جذبہ عبادت دیکھئے اور ایک عاشق رسول بننے والے کے لئے نماز کہاں تک آنکھوں

کی ٹھنڈک ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ نماز میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے اور اولیاء اللہ مقربین نماز فرض کے علاوہ نوافل کو بھی اسی شوق اور ذوق اور اسی فکر سے ادا کرتے ہیں جیسے انہیں فرائض کی ادائیگی کی فکر ہوتی ہے ویسے ہی نوافل کی بھی فکر کرتے ہیں لیکن ایک اعلیٰ حضرت بریلوی ہی ہیں جو تقرب الی اللہ والی عبادت نوافل کو البتہ کہہ کر ترک کر دیا رضا خانی بریلویوں کیلئے یہ ایک لمحہ فکریہ ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی کے بارے میں رضا خانی حضرات نے اس قدر مدح سرائی میں غلو کیا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی تحقیق کے میدان میں بہت بلند مقام رکھتے ہیں تو آپ حضرات انکے بلند مقام کا بھی اندازہ فرمائیں کہ عضو ضعیف کے بارے میں بے مثل تحقیق فرمائی جسے آپ بھی پڑھیں اور بار بار پڑھیں تاکہ آپ کے مطالعہ میں بھی مزید اضافہ ہو سکے۔

مولوی احمد رضا خان بریلوی کی خاص تحقیق

چنانچہ اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی نے عضو ضعیف پر خاص عمدہ تحقیق فرمائی۔ ملاحظہ فرمائیں:

فتاوی رضویہ ج ۳ :۔ مرد کی شرم گاہ کے اعضاء کو نو ۹ ثابت کرنا آپکی فقہ دانی پر ایسی شہادت ہے جو آفتاب نیم روز سے بھی زیادہ درخشاں اور تابندہ ہے چنانچہ آپنے پہلے چالیس مستند و معتبر کتب فقہیہ اور فتاوی کے حوالے سے ۸ شرم گاہ کے اعضاء مدلل و محقق فرمایا پھر تدقیق نظر سے ایک اور عضو شرمگاہ پر دلائل سے ثبت فرما کر ثابت کیا کہ مرد کی شرمگاہ کے اعضاء ۹ ہیں چونکہ کتب فقہ میں نویں کا ذکر نہ آنا ذکر عدم کو مستلزم نہیں اور نہ ان میں استیعاب کا ذکر اور نہ تحدید تعداد پر کوئی دلیل موجود۔

(امام احمد رضا نمبر ۲۱۲ مطبوعہ انڈیا)

حضرات گرامی! اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے عضو ضعیف پر بے مثل تحقیق اس بات پر شاہد ہے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی کا اپنا دین جس کے بارے میں ارشاد فرمایا:

حتی الامکان اتباع شریعت نہ چھوڑو اور میرا دین و مذہب جو میری کتب سے ظاہر ہے اس پر مضبوطی سے قائم رہنا ہر فرض سے اہم فرض ہے۔ (وصایا شریف صفحہ ۱ مطبوعہ ابو العلائی پریس آگرہ انڈیا)

نوٹ: یاد رکھیں اعلیٰ حضرت بریلوی کا اپنا دین مذکور یقیناً ضعیف اور سراسر غلط ہے اور اعلیٰ حضرت بریلوی کے دین پر چلنے کی بجائے حق تعالیٰ ہر ایک کو دین مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائیں آمین ثم آمین۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ پر سنگین الزام

رضا خانی مؤلف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۹ پر حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولٰنا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظ الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ کے ملفوظ کی طویل ترین عبارت نقل کرنے میں نہایت مجرمانہ حرکت کا ارتکاب کیا ہے جو واقعی قابل افسوس اور لائق مذمت ہے اور رضا خانی مؤلف نے مندرجہ ذیل خیانت پر مبنی حوالہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات جلد چہارم صفحہ نمبر ۵۴۔ سے پیش کیا ہے جو کہ سراسر خیانت اور بد دیانتی ہے اور رضا خانی مؤلف کا یہ قابل نفرت فعل ملاحظہ فرمائیں۔

رضا خانی مؤلف کی خیانت

(عورت کے فرج سے) روٹی لگا کر کھائی ہمیں تو نہ نمکین معلوم ہوئی نہ میٹھی نہ کڑوی۔

(بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۳۹ طبع دوم)

نوٹ: اس خیانت سے نقل کردہ حوالے پر رضا خانی مؤلف نے یہ سرخی قائم کی ہے کہ ''دیوبندی تہذیب''۔

قارئین محترم! یہ بات بخوبی یاد رکھیں کہ رضا خانی مؤلف نے ایک خیانت تو یہ کی یہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظ کی طویل ترین عبارت جو کہ انتیس ۲۹ سطور پر مشتمل تھی تو حضرت کے ملفوظ کی عبارت کا یہ حشر ونشر کیا کہ ملفوظ کی عبارت کے شروع سے چھ سطور کو چھوڑ کر مندرجہ بالا عبارت کا چھوٹا سا ٹکڑا

نقل کر دیا کہ جسکو رضا خانی مؤلف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۹ پر پیش کیا لیکن رضا خانی مؤلف کا یہ بہتان عظیم بھی قابل غور ہے کہ رضا خانی مؤلف نے خیانت سے نقل کردہ عبارت کے ٹکڑے کے شروع میں بریکٹ میں یہ الفاظ (عورت کے فرج سے) اپنی طرف سے اپنے قدیمی ذوق کے مطابق لکھدیئے جبکہ ایسے غلط الفاظ حضرت کے ملفوظ کی طویل ترین عبارت میں اول تا آخر سرے سے موجود نہیں ہیں۔ مندرجہ بالا ملفوظ کی عبارت کے شروع میں بریکٹ والے قابل نفرت الفاظ رضا خانی مؤلف کے خودساختہ ہیں جنکو رضا خانی مؤلف نے خیانت سے نقل کردہ عبارت کے ٹکڑے کے شروع میں تحریر کر دیئے ہیں اور قارئین محترم یہ بات قابل غور ہے کہ رضا خانی مؤلف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۹ پر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظ کی طویل ترین عبارت کا ایک ٹکڑا سرقہ کر کے نقل کرنے کے بعد اس ٹکڑے کے شروع میں خود ساختہ یہ الفاظ یعنی کہ بریکٹ والے (عورت کے فرج سے) ان الفاظ کو عبارت کے شروع میں کیوں لکھا گیا اور ان الفاظ کے چناؤ سے بھی اس بریلوی مولوی کی اپنے ایک خاص قدیمی واقعہ کی طرف علماء اہلسنت دیوبند کی توجہ کرانا مقصود تھی۔ تو رضا خانی مؤلف نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظ کی عبارت کو اپنے خودساختہ طریقہ سے چار چاند لگانے کی مذموم حرکت کی ہے۔

آپ حضرات حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کی طویل ترین عبارت ملاحظہ فرمائیں کہ جسکو پڑھنے سے آپ کو یقین کامل ہوئے گا کہ جو مذموم اور قابل نفرت الفاظ رضا خانی مؤلف نے ملفوظ کی عبارت کے شروع میں لکھے وہ الفاظ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی طویل ترین عبارت کے شروع سے لیکر آخر تک کہیں بھی موجود نہیں ہیں یعنی کہ طویل ترین ملفوظ کی عبارت کا ٹکڑا اس کے شروع میں بریکٹ والے الفاظ رضا خانی مؤلف کے خودساختہ ہیں اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ملفوظ میں ایک اُردو رسالہ میں درج شدہ ایک حکایت بیان کی ہے نہ کہ اپنا اور اپنے اکابر کا عقیدہ بیان کیا ہے کہ جسے رضا خانی مؤلف اپنی طرف سے خودساختہ عقیدہ بنا کر عامۃ المسلمین کے سامنے پیش کر رہا ہے اور کسی کی حکایت بیان

کرنے سے انسان خود مجرم نہیں ہوتا جسکی تردید خود حضرت تھانوی رحمۃ اللہ کے ملفوظ میں موجود ہے۔

اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ایک اندھے حافظ جی کی حکایت بیان کی ہے اور ساتھ ہی فرمادیا گویا کہ فحش ہے تو جسکو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ خود فحش فرمارہے ہیں تو اسکو بڑی ڈھٹائی سے بیان کرنا یہ کہاں کی شرافت اور دیانت ہے آخر کار ایک انسان ہونے کی حیثیت سے کچھ تو عقل سے کام لینا چاہیے کیونکہ ہم عرض کریں گے تو پھر شکایت ہوگی اور یہ مندرجہ بالا ملفوظ کا واقعہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی حنفی دیوبندی کا ہرگز بیان نہیں کیا بلکہ حضرت نے فرمایا یہ حکایت ہے کہ گو فحش ہے کہ جسمیں ایک اندھے حافظ کی شادی وغیرہ کا ذکر ہے تو اسکو رضا خانی مؤلف نے اپنے رضا خانی ذوق کے مطابق حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی شخصیت کو محض داغدار کرنے کے چکر میں بڑے ڈرامائی انداز میں تحریر کیا ہے جبکہ حضرت نے فرمایا کہ یہ حکایت ایک اُردو رسالہ کی حکایت ہے تو پھر اسکو اتنا بڑھا چڑھا پیش کرنا تو محض غلط ہے رضا خانی مؤلف کی کم فہمی اور جہالت کا جواب حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظ کی طویل ترین عبارت میں ہی موجود ہے اسے ملاحظہ فرمائیں اور رضا خانی کاغذی کشتی اہلسنت دیوبند کے سیل رواں یقیناً ڈوب جائے گی۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کی مکمل طویل ترین اصل عبارت پڑھیئے

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ شریعت مقدسہ کے احکام کی تعلیم پر عمل کرنے سے قلب کے اندر سکون اور اطمینان پیدا ہوتا ہے جو بڑی دولت اور نعمت ہے اور یہ محض بیان سے سمجھ میں آنا دشوار ہے عمل کر کے دیکھنے کی چیز ہے لوگ تو اسکے منتظر ہیں کہ سمجھ میں آوے تو عمل کریں اور سمجھ میں جب آویگا جب عمل کریں جیسے ایک اندھے حافظ جی کی حکایت ہے گو فحش ہے مگر تفہیم کیلئے گوارا کی جاتی ہے۔

مکتب کے لڑکوں نے حافظ جی کو نکاح کی ترغیب دی کہ حافظ جی نکاح کرلو بڑا مزہ ہے حافظ جی نے کوشش کر کے نکاح کیا اور رات بھر روٹی لگا لگا کر کھائی مزا کیا خاک آتا صبح کو لڑکوں پر خفا ہوتے ہوئے آئے کہ سسرے کہتے تھے کہ بڑا مزا ہے بڑا مزا ہے ہمنے روٹی لگا کر کھائی ہمیں تو نہ نمکین معلوم ہوئی نہ میٹھی نہ کڑوی۔ لڑکوں نے کہا کہ حافظ جی مارا کرتے ہیں۔ آئی شب حافظ جی نے بیچاری کو خوب زدوکوب کیا دے جوتہ دے جوتہ تمام محلّہ جاگ اُٹھا اور جمع ہوگیا اور حافظ جی کو بُرا بھلا کہا پھر صبح کو آئے اور کہنے لگے کہ سسروں نے دق کر دیا۔ رات ہمنے مارا بھی کچھ بھی مزا نہ آیا اور رسوائی بھی ہوئی تب لڑکوں نے کھول کر حقیقت بیان کی کہ مارنے سے یہ مراد ہے۔ اب جو شب آئی تب حافظ جی کو حقیقت منکشف ہوئی صبح کو جو آئے تو مونچھ کا ایک ایک بال کِھل رہا تھا اور خوشی میں بھرے ہوئے تھے۔ تو حضرت بعض کام کی حقیقت کرنے سے معلوم ہوتی ہے۔

ایک ہندو کسی بڑے سرکاری عہدہ پر مقرر ہیں اُنہوں نے کہلا کر بھیجا تھا کہ میں متردد ہوں اطمینان اور سکون میسر نہیں ہوتا کوئی تدبیر بتلائی جاوے کہ جس سے سکون قلب اور اطمینان قلب میسر ہو دیکھئے یہ کتنی بڑی دولت اور نعمت ہے اس شخص سے کوئی پوچھے اور سکون اور اطمینان کی قدر معلوم کرو کہ کیا چیز ہے میں نے کہلا بھیجا کہ کثرت سے **اهدنا الصراط المستقيم** پڑھا کرو جب سے ایسا موقع نہیں ہوا ایک اور صاحب کو ایسے ہی مشورہ کے ساتھ ایک اور بات کہلا کر بھیجنے کا ارادہ ہے جیسے تم نے اب تک اپنی مذہبی تعلیم پر عمل کر کے دیکھا اور اطمینان قلب میسر نہیں ہوا اسی طرح ہماری شریعت کی تعلیم پر عمل کر کے دیکھو جسطرح اسپر عمل کر کے نتیجہ کے منتظر رہے اسی طرح اسپر بھی عمل کر کے نتیجہ دیکھو اگر اسکے بعد بھی اطمینان میسر ہوگا نہ ہونیکی کوئی وجہ نہیں۔ اور اسکے سوا اور کوئی چیز قلب کو اطمینان اور سکون دلانیوالی ہے ہی نہیں۔ الا بذکر الله تطمئن القلوب۔ مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ اسی کو فرماتے ہیں، ؎

ہیچ کنجے بے ددوبے دام نیست ☆ جز بخلوت گاہ حق آرام نیست

اور اسکی بھی ضرورت نہیں کہ اعتقاد کے ساتھ عمل ہو بلکہ امتحان ہی کے طور پر کر کے دیکھ لو۔

سالہا تو سنگ بودی دل خراش ☆ آزمون رایک زمانے خاک باش

در بہاران کے شود سرسبز سنگ ☆ خاک شوتو گل بروید رنگ رنگ

بہت سی چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ بدوں عمل کے انکی کیفیت نہیں معلوم ہوسکتی۔ جیسے خدا تعالی کی نعمتیں ایسی ہیں کہ بدوں کھائے ان کا مزا نہیں معلوم ہوسکتا اگر کھانے کے بعد کڑوا معلوم ہوتو تھوکدینا مت کھانا مگر منہ تک لیجاؤ اسی سے حقیقت معلوم ہو جاویگی۔

(الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ ج ۴ ص ۵۴ مطبوعہ تھانہ بھون انڈیا)

حضرات گرامی! رضا خانی مؤلف کی دیانت داری کو داد دیجئے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ بالا طویل ترین ملفوظ کی عبارت کے ساتھ یوں حشر ونشر کیا کہ ملفوظ کی عبارت کا ایک ٹکڑا اپنی کتاب صفحہ ۳۹ پر نقل کیا اور پھر اسی عبارت سے ایک ٹکڑا لے کر اپنی کتاب کے ص ۱۶۸ پر نیچے اوپر دو جگہ نقل کیا مگر دونوں جگہ ملفوظ کی عبارت ادھوری نقل کی پھر اس کے بعد اس ادھوری نقل کردہ عبارت پر اپنے ذوق رضا خانی کے مطابق ایک ہی عبارت کے مختلف ٹکڑے نقل کر کے اس پر مختلف قسم کی گھناؤنی سرخی قائم کرنا یہ سب کا سب رضا خانی مؤلف ہی کو کمال حاصل ہے اور جب سے حضرت صاحب نے ہوش سنبھالا ہے سب کمال ہی کمال حاصل کرتے رہے۔ علاوہ ازیں رضا خانی مؤلف نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات ج ۴ ص ۵۴ کی عبارت جس کا ایک ٹکڑا رضا خانی مؤلف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۹ پر اور اسی عبارت کا دوسرا ٹکڑا ۱۶۸ پر نقل کیا بلکہ کسی جگہ ملفوظ کی عبارت کو پورا نقل نہیں کیا تو اس ملفوظ سے بالکل ملتی جلتی عبارت رضا خانی مؤلف نے ملفوظات حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جلد ۱ ص ۲۲۷ کے حوالے سے اپنی کتاب کے ص ۱۶۸ پر نقل کی ہے اور وہ بھی خیانت سے نقل کی رضا خانی مؤلف کی خیانت پر مبنی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

رضا خانی مؤلف کی خیانت

شاگردوں نے کہا کہ حافظ جی نکاح میں بڑا مزہ ہے حافظ جی نے کوشش کر کے ایک عورت سے نکاح کرلیا شب کو حافظ جی نے پہونچے اور روٹی لگا لگا کر کھاتے رہے۔

(الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ ج ا ص ۲۲۷، بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۱۶۸۔ طبع دوم)

رضا خانی مؤلف نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ بالا ملفوظ کی عبارت کو نقل کرنے میں خیانت سے کام لیا ورنہ ملفوظ کی طویل ترین عبارت میں ہی اس کا جواب تحریر ہے اور رضا خانی مؤلف نے مندرجہ بالا خیانت سے نقل کردہ عبارت کے ٹکڑے پر یہ مکروہ سرخی قائم کر ڈالی کہ۔ ''فرج سے روٹی'' اور اسی صفحہ ۱۶۸ پر ایک عبارت کے خیانت سے نقل کردہ ٹکڑے پر یہ گھناؤنی سرخی قائم کر ڈالی۔ ''عورت کا فرج میٹھا تھا یا کڑوا''۔

حضرات گرامی! رضا خانی مؤلف نے جو سرخیاں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات پر قائم کیں ہیں ان سرخیوں کا اصل عبارت کے ساتھ قطعاً کوئی تعلق نہیں رضا خانی مؤلف شریعت اسلامیہ سے آزاد ہو کر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کی عبارت جو شرعاً ہرگز قابل گرفت نہ تھی اس پر اپنی من مانی اور اپنے مخصوص ذوق سے اخلاق سے گری ہوئی سرخیاں قائم کر ڈالیں اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کی عبارت جو رضا خانی مؤلف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۶۸ پر نقل کی ہے تو اسمیں بھی خیانت کا بدترین مظاہرہ کیا جسکو آپ حضرات نے بخوبی پڑھا ہے اب ملفوظات کی مکمل طویل ترین عبارت ملاحظہ فرمائیں کہ جسکو بریلوی مولوی نے خیانت سے نقل کیا ہے۔

حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کی مکمل طویل ترین اصل عبارت

ایک اُردو رسالہ کی ایک حکایت یاد آئی بہت سی سہیلیاں آپس میں جمع رہتی تھیں اور یہ وعدہ تھا کہ جس کا بیاہ پہلے ہو جائے وہ اس مزہ سے سب کو آگاہ کرے ایک سہیلی کا پہلے بیاہ ہوا شب گذر جانے پر صبح کو سب سہیلیاں جمع ہوئیں اور اُس سے مزہ کے متعلق سوال کیا اب وہ بیچاری کیا بیان کرے بیان کر نیسے اسکی حقیقت سمجھ میں آ نہیں سکتی تھی تو اُس نے یہ کہا ۔

بیاہ یوں ہی جب تمہارا ہوئے گا ☆ تب مزہ معلوم سارا ہوئے گا

دوسری حکایت ایک اندھے حافظ جی کو لڑکوں نے نکاح کی ترغیب دی کہ حافظ جی نکاح کرلو اسمیں بڑا مزہ ہے حافظ جی نے کوشش کر کے نکاح کیا اور رات کو بی بی کے بدن سے روٹی لگا لگا کر کھائی مزہ کیا آتا صبح کو لڑکوں سے کہا کہ سسرو تم کہتے تھے بڑا مزہ ہے ہم نے تو روٹی لگا کر کھائی تھی ہم کو تو کچھ بھی مزہ نہ آیا۔ لڑکوں نے کہا کہ حافظ جی مارا کرتے ہیں۔ آئی شب تو خوب بیچاری کو زدوکوب کیا تمام محلّہ میں غل مچ گیا اہل محلّہ نے حافظ جی کو بُرا بھلا کہا صبح کو پھر آئے کہنے لگے سسروں نے دق کردیا کہتے ہیں کہ بڑا مزہ ہے کیا مزہ ہے ہم نے تو مار کر بھی دیکھ لیا کچھ بھی مزہ نہ آیا بلکہ خود ہی پٹنے سے بچ گئے تب لڑکوں نے مارنے کی حقیقت بتلائی کہ مارنے کے یہ معنی ہیں اور یہ مطلب ہے۔ اب جو شب آئی اور لڑکوں کی تعلیم کے موافق عمل کیا تب حافظ جی کو حقیقت منکشف ہوئی کہ واقعی مزہ ہے صبح کو جو آئے تو مونچھ کا ایک ایک بال کھلا ہوا تھا اور خوشی میں بھرے ہوئے تھے۔ تو بعض کام کر کے دیکھنے سے حقیقت معلوم ہوتی ہے ایک اندھے حافظ جی کی دوسری حکایت ہے ایک لڑکے نے کہا کہ حافظ جی تمہاری دعوت ہے پوچھا کیا کھلائے گا کہا کہ کھیر۔ حافظ جی نے دریافت کیا کھیر کیسی ہوتی ہے کہا کہ سفید سفید دریافت کیا کہ سفید کیسا ہوتا ہے کہا کہ جیسا بگلہ

دریافت کیا کہ بگلہ کیسا ہوتا ہے لڑکے نے اپنا ہاتھ حافظ جی کو کہنی سے پکڑا کر اور ہاتھ کے پہونچے کو جھکا کر کہا کہ ایسا ہوتا ہے حافظ جی نے جو ہاتھ پھیر کر دیکھا تو کہنے لگے کہ نہ بھائی یہ تو بڑی ٹیڑھی کھیر ہے یہ حلق سے نیچے کسطرح اُتر یگی اب حافظ جی کو سمجھانے کی ایک ہی صورت تھی کہ کھیر کا طباق بھر کر سامنے لا رکھتا کہ یہ ہے کھیر کھا کر دیکھ لو غرضکہ جو چیز کر کے دیکھنے کی ہے وہ بیان میں کیسے آسکتی ہے جب کھیر کی جو کہ حسی چیز ہے حقیقت محض بتلانے سے سمجھ میں نہ آئی تو دین جو کہ ایک معنوی چیز ہے کس طرح سمجھ میں آسکتا ہے اُسکو بھی کر کے دیکھو۔

(الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ ج ا ص ۲۲۷۔ مطبوعہ تھانہ بھون انڈیا)

حضرات گرامی ! آپ نے رضا خانی مؤلف کی قطع و برید پر مبنی عبارت بخوبی ملاحظہ فرمائی اور طویل ترین عبارت میں خیانت سے نقل کردہ ٹکڑا بھی پڑھا ہے لیکن اللہ تعالی کے فضل و کرم سے حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے طویل ترین ملفوظ میں رضا خانی مؤلف کے فرسودہ اعتراض اور خلاف شرع اخلاق سے گری ہوئی سرخیوں کا جواب بھی موجود ہے جبکہ ملفوظ کی عبارت میں یہ الفاظ روز روشن کی طرح ہیں ایک اُردو رسالہ کی حکایت یاد آئی وغیرہ تو اس سے آپ حضرات اندازہ فرمالیں کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ملفوظ میں ایک اُردو رسالہ کی حکایت بیان کی ہے تو اس سے رضا خانی مؤلف کا لمبا چوڑا مکروہ تبصرہ کرنا یا اخلاق سے گری ہوئی سرخی قائم کرنا سراسر غلط ہے اور اس رضا خانی مؤلف کی بھی خاندانی زندگی ایک مذہبی پیشوا کی تو کجا بلکہ ایک عام مسلمان کی زندگی سے بھی انتہائی گری ہوئی ہے اور انہیں مسلمانوں میں قطعا کوئی وقار حاصل نہیں اور رضا خانی بریلویوں کی قسمت ہی کچھ ایسی ہے کہ جنہیں اس قسم کے پیشوا نصیب ہوئے ہیں جنہیں اللہ تعالی نے عدل وانصاف اور دیانت داری جیسی نعمت سے یقیناً محروم کر دیا ہے جیسا کہ آپ حضرات نے رضا خانی مؤلف کی خیانت سے نقل کردہ حوالہ جات کا بخوبی مطالعہ کیا اور حضرات گرامی ہم اس مولوی بریلوی پر حیران ہیں کہ اس ملفوظ میں

جیسا ایک اور ملفوظ بنام مزید المجید ملفوظات حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور ملفوظ الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ ج ۷ صفحہ ۴۳۳ جسکی عبارت اس نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۷۰ پر نیچے اوپر دو جگہ نقل کی تو دونوں جگہ خیانت سے نقل کی تو آپ حضرات اس رضا خانی مؤلف کی مزید المجید ملفوظات کی خیانت پر مبنی عبارت ملاحظہ فرمائیں تو آپ حضرات پھر فیصلہ فرمائیں کہ ایسے شخص کو کیا کہنا چاہیے۔

رضا خانی مؤلف کی خیانت

میں نے بچپن میں ایک چھوٹی سی کتاب دیکھی تھی کہ اسمیں لکھا تھا کہ کسی لڑکی نے اپنی سہیلی سے دریافت کیا کہ شادی ہونے کے بعد کیا ہوتا ہے وہ ہمیں بھی بتاؤ اس شادی شدہ نے جواب دیا کہ تم جب مجھ جیسی ہو جاؤ گی خود جان لوگی۔

بیاہ یوں ہی جب تمہارا ہووے گا ☆ جب مزہ معلوم سارا ہووے گا

(بلفظہ دیوبندی مذہب صفحہ ۱۷۰ طبع دوم)

نوٹ: مندرجہ بالا خیانت سے نقل کردہ عبارت پر رضا خانی مؤلف نے یہ سرخی قائم کی کہ ”شادی کے بعد مزا“ یہ بھی رضا خانی بریلوی کا اپنا ذوق ہے۔

رضا خانی مؤلف نے مندرجہ بالا خیانت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات مزید المجید مطبوعہ تھانہ بھون صفحہ نمبر ۳۵ کی عبارت میں کی ہے جسمیں کسی قسم کا کوئی شرعی اعتراض تو نہیں ہوتا لیکن رضا خانی مؤلف نے اپنی جہالت رضا خانی سے خواہ مخواہ اعتراض کر دیا کیونکہ شریعت اسلامیہ اور ہے اور رضا خانی بریلوی شریعت کے احکامات اور ہیں ان کے مطابق رضا خانی مؤلف علماء اہلسنت دیوبند کی عبارات کو رضا خانی ترازو میں وزن کر رہا ہے آپ حضرت حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظ کی مکمل عبارت ملاحظہ فرمالیں کہ جس عبارت میں رضا خانی مولوی کی جہالت پر مبنی فرسودہ اعتراض کا جواب یقیناً موجود ہے۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظ کی اصل اور مکمل عبارت

فرمایا جو لوگ حالات کو قال سے سمجھنا چاہتے ہیں یہ انکی سخت غلطی ہے کیونکہ حالات میں بھی کچھ مبادی حالیہ ہوتے ہیں بدون ان کے پیدا ہوئے کیونکر سمجھ میں آسکتے ہیں میں نے اپنے بچپن میں ایک چھوٹی سی کتاب دیکھی تھی اسمیں لکھا تھا کہ کسی لڑکی نے اپنے سہیلی سے دریافت کیا کہ شادی ہونے کے بعد کیسا ہوتا ہے وہ ہمیں بھی بتاؤ اس شادی شدہ نے جواب دیا کہ تم جب مجھ جیسی ہو جاؤ گی خود جان لوگی، ۔

بیاہ یونہی جب تمہارا ہووے گا ☆ جب مزہ معلوم سارا ہووے گا

(مزید المجید صفحہ ۳۵ ۔مطبوعہ دہلی انڈیا)

حضرات گرامی! حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مندرجہ بالا ملفوظ کو بھی آپ نے بخوبی پڑھا اور رضا خانی مؤلف کا فرسودہ اعتراض بھی آپ نے پڑھا ہے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے بچپن کی ایک حکایت بیان کی اور اسمیں ایک لڑکی کی سہیلی کی گفتگو ہے نہ کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے کسی حنفی دیوبندی کا واقعہ بیان کیا ہے کہ جس پر رضا خانی مؤلف سیخ پا ہو گے۔

حضرات گرامی! آپ کو رضا خانی بریلوی عقیدے میں عجیب وغریب قسم کے مولوی نظر آئیں گے کہ جو حقیقت میں شریعت محمدیہ علی صاحبھا الصلوۃ والسلام سے کوسوں دور اور علمی میدان میں بالکل زیرو ہیں اور علم کو رضا خانی بریلوی عقیدے سے بالکل نفرت ہے کیونکہ ان کے اس دماغ کے برتن شرک وبدعت سے تھوک کے حساب سے بھرے ہوئے ہیں اور ان کے غلط اور خلاف شرع عقیدے کے جراثیم تو کینسر سے بھی زیادہ مہلک ہیں اور جیسا کہ خیانت اور بد دیانتی تو رضا خانی بریلوی عقیدے کا لازمی جز سمجھا جاتا ہے جیسے کہ رضا خانی مؤلف نے اپنی کتاب میں جابجا خیانت اور بددیانتی جیسے فریضہ پر سختی سے عمل کیا ہے اور ملفوظ مزید المجید جیسی عبارت رضا خانی مؤلف نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۷۰ پر الافاضات الیومیہ من

الافادات الیومیہ ملفوظ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے حوالے سے نقل کی تو اس میں بھی خیانت اور بددیانتی کا دامن ہاتھ سے ہرگز نہ جانے دیا یہ بھی قسمت کی بات ہوتی ہے کہ علماء اہلسنت دیوبند کی قسمت میں اللہ تعالی انے اپنے فضل وکرم سے علم جیسی عظیم دولت رکھی ہے اور رضا خانی بریلوی عقیدہ اور اعلی حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی جیسے مولوی کی قسمت میں اللہ تعالی نے اپنی ناراضگی سے کفر وشرک اور خیانت وبددیانتی رکھی ہے جن عقائد رضاخانیہ پر عمل کرتے ہوئے رضا خانی مؤلف نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات جلد ۷ صفحہ ۲۴۳ مطبوعہ تھانہ بھون کی عبارت کو خیانت سے نقل کیا ہے جسکو آپ ملاحظہ فرمائیں۔

رضا خانی مؤلف کی خیانت

ایک اردو کی کتاب میں چند سہیلیوں کی حکایت لکھی ہے کہ ان میں آپس میں یہ عہد ہوا تھا کہ ہم میں سے جسکی شادی پہلے ہوگی تو اپنے سب حالات ظاہر کرے گی کہ کیا ہوتا ہے چنانچہ ان میں سے ایک کی شادی ہوگئی تو اس سے سہیلیوں نے دریافت کیا کہ اپنا وعدہ پورا کرو تو اس نے جواب دیا کہ بس اس سے زیادہ اور کچھ نہیں کہہ سکتی۔

بیاہ یوں ہی جب تمہارا ہووے گا ☆ تب مزہ معلوم سارا ہوئے گا

(بلفظہ دیوبندی مذہب ص ۱۷۰ طبع دوم)

حضرات گرامی! مندرجہ بالا ملفوظ میں شرعا کوئی گرفت نہیں کیونکہ سہیلیوں کی آپس کی گفتگو ہے اور شادی جیسی سنت رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی تو اسکو غلط انداز میں پیش کرنا کہاں کی شرافت ہے۔ مندرجہ بالا خیانت رضا خانی مؤلف نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مفلوظ الافاضات الیومیہ جلد ہفتم صفحہ نمبر ۲۴۳ میں کی ہے اور شرعی طور پر رضا خانی مؤلف نے مجرمانہ حرکت کی ہے اور مندرجہ بالا خیانت سے نقل

کردہ عبارت پر بریلوی مولوی نے اپنے ذوق بریلوی کو زندہ باد کہتے ہوئے یہ سرخی قائم کر ڈالی ''بیاہ کا مزا''۔

حضرات گرامی! آپ حیران ہوں گے کہ اس قسم کی سرخیاں اس نے اس سے قبل بھی مندرجہ بالا جیسی عبارت پر قائم کی ہیں کیونکہ اس قسم کی سرخیاں قائم کرنے سے بھی رضا خانی مؤلف کو ذہنی تسکین ہوتی ہے کیونکہ یہی ذہنی تسکین اس رضا خانی مؤلف کو شہر پیر محل ضلع لائلپور سے چشتیاں لے کر آئی اور آج تک یہیں تشریف فرما ہیں اور رضا خانی عقائد کا دن رات خوب پرچار کر رہے ہیں۔

آپ حضرات اب حکیم الامت مجدد دین ملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ کی مکمل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کی اصل مکمل عبارت

ایک صاحب نے حضرت دام ظلھم العالی کی خدمت میں حسب ذیل عریضہ ارسال کیا ہادی ملت رہنمائے طریقت دام اللہ ظلکم اسلام علیکم و رحمۃ اللہ تعالی و برکاتہ خدا تعالےٰ کا شکر ہے کہ اپنے وطن سے شنبہ کو یہاں بخیریت پہنچ گیا۔ بارش کی وجہ سے دو ایک دن کی تاخیر ہوگئی۔ میرے وطن میں حضرت کے خدام جو فلاں صاحب سے تعلیم حاصل کرتے ہیں اس مرتبہ میری واپسی کے منتظر تھے۔ شہر نیز دیہات میں حضرت والا کے خدام کی بڑی نوازش ہے۔ میرے زائد قیام کی وجہ سے نیز حضور والا سے غایت محبت و عقیدت کی بناء پر جھ سے طرح طرح کے سوالات کرنے اور ملنے تشریف لاتے ہیں۔ قیام تھانہ بھون کے تاثرات دریافت فرماتے ہیں۔ باوجود کوشش میں بھی مجبور ہو جاتا ہوں ہر مرتبہ قصد کرتا ہوں لیکن ہر بار شکست ہو جاتی ہے۔ خوف معلوم ہوتا ہے کہ کہیں یہ شے میرے لئے مضر نہ ہو اسلئے عرض کر رہا ہوں۔ انتہی۔

حضرت والا دام ظلھم العالی نے حسب ذیل جواب تحریر فرمایا:

الجواب: تاثرات کے ظاہر کرنے سے اول میں صورت دعوی کی اور آخر میں حقیقت دعوی کی واقع

ہو جاتی ہے جو سالک کیلئے سم قاتل ہے۔ اصل واحکم یہ جواب ہے کہ میری اتنی سمجھ نہیں جو ان سوالات کی حقیقت کو سمجھ کر جواب دے سکوں بس اتنا کہہ سکتا ہوں کہ میری تسلی ہو جاتی تھی ۔ باقی دوسروں کی تسلی میرا کام نہیں اگر کوئی جاہل اسپر بھی نہ مانے تو پھر یہ کہدیا جایا کرے کہ مجھ کو ایسے حالات بتلانے سے مصلح نے منع کر رکھا ہے۔

بقیہ سوال: چالیس دن کے قیام تھانہ بھون کی برکتیں یہاں آ کر جو مجھ کو محسوس ہو رہی ہیں ان کا عرض کرنا میرے لئے دشوار ہے۔

الجواب: یہ دشوار پوچھنے والوں کے سامنے کیسے آسان ہو جاتا ہے۔ فقط اس پر کہ وجدانیات اور ذوقیات کی تعبیر زبان سے دشوار ہے بطور تمثیل ایک حکایت بیان فرمائی کہ ایک اُردو کی کتاب میں چند سہیلیوں کی حکایت لکھی ہے کہ اُن میں آپس میں یہ عہد ہوا تھا کہ ہم میں سے جس کی شادی پہلے ہوگی تو وہ اپنے سب حالات ظاہر کریگی کہ کیا ہوتا ہے چنانچہ اُس میں ایک شادی شدہ ہوگئی تو اُس سے اُس کی سہیلیوں نے دریافت کیا کہ اپنا وعدہ پورا کرو تو اسنے جواب دیا کہ بس اس سے زیادہ کچھ نہیں کہہ سکتی کہ۔

بیاہ یونہی جب تمہارا ہوئے گا ☆ تب مزہ معلوم سارا ہوئے گا

ایک دوسرا شاعر کہتا ہے۔

پرسید یکے کہ عاشقی چیست ☆ گفتم کہ چو ماشوی بدانی

اور بھلا یہ تو اپنے حالات کا اظہار ہے جو بہت خطرناک ہے امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ نے تو یہاں تک لکھا ہے کہ مبتدی سلوک کو وعظ بھی نہ کہنا چاہئے کیونکہ ابتدائے سلوک میں جوش ہوتا ہے تو جو کچھ بیان کریگا اُسکو لوگ یہ سمجھیں گے کہ اس کا بھی یہی حال ہے تو لوگوں کے ایسا سمجھنے سے بھی اُس مبتدی کا ضرر ہوتا ہے۔

(الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ ج ۷ صفحہ: ۳۳۴ مطبوعہ تھانہ بھون انڈیا)

اپنی ماں کے ساتھ ایسا حسن وسلوک؟

رضا خانی مؤلف نے جہاں اپنی کتاب میں اپنی کم فہمی اور سینہ زوری کے بیشمار گل کھلائے ہیں تو اس رضا خانی مؤلف نے حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیہ کی بے غبار اور طویل ترین عبارت کو نقل کرنے میں خیانت اور بد یانتی کا بدترین مظاہرہ کیا کہ جسکی خیانت اور بد یانتی سے نقل کردہ عبارت پر آپ حضرات یقیناً ناراض ہوں گے کہ ایسا شخص بھی اللہ تعالی کی زمین پر زندہ ہے کہ جس نے صحیح اور بے غبار عبارات کو اپنی غلیظ ذہنیت کی بناء پر ایسے گھناؤنے انداز میں نقل کیں ہیں کہ جسے پڑھکر آپکو یقین کامل ہو جائے گا کہ خیانت، سے نقل کردہ مندرجہ ذیل واقعہ کسی مسلمان کا تو نہیں ہوسکتا شاید رضا خانی مؤلف نے اپنے تجربہ رضا خانی کے تحت تحریر کیا ہے اور اپنے خلاف شرع رضا خانی فعل کا اظہار کرنے کے لئے علماء اہلسنت دیوبند کو اپنا رضا خانی نشانہ بنایا ہے لہذ رضا خانی مؤلف کی خیانت سے نقل کردہ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

رضا خانی مؤلف کی خیانت

ایک شخص .... اپنی ماں کے ساتھ بدکاری کیا کرتے تھے .... تو ان چیزوں کو عقل کے فتوی سے جائز رکھا جائے گا۔ (بلفظہ دیوبندی مذہب ۴۰، طبع دوم)

مندرجہ بالا خیانت اور بدیانتی حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات جلد چہارم صفحہ ۳۷۶ میں کی گئی ہے اور اس مندرجہ بالا خیانت پر مبنی عبارت پر رضا خانی مؤلف نے یہ قبیح وشنیع سرخی قائم کر ڈالی کہ،

''ماں کے ساتھ زنا عقلا جائز ہے''۔ (بلفظہ دیوبندی مذہب ص:۴۰، طبع دوم)

نوٹ: مندرجہ بالا خیانت پر مبنی حوالہ اس مولوی نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴۰ کے علاوہ صفحہ: ۲۱۳ پر بھی نقل کیا ہے۔

حضرات گرامی! بڑے افسوس اور دکھ کی بات ہے کہ آج تک کسی مسلمان نے بھی اپنے جذبہ مسلمانی کے تحت ایسے بے لگام اور کذاب کو پوچھا تک نہیں کہ ایسی سنگین اور سراسر خلاف شرع واقعہ اور خود ساختہ سرخی قائم کرکے ایک من گھڑت واقعہ کو جو کہ قطعاً کسی مسلمان کا ہے ہی نہیں بلکہ ایک نیچری اور دہریہ مذہب کے شخص کا واقعہ ہے جس کو تم علماء اہلسنت دیوبند کی طرف منسوب کرنے کی ناپاک جسارت کررہے ہو تو آپ حضرات نے رضاخانی مؤلف کی دینداری اور شرافت و دیانت کا پہلو دیکھیں کہ یہ بیچارہ مسکین کیا ہے اور کیا کررہا ہے اور کن غلط اور بے بنیاد باتوں کو اپنے جعلی طریقے سے علماء اہلسنت دیوبند کی طرف منسوب کرنے کا ناجائز حربے استعمال کررہا ہے آپ حضرات حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کی طویل ترین اور بے غبار عبارت ملاحظہ فرمائیں تو پھر فیصلہ کریں کہ کیا ایسے شخص کو مسلمانوں کی صف میں شمار کرنا دین اسلام تو ہین نہیں تو اور کیا ہے کیونکہ اس رضاخانی مؤلف نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظ کا وہ حشر و نشر کیا ہے جسکی علمی دنیا میں مثال ملنا مشکل ہے کیونکہ اصل ملفوظ کی عبارت بائیس سطور پر مشتمل تھی تو اس رضاخانی مؤلف نے ملفوظ کی عبارت کے شروع سے مسلسل سات سطور کو چھوڑ کر آگے آٹھویں سطر سے دو مختلف ٹکڑے نقطے لگا کر نقل کردیئے پھر اس کے بعد مسلسل پونے تین سطور چھوڑ کر گیارہویں سطر کے آخر سے ایک ٹکڑا لیا اور ایک ایک ٹکڑے بارہویں سطر سے لیکر پھر عبارت کے درمیاں نقطے لگا کر کتاب کا جلد نمبر اور صفحہ نمبر نقل کردیا اور پھر اپنی خیانت پر مبنی عبارت پر علماء اہلسنت دیوبند پر رضاخانی یلغار کردی یعنی کہ رضاخانی مؤلف کا یہ کرشمہ دیکھیں کہ تمام عبارت ۲۲ سطور پر مشتمل تھی تو اس نے آٹھویں سطر سے صرف دو ٹکڑے نقل کئے پھر اس کی گیارہویں سطر کے آخر سے ایک ٹکڑا لیا اور ساتھ ہی بارہویں سطر کے آخر سے ایک ٹکڑا لیکر اور عبارت کے ٹکڑوں کے درمیان نقطے لگا کر عبارت لکھدی اور کتاب کا جلد اور صفحہ نمبر بھی تحریر کردیا اور بارہویں سطر کے بعد مسلسل دس سطور چھوڑ دیں۔ یہ ہیں اپنے کو عاشق رسول اور حنفی اور گولڑوی کہنے والے کیا ایسے شخص کو عاشق رسول اور مولوی

حنفی گولڑوی اور مسلمان کہنا جائز ہے؟

اب آپ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی طویل ترین اور مکمل اصل عبارت پڑھ کر فیصلہ فرمالیں۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کی مکمل اور اصل عبارت پڑھیئے

ایک صاحب کے سوال کے جواب میں فرمایا کہ اس نیچریت کی بدولت زیادہ تر لوگوں کی دینی حالت برباد ہوئی ان کے یہاں ہر چیز کا معیار اور مدار محض عقل ہے لیکن موٹی بات ہے کہ مخلوق احکام خالق کا احاطہ کیسے کر سکتی ہے اور عقل بھی تو مخلوق ہی ہے وہ کہاں تک پرواز کریگی کہیں نہ کہیں جا کر اس کی دوڑ ضرور ختم ہو جائیگی اس کو مولانا فرماتے ہیں ؂

آزمودم عقل دوراندیش را ٭ بعدازیں دیوانہ سازم خویش را

اسلئے سخت ضرورت ہے کہ ان سب چیزوں کو وحی کے تابع بنا کر کام میں لگے۔ بدون وحی کے اتباع کے راہ کا ملنا کارے دارد۔ پس اصل چیز ہے وحی اور اگر نری عقل پر مدار رہے تو عقل کا ایک اقتضا تو یہ بھی ہے جیسا کہ ایک شخص نے کہا تھا وہ اپنی ماں سے بدکاری کیا کرتا تھا کسی نے کہا کہ ارے خبیث یہ کیا حرکت ہے تو کہتا ہے کہ جب میں سارا ہی اسکے اندر تھا تو اگر میرا ایک جزو اسکے اندر چلا گیا تو حرج کیا ہوا یہ حکم بھی تو عقلیات میں سے ہو سکتا ہے۔ ایک شخص گوہ کھایا کرتا تھا اور منع کرنے پر کہا کرتا تھا کہ جب یہ میرے ہی اندر تھا تو پھر اگر میرے ہی اندر چلا جاوے تو اس میں کیا حرج ہے تو ان چیزوں کو عقل کے فتوی سے جائز رکھا جاویگا ایسے ہی یہ آجکل کے عقلاء ہیں۔ غرض عقل کا اتباع بدون وحی کے کرنا بالکل ان ہی واقعات کا مصداق ہے چنانچہ اب بھی نتیجہ یہی ہو رہا ہے اور ہوگا کہ گوہ کھاویں گے اور کھا رہے ہیں ایسی ہی عقل کی نسبت مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؂

آزمودم عقل دوراندیش را ☆ بعدازیں دیوانہ سازم خویش را

آجکل کے عاقل محض آکل ہیں عقل کی ایک بات بھی نہیں ہر وقت اکل کی فکر ہے۔ ارے کیوں ٹھوکریں کھاتے پھرتے ہو جبتک وحی کا اتباع نہ کروگے میں بقسم عرض کرتا ہوں کہ راہ نہیں مل سکتا راہ ملنے کا طریق صرف انقیاد اور اطاعت ہے۔ جب تک وحی کے سامنے اپنی عقل کو اپنی راؤں کو نہ مٹادو گے اور فنا نہ کرو گے اسوقت تک ہرگز ہرگز منزل مقصود کا پتہ نہیں چلے گا اسی کو فرماتے ہیں ۔

ہر کجا پستی است آب آنجارود ☆ ہر کجا دردے دوا آنجارود

(الافاضات الیومیہ من الافادات القومیہ ج ۴ص:۶۷۳ مطبوعہ تھانہ بھون انڈیا)

حضرات گرامی! رضاخانی مؤلف کی خیانت اور بدیانتی کو داد دیجئے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظ میں تو ایک غیر معروف شخص نیچری اور ایک غیر معروف شخص دہریہ کی گفتگو کا ذکر ہے جو اپنی بدبختی سے اپنی ماں سے زنا کیا کرتا تھا تو کسی دوسرے شخص نے اسکو کہا کہ ارے خبیث یہ کیا حرکت ہے تو اس بدبخت شخص نے اسکو جواب دیا کہ جب میں سارا ہی اپنی ماں کے اندر سے آیا ہوں تو اگر میرا ایک جزیعنی کہ عضو مخصوص ماں کے اندر چلا جائے تو کیا جرم ہے یہ شخص ہرگز مسلمان نہیں تھا کہ جس نے اپنی ماں کے بارے میں ایسا غلط رویہ اختیار کیا کیونکہ ماں کے ساتھ ایسا سلوک کرنا درکنار رہا البتہ ایسا سوچنا ہی کافرانہ طرز عمل ہے تو ایسے غیر مسلم شخص کو کسی دوسرے شخص نے ماں کے ساتھ غلط سلوک کرنے کا جواب دیا کہ ایک شخص غلاظت کھایا کرتا تھا تو اسے منع کیا تو اس شخص نے جواب میں کہا کہ جب یہ غلاظت تیرے ہی اندر سے نکلی ہے دوبارہ اگر تیرے ہی اندر یعنی کہ منہ کے راستے چلی جائے تو کیا حرج ہے۔ تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے ملفوظ میں ان دونوں شخصوں کی آپس کی گفتگو کو بیان کیا کہ نیچریت اور دہریت نے لوگوں کو برباد کردیا ہے اور ہر چیز کو عقل کے معیار پر رکھتے ہیں اور دین اسلام کو عقل کے تابع کرلیتے ہیں حالانکہ چاہیے تو یہ کہ عقل کو دین اسلام کے تابع کیا جائے بس اسی میں فلاح دارین اور بھی

مذہب اسلام کی تعلیم ہے اور رضا خانی مؤلف نے اپنی رضا خانی حرکت سے اُن دو شخصوں کی آپس کی گفتگو کو علماء اہلسنت دیوبند کا عقیدہ اور فتوی قرار دیدیا جو کہ سراسر باطل اور انسانیت سے گری ہوئی بات ہے۔ آپ حضرات حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ملفوظ بار بار پڑھیں تو آپ کو یقین کامل ہو جائیگا کہ علماء اہلسنت دیوبند تو عقائد حقہ کی تعلیم دینے والے ہیں اور رضا خانی بریلوی نے اپنے عقائد باطلہ کے اظہار کیلئے علماء اہلسنت دیوبند کو ذریعہ بنا رہے ہیں جیسا کہ ملفوظ کی عبارت میں ایک بدبخت اور بدنصیب اور غیر مسلم شخص کے کافرانہ طرز عمل کا ذکر تھا جس کے غیر اسلامی عقیدے کو رضا خانی مؤلف نے اپنے کم فہمی سے علماء اہلسنت دیوبند کے ساتھ اپنے ذاتی تعصب کی بھڑاس نکالنے کیلئے جعلی طور پر منصوب کر دیا جسے آپ نے بخوبی ملاحظہ فرمایا۔

مثنوی شریف کا قصہ رضا خانی مؤلف نے علماء اہلسنت دیوبند کے ساتھ اپنے تعصب اور بغض وعناد کا ثبوت دیتے ہوئے قطب الاقطاب حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات طیبات کی عبارت کہ جسکو حکیم الامت مجدد دین ملت حضرت مولنا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے امداد المشتاق مطبوعہ تھانہ بھون اور ملفوظات طیبات شمائم امدادیہ کہ جنکو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب کیا ہے تو اس رضا خانی مؤلف نے عامۃ المسلمین کو علماء اہلسنت دیوبند کے نام پر دھوکہ دینے کے لیئے ایک درویش موحد کا قصہ جو کہ بحوالہ مثنوی شریف امداد المشتاق کے صفحہ نمبر ۱۰۱۔ پر اور شمائم امدادیہ میں مرقوم ہے اسکو نقل کر کے۔ قارئین کو یہ عظیم دھوکہ دیا کہ یہ علماء اہلسنت دیوبند کا ایک حنفی دیوبندی موحد تھا اور مندرجہ ذیل امداد المشتاق کا ملفوظ نقل کر کے رضا خانی مؤلف نے عامۃ المسلمین کو یہ تاثر دیا ہے کہ یہ علماء اہلسنت دیوبند کا عقیدہ ہے اور فتوی دیا ہے کہ غلاظت اور حلواہ دونوں اگر ایک ہیں تو انہیں کھاؤ، وغیرہ وغیرہ۔ تو رضا خانی مؤلف کی یہ سب چالبازی ہے کہ جس عبارت سے رضا خانی مؤلف نے عامۃ المسلمین کو علماء اہلسنت دیوبند کے نام پر غلط اور مکروہ تاثر دیا ہے جو کہ سراسر اخلاق سے گری ہوئی بات ہے

اور امداد المشتاق کی عبارت نقل کرنے میں بھی رضا خانی مؤلف نے خیانت اور بد دیانتی سے کام لیا اگر امداد المشتاق کی عبارت ہی پوری نقل کر دیتے تو اسی عبارت میں ہی جواب مرقوم تھا رضا خانی مؤلف ہر حوالہ کی عبارت کو پورا نقل کیوں کریں کیونکہ ناپاک مقصد پورا نہ ہوگا۔ اس لیئے جب بھی علماء اہلسنت دیوبند کا حوالہ نقل کرتے ہیں تو خیانت اور بد دیانتی جیسا پہلو ہاتھ سے ہرگز نہیں جاتے دیتے آپ حضرات رضا خانی مؤلف کی خیانت پر مبنی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

رضا خانی مؤلف کی خیانت

ایک موحد سے لوگوں نے کہا اگر حلوا اور غلیظ ایک ہیں تو دونوں کو کھاؤ انہوں نے بشکل خنزیر ہو کر گونہہ کو کھا لیا پھر بصورت آدمی ہو کر حلوا کھایا۔ (بلفظہ دیوبند مذہب صفحہ: ۴۰، طبع دوم)

نوٹ: اور یہی حوالہ رضا خانی مؤلف نے اپنی کتاب کے صفحہ: ۴۰، کے علاوہ صفحہ: ۲۱۴ پر بھی نقل کیا ہے اور مندرجہ خیانت رضا خانی مولوی سے امداد المشتاق کے صفحہ: ۱۰۱، کی عبارت میں کی ہے۔

اور مندرجہ بالا خیانت پر مبنی عبارت ملفوظات قطب الاقطاب حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ میں کی گئی ہے جن ملفوظ کو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مرتب کیا ہے۔

آپ حضرات نے رضا خانی مؤلف کی خیانت پر مبنی عبارت کو بھی پڑھا اب امداد المشتاق صفحہ: ۱۰۱، کی اصل اور مکمل عبارت کو پڑھیں تا کہ رضا خانی مؤلف کے تمام تر خیالات فاسدہ بخلاف علماء اہلسنت دیوبند کے یقیناً کافو ہو جائیں گے۔

امداد المشتاق کی اصل اور مکمل عبارت پڑھیئے

قال اللہ تعالیٰ: ما علیک من حسابھم من شیٔ وما من حسابک علیھم من شیٔ۔

بیخودی میں بعض امور ظاہرا خلاف شرع سرزد ہو جاتے ہیں ایک درویش کے بارے میں فرمایا کہ اس

کا حال مثل وزیر خار ہا کے ہے کہ مثنوی شریف میں قصہ اس کا مذکور ہے فرمایا کہ ایک موحد سے لوگوں نے کہا کہ اگر حلوا و غلیظ ایک ہیں تو دونوں کو کھاؤ انہوں نے بشکل خنزیر ہو کر گو نہہ کھالیا بقول اس معترض کی غباوت کے سبب اس تکلف و تصرف کی ضرورت پڑی ورنہ جواب ظاہر ہے کہ یہ اتحاد و مرتبہ حقیقت میں ہے نہ کہ احکام و آثار میں۔ (امداد المشتاق صفحہ: ۱۰۱۔ مطبوعہ تھانہ بھون)

قارئین محترم! رضا خانی مؤلف کا خود ساختہ مفہوم و مطلب کا جواب بھی مرقوم ہے کہ جسکو اس نے چھوا تک نہیں کہ کہیں چوری نہ پکڑی جائے اور تمام تر خیانت اور بددیانتی کا پول نہ کھل جائے اور اس بیچارے مسکین نے امداد المشتاق کی عبارت خیانت سے نقل کر کے عامۃ المسلمین کو یہ تاثر دینے کی بے جا حرکت کی کہ یہ تمام کچھ علماء اہلسنت دیوبند کا عقیدہ اور فتویٰ ہے یہ بالکل غلط ہے حالانکہ یہ واقعہ اور اس جیسے اور بھی واقعات مثنوی شریف میں موجود ہیں اور مثنوی شریف کے واقعہ میں ہی ایک درویش موحد کا واقعہ مرقوم ہے جسکو آپ نے پڑھا ہے لیکن حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے اپنی عبارت نہیں اور نہ ہی قطب الاقطاب حضرت حاجی امداد اللہ مہاجر مکی رحمۃ اللہ علیہ کی اپنی عبارت ہے بلکہ اکابر علماء دیوبند نے مثنوی شریف کا واقعہ بیان کیا ہے اور مثنوی شریف کا واقعہ بیان کرنا تو جرم کی بات نہیں جرم یہ ہے کہ ملفوظ کی عبارت کو پورا بیان نہ کرنا اور عبارت میں خیانت، اور بددیانتی کرنا جرم عظیم ہے لیکن مثنوی شریف کا واقعہ ہو یا کوئی اور کسی کا واقعہ ہو اسکو بیان کرنا جرم نہیں جرم یہ ہے جسکا رضا خانی مؤلف نے ارتکاب کیا ہے اور اکابر دیوبند نے مثنوی شریف کی حکایت کو بیان کیا ہے اور رضا خانی مؤلف نے حکایت مثنوی شریف کو علماء اہلسنت دیوبند کا عقیدہ اور فتوی قرار دیا ہے جو کہ سراسر باطل ہے اور اس رضا خانی مؤلف کی غباوت کا اندازہ کیجیے کہ حکایت مثنوی میں کچھ تحریر ہے اور یہ مولوی عامۃ المسلمین کو کیا پیش کر رہا ہے اب ہم رضا خانی مؤلف کو امداد المشتاق صفحہ نمبر: ۱۰۱ کے ملفوظ کی عبارت سمجھانے کیلئے رضا خانی مؤلف کو ایک پیر صاحب کے خصوصی پروگرام کا ایک حوالہ پیش کرتے ہیں تا کہ اسکو اکابر دیوبند کے ملفوظ کی

عبارت سمجھ آجائے۔

چنانچہ حضرت پیر نورالحسن شاہ صاحب بخاری آستانہ عالیہ نقشبندیہ حضرت کیلانوالہ شریف ضلع گوجرانوالہ کی کتاب الانسان فی القرآن کا ایک اقتباس پیش کرتے ہیں جسے پڑھیں اور پھر بار بار پڑھیں تاکہ تمہیں اکابر دیوبند کے ملفوظ کی عبارت جو مثنوی شریف کے حوالے سے مرقوم ہے تاکہ سمجھ آجائے لہٰذا امداد المشتاق کے ملفوظ کی عبارت کے جواب میں اب ہم تمہیں حضرت پیر صاحب کی کتاب کی عبارت پیش کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

پیر صاحب کی مشغولیت

حضرت غوث علی شاہ صاحب پانی پتی قدس سرہ نے فرمایا کہ ہمارے پیرومرشد حضرت میر اعظم علی شاہ صاحبؒ فرماتے تھے کہ قصبہ مہم سے دہلی کو واپس آتے ہوئے اثنائے راہ میں ایک عجیب معاملہ پیش آیا دوپہر کے وقت ایک درخت کے سایہ میں گاڑی ٹھہرادی تاکہ ذرا آرام لیکر اور نماز ظہر پڑھ کر بعد سردہونے تمازت آفتاب کے آگے کو چلیں تھوڑی دیر بعد ایک فقیر صاحب وارد ہوئے ہم روٹی پانی کی تواضع کی کھاپی کروہ بھی سوگئے۔ اور ہم جب آنکھ کھلی تو کیا دیکھتے ہیں کہ ہماری گاڑی ایک سرائے میں کھڑی ہے بیل گھاس کھارہے ہیں بھٹیاری کھانا پکارہی ہے اور فقیر صاحب پڑے سوتے ہیں ہماری خالت سکتہ کی سی ہوگئی کہ الٰہی یہ کیسی سرائے اور کونسا شہر ہے اور ہم یہاں کیونکر پہنچے؟ بھٹیاری سے دریافت کیا کہ اس شہر کا نام کیا ہے؟ کہا کہ حیرت افزا۔ پوچھا کہ ارے نیک بخت! یہ سرائے کس کی ہے؟ کہا کہ انہی فقیر صاحب کی اور جتنے روز رہے نہ اسکی ابتدا معلوم ہوئی نہ انتہاء حقیقت میں وہ شہر حیرت افزاء تھا آدمی وہاں کے نیک سیرت پاکیزہ صورت مرقع حال مکانات خوش قطع اور مصفا اشیاء رنگارنگ موجود بازار نہایت مکلف و پر بہار جدھر جاتے صورت تصویر بن جاتے جامع مسجد میں جمعہ کی نماز پڑھی اسلام کا زور و شور پایا ہر شخص کو یاد خدا میں

مشغول دیکھا قال اللہ وقال الرسول کے سوا کچھ ذکر نہ تھا غرض آٹھویں رات کو جب ہم سو کر اُٹھے تو گاڑی اسی درخت کے تلے کھڑی ہے اور وہی وقت ہے فقیر صاحب بھی سوتے ہیں ہم نماز پڑھ کر روانہ ہوئے فقیر صاحب ابھی ہمارے ساتھ ہولیئے۔ راستہ میں جس شخص سے پوچھا وہی تاریخ وہی دن وہی مہینہ بتلایا ہم کو حیرت ہوئی کہ یہ آٹھ دن کہاں گئے آخر بہادر گڑھ پہنچے وہاں ایک مکان میں ٹھہرے فقیر صاحب نے فرمایا کہ بعد نماز عشا ہمارے روٹی اس مسجد میں لے آنا جب ہم روٹی لے کر مسجد میں پہنچے تو دیکھا کہ میاں صاحب ایک گدھی سے مصروف ہیں میں نے منہ پھیر لیا پھر جو دیکھا تو نماز پڑھتے ہیں۔ بعد فراغت کھانا کھایا باتیں کرنے لگے جب آدھی رات گذر گئی تو فرمایا کہ شہر کے دھوبی کپڑے دھورہے ہیں جاؤ ہمارا لنگوٹ دھلوا لاؤ۔ میں نے کہا کہ حضرت آدھی رات اِدھر آدھی رات اُدھر بھلا اس وقت کون کپڑے دھوتا ہوگا؟ فرمایا کہ ذرا تم لے جاؤ۔ میں چلا اور شہر کے دروازے سے باہر نکلا تو کیا دیکھتا ہوں کہ دو گھڑی دن چڑھا ہے اور دھوبی کپڑے دھورہے ہیں جب دروازے کے اندر آتا ہوں تو نصف شب معلوم ہوتی ہے اور جب باہر جاتا ہوں تو وہی دو گھڑی دن چڑھا ہوا نظر آتا ہے. غرض دھوبیوں کے پاس پہنچے ایک دھوبی نے کہا کہ لاؤ میاں صاحب کا لنگوٹ میں دھودوں. اس نے دھویا صاف کیا دھوپ میں سوکھا کر حوالہ کیا میاں صاحب کی خدمت میں لے آیا. مجھ کو ان باتوں کا نہایت تعجب تھا فرمایا کہ تعجب نہ کرو. یہ بھان متی کا سانگ ہے اور ایسے شعبدہ ہم بہت دکھلا سکتے ہیں لیکن فقیری کچھ اور ہی چیز ہے ان باتوں کا خیال مت کرو صبح کے وقت ہم دہلی کو روانہ ہوئے اور وہ فقیر صاحب غائب ہوگئے. جب ہم دہلی میں پہنچے تو مولانا شاہ عبدالعزیز صاحب محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے بیان کیا انہوں نے فرمایا کہ وہ شخص خضر وقت یا ابوالوقت تھا۔

(تصنیف لطیف الانسان فی القرآن طبع اول صفحہ: ۲۵۳ تا ۲۵۵)

(از قلم حضرت پیر نور الحسن شاہ صاحب بخاری مطبوعہ پنجاب پریس وطن بلڈنگ لاہور)

نوٹ: رضا خانی مؤلف جو مندرجہ بالا واقعہ میں پیر صاحب کی مشغولیت کے بارے میں کیا ارشاد

فرماتے ہیں۔ بینوا مفصلا وتو جروا کثیراً۔ کیونکہ اکابر علماء اہلسنت دیوبند نے تو صرف مثنوی شریف کی حکایت نقل کی تو تم نے انہیں مجرم ٹھہرایا اور ان کی طرف غلط قسم کے عقائد منسوب کر دیئے حالانکہ اکابر دیوبند مثنوی شریف سے حکایت کے ناقل ہیں نہ کہ صاحب عبارت ہیں۔

ولی کامل کے قارورہ کا مقام

رضاخانی بریلوی حضرات نے اولیاء اللہ کی مدح سرائی میں اس قدر غلو کرتے ہیں الامان الحفیظ ان حضرات نے ولی کامل حضرت سلطان باہو رحمۃ اللہ علیہ کے پیشاب کو جو درجہ اور مقام دیا ہے اسکی ایک جھلک ملاحظہ فرمائیں۔

روایت ہے کہ عالم طفولیت میں ایک دفعہ جب آپ بیمار ہوئے تو آپکی اجازت سے لوگ ایک برہمن طبیب کو بلانے کے لئے اس کے گھر گئے برہمن نے کہا میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں وہاں گیا تو مسلمان ہو جاوں گا بہتر یہ ہے کہ آپ ان کا قارورہ بوتل میں یہاں لے آئیں مریدوں نے ایسا ہی کیا جب اس برہمن طبیب نے قارورہ کی بوتل کو اٹھا کر دیکھا تو بے ساختہ اسکی زبان پر کلمہ طیبہ جاری ہو گیا۔

(آسمانی جنت صفحہ: ۸۴ مطبوعہ لاہور)

مندرجہ بالا واقعہ میں ایک ولی کامل کی تعریف کرتے ہوئے سراسر غلو سے کام لیا ہے اور مندرجہ بالا واقعہ سے توہین کلمہ شریف کا پہلو تو یقیناً نکلتا ہے تعظیم کا کوئی پہلو کسی اعتبار سے نہیں نکلتا بس ان رضاخانی بریلویوں کو اللہ ہی سمجھائے ورنہ تو یہ بہت ہی دور جا چکے ہیں۔

پیر صاحب کے بارے میں بریلویوں کا غلط خیال

علی الصبح حضور سرکار پاک نے بندہ کو آواز دی اور فرمایا مجھے رفع حاجت کے لیے جانا ہے بندہ پانی کا لوٹا اٹھا کر ساتھ ہو لیا مگر دروازے کے قریب ہی آپ بیٹھ گئے اور پریشانی کی سی صورت میں بندہ کی

طرف دیکھا. میں نے آپ کے سامنے بیٹھ کر عرض کیا غریب نواز کیا بات ہے.؟

آپ کی طبیعت تو ٹھیک ہے؟ آپ نے فرمایا. بیٹا طبیعت ٹھیک ہے کوئی فکر کی بات نہیں. ہوا یہ ہے کہ مجھے خیال آ گیا ہے اور میرا پاخانہ شلوار ہی میں نکل گیا ہے. میں نے پھر عرض کیا حضور پاک آپ کے شکم میں کوئی درد تو محسوس نہیں ہوتا؟ تو فرمایا برخوردار آپ اس قدر کیوں فکر مند ہو رہے ہیں. تکلیف مجھے کوئی نہیں صرف اتنا ہوا ہے کہ مجھے جلاب آ گیا ہے۔

بندہ ناچیز نے نئی شلوار ازار بند ڈال کر پیش کی اور عرض کیا کہ حضور آپ یہ شلوار پہن لیں دوسری شلوار دھو کے لے آتا ہوں آپ کی وہ شلوار لے کر پانی کی تلاش میں باہر نکلا چلتے چلتے میں حضور غوث الاعظم رضی اللہ تعالی عنہ کے فرزند گرامی حضرت پیر سید عبدالوھاب جیلانی رضی اللہ عنہ کے روضہ مبارک تک چلا گیا. وہاں وضو کرنے کے مقام پر ٹوٹیاں لگی ہوئی تھیں میں وہیں شلوار دھونے بیٹھ گیا۔ ابھی میں نے شلوار کو ٹوٹی کے نیچے کیا ہی تھا کہ ایک بزرگ سفید ریش، نورانی چہرے والے سفید لباس میں ملبوس تشریف لائے اور فرمایا بیٹا یہ کیا دھو رہے ہو؟ میں نے کہا شلوار ہے انہوں نے پوچھا کس کی؟ میں نے عرض کیا میرے پیر صاحب کی. وہ بزرگ بہت خفا ہوئے. اور فرمانے لگے اے نالائق آدمی افسوس ہے تیری عقل پر تم نے اپنی اتنی زندگی برباد کی ہے بے وقوف تو اب تک اسے ٹٹی کرنے والا بندہ ہی سمجھتا رہا؟ دیکھیے تو سہی کیا دھو رہا ہے؟ اس بزرگ کا اتنا فرمانا ہی تھا کہ میری آنکھیں کھل گئیں میں نے دیکھا کہ شلوار میں کوئی چیز بھی نہیں ہے شلوار میں سے جو ابھی آدھی پانی میں بھیگی تھی اور اس کے علاوہ پانی کی نالی میں سے بھی ہلکی ہلکی اور پیاری پیاری سی خوشبو آ رہی ہے. وہ بزرگ پھر فرمانے لگے اولڑ کے تو نے اس شلوار کو دھو کر بہت غلطی کی ہے اگر تجھے ذرا بھی عقل ہوتی تو اتنی بڑی غلطی نہ کرتا اب تک تیری کی ہوئی ساری محنت اکارت گئی تو اس کو ٹٹی کرنے والا ہی سمجھتا رہا۔ بندہ وہ شلوار مبارک اسی طرح اپنے کندھے پر ڈال کر واپس آپ کی خدمت میں آ گیا. دل بہت اُداس تھا راستے میں جی چاہتا تھا کہ دیواروں کے ساتھ مار مار کر اپنا سر پھوڑ لوں

جب آپکے سامنے ہوا تو آپ بستر پر اُٹھ کے بیٹھ گئے اور ارشاد فرمایا: حافظ صاحب وہ کس طرح لکھا ہے مثنوی شریف میں حضرت عارف رومی نے یہ ؎

این خورد گردد پلیدی زین جدا

وان خورد گردد ہمہ نور خدا

(ترجمہ) دنیادار غافلین حق کھاتے ہیں تو پاک رزق حلال بھی ان کے اندر جا کر غلاظت بن کر نکلتا ہے اور جو چیز وہ کھاتے ہیں (نبی اور ولی) یعنی اللہ کے پیارے اور محبوب وہ سب کا سب اللہ کا نور بن جاتا ہے۔

برخوردار کوئی فکر نہیں اور غمگین ہونے کے قطعاً کوئی ضرورت نہیں ہے اگر سمجھ آگئی ہے تو خیر ہی خیر ہے کیونکہ یہ تو اپنے پاس موجود ہی ہے شلوار کو سوکھنے کیلیے ڈال دو۔

(انوار حفیظ صفحہ: ۲۰۵، آسمانی جنت: ۸۲)

فقہاء عظام سے بغاوت

رضاخانی مؤلف نے اپنے رضاخانی خلاف شرع جذبات کو ٹھنڈا کرنے کے لیئے حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی امداد الفتاوی کے جلد دوم اور صفحہ: ۱۶۳۔ کے فتوی پر یوں رضاخانی بمباری کی گئی کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے صحیح فتوی کو نقل کرنے میں خیانت اور بدیانتی سے کام لیا رضاخانی مؤلف کا نقل کردہ ادھورا فتوی ملاحظہ فرمائیں کہ جسکو نقل کرنے میں علمی خیانت کی گئی ہے۔

رضاخانی مؤلف کی خیانت

بی بی کی ساق سے رگڑ کر نکال دے یا اس کے ہاتھ سے خارج کرا دے۔

(بلفظہ دیوبندی مذہب صفحہ: ۴۰۔ طبع دوم)

حضرات گرامی رضا خانی مؤلف نے مندرجہ بالا خیانت پر مبنی فتویٰ اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۴۰. کے علاوہ اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۲۱۲. پر بھی نقل کیا ہے اور مندرجہ بالا خیانت سے نقل کردہ فتوی پر رضا خانی مؤلف نے اپنے رضا خانی مزاج شریف کے مطابق یہ سرخی قائم فرمائی ''مشت زنی'' اور صفحہ نمبر ۲۱۲. پر اس رضا خانی مولوی نے یہ سرخی قائم کر ڈالی کہ ''اہل دیوبند میں مشت زنی کا رواج''۔

قارئین محترم! افسوس صد افسوس کی بات ہے کہ اپنے کو عاشق رسول کہنے والا اور حنفیت کا دعوی کرنے والا کس منہ سے فقہاء احناف رحمۃ اللہ علیہم کے فتوی کے خلاف زہر پھیلا رہا ہے اور مندرجہ بالا فتوی بالکل صحیح اور بے غبار ہے اور فقہاء احناف رحمۃ اللہ علیہم کی روشن تحقیقات کے مطابق بالکل صحیح اور بے داغ ہے جس پر کسی کو بھی اعتراض کرنے کی ذرہ برابر گنجائش ہی نہیں اور حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی طرف سے کوئی علیحدہ فتوی جاری نہیں فرمایا بلکہ فقہاء عظام رحمۃ اللہ علیہم کے فتوی کو صرف لوگوں کی رہنمائی کے لیے اُردو میں نقل کیا ہے جس میں اپنی طرف سے کوئی لفظ نہیں ملایا بلکہ جو کچھ نقل کیا ہے۔ وہ فقہاء احناف رحمۃ اللہ علیہم کا معتبر اور مشہور فتاوی الدر المختار شرح تنویر الابصار سے لفظ بلفظ نقل کیا ہے احناف کے فتاوی پر بے لگام ہو کر اعتراض کرنے والا اور فقہاء احناف کے صحیح فتاوی کو عامۃ المسلمین کی نگاہوں میں بگاڑ کر پیش کرنے والا اور فقہاء احناف کی علمی شہرت کو داغ دار کرنے والا وہ بدعتی تو یقیناً ہو سکتا ہے حنفی ہرگز نہیں ہو سکتا. اور فقہاء احناف پر فرسودہ اعتراض کرنے والا وہ شتر بے مہار ہے اور تجربہ شاہد ہے کہ فقہاء عظام کی شان میں توہین کرنے والے کا ایمان خطرے میں ہے اور اس کا انجام بخیر نہیں ہوگا اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ جو فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کا دامن تھامے ہوئے فقہاء احناف کا معتبر اور مشہور فتاوی الدر المختار شرح تنویر الابصار سے فتوی اپنے امداد الفتاوی میں نقل کیا ہے کہ جس کو رضا خانی مؤلف نے خیانت سے نقل کیا ہے اور پھر اس فتوی' کے بارے میں عامۃ المسلمین کو غلط تاثر دینے کی ناپاک جسارت کی گئی ہے چنانچہ امداد الفتاوی کا اصل اور مکمل فتوی آپ

حضرات ملاحظہ فرمائیں تاکہ آپ پر بریلوی مولوی کی خیانت اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی صداقت واضح ہو جائے۔

امداد الفتاوی کا اصل اور مکمل فتویٰ

سوال: زید کو جماع کی سخت ضرورت ہے اور اسکی زوجہ حائضہ ہے اس صورت میں وہ کیا کرے گا؟

الجواب: بی بی کی ساق وغیرہ سے رگڑ کر نکال دے یا اس کے ہاتھ سے خارج کرا دے لیکن اسکی ران وغیرہ کو مس نہ کرے:

فی الدرالمختار: ویمنع (ای الحیض) حل دخول المسجدالی قولہ قربان ماتحت الازاریعنی مابین سرۃ ورکبۃ ولو بلاشھوۃ وحل ماعداہ مطلقا.

(امداد الفتاوی ج ۲ صفحہ ۱۶۳۔ مطبوعہ اشرف المطابع تھانہ بھون انڈیا)

حضرات گرامی! آپ نے مندرجہ بالا امداد الفتاوی کے فتوی کو بغور پڑھا، کیا اس میں کوئی خلاف شرع پہلو ہے؟ یقیناً نہیں اور قطعاً نہیں کہ جسکو رضا خانی مؤلف بڑے قبیح وشنیع انداز میں پیش کیا ہے مندرجہ بالا فتوئی کہ جسکو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے احناف کے معتبر فتاوٰی الدر المختار سے نقل کیا ہے تو اس پر اعتراض کرنے والا ہی تمام اہل علم کی نگاہوں سے انتہائی گراہوا ہے کیونکہ فتاوئی الدر المختار فقہاء کرام کی روشن تحقیق کا ذخیرہ ہے یہ کوئی قصہ کہانی کی کتاب نہیں کہ جس پر اعتراض کر کے اس کو رد کر دیا جائے اور پھر اس فتاوٰی کے خلاف فرسودہ اعتراضات کی بارش کر دی جائے تو ہم رضا خانی مؤلف کو فقہاء کرام کا مقام بتانے کے لیے اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتوی کو سمجھانے کے لیے آپ کے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کا فتوی پیش کرتے ہیں جسکو پڑھیں تاکہ آپ کو یہ احساس پیدا ہو جائے کہ صحیح فتوی کو بگاڑ کر نقل کرنے پر کچھ کا کچھ سننا پڑتا ہے۔ آپ حضرات اعلیٰ حضرت بریلوی کے فتاوٰی افریقہ

کا فتویٰ ملاحظہ فرمائیں۔

اعلیٰ حضرت بریلوی کا فتویٰ

سوال: زید اگر ایام حیض میں عورت کی ران یا شکم پر آلت کو مس کرے انزال کرے تو جائز ہے یا نہیں اور زید کو شہوت کا زور ہے اور ڈر یہ ہو کہ کہیں زنا میں نہ پھنس جاؤں؟

الجواب: پیٹ پر جائز ہے ران پر ناجائز کہ حالت حیض ونفاس میں ناف کے نیچے سے زانو تک اپنی عورت کے بدن سے تمتع نہیں کر سکتا کمافی المتون وغیرہ۔ (فتاوی افریقہ صفحہ ۱۷۱۔ مطبوعہ کراچی)

رضاخانی مؤلف اب بتاؤ تو صحیح کہ آپکے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی یہ فرمارہے ہیں کہ اپنی عورت کے پیٹ پر آلہ تناسل مس کر کے انزال کرلیں اور یہ بھی ہوسکتا ہے کہ پیٹ پر کرتے کرتے تم کہیں حد سے نہ بڑھ جاؤ تو رہی سہی تمام اسلامی حدود کو توڑ بیٹھو گے جیسا کہ تم آئے دن بغیر سوچے سمجھے اسلامی حدود کی حد پھلانگ جایا کرتے ہو اور پھر یہ کہہ دیتے ہو کہ کیا حرج ہے۔ اور تم نے تو امداد الفتاویٰ کے صحیح فتویٰ کو غلط ثابت کرنے کا مکروہ چکر چلایا ہوا تھا اب بتاؤ آپ کے اعلیٰ حضرت بریلوی پر تمہارا کیا فتویٰ ہے اب امید قوی ہے رضاخانی مؤلف کو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے امداد الفتاویٰ کی جلد دوم صفحہ ۱۶۳ کا فتویٰ جو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے درِمختار سے نقل کیا ہے وہ فتویٰ اب رضاخانی مؤلف کو یقیناً سمجھ آ گیا ہوگا پس جو جواب آپ کا ہے فتویٰ افریقہ کے فتوی کے بارے میں پس وہی جواب ہمارا امداد الفتاوی کے فتوی کے بارے میں ہے۔

فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم سے بغض وعناد

رضاخانی مؤلف نے حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ سے بغض وعناد رکھتے ہوئے ان کے ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافادات القیومیہ کے ملفوظ کی عبارت

کو نقل کرنے میں خیانت کی ہے جب کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہ کی روشن تحقیقات کے مطابق پانی کے پاک اور ناپاک کے متعلق ایک فقہی مسئلہ بیان کیا ہے کہ جسکو رضا خانی مؤلف نے خیانت سے نقل کر کے اس پر یہ سرخی قائم کر دی ''آبِ وضو'' لہٰذا آپ حضرات رضا خانی مؤلف کی خیانت پر مبنی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

رضا خانی مؤلف کی خیانت

اگر کثرت سے مقدار میں پانی جمع ہو اور اس میں تھوڑی سی مقدار پیشاب ڈال دیا جائے تو وہ پاک رہے گا۔ (بلفظہ دیوبندی مذہب ۴۰ طبع دوم)

حضرات گرامی! مندرجہ بالا خیانت رضا خانی مؤلف نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیہ جلد ۶ صفحہ: ۱۷۴ مطبوعہ تھانہ بھون انڈیا میں کی ہے جبکہ اس مولوی نے اپنی کتاب کے صفحہ ۴۰ پر مندرجہ بالا ملفوظات الافاضات الیومیۃ ج اص ۱۴۷ نقل کیا ہے تو اس نے جب یہی مندرجہ بالا ملفوظ اپنی کتاب کے صفحہ ۲۱۳ پر نقل کیا تو جلد نمبر ۶ صفحہ نمبر ۱۷۴ نقل کیا یعنی کہ مندرجہ بالا خیانت پر مبنی حوالہ اس رضا خانی مؤلف نے اپنی کتاب میں صفحہ ۴۰ اور اپنی کتاب کے صفحہ ۲۱۳ پر نقل کیا لیکن دونوں جگہ خیانت اور بددیانتی سے نقل کیا حقیقت یہ ہے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا حوالہ فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کی تحقیقات کے مطابق بالکل صحیح ہے جس پر اہل علم کو قطعاً اعتراض نہیں اس پر رضا خانی مؤلف کا جاہلانہ فرسودہ اعتراض ہے جو خود حنفیت کے مسائل سمجھنے میں کوسوں دور ہے اور جس مسکین کا دن رات اور اوڑھنا بچھونا ہی شرک و بدعات ہو تو اسکو فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم سے کیا واسطہ آپ حضرات حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافادات القیومیہ ج ۶ صفحہ: ۱۷۴ کی مکمل اور اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں کہ جسے رضا خانی

مؤلف نے اپنے ناپاک مقصد کی خاطر ادھورا نقل کیا ملاحظہ فرمائیں:۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کی مکمل اور اصل عبارت

ایک مولوی صاحب نے عرض کیا کہ حضرت اکثر دیہات کے قریب میں تالاب ہوتے ہیں دھوبی ان میں کپڑے دھوتے ہیں تو کیا ایسے تالابوں کا پانی پاک ہے فرمایا کہ دو باتیں دیکھنے کی ہیں ایک تو یہ کہ وہ پانی کہاں سے آ کر جمع ہوا۔ دوسرے یہ کہ جو پانی آ کر جمع ہوا اس میں مقدار زائد پاک کی ہے یا ناپاک اگر اطراف سے آ کر جمع ہوا تو یہ دیکھا جائے کہ وہ اطراف گندے ہیں یا صاف حاصل یہ ہے کہ اگر پاک کی مقدار زائد ہے تب تو پاک ہے اور اگر ناپاک کی مقدار زائد ہے تو ناپاک۔ کیونکہ گندہ پانی زیادہ جمع ہو کر بھی پاک نہیں ہوتا مثلاً کثرت سے مقدار میں پیشاب جمع ہوا اور اس میں تھوڑی مقدار میں پاک پانی ڈال دیا جائے وہ ناپاک ہی ہوگا اور اگر کثرت سے مقدار میں پاک پانی جمع ہوا اور اس میں تھوڑی سی مقدار میں پیشاب ڈال دیا جائے تو وہ پاک رہے گا۔

(الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیہ جلد ۶ صفحہ: ۱۷۴ مطبوعہ تھانہ بھون انڈیا)

قارئین محترم! رضا خانی مؤلف کی علمی خیانت اور بد دیانتی کو داد دیجئے کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظ کی عبارت جو کہ آٹھ سطور پر مشتمل تھی اس رضا خانی مؤلف نے صرف ڈیڑھ سطر آخر سے نقل کی اور بقیہ شروع سے تمام ملفوظ کی عبارت کو نظر انداز کر دیا اور رضا خانی مؤلف کو چاہیے تو یہ تھا کہ اگر تمہیں ملفوظ کی عبارت پر اعتراض تھا تو پھر کوئی ٹوٹی پھوٹی دلیل ہی پیش کر دیتے حالانکہ یہ بیچارہ مسکین رضا خانی مؤلف حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظ کی عبارت کے خلاف کبھی بھی کوئی دلیل پیش نہیں کر سکے گا۔ سوائے اگر چہ مگر چہ چونکہ چنانچہ وغیرہ۔

رضا خانی مؤلف نے اپنے بڑوں سے صرف ایک ہی سبق سیکھا ہے کہ صحیح اور بے غبار عبارات کو بس

خیانت اور بدیانتی سے نقل کرتے جاؤ اور اپنی مرضی اور من مانی کرتے ہوئے اپنی ذہنی تسکین کی خاطر خواہ مخواہ کہتے جاؤ اور تحریر کرتے جاؤ کہ یہ غلط ہے اور وہ غلط ہے۔

حضرات گرامی! حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظ کی عبارت کا ایک ایک لفظ فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کی روشن تحقیقات کے بالکل عین مطابق ہے جس پر کسی قسم کا کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا یہ صرف بریلوی مولوی کی شاطرانہ چال ہے اور کچھ نہیں اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے طویل ملفوظ میں فقہاء کرام کا مسئلہ نقل کیا ہے کوئی اپنی طرف سے ذاتی پروگرام ہرگز پیش نہیں کیا جس کا دل چاہے بڑے شوق سے تحقیق کرے اُسے ہر حال میں رضا خانی مؤلف کا رضا خانی نظریہ ہی باطل نظر آئیگا اور ہم رضا خانی مؤلف کو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے الافاضات الیومیہ جلد ۶ صفحہ ۱۷۵، پر تحریر شدہ یہ مسئلہ کہ اگر کثرت سے مقدار میں پیشاب جمع ہو اور اس میں تھوڑی مقدار میں پاک پانی ڈال دیا جائے تو وہ پانی ناپاک ہی ہوگا. اور اگر کثرت سے مقدار میں پاک پانی جمع ہو اور اس میں تھوڑی سی مقدار پیشاب ڈال دیا جائے تو وہ پاک رہے گا۔ اسکے جواب میں ہم رضا خانی مؤلف کو اس کے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کے فتاوی رضویہ جلد اول کتاب الطہارت باب المیاہ سے مسئلہ سمجھا دیتے ہیں اور جو اپنی جہالت اور کم فہمی کی بناء پر فقہاء کرام کے پیچھے لٹھ اٹھائے پھرتے ہیں انہیں چاہیے کہ پہلے اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کی بھی خبر لیجیے کہ وہ کیا لکھ رہے ہیں اور تم کیا ذاتی پروگرام پیش کر رہے ہو۔

چنانچہ اعلیٰ حضرت بریلوی کے فتاوی رضویہ سے فتاویٰ ملاحظہ فرمائیں پس جو جواب فتاویٰ رضویہ میں درج شدہ فتاویٰ کا ہوگا پس وہی جواب حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے فتویٰ اور عبارت کا سمجھ لیں۔

مولوی احمد رضا خان بریلوی کے فتاوی کے چند نمونے

(۱) فتوی نمبرا: مسئلہ کیا فرماتے ہیں علماء دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ میں کہ ایک حوض دہ وردہ

ہے سنیوں میں یا شیعوں میں اس میں کتا یا سوئر پانی پی گیا ہو آیا اس سے وضو یا پینا چاہیے یا پیشاب یا پاخانہ پھر گیا ہو پاک رہا ہے یا نہیں؟ بینوا توجروا۔

الجواب: امر آب میں ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ تعالی عنہم کا مذہب تمام مذاہب سے زیادہ احتیاط کا ہے آب جاری تو بالا جماع نجس نہیں ہوتا جب تک نجاست سے اس کا رنگ یا بو یا مزہ نہ بدلے یا ایک قول پر اس کا نصف یا اکثر نجاست مرئیہ پر ہو کر گذرے اور غیر جاری میں ہمارے ائمہ کرام رضی اللہ عنہم اجمعین سے ظاہر الروایۃ کا محصل یہ ہے کہ یہاں نجاست پڑی ہے اور ظن غالب ہو کر اس جگہ وضو کیجیے تو اتنی دور کا پانی فوراً زیر وزبر نہ ہونے لگے تو وہاں کا پانی ناپاک نہ ہوا اس سے وضو وغیرہ سب جائز ہے۔

(فتاوی رضویہ ج ۱ صفحہ: ۲۵۷. کتاب الطہارت باب المیاہ

مطبوعہ اشرفی پرنٹنگ پریس لائل پور سن اشاعت جولائی ۱۹۷۶ء)

فتوی نمبر۲: ساڑھے سات گز مربع حوض میں کسی بچہ نے پیشاب کر دیا ناپاک نہ ہوگا۔

(فتاوی رضویہ ج ۱ صفحہ: ۲۵۷. کتاب الطہارت باب المیاہ

مطبوعہ اشرفی پرنٹنگ پریس لائل پور سن اشاعت جولائی ۱۹۷۶ء)

فتوی نمبر۳: وہ حوض دہ در دہ نجاست سے اصلاً ناپاک نہیں ہوتا جب تک خاص نجاست کے سبب اس کا رنگ یا مزہ یا بو بدل نہ جائے۔

(فتاوی رضویہ ج ۱ صفحہ: ۲۵۷. کتاب الطہارت باب المیاہ

مطبوعہ اشرفی پرنٹنگ پریس لائل پور سن اشاعت جولائی ۱۹۷۶ء)

فتوی نمبر۴: دہ در دہ پانی کی سب جوانب یکساں ہیں نجاست نظر آنیوالی پڑی ہو جب بھی خاص اس طرف سے بھی وضو جائز ہے۔

(فتاوی رضویہ ج ۱ صفحہ: ۲۹۶ - کتاب الطہارت باب المیاہ مطبوعہ اشرفی پرنٹنگ پریس لائلپور)

فتوی نمبر ۵: کیا فرماتے ہیں علمائے دین ومفتیان شرع متین اس مسئلہ کہ زید دریافت کرتا ہے کہ میرے موضع میں چند تالاب ہیں ان تالابوں کے پانی سے غسل اور وضو، پینا، کپڑے دھونا کیسا ہے کیونکہ اکثر مویشی ہنود ومسلمان ہر ایک نہاتے ہیں استنجا بڑا ہر ایک قوم وہاں پاک کرتی ہے اور کبھی چمار بھنگی بھی نہاتے ہیں اور اتفاقیہ سوئر پانی پی جائے یا نہائے کبھی یہ تالاب مقید رہتے ہیں اور کبھی انکے اندر ہو کر ندی سے نہر جاری ہو جاتی ہے اسکی تصریح یوں ہے کسی وقت میں اس سے زیادہ بھی پانی ہو جاتا ہے اور کبھی کچھ کم اور اگر ندی سے پانی آجائے اور راستہ میں نہر کچھ غلیظ ہو تو کیا حکم ہے اور بستی کے قریب چند تالاب ہیں اُن کا پانی رنگ بدلے ہوئے رہتا ہے اکثر ہنود اس پانی سے نفرت کرتے ہیں برسات میں بھی صاف طور نہیں ہوتا ہے لمبائی چوڑائی گہرائی بھی بہت کم مگر پانی صاف نہیں ہے دیگر شہر سے نالہ کا پانی ندی میں آکر گرتا ہے اور ندی کا پانی کچھ تھوڑا مخلوط ہوتا ہے دیکھنے میں اکثر پیشاب کی صورت معلوم ہوتا ہے ایسے پانی سے اکثر لوگ نہاتے اور دھوبی کپڑے دھوتے ہیں اکثر وضو کرتے ہیں تو اس پانی کے لئے کیا حکم ہے۔ بینوا توجروا۔

الجواب: ان سب باتوں کا جواب یہ ہے کہ جس پانی کی سطح بالا کی مساحت سو ہاتھ ہو مثلاً دس ہاتھ لمبا چوڑا بیس ہاتھ لمبا پانچ ہاتھ چوڑا یا پچیس ہاتھ لمبا۔ چار ہاتھ چوڑا وعلی ھذا القیاس۔ اور گہرا اتنا کہ اوپر لپ سے پانی لے تو زمین نہ کھل جائے وہ پانی نجاست کے پڑنے یا نجاست پر گزرنے سے ناپاک نہیں ہوتا جب تک نجاست کے سبب اس کا رنگ یا مزہ یا بو نہ بدل جائے اگر نجاست کے سوا اور کسی وجہ سے اس کے رنگ یا بو یا مزے یا سب میں فرق ہو تو حرج نہیں اور اعتبار پانی کی مساحت کا ہے نہ تالاب کی تالاب کتنا ہی بڑا ہو گرمیوں میں خشک ہو کر اس میں سو ہاتھ سے کم پانی رہے گا اور اب اس سے کوئی استنجا کرے یا کتا وغیرہ ناپاک منہ کا جانور پیے تو ناپاک ہو جائے گا یونہیں برسات کا بہتا ہوا پانی آیا اور اس میں نجاست ملی تھی تو جب تک بہہ رہا ہے اور نجاست سے اس کا رنگ، بو، مزہ، نہیں بدلا پاک ہے اب جو وہ کسی تالاب میں گر کر ٹھہرا اور ٹھہرنے کے بعد سو ہاتھ سے مساحت کم رہی اور نجاست کا کوئی جز اس میں موجود ہے تو اب سب

ناپاک ہوگیا اور اگر سو ہاتھ سے زیادہ کی مساحت میں ٹھہرا تو پاک ہے ناپاک نالے کا پانی ندی میں آ کر گرا اور اس سے ندی کے پانی کا رنگ یا مزہ یا بو بدل گئی ناپاک ہوگیا ورنہ پاک رہا۔

(فتاوی رضویہ ج ۱ صفحہ: ۳۴۷۔ کتاب الطہارت باب المیاہ

مطبوعہ اشرفی پرنٹنگ پریس لائل پور سن اشاعت جولائی ۱۹۷۶ء)

فتوی نمبر ۶: بڑے تالاب میں نجاست پڑی کہ ناپاک نہ ہوا اب وہ کثرت خرچ یا شدت گرما سے سوکھ کر کتنا ہی کم رہ جائے ناپاک نہ ہوگا اگر نجاست ہنوز باقی نہیں۔

(فتاوی رضویہ ج ۱ صفحہ ۳۷۷، مطبوعہ اشرفی پرنٹنگ پریس لائل پور سن اشاعت جولائی ۱۹۷۶ء)

علاوہ ازیں حضرات گرامی ذرا توجہ فرمائیں کہ اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کا مندرجہ بالا فتاوی کے علاوہ ایک اور فتویٰ بھی لگے ہاتھ پڑھ لیجیے تا کہ اچھی طرح رضا خانی مؤلف کو علماء اہلسنت دیو بند کے فتویٰ اور تحقیق کا خوب جواب ہو سکے چنانچہ اعلیٰ حضرت بریلوی کچھ ارشاد فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

فتوی نمبر ۷: اندھے کی آنکھ سے جو پانی بہے وہ ناپاک و ناقض وضو ہے (یعنی کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے)۔

(فتاوی رضویہ ج ۱ صفحہ: ۴۲۔ کتاب الطہارت باب الوضوء۔

مطبوعہ اشرفی پرنٹنگ پریس لائل پور سن اشاعت جولائی ۱۹۷۶ء)

نوٹ: مندرجہ بالا تمام فتاویٰ ہم نے رضا خانی مؤلف کو علماء اہلسنت دیو بند کے صحیح اور بے غبار اور روشن تحقیق پر مبنی فتویٰ کا جواب سمجھانے کے لیئے نقل کیئے ہیں تا کہ یہ بریلوی مولوی اپنی جہالت کیوجہ سے خواہ مخواہ فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کی روشن تحقیقات سے کیڑے نہ نکالتا رہے۔

خود ساختہ مفہوم اور مطلب

رضا خانی مؤلف نے حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے

ملفوظات الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیہ کے ملفوظات کی ج ۳ صفحہ نمبر: ۱۲۱ سے ایک رضاخانی مفہوم اور مطلب کشید کر کے ملفوظات کا جلد نمبر اور صفحہ نمبر بھی تحریر کر دیا اور پھر خود ساختہ عبارت پر یہ سرخی قائم کردی کہ ''لباس نماز''۔

رضاخانی مؤلف کی منگھڑت عبارت

رضاخانی مؤلف کا خود ساختہ مفہوم پر مبنی عبارت ملاحظہ فرمائیں پانی بہا کر سور کی چربی والا کپڑا پہننا جائز ہے۔ (بلفظہ دیوبندی مذہب صفحہ ۴۰۔ طبع دوم)

مندرجہ بالا خود ساختہ عبارت رضاخانی مؤلف کی اپنی بنائی ہوئی ہے ورنہ مندرجہ بالا عبارت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات میں ہرگز نہیں یہ سب مولوی احمد رضاخان بریلوی کی تعلیمات رضا کا فیضان ہے اور پھر جس ملفوظ کی عبارت کا رضاخانی مؤلف نے خود ساختہ مکروہ مفہوم پیش کیا ہے وہ اصل عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات کی اصل عبارت

ایک سلسلہ گفتگو میں فرمایا کہ زمانے تحریک میں ایک استدلال یہ کیا گیا تھا کہ بدیشی کپڑا پہننا اس لئے حرام ہے کہ اس میں سور کی چربی استعمال کی جاتی ہے میں کہتا ہوں کہ اگر اس روایت کو صحیح مان بھی لیا جاوے تو زائد سے زائد یہ لازم ہوگا کہ بدوں دھوئے ہوئے مت پہنو یہ کیسے کہہ دیا کہ بالکل حرام ہے۔

(الافاضات الیومیۃ من الافادات القومیہ ج ۳ صفحہ: ۱۲۱۔ مطبوعہ تھانہ بھون انڈیا)

حضرات گرامی کہاں کی شرافت اور دیانت ہے کہ اصل حوالہ کی عبارت کو مس بھی نہ کرو اور اپنی طرف سے اپنے مزاج رضاخانی کے مطابق عامۃ المسلمین کو الجھانے کیلئے ایک غلط خود ساختہ مفہوم پیش کر دینا یہ ستم بالائے ستم نہیں تو اور کیا ہے۔ اور پھر ملفوظات کا جلد نمبر صفحہ نمبر بھی تحریر کر دیا تا کہ عامۃ المسلمین کو مزید دھوکے

پہ دھوکے دیا جاسکے رضا خانی مؤلف کی یہ رضا خانی حرکت بھی قابل ذکر ہے کہ لفظ خلاصہ ساتھ لگا کر قارئین کرام کو ایک بہت بڑا دھوکہ دیا ہے تا کہ قارئین یہ سمجھیں کہ یہ عبارت بہ حوالہ صحیح اور درست ہے لیکن حقیقت یہ ہے رضا خانی مؤلف نے اپنی مرضی سے خود ساختہ مفہوم کشید کیا ہے کہ جس غلط مفہوم کو اصل عبارت کے ساتھ قطعاً کوئی تعلق نہیں کیونکہ اصل عبارت ہم نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی نقل کردی ہے جسے آپ نے بخوبی پڑھا اور آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ اس رضا خانی مؤلف کو خیانت و بددیانتی اور خود ساختہ مفہوم نقل کرنے پر کونسا تمغہ پیش کیا جائے فیصلہ بس آپ کے ہاتھ میں ہے اور علمی دنیا میں کتنا بڑا سانحہ ہے کہ اصل عبارت اور ہے اور کشید کردہ مفہوم کو اس اصل عبارت سے کچھ مناسبت نہیں لیکن جرأت اور دلیری دیکھیے کہ عامۃ المسلمین کو یقین دہانی کا چکرا یسے دیا کہ جلد نمبر اور صفحہ نمبر تک نقل کردیا جو کہ سراسر جعلی پروگرام ہے۔

رضا خانی بریلوی کا فاسد خیال

رضا خانی مؤلف نے حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب اشرف المعمولات کی عبارت نقل کرنے میں اس قدر خیانت اور بددیانتی کی ہے کہ جسکی حد نہیں اور جب ہی اس مولوی نے کوئی حوالہ نقل کیا تو خیانت سے نقل کیا اور مندرجہ ذیل خیانت رضا خانی مؤلف نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب اشرف المعمولات صفحہ نمبر ۱۴ کی صحیح اور بے غبار عبارت جو قوانین شرعیہ کے مطابق بالکل درست ہے اس کو نقل کرنے میں رضا خانی خیانت سے کام لیا آپ حضرات رضا خانی مؤلف کی خیانت پر مبنی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

رضا خانی مؤلف کی خیانت

میں صبح کی سنتیں پڑھ رہا تھا کہ بڑے گھر سے ایک آدمی دوڑا ہوا یہ خبر لایا کہ گھر میں سے کوٹھے کے اوپر سے گر گئی ہیں۔ میں نے خبر سنتے ہی فوراً نماز توڑ دی۔ (بلفظہ دیوبندی مذہب صفحہ ۱۴۱۔ طبع دوم)

قارئین محترم! مندرجہ بالا خیانت پر مبنی عبارت رضا خانی مؤلف نے اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۴۱ کے علاوہ اپنی کتاب کے صفحہ نمبر ۱۲۹۔۱۷۳، ۱۹۱، ۲۱۵ پر بھی نقل کی ہے اور اپنی کتاب میں صفحہ نمبر ۱۷۳۔ اور ۱۹۱۔ یہ گھناؤنی سرخی قائم کر ڈالی کہ ''بیوی کی خاطر نماز توڑ ڈالی'' اور ۱۹۱ پر یہ تحریر کر دیا کہ عورت کیلئے نماز توڑ دی وغیرہ وغیرہ۔

اور مندرجہ بالا خیانت سے نقل کردہ اشرف المعمولات کی عبارت سے رضا خانی مؤلف نے عامۃ المسلمین کو یہ غلط اور مکروہ تاثر یہ دیا ہے کہ علماء دیوبند کے پیشوا کا حال دیکھو کہ بیوی کی خاطر نماز توڑ ڈالی اور رضا خانی مؤلف نے اس پر غلط اور لغو تشریح یوں کی۔

تو اب بتاؤ تمہارے سب سے بڑے متصوف تھانوی صاحب تو اپنی بوڑھی بیوی کا خیال آتے ہی سرے سے نماز ہی توڑ دیں۔ (بلفظہ دیوبندی مذہب صفحہ:۔۱۱۹۔طبع دوم)

رضا خانی مؤلف کا تبصرہ بھی سراسر غلط ہے کیونکہ اپنی بیوی کا خیال آتے ہی بلکہ خبر لانے والے کی خبر سنتے' ہی کے الفاظ ہیں یہ سب اعلیٰ حضرت بریلوی کی تعلیمات رضا کا کرشمہ ہے کہ سچ بات لکھنے کی ہرگز توفیق نہیں آپ حضرات حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی شرعی قوانین کے مطابق بے غبار عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی
اشرف المعمولات کی مکمل اور اصل عبارت پڑھیئے

میں صبح کی سنتیں پڑھ رہا تھا کہ بڑے گھر سے آدمی دوڑا ہوا یہ خبر لایا کہ گھر میں سے کوٹھے کے اوپر سے گر گئی ہیں میں نے خبر سنتے ہیں فوراً نماز توڑ دی یہاں تو سب سمجھدار لوگ ہیں مگر شاید بعض ناواقف اپنے دل میں اس وقت یہ کہتے ہوں کہ ہائے بیوی کے واسطے نماز توڑ دی بیوی سے اتنا تعلق ہے کہ خدا کی عبادت کو

اس کے لیے قطع کر دیا بیشک اس وقت اگر کوئی دو کا ندار پیر ہوتا وہ ہرگز نماز نہ توڑتا کیونکہ اس سے جاہل مریدوں کی نظر میں ہیٹی ہوتی مگر الحمدللہ مجھے اسکی پروانہیں کہ کوئی کیا کہے گا اگر کسی کی نظر میں اس فعل سے میری ہیٹی ہوئی ہوتو وہ شوق سے کوئی دوسرا شیخ تلاش کرلیں جب خدا کا حکم تھا کہ اس وقت نماز کوتوڑ دوتو میں کیا کرتا کیا اس وقت جاہلوں کی نظر میں بڑا بننے کیلئے میں حکم خداوندی کو چھوڑ دیتا۔

(اشرف المعمولات صفحہ:۔۱۴ طبع اول تھانہ بھون انڈیا)

حضرات گرامی! مندرجہ بالا عبارت کہ جسکو رضا خانی مؤلف نے اپنی غباوت کی بنا پر غلط سمجھا حقیقت میں بالکل صحیح اور فقہاء کرام کی روشن تحقیقات کے عین مطابق بالکل درست ہے۔ لیکن رضا خانی مؤلف نے علماء اہلسنت دیوبند کے بارے میں رضا خانی مکروہ ہوائی تو اڑادی مگر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت کے خلاف کوئی دلیل شرعی ہرگز نہ پیش کی صرف اپنے رضا خانی طریقہ پر یوں ہی ادھوری عبارت نقل کر کے فرسودہ اور بے جا اعتراض کی بھرمار کر دی حالانکہ تفصیلی عبارت میں سب کچھ جواب موجو دتھا جسکو جان بوجھکر رضا خانی مؤلف نے غلط رنگ میں پیش کیا ہے اور یہ بھی یاد رکھیں کہ جانی نقصان ہونے پر اور اس کے بچانے پر بھی شرعاً نماز توڑ دینا بالکل جائز ہے جیسا کہ فتاوی دارالعلوم دیوبند میں فتویٰ مرقوم ہے ملاحظہ فرمائیں۔

فتاوی دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ نمبرا

سوال: اگر امام کو دشمن قتل کریں بحالت جماعت تو مقتدی نیت توڑ کر دشمن کو پکڑیں یا کیا کریں؟

الجواب: فقہاء حنفیہ نے لکھا ہے کہ احیاء نفس کے لئے نماز کو توڑنا واجب ہے شامی اور درمختار میں ہے۔ ویجب القطع لانجاء غریق او حریق. لہٰذا صورت مسئولہ میں مقتدیوں کو نماز قطع کر کے امام کو بچانے چاہیے اور حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی شہادت کا واقعہ نماز میں معروف ہے اور کتب احادیث میں مذکور ہے کہ صحابہ رضی اللہ عنہم مقتدیوں نے دوسرے صحابی کو امام کر کے نماز پوری کی اور بعض صحابہ رضی اللہ عنہم نے

نماز توڑ کر قاتل کو پکڑا۔

(الدر المختار علی هامش ردالمحتار باب ادراک الفریضة ج ۱ صفحه ۶۶۲. قطع الصلوة لاغاثة ملهوف وغریق وحریق) (الدر المختار علی هامش رد المحتار باب مایفسد الصلوة ج ۱ صفحه ۶۱۳. منقول از فتاوی دارالعلوم دیوبند ج ۴ ص ۱۳۱ مکتبه امدادیه مطبوعه ملتان)

فتاوی دارالعلوم دیوبند کا فتویٰ نمبر۲

سوال : چار آنے کا نقصان ہوتا ہو تو نماز توڑنا بلا مصیبت جائز ہے یا نہیں؟

الجواب: درمختار میں ہے کہ ایک درہم کی مقدار کے نقصان ہونے پر نماز کو قطع کرنا درست ہے اور درہم قریب چار آنے کے ہوتا ہے اور شامی نے بعض فقہاء سے اس سے کم پر بھی جواز قطع صلوۃ نقل کیا ہے مگر عام مشائخ اسی پر ہیں کہ چار آنے کے نقصان پر قطع کر سکتا ہے۔

ویباح قطعها نحو قتل حیة وند دابة وفور قدر وضیاع ماقیمة درهم له اولغیره (درمختار) قال فی مجمع الروایات لان مادونه حقیر فلایقطع الصلوة لاجله لکن ذکر فی المحیط فی الکفالة ان الحبس بالدانق یجوز فقطع الصلوة اولی هذا فی مال الغیر امافی ماله لایقطع والاصح جوازه فیهما وتمامه فی الامداد والذی مشی علیه فی فتح القدیر التقیید بالدراهم (ردالمحتار باب مایفسد الصلوة ومایکره فیها ج ۱ صفحه : ۶۱۲.

(منقول از فتاویٰ دارالعلوم دیوبند ج ۴ ص ۱۳۳۔ مطبوعہ ملتان)

حضرات گرامی! رضاخانی مؤلف نے تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ پر الزام تراشی کر دی کہ

انہوں نے اپنی بیوی کی خاطر نماز توڑ دی اور حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا نماز توڑنے والا عمل بالکل شرعی طور پر درست اور صحیح ہے جس کے ثبوت میں ہم نے فقہاء کرام رحمۃ اللہ علیہم کی دلائل سے گفتگو کی ہے۔

اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کی نماز اور انگرکھے کے بند کا کرشمہ

جناب مولوی محمد حسین صاحب میرٹھی کا بیان ہے کہ امام احمد رضا نماز میں اس قدر احتیاط اور جزئیاتِ مسائل کا ایسا اہتمام فرماتے کہ عام تو عام، اکثر علماء اس پر عمل کرنا تو درکنار اس کے سمجھنے سے بھی قاصر ہیں۔ ایک سال امام احمد رضا کی مسجد میں بیس رمضان المبارک سے میں معتکف ہوا۔ جب چھبیس رمضان المبارک کی تاریخ آئی تو امام احمد رضا نے بھی اعتکاف فرمایا قبل اعتکاف ایک دن کا واقعہ ہے کہ عصر کے وقت حضور امام احمد رضا تشریف لائے اور نماز پڑھا کر تشریف لے گئے۔ میں مسجد کے اندر کونے میں چلا گیا۔ تھوڑی دیر میں ایک صاحب آئے اور مجھ سے کہنے لگے آپ نے ابھی عصر کی نماز نہیں پڑھی ہے۔ میں نے کہا ابھی حضور کے پیچھے پڑھی ہے۔ تو ان صاحب نے تعجب سے کہا کہ حضور تو اب پڑھ رہے ہیں۔ میں بھی سنا تو نہایت تعجب کیا اور یقین نہ ہوا۔ اس لیے کہ نمازِ عصر کے بعد کوئی نماز داخل نہیں اور امام احمد رضا نے ہم لوگوں کے سامنے نماز پڑھی اور پڑھائی ہے اور ابھی مغرب کا وقت نہیں پھر اگر کوئی غلطی ہوگئی ہوتی تو سب کو اعادہ کرنے کا حکم فرماتے۔ غرض مجھ کو بڑی حیرت ہوئی۔ انھوں نے پھر کہا دیکھ لیجئے پڑھ رہے ہیں۔ تب میں نے آگے بڑھ کر دیکھا تو واقعی نماز پڑھ رہے تھے۔ منتظر کھڑا رہا جب سلام پھیرا تو میں نے عرض کیا۔ حضور میری سمجھ میں نہیں آیا کہ ابھی نماز پڑھائی اور پھر پڑھ رہے ہیں۔ نوافل کا بھی اس وقت سوال نہیں تو امام صاحب نے ارشاد فرمایا کہ ''قعدہ اخیر میں بعد تشہد حرکتِ نفس سے میرے انگرکھے کا بند ٹوٹ گیا تھا۔ چونکہ نماز تشہد پر ختم ہو جاتی ہے۔ اس وجہ سے آپ لوگوں سے نہیں کہا اور گھر میں جا کر بند درست کرا کر اپنی نماز احتیاطاً پھر سے پڑھ لی''۔ (انوار رضا صفحہ: ۲۵۷ مطبوعہ ضیاء القرآن پبلی شرز لاہور)

(ماہنامہ ضیاء حرم لاہور اعلیٰ حضرت بریلوی نمبر جنوری ۱۹۸۳ء صفحہ ۲۵)

(المیزان امام احمد رضا نمبر صفحہ: ۳۳۴ مطبوعہ انڈیا)

قارئین محترم! مولوی احمد رضا خان بریلوی کے اس بیان سے کہ ''چونکہ نماز تشہد پر ختم ہو جاتی ہے اس لیے آپ لوگوں کو نہ بتایا'' معلوم ہوتا ہے کہ جو واقعہ انہیں نماز میں پیش آیا تھا وہ اس حد تک خوفناک تھا کہ اگر تشہد سے پہلے وہ واقعہ پیش آتا تو انہیں سب کو بتانا پڑتا اور سب کو ہی نماز پھر سے پڑھنی پڑتی۔ رضاخانی اگر فریب دہی کی کوشش کریں اور یہ کہیں کہ اس واقعہ کا تعلق سانس سے ہے تو واقعہ کی خوفناکی ہی ان کی اس تاویل بے جا کی تردید کیلیے کافی ہے۔

اتنی بات تو ہر نمازی جانتا ہے کہ سانس کا پھولنا یا کوٹ کے بند کا ٹوٹنا ہرگز ایسی بات نہیں جسے خوفناک کہا جاسکے اور نہ ہی اس سے نماز میں کوئی خرابی آتی ہے (چاہے سانس تشہد سے پہلے پھولا ہو یا تشہد کے بعد) لہٰذا ظاہر ہوا کہ واقعہ کا تعلق سانس یا بند ٹوٹنے سے نہیں بلکہ جیسا کہ ہم نے پہلے اشارہ کیا اس کا تعلق عضو مخصوص سے ہے۔ یعنی مولوی احمد رضا بریلوی کی نماز میں خرابی ان کے عضوِ مخصوص ہی کی حرکتِ بیجا سے آگئی تھی۔

پھر عضو مخصوص کے حرکت میں آجانے کے بعد نماز کے فاسد ہونے کے دو ہی سبب ہو سکتے ہیں۔ ایک عضوِ مخصوص سے کچھ خارج ہوگیا ہو۔ دوسرے یہ کہ شرم گاہ کھل گئی ہو۔ اعلیٰ حضرت بریلوی کے بیان کی روشنی میں دوسرا سبب یعنی شرم گاہ کا کھلنا ہی سمجھ آتا ہے اس لیے کہ مولوی احمد رضا خان بریلوی نے بند درست کرانے کا ذکر فرمایا ہے۔ یہ نہیں فرمایا کہ گھر جا کر غسل یا وضو بھی کیا۔ اگر غسل یا وضو کا ذکر فرماتے تو ہم سمجھتے کہ عضوِ مخصوص سے کچھ خارج ہوا تھا۔ لیکن چونکہ انہوں نے صرف اتنا فرمایا ہے کہ گھر جا کر بند درست کرایا تو معلوم ہوا کہ کچھ خارج ہونے کی نوبت نہیں آئی تھی۔ صرف شرم گاہ کھل گئی تھی جسے ڈھانکنے کا بندوبست کر کے آپ نے نماز پھر سے پڑھ لی۔

مولوی احمد رضا خان بریلوی کے بیان سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ یہ حرکت انہوں نے دانستہ کی تھی۔ یعنی اپنے قصد و ارادہ سے اپنے عضوِ مخصوص کو حرکت میں لائے تھے اس لیے کہ اعلیٰ حضرت بریلوی

خود کو حنفی کہتے تھے اور امام اعظم ابو حنیفہؒ کے نزدیک نماز اس وقت تمام ہوتی ہے جب نمازی تمام ارکان سے فارغ ہو کر اپنے قصد و ارادہ سے ایسا کوئی کام بھی کر لے جس سے وہ نماز سے خارج ہو جائے۔ چنانچہ امام اعظمؒ کے نزدیک اگر ایک نمازی تشہد سے فارغ ہوا لیکن اس سے پہلے کہ وہ اپنے ارادہ سے نماز سے خارج کرنے والا کوئی کام کرتا کسی شخص نے اس کا سینہ کعبہ شریف سے پھیر دیا تو اس کی نماز نہ ہوگی گو اس نے تمام ارکان پورے کر لیے تھے۔

صدر الائمۃ شمس الائمۃ حضرت امام ابو حنیفہ نعمان بن ثابت رحمۃ اللہ علیہ کے نزدیک اگر یہ نمازی بعد از تشہد خود اپنے قصد و ارادہ سے سینہ پھیرتا تو نماز ہو جاتی مگر اب چونکہ اس کے ارادے اور اس کی نیت کے بغیر اس کا سینہ پھیرا گیا اس لیے نماز نہیں ہوئی غرض کہ نماز کے پورا اور تمام ہونے کے لیے امام اعظمؒ کے نزدیک یہ ضروری ہے کہ نمازی نماز سے خارج کرنے والا کام اپنے قصد و ارادہ سے کرے۔ فقہاء کی اصطلاح میں اسے ''خروج بصنعه'' کہتے ہیں۔

بناء بریں مولوی احمد رضا خان کے اس ارشاد کے پیش نظر کہ نماز تشہد پر ختم ہو جاتی ہے اس لیے آپ لوگوں سے نہیں کہا'' یا تو یہ تسلیم کرنا پڑیگا کہ احمد رضا خان کو یہ مسئلہ معلوم نہ تھا کہ خروج بصنعہ کے بغیر نماز تمام نہیں ہوتی۔ اس صورت میں وہ عالم کہلانے کا مستحق نہیں اس لیے کہ جسے نماز کے عام مسائل کا بھی علم نہ ہو وہ کیسا عالم؟

اور یا یہ تسلیم کرنا ہوگا کہ خروج بصنعه پایا گیا تھا یعنی یہ کہ احمد رضا صاحب نے اپنے قصد و ارادہ سے عضوِ مخصوص کو حرکت دی تھی ہے کوئی رضا خانی جو مسلمانوں کو مطمئن کر سکے کہ درود شریف کے وقت جان بوجھ کر شہوانی خیالات میں ڈوب جانا اور مسجد میں دورانِ نماز عضو مخصوص کے اچھل کود کے تماشے میں محو ہونا جرم و عیب نہیں بلکہ تفقہ اور حزم و احتیاط کی معراج ہے (جیسا کہ رضا خانی لکھتے رہے ہیں) اس واقعہ سے یہ بھی معلوم ہوا کہ اعلیٰ حضرت بریلوی میں حیا نام کی کوئی چیز نہ تھی حیا ہوتی تو اس حرکت کو ہرگز ظاہر نہ کرتے

اسلام غلطیوں اور گناہوں کو چھپانے کا حکم دیتا ہے نہ کہ ان کی تشہیر کا۔ اپنے گناہوں کی تشہیر کرنے والے کو مجاہر اور فاسق و فاجر کہا جاتا ہے۔

اپنے چھپے ہوئے گناہوں کی تشہیر کرنے والے کے بارے میں ارشادِ رسول ﷺ ہے۔

کل امتی معافی الا المجاهرين وان من المجاهرة ان يعمل الرجل بالليل عملاً ثم يصبح وقد ستره الله عليه فيقول يا فلان عملت البارحة كذا و كذا.

(ترجمہ) میری امت میں سے ہر شخص کے گناہ معاف ہو سکتے ہیں مگر عیوب ظاہر کرنے والے کے گناہ معاف نہ ہونگے اور عیوب کی پردہ داری میں سے یہ ہے کہ آدمی رات کو کوئی کام کرے اور اللہ نے اس پر پردہ ڈالا اور وہ یہ کہے کہ اے فلاں، میں نے رات کو یہ کیا۔

رضا خانی یہ بتائیں کہ دورانِ درود و نماز اتنی گندی حرکت کرنے اور پھر اسے برملا بیان کرنے سے اعلیٰ حضرت بریلوی مجاہر بنے یا نہیں؟ انہوں نے نماز دوبارہ پڑھنی بھی تھی تو گھر پر پڑھ لیتے۔ لوگوں کے سامنے پڑھنے کے کیا معنیٰ؟ کیا یہ مقصد تو نہ ہوگا کہ لوگ متقی اور پارسا سمجھیں گے۔

نادان رضا خانیوں نے اس گھناؤنے واقعہ کو اس خیال سے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ لوگ کہیں گے واہ واہ رضا خانیوں کے امام کتنے متقی تھے۔ سبحان اللہ کیا تقدس و احتیاط ہے کہ عصر کے وقت بھی نماز احتیاط پڑھی جا رہی ہے۔ بیچارے رضا خانیوں کو یہ گمان بھی نہ تھا کہ لوگ اس واقعہ کو پڑھ کر گھن محسوس کریں گے اور اسے احمد رضا خان کی اور اس کے پیروکاروں کی بے حیائی اور دین سے ناواقفیت کی دلیل سمجھیں گے۔

رضا خانیوں کو معلوم رہے کہ حیا ایک بڑی صفت اور عظیم خوبی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حیاء کو ایمان کا ایک اہم شعبہ قرار دیا۔

فقہاء کرام نے یہاں تک لکھا ہے کہ اگر نماز میں ریح خارج ہو جائے تو نمازی ناک پہ ہاتھ رکھ کر وضو کے لیے جائے (جیسے نکسیر پھوٹ گئی ہو) ایسا کرنے کی ایک وجہ یہ بتائی گئی کہ یہ واضح نہ ہو کہ ہوا خارج ہو گئی۔

تو صرف شرمگاہ کا ہی چھپانا ضروری نہیں بلکہ شرمگاہ سے متعلق ہر کام کا اخفاء شرم وحیاء کا تقاضا ہے۔ مگر واہ ارے اعلیٰ حضرت بریلوی صاحب! کھلے بندوں کو یہ کہ دیا کہ حرکتِ نفس سے میرے انگرکھے کا بند ٹوٹ گیا تھا۔ اور پھر قربان جایئے پوری جماعت کے کہ کسی نے بھی یہ نہ سوچا کہ یہ واقعہ بیان کے لائق نہیں۔ معلوم ہوتا ہے سارے کے سارے شرم وحیاء کی صفت سے عاری ہیں اور سب ہی کی عقلیں مسخ وماؤف ہو چکی ہیں۔

الا انهم هم السفهاء ولكن لا يعلمون. (پاره نمبر ا سورة البقرة آيت نمبر ١٣)

یہاں یہ امر بھی لائق توجہ ہے کہ میرٹھی صاحب کو نماز دوبارہ پڑھنے پر تو تعجب ہوا لیکن جب اعلیٰ حضرت صاحب نے اس کا سبب بتایا تو اس پر انہیں تعجب نہ ہوا۔ کیا اس سے یہ معلوم نہیں ہوتا کہ اعلیٰ حضرت کی زندگی اس قسم کی حرکتوں سے عبارت تھی۔ اور آپ کو ایسے واقعات بکثرت پیش آتے تھے۔ اس لیے میرٹھی صاحب کو تعجب نہ ہوا کیونکہ تعجب عموماً نئی بات پر ہوتا ہے۔ جو بات ہمیشہ اور بکثرت پیش آتی رہتی ہو وہ چاہے کتنی ہی عجیب وغریب کیوں نہ ہو عموماً اس پر کوئی شخص تعجب کا اظہار نہیں کرتا تو مولوی میرٹھی کا عصر کے وقت دوبارہ نماز پڑھنے پر تعجب ظاہر کرنا اور حرکتِ نفس اور اس کی وجہ سے بند ٹوٹنے پر ذرا بھی تعجب ظاہر نہ کرنا اس امر کی واضح علامت ہے کہ اعلیٰ حضرت کا ایسی علامات و واقعات سے دوچار ہونا عام بات تھی۔ روز کا معمول تھا۔ نئی بات نہ تھی۔

کس قدر شرم کی بات ہے کہ بڑے حضرت کی عقل وشعور اور حزم واحتیاط کا پہلا واقعہ بھی عضوِ مخصوص سے متعلق ہے یعنی یہ کہ انہوں نے ساڑھے تین برس کی عمر میں بازاری عورتوں کو عضوِ مخصوص دکھایا تھا ان کی روحانیت وتقویٰ کا دوسرا بڑا واقعہ بھی عضوِ مخصوص سے ہی تعلق رکھتا ہے یعنی یہ کہ نماز میں عضوِ مخصوص کی حرکت سے انگرکھے کا بند توڑ دیا تھا اور ان کے علم وفقہ دانی اور تحقیق وریسرچ کا تعلق بھی بڑی حد تک عضوِ مخصوص ہی سے ہے۔ غرض کہ حسب بیان متبعین اعلیٰ حضرت کا علم وتفقہ، تقوی وبزرگی اور ان کی تحقیق و تدقیق عضوِ مخصوص ہی کے گرد گومتی نظر آتی ہے۔ دنیا کے دیگر آئمہ، صلحاء اور اولیاء کا تقدس اور بزرگی نماز،

روزہ آہ وزاری اکلِ حلال اور اس طرح کے دیگر پسندیدہ افعال سے ظاہر ہوتی ہے۔ مگر اعلیٰ حضرت کا تقویٰ و پارسائی عورتوں کو شرمگاہ دکھانے اور نماز میں شرمگاہ کے ساتھ کھیلنے سے ظاہر ہوتی ہے۔ لا حــول ولا قوۃ الا باللہ۔

جن لوگوں کے نزدیک بے حیائی اور بے شرمی ہی تقویٰ وطہارت کہلائے وہ بدعت کو سنت پر ترجیح نہیں دیں گے تو اور کیا کریں گے۔

غالباً بے حیائی و بے شرمی کے انہی گھناؤنے واقعات کی وجہ سے علماء اہلسنت والجماعت دیوبند احمد رضا خان بریلوی کو زیادہ منہ نہیں لگاتے تھے کہ وہ اپنے دشمن کی بھی اس طرح کی باتیں بیان کرتے شرماتے تھے۔

ناظرین محترم! غور فرمایئے کتنا فرق ہے ''سنت'' اور ''بدعت'' کی خاصیت اور تاثیر میں کہ بدعت کے باعث عقلیں اس حد تک ماؤف ہو جاتی ہیں کہ بے حیائی کے واقعات کا فخراً بیان ہوتا ہے۔ اور دوسری جانب سنت کے اتباع کا یہ اثر کہ مخالف کے بھی ایسے واقعات شرم وحیاء کے باعث بیان کرنے سے اجتناب کیا جاتا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

بخدا ہم بھی ان واقعات کو لکھتے اور ان پر تبصرا کرتے ہوئے انتہائی شرمندہ ہو رہے ہیں۔ بیحد مجبور ہو کر ہم ان غلیظ واقعات کو اپنی کتاب میں تحریر کر رہے ہیں۔

الغرض رضاخانیوں کے اپنے امام کی تعریف وتوصیف میں لکھے ہوئے اس واقعہ سے کچھ معلوم ہوا تو یہ کہ:

۱۔ ان کی زندگی میں ایسے واقعات بکثرت پیش آتے تھے۔

۲۔ انہوں نے دوران نماز جان بوجھ کر ایسی حرکت شنیعہ کا ارتکاب کیا کہ آج تک ایسی شرمناک حرکت کسی نے بھی نہیں کی۔ یا پھر یہ کہ وہ پرلے درجے کے جاہل تھے کہ انہیں نماز کا یہ عام مسئلہ بھی معلوم نہ تھا کہ ''خروج بصنعہ'' فرض ہے۔

غرضیکہ یہ حرکت قصداً ہو یا بلاقصد بہر صورت یہ واقعہ ذم ورُسوائی پر ہی دلالت کرتا ہے اور۔

’’سگِ مگس‘‘ را اگر کنی مقلوب ☆ بقلب او غیر ’’سگ مگس‘‘ نشود

والا معاملہ ہے اور ہمارے خیال میں یہ اہل اللہ کو بدنام کرنے اور ان سے بغض و دشمنی رکھنے کی دُنیوی سزا ہے۔ ؎

دیکھو اسے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو

حضراتِ گرامی توجہ فرمائیں... کہ انگرکھا کیا ہوتا ہے؟

انگرکھا ہندوستانی لباس ہے جس کی وضع قطع اچکن سے ملتی جلتی ہے۔ اس کے بٹن بھی ہوتے ہیں اور گھنڈی کی طرح کے بند بھی۔ یہ بند اور بٹن عام انگرکھوں میں تو ناف کی سیدھ تک ہوتے ہیں مگر بعض انگرکھوں کے بند ناف سے بہت نیچے یعنی رانوں تک بھی ہوتے ہیں۔

نماز کے لئے انگرکھے کا پہننا نہ تو فرض ہے نہ سنت اور نہ مستحب۔ ہاں کوئی پہن لے تو مضائقہ بھی نہیں۔ لہٰذا کسی نمازی کے انگرکھے کا بند ٹوٹ جائے یا وہ پھٹ جائے یا کوئی شخص نمازی کے بدن سے اسے اتار دے تو نماز میں قطعاً کوئی خرابی نہیں آتی۔

حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان عظیم

رضاخانی مؤلف نے اپنے پیشوا اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کی پیروی میں حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ حفظ الایمان کی عبارت میں مندرجہ ذیل خیانت کا بدترین مظاہرہ کیا ہے جب کہ سب سے پہلے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی نے عامۃ المسلمین کو علماء اہلسنت دیوبند سے متنفر کرنے کیلیے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ حفظ الایمان کے بارے میں تکفیر کا مکروہ دھندا سرانجام دیا پھر اس کے بعد آئے دن ہر رضاخانی بریلوی اپنے پیشوا کی تکفیری مہم کو آگے چلا رہے ہیں جس کی پیروی میں رضاخانی مؤلف کی خیانت اور بددیانتی سے نقل کردہ

رسالہ حفظ الایمان کی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

رضاخانی مؤلف کی خیانت

(معاذ اللہ) آپکی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب امر یہ ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب، اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور ہی کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات اور بہائم کیلیے بھی حاصل ہے پھر چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔ (حفظ الایمان صفحہ: ۸۔ بلفظہ دیوبندی مذہب صفحہ ۳۸ طبع دوم)

مندرجہ بالا خیانت پر مبنی حوالہ رضاخانی مؤلف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۸ کے علاوہ اپنی کتاب کے صفحہ ۱۱۳، ۱۱۴، ۲۴۵، ۲۵۳، ۴۵۷، ۴۶۰، ۴۶۲، ۴۸۷، پر بھی نقل کیا ہے۔

قارئین محترم! مندرجہ بالا خیانت اور بددیانتی حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے رسالہ حفظ الایمان صفحہ: ۸ کے عبارت میں کی گئی ہے۔

رضاخانی مؤلف کو ہم اسکی مندرجہ بالا خیانت اور بددیانتی کا تفصیل سے جواب بسط البنان لکف اللسان عن کاتب حفظ الایمان اور پھر اس کے بعد تغییر العوان فی بعض عبارات حفظ الایمان کے نام مفصل تحریر کیا ہے۔ لہٰذا سب سے پہلے جو جواب خود حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے دیا ہے وہ ملاحظہ فرمائیں پھر اس کے بعد علماء اہلسنت دیوبند کے عقائد کی مصدقہ کتاب المہند علی المفند یعنی کہ عقائد علماء دیوبند کے حوالہ سے جواب پڑھیں گے۔ پھر اس کے بعد محقق العصر فاضل جلیل علامہ نبیل ناشر عقیدۃ الاکابر رئیس المناظرین حسام بے نیام لاعداء الاسلام سیف حقانی حضرت علامہ محمد منظور نعمانی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب دیوبند اور بریلی کے نزاع کو ختم کرنے کیلیے فیصلہ کن مناظرہ سے مفصل جواب نقل کرینگے۔ اسے بھی ملاحظہ فرمائیں:۔

جواب اول از حکیم الامت مجدد دین وملت

حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

مطبوعہ علمی پرنٹنگ پریس دہلی

بسط البنان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

بعد حمد و صلوٰۃ کے واضح ہو کہ اہل ہوا و ہوس کے شہرت حاصل کرنیکے لئے کوئی نہ کوئی طریقہ اختیار کرنیکا ہمیشہ سے دستور چلا آتا ہے! ایسے لوگوں سے جب کچھ بن نہیں پڑتا تو اچھوں کو برا کہنا اپنا پیشہ کرلیتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہمیں ہمارا نام ہوگا چنانچہ بریلی کے مولوی احمد رضا خاں صاحب نے جو مصداق اس شعر کے ہیں شعر اگر دجال برروئے زمین ست + ہمین ست و ہمین ست و ہمین ست + حضرات علماء دیوبند و دہلی کو کافر کہنا شروع کیا اور ان حضرات کو مخاطب کرکے مجادلہ کے اشتہارات چھاپے اُن بزرگوں نے فضول سمجھکر اُنکی طرف التفات نہ کیا۔ بلکہ ایک دفعہ جب بریلی میں ایسے اشتہارات کے جواب لکھنے پر اُنسے اصرار کیا گیا تو اُنھوں نے یہ کہکر پیچھا چھوڑا یا کہ آپ جیتے اور ہم ہارے فی الواقع یہ نہایت عمدہ جواب تھا جو دیا جا سکتا تھا کیونکہ بزرگوں کا قول ہے ع جواب جاہلاں باشد خموشی۔ لیکن اس سے بعض حضرات کو یہ دھوکا ہوا کہ وہ بزرگ حقیقت میں جواب سے عاجز ہیں اس دھوکہ کے دور کرنیکے لئے مولوی مرتضےٰ حسن صاحب نے خانصاحب کی اکثر کتابوں کا نہایت قابلیت سے جواب لکھا جسکا جواب الجواب آج تک خانصاحب و آنکی ذریات سے نہو سکا البتہ شرم مٹانیکے لئے اتنا کہا گیا کہ مولوی اشرف علی تھانوی جنکی ہار جیت علماء دیوبند و دہلی کی ہار جیت ہوگی ہمسے مناظرہ کریں یا ہماری تحریروں کا جواب دیں مولوی مرتضےٰ حسن ہمارے مخاطب نہیں اگرچہ حق آفتاب سے زیادہ ظاہر ہو چکا تھا اور ہرگز ہرگز ایسی اہی تباہی باتوں کی طرف علماء حقانی کو توجہ کی ضرورت نہ تھی تاہم اتمام حجت کی غرض سے مولانا تھانوی تقریر و تحریر پر آمادہ ہوئے۔ بلند شہر میں مناظرہ ٹھہرا مولانا تھانوی نے خانصاحب کے پاس اپنی دستخطی تحریر بھیجدی کہ میں آپ سے مناظرہ کرنیکے لئے تیار ہوں اگر آپکو منظور ہو تو مطلع فرمائیے دجّال نے بجائے یہ لکھنے کے کہ میں بھی مناظرہ کیلئے مستعد ہوں ایک بے سر و پا خط مسمّٰی بہ ابحاث آخری دھر گھسیٹا چونکہ یہ خط مولانا کی تحریر کا جواب نہ تھا اسلئے خود اہل بلند شہر نے تھانہ بھون بھیجنے سے انکار کیا جیسا کہ اسکی مفصل کیفیت رسالہ قاصمۃ الظہر فی بلند شہر میں مرقوم ہے اسکے بعد مراد آباد میں مناظرہ ٹھہرا (راقم الحروف اس زمانہ میں مراد آباد موجود تھا) یہاں خانصاحب نے یہ چالاکی کی کہ پولیس والوں سے کہدیا کہ اہل دیوبند فساد کرانے آئے ہیں اس وجہ سے پولیس نے یہ مناظرہ حکماً روکدیا جب مولانا نے خانصاحب کی یہ کیفیت دیکھی تو یقین ہوگیا کہ وہ ہرگز مناظرہ نہ کریں گے۔ اور محض اتمام حجت کیلئے یہ رسالہ بسط البنان تحریر فرمایا۔

باسمہٖ تعالیٰ حامداً ومصلیاً ومسلماً

بخدمت اقدس حضرت مولانا المولوی الحافظ الحاج الشاہ اشرف علی صاحب دامت فیوضکم العالیہ بعد سلام مسنون عرض ہے کہ مولوی احمد رضا خانصاحب (بریلوی) یہ بیان کرتے ہیں اور حسام الحرمین میں آپکی نسبت لکھتے ہیں کہ آپنے حفظ الایمان میں اسکی تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا علم جیسا کہ جناب رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے۔ اسلئے امور ذیل دریافت طلب ہیں۔

(۱) آیا آپنے حفظ الایمان میں یا کسی کتاب میں ایسی تصریح کی ہے ؟ (۲) اگر تصریح نہیں تو بطریق لزوم بھی یہ مضمون آپ کی کسی عبارت سے نکل سکتا ہے ؟ (۳) آیا ایسا مضمون آپکی مراد ہے ؟ (۴) اگر آپ نے نہ ایسے مضمون کی تصریح فرمائی نہ اشارۃً مفاد عبارت ہے نہ آپکی مراد ہے تو ایسے شخص کو جو یہ اعتقاد رکھے یا صراحۃً یا اشارۃً کہے اُسے آپ مسلمان سمجھتے ہیں یا کافر ؟ بینوا توجروا۔

بندہ محمد مرتضیٰ حسن عفا عنہ

الجواب

مشفق مکرم سلمہم اللہ تعالیٰ۔ السلام علیکم۔ آپ کے خط کے جواب میں عرض کرتا ہوں (۱) میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا اور لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا کبھی خطرہ نہیں گذرا (۲) میری کسی عبارت سے یہ مضمون لازم بھی نہیں آتا چنانچہ اخیر میں عرض کرونگا۔ (۳) جب میں اس مضمون کو خبیث سمجھتا ہوں اور میرے دلمیں بھی کبھی اسکا خطرہ نہیں گذرا جیسا کہ اوپر معروض ہوا تو میری مراد کیسے ہو سکتا ہے (۴) جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحۃً یا اشارۃً یہ بات کہے میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وہ تکذیب کرتا ہے نصوص قطعیہ کی اور تنقیص کرتا ہے حضور سرور عالم فخر بنی آدم صلے اللہ علیہ وسلم کی یہ تو جواب ہوا آپکے سوالات کا اب آخر میں اس جواب کی تتمیم کیلئے مناسب سمجھتا ہوں کہ حفظ الایمان کی اُس عبارت کی مزید توضیح کروں جسکی بنا پر مجھپر یہ تہمت لگائی گئی ہے۔ گو کہ وہ خود بھی بالکل واضح ہے۔

اول میں نے دعویٰ کیا ہے کہ علم غیب جو بلا واسطہ ہو وہ تو خاص ہے حق تعالیٰ کیساتھ اور جو بواسطہ ہو وہ مخلوق کیلئے ہو سکتا ہے مگر اس سے مخلوق کو عالم الغیب کہنا جائز نہیں اور اس دعویٰ پر دو دلیلیں قائم کی ہیں۔ وہ عبارت دوسری دلیل کی ہے جو اس لفظ سے شروع ہوتی ہے پھر یہ کہ آپکی ذات مقدسہ پر مطلب

سے یعنی غیب کی باتوں کا علم الخ ۱۲ م سے یعنی غیب کی باتوں کا علم الخ ۱۲

یہ ہے کہ آپکی ذاتِ مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا یعنی محض اس بنا پر کہ آپکو علوم غیبیہ بواسطہ حاصل ہیں آپکو عالم الغیب کہنا اگر صحیح ہو تو اس سے اگر کل غیر متناہیہ مراد ہیں تو وہ نقلاً و عقلاً محال ہے۔ اور اگر بعض علوم مراد ہوں گو وہ ایک ہی چیز کا علم ہو اور گو وہ چیز ادنیٰ ہی درجہ کی ہو تو اسمیں حضور صلے اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو و غیرہ کیلئے بھی حاصل ہے تو لفظ ایسا کا یہ مطلب نہیں کہ جیسا علم واقع میں حضور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو حاصل ہے الخ نعوذ باللہ منہا بلکہ مراد اس لفظ ایسا سے وہی ہے جو اس پر مذکور ہے یعنی مطلق بعض علم گو وہ ایک ہی چیز کا ہو اور گو وہ چیز ادنیٰ ہی درجہ کی ہو کیونکہ اوپر بھی مذکور ہو چکا ہے۔ کہ بعض سے مراد عام ہے۔ اور عبارت آئندہ بھی اسکی دلیل ہے۔ وھو قولہ کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے پس اگر زید ہر مخفی ادنیٰ چیز کے علم حاصل ہونیکو بھی عالم الغیب کے اطلاق صحیح ہونے کا سبب تبلاتا ہے تو زید کو چاہئے کہ ان سب کو عالم الغیب کہا کرے کیونکہ انکو بھی بعض مخفی چیزیں معلوم ہیں خود اس عبارت میں سرسری نظر کرنے سے یہ مطلب واضح ہو رہا ہے پھر اس عبارت سے چند سطر بعد دوسری عبارت میں تصریح ہے کہ نبوت کیلئے جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپکو تمامہا حاصل ہو گئے تھے انصاف شرط ہے جو شخص آپکو جمیع علوم عالیہ شریفہ متعلقہ نبوت کا جامع کہہ رہا ہے کیا وہ نعوذ باللہ زید و عمرو و صبی و مجنون و حیوانات کے علم کو مماثل آپکے علم کے بتاویگا کیا زید عمرو وغیرہ کو یہ علوم حاصل ہیں یہ علوم تو آپکے مثل دوسرے انبیاء و ملائکہ علیہم السلام کو بھی حاصل نہیں اس تقریر سے معلوم ہو گیا ہو گا کہ عبارت مذکورہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کے مشابہ معاذ اللہ علم زید و عمرو وغیرہ کو نہیں کیا گیا اور لفظ ایسا ہمیشہ تشبیہ کیلئے نہیں آتا۔ بلکہ اہل لسان اپنے محاورات فصیحہ میں بولتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے مثلاً تو کیا یہاں خدا تعالیٰ کے قادر ہونے کو دوسرے کے قادر ہونے سے تشبیہ دینا مقصود ہے ظاہر ہے کہ ہرگز نہیں بلکہ اس تشبیہ پر جو محذور لازم کیا گیا اسمیں غور کرنے سے تو معلوم ہو سکتا ہے کہ مشابہت کی نفی کی گئی ہے چنانچہ بعض مطلق علوم غیبیہ کے مراد لینے پر یہ خرابی تبلائی ہے کہ اسمیں حضور کی کیا تخصیص ہے الخ یعنی اس صورت میں آپکی تخصیص نہ رہیگی بلکہ زید و عمرو وغیرہ بھی اس صفت میں آپکے شریک و مشابہ ہو جاوینگے حالانکہ آپکی صفات خاصہ کمالیہ میں کوئی آپکا شریک و مشابہ نہیں ہے اسلئے یہ شق باطل ہوئی۔ اور اگر بزعم معترض تشبیہ کیلئے بھی ہو تب بھی علم زید و عمرو وغیرہ کو علم رسول سے تشبیہ نہیں دی گئی بلکہ مطلق بعض علوم سے جسکا اوپر ذکر ہے بلکہ بفرض محال اگر علم رسول سے بھی تشبیہ ہوتی تب بھی من کل الوجوہ نہوتی بلکہ صرف اتنے امر میں کہ جسطرح مطلق بعض غیوب کا حصول آپکے لئے علت صحیح کی اطلاقِ عالم الغیب کیلئے اسیطرح مطلق بعض غیوب کا حصول دوسروں کیلئے علت ہو جائیگی اطلاقِ عالم الغیب

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

تغییر العنوان

فی بعض عبارات حفظ الایمان

واقعہ تمہیدیہ ۱۱ صفر ۱۳۴۲ھ کو ایک خط حیدرآباد دکن سے جس کے کاتب کا عنوان
از عامہ مخلصین حیدرآباد دکن تھا۔ اور ذریعہ جواب منگانے کا ایک معین مولوی صاحب تھے
آیا اسمیں حفظ الایمان کی ایک مشہور عبارت کے متعلق (جس پر مہرباتوں کا اعتراض
مشہور ہے) رائے دی تھی کہ اسکی ترمیم کردی جاوے اور مقتضیات ترمیم کا اجتماع اور
موانع ترمیم کا ارتفاع ان جملوں میں ظاہر کیا تھا ع۱ ایسے الفاظ جسمیں مماثلت
علمیت غیبیہ محمدیہ کو علوم مجانین و بہائم سے تشبیہ دیگئی ہے جو بادی النظر میں سخت سوء
ادبی کو مشعر ہے۔ کیوں ایسی عبارت سے رجوع نہ کرلیا جائے نمبر۲ جس میں مخلصین
حامیین جناب والا کو حق بجانب جوابدہی میں سخت دشواری ہوتی ہے نمبر۳ وہ عبارت آسمانی
اور الہامی عبارت نہیں کہ جسکی مصدرہ صورت اور ہیئت عبارت کا بحالہ و بالفاظہ باقی
رکھنا ضروری ہو نمبر۴ یہ سب جانتے ہیں کہ جناب والا کسی دباؤ سے متاثر ہونیوالی نہیں
اور نہ کسی سے کوئی طمع جاہ و مال جناب کو مطلوب ہے بجز اس کے کہ عام طور پر جناب
کی کمال بے نفسی کا اعتراف ہو اور حکیم الامتہ کی شان سے جو توقع تھی وہ پوری ہوسکیگی۔
اور اس مشورہ کے ساتھ ہی یہ سوال بھی تھے کہ ع۱ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علوم
غیبیہ جزئیہ محمدیہ زید و عمرو وغیرہ کے مماثل ہیں یا نہیں اور نمبر۲ جو شخص اس مماثلت کا قائل ہو
اسکا کیا حکم ہے۔ اور نمبر۳ علوم غیبیہ جزئیہ محمدیہ کمالات نبوت میں داخل ہیں یا نہیں انتہی المکتوب
ملخصاً چونکہ یہ مشورہ اور سوال سب کا مبنی تہا دلالت علی المماثلت پر اور وہ خود منتفی ہے۔ اس لئے
اس خط کے جواب میں مشورہ نیک پر شکرگذاری کیساتھ اس دلالت کی تقریر دریافت
کی گئی کہ اس کے بعد جواب کا استحقاق ہو سکتا ہے اس خط کو دیکھکر چونکہ مشورہ نیک تھا
گو بنا ضعیف تھی یہاں بعض دینی خیرخواہوں اور اسلامی مصلحت اندیشوں نے
سوال کو بدلکر پیش کیا چونکہ اسمیں جو بنا بیان کی گئی واقعی تھی اسلئے جواب میں اس
مشورہ کو قبول کرلیا گیا بوجہ نافع عام ہونے کے وہ سوال و جواب ذیل میں منقول ہے

سوال حفظ الایمان کے سوال سوم کے جواب میں ایک شق میں یہ عبارت ہے آپکی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب۔ اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علم غیب تو زید و عمر بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو دوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہئے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے الخ اس عبارت پر بعض حضرات شبہ کرتے ہیں کہ اس میں نعوذ باللہ حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم کو مماثل اور مشابہ ٹھہرا دیا علوم مجانین و بہائم کے اور یہ استخفاف ہے اور یہ استخفاف کفر ہے اور اس شبہ کا جو جواب رسالہ بسط البنان میں لکھا گیا ہے وہ بالکل کافی وافی جامع مانع اور اساس شبہ کا بالکلیہ قالع ہے جسکی ملاحظہ سے معلوم ہوتا ہے کہ معترضین کو شبہ کا منشاء دو امر کا مجموعہ ہے ایک یہ کہ عبارت ایسا علم میں ایسا کو تشبیہ کیلئے سمجھ گئے اور علم سے مراد علم نبوی سمجھ گئے حالانکہ یہ منشاء ہی غلط ہے لفظ ایسا بقرینہ مقام مطلق بیان کیلئے بھی آتا ہے جیسا بلفظ اہل لسان اپنے محاورات فصیحہ میں بولتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ایسا قادر ہے ظاہر ہے یہاں کوئی تشبیہ دینا مقصود نہیں اسی طرح علم سے مراد علم نبوی نہیں بلکہ مطلق بعض علوم غیبیہ مراد ہیں جو اس شق کے شروع ہی میں لفظ اگر کے بعد مذکور ہے یعنی یہ شق جو ایک قضیہ شرطیہ ہے اسی کا مقدم کا وہ موضوع ہے یہ خلاصہ ہے بسط البنان کا اصل جواب کا نتیجہ یہ ہیں دوسرے احتمالات کا بھی قلع قمع کر دیا ہے جسکے بعد کسی شبہ کی خصوصاً شبہ مماثلت کی ذرا گنجائش نہیں اب یہی اور مطلوب واضح ہو گیا کہ اگر مطلق بعض علوم کا حصول علت ہو اطلاق عالم الغیب کے صحیح ہونے کی تو جب علت مشترک ہے دوسرے مخلوقات میں بھی تو لازم آتا ہے کہ دوسری مخلوقات کو بھی عالم الغیب کہیں اور لازم باطل ہے پس ملزوم بھی باطل ہے اور اسی تحقیق سے آپکے تینوں سوال کا جواب بھی حاصل ہو گیا اول اور ثانی کا تو ظاہر ہے اور ثالث کا اسطرح کہ یہاں اسمیں کلام ہی نہیں کہ حضور کو علوم غیبیہ جزئیہ کا ثبوت ہے اور وہ کمالات نبوت میں داخل ہیں اسکا انکار کون کرتا ہے نہ اس عبارت میں انکار ہے نعوذ باللہ یہاں تو صرف اسمیں کلام ہے کہ آیا علوم جزئیہ کا حصول اطلاق عالم الغیب کیلئے صحیح ہے یا نہیں چنانچہ خود رسالہ حفظ الایمان ہی میں اسکی تصریح ہے کہ نبوت کیلئے جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپکو تمامہا حاصل ہو گئے تھے جس سے بسط البنان میں بھی تعرض کیا گیا ہے غرض ان تصریحات و تنقیحات کے بعد کسی شبہ کی گنجائش نہیں رہی نہ کسی خلاف مقصود یا نعوذ باللہ سوء ادب کا اصلاً ایہام رہا پس اسکی بناء پر واقعی ترمیم عبارت کی مطلق ضرورت نہیں

لیکن اسلامی دنیا میں چونکہ ہر فہم کے لوگ ہیں یا کم از کم قصداً شبہ ڈالنے والے بھی موجود ہیں جو
شبہ ڈالنے میں کچھ مصالح سمجھے ہوئے ہیں خواہ وہ مصالح دینیہ ہوں جیسا انکا دعویٰ ہے یا دنیویہ
ہوں جیسا واقع ہے اسلئے کم فہموں کی رعایت سے تاکہ نہ انکو خود شبہ ہو نہ دوسرا کوئی شبہ ڈال
سکے اگر اس عبارت میں ایسی صورت ترمیم کر دیجائے جسمیں مضمون محفوظ رہے اور عنوان بدل
جائے تو امید ہے کہ موجب اجر ہوگا گو یہ ترمیم درجہ ضرورت میں نہ ہوگی صرف درجہ استحسان ہی میں
ہوگی آئندہ جو رائے ہو فقط از خانقاہ امدادیہ ۱۸ صفر ۱۳۴۲ھ بعد وقت الاشراق -

جواب جزاکم اللہ تعالیٰ بہت اچھی رائے ہے چونکہ اسکے قبل کسی نے واقعی بنا نہیں ظاہر کی اسلئے
ترمیم کو دلالت علی خلاف المقصود کے اقرار کیلئے مستلزم سمجھا اور اقرار بالکفر کفر ہے اسلئے ترمیم کو ضروری
تو کیا جائز بھی نہیں سمجھا اب سوال ہوا ہے جو بنا بیان کیگئی ہے ایک امر واقعی ہے لہذا قبولاً للمشورہ
اسکو اختیار کرکے بجائے عالم الغیب کہا جاتا ہے تک اسطرح بدلتا ہوں اب حفظ الایمان کی اس عبارت
کو جو کہ اس سوال کے بالکل شروع ہی میں مذکور ہے اسطرح پڑھا جاوے اگر بعض علوم غیبیہ مراد
ہیں تو اسمیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام
کو بھی حاصل ہیں تو چاہئے کہ سبکو عالم الغیب کہا جاوے ۱۰ الخ اور ایسی عبارت بعینہا شرح مواقف
کے موقف سادس مرصد اول مقصد اول میں فلاسفہ کے جواب میں ہے والبعض ای الاطلاع
علی البعض لا یختص به ای بالنبی اور اسی کی مثل مطالع الانظار شرح طوالع الانوار للبیضاوی
رحمہ اللہ میں ہے وان ارادوا به الاطلاع علی بعضها فلا یکون خاصۃ النبی اذ من احد الا ویجوز ان یطلع
علی بعض الغائبات الخ یہ دونوں عبارتیں بسط البنان اور اسکے ضمیمہ میں مذکور ہیں اب اگر اس پر
بھی کلام ہو تو میں پھر بدلنے کو تیار ہوں مگر شرح مواقف و مطالع الانظار کی عبارت بدلنے کو بعد
واللہ الموفق اشرف علی ۱۸ صفر ۱۳۴۲ھ وقت الضحیٰ - فقط -

صدائیں بھی خلاف شرع نہ نکلیں تو شروع کیا ہوا بچوں کا کھیل ہوا کہ جب چاہا بنا لیا جب چاہا مٹا دیا پھر یہ کہ آپکی ذات مقدسہ پر علم غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کل غیب اگر بعض علوم غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی کیا تخصیص ہے ایسا علم غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کیلئے بھی حاصل ہے ...... مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں ......

...... تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے پھر اگر زید اس کا التزام کر لے کہ ہاں میں سب کو عالم الغیب کہونگا تو پھر علم غیب کو منجملہ کمالات نبویہ شمار کیوں کیا جاتا ہے جس امر میں مومن بلکہ انسان کی بھی خصوصیت نہ ہو وہ کمالات نبوت سے کب ہو سکتا ہے اور اگر التزام نہ کیا جاوے تو نبی غیر نبی میں وجہ فرق بیان کرنا ضرور ہے اور اگر تمام علوم غیب مراد ہیں اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اسکا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے دلائل نقلیہ بیشمار ہیں خود قرآن مجید میں آپ سے نفی کرنا علم غیب کی آیہ وَلَوْ كُنْتُ اَعْلَمُ الْغَيْبَ لَاسْتَكْثَرْتُ مِنَ الْخَيْرِ میں اور نفی کرنا آپ سے علم تعیین قیامت کی اور بہت سے علوم کی نفی صاف مذکور ہے احادیث میں ہزاروں واقعات آپکے کتب و رسائل روانہ فرمانیکے مخبروں اور جاسوسوں سے اخبار غائبہ دریافت فرمانیکے مذکور ہیں اگر یہ کہا جاوے کہ علوم غیب تو آپ کو سب حاصل ہیں مگر استحضار ان کا آپ کی توجہ پر موقوف ہے چونکہ بعض امور میں توجہ تام نہ فرماتے تھے اس لئے بعض واقعات حاضر نہ ہوتے تھے اس کا جواب یہ ہے کہ بہت امور میں آپکا خاص اہتمام سے توجہ فرمانا بلکہ فکر و پریشانی میں واقع ہونا اور باوجود اس کے پھر مخفی رہنا ثابت ہے قصہ افک میں آپ کی تفتیش و استکشاف بالغ وجوہ صحاح میں مذکور ہے مگر صرف توجہ سے انکشاف نہیں ہوا بعد ایک ماہ کے وحی کے ذریعہ سے اطمینان ہوا دلیل عقلی یہ کہ علوم غیر متناہی ہیں اور امور غیر متناہیہ کا اجتماع محال ہونا ثابت و مقرر ہو چکا ہے اگر کسی کو ایسے الفاظ سے شبہ واقع ہو جیسا مشکوۃ میں دارمی کی روایت سے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد مذکور ہے فَعَلِمْتُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ یا مثل اس کے تو سمجھ لینا چاہیئے کہ یہاں عموم و استغراق حقیقی مراد نہیں کیونکہ اس کا استحالہ اوپر دلیل عقلی و نقلی سے ثابت ہو چکا ہے بلکہ عموم و استغراق اضافی مراد ہے یعنی باعتبار بعض علوم کے کہ وہ علوم ضروریہ متعلقہ بہ نبوت ہیں عموم فرمایا گیا ہے پس اس کا مقتضا صرف اس قدر ہے کہ نبوت کیلئے جو علوم لازم و ضروری ہیں وہ آپکو تمام حاصل ہو گئے تھے الفاظ عموم کا عموم اضافی میں مستعمل ہونا محاورات جمیع السنہ میں بلا نکیر جاری ہے اور خود قرآن مجید میں مذکور بلقیس کی نسبت فرمایا گیا ہے وَاُوْتِيَتْ مِنْ كُلِّ شَيْءٍ یعنی اسکے پاس تمام چیزیں تھیں یہ ظاہر ہے کہ اسکے پاس اس زمانہ کی ریل اور تار برقی اور ٹیلیفون اور فونوگراف وغیرہ ہرگز نہ تھے ان بھی اشیاء ضروریہ کا ذکر نہیں لا محالہ عموم مراد ہے پس ایسا عموم مثبت مدعا زید ہرگز نہیں جو یہ مذکور سے واضح ہو گیا کہ زید کا عقیدہ اور قول سراسر غلط اور خلاف نصوص شرعیہ ہے ہرگز اُن کا قبول کرنا کسی کو جائز نہیں یہ کو چاہیئے کہ توبہ کرے اور اتباع سنت اختیار کرے و من اللہ التوفیق والہدایۃ و منہ البدایۃ والیہ النہایۃ فقط کتبہ الاحقر محمد اشرف علی عفی عنہ تھانوی ۸ محرم ۱۳۱۹ھ

تھانہ بھون کی حفظ الایمان کے صفحہ ۹ کا عکس

المہند علی المفند

یعنی

عقائد

علماء اہلسنت دیوبند رحمہم اللہ

تالیف

فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری قدس اللہ سرہ العزیز
المتوفی ۱۳۴۶ھ

باضافہ

عقائد اہل السنۃ والجماعۃ

حضرۃ مولانا مفتی سید عبدالشکور ترمذی مدظلہم

تصدیقات قدیمہ وجدیدہ

مع مقدمہ

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ

مکتبہ مدنیہ
۱۷۔ اردو بازار ۔ لاہور
فون: ۷۲۳۲۲۶۹

السؤال العشرون

اتعتقدون ان علم النبی صلی اللہ علیہ وسلم یساوی علم زید وبکر وبہائم ام تتبرؤن عن امثال ھذا وھل کتب الشیخ اشرف علی التھانوی فی رسالتہ حفظ الایمان ھذا المضمون ام لا وبم تحکمون علی من اعتقد ذلک۔

الجواب

اقول وھذا ایضا من افتراءات المبتدعین واکاذیبھم قد حرفوا معنی الکلام واظھروا بحقدھم خلاف مراد الشیخ من ظلہ فقاتلھم اللہ انی یؤفکون قال الشیخ العلامۃ التھانوی فی رسالتہ المسماۃ بحفظ الایمان وھی رسالۃ صغیرۃ اجاب فیھا عن ثلاثۃ سئل عنھا، الاولی منھا فی السجدۃ التعظیمیۃ للقبور والثانیۃ فی الطواف بالقبور والثالثۃ فی اطلاق لفظ عالم الغیب علی سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال الشیخ ما حاصلہ

بیسواں سوال

کیا تمہارا یہ عقیدہ ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا علم زید وبکر اور چوپاؤں کے علم کے برابر ہے یا اس قسم کے خرافات سے تم بری ہو اور مولوی اشرف علی تھانوی نے اپنے رسالہ حفظ الایمان میں یہ مضمون لکھا ہے یا نہیں، اور جو یہ عقیدہ رکھے اس کا حکم کیا ہے؟

جواب

میں کہتا ہوں کہ یہ بھی مبتدعین کا ایک افترا اور جھوٹ ہے کہ کلام کے معنی بدلے اور مولانا کی مراد کے خلاف ظاہر کیا۔ خدا انہیں ہلاک کرے کہاں جاتے ہیں۔ علامہ تھانوی نے اپنے چھوٹے سے رسالہ حفظ الایمان میں تین سوالات کا جواب دیا ہے جو ان سے پوچھے گئے تھے۔ پہلا مسئلہ قبور کو تعظیمی سجدہ کی بابت ہے اور دوسرا قبور کے طواف میں اور تیسرا یہ کہ لفظ عالم الغیب کا اطلاق سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر جائز ہے یا نہیں؟

مولانا نے جو کچھ لکھا ہے اس کا حاصل یہ ہے

انه لا يجوز هذا الاطلاق وان كان
بتاويل لكونه موهما بالشرك كما منع
من اطلاق قولهم راعنا في القرآن ومن
قولهم عبدي وامتي في الحديث اخرجه
مسلم في صحيحه فان الغيب المطلق في
الاطلاقات الشرعية ما لم يقم عليه
دليل ولا الى دركه وسيلة وسبيل فعلى
هذا قال الله تعالى قل لا يعلم من في
السموت والارض الغيب الا الله ولو
كنت اعلم الغيب وغير ذلك من الآيات
ولو جوز ذلك بتاويل يلزم ان يجوز
اطلاق الخالق والرازق والمالك والمعبود
وغيرها من صفات الله تعالى المختصة
بذاته تعالى وتقدس على المخلوق بذلك
التاويل وايضا يلزم عليه ان يصح نفي اطلاق
لفظ عالم الغيب عن الله تعالى بالتاويل
الآخر فانه تعالى ليس عالم الغيب بالواسطة
والعرض فهل ياذن في نفيه عاقل متدين
حاشا وكلا ثم لو صح هذا الاطلاق على ذاته
المقدسة صلى الله عليه وسلم على قول السائل
فنستفسر منه ماذا اراد بهذا الغيب

کہ جائز نہیں گو تاویل ہی سے کیوں نہ ہو کیونکہ
شرک کا وہم ہوتا ہے۔ چنانچہ قرآن میں صحابہ کو
راعنا کہنے کی ممانعت اور مسلم کی حدیث میں غلام
یا باندی کو عبدی اور امتی کہنے کی ممانعت ہے
بات یہ ہے کہ اطلاقات شرعیہ میں وہی غیب
مراد ہوتا ہے جس پر کوئی دلیل نہ ہو اور اس کے
حصول کا کوئی وسیلہ و سبیل نہ ہو۔ اسی بنا پر
حق تعالیٰ نے فرمایا ہے: کہ وہ نہیں جانتے وہ
جو آسمانوں اور زمین میں ہیں غیب کو مگر اللہ
نیز ارشاد ہے: اگر میں غیب جانتا تو بہتیری نیکی
جمع کر لیتا، اور اگر کسی تاویل سے اطلاق کو جائز
سمجھا جاوے تو لازم آتا ہے کہ خالق رازق معبود
مالک وغیرہ ان صفات کا جو ذات باری کے
ساتھ خاص ہیں اسی تاویل سے مخلوق پر اطلاق صحیح
ہو جاوے نیز لازم آتا ہے کہ دوسری تاویل سے
لفظ عالم الغیب کی نفی حق تعالیٰ سے ہو سکے اس
لیے کہ اللہ تعالیٰ بالواسطہ اور بالعرض عالم الغیب
نہیں ہے پس کیا اس نفی اطلاق کی کوئی دیندار
اجازت دے سکتا ہے؟ حاشا وکلا، پھر یہ کہ حضرت
کی ذات مقدسہ پر علم غیب کا اطلاق اگر بقول
سائل صحیح ہو تو ہم اسی سے دریافت کرتے ہیں

هل اراد كل واحد من افراد الغيب او
بعضه اى بعض كان فان اراد بعض الغيوب
فلا اختصاص له بحضرة الرسالة صلى الله
عليه وسلم فان علم بعض الغيوب وان
كان قليلا حاصل لزيد وعمرو بل لكل
صبي ومجنون بل لجميع الحيوانات و
البهائم لان كل واحد منهم يعلم شيئا لا
يعلم الآخر ويخفى عليه فلو جوز السائل
اطلاق عالم الغيب على احد لعلمه بعض
الغيوب يلزم عليه ان يجوز اطلاقه على
سائر المذكورات ولو التزم ذلك لم
يبق من كمالات النبوة لانه يشرك فيه
سائرهم ولو لم يلتزم طولب بالفارق و
لن يجد اليه سبيلا انتهى كلام الشيخ
التهانوى فانظروا يرحمكم الله فى كلام
الشيخ لن تجدوا مما كذب المبتدعون من
اثر فحاشا ان يدعى احد من المسلمين
المساواة بين علم رسول الله صلى الله عليه
وسلم وعلم زيد وبكر وبهائم بل الشيخ
يحكم بطريق الالزام على من يدعى جواز
اطلاق علم الغيب على رسول الله صلى

کہ اس غیب سے مراد کیا ہے یعنی غیب کا ہر
فرد یا بعض غیب کوئی کیوں نہ ہو، پس اگر بعض
غیب مراد ہے تو رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم
کی تخصیص نہ رہی کیوں کہ بعض غیب کا علم اگرچہ
تھوڑا سا ہو، زید و عمرو بلکہ ہر بچہ اور دیوانہ بلکہ
جملہ حیوانات اور چوپاؤں کو بھی حاصل ہے کیونکہ
ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہے، کہ
دوسرے کو نہیں ہے تو اگر سائل کسی پر لفظ عالم
الغیب کا اطلاق بعض غیب کے جاننے کی وجہ سے
جائز رکھتا ہے تو لازم آتا ہے کہ اس اطلاق کو مذکورہ
بالا تمام حیوانات پر جائز سمجھے اور اگر سائل نے اس کو
مان لیا تو یہ اطلاق کمالاتِ نبوت میں سے نہ رہا
کیوں کہ سب شریک ہو گئے اور اگر اس کو نہ مانے
تو وجہ فرق پوچھی جائے گی اور وہ ہرگز بیان نہ ہو
سکے گی۔ مولانا تھانوی کا کلام ختم ہوا، خدا تم پر
رحم فرمائے۔ ذرا مولانا کا کلام ملاحظہ فرماؤ، بدعتیوں
کے جھوٹ کا کہیں پتہ بھی نہ پاؤ گے، حاشا کہ کوئی
مسلمان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم اور زید و بکر
و بہائم کے علم کو برابر کہے بلکہ مولانا تو بطریق الزام
یوں فرماتے ہیں کہ جو شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم
پر بعض غیب جاننے کی وجہ سے عالم الغیب کے

الله عليه وسلم لعلمه بعض الغيوب انه
يلزم عليه ان يجوز اطلاقه على جميع
الناس والبهائم فاين هذا عن مساواة
العلم التي يفترونها عليه فلعنة الله على
الكاذبين۔ ونتيقن بان معتقد مساواة
علم النبي عليه السلام مع زيد وبكر وبهائم
ومجانين كافر قطعاً وحاشا الشيخ دام
مجده ان يتفوه بهذا وانه لمن عجب
العجائب۔

اطلاق کو جائز سمجھتا ہے اس پر لازم آتا ہے کہ جمیع
انسان و بہائم پر بھی اس اطلاق کو جائز سمجھے پس کہاں
یہ اور کہاں وہ علمی مساوات جس کا مبتدعین نے
مولانا پر افترا باندھا۔ جھوٹوں پر خدا کی پھٹکار،
ہمارے نزدیک تیقن ہے کہ جو شخص نبی علیہ السلام کے
علم کو زید و بکر و بہائم و مجانین کے علم کے برابر
سمجھے یا کہے وہ قطعاً کافر ہے اور حاشا کہ مولانا
دام مجدہ ایسی واہیات منہ سے نکالیں یہ تو بڑی
ہی عجیب بات ہے۔

حکیم الاُمّت حضرتِ تھانویؒ
پر
توہینِ شانِ سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا بہتان
اور
اُس کا جواب

مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی حکیم الاُمّت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق حسام الحرمین صفحہ ۲۰، ۲۱ پر فرماتے ہیں:

ومن کبراء هؤلاء الوهابية	اور اس فرقہ وہابیہ شیطانیہ کے بڑوں میں
الشیطانیة رجل اٰخر من اذناب	ایک اور شخص اسی گنگوہی کے دم چھلوں میں ہے
الگنگوهی یقال له اشرف علی التانوی	جسے اشرف علی تھانوی کہتے ہیں، اُس نے ایک
صنف رسیلة لا تبلغ اربعة اوراق	چھوٹی سی رسلیا تصنیف کی چار ورق کی بھی نہیں

وصرح فیها بان العلم الذی لرسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بالمغیبات فان مثلہ حاصل لکل صبی وکل مجنون بل لکل حیوان وکل بہیمۃ وھذا لفظہ الملعون ان صح الحکم علی ذات النبی المقدسۃ بعلم المغیبات کما یقول بہ زید فالمسئول عنہ انہ ماذا اراد بھذا ابعض الغیوب ام کلھا فان اراد البعض فای خصوصیۃ فیہ لحضرۃ الرسالۃ فان مثل ھذا العلم بالغیب حاصل لزید وعمرو بل لکل صبی ومجنون بل لجمیع الحیوانات والبہائم وان اراد الکل بحیث لا یشذ منہ فرد فبطلانہ ثابت نقلا وعقلا اھ

اور اُس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چار پائے کو حاصل ہے۔ اور اس کی ملعون عبارت یہ ہے: آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد بعض غیب ہے یا کُل: اگر بعض علومِ غیبیہ مراد ہیں تو اس میں حضور[1] کی کیا تخصیص ہے۔ ایسا علمِ غیب تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے۔ الی قولہ۔ اور اگر تمام علومِ غیب مراد ہیں، اس طرح کہ اس کی ایک فرد بھی خارج نہ رہے تو اس کا بطلان دلیل نقلی و عقلی سے ثابت ہے۔ میں کہتا ہوں اللہ تعالیٰ کی مُہر کا اثر دیکھو، یہ شخص کیسی برابری کر رہا ہے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور

---

[1] سیاق حفظ الایمان میں صلی اللہ علیہ وسلم چھپا ہوا ہے، خانصاحب نے اس کو اڑا دیا۔

اقول فانظر الیٰ اٰثار ختم اللہ تعالیٰ   چُنیں وچناں میں۔
کیف یسوی بین رسول اللہ صلی اللہ
تعالیٰ علیہ وسلم وبین کذا وکذا ۔

اس جگہ خاں صاحب نے حضرت حکیم الاُمّت ؒ کے متعلق جو سخت اور متعفّن کلمات استعمال کیے اُن کا جواب تو ہم کچھ بھی نہیں دے سکتے۔ اس کا ترکی بترکی کلمہ بکلمہ جواب وہی بازاری دے سکتا ہے جو گالیوں کے فن میں بھی مجدّدانہ شان رکھتا ہو۔ ہم تو اس فن سے بالکل عاری اور عاجز ہیں۔ اُدھر قرآن حکیم کا ارشاد ہے:

قل لعبادی یقولوا التی ھی احسن ان الشیطان ینزغ بینھم ان الشیطان کان للانسان عدوا مبینا۔   اے رسول آپ میرے (ایمان والے) بندوں سے کہیے کہ وہ بات کہیں جو اچھی ہو۔ بتحقیق شیطان پھوٹ ڈلواتا ہے ان کے درمیان، بیشک شیطان انسان کا کھلا دشمن ہے۔

دوسری جگہ خود حضور ؐ کو ارشاد ہے:

اِدْفَع بالتی ھی احسنُ السیئۃَ   آپ بدی کا جواب نیکی سے دیجیے۔

پس حسب فرمودۂ قرآن ہم خاں صاحب کی ان گالیوں کے جواب میں صرف حق تعالیٰ سے یہ عرض کرینگے کہ خداوندا! خاں صاحب تو اس دُنیا سے جاچکے، اب اُن کے اخلاف کو ایسی بُری عادتوں سے بچا جو دُنیا میں ذلّت ورُسوائی اور آخرت میں حرمان و خُسران کا باعث ہوں۔

اس کے بعد ہم اصل بحث کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ واللہ الہادی الی سبیل الرشاد۔
معلوم ہوتا ہے کہ حسام الحرمین لکھتے وقت خاں صاحب نے قسم کھائی تھی کہ کسی معاملہ میں بھی سچائی اور دیانتداری سے کام نہ لوں گا۔ غور تو کیجئے، کہاں حفظ الایمان کی اصل عبارت اور اس کا حقیقی اور واقعی مطلب، اور کجا خاں صاحب کا تصنیف کردہ یہ یعنی مضمون ــ کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چار پائے کو حاصل ہے (معاذ اللہ منہ) کاش خاں صاحب اپنا فیصلۂ کفر سنانے سے پہلے "حفظ الایمان" کی پوری عبارت بغیر قطع و برید کے نقل کر دیتے تو ناظرین کو خود ہی حقیقت معلوم ہو جاتی اور ہم کو جواب ہی کے لیے قلم اٹھانے کی ضرورت پیش نہ آتی۔
"حفظ الایمان" حضرت حکیم الامۃ (دامت برکاتہم) کا ایک مختصر سا رسالہ ہے جس میں تین بحثیں ہیں اور تیسری بحث یہ ہے کہ حضور سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا درست ہے یا نہیں؟ ۔ واضح رہے کہ مولانا کی بحث اس میں نہیں ہے کہ حضور اقدس کو علمِ غیب تھا یا نہیں اور تھا تو کتنا تھا؟ بلکہ وہاں مولانا مدظلہٗ صرف اتنا ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ حضور کو عالم الغیب کہہ نہیں سکتے۔ اور ان دونوں باتوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ کسی صفت کا واقع میں کسی ذات کے لیے ثابت ہونا اس کو مستلزم نہیں کہ اس کا اطلاق بھی اس پر جائز ہو۔ قرآن کریم میں حق تعالیٰ کو ہر چیز کا خالق بتلایا گیا ہے[1]۔ اور تمام مسلمانوں کا عقیدہ ہے کہ عالم کی ہر چیز صغیر ہو یا کبیر عظیم ہو یا حقیر سب اُسی کی مخلوق ہے۔ لیکن بایں ہمہ فقہاء کرام تصریح فرماتے ہیں کہ

---

[1] اَللّٰہُ خَالِقُ کُلِّ شَیْءٍ ۔ وَخَلَقَ کُلَّ شَیْءٍ فَقَدَّرَہٗ تَقْدِیْرًا ○ (الی غیر ذلک من الآیات)

اس کو "خالق القردۃ والخنازیر"[1] کہنا ناجائز ہے، علیٰ ہذا قرآن مجید میں حق تعالیٰ نے زرع (کھیتی) کی نسبت اپنی طرف فرمائی ہے۔ لیکن اس کی ذات پاک پر زارع کا اطلاق درست نہیں، اسی طرح بادشاہ کی طرف سے لشکر کو جو عطایا اور وظائف دیے جاتے ہیں اہل عرب اُن پر رزق کا اطلاق کرتے ہیں۔ چنانچہ لغت کی عام کتابوں میں یہ محاورہ لکھا ہوا ہے کہ "رزق الامیر الجند"[2]، لیکن باایں ہمہ بادشاہ کو رازق یا رزاق کہنا درست نہیں اور حضور کے خصائل مبارکہ کے باب میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے مروی ہے کہ "آپ خود ہی اپنی نعل مبارک کو ٹانک لیا کرتے تھے اور خود ہی اپنی بکری دوہ لیا کرتے تھے"۔ الخ لیکن اس کے باوجود حضور اقدس کو "خاصف النعل" (جوتے دوز) اور "حالب الشاۃ" (بکری دوہنے والا) نہیں کہا جاسکتا۔ بہرحال یہ حقیقت ناقابل انکار ہے کہ بعض اوقات ایک صفت کسی ذات میں پائی جاتی ہے اور اس کا اطلاق درست نہیں ہوتا۔

ہم امید کرتے ہیں کہ اس تمہید سے ہمارے ناظرین سمجھ گئے ہوں گے کہ "حضور کو علم غیب ہونا نہ ہونا ایک الگ بحث ہے اور آپ کی ذات مقدسہ پر عالم الغیب کے اطلاق کا جواز، عدم جواز یہ ایک الگ مسئلہ ہے اور ان دونوں میں باہم تلازم بھی نہیں جب یہ بات ذہن نشین ہو گئی تو اب سمجھیے کہ حفظ الایمان میں اس موقعہ پر حضرت مولانا مد ظلہ کا مقصد صرف یہ ثابت کرنا ہے کہ حضور کی ذات مقدسہ پر عالم الغیب کا اطلاق ناجائز ہے اور حضور کو جس طرح خاتم النبیین سید المرسلین، رحمۃ للعالمین وغیرہ وغیرہ القابات سے یاد کرسکتے ہیں۔ اس طرح لفظ "عالم الغیب"

---

[1] بندروں اور سوروں کا خالق۔ ۱۲ [2] امیر نے لشکر کو رزق دیا۔ ۱۲

سے حضورؐ کو یاد نہیں کیا جاسکتا ، اور اس مُدعا کی دو دلیلیں مولٰنا نے پیش کی ہیں پہلی دلیل کا خلاصہ صرف اس قدر ہے کہ چونکہ عام طور پر شریعت کے محاورات میں عالم الغیب اسی کو کہا جاتا ہے جس کو غیب کی باتیں بلا واسطہ اور بغیر کسی کے بتلائے ہوئے معلوم ہوں (اور یہ شان صرف حق تعالیٰ کی ہے) لہٰذا اگر کسی دوسرے کو عالم الغیب کہا جائے گا تو اس عرف عام کی وجہ سے لوگوں کا ذہن اسی طرف جائے گا کہ ان کو بھی بلا واسطہ غیب کا علم ہے (اور یہ عقیدہ صریح شرک ہے) پس حق جل مجدہٗ کے سوا کسی اور کو "عالم الغیب" کہنا بغیر کسی ایسے قرینہ کے جس سے معلوم ہو سکے کہ قائل کی مُراد علم غیب بلا واسطہ نہیں ہے اس لیے نادرست ہوگا کہ اس سے ایک مشرکانہ خیال کا شبہ ہوتا ہے ۔ قرآن و حدیث میں ایسے کلمات سے منع فرمایا گیا ہے جن سے اس قسم کی غلط فہمیوں کا اندیشہ ہو ۔ چنانچہ قرآن کریم میں حضورؐ کو لفظ "راعنا" سے خطاب کرنے کی ممانعت ، اور حدیث شریف میں اپنے غلاموں اور باندیوں کو عبدی و اَمتی کہنے سے نہی اسی لیے وارد ہوئی ہے کہ یہ کلمات ایک باطل معنی کی طرف موہم ہو جاتے ہیں ، اگرچہ خود متکلم کا قصد ایسا نہ ہو ـــــ یہ ہے حضرت مولٰنا تھانوی کی پہلی دلیل کا خلاصہ ـــــ مگر چونکہ خاں صاحب کو مولٰنا کی اس دلیل پر کوئی اعتراض نہیں ہے بلکہ تقریباً یہی مضمون خود خاں صاحب نے بھی اپنی کتاب "الدولۃ المکیۃ" میں ایک جگہ بڑی تفصیل سے لکھا ہے اس لیے اس کی تصویب و تائید میں ہم کچھ عرض کرنے کی ضرورت نہیں سمجھتے اور اب مولٰنا رح کی دوسری دلیل کی طرف متوجہ ہوتے ہیں اور اُسی میں وہ عبارت واقع ہے جس کے متعلق خاں صاحب کا دعویٰ ہے کہ :

"اس میں تصریح کی کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل اور ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے۔"

لیکن ہم حفظ الایمان کی اصل عبارت نقل کرنے سے پہلے ناظرین کی سہولتِ فہم کے لیے یہ بتلا دینا مناسب سمجھتے ہیں کہ اس دوسری دلیل میں مولانا نے مسئلہ کی دو شقیں کر کے ان میں سے ہر ایک کو غلط اور باطل ثابت کیا ہے اور حاصل مولانا کی اس دوسری دلیل کا صرف یہ ہے کہ جو شخص حضورؐ کی ذاتِ مقدسہ پر عالم الغیب کا اطلاق کرتا ہے اور آپ کو عالم الغیب کہتا ہے (مثلاً زید) وہ یا تو اس وجہ سے کہتا ہے کہ اس کے نزدیک حضورؐ کو بعض غیب کا علم ہے یا اس وجہ سے کہ آپ کو کل غیب کا علم ہے۔ یہ دوسری شق تو اس لیے باطل ہے کہ آنحضرتؐ کو کل غیب کا علم نہ ہونا، دلائلِ عقلیہ و نقلیہ سے ثابت ہے (اور خود مولوی احمد رضا خاں صاحب بھی یہی کہتے ہیں) اور پہلی شق (یعنی بعض غیب کی وجہ سے حضورؐ کو عالم الغیب کہنا) اس لیے باطل ہے کہ اس صورت میں لازم آئے گا کہ ہر انسان بلکہ حیوانات تک کو "عالم الغیب" کہا جائے کیونکہ غیب کی بعض باتوں کا علم تو سب کو ہے، کیونکہ ہر جاندار کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ضرور ہے جو دوسرے سے مخفی ہے۔ پس اس شق کی بنا پر چونکہ سب کو عالم الغیب کہنا لازم آتا ہے اور یہ عقلاً نقلاً عرفاً غرض ہر حیثیت سے باطل ہے لہٰذا ملزوم (یعنی زید کا حضورؐ کو بعض علومِ غیبیہ کی وجہ سے عالم الغیب کہنا) بھی باطل ہو گا۔ یہ ہے مولانا کی ساری تقریر کا خلاصہ۔ اس کے بعد ہم حفظ الایمان کی اصل عبارت مع توضیح کے درج کرتے ہیں۔ حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ پہلی دلیل کی تقریر سے فارغ ہونے کے بعد ارقام فرماتے ہیں:

حفظ الایمان کی عبارت اور اُس کی توضیح | "آپ کی ذاتِ مقدسہ پر علمِ غیب کا حکم کیا جانا (یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہنا اور آپ کی ذاتِ قدسی پر لفظ عالم الغیب کا اطلاق کرنا) اگر بقول زید صحیح ہو تو دریافت طلب (اسی زید سے) یہ امر ہے کہ اس غیب سے مراد (یعنی اس غیب سے جو لفظ "عالم الغیب" میں واقع ہے اور جس کی وجہ سے وُہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو "عالم الغیب" کہتا ہے) بعض غیب ہے یا کُل غیب (یہاں حضرت مولانا رح اس شخص سے جو حضرت کو عالم الغیب کہتا ہے اور اس کو جائز سمجھتا ہے جس کا فرضی نام زید ہے۔ یہ دریافت فرما رہے ہیں کہ تم جو حضورؐ کو عالم الغیب کہتے ہو تو کس اعتبار سے؟ آیا اس وجہ سے کہ حضورؐ کو بعض غیب کا علم ہے یا اس وجہ سے کہ آپ کو کل غیب کا علم ہے؟) اگر بعضِ علومِ غیبیہ مراد ہیں (یعنی تم حضورؐ کو بعض علومِ غیب کی وجہ سے "عالم الغیب" کہتے ہو اور تمہارا یہی اصول ہے کہ جس کو غیب کی بعض باتیں بھی معلوم ہوں گی اس کو تم عالم الغیب کہو گے) تو اس میں (یعنی مطلق بعض غیب کے علم میں اور اس کی وجہ سے عالم الغیب کہنے میں) حضورؐ کی کیا تخصیص ہے؟ ایسا (بعض) علمِ غیب (کہ کسی کے عالم الغیب کہنے کے لیے جس کی تم ضرورت سمجھتے ہو یعنی مطلق بعض مغیبات کا علم) تو زید و عمرو بلکہ ہر صبی و مجنون بلکہ جمیع حیوانات و بہائم کے لیے بھی حاصل ہے کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی

بات کا علم ہوتا ہے جو دُوسرے شخص سے مخفی ہے تو چاہیے کہ (تمہارے اس اصول کی بنا پر کہ مطلق بعض غیب کے علم کی وجہ سے بھی عالم الغیب کہا جاسکتا ہے) سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔

حفظ الایمان کی عبارت میں خانصاحب بریلوی کی تحریفات کی تفصیل

یہ بھی حضرت مولٰنا کی اصل عبارت اور یہ تھا اس کا صاف اور صریح مطلب جو ہم نے عرض کیا لیکن خاں صاحب نے اپنی حاشیہ آرائی سے اُس میں وُہ معنے ڈالے کہ شیطان بھی جس کو سُن کر پناہ مانگے۔ اس سلسلہ میں خاں صاحب نے جو تحریفات کیں ان کی مختصر تفصیل یہ ہے:

(۱) حفظ الایمان کی عبارت میں "ایسا" کا لفظ آیا تھا اور اُس سے مُطلق بعض غیوب کا علم مُراد تھا نہ کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا علم اقدس، مگر خاں صاحب نے اُس سے حضُور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا علم شریف مراد لے لیا اور لکھ مارا کہ

"اس میں تصریح کی ہے کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ہے، ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل بلکہ ہر جانور اور ہر چارپائے کو حاصل ہے (حسام ص ۲۰)

(۲) حفظ الایمان کی اصل عبارت اِس طرح تھی کہ:

"ایسا علم غیب تو زید وعمرو بلکہ ہر صبی ومجنون، بلکہ جمیع حیوانات وبہائم کے لیئے بھی حاصل ہے۔ کیونکہ ہر شخص کو کسی نہ کسی ایسی بات کا علم ہوتا ہے جو

دُوسرے شخص سے مخفی ہے:

خاں صاحب نے اس کا آخری خط کشیدہ حصّہ درمیان میں سے بالکل اُڑا دیا

کیونکہ اس سے صراحۃً معلوم ہوجاتا ہے کہ زید عمرو وغیرہ کے متعلق جو علم تسلیم کیا گیا ہے وہ

مطلق بعض غیب کا علم ہے، نہ کہ معاذ اللہ رسُولِ خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علمِ شریف

(۳) حفظ الایمان میں مذکورہ بالا عبارت کے بعد الزامی نتیجہ کے طور پر یہ فقرہ تھا۔

تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے

خاں صاحب نے اس کو بھی صاف اُڑا دیا، کیونکہ اس فقرے سے یہ بات بالکل

واضح ہوجاتی ہے کہ مصنّفِ حفظ الایمان حضور سرورِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم کی

مقدار میں کلام نہیں فرما رہے۔ بلکہ ان کی بحث صرف عالم الغیب کے اطلاق میں ہے

اور اتنا معلوم ہوجانے کے بعد خاں صاحب کی ساری کارروائی کی حقیقت کھُل جاتی

ہے۔ بہر حال خاں صاحب نے صاحبِ حفظ الایمان کو کافر بنانے کے لیے یہ خیانتیں کیں

اور جن فقروں سے عبارت حفظ الایمان کا صحیح مطلب بآسانی معلوم ہوسکتا تھا وہ درمیان

سے بالکل حذف کر دیے اور عبارت کا صرف ابتدائی اور آخری حصّہ نقل فرما دیا، اور ایک

بڑی چالاکی یہ کی کہ عبارتِ حفظ الایمان کا جو عربی ترجمہ آپ نے علماءِ حرمین کے سامنے پیش

کیا، اس میں اس قسم کا کوئی اشارہ بھی نہیں کیا جس سے وُہ حضرات سمجھ سکتے کہ اس عبارت

کے درمیان میں سے کچھ فقرے حذف کر دیے گئے ہیں۔ چنانچہ ہمارے ناظرین حسام الحرمین

کی اُس عربی عبارت میں خاں صاحب کی یہ دستکاری ملاحظہ فرما سکتے ہیں جو ہم نے شروع

بحث میں حسام الحرمین سے بلفظہ نقل کی ہے :

عبارتِ حفظ الایمان کی مزید توضیح

اگرچہ خاں صاحب کی دیانت اور اُن کے فتوے کا حال تو ہمارے ناظرین کو اسی قدر بیان سے معلوم ہو گیا ہو گا مگر ہم بحث کی مزید توضیح اور تفہیم کے لیے اس کے خاص خاص گوشوں پر کچھ اور روشنی ڈالنا چاہتے ہیں۔

حضرت حکیم الامت مدظلہ کی دوسری دلیل کا حاصل صرف اس قدر تھا کہ :
حضورؐ کو عالم الغیب کہنے کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں، ایک یہ کہ کُل غیب کی وجہ سے آپ کو عالم الغیب کہا جائے۔ دُوسری یہ کہ بعض غیب کی وجہ سے۔ پہلی شق تو اس لیے باطل ہے کہ آپ کو کُل غیب کا علم نہ ہونا دلائل نقلیہ و عقلیہ سے ثابت ہے اور دُوسری اس لیے باطل ہے ــــ کہ بعض غیب کا علم دُنیا کی دُوسری حقیر چیزوں کو بھی ہے تو اس اصول پر سب کو عالم الغیب کہنا پڑے گا جو ہر طرح سے باطل ہے۔ اگر اس دلیل کے اجزا کی تحلیل کی جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ اس کے بُنیادی مقدمات صرف یہ ہیں :

(۱) جب تک مبدأ کسی چیز کے ساتھ قائم نہ ہو، اس پر مشتق کا اطلاق نہیں کیا جا سکتا۔ مثلاً کسی کو عالم جب ہی کہا جا سکتا ہے جب کہ اس کی ذات میں علم کی صفت پائی جاتی ہو اور زاہد اُسی کو کہا جائے گا جس کے ساتھ زُہد کی صفت قائم ہو اور کاتب وہی کہلائے گا جو صفتِ کتابت کے ساتھ موصوف ہو (الیٰ غیر ذلک من الامثلۃ)

(۲) علّت کے ساتھ معلول کا پایا جانا بھی ضروری ہے۔ یہ نہیں ہو سکتا کہ علّت موجود ہو اور معلول نہ ہو۔

(۳) آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کُل غیوب کا علم حاصل نہ تھا۔

(۴) مطلق بعض مغیبات کی خبر غیر انبیاء علیہم السلام بلکہ غیر انسانوں کو بھی ہو جاتی ہے۔

(۵) ہر زید و عمرو کو عالم الغیب نہیں کہہ سکتے۔

(۶) لازم کا بطلان ملزوم کے بطلان کو مستلزم ہے یعنی جس بات کے ماننے سے کوئی امر باطل لازم آجائے وہ خود باطل ہے۔

ان مقدمات میں سے پہلے دونوں اور آخری دونوں تو عقلی مسلمات میں سے ہیں اور گویا بدیہی ہیں جس سے دُنیا کا کوئی عاقل بھی انکار نہیں کر سکتا۔ اس لیے سر دست ہم صرف تیسرے اور چوتھے مقدمہ کو خاں صاحب ہی کی تصریحات سے ثابت کرتے ہیں:

"مدّعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری"

حفظ الایمان کے اہم مقدمات کا ثبوت خود خاں صاحب بریلوی کی تصریحات سے	حضرت مولٰنا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل کا تیسرا مقدمہ یہ تھا کہ:

"آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کُل غیوب کا علم حاصل نہ تھا"۔

اس کا ثبوت فاضلِ بریلوی کی تصریحات سے ملاحظہ ہو:

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کُل غیوب کا علم حاصل نہ تھا

فاضلِ موصوف "الدولۃ المکیۃ" صفحہ ۲۵ پر رقمطراز ہیں:

فانا لا ندعی انہ صلی اللہ علیہ وسلم قد احاط بجمیع معلومات اللہ سبحانہ وتعالیٰ فانہ محال للمخلوق۔	ہمارا یہ دعویٰ نہیں ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم شریف تمام معلومات الٰہیہ کو محیط ہے کیونکہ یہ تو مخلوق کے لیے محال ہے۔

اور اسی "الدولۃ المکیۃ" میں ہے:

ولا نثبت بعطاء اللہ تعالیٰ ایضاً الا البعض	اور ہم عطائے الٰہی سے بھی بعض علم ہی ملنا مانتے ہیں نہ کہ جمیع۔
(الدولۃ المکیۃ، ص ۲۸)	(خالص الاعتقاد، ص ۲۳)

اور یہی خان صاحب تمہید ایمان صفحہ ۲۴ پر فرماتے ہیں:

"حضورؐ کا علم بھی جمیع معلومات الٰہی کو محیط نہیں"۔

نیز اسی تمہید کے صفحہ ۲۴ پر ہے:

"اور جمیع معلومات الٰہیہ کو علم مخلوق کا محیط ہونا بھی باطل اور اکثر علماء کے خلاف ہے"۔

خاں صاحب کی ان تمام عبارات کا مفاد بلکہ مقصد یہی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو جمیع غیوب کا علم حاصل نہ تھا۔ بلکہ تمام غیوب کے علم تفصیلی کا حصول آپ کے لیے بلکہ ہر مخلوق کے لیے محال ہے اور اس کا عقیدہ رکھنا باطل اور اکثر علماء کے خلاف ہے۔" اور یہی بعینہ حضرت مولانا تھانویؒ کی دلیل کا تیسرا مقدمہ تھا جو بحمد اللہ خاں صاحب نے بھی

تصریحات سے روزِ روشن کی طرح واضح ہوگیا۔ فللّٰہ الحمد۔

حضرت مولانا کی دلیل کا چوتھا قابلِ غور مقدمہ یہ تھا:

"مطلق بعض مغیبات کی خبر غیر انبیاء علیہم السلام بلکہ غیر انسانوں کو بھی ہو جاتی ہے۔"

اس کا ثبوت بھی خاں صاحب بریلوی کی تصریحات سے ملاحظہ ہو:

ہر مومن کو کچھ غیوب کا علم تفصیلی ضرور ہوتا ہے

فاضل موصوف "الدولۃ المکیۃ" صفحہ ۱۳ پر ارقام فرماتے ہیں:

انا اٰمنا بالقیٰمۃ و بالجنۃ و بالنار و باللہ تعالٰی و بالامّھات السبع من صفاتہ عز وجل و کل ذٰلک غیب وقد علمنا کلًّا بحیالہ ممتازًا عن غیرہ فوجب حصول مطلق العلم التفصیلی بالغیوب لکل مومن۔

بیشک ہم ایمان لاتے ہیں قیامت پر اور جنت اور دوزخ پر اللہ تعالٰی اور اس کے ساتوں صفاتِ اصلیہ پر اور یہ سب کچھ غیب ہے اور ہم کو اس کا علم تفصیلی حاصل ہے اس طور پر کہ ہمارے علم میں ان میں سے ہر ایک دوسرے سے ممتاز ہے بس غیب کے مطلق علم تفصیلی کا حصول ہر مومن کے لیے واجب ہوا۔

نیز یہی خاں صاحب "خالص الاعتقاد" صفحہ ۲۲ پر فرماتے ہیں:

"(اللہ تعالٰی) ..... مسلمانوں کو فرماتا ہے "یؤمنون بالغیب" غیب پر ایمان لاتے ہیں۔ ایمان تصدیق ہے اور تصدیق علم ہے جس شے کا اصلًا

علم ہی نہ ہو اس پر ایمان لانا کیوں کر ممکن؟ لاجرم تفسیر کبیر میں ہے: "لا یمتنع ان نقول نعلم من الغیب مالنا علیہ دلیل" یہ کہنا کچھ منع نہیں کہ ہم کو اُس غیب کا علم ہے جس پر ہمارے لیے دلیل ہے"۔

خاں صاحب کی ان دونوں عبارتوں سے معلوم ہوا کہ ہر مومن کو غیب کا کچھ علم ضرور ہے۔

خاں صاحب کے والدِ بزرگوار کو بھی غیب کا علم تھا

موصوف اپنے والدِ ماجد کی ایک پیشین گوئی کا ذکر فرما کر ارشاد فرماتے ہیں:

"یہ چودہ برس کی پیشین گوئی حضرت نے فرمائی۔ اللہ تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کو کہ حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے غلامانِ غلام کے کفش بردار ہیں، علومِ غیب دیتا ہے"۔ (ملفوظات اعلیٰ حضرت)

خاں صاحب کے نزدیک گدھے کو بعض غیوب کا علم

خاں صاحب نے (اس کے ثبوت میں کہ کشف فی نفسہٖ کوئی کمال کی چیز نہیں بلکہ وہ غیر مسلموں حتیٰ کہ غیر انسانوں کو بھی حاصل ہو جاتا ہے) اپنے کسی بزرگ سے (جس کے ولی اللہ ہونے کی تصریح بھی آپ نے فرمائی ہے) ایک صاحبِ کشف گدھے کی عجیب و غریب حکایت نقل کی ہے۔ چنانچہ فرماتے ہیں کہ اُن بزرگ صاحب نے فرمایا:

ہم بھی گئے تھے، وہاں ایک جگہ جلسہ بڑا بھاری تھا۔ دیکھا کہ ایک شخص بیٹھا، اُس کے پاس ایک گدھا ہے۔ اُس کی آنکھوں پر ایک پٹی بندھی ہوئی

ہے. ایک چیز ایک شخص کی دوسرے کے پاس رکھ دی جاتی ہے بس گدھے

سے پوچھا جاتا ہے۔ گدھا ساری مجلس میں دورہ کرتا ہے جس کے پاس ہوتی

ہے، سامنے جاکر سر ٹیک دیتا ہے۔" (ملفوظات حصہ چہارم ص ۱۱)

اس کے بعد خاں صاحب فرماتے ہیں:

"بس یہ سمجھیے کہ وہ صفت جو غیر انسان کے لیے ہو سکتی ہے (یعنی کشف)

انسان کے لیے کمال نہیں الخ (حصہ چہارم، ص ۱۱)

خاں صاحب کے اس ملفوظ سے معلوم ہوا کہ موصوف کے نزدیک اس گدھے کو بھی

بعض مخفی باتوں کا کشف ہوتا تھا۔ وہٰذا ہو المقصود

دُنیا کی ہر چیز کو بعض غیوب کا علم حاصل ہے

ہم ابھی ابھی "الدولۃ المکیۃ" سے خاں صاحب کی ایک عبارت نقل کر چکے ہیں جس میں

تصریح ہے کہ "حق تعالیٰ اور اس کے صفات اور جنت دوزخ ملائکہ وغیرہ وغیرہ یہ سب امور

غیب میں سے ہیں (اور یہ بالکل صحیح ہے)

علیٰ ہذا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اگرچہ بذاتِ خود غیب نہیں لیکن آپ کی رسالت

بے شک امرِ غیب ہے کیونکہ وہ کوئی محسوس و مُبصَر چیز نہیں بلکہ اللہ اور رسول کے درمیان

ایک مخفی تعلق ہے جو ہمارے ظاہری احساس کی دسترس سے بالاتر ہے اور صرف پیغمبر کی صداقت

کے اعتماد پر اُس پر ایمان لایا جاتا ہے۔ پس جس کو اللہ تعالیٰ کے وجود اُس کی وحدت یا اس کے

رسول کی رسالت کا علم حاصل ہو تو اُس کو بعض غیوب کا علم حاصل ہوا اور خاں صاحب کے

تسلیم ہے کہ کائنات کی ہر چیز حتیٰ کہ درختوں کے پتے اور ریگستانوں کے ذرّے بھی توحید و رسالت پر ایمان لانے کے مکلّف ہیں، وُہ خدا کی تسبیح کرتے ہیں اور رسُول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و رسالت کی شہادت دیتے ہیں -

چنانچہ خاں صاحب کے ملفوظات حصّہ چہارم صفحہ ۷۰ پر ہے :

"ہر شئے مکلّف ہے حضُور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لانے اور خدا کی تسبیح کے ساتھ"

نیز اسی کے صفحہ ۷۰ پر ہے :

"ایک ایک رُوحانیت تو ہر ہر نبات ہر ہر جماد سے متعلق ہے اُسے خواہ اُس کی رُوح کہا جائے یا کچھ اور - اور وُہی مکلّف ہے - ایمان و تسبیح کے ساتھ، حدیث میں ہے :

ما من شیئ الا و یعلم انی رسول اللّٰہ الا مردۃ الجن و الانس۔ کوئی شے ایسی نہیں جو مجھ کو خدا کا رسُول نہ جانتی ہو، سوا سرکش جنّ اور انسانوں کے"

خاں صاحب کے ان ارشادات سے مندرجہ ذیل امور ثابت ہُوئے :

(۱) ہر مومن کو غیب کی کچھ باتیں ضرور معلوم ہوتی ہیں -

(۲) غیر مسلموں کو بھی کشف ہوتا ہے -

(۳) گدھے جیسے احمق جانور کو بھی بعض مخفی باتوں کا علم ہو جاتا ہے -

(۴) کائنات کی ہر چیز حتیٰ کہ نباتات و جمادات کو بھی غیب کی کچھ باتیں معلوم ہیں -

اور یہی حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی دلیل کا چوتھا بنیادی مقدمہ تھا۔

الحاصل مولانا کی دلیل جن چھ مقدمات پر مبنی تھی، اُن میں سے چار تو مسلمات عقلیہ اور بالکل بدیہی تھے اور دو محتاج ثبوت تھے سو اُن کو ہم نے بحمد اللہ خاں صاحب ہی کی تصریحات سے ثابت کر دیا اور ہمارے ناظرین کو معلوم ہو گیا کہ حضرت مولانا کی وہ دلیل جس پر خاں صاحب نے کفر کا حکم لگایا تھا بجمیع اجزائہٖ خاں صاحب کو مسلم ہے اور اگر وہی موجب کفر ہو سکتی ہے تو پھر خاں صاحب بھی اس کفر میں برابر کے حصہ دار ہیں

چہ خوش گفت قربانت شوم تا من ہماں گویم

اگرچہ اس کے بعد حفظ الایمان کی عبارت کے متعلق کچھ اور عرض کرنے کی حاجت نہیں رہتی لیکن مزید توضیح کے لیے آخر میں ہم عبارت حفظ الایمان کا ایک مثالی فوٹو پیش کرتے ہیں۔

عبارت حفظ الایمان کا ایک مثالی فوٹو

فرض کیجیے کہ خاں صاحب مولوی احمد رضا صاحب کے کوئی مرید یا جانشین حضور کو عالم الغیب کہتے ہیں اور اس کو جائز سمجھتے ہیں، اُس پر میں اُن سے عرض کرتا ہوں کہ آپ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو عالم الغیب کہتے ہیں تو آیا کل غیب کی وجہ سے یا بعض غیب کی وجہ سے۔ اگر کل غیب کی وجہ سے کہتے ہیں تو وہ تو بقول مولوی احمد رضا خاں صاحب کے عقلاً و نقلاً باطل بلکہ محال ہے اور اگر آپ بعض غیب کی وجہ سے حضور کو عالم الغیب کہتے ہیں اور آپ کا یہی اصول ہے کہ جس کو بھی غیب کی بعض باتیں معلوم ہوں گی تو آپ اس کو عالم الغیب کہیں گے تو پھر

حضورؐ کی اس میں کوئی تخصیص نہیں رہی کیونکہ غیب کی بعض باتوں کا علم تو تمام مومنین بلکہ تمام انسانوں اور بلکہ تمام کائنات حتیٰ کہ نباتات اور جمادات کو بھی ہے تو آپ کے اس اصول پر لازم آئے گا کہ آپ دُنیا کی ہر چیز کو عالم الغیب کہیں۔ اگر آپ فرمائیں کہ ہاں ہم سب کو عالم الغیب کہیں گے تو پھر بتلایا جائے کہ اس صُورت میں عالم الغیب کہنے میں حضورؐ کی کیا تعریف نکلی جب کہ آپ کے نزدیک سب کو عالم الغیب کہا جا سکتا ہے۔

ناظرین کرام! غور فرمائیں کہ کیا دُنیا کا کوئی باہوش انسان میرے اس کلام سے یہ مطلب سمجھ سکتا ہے کہ معاذ اللہ میں نے دُنیا کی ہر چیز کو علم میں حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر کر دیا۔

اسی کی ایک دُوسری اس سے بھی زیادہ عام فہم مثال ملاحظہ ہو۔ فرض کیجیے کہ کسی مُلک کا بادشاہ بہت بڑا مخیّر ہے۔ اس کے یہاں لنگر خانہ جاری ہے اور صبح و شام ہزاروں محتاجوں اور مسکینوں کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔ اب کوئی احمق مثلاً زید کہتا ہے کہ میں تو اس بادشاہ کو رازق کہوں گا۔ اس پر ایک دُوسرا شخص مثلاً عمرو کہے کہ بھائی تم جو اس بادشاہ کو رازق کہتے ہو تو کس وجہ سے؟ آیا اس وجہ سے کہ وُہ ساری مخلوق کو رزق دیتا ہے؟ یا اس وجہ سے کہ بعض انسانوں کو کھانا کھلاتا ہے؟ پہلی شق تو بداہۃً باطل ہے اب رہی دُوسری صُورت یعنی یہ کہ اس بادشاہ کو صرف اس وجہ سے رازق کہا جائے کہ وُہ بعض انسانوں کو کھانا کھلاتا ہے تو اس میں اس کی کوئی تخصیص نہیں کیونکہ ایک غریب انسان اور ایک معمولی مزدور بھی کم از کم اپنے بچوں کا پیٹ بھرتا ہے اور انسان تو انسان

چھوٹی چھوٹی چڑیاں اپنے بچوں کو دانہ دیتی ہیں، تو پھر تمھارے اس اصول پر چاہیے کہ سب کو رازق کہا جائے" الخ غور فرمایا جائے کہ کیا عمرو کے اس کلام کا مطلب یہی ہے کہ اس نے اُس مخیر اور فیاض بادشاہ اور ہر غریب انسان اور ہر معمولی مزدور کو بالکل برابر کر دیا، یا اُس نے ہر غریب انسان اور معمولی مزدور کو اس بادشاہ کے برابر فیاض مان لیا۔ ظاہر ہے کہ ایسا سمجھنا سمجھنے والے کی حماقت ہے۔ بس حفظ الایمان میں جو کچھ کہا گیا ہے" وہ اس سے زیادہ کچھ اور نہیں۔

اس کے بعد ہم اہل سُنّت کے مسلّم امام علامہ سیّد شریف رحمہ اللہ کی شرح مواقف سے ایک عبارت پیش کرتے ہیں جو بالکل عبارتِ حفظ الایمان کے مشابہ ہے کہ اس کے مطالعہ کے بعد کوئی سُنّی مسلمان حفظ الایمان کے متعلق لب کشائی کی جرأت نہ کرے گا۔ کیونکہ حفظ الایمان میں جو کچھ ہے وہ قریب قریب شرح مواقف کی اسی عبارت کا ترجمہ ہے۔

ملاحظہ ہو حضرت علامہ فرماتے ہیں:

واما الفلاسفة فقالوا النبي هو	بہر حال فلاسفہ پس وہ یہ کہتے ہیں کہ نبی وہ ہے
من اجتمع فيه خواص ثلث يمتاز	کہ جس میں تین باتیں خاص طور پر پائی جائیں جن
بها من غيره احدها اى احد	کی وجہ سے وہ نبی غیر نبی سے ممتاز ہو سکے ان
الامور المختصة به ان يكون	میں سے ایک بات یہ ہے کہ نبی کو اطلاع ہونی
له اطلاع على المغيبات الكائنة	چاہیے ان مغیبات پر جو ہوتے ہیں یا ہو چکے
والماضية والآتية۔	ہیں یا ہونے کو ہیں۔

اس کے بعد چند سطر میں فلاسفہ کی طرف سے یہ ثابت کیا ہے کہ یہ بات انبیاء علیہم السلام کے لیے چنداں مستبعد نہیں۔ اس کے بعد انھیں فلاسفہ کی طرف سے فرماتے ہیں کہ

وکیف یستنکر ذٰلك الاطلاع فی حق النبی، وقد یوجد ذالك فیمن قلت شواغلہ لریاضۃ بانواع المجاھدات او مرض صارف للنفس عن الاشتغال بالبدن و استعمال الاٰلۃ او نوم منقطع بہ احساساتہ الظاھرۃ فان ھؤلاء قد یطلعون علی مغیبات و یخبرون عنھا کما یشھد بہ التسامع و التجارب بحیث لا یبقی فیہ شبھۃ للمنصفین۔	اور انبیاء علیہم السلام کا ان مغیبات پر مطلع ہونا کیونکر مستبعد ہو سکتا ہے حالانکہ یہ اطلاع علی المغیبات ان لوگوں میں بھی پائی جاتی ہے جن کے شواغل نفسانی مجاہدوں کی ریاضت یا کسی ایسے مرض کی وجہ سے کم ہوں جو نفس کو اشتغال بالبدن اور آلات کے استعمال سے روکنے والا ہو یا یہ شواغل ایسی نیند کی وجہ سے کم ہوں جس کی وجہ سے اس سونے والے کے احساسات ظاہری منقطع ہو گئے ہوں پس تحقیق یہ لوگ (یعنی ریاضیات اور مجاہدے کرنے والے اور مریض جن کو مالیخولیا ہوتا ہے اور سونے والے بھی) کبھی مغیبات پر مطلع ہو جاتے ہیں جیسا کہ تجربہ شاہد ہے یہاں تک کہ اہلِ انصاف کو اس میں شبہ تک نہیں رہتا۔

یہاں تک تو فلاسفہ کا مذہب اور اس کے دلائل تھے، اس کے بعد مصنف رحمۃ اللہ علیہ اہلِ سُنّت وجماعت کی طرف سے اس کا جواب دیتے ہیں۔ چنانچہ فرماتے ہیں :

قلنا ما ذکرتم مردود بوجوہ	جو کچھ تم نے کہا چند وجہ سے مردود ہے۔ اس

اذا الاطلاع علی جمیع المغیبات	لیے (کہ تمہاری مراد اس اطلاع علی المغیبات سے
لا یجب للنبی اتفاقاً منا ومنکم	کیا ہے، کُل مغیبات پر اطلاع ہونی چاہیے یا بعض
ولهذا قال سید الانبیاء ولو	پر) کُل مغیبات پر مطلع ہونا تو کسی کے نزدیک بھی
کنت اعلم الغیب لا استکثرت من	ضروری نہیں۔ نہ ہمارے نزدیک نہ تمہارے
الخیر وما مسنی السوء۔ والبعض	نزدیک اور اسی وجہ سے جناب رسول خدا صلی اللہ
ای الاطلاع علی البعض لا یختص	علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اگر میں غیب کو جانتا ہوتا
به النبی کما اقررتم به حیث	تو میں نے خیر سے بہت سا جمع کر لیا ہوتا اور مجھ کو
جوزتموه للمرتاضین والمرضی	برائی نہ چھوتی اور بعض مغیبات پر مطلع ہو جانا نبی
والنائمین فلا یتمیز به النبی	کیساتھ خاص نہیں (یعنی یہ غیر نبی میں بھی پایا جاتا ہے)
عن غیره	جیسے کہ خود تم کو اقرار ہے، اس لیے کہ تم اس کو

جائز رکھتے ہو۔ ریاضت کرنے والوں کے لیے اور مریضوں کے لیے اور سونے والے کے لیے لہٰذا نبی غیر نبی سے ممتاز نہ ہوگا۔

ناظرین باانصاف غور فرمائیں کہ شرح مواقف کی اس عبارت اور حفظ الایمان کی زیر بحث عبارت میں کیا فرق ہے؟

ہم امید کرتے ہیں کہ ہمارے اس قدر بیان کے بعد حفظ الایمان کی عبارت پر مخالفین کو کوئی شبہ نہ رہے گا۔ اس کے مزید اتمام حجت کے لیے ہم اختصار کے ساتھ حضرت مولانا تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا وہ جواب بھی نقل کرتے ہیں جو انھوں نے اسی افترا کی تردید

میں تحریر فرمایا ہے۔ ملاحظہ ہو۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب کا یہ فتویٰ ——— "حسام الحرمین" جب شائع ہوا اور اُس سے ایک فتنہ برپا ہُوا تو جناب مولانا سیّد مرتضیٰ حسن صاحب نے حضرت مولٰنا تھانویؒ کو خط لکھا کہ

"مولوی احمد رضا خاں صاحب بریلوی آپ کے متعلق یہ لکھتے ہیں کہ آپ نے معاذ اللہ حفظ الایمان میں یہ تصریح کی ہے کہ غیب کی باتوں کا جیسا علم جناب رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہے، ایسا تو ہر بچے اور ہر پاگل اور ہر جانور کو حاصل ہے۔ کیا کہیں "حفظ الایمان" میں آپ نے یہ لکھا ہے؟ یا آپ کا یہ عقیدہ ہے؟ اگر آپ کا عقیدہ نہیں تو آپ اس شخص کو کیا سمجھتے ہیں جو ایسا خبیث عقیدہ رکھے؟" ملخص از بسط البنان

حضرت مولٰنا تھانویؒ جواب دیتے ہیں:

"میں نے یہ خبیث مضمون کسی کتاب میں نہیں لکھا، لکھنا تو درکنار میرے قلب میں بھی اس مضمون کا کبھی خطرہ نہیں گذرا۔ میری کسی عبارت سے مضمون لازم بھی نہیں آتا، جیسا کہ اخیر میں عرض کروں گا۔ جب میں اس مضمون کو خبیث سمجھتا ہوں ...... تو میری مُراد کیسے ہو سکتا ہے جو شخص ایسا اعتقاد رکھے یا بلا اعتقاد صراحتہً یا اشارۃً یہ بات کہے، میں اس شخص کو خارج از اسلام سمجھتا ہوں کہ وُہ تکذیب کرتا ہے نصُوصِ قطعیہ کی اور

تنقیص کرتا ہے حضور سرورِ عالم فخر نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی۔

اس کے بعد حضرت مولٰنا مدظلہٗ نے اپنے اُسی گرامی نامہ میں جو اسی زمانہ میں "بسط البنان" کے نام سے شائع بھی ہو چکا ہے، خاں صاحب کے اس الزام کا تفصیلی جواب بھی دیا ہے اور حفظ الایمان کی زیرِ بحث عبارت کا مطلب بیان کیا ہے، لیکن اب یہاں اس کے نقل کرنے کی حاجت نہیں کیونکہ ہم نے جو کچھ اس عبارت کی توضیح میں اوپر لکھا ہے وہ گویا حضرت مولٰنا کے اسی جواب کی شرح ہے۔

ناظرینِ کرام انصاف فرمائیں کہ فاضل بریلوی اپنے فتویٰ کفر میں صداقت اور دیانت سے کتنے دُور ہیں۔

واللہ الھادی الی سبیل الرشاد

تکملہ

مُصنّفِ حفظ الایمان کی حق پرستی اور بے نفسی

عبارتِ حفظ الایمان میں ترمیم کا اعلان

حضرات! مولوی احمد رضا خاں صاحب نے "حسام الحرمین" میں "حفظ الایمان" کی طرف ایک کافرانہ مضمون کی نسبت کر کے کُفر کا جو فتویٰ دیا تھا، اس پر مناظرانہ بحث ختم ہو چکی اور ناظرینِ کرام کو معلوم ہو چکا کہ اس کی حقیقت افتراء اور بُہتان کے سوا کچھ بھی نہیں ہے، اور مصنّفِ حفظ الایمان کا دامن اس ناپاک کافرانہ عقیدے سے بالکل پاک ہے ——— اس کے بعد یہ معلوم کر کے آپ حضرات کو ان شاء اللہ اور زیادہ قلبی اطمینان ہو گا کہ بعض مخلصین نے حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی توجہ جب اس طرف مبذول کرائی کہ "اگرچہ حفظ الایمان کی عبارت واقعہ میں بالکل صحیح اور بے غبار ہے لیکن ناخدا ترس اور غرض پیشہ معاندین اس کے جن الفاظ سے بے چارے نافہم عوام کو دھوکا دیتے ہیں اگر ان الفاظ کو اس طرح بدل دیا جائے کہ اس کے بعد وہ فتنہ پرداز عوام کو یہ دھوکا بھی نہ دے سکیں تو بے چارے عوام کے حق میں یہ بہتر ہو گا" ——— تو حضرت ممدوح نے مشورہ دینے والوں

کو دعا دیتے ہوئے دلی مسرت کے ساتھ اس مشورہ کو قبول فرمالیا اور عبارت کو اس طرح بدل دیا کہ قدیم عبارت میں "ایسا علم غیب" کے الفاظ سے جو فقرہ شروع ہوتا تھا اُس کے بجائے یہ فقرہ لکھ دیا کہ

"مطلق بعض علوم غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السلام کو بھی حاصل ہیں۔"

یہ واقعہ ماہ صفر ۱۳۴۲ھ کا ہے، گویا اب سے قریباً تئیس[1] سال پہلے "حفظ الایمان" کی عبارت میں یہ ترمیم ہو چکی ہے اور اس کے بعد سے "حفظ الایمان" اسی ترمیم کے ساتھ چھپ رہی ہے بلکہ اس ترمیم کا پورا واقعہ اور حضرت مصنفؒ کی طرف سے اُس کا اعلان بھی "تغییر العنوان" کے نام سے "حفظ الایمان" کے ایک ضمیمہ کے طور پر اس کے ساتھ چھپتا رہا ہے پھر اس کے بعد جمادی الاخریٰ ۱۳۵۴ھ میں یہ واقعہ پیش آیا کہ ایک صاحب کے توجہ دلانے پر خود اس ناچیز راقم سطور (محمد منظور نعمانی) نے حضرت حکیم الامتؒ کی خدمت میں عرض کیا کہ "حفظ الایمان" کی جس عبارت پر معاندین کا اعتراض ہے اُس کے بالکل ابتداء میں "علم غیب کا حکم کیا جانا" کے جو الفاظ ہیں اُس کا مطلب بلاشبہ لفظ علم الغیب کا اطلاق کرنا ہے، جیسا کہ خود اسی عبارت کے سیاق و سباق سے بھی ظاہر ہے اور "بسط البنان" اور "تغییر العنوان" میں حضرت نے اس کی تصریح بھی فرمائی ہے۔ پس اگر اصل عبارت میں بھی یہاں "حکم" کے بجائے "اطلاق" ہی کا لفظ کر دیا جائے تو بات اور زیادہ صاف اور بے غبار ہو جائے گی حضرت نے بلا تامل اس کو بھی قبول فرمالیا اور اس فقرہ کو اس طرح بدل دیا:

---

[1] اب قریباً بیالیس برس ہو گئے ہیں۔

"پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر عالم الغیب کا اطلاق کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو۔ الخ"

اور اس ناچیز سے فرمایا کہ میری طرف سے آپ ہی اس ترمیم کا اعلان بھی کر دیں۔ چنانچہ رجب ۱۳۵۴ھ کے "الفرقان" میں اُسی وقت اس کا اعلان ہو گیا تھا ــــــ بہرحال ان دو ترمیموں کے بعد "حفظ الایمان" کی عبارت اب اس طرح ہے :

> "پھر یہ کہ آپ کی ذاتِ مقدسہ پر عالم الغیب کا اطلاق کیا جانا اگر بقولِ زید صحیح ہو تو دریافت طلب یہ امر ہے کہ اس غیب سے مُراد بعض غیب ہے یا کُل غیب۔ اگر بعض علومِ غیبیہ مُراد ہیں تو اس میں حضور صلّی اللہ علیہ السّلام کی کیا تخصیص ہے؟ مطلق بعض علومِ غیبیہ تو غیر انبیاء علیہم السّلام کو بھی حاصل ہیں تو چاہیے کہ سب کو عالم الغیب کہا جاوے۔"

الغرض ہمارے بزرگوں نے اُن کافرانہ عقیدوں سے اپنی برارت اور اپنی بیزاری کا اعلان بھی کیا جن کو مولوی احمد رضا خاں صاحب نے محض ازراہِ عناد اُن کی طرف منسوب کر کے تکفیر کی تھی اور اسی کے ساتھ اپنی عبارتوں کا وہ صحیح اور واقعی مطلب بھی بیان کیا جس کے سوا اُن کا کوئی اور مطلب ہو ہی نہیں سکتا اور یہ بھی ثابت کر دیا کہ ان میں کوئی بات بھی اسلامی تعلیمات اور عقائدِ اہلِ سُنّت کے خلاف نہیں ہے اور اس سب کے بعد جب بیچارے ناسمجھ عوام کو فتنہ سے بچانے کے خیال سے اللہ کے کسی بندہ نے مخلصانہ طور پر عبارت میں تبدیلی کا کوئی مشورہ دیا تو اس کو بھی بے تامّل اور بلا دریغ قبول فرما کر اپنی عبارت کو بدل بھی دیا ــــــ بلاشبہ یہ ان حضرات کی حق پرستی اور للّٰہیت و بے نفسی کی روشن دلیل ہے۔ افسوس! کیسے ظالم اور شقی ہیں وہ لوگ جو اللہ کے ان بندوں کو کافر کہتے ہیں ــــــ!

علاوہ ازیں! تو پھر ہم ان بریلوی مولویوں کا علاج حدیث رسول ﷺ سے کیے دیتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

جیسا مرض ویسا ہی علاج

اب ہم رضا خانی مؤلف اور دیگر بریلویوں کی خدمت میں سوال کرتے ہیں کہ ہماری تمام تر تفصیلات کے باوجود بھی تم اسی بات پر مصر ہو کہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی حفظ الایمان صفحہ ۸ کی عبارت کفریہ ہے العیاذ باللہ۔ لیکن مولوی احمد رضا خان بریلوی کے فرسودہ اعتراض کے باوجود بھی حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اس عبارت کو بسط البنان کے نام سے تبدیل کیا پھر اس کے بعد تغیر العنوان کے نام سے تبدیل کیا تو اس کے بعد حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ اگر اب بھی کسی کو میری عبارت پر اعتراض ہو تو بندہ اب بھی بدلنے کو تیار ہے لیکن بریلویوں کے لایعنی اعتراض کے باوجود حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی عبارت کو سرے سے تبدیل ہی کر دیا ہے۔ لیکن بریلوی مولوی اب بھی اس رسی کو سانپ بنا کر پیش کر رہے ہیں۔ تو پھر ہماری طرف سے یہ بات بخوبی سنیئے اور پھر اس کا جواب بھی دیکھیے کہ جیسے تمہارے خبث باطن کا مرض ہے تو ویسے ہی بطور علاج ہماری طرف سے بھی مزید سن لیجیے جیسا کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے کتاب الوحی کے تحت یہ روایت بھی لائے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

حدثنا عبداللہ بن یوسف قال اخبرنا مالک عن ھشام بن عروۃ عن ابیہ عن عائشۃ ام المؤمنین رضی اللہ عنھا ان الحارث بن ھشام رضی اللہ عنہ سأل رسول اللہ ﷺ فقال یارسول اللہ کیف یاتیک الوحی ؟ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم احیا نا یأتینی مثل صلصلۃ الجرس وھواشدہ علی فیفصم عنّی وقدوعیت عنہ ماقال . واحیانا یتمثل لی الملک رجلا فیکلمنی فاعی مایقول .

(بخاری شریف جلد ا باب کیف کان بدء الوحی)

(ترجمہ) حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اسناد کے ساتھ ام المؤمنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا کہ حارث بن ہشام رضی اللہ عنہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سوال کیا، یا رسول اللہ آپ کے پاس وحی کیسے آتی ہے تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کبھی تو میرے پاس وحی گھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہے حالانکہ وہ بہت سخت ہوتی ہے اور فرشتہ جب مجھ سے جدا ہوتا ہے یا اسکی شدت جاتی رہتی ہے حالانکہ اس نے جو کچھ کہا ہوتا ہے میں اسے یاد کرلیا کرتا ہوں اور کبھی میرے سامنے فرشتہ مرد کی صورت اختیار کرتا ہے اور میرے ساتھ کلام کرتا ہے تو جو وہ کہتا ہے میں یاد کرتا جاتا ہوں۔

رضا خانی مؤلف اور ہر بریلوی رضا خانی مندرجہ بالا حدیث پاک کی روشنی میں جواب دیں کہ جس طرح تم نے اپنی کوتاہ فہمی کی بنا پر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی حفظ الایمان صفحہ ۸، کی عبارت میں لفظ ایسا علم بمعنی اس قدر اور اتنا اور اس قسم کا جس کا تم نے غلط معنی مراد لیکر اپنے رضا خانی انداز میں پیش کر کے تم نے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی علمی شہرت کو داغدار کرنے کی ناپاک جسارت کی ہے جبکہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے مولوی احمد رضا خان بریلوی کے لغو اعتراض کے باوجود اپنی زندگی میں ہی اپنی عبارت کو سرے سے تبدیل ہی کر دیا لیکن تم اپنے خبث باطن پر قائم رہے۔ جیسا مرض تو ویسا علاج علاج ہونا چاہیے حالانکہ حفظ الایمان صفحہ ۸، کی عبارت بسط البنان اور تغییر العنوان کے نام سے تبدیل بھی کر دی گئی ہے۔

حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا واضح ارشاد موجود ہے کہ کبھی تو میرے پاس وحی گھنٹی کی آواز کی طرح آتی ہے تو رضا خانی بریلوی حضرات اب جواب دیں کہ یہاں پر جو تشبیہ ہے وہ ثقیل کو لطیف کے ساتھ دی گئی ہے کیونکہ وحی لطیف ہے اور گھنٹی کی آواز ثقیل ہے اور وحی کو گھنٹی کی آواز کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے تو اس حدیث پاک کی روشنی میں تم حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی عبارت جو حفظ الایمان صفحہ ۸۔ پر مرقوم ہے اسکو بھی سمجھ لیجیئے تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی اپنے رسالہ حفظ الایمان صفحہ ۸ کی عبارت میں ثقیل کو لطیف سے تشبیہ دی گئی ہے لیکن اس کے باوجود حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے پھر بھی اپنی عبارت کو

تبدیل ہی کر دیا تا کہ کوئی کم فہم عامۃ المسلمین کو شک وشبہ میں نہ ڈال دے۔ تو تم نے رضا خانی طوفان کھڑا کر دیا حالانکہ ایک علمی بات کو سمجھنے کے لیئے علم چاہیئے تھا لیکن اعلیٰ حضرت بریلوی نے علمی بات کو بالائے طاق رکھ کر ایک جہالت پر مبنی فتویٰ مرتب کر کے حرمین شریفین کو بھی دھوکہ دے کر جعلی فتویٰ بنام حُسام الحرمین حاصل کر لیا اور حدیث بخاری شریف بندہ نے نقل کر کے صرف تمہارے مرض کا علاج کیا ہے۔ کیونکہ جیسا مرض ہو ویسا علاج ہی کرنا ضروری ہو گیا ہے ورنہ تو حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی اصل عبارت کو تبدیل ہی کر دیا ہے۔ تو رضا خانی مؤلف اور بریلوی حضرات کو چاہیے تو یہ کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث مذکور جو بخاری شریف ج ا باب کیف کان بدء الوحی میں نقل کی ہے کہ جس میں صلصلۃ الجرس کے الفاظ موجود ہیں، ان پر رضا خانی بریلوی گرفت فرماتے ہوئے ایک فتویٰ جاری فرمائیں کہ حضرت امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں ایسی حدیث پاک کیوں نقل کی کہ جس میں گھنٹی کو وحی سے تشبیہ دی گئی ہے یعنی کہ ثقیل کو لطیف سے تشبیہ دی گئی ہے۔ تو اس جگہ جو جواب رضا خانی مؤلف کا ہے بس وہی جواب ہمارا سمجھ لیں کیونکہ گھنٹی کی آواز ثقیل ہے اور وحی لطیف ہے۔

اور بریلوی حضرات لفظ ایسا کی غلط تعبیر کرنے پر اپنے کو کامیاب تصور کیے بیٹھے ہیں تو اسی طرح پھر تم حدیث پاک بخاری کی روایت کہ جس میں صراحتاً صلصلۃ الجرس کے الفاظ موجود ہیں اسکو بھی سمجھیئے اور اپنے ذہن کو ذرا وسعت دیجئے یقیناً تمہیں اسی فرمان رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے لفظ ایسا بمعنی اس قدر یا اتنا یا اس قسم کا معنی مراد لینا یقیناً سمجھ آئے گا اور خواہ مخواہ غیظ وغضب میں جل کر راکھ نہ ہو جائیں چنانچہ اعلیٰ حضرت بریلوی اور اس کے متبعین کی رضا خانی کفر کی کند چھری سے حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا گلا بھی نہیں بچ سکا گو کٹا نہیں مگر یہ مولوی احمد رضا خان بریلوی اور ان کی متبعین رضا خانی کفر کی یہ ظالم چھری ان کے گلے پر رگڑی ضرور گئی ہے اور اعلیٰ حضرت بریلوی نے اپنی کم فہمی اور سینہ زوری سے علماء اہلسنت دیوبند کی صحیح عبارات کو خود ساختہ معانی پہنا کر علماء حرمین شریفین کے سامنے

پیش کر کے ان سے جعلی فتویٰ لیکر حسام الحرمین علی منحر الکفر والمین کے نام سے جھوٹ کا پلندہ شائع کر دیا جو کہ سراسر خیانت و بد دیانتی پر کھلا ثبوت ہے۔

مقام تھانوی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں

امام الانبیاء حبیب کبریاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا مقام و مرتبہ ملاحظہ فرمائیں۔

چنانچہ حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب بوادر النوادر کے مقدمہ کے صفحہ کا اقتباس پڑھیے:

۱۔ ایک دفعہ حضور (یعنی حکیم الامت مجدد دین وملت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ) کو احقر نے خواب میں دیکھا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ گفتگو فرما رہے ہیں اور بھی بہت سے علماء حاضر خدمت ہیں لیکن سب کی طرف سے حضور ہی کو دیکھا کہ سوال فرماتے ہیں اور رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم جواب ارشاد فرماتے ہیں اور سب سے اقرب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حضور ہی کو دیکھا۔ (محمد عتیق اللہ، تھانہ سرائیل گاؤں، بنگال)

اس سے حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے دور حاضر میں اخص علماء وصلحاء ہونے کے بشارت ملتی ہے۔

۲۔ احقر کو پنجشنبہ میں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت ہوئی اور یہ دیکھا کہ حضور سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم احقر کے والد صاحب مدظلہ کی دوکان پر تشریف فرما ہیں اور حضرت والا کی تصنیف کردہ کتابیں حضور پر نور صلی اللہ علیہ وسلم کے دست مبارک میں ہیں۔ (عبد المنان خان دہلوی حال مقیم رنچھوڑ لائن۔ کراچی)

اس رویاء میں تصنیفات وتألیفات اشرفیہ کی قبولیت کا کھلا اشارہ ہے۔

۳۔ احقر نے دیکھا کہ حضرت رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم ایک راستہ سے چلتے ہیں اور ان کے پیچھے آنحضور (یعنی حکیم الامتؒ) بھی اور ان کے بعد بندہ بھی غرض تینوں ایک ساتھ چلتے ہیں''۔ (از کانپور)

اس سے مسلک اشرفیہ کے عین مطابق سنت ہونے کی تصدیق ہوتی ہے۔

۴۔ جمعۃ الوداع کی شب کو فدوی نے ایک خواب دیکھا کہ بندہ کسی جگہ پر بیٹھا ہوا حلقہ کر رہا ہے۔ اور اوپر سے ایک تخت نمودار ہوا جس میں چار چراغ روشن تھے اور چار ہی اصحاب نظر آئے وہ اصحاب مجھے تخت پر بیٹھا کر اپنے ہمراہ لے گئے اور پھر جنگلوں کی طرف لے گئے اور پھر سمندر بھی نظر آیا اور اس سمندر کے اُوپر سے بھی وہ تخت گذر گیا۔ پھر اسی طرح منزل بہ منزل چلتے ہوئے ایک مسجد دکھائی دی۔ یہاں پر وہ تخت ٹھہرا وہاں نماز پڑھی اور اس مسجد کی پچھلی طرف ایک نہر بھی چلتی تھی۔ اس نہر میں سے انہوں نے اور میں نے پانی پیا پھر وہاں سے تخت پر بیٹھ کر ایک بازار آیا۔ وہاں سب طرح کا سامان بک رہا تھا۔ انہوں نے اس تخت کو بازار میں ٹھہرایا اور ایک دوکان پر لکھا ہوا تھا ''یہاں پر رشیدیہ اور اشرفیہ کتابیں مل سکتی ہیں''۔ تو میں نے اسے پڑھ کران بزرگوں سے دریافت کیا کہ مجھے مولانا رشید احمد صاحب اور مولانا اشرف علی صاحب کی کتابیں دے دو۔ انہوں نے چار کتابیں مجھے دیں، ان سے وہ کتابیں لے کر پھر اسے تخت پر بٹھا کر رخصت ہوئے پھر ایک سفید مکان دکھائی دیا۔ جس پر سبز پردے پڑے تھے، وہاں تخت ٹھہرا، اس کمرہ کے اندر چاروں بزرگ مجھے بھی لے گئے اور اس کمرہ کی روشنی اس قدر تھی کہ تاب نہیں لاسکتا تھا۔ اور نہ چراغ نہ بتی دکھائی دیتی تھی۔ وہاں پر تکیہ اور قالین بچھا ہوا تھا جس پر سردار دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم مع چاروں اصحاب (رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین) کے موجود تھے اور ہمارے رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو سفید اونی کپڑے پہنائے جارہے تھے، کپڑے پہننے کے بعد اسی تکیہ سے کمر لگا کر بیٹھ گئے اور میں دروازہ کے باہر ان کے سامنے کھڑا ہوا ہوں تو پھر مجھے انہوں نے اندر بلالیا۔ اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا کہ یہ شریف احمد ہے پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''اس کو بلالو یہ مولانا اشرف علی صاحب کا خادم ہے'' میں سلام کر کے بیٹھ گیا اور مصافحہ بھی کیا، وہاں پر ایک گلاس پانی کا آیا، پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے پیا چاروں اصحاب نے پی کر مجھے بھی دیا اور میں نے بھی پیا اور آنحضرت

صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ فرمایا کہ ''مولانا صاحب کی کتابوں پر عمل کرتے رہنا اور دوسروں کے کہنے سے مت رُکنا''۔ (شریف احمد سقہ گنج پوری تحصیل وضلع کرنال)

اس رویاء سے حکیم الامتؒ کے رتبہ عالی، آپ کے سلسلے کی صحت ومقبولیت آپ کے فیوض علمی کی حقانیت اور اس دور میں آپ کے متروکہ خزانہ علمی کی قدر ومنزلت کا پتہ چلتا ہے۔

۵۔ ڈھاکہ (مشرقی بنگال) میں ایک بزرگ نے جو حکیم الامت کے شناسا نہ تھے خواب میں حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ فرماتے ہیں ''اشرف علی صاحب کو میرا سلام پہنچانا''۔ ان بزرگ نے عرض کی حضور میں تو ان سے واقف نہیں۔ ارشاد ہوا ظفر احمد کے ذریعہ (یہ بزرگ مولانا ظفر احمد عثانی مدظلہ جو حکیم الامت کے حقیقی بھانجے ہیں اور ڈھاکہ ہی میں مقیم ہیں ان سے واقف تھے) چنانچہ صبح کو ان بزرگ نے مولانا ظفر احمد صاحبؒ سے واقعہ کا اظہار کیا اور مولانا موصوف نے اس کی اطلاع حکیم الامت کی خدمت میں کر دی۔ جب حکیم الامت تک یہ مژدہ پہنچا ہے تو آپ پر ایک کیفیت طاری ہوگئی اور بے ساختہ زبان سے نکل گیا کہ ''وعلیک السلام یا نبی اللہ'' اور اس کے بعد فرمایا کہ آج تو دن بھر صرف درود شریف ہی پڑھونگا اور باقی سب کام بند!!

اس سے حکیم الامت کی شان عالی اور عند اللہ آپ کی مقبولیت ومحبوبیت عیاں ہے۔

(منقول از مقدمہ بوادر النوادر صفحہ: ۴۸ تا ۵۰۔ اشاعت اوّل در پاکستان ۱۹۶۲ء مطبع علمی پرنٹنگ پریس لاہور ناشر شیخ غلام علی اینڈ سنز تاجران کُتب کشمیری بازار لاہور)

گستاخ رسول تم ہو یا ہم

رضاخانی مؤلف تو علماء اہلسنت پر گستاخ رسول کا بہتان باندھنے پر اُدھار کھائے بیٹھے تھے اب ذرا اپنے بریلوی علماء کی تحریر بھی ملاحظہ فرمائیں: کہ جنہوں نے تو اس حد تک گستاخی رسول کا ارتکاب کیا کہ اپنے ایک مولوی بریلوی کو سید الانبیاء تک لکھ دیا اور رضاخانی مؤلف نے تو ایک شخص کے خواب کے واقعہ کو سہارا بنا کر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ پر مدعی نبوت کا قبیح وشنیع الزام عائد کر دیا لیکن خواب کی بات

کو دلیل بنانا سراسر ہی غلط ہے کیونکہ بیداری میں رضا خانی بریلوی مولویوں نے اپنے ایک مولوی کو العیاذ باللہ سید الانبیاء تک لکھ دیا تو اس پر رضا خانی مؤلف نے سکوت اختیار کر لیا کیونکہ وہ رضا خانی بریلوی تھا اس لئے رضا خانی قانون کے تحت اس پر کوئی گرفت نہیں حالانکہ ایسے مولویوں کو کہ جنہوں نے اپنے ایک بریلوی مولوی کو سید الانبیاء لکھا ہے تمام کے تمام دائرہ اسلام سے خارج ہیں چنانچہ رضا خانی بریلوی رسالہ الفقیہ امرتسر کا حوالہ ملاحظہ فرمائیں۔

رضا خانی مؤلف ذرا ادھر بھی توجہ فرمائیں

ہمارے سامنے سید الانبیاء رئیس الفضلاء مولانا مولوی حافظ مفتی حکیم سید شاہ آل مصطفیٰ صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ صدر مناظرہ منجانب جماعت اہلسنت کا مکتوب گرامی ہے۔

(جلد نمبر ۲۸۔ رجب، شعبان ۱۳۶۴ھ مطابق ۱۴/ ۷۔ جولائی ۱۹۴۵ء شمارہ نمبر ۲۵، ۲۶، الفقیہ امرتسر)

رضا خانی مؤلف حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے بارے میں اس قدر ربیخ پا ہو گئے اب اپنے رضا خانی بریلوی کے بارے میں فتویٰ صادر فرمائیں کہ وہ بیداری میں اپنے ایک صدر مناظر مولوی کو ہوش و ہواس کی حالت میں سید الانبیاء لکھ کر شائع کر رہے ہیں العیاذ باللہ۔ اور انہیں کوئی پوچھنے والا نہیں۔ ذرا سوچو تو سمجھو کہ تمہارا شمار کن لوگوں میں ہو رہا ہے اپنے آپ کو ذرا پہچانو تو سہی اور جو تمہارا جواب مندرجہ بالا الفقیہ امرتسر میں درج شدہ عبارت کے بارے میں ہے پس وہی ہماری طرف سے اس شخص کے بارے میں ہے جس نے خواب میں کلمہ پڑھتے وقت ایک امتی عالم کا نام لیا جو تمہارا جواب ہے پس وہی ہمارا جواب ہے۔

لیا تھا۔ اب زیارت کرو۔ اس اجازت میں مرد و عورت دونوں داخل ہیں۔ محدثین نے ایسے ہی بیان کیا ہے۔ اگر عرس میں رقص و غنا و نصیحت نہ ہو تب بھی عورتیں پردہ کے ساتھ زیارت قبور کر سکتی ہیں۔

(۵) جب گائے کی عمر دو سال ہو چکی ہے تو اس کی قربانی جائز ہے۔ چاہے ذبح ہو یا نہ و نتی ہو۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واکمل۔

المجیب العبد المسکین محمد عبد المتین بہاری

استفتاء

کیا فرماتے ہیں علماء دین و مفتیان شرع متین مسئلہ رجہ ذیل مسائل میں۔

(۱) زید دعوے کرتا ہے کہ خطبہ ثانیہ میں خلفائے اربعہ کے نام سے قبل ورضی اللہم ابی بکرن الصدیق ورضی اللہم عمر بن خطاب ورضی اللہم عثمان بن عفان ورضی اللہم علی بن ابی طالب پڑھنا چاہئے اور قرأت میں ایک مجہول غیر معروف ھدایۃ الانام نے پیش کرتا ہے بحساب اس عہد کے خفا ہو کر تنبیہ کی کہ بغیر نقص کے ثبوت پیش کرنا جہالت ہے۔ مگر زید ضد کرتا ہے۔

بکر کہتا ہے کہ خطبہ جمعہ ثانی بغیر عمر ہوکر کسی کتاب میں نہیں ہے۔ پڑھنا چاہئے کیونکہ خلفاء اربعہ کے نام کے بعد مثلاً خلیفہ اول امیر المومنین ابی بکرن الصدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ دوم امیر المومنین حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ سوم امیر المومنین حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ تعالیٰ عنہ خلیفہ چہارم امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرداً فرداً پڑھنا چاہئے۔ ثانی خطبہ کا یہی طریقہ ہے۔ تمام کتب فقہ میں ایسا ہی لکھا ہے ثبوت میں درمختار شامی ابن ماجہ وغیرہ پیش کرتا ہے۔

(۲) زید مغرب کے فرض و سنت کے بعد دو نفل پڑھنا اور عشاء کے فرض و سنت کے بعد دو نفل پڑھنا اور ظہر کے فرض و سنت کے بعد دو نفل پڑھنا ناجائز بتاتا ہے اور دو رکعتی کے ساتھ ثبوت میں بہشتی زیور پیش کرتا ہے۔ بکر مغرب کے فرض و سنت کے بعد دو نفل پڑھنا جائز بتاتا ثبوت میں احادیث کثیرہ پیش کرتا ہے۔

ان ہر دو میں کون برسر حق موافق عقیدہ سلف صالحین ہے اور کون بدعتی و مردود جہنمی ہے۔ آیا خلفاء اربعہ کے نام کے قبل زید کی عبارت ورضی اللہم پڑھنا صحیح ہے یا بکر کی عبارت خلفاء اربعہ کے نام کے بعد رضی اللہ تعالیٰ عنہ پڑھنا صحیح ہے۔ از روئے شرع شریف جواب جلد لکھ کر اخبار الفقیہ میں طبع کر دیجئے تاکہ اہل سنت وجماعت کو تسلی ہو۔ بینوا بالکتاب توجروا یوم الحساب۔

المستفتی کرتن بیگ میر ودی عطر فروش پانچ حویلی احمد

الجواب۔ زید جو کہتا ہے معنی کے اعتبار سے تو درست ہے۔ مگر تعامل سلف صالحین کے وقت سے اس وقت تک اسی طور پر جاری ہے جو بکر کہتا ہے اور مرتبہ خطبے میں بھی اسی طور پر مرقوم ہے جو بکر کہتا ہے لہٰذا بہتر ہوگا اسی پر عمل کرنا جو بکر کہتا ہے۔

(۲) بکر کا کہنا بالکل صحیح و درست مطابق کتب احادیث و فقہ ہے۔ واللہ اعلم وعلمہ اتم واکمل۔

المجیب العبد المسکین محمد عبد المتین بہاری

جوری دلبسنڈ بلیہ کے مناظرہ سے دیوبندیوں کا شرمناک فرار

اہل سنت کی عظیم الشان فتح

بلال بمبئی مورخہ ۲ جون ۱۹۵۹ء کے صفحہ ۵ پر بلال الدین قاسمی کی طرف سے جوری دلبسنڈ بلیہ کے مناظرہ کی روداد شائع ہوئی ہے۔ جسکو پڑھ کر بڑا تعجب ہوا کہ کس طرح دیوبندی جھوٹ اور فریب سے اپنی ذلت آمیز شکست اور شرمناک فرار پر پردہ ڈال رہے ہیں۔ اصل واقعات کو بدل کر عوام کو دھوکا دینے کی جو کوشش جمال الدین نے کی ہے وہ دیوبندیوں کی تاریخ میں مزید ایک شرمناک باب کا اضافہ ہے۔ ہمارے سامنے سید الانبیاء فخر الفضلاء مولانا مولوی حافظ مفتی حکیم سید شاہ آل مصطفےٰ صاحب قبلہ دامت برکاتہم القدسیہ صدر مناظرہ منتخبہ جماعت اہلسنت جوری دلبسنڈ کا مکتوب گرامی ہے جس سے مناظرہ کے صحیح حالات معلوم ہوئے جس میں حضرت قبلہ موصوف نے تحریر فرمایا ہے کہ جب دیوبندی مناظرہ کے لئے بالکل مجبور ہو گئے۔ یعنی جب اُن کی حیلہ بازیاں ناکام ہو گئیں اور فرار کا کوئی راستہ نہیں رہا۔ تو انہوں نے یہ عذر کیا کہ ہمارے پاس کتابیں نہیں ہیں۔ اس عذر پر انہیں دو گھنٹہ کی مہلت دی گئی۔ اور اس انتظار میں علمائے اہلسنت کے مواعظ حسنہ ہوتے رہے۔ آخر خدا خدا کر کے مناظرہ کا دن آیا تو دیوبندیوں نے خفیہ کوشش کر کے حکام سے مناظرہ بند کرا دینے کی امداد چاہی مگر بحمدہ تعالیٰ اس میں اُس وقت ناکام رہے اور ان کو انہیں مجبوراً فوراً مناظرہ کرنا پڑا۔ پہلے دیوبندیوں نے اپنا صدر مولوی عبد الخالق کو بنایا لیکن دوسرے ہی روز اس کو معزول کر کے ابو الوفا شاہجہانپوری کو صدر منتخب کیا۔ اہلسنت نے اپنا صدر حضرت سید العلماء دامت برکاتہم القدسیہ کو بنایا۔ مناظرہ میں دیوبندیوں نے پھر فرار کے کئی راستے نکالے۔ مگر مناظر اہلسنت حضرت ناصر الاسلام والمسلمین سلطان المناظرین مظہر اعلیٰ حضرت شبیر ہند اہل سنت مولانا مولوی مفتی حافظ قاری محمد حشمت علی خان صاحب قبلہ قادری برکاتی مد ظلہم الاقدس نے اُن کے فرار کے تمام راستے بند کر دیئے اور ایسا سخت جھگڑا کیا کہ وہ محمدی ہتھیار سے اس شیر کے شیرانہ حملوں سے عاجز آ گئے۔ دیوبندیوں کے صدر نے اپنے مناظر عبد اللطیف کی کمزوری اور پریشانی کو محسوس کرتے ہوئے انکو ذلت سے بچانے کے لئے خلاف اصول خود ہی بیچ میں چلانے لگے حضرت صدر اہل سنت دامت برکاتہم نے انہیں اس بے اصولی پر تنبیہ فرمائی۔ مگر وہ باز نہیں آئے۔

رضا خانی بریلویوں نے تو حد ہی کر دی کہ اپنے پیروں اور مولویوں کو کچھ کا کچھ بنا کر پیش کرتے ہیں جیسا کہ ایک بریلوی غالی مرید اپنے پیر و مرشد خواجہ محمد بخش جن کا لقب حضور نازک کریم اور تخلص نازک ہے کو عین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سمجھ کر اپنے عقیدت کے پھول یوں نچھاور کر رہے ہیں چنانچہ ایک بریلوی غالی کا عقیدہ اپنے پیر و مرشد کے بارے میں ملاحظہ فرمائیں۔

غالی مرید کی عقیدت

طالب خدا گوہ کہ نازک بچشم من ☆ عین محمد است کہ عربی شنیدۂ

(ہفت اقطاب صفحہ: ۱۵۱۔ طبع اول مطبوعہ ڈیرہ غازی خان)

مندرجہ بالا کفریہ وشرکیہ شعر میں رضا خانی بریلوی مولوی غلام جہانیاں صدر پاک سنی تنظیم ڈیرہ غازی خاں اپنے پیرومرشد کو نبوت ورسالت کا تاج پہناتے ہوئے امام الانبیاء حبیب کبریاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شدید توہین کر دی۔ اور کھلے لفظوں میں برملا کہدیا کہ،

عین محمد است کہ عربی شنیدۂ

(ترجمہ) کہ اے طالب خدا گواہ ہے کہ میرا پیر میری آنکھوں میں عین محمد رسول اللہ ﷺ ہی ہے جنہیں تو نے سن رکھا ہے۔ (العیاذ باللہ)

رضا خانی مؤلف اب بتاؤ تم اور تمہارے بریلوی کہا جا رہے ہیں اور اپنے پیروں کو کہیں سے کہیں لیجا رہے ہو۔ کچھ تو خوف خدا کرو اور ہوش میں آؤ اور لگتا یوں ہے کہ تم اور تمہارے بریلوی مولوی حالت سکر میں زندگی گذار رہے ہیں، اسکے بعد ایک اور بریلوی عاشق اور غالی عقیدت مندت کی بات بھی سنتے جائے کہ وہ اپنے بریلوی بھائیوں کو کیا رضا خانی پیغام دے رہے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

پیر صاجب کی شکل میں؟

ایک رضا خانی بریلوی اپنے پیرومرشد کے ساتھ اپنے عشق ومحبت کا اظہار کرتے ہوئے اپنے بریلویوں کو یوں پیغام دے رہے ہیں، کہ کوٹ مٹھن میں آتا کہ تو خیر الوری صلی اللہ علیہ وسلم کا چہرہ دیکھ لے کیونکہ پیر فرید کی صورت میں شہنشاہ حجاز صلی اللہ علیہ وسلم یہاں آئے ہیں العیاذ باللہ غالی عقیدت مند کا شعر ملاحظہ فرمائیں۔

بیا در کوٹ مٹھن تارخ خیر الوری بنی ☆ کہ در شکل فرید ﷺ آمد شہنشاہ حجاز ایں جا

(دیوان محمد صفحہ: ۷۰۔ طبع اول۔ مطبوعہ ہمدرد پرنٹنگ پریس پرانی سبزی منڈی ملتان)

رضا خانی مؤلف اب بتاؤ کہ تمہارے بریلوی اپنے پیرومرشد حضرت خواجہ غلام فرید کوٹ مٹھن والے کو کیا کہہ کر پیش کر رہا ہے خدارا کچھ تو ہوش کرو کہ خدا کو خدا سمجھو رسول کو رسول سمجھو صحابی کو صحابی سمجھو ولی کو ولی سمجھو پیر کو پیر سمجھو اور اپنے پیر صاحب کی تعریف کرو ضرور کرو بالکل کرو لیکن مقام الوہیت اور مقام رسالت پر مت بٹھاؤ۔

حضرات گرامی! مندرجہ بالا شعر میں حضرت پیر فرید صاحب کے نام کے ساتھ کتاب میں صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا موجود ہے جس کا دل چاہے دیکھ لے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نام اقدس کے ساتھ صلی اللہ علیہ وسلم لکھا ہوا نہیں بس یہ ہے بریلوی عشق ومحبت کہ جس کا عجیب وغریب مظاہرہ ہو رہا ہے اور یہ مسکین بیچارے ہر مقام پر ہی الٹے قدم اُٹھائے جا رہے ہیں اور یہ اپنے پیروں کی محبت میں اس قدر مستغرق ہو چکے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم اقدس کی خوشبو کو پیر صاحب کی خوشبو کے برابر سمجھتے ہیں جیسا کہ اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی نے اپنے ملفوظات میں اپنے جذبہ عقیدت کا یوں اظہار کیا ہے ملاحظہ فرمائیں۔

جو پہلی بار پائی تھی؟

ایک روز دیکھا کہ حضرت تشریف لائے اور حضرت کے شاگرد مولوی برکات احمد صاحب مرحوم کہ میرے پیر بھائی اور حضرت پیر مرشد برحق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فدائی تھے کم ایسا ہوا ہوگا کہ حضرت پیر مرشد کا نام پاک لیتے اور ان کے آنسو رواں نہ ہوتے جب ان کا انتقال ہوا اور میں دفن کے وقت ان کی قبر میں اترا مجھے بلا مبالغہ وہ خوشبو محسوس ہوئی جو پہلی بار روضۂ انور کے قریب پائی تھی۔

(ملفوظات مولوی احمد رضا خان بریلوی جلد ۲ صفحہ: ۲۷۔ مطبوعہ مدینہ پبلی شنگ کمپنی کراچی)

حضرات گرامی! مندرجہ بالا اعلیٰ حضرت بریلوی کے ملفوظ میں اس بات کی وضاحت

موجود ہے کہ جو خوشبو ایک اُمتی برکات احمد کی قبر میں پائی گئی بس وہی خوشبو قبر میں اترنے والے بریلوی نے روضۂ رسول ﷺ کے قریب پائی تھی ۔ یہ رسول اللہ ﷺ کی شان اقدس میں کس درجہ کھلم کھلی گستاخی ہے اور یہ طے شدہ بات ہے کہ تمام صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اور تابعین عظام اور تبع تابعین اور اولیاء کرام رحمۃ اللہ علیہم مل جائیں تو پھر بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خوشبو کے مقابلہ میں ان کی خوشبو کا وہ مقام ہرگز نہیں جو مقام خوشبوئے رسول ﷺ کو حاصل ہے اور چہ جائیکہ ایک امتی برکات احمد کو رسول اللہ ﷺ کی خوشبو کے مثل قرار دینا بہت بڑا جرم عظیم اور سراسر کفر ہے اور رضا خانی بریلوی یہاں تک نہیں رکے اس سے آگے اور ایک ایسا قدم اُٹھاتے ہیں کہ دیکھنے والے بس دیکھتے ہی رہ جائیں اور وہ اپنی لگن اور مستی میں قدم اُٹھاتے جائینگے اور پیچھے مڑکر نہیں دیکھتے کہ ہماری کوئی اصلاح کرنے والا ہمیں پکار بھی رہا ہے یا نہیں۔

حضرت ایوب علیہ السلام کی شان میں گستاخی

رضا خانی مولوی سید ابو الحسنات محمد احمد بریلوی نے اپنی کتاب حوادثات روزگارفی رحمۃ غفار المعروف بہ اوراق غم طبع اول ۱۳۴۸ھ میں حضرت ایوب علیہ السلام کی شان میں بایں الفاظ توہین کی ہے۔ عبارت ملاحظہ فرمائیں:

حدیث میں ہے چار ہزار کیڑے آپ کے جسد مبارک میں پیدا ہو گئے وہ اعضاء مبارک کو کھاتے اہل شہر نے آپ کو بیرون شہر کر دیا آپ زمین شام میں عہدۂ نبوت پر مأمور تھے۔

(حوادثات روزگارفی رحمت غفار المعروف بہ اوراق غم صفحہ ۶۳

طبع اول ۱۳۴۸ھ مطبوعہ منظور عام سٹیم پریس پیسہ اخبار سٹریٹ لاہور)

مندرجہ بالا واقعہ کی صحت رضا خانی بریلویوں کے ذمہ ہے وضاحت فرمائیں ۔ کہ جبکہ مندرجہ بالا واقعہ میں حضرت ایوب علیہ السلام کے جسم اقدس میں چار ہزار کیڑوں کا تذکرہ ہے اور یہ بات تو صحیح ہے کہ حضرت ایوب علیہ السلام کو شدید بیماری لاحق ہوگئی تھی یعنی کہ بہت ہی سخت بیمار ہو گئے تھے ۔ لیکن یہ بات کہ

ان کے جسم میں چار ہزار کیڑے پڑھ گئے تھے یہ بات محل نظر ہے۔ کیونکہ حدیث پاک کے مطابق تو ذکر ہے: کہ حق تعالی نے انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام پر مٹی کو حرام فرمادیا ہے کہ وہ انبیاء کرام علیہم السلام کے اجسام پاک کو کھائے۔ اور تعجب ہے کہ کیڑوں پر ایک نبی کے جسم اقدس کو حلال کر دیا کہ وہ کھاتے رہیں۔ اور وہ بھی چار ہزار کی تعداد میں اور چار ہزار کا عدد ثابت کرنا بریلوی علماء کے ذمہ ہے۔ کہ وہ کسی صحیح اور مرفوع حدیث سے چار ہزار کے عدد کو ثابت کریں اور مولوی ابوالحسنات محمد احمد بریلوی نے چار ہزار کیڑوں کا عدد لکھ کر حضرت ایوب علیہ السلام کی شان میں سنگین گستاخی کا ارتکاب کیا ہے۔

حضرات گرامی! خدارا ذرا سوچو تو سہی کہ گستاخ انبیاء کرام کا مرتکب کون ہو رہا ہے۔ لیکن آپ کو یقین کامل ہو جائیگا کہ انبیاء کرام علیہم السلام کی گستاخی کا ارتکاب بریلویوں کا ہی وطیرہ ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام کی شان میں توہین

چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں مولوی ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رضوی بریلوی اپنی کتاب حوادثات روزگار فی رحمت غفار المعروف بہ اوراق غم میں بایں الفاظ توہین کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

وہ آدم جو سلطان مملکت بہشت تھے وہ آدم جو متوج بتاج عزت تھے آج شکار تیر مذلت ہیں۔

(حوادثات روزگار فی رحمت غفار المعروف بہ اوراق غم صفحہ: ۲۔ طبع اول ۱۳۴۸ھ
مطبوعہ منظور عام سٹیم پریس بازار پیسہ اخبار سٹریٹ لاہور)

حضرات گرامی! مندرجہ بالا عبارت میں مولوی ابوالحسنات بریلوی نے حضرت آدم علیہ السلام کی شان اقدس میں شدید توہین کا ارتکاب کرتے ہوئے یوں کہدیا کہ آدم علیہ السلام ذلت کے تیر کا شکار ہو کر ذلیل ہو گئے۔ العیاذ باللہ تعالی۔

ان اللہ اشترٰی من المؤمنین انفسہم واموالہم بان لہم الجنۃ
وما ارسلناک الا رحمۃ للعلمین
حمد و ثنائے پروردگار
فی
رحمت غفار
المعروف بہ
اوراق غم
از تالیف لطیف فاضل جلیل عالم نبیل مولانا مولوی حافظ قاری حکیم
ابو الحسنات سید محمد احمد صاحب قادری رضوی اشرفی
حسب فرمائش مؤلف

شیطان سے خلود جنت آدم و حوا

نہ دیکھا گیا۔ بوسیلۂ طاؤس و مار بہشت میں آیا۔ جھوٹی قسموں سے اپنے کو آدم و حوا کا خیر خواہ ثابت کیا۔ اور خلودِ جنت دانہ گندم کے کھانے پر موقوف بتاتے ہوئے آپ کو کھلا ہی دیا۔

ادہر کھانا تھا ادہر لشکر بلاؤ مصائب کا آنا

وہ آدم جو سلطان مملکت بہشت تھے۔ وہ آدم جو متوج بتاج عزت تھے آج شکارِ تیر مذلت ہیں۔

حلل نوری جسد نوری سے

جدا ہو گئے۔ آپ رونے لگے۔ اور از خود رفتگی میں بدن مستور فرمانے کو جس درخت کی جانب جاتے وہ درخت آپ سے دور ہوتے۔ خطاب الٰہی ہوا۔

اَتَفِرُّ مِنِّیْ یَا آدَمُ

کیا آدم ہم سے بھاگتے ہو؟

عرض کی۔ بَلْ حَیَاءً مِنْکَ۔ شرم گناہ سے پریشان ہو کر خجل ہوں تجھ سے کہاں بھاگوں کیسے بھاگوں۔ تجھ سے چھپنا محال ہے۔ شعر

کجا روم کہ بغیر از درت پناہ نہ دارم

جز آستانہ لطفت گریزگاہ نہ دارم

بالآخر انجیر کے پتوں سے جسم مبارک چھپایا۔ ارشاد الٰہی ہوا کہ اب بہشت سے باہر تشریف لے جائیے۔ آدم علیہ السلام حضرت حوا کا ہاتھ تھامے باہر تشریف لائے۔ اور پھر پھر کر رحم الٰہی پر نظر ڈالتے کہ شاید اب بھی حکم دخول جنت ہو جائے۔ مگر اتنا سہارا ہوا کہ وقت خروج بسم اللہ الرحمٰن الرحیم زبان مبارک پر جاری تھا۔ جبریل نے اس کلمہ کے سنتے ہی آدمؑ کو بشارت دی کہ اگرچہ اس وقت عتاب ہے مگر اسم رحمٰن الرحیم آپ کا ساتھ دے گا۔ آدم نے جناب الٰہی میں عرض کی کہ خدایا اسم رحمٰن و رحیم پڑھنے والا اور معتوب ہو۔

علاوہ ازیں ایک دوسرے رضا خانی بریلوی پیر صاحب تو صرف حضرت آدم بننے کا یوں دعویٰ کر رہے ہیں:

حضرت آدم علیہ السلام بننے کا دعویٰ

آدم و قتم نمی دانی مرا ☆ سجدہ ام فرض است بر روح الامیں

(دیوان محمدی صفحہ: ۵۰ طبع اول مطبوعہ ہمدرد پرنٹنگ پریس پرانی سبزی منڈی روڈ ملتان شہر)

مندرجہ بالا شعر میں ایک بریلوی پیر صاحب بایں الفاظ اپنے دعویٰ نبوت کا برملا اظہار کرتے ہیں جکا ترجمہ ملاحظہ فرمائیں میں خود آدم ہوں اس لئے جبریل امین پر فرض ہے کہ وہ مجھے سجدہ کریں۔ العیاذ باللہ

حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی شان میں توہین

چنانچہ مولوی ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رضوی بریلوی اپنی کتاب حوادثات روزگارنی رحمت غفار المعروف بہ اوراق غم میں بایں الفاظ حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل علیہما السلام کی شان میں بایں الفاظ توہین کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

ابراہیم خلیل اس خبر کے سنتے ہی زار و قطار اشک بار ہوئے ارشاد ہوا کہ خلیل ان کے غم میں روئے گا اسے ثواب اس قدر ہم عطا فرمائینگے جتنا تمہیں تمہارے فرزند کی قربانی میں عطا ہوا ہے۔

(حوادثات روزگارنی رحمت غفار المعروف بہ اوراق غم صفحہ: ۲۲۔ طبع اول ۱۳۴۸ھ

مطبوعہ منظور عام سٹیم پریس بازار پیسہ اخبار سٹریٹ لاہور)

قارئین محترم! اہلسنت والجماعت کا عقیدہ ہے کہ انبیاء کرام علیہم السلام کے علاوہ کوئی شخص خواہ وہ ولی قطب یا ابدال ہی کیوں نہ ہو اس کا کوئی بڑے سے بڑا عمل بھی کسی نبی کے بظاہر چھوٹے سے چھوٹے عمل کے برابر ہرگز نہیں ہو سکتا جب کہ رضا خانی بریلوی کا عقیدہ یہ ثابت ہوا کہ جو شخص بھی حضرت حسین رضی اللہ عنہ کے غم میں روئے گا تو اسکو وہی ثواب ملے گا جو حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کرنے میں

حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام کو ملا تھا۔

تو مندرجہ بالا عبارت میں کھلے لفظوں میں حضرت اسماعیل علیہ السلام کی بھی شدید توہین کی گئی ہے کیونکہ ان کے عمل کو غیر نبی کے عمل کے برابر کر دیا گیا ہے۔

حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہما السلام کی شان میں توہین

رضا خانی بریلوی عقیدے کے مشہور پیر مولوی خواجہ محمد یار گڑھی والے حضرت یوسف علیہ السلام اور حضرت یعقوب علیہ السلام کی شان اقدس میں بایں الفاظ توہین کرتے ہوئے کہتے ہیں:۔ کہ کنویں میں ڈالا جانے والا حضرت یوسف میں ہی ہوں اور ان کے فراق میں رونے والا بھی حضرت یعقوب علیہ السلام میں ہی ہوں۔ چنانچہ عقیدہ ملاحظہ فرمائیں:

یوسفم ؑ درچاہ کنعان من بدم ☆ نیز یعقوبم کہ گریاں من بدم

(دیوان محمدی صفحہ: ۲۶۹ طبع اول مطبوعہ ہمدرد پرنٹنگ پریس پرانی سبزی منڈی روڈ ملتان شہر)

مندرجہ بالا شعر میں حضرت خواجہ محمد یار گڑھی والے بریلوی نے حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہما السلام کی شان اقدس میں شدید توہین کا ارتکاب کیا ہے لیکن پھر بھی کس منہ سے اپنے کو سنی اور عاشق رسول کہتے ہیں افسوس ہے ان کی حالت پر کہ دن رات خلاف شرع اعمال کریں لیکن پھر بھی ان کے سُنّی ہونے میں قطعاً فرق نہ آئے اور عوام الناس پر حیران ہیں کہ ایسے حامی شرک و بدعت اور ماحی توحید و سنت کا فریضہ سرانجام دینے والوں کو اپنی جہالت کی بنا پر سنی اور عاشق رسول ہونے کی ڈگری جاری کر دیتے ہیں۔ لیکن حقیقت میں ایسے لوگ جو خلاف شرع اعمال کے مرتکب ہوتے ہیں اور وہ یقیناً راہ حق سے بھٹکے ہوئے ہیں اور ہدایت کا ڈپو صرف ذات خدا کے پاس ہے وہ ذات جسے چاہیے ہدایت عطا کریں اور جسے نہ چاہیے ہدایت جیسی نعمت سے محروم رکھے ہر قسم کے تمام اختیارات اس ذات خدا ہی کو حاصل ہیں۔

امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین

چنانچہ مولوی ابوالحسنات سید محمد احمد قادری رضوی بریلوی اپنی کتاب حوادثات روزگار فی رحمت غفار المعروف بہ اوراق غم میں بایں طور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں توہین کرتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

روایت ہے سال دہم ہجری میں حضور نے حجۃ الوداع ادا فرمایا اور مقام عرفات میں روز عرفہ یہ آیت کریمہ نازل ہوئی: الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دیناً۔ یعنی اے حبیب آج ہم نے تمہارا رے لیے تمہارا دین کامل فرمادیا اور تم پر اپنے نعمتیں پوری کردیں اور تمہارے لیے اسلام کو دین بنا کر پسند کیا آقاء مدینہ رحمت مجسم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس آیت میں سے رائحہ انتقال پائی اس لیے کے بعد کمال زوال ہوتا ہے:

چو آفتاب بصف نہار یافت کمال ☆ مقرر است کہ روے نہد بسوئے زوال

(حوادثات روزگار فی رحمت غفار المعروف بہ اوراق غم صفحہ: ۱۱۳۔ طبع اول ۱۳۴۸ھ
مطبوعہ منظور عام سٹیم پریس بازار پیسہ اخبار سٹریٹ لاہور)

مندرجہ بالا واقعہ میں بریلوی مولوی ابوالحسنات محمد احمد نے امام الانبیاء حبیب کبریاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں شدید توہین کی ہے حالانکہ اہلسنت والجماعت علماء دیوبند کا عقیدہ ہے کہ ہر لحہ ہر لحظہ ہر گھڑی ہر آن اللہ تعالی اپنے پیارے محبوب حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے درجات اور مراتب میں اضافہ فرماتے رہے۔ اور بریلوی فرقہ میں الٹی گنگا بہہ رہی ہے کہ ان کے نزدیک حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا زوال شروع ہوئے تقریباً چودہ سو سال گزر چکے ہیں اور پندرھویں صدی بھی شروع ہو چکی ہے معاذ اللہ تعالی حالانکہ بریلویوں کے خلاف شرع عقیدے کے مقابلے میں آپ حضرات قرآن مجید میں حق تعالی کا ارشاد بھی ملاحظہ فرمائیں چنانچہ حق تعالی کا ارشاد ہے:

وللآخرۃ خیر لک من الاولیٰ (سورۃ الضحیٰ پارہ ۳۰ آیت نمبر ۴)

(ترجمہ) اور بیشک (ہر) پچھلی (گھڑی) آپ کے لیے پہلی سے بہتر ہے۔

قارئین محترم! یہ آپ کی پسند ہے کہ قرآن مجید میں واضح ارشاد خداوندی پر عقیدہ رکھیں یا کہ بریلوی مولوی ابوالحسنات محمد احمد کی تحقیق پر رکھیں کیونکہ جو یقیناً بریلوی ہے وہ تو اپنے عقیدے کے مولوی بریلوی کی تحقیق پر دل وجان سے عمل پیرا ہوگا وہ تو قطعاً ارشاد خداوندی کی پرواہ نہ کریگا۔ کیونکہ اگر قرآن پر عمل کرنا ہے تو پھر بریلوی عقیدے کو چھوڑنا پڑیگا یہ اس کے لیے انتہائی مشکل مسئلہ ہے اگر بریلوی قرآن پر عمل کریں تو آج سے ہی تمام جھگڑے والے مسائل سرے سے ہی ختم ہو جائینگے لیکن بریلویت کے عاشق بریلوی مولوی عامۃ المسلمین کو بریلویت ہرگز نہیں چھوڑنے دیں گے بلکہ وہ لوگوں کو چپکے چپکے تعلیم دیتے ہیں کہ بس پیرومرشد قیامت کے دن اپنے متبعین کا ہاتھ پکڑ کر سیدھے جنت میں لے جائینگے بس پیرومرشد ہی سب کچھ ہے وغیرہ وغیرہ۔

حضرت آدم علیہ السلام کی توہین کا ارتکاب

مذہب اسلام کے عقیدے کے تحت نبی ورسول کبھی بھی شیطان کی زد میں نہیں آتا انکی ہرادا بے مثل ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل وکرم سے انبیاء کرام معصوم عن الخطا ہوتے ہیں اور ہر قسم کی لغزش سے اللہ تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتے ہیں کیونکہ انبیاء کرام علیہم السلام کے معلم خود ذات خدا ہوتے ہیں مگر بریلوی عقیدے میں انبیاء کرام علیہم السلام کو وسوسہ شیطانی سے محفوظ نہیں سمجھا جاتا چنانچہ مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی بدایونی اپنی تفسیر نور العرفان میں تحریر فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں:

معلوم ہوا کہ کوئی شخص کسی جگہ شیطان کے وسوسہ سے محفوظ نہیں آدم علیہ السلام مقبول بارگاہ تھے اور جنت محفوظ مقام تھا مگر وہاں داؤ مار دیا لہٰذا بُری جگہ نہ جاؤ اللہ سے پناہ مانگتے رہو اپنے کو شیطان سے محفوظ نہ جانو یہ بھی معلوم ہوا کہ وسوسہ انبیاء کرام کو بھی ہو سکتا ہے ہاں اُن سے گناہ یا بدعقیدگی سرزد نہیں ہو سکتی۔

(تفسیر نور العرفان ۲۴۱۔ ، حاشیہ نمبر ۱۱۔ طبع اول)

قارئین محترم! مندرجہ بالا عبارت میں یہ تاویل تو ہو سکتی تھی کہ حضرت آدم علیہ السلام اس وقت تک مقام نبوت پر فائز نہ ہوئے تھے اور حضرت آدم علیہ السلام کے اس واقعہ خاص کو تمام انبیاء کرام علیہ السلام کیلئے ایک اصول بنا کر ان میں سے کوئی بھی وسوسہ شیطانی سے محفوظ نہیں رہا یہ ہرگز صحیح اور درست نہیں اور بریلویوں نے تو اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کی پیروی میں تمام انبیاء کرام علیہ السلام کیطرف وسوسہ شیطانی کی نسبت کر کے کھلم کھلا توہین انبیاء کرام کا ارتکاب کیا ہے۔ بس بریلویوں سے تو ایسی ہی خدمت دین کی توقع خوب ہے ایسے ہی بریلوی اپنے خلاف شرع عقائد میں یوں بے لگام ہو چکے ہیں کہ انہیں ذرہ برابر خوف خدا نہیں جیسا کہ انہوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی شان میں بھی شدید توہین کا ارتکاب کیا ہے چنانچہ حضرت نوح علیہ السلام اللہ تعالیٰ کے پیغمبر تھے کفار کے مبلغ ہرگز نہ تھے نہ آپ نے کبھی کفر کی تبلیغ کی آپ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے مبلغ تھے مگر افسوس صد افسوس کہ اعلیٰ حضرت بریلوی کے پیروکار مفتی احمد یار خان نعیمی گجراتی بریلوی بدایونی نے اپنی تفسیر نور العرفان میں حضرت نوح علیہ السلام کی شان اقدس میں توہین کر ڈالی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت نوح علیہ السلام کی شان میں توہین

چونکہ نوح علیہ السلام سب سے پہلے کفار کے مبلغ ہیں۔

(تفسیر نور العرفان صفحہ: ۸۶۳۔ حاشیہ نمبر ۱۱۔ طبع اول)

حضرات گرامی! اہلسنت والجماعت علماء دیوبند کثر اللہ تعالیٰ جماعتہم کا بنیادی عقیدہ ہے کہ نبی ورسول نے پلک جھپکنے کے برابر بھی کبھی کفر یا شرک نہیں کیا نہ نبوت سے پہلے اور نہ ہی نبوت ملنے کے بعد کفر وشرک سے ہمیشہ انبیاء کرام علیہ السلام ہمیشہ سے محفوظ رہے ہیں۔ کیونکہ اس مقدس گروہ کے معلم خود خدا تعالیٰ ہیں وہ کفار کے مبلغ کیسے ہو سکتے ہیں حضرت آدم علیہ السلام کے بعد حضرت نوح علیہ السلام پہلے نبی

ہیں کہ جن کو رسالت سے سرفراز کیا گیا اور ایسے نفوس قدسیہ اپنے پیشرو رسول کی تعلیمات کے مبلغ ہوتے ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ نے اپنی وحی اور کلام کیلیے منتخب کیا ہوا اور صحیح مسلم شریف کی روایت باب شفاعت میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے ایک طویل روایت ہے کہ جس میں یہ صراحت موجود ہے:

یانوح انت اول الرسل الی الارض.

(ترجمہ) اے نوح تم زمین پر پہلے رسول ہو (جنہیں مستقل شریعت دی گئی)۔

آخر کار اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت قدیمہ کے مطابق انسانوں کی رہنمائی وہدایت کیلیئے اُسی قوم سے حضرت نوح علیہ السلام کو مبعوث فرمایا تو حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو توحید خالص اور اللہ واحد کی عبادت کرنے کی تلقین شروع فرمائی تو قوم کا جاہل طبقہ حضرت نوح علیہ السلام کو ستانے اور زدوکوب کرنے کے درپے ہو گیا اور امراء ورئیس قوم نے تکذیب وتحقیر کا شعار اختیار کر لیا اور حضرت نوح علیہ السلام نے اپنی قوم کو فرمایا کہ میں رب العالمین کی طرف سے بھیجا ہوا رسول ہوں تمہیں اپنے رب کے پیغامات پہنچاتا ہوں اور تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں اور مجھے اللہ کی طرف سے وہ کچھ معلوم ہے جو تم کو معلوم نہیں اور حق تعالیٰ کا ارشاد ہے:

لقد ارسلنا نوحا الی قومه فقال یقوم اعبدوا الله مالکم من اله غیره. انی اخاف علیکم عذاب یوم عظیم. (سورۃ الاعراف پارہ ۸ آیت نمبر ۵۹)

(ترجمہ) البتہ تحقیق ہم نے نوح کو اس کی قوم کی طرف بھیجا اس نے کہا اے میری قوم کے لوگو اللہ کی بندگی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں میں تمہارے حق میں ایک ہولناک دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔

لیکن بریلوی اس حکم خدا کے مقابلہ میں حضرت نوح علیہ السلام کو کفار کا مبلغ بنانے پر تلے ہوئے ہیں اور یہ بریلوی عقیدہ تو قرآن مجید کے ارشاد کے مقابلے میں سراسر غلط اور باطل ہے۔

امام الانبیاء حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اقدس میں شدید توہین

بریلویوں کا عقیدہ ہے کہ شیطان رسول اللہ ﷺ کی سی آواز نکال سکتا ہے چنانچہ مفتی احمد یار خاں نعیمی گجراتی بریلوی بدایونی اپنی کتاب مواعظ نعیمیہ میں تحریر فرماتے ہیں، ملاحظہ فرمائیں:

حضور ﷺ کی یہ صفت خاص ہے آپ کا ہم شکل کوئی نہیں بن سکتا ورنہ لوگ حضرت سلیمان علیہ السلام اور حضرت مسیح علیہ السلام کے ہم شکل بن گئے البتہ شیطان اپنی آواز حضور ﷺ کی آواز سے مشابہ کر سکتا ہے جیسا کہ سورۃ والنجم شیطان نے حضور ﷺ کی طرح پڑھ دی۔

(مواعظ نعیمیہ حصہ اول صفحہ: ۱۴۲ طبع اوّل مطبوعہ نوری کتب خانہ لاہور)

مندرجہ بالا عبارت میں بریلویوں نے عامۃ المسلمین کو یہ غلط تأثر دیا ہے کہ شیطان حضور ﷺ کی آواز کے مشابہ اپنی آواز کو نکال سکتا ہے العیاذ باللہ۔ اور لوگوں کو دھوکہ وغیرہ بھی دے سکتا ہے گویا کہ حضور ﷺ ہی بول رہے ہیں. جیسا مفتی صاحب نے دلیل پیش کی ہے کہ جیسا کہ سورۃ والنجم شیطان نے حضور ﷺ کی طرح پڑھ دی۔ **العیاذ باللہ.**

حضرات گرامی! مذہب اسلام کا یہ طے شدہ اصول ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہر پہلو کے اعتبار سے بے مثل صفات رکھتے ہیں تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ شیطان رسول اللہ ﷺ کی سی آواز نکال سکے اور وہ بھی تلاوت قرآن مجید میں۔

بریلویو خدارا کچھ تو سوچو تمہیں مرنا نہیں اس قسم کی لغویات اور وہ بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے بارے میں تو تم میدان محشر میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے کیسے جاؤ گے اور اپنا چہرہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو کیسے دکھاؤ گے حقیقت تو یہی ہے کہ تم اپنے خلاف شرع افعال

واقوال کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کی شفاعت سے یقیناً محروم رہو گے ۔ کیونکہ بدعتی اور مشرک کو شفاعت رسول قطعاً نصیب نہ ہوگی ۔ اور رسول اللہ ﷺ اور بدعتی کے مابین ایک دیوار اور پردہ حائل ہو جائیگا اور ارشاد ہوگا:۔ انک لاتدری مااحدثوا بعدک ۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرمائینگے ۔ فاقول سحقا سحقا لمن بدل بعدی ۔ میں کہوں گا جن لوگوں نے میرے بعد دین میں تبدیلی کی ۔ (یعنی کہ دین میں بدعات داخل کر دیں) ان سے دوری ہو دوری ہو ۔

حضرات گرامی ! بریلویوں کو تو اسلامی عقیدہ یہی رکھنا چاہیے کہ جس طرح شیطان رسول اللہ ﷺ کی شکل نہیں بنا سکتا تو اسی طرح وہ رسول اللہ ﷺ کی آواز بھی نہیں بنا سکتا حق تعالی نے شیطان ملعون کو یہ ہرگز طاقت نہیں دی کہ وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سی اپنی آواز بنا سکے یہ بریلوی عقیدے کی وسعت ظرفی ہے کہ انہوں نے بڑی جرأت سے یہ بات لکھ دی کہ شیطان حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آواز کے مشابہ اپنی آواز کر سکتا ہے معاذ اللہ تعالی لیکن بریلویت کا یہ عقیدہ فرمان رسول اللہ ﷺ کے سراسر خلاف ہے ۔

حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ پر سنگین الزام

رضا خانی مؤلف نے فخر المحدثین استاذ العلماء حضرت مولنا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب البراہین القاطعۃ علی ظلام الانوار الساطعہ مطبوعہ انڈیا صفحہ: ۱۴۸ ۔ کی مندرجہ ذیل عبارت کا ٹکڑہ خیانت اور بددیانتی سے نقل کر کے پھر اس پر ایسا مکروہ اور گھناؤنا تبصرہ کر ڈالا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت باسعادت کو کرشن کنھیا کے جنم دن منانے کے ساتھ تشبیہ نقل کر دی جو کہ سراسر خلاف شرع فعل ہے ۔

رضا خانی مؤلف کی خیانت

پس یہ ہر روز اعادہ ولادت کا تو مثل ہنود کے سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں یا مثل روافض کے نقل شہادت اہل بیت ہر سال مناتے ہیں معاذ اللہ سانگ آپکی ولادت کا ٹھہرا اور خود یہ حرکت

قبیحہ قابل لوم وحرام وفسق ہے بلکہ یہ لوگ اس قوم سے بھی بڑھ کر ہوئے۔

(بلفظہ دیو بندی مذہب صفحہ: ۱۲۵ طبع دوم)

مندرجہ بالا خیانت اور بددیانتی پر مبنی حوالہ رضا خانی مؤلف نے اپنی کتاب کے صفحہ: ۱۲۵، کے علاوہ اپنی کتاب کے صفحہ ۲۴۹ اور ۳۵۷ پر بھی نقل کیا ہے رضا خانی مؤلف کا یہ بے بنیاد دعوی اور حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ پر سنگین الزام تراشی ہے رضا خانی مؤلف نے اپنی کتاب میں یوں ہی اوراق کے اوراق سیاہ کیئے ہیں جن میں حقیقت نام کی کوئی چیز نہیں پائی جاتی جیسا کہ اس رضا خانی مؤلف نے فخر المحدثین استاذ العلماء حضرت مولنا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف اس بے بنیاد بات کی غلط طور پر نسبت کردی کہ انہوں نے اپنی کتاب البراہین القاطعۃ علی ظلام الانوار الساطعہ مطبوعہ انڈیا صفحہ ۱۴۸ کی طویل عبارت سے اپنے ناپاک مقصد کو پورا کرنے کیلیے خیانت وبددیانتی پر مبنی ادھوری عبارت نقل کردی چنانچہ رضا خانی مؤلف کی نقل کردہ ادھوری اور بے بنیاد خیانت پر مبنی عبارت ملاحظہ فرمائیں:۔ تاکہ آپ پر یہ بات بھی واضح ہو جائے کہ یہ رضا خانی بریلوی فرقہ حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کے مقدس نام پر آئے دن علماء اہلسنت دیو بند پر کیچڑ اچھالتے رہتے ہیں۔

چنانچہ رضا خانی مؤلف کی بے بنیاد عبارت ملاحظہ فرمائیں:۔

یہ ہر روز اعادہ ولادت (حضور) کا مثل ہنود کے سانگ کنہیا کی ولادت کا ہر سال کرتے ہیں۔

(بلفظہ دیو بندی مذہب صفحہ: ۳۵۷)

قارئین محترم! رضا خانی مؤلف نے اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کے خاص مشن کے تحت البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ کے مصنف فخر المحدثین استاذ العلماء حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ پر بہتان عظیم باندھا ہے کیونکہ حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب میں امام المحدثین استاذ المفسرین حضرت مولانا احمد علی سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ اور قطب الاقطاب فقیہ اعظم محدث اعظم امام

ربانی حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ دونوں کا فتویٰ اپنی کتاب میں نقل کیا جس فتویٰ کی طویل ترین عبارت ۳۷ سطور پر مشتمل تھی یعنی کہ فتویٰ کی عبارت صفحہ ۱۴۷ سے شروع ہو کر صفحہ ۱۵۰ پر جا کر ختم ہوتی ہے تو اس طویل ترین عبارت کو چھوڑ دیا اور خیانت و بددیانتی اور کذب بیانی والے پہلو کو یوں اختیار کیا کہ صفحہ ۱۴۸ سے ایک نامکمل عبارت کا ٹکڑا رضاخانی مؤلف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۲۵ پر اور پھر وہی عبارت کا ٹکڑا ۲۴۹ پر اور پھر وہی عبارت کا ٹکڑا اپنی کتاب میں صفحہ ۳۵۷ پر بھی نقل کر دیا اور علماء اہلسنت دیوبند پر گستاخ رسول ہونے کا بہتان عظیم باندھ دیا وغیرہ وغیرہ لیکن رضاخانی مؤلف کا مندرجہ بالا بے بنیاد دعویٰ اور سنگین الزام کا جواب خود فخر المحدثین استاذ العلماء حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ نے علماء اہلسنت دیوبند کی مصدقہ اور معتبر کتب المہند علی المفند یعنی عقائد علماء اہلسنت دیوبند میں تفصیل سے جواب دیا ہے ملاحظہ فرمائیں کہ رضاخانی مؤلف کا علماء اہلسنت دیوبند کے خلاف بے بنیاد اور سنگین الزام کا دندان شکن جواب دیا گیا ہے۔ چنانچہ ملاحظہ فرمائیں:۔

فخر المحدثین استاذ العلماء حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کا دندان شکن جواب ملاحظہ فرمائیں

المہند علی المفند

یعنی

عقائد علماء اہلسنت دیوبند رحمہم اللہ

تالیف

فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری قدس اللہ سرہ العزیز
المتوفی ۱۳۴۶ھ

باضافہ

عقائد اہل السنۃ والجماعۃ

حضرۃ مولانا مفتی سید عبد الشکور ترمذی مدظلہم

تصدیقات قدیمہ و جدیدہ

مع مقدمہ

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ

مکتبہ مدنیہ
۱۷۔ اردو بازار ○ لاہور
فون : ۷۲۳۲۲۶۹

السوال الواحد والعشرون

اتقولون ان ذكر ولادته صلى الله عليه وسلم مستقبح شرعا من البدعات السيئة المحرمة ام غير ذلك۔

الجواب

حاشا ان يقول احد من المسلمين فضلا ان نقول نحن ان ذكر ولادته الشريفة عليه الصلوٰة والسلام بل و ذكر غبار نعاله وبول حماره صلى الله

اکیسواں سوال

کیا تم اس کے قائل ہو کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ذکر ولادت شرعاً قبیح سیئہ حرام ہے یا اور کچھ؟

جواب

حاشا کہ ہم تو کیا کوئی بھی مسلمان ایسا نہیں ہے کہ آنحضرت کی ولادت شریفہ کا ذکر بلکہ آپ کی جوتیوں کے غبار اور آپ کی سواری کے گدھے کے پیشاب کا تذکرہ بھی قبیح و بدعت سیئہ یا حرام

عليه وسلم مستقبح من البدعات السيئة المحرمة فالاحوال التي لها ادنى تعلق برسول الله صلى الله عليه وسلم ذكرها من احب المندوبات واعلى المستحبات عندنا سواء كان ذكر ولادته الشريفة او ذكر بوله وبرازه وقيامه وقعوده ونومه ونبهته كما هو مصرح في رسالتنا المسماة بالبراهين القاطعة في مواضع شتى منها وفي فتاوى مشائخنا رحمهم الله تعالى كما في فتوى مولانا احمد على المحدث السهارنفوری تلميذ الشاه محمد اسحق الدهلوي ثم المهاجر المكي ننقله مترجما لتكون نموذجا عن الجميع سئل هو رحمه الله تعالى عن مجلس الميلاد باي طريق يجوز وباي طريق لا يجوز فاجاب بان ذكر الولادة الشريفة لسيدنا رسول الله صلى الله عليه وسلم بروايات صحيحة في اوقات خالية عن وظائف العبادات الواجبات وبكيفيات لم تكن مخالفة عن طريقة الصحابة واهل القرون الثلاثة المشهود لها بالخير وبالاعتقادات التي

کہے وہ جملہ حالات جن کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ذرا سا بھی علاقہ ہے ان کا ذکر ہمارے نزدیک نہایت پسندیدہ اور اعلیٰ درجہ کا مستحب ہے خواہ ذکر ولادت شریفہ ہو یا آپ کے بول و براز نشست و برخاست اور بیداری و خواب کا تذکرہ ہو جیسا کہ ہمارے رسالہ براہین قاطعہ میں متعدد جگہ بصراحت مذکور اور ہمارے مشائخ کے فتویٰ میں مسطور ہے چنانچہ شاہ محمد اسحٰق صاحبؒ دہلوی مہاجر مکی کے شاگرد مولانا احمد علی محدث سہارنپوریؒ کا فتویٰ عربی میں ترجمہ کر کے ہم نقل کرتے ہیں تاکہ سب کی تحریرات کا نمونہ بن جائے۔ مولانا سے کسی نے سوال کیا تھا کہ مجلس میلاد شریف کس طریقہ سے جائز ہے اور کس طریقے سے ناجائز۔ تو مولانا نے اس کا یہ جواب لکھا کہ سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ولادت شریف کا ذکر صحیح روایات سے ان اوقات میں جو عبادات واجبہ سے خالی ہوں۔ ان کیفیات سے جو صحابۂ کرام اور ان اہل قرون ثلثہ کے طریقے کے خلاف نہ ہوں جن کے خیر ہونے کی شہادت حضرت نے دی ہے ان عقیدوں سے جو شرک و بدعت کے موہم نہ ہوں ان آداب

موهمة بالشرك والبدعة وبالآداب
التي لم تكن مخالفة عن سيرة الصحابة
التي هي مصداق قوله عليه السلام ما انا
عليه واصحابي وفي مجالس خالية عن
المنكرات الشرعية موجب للخير والبركة
بشرط ان يكون مقرونا بصدق النية
والاخلاص واعتقاد كونه داخلا في جملة
الاذكار الحسنة المندوبة غير مقيد بوقت
من الاوقات فاذا كان كذلك لا نعلم
احدا من المسلمين ان يحكم عليه بكونه
غير مشروع او بدعة الى آخر الفتوى فعلم
من هذا انا لا ننكر ذكر ولادته الشريفة
بل ننكر على الامور المنكرة التي انضمت
معها كما شاهدتموها في المجالس المولودية
التي في الهند من ذكر الروايات الواهيات
الموضوعة واختلاط الرجال والنساء و
الاسراف في ايقاد الشموع والتزيينات و
اعتقاد كونه واجبا بالطعن والسب و
التكفير على من لم يحضر معهم مجلسهم و
غيرها من المنكرات الشرعية التي لا يكاد
يوجد خاليا منها فلو خلا من المنكرات

کے ساتھ جو صحابہ کی اس سیرت کے مخالف نہ
ہوں، جو حضرت کے ارشاد ما انا علیہ واصحابی
کی مصداق ہے ان مجالس میں جو منکرات شرعیہ
سے خالی ہوں سببِ خیر و برکت ہے بشرطیکہ
صدقِ نیت اور اخلاص اور اس عقیدہ سے
کیا جاوے کہ یہ بھی منجملہ دیگر اذکارِ حسنہ کے ذکر
حسن ہے کسی وقت کے ساتھ مخصوص نہیں پس
جب ایسا ہوگا تو ہمارے علم میں کوئی مسلمان بھی
اس کے ناجائز یا بدعت ہونے کا حکم نہ دیگا الخ
اس سے معلوم ہو گیا کہ ہم ولادتِ شریفہ کے
منکر نہیں بلکہ ان ناجائز امور کے منکر ہیں جو اس
کے ساتھ مل گئے ہیں جیسا کہ ہندوستان کے
مولود کی مجلسوں میں آپ نے خود دیکھا ہے کہ
واہیات موضوع روایات بیان ہوتی ہیں۔
مردوں عورتوں کا اختلاط ہوتا ہے۔ چراغوں کے
روشن کرنے اور دوسری آرائشوں میں فضول خرچی
ہوتی ہے اور اس مجلس کو واجب سمجھ کر جو شامل نہ
ہوں اس پر طعن و تکفیر ہوتی ہے اس کے علاوہ
اور منکراتِ شرعیہ ہیں جن سے شاید ہی کوئی مجلس
میلاد خالی ہو، پس اگر مجلس مولود منکرات سے خالی
ہو تو حاشا کہ ہم یوں کہیں کہ ذکرِ ولادتِ شریفہ

حاشا ان نقول ان ذکر الولادۃ الشریفۃ منکر وبدعۃ وکیف یظن بمسلم ھذا القول الشنیع فھذا القول علینا ایضاً من افتراءات الملاحدۃ الدجالین الکذابین خذلھم اللہ تعالیٰ ولعنھم براً وبحراً سھلاً وجبلاً

ناجائز اور بدعت ہے اور ایسے قول شنیع کا کسی مسلمان کی طرف کیوں کر گمان ہو سکتا ہے پس ہم پر یہ بہتان بھی جھوٹے ملحد دجالوں کا افتراء ہے۔ خدا ان کو رسوا کرے اور ملعون کرے خشکی و تری، نرم و سخت زمین میں۔

السوال الثانی والعشرون

بائیسواں سوال

ھل ذکرتم فی رسالۃ ما ان ذکر ولادتہ صلی اللہ علیہ وسلم کجنم اسٹمی کنہیا ام لا؟

کیا تم نے کسی رسالہ میں یہ ذکر کیا ہے کہ حضرت کی ولادت کا ذکر کنھیا کے جنم اشٹمی کی طرح ہے یا نہیں؟

الجواب

جواب

ھذا ایضاً من افتراءات الدجالۃ المبتدعین علینا وعلی اکابرنا وقد بینا سابقاً ان ذکرہ علیہ السلام من احسن المندوبات وافضل المستحبات فکیف یظن بمسلم ان یقول معاذ اللہ ان ذکر الولادۃ الشریفۃ مشابہ بفعل الکفار وانما اخترعوا ھذہ الفریۃ عن

یہ بھی مبتدعین دجالوں کا بہتان ہے جو ہم پر اور ہمارے بڑوں پر باندھا ہے۔ ہم پہلے بیان کر چکے ہیں کہ حضرت کا ذکر ولادت مندوب اور افضل ترین مستحب ہے پھر کسی مسلمان کی طرف کیونکر گمان ہو سکتا ہے کہ معاذ اللہ یوں کہے کہ ذکر ولادت شریفہ فعل کفار کے مشابہ ہے بس اس بہتان کی بندش مولانا گنگوہی قدس سرہ کی اس عبارت سے

عبارة مولانا الگنگوهی قدس الله سره العزیز التی نقلناها فی البراهین علی صحیفة ۱۴۱ ، وحاشا الشیخ ان یتکلم ومراده بعیں بمراحل عما نسبوا الیه کما سیظهر عن ما نذکره وهی تنادی باعلی ندائه ان من نسب الیه ما ذکروه کذاب مفتر و حاصل ما ذکره الشیخ رحمه الله تعالیٰ فی مبحث القیام عند ذکر الولادة الشریفة أن من اعتقد قدوم روحه الشریفة من عالم الارواح الی عالم الشهادة وتیقن بنفس الولادة المنیفة فی المجلس المولودیة فعامل ما کان واجبا فی الساعة الولادة الماضیة الحقیقیة فهو مخطئ متشبه بالمجوس فی اعتقادهم تولد معبودهم المعروف (بکنهیا) کل سنة ومعاملتهم فی ذلك الیوم ما عومل به وقت ولادة الحقیقیة او متشبه بروافض الهند فی معاملتهم بسیدنا الحسین واتباعه من شهدائه کربلا رضی الله عنهم اجمعین حیث یاتون بحکایة جمیع ما فعل معهم فی کربلاء یوم قولا وفعلا فیبنون النعش و

کی گئی ہے جس کو ہم نے براہین کے صفحہ ۱۴۱ پر نقل کیا ہے اور حاشا کہ مولانا ایسی واہیات بات فرماویں۔ آپ کی مراد اس سے کوسوں دور ہے جو آپ کی طرف منسوب ہوا چنانچہ ہمارے بیان سے عنقریب معلوم ہو جائے گا اور حقیقت حال پکار اُٹھے گی کہ جس نے اس مضمون کو آپ کی طرف نسبت کیا وہ جھوٹا مفتری ہے۔ مولانا نے ذکر ولادت شریفہ کے وقت قیام کی بحث میں جو کچھ بیان کیا ہے، اُس کا حاصل یہ ہے کہ جو شخص یہ عقیدہ رکھے کہ حضرت کی روح پُر فتوح عالم ارواح سے عالم دنیا کی طرف آتی ہے اور مجلس مولود میں نفس ولادت کے وقوع کا یقین رکھ کر وہ برتاؤ کرے جو واقعی ولادت کی گزشتہ ساعت میں کرنا ضروری تھا، تو یہ شخص غلطی پر یا تو مجوس کی مشابہت کرتا ہے اس عقیدہ میں کہ وہ بھی اپنے معبود یعنی کنھیا کی ہر سال ولادت مانتے اور اس دن وہی برتاؤ کرتے ہیں جو کنھیا کی حقیقت ولادت کے وقت کیا جاتا اور یا روافض اہلِ ہند کی مشابہت کرتا ہے۔ امام حسین رض اور اُن کے تابعین شہداء کربلا رضی اللہ عنہم کے ساتھ برتاؤ میں کیونکہ روافض

الکفن والقبور ویدفنون فیها ویظهرون
أعلام الحرب والقتال ویصبغون الثیاب
بالدماء وینوحون علیها وأمثال ذلك من
الخرافات کما لا یخفی علی من شاهد
احوالهم فی هذه الدیار ونص عبارته
المعربة هکذا واما توجیه (ای القیام)
بقدوم روحه الشریفة صلی الله علیه وسلم
من عالم الارواح الی عالم الشهادة
فیقومون تعظیما له فهذا ایضا من حماقاتهم
لان هذا الوجه یقتضی القیام عند
تحقق نفس الولادة الشریفة ومتی
تکرر الولادة فی هذه الایام فهذه
الاعادة للولادة الشریفة مماثلة بفعل
مجوس الهند حیث یاتون بعین حکایة
ولادة معبودهم (کنهیا) او مماثلة
للروافض الذین ینقلون شهادة اهل
البیت رضی الله عنهم کل سنة (ای فعلا
وعملا) فمعاذ الله ما فعلهم هذا حکایة
للولادة المنیفة الحقیقة وهذه الحرکة
بلا شك وشبهة حریة باللوم والحرمة
والفسق بل فعلهم هذا یزید علی

بھی ساری ان باتوں کی نقل اتارتے ہیں جو قولاً
وفعلاً عاشورا کے دن میدانِ کربلا میں ان حضرات
کے ساتھ کیا گیا چنانچہ نعش بناتے، کفناتے اور
قبر کھود کر دفناتے ہیں، جنگ و قتال کے جھنڈے
چڑھاتے، کپڑوں کو خون میں رنگتے اور اُن پر
نوحے کرتے ہیں اسی طرح دیگر خرافات ہوتی ہیں
جیسا کہ ہر وہ شخص آگاہ ہے جس نے ہمارے ملک
میں ان کی حالت دیکھی ہے مولانا کی اردو عبارت
کی اصل عربی یہ ہے:۔۔۔ قیام کی یہ وجہ بیان
کرنا کہ روح شریف عالم ارواح سے عالم شہادت
کی جانب تشریف لاتی ہے۔ پس حاضرینِ مجلس اس
کی تعظیم کو کھڑے ہو جاتے ہیں پس یہ بھی بیوقوفی
ہے کیونکہ یہ وجہ نفسِ ولادت شریفہ کے وقت
کھڑے ہو جانے کو چاہتی ہے اور ظاہر ہے کہ
ولادت شریفہ بار بار ہوتی نہیں پس ولادت شریفہ
کا اعادہ یا ہندوؤں کے فعل کے مثل ہے کہ وہ
اپنے معبود کنھیا کی اصل ولادت کی ہو بہو نقل اتارتے
ہیں یا رافضیوں کے مشابہ ہے کہ ہر سال شہادت
اہلِ بیت کی قولاً وفعلاً تصویر کھینچتے ہیں، پس
معاذ اللہ بدعتیوں کا یہ فعل واقعی ولادت شریفہ کی
نقل بن گیا اور یہ حرکت بیشک و شبہ ملامت کے قابل

فعل اولئك فانهم يفعلونه فى كل
عام مرة واحدة وهؤلاء يفعلون
هذه المزخرفات الفرضية متى شاء
وا وليس لهذا نظير فى الشرع بان
يفرض امر ويعامل معه معاملة الحقيقة
بل هو محرم شرعًا اھ فانظروا يا اولى
الالباب ان حضرة الشيخ قدس الله
سره العزيز انما انكر على جهلاء الهند
المعتقدين منهم هذه العقيدة
الكاسدة الذين يقومون لمثل هذه
الخيالات الفاسدة فليس فيه تشبيه
لمجلس ذكر الولادة الشريفة بفعل
المجوس والروافض حاشا اكابرنا
ان يتفوهوا بمثل ذلك ولكن
الظلمين على اهل الحق يفترون و
بايات الله يجحدون۔

اور حرمت و فسق ہے بلکہ ان کا یہ فعل ان کے فعل
سے بھی بڑھ گیا کہ وہ تو سال بھر میں ایک ہی بار نقل
اتارتے ہیں اور یہ لوگ اس فرضی مزخرفات کو جب
چاہتے ہیں کر گزرتے ہیں اور شریعت میں اس کی
کوئی نظیر موجود نہیں کہ کسی امر کو فرض کر کے اس کے
ساتھ حقیقت کا سا برتاؤ کیا جائے بلکہ ایسا فعل
شرعًا حرام ہے الخ ——— پس اے صاحبانِ عقل
غور فرمائیے شیخ قدس سرہٗ نے تو ہندی جاہلوں
کے اس جھوٹے عقیدہ پر انکار فرمایا ہے کہ جو
ایسے واہیات فاسد خیالات کی بنا پر قیام کرتے
ہیں اس میں کہیں بھی مجلس ذکر ولادت شریفہ کو ہنود
یا رافضیوں کے فعل سے تشبیہ نہیں دی گئی۔
حاشا کہ ہمارے بزرگ ایسی بات کہیں،
ولیکن ظالم لوگ اہلِ حق پر افترا کرتے ہیں
اور اللہ کی نشانیوں کا انکار کرتے ہیں۔

رضاخانی مؤلف کی رضاخانی حرکت

رضاخانی مؤلف اپنے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی کی تعلیمات رضا پر عمل کرتے ہوئے البراھین القاطعه علی ظلام الانوار الساطعه مطبوعہ انڈیا کے صفحہ ۵۱ کی عبارت جس کا تعلق حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ سے ہے اسکو بھی نقل کرنے میں بھی علماء اہلسنت دیوبند کو مجرم ٹھہرایا اور عبارت نقل کرنے میں خیانت سے کام لیا جبکہ اسی عبارت میں ہی جواب مرقوم ہے اللہ تعالی نے رضاخانی بریلویوں کو اتنی بھی توفیق نہیں بخشی کہ دیکھ کر ہی عبارت کو خوف خدا کرتے ہوئے دیانت داری سے نقل کریں رضاخانی مؤلف کی خیانت سے نقل کردہ یہ عبارت بھی ملاحظہ فرمائیں:

اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں۔

(بلفظہ دیوبندی مذہب صفحہ ۱۳۲ طبع دوم)

نوٹ: مندرجہ بالا عبارت رضاخانی مؤلف نے اپنی کتاب کے صفحہ: ۱۳۲۔ کے علاوہ اپنی کتاب کے صفحہ: ۳۴۹۔ پر بھی نقل کی ہے مندرجہ بالا عبارت جیسا کہ مذکور ہے رضاخانی بریلویوں نے اپنی سینہ زوری سے فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی طرف منسوب کر دی جو کہ سراسر الزام اور بہتان عظیم ہے چنانچہ رضاخانی مؤلف کو مندرجہ بالا بے بنیاد سنگین الزام کا تفصیلی دندان شکن جواب دیتے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

براہین قاطعہ کی عبارت پر اعتراض کا منہ توڑ جواب

رضاخانی مؤلف نے براہین قاطعہ کی عبارت پر فرسودہ اعتراض یہ کیا ہے کہ صاحب براہین قاطعہ نے نقل کرنے میں خیانت کی ہے حالانکہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ فارسی میں اس روایت کو نقل کیا ہے جس کو حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ

علیہ نے اپنی کتاب میں ھن وعن نقل کیا ہے کہ شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں حالانکہ حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ تو صرف حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب اشعۃ اللمعات شرح مشکوٰۃ فارسی سے صرف اور صرف ناقل ہیں نہ کہ صاحب عبارت ہیں مگر رضاخانی بریلوی منہاج کے مطابق ناقل عبارت کو بہت بڑا اصل مجرم سمجھا گیا ہے تو پھر یہ بھی فرمائیں کہ صاحب عبارت کے لیئے کونسی سزا تجویز فرمائیں گے اور پھر صاحب عبارت پر کونسا فتویٰ صادر کریں گے؟

اب آخر پر ہم رضاخانی مؤلف کو یہ ثبوت پیش کرتے ہیں کہ فخرالمحدثین استاذ العلماء حضرت مولنا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ پر تم نے بے بنیاد سنگین الزام لگادیا جسکو رضاخانی مؤلف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۱۳۲، ۳۴۹ پر بھی نقل کیا ہے

اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا علم حاصل نہیں۔

(بلفظہ دیوبندی مذہب صفحہ: ۳۴۹ طبع دوم)

حضرات گرامی! حضرت مولنا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ تو صرف ناقل ہیں صاحب عبارت ہرگز نہیں ہیں نقل کرنے میں رضاخانی بریلوی اس قدر غیظ وغضب میں آگئے کہ حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحریر کردہ روایت کو حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کے ذمہ لگادیا یہ ہیں اپنے کو عاشق رسول کہنے والے۔

حضرات گرامی! رضاخانی مؤلف کی سینہ زوری پر ہم اس کو اس کے ہم عقیدہ بریلوی مولوی کی شہادت پیش کرتے ہیں ذرا توجہ سے پڑھیئے اور پھر رضاخانی مؤلف کی حالت پر بھی افسوس کیجئے کہ یہ کیا بریلوی جماعت کا مولوی ہے کہ جس کو قطعاً خوفِ خدا نہیں ہے۔ علاوہ ازیں رضاخانی بریلویوں اور بالخصوص رضاخانی مؤلف کا علماء اہلسنت دیوبند پر سنگین الزام کا دندان شکن جواب از محقق العصر فاضل جلیل رئیس المناظرین مجاہد اسلام حسام بے نیام لاعدائے اسلام سیف حقانی حضرت علامہ محمد منظور نعمانی دامت برکاتہم کے فیصلہ کن مناظرہ سے ملاحظہ فرمائیں۔

براہینِ قاطعہ پر چوتھا اعتراض اور اس کا جواب	چوتھا اعتراض یہ تھا کہ صاحبِ براہین نے نقل میں خیانت کی، اور حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی نے

خاں صاحب کی ذرّیت ہمیں معاف فرمائے یہاں ہم یہ کہنے پر مجبور ہیں کہ چونکہ وہ خود اس قسم کی کارروائیوں کے عادی تھے۔ اس لیے انھوں نے دوسروں کو بھی ایسا ہی سمجھا لیکن ان کو معلوم ہو جانا چاہیے کہ ان باتوں کی ضرورت صرف اہلِ باطل کو پیش آتی ہے۔ حق پرستوں کو اس کی حاجت نہیں، مگر چونکہ خاں صاحب کا یہ اعتراض بھی موضوعِ تکفیر سے غیر متعلق ہے۔ اس لیے اس کے جواب میں بھی یہاں ہم اختصار ہی سے کام لیں گے۔

دیکھنا یہ ہے کہ اس موقع پر صاحب براہینؒ کے الفاظ کیا ہیں؟ ملاحظہ ہو صفحہ ۵۱ کی ساتویں سطر میں فرماتے ہیں:

"اور شیخ عبدالحق روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں"۔

یہاں صاحب براہینؒ نے شیخ کی کسی خاص کتاب کا نام نہیں لیا ہے۔ پس اگر شیخ کی کسی ایک کتاب میں بھی یہ روایت بغیر جرح و تردید مذکور ہو تو صاحب براہین کا حوالہ بالکل صحیح ہے اور یہ سمجھا جائیگا کہ انھوں نے وہیں سے نقل کیا ہے۔ اس کے بعد ملاحظہ ہو مشکوٰۃ المصابیح باب صفۃ الصلوٰۃ کی فصل ثالث کے اخیر میں ذیل کی حدیث درج ہے:

عن ابی هریرة قال صلّی بنا رسول	حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ
الله صلّی الله علیه وسلم الظهر وفی	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہم کو ایک
موخّر الصفوف رجل فاساء الصّلوٰة	دفعہ ظہر کی نماز پڑھائی اور پچھلی صفوں میں

فناداه رسول الله صلى الله عليه وسلم يا فلان الا تتقى الله الا ترى كيف تصلى انكم ترون انه يخفى علىّ شيئ مما تصنعون والله انى لارى من خلفى كما ارى من بين يدىّ (رواه احمد)

ایک شخص تھا جس نے نماز اچھی طرح نہیں پڑھی۔ پس جب سلام پھیر دیا تو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو پکارا کہ اے فلانے کیا تم خدا سے نہیں ڈرتے۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ تم کیسی نماز پڑھتے ہو؟ تم سمجھتے ہو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اُس میں سے کوئی بات مجھ پر پوشیدہ رہتی ہے۔ خدا کی قسم! میں اپنے پیچھے کے لوگوں کو اسی طرح دیکھتا ہوں جس طرح اپنے سامنے والوں کو۔ (روایت کیا اس کو امام احمد نے)

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے حضرت شیخ عبد الحق دہلوی علیہ الرحمۃ "اشعۃ اللمعات" صفحہ ۳۹۲ پر ارقام فرماتے ہیں:

بداں کہ ایں دیدنِ آنحضرت صلی اللہ علیہ و آلہ واصحابہ وسلم از پس و پیش بطریقِ خرقِ عادت بود بوحی یا بالہام وگاہ گاہے بود نہ دائم ومؤید آں است آنچہ درخبر آمدہ است کہ چوں ناقہ آنحضرت گم شد و درنیافت کہ کجا رفت منافقاں گفتند کہ محمد ی گوید کہ خبر آسماں می رسانم ونمی داند

جان کر دیکھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا آگے اور پیچھے سے بطورِ خرقِ عادت تھا، وحی یا الہام سے اور کبھی کبھی تھا، نہ ہمیشہ۔ اور اس کی تائید اس حدیث سے ہوتی ہے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ناقہ مبارکہ گم ہو گئی اور یہ نہ معلوم ہوا کہ کہاں گئی۔ تو منافقوں نے کہا کہ محمد (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کہتے ہیں کہ میں آسمان

کہ ناقہ او کجا است۔ پس فرمود آنحضرتؐ	کی خبر دیتا ہوں اور ان کو کچھ خبر نہیں کہ ان کی ناقہ
واللہ من نمی دانم مگر آنچہ بدانا ندمرا پروردگار	کہاں ہے۔ تب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے
من اکنوں بنمود مرا پروردگار من کہ وے	فرمایا کہ قسم اللہ کی میں نہیں جانتا مگر وہ کہ میرے
درجائے چنیں وچناں است و مہار وے	پروردگار نے مجھ کو تبلادیا ہے۔ اب میرے پروردگار
در شاخ درختے بند شدہ است و نیز	نے مجھ کو دکھادیا ہے کہ وہ فلاں جگہ ہے اور
فرمودہ است کہ من بشرم نمی دانم کہ در	اس کی مہار ایک درخت کی شاخ میں بندھی ہوئی
پس ایں دیوار چیست یعنی بے دانا نیدن	ہے اور یہ بھی حضورؐ نے فرمایا ہے کہ میں بشر ہوں
حق سبحانہٗ۔	میں نہیں جانتا کہ اس دیوار کے پیچھے کیا ہے۔ یعنی
(اشعۃ اللمعات جلد اول، صفحہ ۲۹۲)	بے تبلائے حق سبحانہٗ کے۔

یہاں شیخ نے اس روایت کو نقل فرمایا اور کوئی جرح نہیں فرمائی لہٰذا حضرت مولانا خلیل احمد صاحب علیہ الرحمۃ کا حوالہ بالکل صحیح ہوا۔ بلکہ غور کیا جائے تو شیخ کی اس عبارت سے یہ بھی معلوم ہو جاتا ہے کہ یہ روایت ان کے نزدیک قابل اعتبار ہے۔ کیونکہ یہاں اس کو شیخ نے اپنے دعوے کی تائید میں پیش کیا ہے اور شیخ کی ثقاہت سے یہ بعید ہے کہ وہ کسی روایت کو باطل محض سمجھتے ہوئے اپنے دعوے کی تائید میں پیش کریں۔ پس مقام تائید میں شیخ کا اس روایت کو نقل فرمانا صریح دلیل اس کی ہے کہ یہ اُن کے نزدیک معتبر ہے۔ اب رہا یہ سوال کہ شیخ نے "مدارج النبوۃ" میں ایک جگہ اسی روایت کے متعلق یہ بھی فرمایا ہے کہ اس کی کوئی اصل نہیں" سو اگرچہ اس سوال کا جواب ہمارے ذمہ نہیں۔ مگر تاہم ناظرین کے دفع خلجان

کے لیے اس کے متعلق بھی کچھ مختصراً عرض کرتے ہیں۔

واقعہ یہ ہے کہ مشہور محتاط اور متشدد محدث حافظ ابن جوزی (حدیث کے بارے میں جن کی غیر معمولی احتیاط اور حد اعتدال سے بڑھا ہوا "تشدد" اہل علم کو معلوم ہے) نے اس روایت کو اپنی بعض کتابوں میں بلا اسناد کے نقل فرمایا ہے اور ان جیسے محتاط ناقد بصیر محدث کا کسی روایت کو بغیر جرح کے نقل کرنا اس کے معتبر ہونے کی کافی دلیل ہے۔ اور اسی وجہ سے شیخ علیہ الرحمۃ نے روایت کو معتبر سمجھا اور "اشعۃ اللمعات" کی مذکورہ بالا عبارت میں اپنے دعوے کی تائید میں پیش کر دیا مگر چونکہ اس روایت کی اسناد منقول نہیں۔ اس لیے "مدارج النبوۃ" میں ایک جگہ یہ بھی فرما دیا کہ "اس کی کوئی اصل نہیں" یعنی اسناد نہیں۔ اس طرح شیخ کے کلام کا تعارض بھی دفع ہو جاتا ہے اور کوئی اشکال بھی باقی نہیں رہتا۔ اور یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ حافظ ابن حجر عسقلانی رح کا کلام بھی اس روایت کے متعلق بظاہر اسی طرح متعارض ہے چنانچہ قسطلانی "مواہب لدنیہ" میں حافظ سخاوی رح کی "مقاصد حسنہ" سے ناقل ہیں کہ:

حدیث ما اعلم ما خلف جداری هذا	یہ حدیث کہ "میں نہیں جانتا جو میری اس دیوار کے
قال شیخنا شیخ الاسلام ابن حجر	پیچھے ہے۔" ہمارے شیخ، شیخ الاسلام حافظ ابن حجر
لا اصل له قلت و لکنه قال فی تلخیص	اس کے متعلق فرماتے ہیں کہ "اس حدیث کی اصل نہیں"
تخریج احادیث الرافعی عند قوله فی	میں کہتا ہوں کہ مگر تخریج احادیث رافعی کی تلخیص میں
الخصائص و یری من وراء ظهره کما	خصائص کے بیان میں اس کے اس قول کے پاس کہ
یری من قدامه هو فی الصحیحین و	"اور آپ دیکھتے تھے اپنے پس پشت جس طرح دیکھتے تھے

غيرهما من حديث انس وغيره و الاحاديث الواردة بذالك مقيدة بحالة الصلوة و بذالك يجمع بينه و بين قوله عليه السلام لا اعلم ما وراء جداری هذا انتهى وهذا مشعر بورودة

اپنے آگے۔ خود انتہی (حافظ ابن حجر) نے فرمایا ہے کہ یہ حضرت انس وغیرہ سے صحیحین اور ان کے علاوہ دوسری کتب حدیث میں مروی ہے اور جن احادیث میں یہ مضمون (یعنی حضرت اقدس کا پس پشت کی چیزوں کو دیکھنا) وارد ہوا ہے وہ نماز کی حالت کے ساتھ مقید ہیں اور اس توجیہ سے تطبیق ہو جاتی ہے اس میں اور حضور علیہ السلام کے فرمان میں کہ: "میں نہیں جانتا اس کو جو میری اس دیوار کے پیچھے ہے"۔

ختم ہوا (کلام حافظ ابن حجر کا، اس کے بعد حافظ سخاوی فرماتے ہیں کہ) اور (ہمارے شیخ کے) اس کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ حدیث وارد ہوئی ہے"۔

علامہ زرقانی شرح مواہب میں حافظ سخاویؒ کے اس قول کے بعد فرماتے ہیں کہ:

فينافى قوله لا اصل له فهو تناقض منه و يمكن ان مراده لا اصل له معتبر لكونه ذكر بلا اسناد لا ان مراده بطلانه .

پس اُن کا (یعنی حافظ ابن حجر رہ کا) یہ قول ان کے اس قول کے منافی ہے (جس میں انھوں نے اس حدیث کے متعلق کہا ہے کہ) "اس کی اصل نہیں" پس یہ اُن کی جانب سے (کھلا ہوا) تناقض ہے اور ممکن ہے کہ اس قول سے اُن کی مراد یہ ہو کہ "اس حدیث کی اصل معتمد نہیں" کیونکہ وہ بلا اسناد منقول ہوئی ہے یہ مطلب نہیں کہ سرے سے باطل ہے۔

پس ہم نے شیخ علیہ الرحمۃ کے مدارج والے قول کی جو توجیہ کی ہے وہ بعینہٖ وہی ہے

جو علامہ زرقانی نے حافظ ابن حجرؒ کے کلام کی کی ہے۔

یہاں تک جو کچھ عرض کیا گیا، وہ شیخ کے قول "اصلہ لا اصل لہ" کی توجیہ سے متعلق تھا اور اپنے فریضہ سے زائد۔ ورنہ ہمارے ذمہ صرف اسی قدر تھا کہ شیخ کی کسی تصنیف سے بس اتنا ثابت کر دیتے کہ انھوں نے اس کو بلا جرح نقل فرمایا ہے۔ یہ ہمارا تبرع تھا کہ ہم نے شیخ کے طرزِ عمل سے روایت کا معتبر ہونا بھی ثابت کر دیا اور ان کے دونوں قول کے ظاہری تعارض کو بھی اٹھا دیا۔ فللہ الحمد والمنۃ!

اور قطع نظر ان تمام چیزوں سے اس میں تو کوئی شک ہی نہیں کہ یہ روایت معنًا صحیح ہے اور بہت سی صحیح حدیثیں اس کے مضمون کی تائید کرتی ہیں۔ چنانچہ صحیحین اور سُنن نسائی میں حضرت زینب زوجۂ ابن مسعود رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں زکوٰۃ کے متعلق ایک مسئلہ پوچھنے کی غرض سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازہ پر حاضر ہوئی جب میں پہنچی تو اسی ضرورت سے ایک انصاری بی بی بھی وہاں کھڑی ہوئی تھیں ..... پس حضرت بلالؓ ہمارے پاس آئے تو ہم نے ان سے کہا :

ائت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فاخبرہ ان امرأتین بالباب تسألانک اتجزئ الصدقۃ عنہما علی ازواجہما وعلی ایتام فی حجورہما ولا تخبرہ من نحن فسألہ بلال فقال لہ رسول	آپ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں جائیے اور ان کو اطلاع دیجیے کہ دو عورتیں دروازہ پر کھڑی ہیں اور یہ مسئلہ دریافت کرنا چاہتی ہیں کہ اگر وہ اپنے شوہروں اور ان یتیم بچوں پر جو ان کی پرورش میں ہیں صدقہ کر دیں تو کیا ادا ہو جائے گا؟

الله صلی الله علیه وسلم من هما
فقال امرأة من الانصار وزینب
فقال له ای الزیانب قال امرأة
عبد الله فقال لهما اجران اجر
القرابة و اجر الصدقة ۔

اور (اے بلال دیکھو) حضرت کو یہ مت خبر دینا
کہ ہم کون ہیں۔ پس حضرت بلال نے حضورؐ سے
وہ مسئلہ اسی طرح دریافت کیا، حضورؐ نے دریافت
فرمایا کہ وہ پوچھنے والیاں کون ہیں؟ حضرت بلالؓ
نے عرض کیا کہ ایک کوئی انصاری بی بی ہیں اور ایک
زینب۔ حضورؐ نے فرمایا کہ کون زینب؟ حضرت بلالؓ نے عرض کیا کہ عبد اللہ ابن مسعود کی بیوی۔ ——
تو حضورؐ نے فرمایا کہ اس صورت میں ان کو دو اجر ملیں گے۔ ایک صدقہ کا، ایک قرابت کا۔

سو اگر حضورؐ کو دیوار کے پیچھے کی سب باتیں معلوم ہو جایا کرتیں تو حضرت بلالؓ سے نام دریافت کرنے کی کیا ضرورت ہوتی؟ پس آپ کا نام دریافت فرمانا اور زینب نام معلوم ہونے پر یہ فرمانا کہ کونسی زینب؟ صریح دلیل اس کی ہے کہ آپ کو دیوار کے پیچھے کی بعض باتیں معلوم نہیں ہوتی تھیں۔

نیز حیاتِ طیبہ کے اخیر دنوں میں حالتِ مرض میں حضورؐ کا اپنی جماعت کو دیکھنے کے لیے حجرۂ مبارکہ کے دروازہ پر تشریف لانا اور پردہ ہٹا کر مسجد نبوی میں نماز پڑھنے والی جماعت کو دیکھنا (جس کا ذکر کتب صحاح میں ہے) اور بالخصوص آخری دن بار بار یہ دریافت فرمانا کہ اَصَلَّی النَّاس؟ "کیا لوگوں نے نماز پڑھ لی؟" حالانکہ مسجد مبارک اور حجرۂ شریفہ میں صرف دیوار ہی حائل تھی، صریح دلیل اس کی ہے کہ دیوار کے پیچھے کی کچھ باتیں حضورؐ کو معلوم نہیں ہوتی تھیں۔ پس اگر کسی حدیث میں یہ وارد ہوا ہو کہ "واللہ لا ادری ما وراء جداری، هذا او کما قال علیه الصلوٰة و السلام (یعنی اللہ کی قسم! میں نہیں جانتا

اس کو جو اس دیوار کے پیچھے ہے) تو اس میں کیا استبعاد ہے۔ بہرحال اس روایت کی معنوی صحت سے تو کسی کو بھی انکار کی جرأت نہیں ہو سکتی۔

اور پھر اگر ان باتوں سے بھی قطع نظر کر لیا جائے تو یہ ہر منصف مزاج کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ صاحب براہین نے اس روایت کو علمِ ذاتی کی نفی کے موقع پر پیش کیا ہے کیونکہ ہم خود صاحب براہین کی تصریحات سے ثابت کر چکے ہیں کہ ان کی وہ تمام بحث علمِ ذاتی کے متعلق ہے تو گویا اس روایت کو انھوں نے علمِ ذاتی کی نفی پر محمول کیا ہے اور ہم خود مولوی احمد رضا خاں صاحب کی تصریحات سے ثابت کر چکے ہیں کہ وہ بھی علمِ ذاتی کے قائل نہیں بلکہ جو شخص ایک ذرہ یا اس سے بھی کمتر سے کمتر کا علم ذاتی غیر اللہ کے لیے مانے وہ ان کے نزدیک بھی کافر و مشرک ہے۔ پس اس اعتبار سے تو یہ روایت خاں صاحب کے نزدیک بھی معناً صحیح ہے اور وہ تو خود فرما چکے ہیں کہ "آیات و احادیث و اقوالِ علماء جن میں دوسروں کے لیے اثباتِ علمِ غیب سے انکار ہے، ان میں قطعاً یہی دو قسمیں (یعنی ذاتی یا محیطِ کل) مراد ہیں۔" خالص الاعتقاد، صفحہ ۲۸۔

پس جب کہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کو علمِ ذاتی کی نفی پر محمول فرما رہے ہیں تو پھر خاں صاحب یا اُن کی ذریت کے لیے کیا محلِ اعتراض ہے۔

ایک بریلوی مولوی کی شہادت

چنانچہ رضا خانی مولوی محمد سعید احمد نقشبندی خطیب علی ہجویری دربار لاہور۔ تحریر فرماتے ہیں ملاحظہ فرمائیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: کہ مجھ کو دیوار کے پیچھے کا علم نہیں اس پر اس بریلوی مولوی کی شہادت بھی ملاحظہ فرمائیں کہ یہ عبارت حضرت شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی ہے۔ اور رضا خانی مؤلف کی باتوں میں رائی برابر صداقت کا نام ونشان تک نہیں ملتا آپ حضرات رضا خانی مؤلف کی خالص الزام تراشی کا جواب ان کے رضا خانی بریلوی مولوی کی تحریر سے ملاحظہ فرمائینگے کہ مولوی محمد سعید احمد نقشبندی بریلوی خطیب دربار شریف حضرت علی ہجویری لاہور آستانہ عالیہ نے شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب اشعۃ اللمعات شرح مشکوۃ فارسی کا اُردو ترجمہ وحواشی تحریر کئے ہیں کہ جس کو فرید بک سٹال اُردو بازار لاہور نے سال اشاعت ۱۹۸۳ء میں شائع کیا ہے اور جس کی دوسری جلد میں صفحہ ۱۸۳، ۱۸۴ پر اس روایت کے عربی اور اُردو ترجمہ کے ساتھ پیش کیا ہے اس صفحہ کا عکس اور اس کے ٹائٹل کا عکس بھی ملاحظہ فرمالیجیے تاکہ رضا خانی مؤلف کو یقین کامل ہو جائے کہ شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے یہ روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

میں وہی جانتا ہوں جس قدر اللہ مجھے بتلاتا ہے ابھی ابھی مجھے میرے پروردگار نے بتایا ہے کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے اور اسکی مہار ایک درخت کی شاخ سے الجھی ہوئی ہے یہ بھی آپ نے فرمایا میں بشر ہوں نہیں جانتا کہ دیوار کے پیچھے کیا ہے یعنی خدا تعالی کے بتلائے بغیر نہیں جانتا۔

(اشعۃ اللمعات جلد دوم صفحہ: ۱۸۴۔ مطبوعہ لاہور)

چنانچہ عکس ملاحظہ فرمائیں۔

وَمَا آتَاكُمُ الرَّسُولُ فَخُذُوهُ وَمَا نَهَاكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوا صدق الله العظيم

جو کچھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تمہیں دیں
اُسے لو اور جس سے منع کریں اُس سے باز رہو (القرآن الحکیم)

تصنیف منیف

عارف باللہ شیخ محقق حضرت مولینا شاہ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

اردو ترجمہ و حواشی

حضرت علامہ مولینا محمد سعید احمد نقشبندی مدظلہ العالی

خطیب جامع مسجد حضرت داتا گنج بخش رحمۃ اللہ علیہ لاہور
رکن پاکستان سنی رائٹرز گلڈ

ناشر

فرید بک سٹال، ۳۸-اردو بازار ◎ لاہور (پاکستان)

مَسْعُوْدٍ اَلَا اُصَلِّیْ بِکُمْ صَلٰوۃَ رَسُوْلِ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فَصَلّٰی وَ لَمْ یَرْفَعْ یَدَیْہِ اِلَّا مَرَّۃً وَّاحِدَۃً مَّعَ تَکْبِیْرِ الْاِفْتِتَاحِ۔

رَوَاہُ التِّرْمِذِیُّ وَ اَبُوْدَاؤدَ وَ النَّسَائِیُّ وَ قَالَ اَبُوْدَاؤدَ لَیْسَ ھُوَ بِصَحِیْحٍ عَلٰی ھٰذَا الْمَعْنٰی۔

ہم سے حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے فرمایا کیا میں تمہارے سامنے حضور کی نماز نہ پڑھوں تو نماز پڑھی اور اپنے ہاتھ صرف ایک بار ہی یعنی شروع کی تکبیر کے ساتھ اٹھائے

ترمذی، ابو داؤد، نسائی اور ابوداؤد نے کہا۔ یہ حدیث اس معنی پر صحیح نہیں [2]۔

⁂ ⁂ ⁂

[1] علقمہ بن قیس بن مالک رضی اللہ عنہ۔ آپ اکابر فقہا اور مشہور تابعین میں سے ہیں۔ حضرت ابن مسعود رضی اللہ عنہ کے ساتھیوں سے ہیں۔ تابعین میں علقمہ چند ہیں جس علقمہ کو حضرت ابن مسعود سے سماع حاصل ہے وہ یہی ہیں یہ علقمہ حضرت ابوبکر اور حضرت عمار رضی اللہ عنہم سے بھی روایت کرتے ہیں۔

[2] یہ حدیث اس معنی میں صحیح نہیں۔ یاد رہے ترمذی نے یہاں دو باب ذکر کیے ایک باب رفع یدین میں دوسرا باب رفع یدین نہ کرنے میں۔ اور اس دوسرے باب میں یہ حدیث لائے ہیں اور کہا اس باب میں حضرت براء ابن عازب سے بھی حدیث آئی ہے۔ اور ابن مسعود کی حدیث حسن ہے۔ اس کے قائل ہیں بہت سے صحابہ اور تابعین اور سفیان ثوری اور اہل کوفہ کا یہی قول ہے ہاں حضرت عبداللہ بن مبارک نے پہلے باب میں ایک حدیث نقل کی کہ رفع یدین میں ثابت ہے اور ابن مسعود کی حدیث عدم رفع میں ثابت نہیں۔ مگر اس حدیث کے علاوہ بھی عدم رفع میں بہت اخبار و آثار وارد ہیں۔ جس طرح گزشتہ بیان میں اجمالاً ہم اشارہ کر آئے ہیں۔

۷۸۴ وَ عَنْ اَبِیْ حُمَیْدٍ السَّاعِدِیِّ [1] قَالَ کَانَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا قَامَ اِلَی الصَّلٰوۃِ اسْتَقْبَلَ الْقِبْلَۃَ وَرَفَعَ یَدَیْہِ وَقَالَ اللّٰہُ اَکْبَرُ۔ (رَوَاہُ ابْنُ مَاجَۃَ)

حضرت ابو حمید ساعدی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز کے لیے کھڑے ہوتے تو منہ کعبہ کو کرتے اور اپنے ہاتھ اٹھاتے اور اللہ اکبر کہتے۔ (ابن ماجہ)

[1] مشہور صحابی انصاری ہیں، قبیلہ بنی ساعدہ سے ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز کے حافظ ہیں۔

۷۸۵ وَ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ قَالَ صَلّٰی بِنَا رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ الظُّھْرَ وَ فِیْ مُؤَخَّرِ الصُّفُوْفِ رَجُلٌ

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں ظہر کی نماز پڑھائی، آخری صف میں ایک شخص تھا جس نے نماز ٹھیک طرح نہ پڑھی

فَاَسَآءَ الصَّلٰوۃَ فَلَمَّا سَلَّمَ نَادَاہُ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَا فُلَانُ اَلَا تَتَّقِی اللّٰہَ اَلَا تَرٰی کَیْفَ تُصَلِّیْ اِنَّکُمْ تَرَوْنَ اَنَّہٗ یَخْفٰی عَلَیَّ شَیْءٌ مِّمَّا تَصْنَعُوْنَ وَاللّٰہِ اِنِّیْ لَاَرٰی مِنْ خَلْفِیْ کَمَا اَرٰی مِنْ بَیْنِ یَدَیَّ۔

(رَوَاہُ اَحْمَدُ)

جب[1] سلام پھیرا تو اُسے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اے فلاں کیا تو اللہ سے نہیں ڈرتا کہ کیسے نماز پڑھتا ہے، تم یہ سمجھتے ہو کہ مجھ پر تمہارا کوئی عمل چھپا رہتا ہے۔ اللہ کی قسم میں پیچھے[2] سے بھی ایسا ہی دیکھتا ہوں جیسے کہ اپنے آگے دیکھتا ہوں۔

(احمد)

[1] اس مرد نے سلام پھیرا۔

[2] واضح ہو کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا آگے پیچھے دیکھنا خرق عادت (معجزہ) کے طور پر تھا وحی والہام کے ذریعے اور کبھی کبھی تھا ہمیشہ نہ تھا۔ اس کی موید وہ روایت ہے کہ جب آپ کا ناقہ مبارک گم ہو گیا تو آپ کو معلوم نہ ہوا کہ کدھر گیا ہے تو منافقین نے کہا محمد کہتے ہیں کہ میں آسمان کی خبر دیتا ہوں مگر نہیں جانتے کہ ان کا ناقہ کہاں گیا ہے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا میں وہی جانتا ہوں جس قدر اللہ مجھے بتلاتا ہے۔ ابھی ابھی مجھے میرے پروردگار نے بتایا ہے کہ اونٹنی فلاں جگہ ہے اور اس کی مہار ایک درخت کی شاخ سے الجھی ہوئی ہے۔ یہ بھی آپ نے فرمایا میں بشر ہوں نہیں جانتا کہ دیوار کے پیچھے کیا ہے۔ یعنی خدا تعالے کے بتلانے کے بغیر میں نہیں جانتا۔

اور بلاشبہ نماز چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات میں سے سب سے افضل وارفع حالت ہے۔ تو اس حالت میں آپ کو انکشاف حقائق اشیاء اور اعیانِ موجودہ پر اطلاع اتم اور اکمل ہوتی تھی۔ اور حق تعالیٰ کی ذات میں آپ کا مشہور کائنات سے استغراق اور غائب ہونے کا موجب نہ تھا جس طرح کاملین کہ کائنات میں ہوتے ہیں مگر کائنات سے جدا ہوتے ہیں ان کا حال ہے۔ مشائخ قدس اللہ سرہم فرماتے ہیں نماز کشف وحضور کا مقام ہے۔ غیبت استغراق اور اضمحلال کا مقام نہیں۔ بعض نے کہا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں کندھوں کے درمیان دیکھنے کا آلہ تھا سوراخ کی مانند مگر یہ قول غریب ہے کسی روایت سے ثابت نہیں ہوا۔ واللہ اعلم۔

حضرت مولنا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ پر تنقیص شان سید الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا بہتان عظیم

رضا خانی مؤلف نے اپنے اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خانی بریلوی کی اتباع میں فخر المحدثین استاذ العلماء حضرت مولنا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ صفحہ: ۵۱-۵۲۔ کی صحیح اور بے غبار اور طویل عبارت میں اپنے پیشوا مولوی احمد رضا خان کی طرح قطع برید کر کے مندرجہ ذیل عبارت کو خیانت اور بددیانتی کا مکروہ فریضہ سرانجام دیتے ہوئے اپنی کتاب میں صفحہ ۳۸ پر نقل کیا ہے۔ اور ستم بالائے ستم یہ کیا کہ ایک تو صحیح عبارت سے اپنی مرضی کے مطابق عبارت کے ٹکڑے اخذ کیے اور دوسرے یہ فریضہ اپنے اعلیٰ حضرت بریلوی کی پیروی میں خوب ادا کیا کہ حامی توحید وسنت قاطع شرک وبدعت حضرت سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ پر توہین شان سید الانبیاء ﷺ کا بہتان عظیم باندھ دیا اور اس رضا خانی مؤلف اور اس کے پیشوا مولوی احمد رضا خان بریلوی نے بھی البراہین القاطعہ علی ظلام الانوار الساطعہ کے طویل ترین مضمون جو کہ چونتیس سطور پر مشتمل تھا اس سے اپنے مطلب کے چند ٹکڑے عبارت کے نقل کر ڈالے تا کہ عامۃ المسلمین کے نظروں میں جو علماء اہلسنت دیوبند کے بارے میں جو علمی عزت اور وقار کا سکہ بیٹھا ہوا ہے تو اسکو ختم کیا جا سکے اور عامۃ المسلمین کے اذہان میں یہ بات ڈالدی جائے کہ یہ لوگ توہین رسالت کے مرتکب ہیں العیاذ باللہ آپ حضرات رضا خانی مؤلف کے عبارت کے وہ ٹکڑے ملاحظہ فرمائیں کہ جو رضا خانی مؤلف نے اپنے ناپاک مقصد کی خاطر اپنی کتاب میں کئی جگہ نقل کر ڈالے ہیں وہ ملاحظہ فرمائیں:

رضا خانی مؤلف کا بہتان عظیم

(۱) شیطان کو یہ وسعت (علمی) نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علمی کی کونسی نص قطعی ہے۔

(بلفظہ دیوبندی مذہب صفحہ ۳۸۔ طبع دوم)

(۲) ملک الموت سے افضل ہونے کیوجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا اُن امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔ (بلفظہ دیوبندی مذہب صفحہ: ۳۸۔ طبع دوم)

مندرجہ بالا دونوں عبارت کے ٹکڑے رضا خانی مؤلف نے البراہین القاطعہ کے صفحہ: ۵۱۔ اور ۵۲ سے خیانت اور بددیانتی سے نقل کئے ہیں۔

(۳) الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان ملک الموت کا حال دیکھ کر علم محیط زمین کا فخر عالم کو خلاف نصوص قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ ثابت کرنا شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصہ ہے شیطان اور ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی فخر عالم کی وسعت علم کی کونسی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرنا ہے۔ (بلفظہ دیوبندی مذہب صفحہ: ۱۱۰، طبع دوم)

قارئین محترم! مندرجہ بالا خیانت اور بددیانتی پرمبنی عبارت کو رضا خانی مؤلف نے اپنی کتاب کے صفحہ ۳۸۔ کے علاوہ صفحہ: ۱۱۰، ۱۱۱، ۲۳۵، ۲۵۴، ۲۵۶، ۲۵۷، ۲۶۲، ۲۸۲، پر بھی نقل کیا ہے۔

چنانچہ رضا خانی مؤلف کے پیشوا اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خان بریلوی سب سے پہلے شخص ہیں کہ جس نے علماء اہلسنت دیوبند پر بے سروپا بہتان عظیم باندھنے کی بنیاد رکھی ہے اور اسی رضا خانی بنیاد پر رضا خانی بریلوی اپنے دیواروں کو اُٹھائے جارہے ہیں کیونکہ جب سرے سے خوف خدا ہی ختم ہو جائے تو پھر ایسی ہی خلاف شرع حرکات صادر ہوتی ہیں۔

تفصیلی جواب عبارت براہین قاطعہ از فیصلہ کن مناظرہ سے ملاحظہ کریں۔

اعلیٰ حضرت مولوی احمد رضا خاں بریلوی اور اس کے پیروکار رضا خانی مؤلف کے بہتان عظیم کا دندان شکن جواب علماء اہلسنت دیوبند کی طرف سے تفصیلی جواب از محقق العصر فاضل جلیل رئیس المناظرین مجاہد اسلام حسام بے نیام لاعدائے اسلام سیف حقانی حضرت علامہ محمد منظور نعمانی دامت برکاتہ کے فیصلہ کن مناظرہ سے ملاحظہ فرمائیں۔

المہند علی المفند

یعنی

عقائد

علماءِ اہلسنت دیوبند رحمہم اللہ

تالیف

فخر المحدثین حضرت مولانا خلیل احمد سہارنپوری قدس اللہ سرہ العزیز

المتوفی ۱۳۴۶ھ

باضافہ

عقائد اھل السنۃ والجماعۃ

حضرۃ مولانا مفتی سید عبد الشکور ترمذی مدظلہم

○

تصدیقاتِ قدیمہ و جدیدہ

مع مقدمہ

حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ

○

مکتبہ مدنیہ

۱۷- اردو بازار ○ لاہور

فون: ۷۲۳۲۲۶۹

السوال التاسع عشر

اترون ان ابليس اللعين اعلم من سيد الكائنات عليه السلام واوسع علماً منه مطلقا وهل كتبتم ذلك في تصنيف ما تحكمون على من اعتقد ذلك -

انیسواں سوال

کیا تمہاری یہ رائے ہے کہ ملعون شیطان کا علم سید الکائنات علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم سے زیادہ اور مطلقاً وسیع تر ہے اور کیا یہ مضمون تم نے اپنی کسی تصنیف میں لکھا ہے اور جس کا یہ عقیدہ ہو اس کا حکم کیا ہے ؟

الجواب

قد سبق منا تحرير هذه المسئلة ان النبي عليه السلام اعلم الخلق على الاطلاق بالعلوم والحكم والاسرار وغيرها من ملكوت الآفاق ونتيقن ان من قال ان فلانا اعلم من النبي عليه السلام

جواب

اس مسئلہ کو ہم پہلے لکھ چکے ہیں کہ نبی کریم علیہ السلام کا علم حکم و اسرار وغیرہ کے متعلق مطلقاً تمامی مخلوقات سے زیادہ ہے اور ہمارا یقین ہے کہ جو شخص یہ کہے کہ فلاں شخص نبی کریم علیہ السلام سے اعلم ہے وہ کافر ہے اور ہمارے حضرات

فقد کفر وقد افتی مشائخنا بتکفیر من قال ان ابلیس اللعین اعلم من النبی علیه السلام فکیف یمکن ان توجد هذه المسئلة فی تالیف ما من کتبنا غیر انه غیبوبة بعض الحوادث الجزئیة الحقیرة عن النبی علیه السلام لعدم التفاته الیه لا تورث نقصا ما فی اعلمیته علیه السلام بعد ما ثبت انه اعلم الخلق بالعلوم الشریفة اللائقة بمنصبه الاعلی کما لا یورث الاطلاع علی اکثر تلك الحوادث الحقیرة لشدة التفات ابلیس الیها شرفا وکمالا علمیا فیه فانه لیس علیها مدار الفضل والکمال ومن ههنا لا یصح ان یقال ان ابلیس اعلم من سیدنا رسول الله صلی الله علیه وسلم کما لا یصح ان یقال لصبی علم بعض الجزئیات انه اعلم من عالم متبحر محقق فی العلوم والفنون التی غابت عنه تلك الجزئیات ولقد تلونا علیك قصة الهدهد مع سلیمان علی نبینا وعلیه السلام وقوله انی احطت بما لم تحط به ودواوین الحدیث و

اس شخص کے کافر ہونے کا فتویٰ دے چکے ہیں۔ جو یوں کہے کہ شیطان ملعون کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے پھر بھلا ہماری کسی تصنیف میں یہ مسئلہ کہاں پایا جا سکتا ہے۔ ہاں کسی جزئی حادثہ حقیر کا حضرت کو اس لیے معلوم نہ ہونا کہ آپ نے اس کی جانب توجہ نہیں فرمائی آپ کے اعلم ہونے میں کسی قسم کا نقصان نہیں پیدا کر سکتا جبکہ ثابت ہو چکا کہ آپ ان شریف علوم میں جو آپ کے منصب اعلیٰ کے مناسب ہیں ساری مخلوق سے بڑھے ہوئے ہیں جیسا کہ شیطان کو بہتیرے حقیر حادثوں کی شدت التفات کے سبب اطلاع مل جانے سے اس مردود میں کوئی شرافت اور علمی کمال حاصل نہیں ہو سکتا کیونکہ ان پر فضل و کمال کا مدار نہیں ہے اس سے معلوم ہوا کہ یوں کہنا کہ شیطان کا علم سیدنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے ہرگز صحیح نہیں جیسا کہ کسی ایسے بچہ کو جسے کسی جزئی کی اطلاع ہو گئی ہے یوں کہنا صحیح نہیں کہ فلاں بچہ کا علم اس متبحر و محقق مولوی سے زیادہ ہے جس کو جملہ علوم و فنون معلوم ہیں مگر یہ جزئی معلوم نہیں اور ہم ہُدہُد کا سیدنا سلیمان علیہ السلام کے ساتھ پیش آنے والا قصہ سنا چکے ہیں اور یہ آیت پڑھ چکے ہیں

دفاتر التفاسير مشحونة بنظائرها المتكاثرة
المشتهرة بين الانام وقد اتفق الحكماء
على ان افلاطون وجالينوس وامثالهما
من اعلم الاطباء بكيفيات الادوية و
احوالها مع علمهم ان ديدان النجاسة
اعرف باحوال النجاسة وذوقها وكيفياتها
فلم تضر عدم معرفة افلاطون وجالينوس
هذه الاحوال الردية في اعلميتهما ولم
يرض احد من العقلاء والحمقى بان يقول
ان الديدان اعلم من افلاطون مع انها
اوسع علما من افلاطون باحوال النجاسة
ومبتدعة ديارنا يثبتون للذات الشريفة
النبوية عليها الف الف تحية وسلام
جميع علوم الاسافل الاراذل والافاضل
الاكابر قائلين انه عليه السلام لما كان
افضل الخلق كافة فلابد ان يحتوي على
علومهم جميعها كل جزئي جزئي وكلي كلي ونحن
انكرنا اثبات هذا الامر بهذا القياس
الفاسد بغير نص من النصوص المعتبرة
بها الا ترى ان كل مومن افضل واشرف
من ابليس فيلزم على هذا القياس ان يكون

کہ مجھے وہ اطلاع ہے جو آپ کو نہیں اور کتب
حدیث وتفسیر اس قسم کی مثالوں سے لبریز ہیں نیز
حکماء کا اس پر اتفاق ہے کہ افلاطون وجالینوس
وغیرہ بڑے طبیب ہیں جن کو دواؤں کی کیفیت و
حالات کا بہت زیادہ علم ہے۔ حالانکہ یہ بھی معلوم
ہے کہ نجاست کے کیڑے نجاست کی حالتوں اور
اور مزے اور کیفیتوں سے زیادہ واقف ہیں تو
افلاطون وجالینوس کا ان ردی حالت سے ناواقف
ہونا ان کے اعلم ہونے کو مضر نہیں اور کوئی عقلمند
بلکہ احمق بھی یہ کہنے پر راضی نہ ہوگا کہ کیڑوں کا علم
افلاطون سے زیادہ ہے حالانکہ ان کا نجاست کے
احوال سے افلاطون کی بہ نسبت زیادہ واقف ہونا
یقینی امر ہے اور ہمارے ملک کے مبتدعین سرور
کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تمام شریف وادنیٰ
و اعلیٰ و اسفل علوم ثابت کرتے ہیں اور یوں کہتے ہیں
کہ جب آنحضرت ساری مخلوق سے افضل ہیں، تو
ضرور سب ہی کے علوم جزئی ہوں یا کلی آپ کو
معلوم ہوں گے اور ہم نے بغیر کسی معتبر نص کے
محض اس فاسد قیاس کی بناء پر اس علم کلی وجزئی
کے ثبوت کا انکار کیا۔ ذرا غور تو فرمایئے کہ ہر مسلمان
کو شیطان پر فضل وشرف کامل ہے پس اس قیاس

كل شخص من احاد الامة حاويا على علوم ابليس ويلزم على ذلك ان يكون سليمان على نبينا وعليه السلام عالما بما علمه الهدهد وان يكون افلاطون وجالينوس عارفين بجميع معارف الديدان واللوازم باطلة باسرها كما هو المشاهد وهذا خلاصة ما قلناه فى البراهين القاطعة لعروق الاغبياء المارقين القاصمة لاعناق الدجاجلة المفترين فلم يكن بحثنا فيه الا عن بعض الجزئيات المستحدثة ومن اجل ذلك اتينا فيه بلفظ الاشارة حتى تدل ان المقصود بالنفى والاثبات هنالك تلك الجزئيات لا غير لكن المفسدين يحرفون الكلام ولا يخافون محاسبة الملك العلام وانا جازمون ان من قال ان فلانا اعلم من النبى عليه السلام فهو كافر كما صرح به غير واحد من علمائنا الكرام ومن افترى علينا بغير ما ذكرناه فعليه بالبرهان خائفا عن مناقشة الملك الديان والله على ما نقول وكيل۔

کی بنا پر لازم آئے گا کہ ہر امتی بھی شیطان کے ہتھکنڈوں سے آگاہ ہو۔ اور لازم آئے گا کہ حضرت سلیمان علیہ السلام کو خبر ہو۔ اس واقعہ کی جسے ہدہد نے جانا اور افلاطون وجالینوس واقف ہوں کیڑوں کی تمام واقفیتوں سے اور سارے لازم باطل ہیں چنانچہ مشاہدہ ہو رہا ہے۔ یہ ہمارے قول کا خلاصہ ہے جو براہین قاطعہ میں بیان کیا ہے جس نے کند ذہن بد دینوں کی رگیں کاٹ دیں اور دجال ومفتری گروہ کی گردنیں توڑ دیں سو اس میں ہماری بحث صرف بعض حادثات جزئی میں تھی اور اسی لیے اشارہ کا لفظ ہم نے لکھا تھا تاکہ دلالت کرے کہ نفی و اثبات سے مقصود صرف یہی جزئیات ہیں لیکن مفسدین کلام میں تحریف کیا کرتے ہیں اور شاہنشاہی محاسبہ سے ڈرتے نہیں اور ہمارا پختہ عقیدہ ہے کہ جو شخص اس کا قائل ہو کہ فلاں کا علم نبی علیہ السلام سے زیادہ ہے وہ کافر ہے۔ چنانچہ اس کی تصریح ایک نہیں ہمارے بہتیرے علماء کر چکے ہیں اور جو شخص ہمارے بیان کے خلاف ہم پر بہتان باندھے اس کو لازم ہے کہ شاہنشاہ روز جزا سے خائف بن کر دلیل بیان کرے اور اللہ ہمارے قول پر وکیل ہے

ع یہ واقعہ سُورۂ نمل میں مذکور ہے اس کا خلاصہ یہ ہے کہ ایک بار حضرت سلیمانؑ نے ہُدہُد کو تلاش کیا تو نہیں ملا پایا۔ تو بہت زیادہ ناراضی کا اظہار فرمایا۔ جب وہ دیر کے بعد حاضر ہُوا تو اس سے باز پُرس کی تو اُس نے کہا کہ میں ملک سبا سے ایک نہایت عظیم الشان خبر معلوم کر کے لایا ہوں جس کا آپ کو علم نہیں۔ پس سے معلوم ہوا کہ ہد ہد جیسے پرند کو ایک ایسی بات معلوم ہو سکتی ہے جو نبیِ وقت کے علم میں نہ ہو۔ ۱۲

للہ انصاف! کیا خود مصنفِ براہین کے اس جواب کے بعد بھی اس بہتان کی کوئی گنجائش باقی رہتی ہے۔ لا و اللہ الحساب یوم الحساب۔

حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

پر

تنقیصِ شانِ سیّد الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا ناپاک بُہتان

مولوی احمد رضا خاں صاحب حُسام الحرمین ص ۱۵ پر لکھتے ہیں:

وھٰؤلاء اتباع شیطان الآفاق ابلیس اللعین و ھم ایضًا اذناب ذلك المكذب الكنكوھی فانه قد صرح فی كتابه البراھین القاطعة وما ھی واللہ الا القاطعة لما امر اللہ به ان یوصل بان شیخھم ابلیس اوسع علما من رسول اللہ

اور یہ شیطان آفاق ابلیسِ لعین کے پیرو ہیں اور یہ بھی اُسی تکذیبِ خدا کرنے والے گنگوہی کے دُم چھلے ہیں کہ اُس نے اپنی کتاب "براہینِ قاطعہ" میں تصریح کی (اور خدا کی قسم وہ قطع نہیں کرتی مگر ان چیزوں کو جن کے جوڑنے کا اللہ عزّ وجل نے حکم فرمایا ہے) کہ ان کے پیر ابلیس کا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وھٰذا نصّہ الشنیع بلفظہ الفظیع (ص ۴۷)

شیطان وملک الموت کو الخ ای ان ھذہ السعۃ فی العلم ثبتت للشیطٰن وملک الموت بالنص وای نص قطعی فی سعۃ علم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حتّٰی تُردُّ بہ النصوص جمیعا ویُثبت شرک وکتب قبلہ ان ھٰذا الشرک لیس فیہ حبۃ خردل من ایمان -

زیادہ ہے اور یہ اس کا بُرا قول خود اس کے بدالفاظ میں ص ۴۷ پر ہے۔

شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت نص سے ثابت ہوئی۔ فخرِ عالم کی وسعت علم کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کرکے ایک شرک ثابت کرتا ہے۔ اور اس سے پہلے لکھا کہ شرک نہیں تو کونسا ایمان کا حصّہ ہے۔

پھر مؤلفِ براہین کو کچھ "صلواتیں" سُنا کر چند سطروں کے بعد لکھتے ہیں:

وقد قال فی نسیم الریاض کما تقدم من قال فلان اعلم منہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فقد عابہ ونقصہ فھو سابٌ والحکم فیہ حکم الساب من غیر فرق لا نستثنی منہ صورۃ وھذا کلہ

اور بے شک نسیم الریاض میں فرمایا (جیسا کہ اس کا نص اصل کتاب میں گزر چکا ہے) کہ جو کسی کا علم حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ بتائے اس نے بے شک حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو عیب لگایا اور حضور کی شان گھٹائی تو وہ گالی دینے والا ہے اور اس

اجماع من لدن الصحابة رضی اللہ تعالیٰ عنہم ثم اقول انظروا الی اٰثار ختم اللہ کیف یصیر البصیر اعمی، وکیف یختار علی الھدی العمی، یؤمن بعلم الارض المحیط لابلیس و اذا جاء ذکر محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم قال ھذا شرك و انما الشرك اثبات الشریك للہ تعالیٰ فالشیئ اذا کان اثباتہ لاحد من المخلوقین شرکا کان شرکا قطعا لکل الخلائق اذ لا یصح ان یکون احد شریکا للہ تعالیٰ فانظروا کیف اٰمن بان ابلیس شریك لہ سبحانہ و انما الشرکۃ منتفیۃ عن محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ثم انظروا الی غشاوۃ غضب اللہ تعالیٰ علی بصرہ یطالب فی علم محمد

کا حکم وہی ہے جو گالی دینے والا ہے، اصلا فرق نہیں، اس میں سے ہم کسی صورت کا استثنا نہیں کرتے، اور ان تمام احکام پر صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کے زمانہ سے اب تک برابر اجماع چلا آیا ہے۔ پھر میں کہتا ہوں کہ اللہ کی مُہر کر دینے کا اثر دیکھو، کیونکر انکھیارا اندھا ہو جاتا ہے اور راہِ حق چھوڑ کر چوپٹ ہونا پسند کرتا ہے۔ ابلیس کے لیے تو زمین کے علم محیط پر ایمان لاتا ہے اور جب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر آیا تو کہتا ہے یہ شرک ہے، حالانکہ شرک تو اسی کا نام ہے کہ اللہ عزوجل کے لیے کوئی شریک ٹھہرایا جائے تو جس چیز کا مخلوق میں سے کسی ایک کے لیے ثابت کرنا شرک ہو، وہ تو تمام جہان میں جس کے لیے ثابت کی جائے یقیناً شرک ہوگا کہ اللہ کا کوئی شریک نہیں ہو سکتا۔ تو دیکھو ابلیس لعین کے اللہ عزوجل کے ساتھ شریک ہونے کا کیسا ایمان رکھتا ہے۔ شرکت تو محمد رسول اللہ صلی اللہ

صلى الله تعالى عليه وسلم بالنص و
لا يرضى به حتى يكون قطعيًا فاذا
جاء على سلب علمه صلى الله تعالى
عليه وسلم تمسك فى هذا البيان
نفسه على صفحه ۴٦ بستة اسطر
قبل هذا الكفر المهين بحديث
باطل لا اصل له فى الدين و ينسبه
كذبا الى من لم يروه بل رده بالرد
المبين حيث يقول روى الشيخ
عبد الحق قدس سره عن النبى صلى
الله تعالى عليه وسلم انه قال لا اعلم
ما وراء هذا الجدار ه مع ان الشيخ
قدس الله تعالى سره انما قال فى
مدارج النبوة هكذا يشكل ههنا
بان جاء فى بعض الروايات انه قال
رسول الله صلى الله عليه وسلم انما
انا عبد لا اعلم وراء هذا الجدار

تعالیٰ علیہ وسلم سے منتفی ہے پھر غضب الٰہی کا گھٹا ٹوپ
اس کی آنکھوں پر دیکھیو۔ علم محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں تو
نص مانگتا ہے اور نص پر بھی راضی نہیں جب تک
قطعی نہ ہو اور جب حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے
علم کی نفی پر آیا تو خود اسی بحث میں صفحہ ۴۶ پر اس
ذلت دینے والے کفر سے چھ سطر پہلے ایک باطل
روایت کی سند پکڑی ہے جس کی دین میں بالکل اصل
نہیں اور ان کی طرف اس کی نسبت کر رہا ہے جنہوں
نے اُسے روایت نہ کیا بلکہ اُس کا صاف رد کیا کہ
کہتا ہے شیخ عبد الحق رح روایت کرتے ہیں کہ مجھ کو
دیوار کے پیچھے کا بھی علم نہیں حالانکہ شیخ نے "مدارج
النبوۃ" میں یوں فرمایا ہے کہ یہاں یہ اشکال پیش
کیا جاتا ہے کہ بعض روایات میں آیا کہ نبی صلی اللہ
علیہ وسلم نے یوں فرمایا "میں تو ایک بندہ ہوں اس
دیوار کے پیچھے کا حال مجھے معلوم نہیں" اس کا جواب
یہ ہے کہ یہ قول بے اصل ہے، اس کی روایت
صحیح نہ ہوئی۔ دیکھو کیسی لاتقربوا الصلٰوۃ سے

وجوابه ان هذا القول لا اصل له ولم تصح به الروایة اھ فانظروا کیف یحتج بلا تقربوا الصلوٰۃ و یترک "وَ اَنْتُمْ سُکَارٰی"۔ دلیل لایا اور " وَاَنْتُمْ سُکَارٰی" کو چھوڑ گیا۔ (حسام، ص۱)

اِس موقع پر شوقِ تکفیر پورا کرنے کے لیے مولوی احمد رضا خانصاحب نے دین و دیانت پر جو ظلم کیا ہے اُس کی فریاد بس واحدِ قہار سے ہے۔ اُس کی باز پُرس انشاء اللہ روزِ جزا ہوگی۔ لیکن دُنیا میں اربابِ انصاف بھی فیصلہ فرمائیں کہ اِس مُدّعیٔ مجدّدیت کے بیان اور اُس کے فتوے میں کتنی صداقت ہے؟

اِس عبارت میں خاں صاحب نے مصنّف براہینِ قاطعہ پر مندرجہ ذیل چار اعتراض کیے ہیں:

۱۔ (معاذ اللہ) رسُولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلم کے علمِ شریف کو شیطانِ رجیم کے علم سے گھٹایا۔

۲۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے لیے زمین کے علمِ محیط کے اثبات کو شرک بتلایا اور شیطانِ لعین کے لیے اس کو ثابت مانا حالانکہ کسی ایک مخلوق کے لیے جس چیز کا ثابت کرنا شرک ہے دُوسری مخلوقات کے لیے بھی اس کا ثابت کرنا یقیناً شرک ہے تو گویا مصنّف براہین نے (معاذ اللہ) شیطان کو خدا کا شریک مان لیا۔

۳۔ آنحضرت صلّی اللہ علیہ وسلم کے علم پر نصِ قطعی کا مُطالبہ کیا، اور جب حضورِ اقدس کے

علم کی نفی کی، تو ایک باطل الروایۃ حدیث سے استناد کیا۔

۴۔ پھر اس حدیث کی روایت کو از راہِ دروغ بیانی اس شخص کی طرف منسوب کیا،
جس نے روایت نہیں کی بلکہ نقل کرکے ردِ بلیغ کیا۔

یہ ہے خانصاحب کی اس ساری عبارت کا خلاصہ اور مصنف براہینِ قاطعہ کے خلاف ان کی فردِ قرار دادِ جُرم —— ہم تحریرِ جواب سے پہلے چند تمہیدی مقدمات عرض کرتے ہیں۔

پہلا مقدمہ

علم کی دو قسمیں ہیں: ذاتی اور عطائی۔ ذاتی وہ ہے جو از خود ہو، کسی کا دیا ہُوا نہ ہو۔ اور عطائی وہ ہے جو کسی کا دیا ہُوا اور بتلایا ہُوا ہو۔ پہلی قسم (علم ذاتی) اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص ہے۔ مخلوقات میں سے جس کو بھی کوئی علم ہے وہ سب اسی کا دِیا ہُوا اور بتلایا ہُوا ہے۔ اگر کوئی شخص کسی ولی یا نبی یا فرشتے کے لیے بھی علمِ ذاتی ثابت کرے گا تو سب کے نزدیک مشرک ہوگا، چونکہ یہ تمام امت کا مشہور اجماعی مسئلہ ہے لہٰذا ہم اس کے ثبوت میں صرف خاں صاحب بریلوی ہی کی تصریحات پیش کردینا کافی سمجھتے ہیں۔ ع

متعی لاکھ پہ بھاری ہے گواہی تیری

موصوف "خالص الاعتقاد" صفحہ ۲۸ پر رقمطراز ہیں:

"علم یقیناً ان صفات میں ہے کہ غیرِ خدا کو بہ عطائے خدا مل سکتا ہے تو ذاتی و عطائی کی طرف اس کا انقسام یقینی، یوں ہی محیط و غیر محیط کی تقسیم بدیہی،

ان میں اللہ عزوجل کے ساتھ خاص ہونے کے قابل صرف ہر تقسیم کی قسم
اول ہے یعنی علم ذاتی و علم محیط حقیقی"۔

نیز اسی "خالص الاعتقاد" کے صفحہ ۲۲ پر فرماتے ہیں:

"بلاشبہ غیرِ خدا کے لیے ایک ذرہ کا علم ذاتی نہیں، اس قدر خود ضروریاتِ
دین سے ہے اور منکر کافر"۔

اور "الدولۃ المکیۃ" کی نظر اول صفحہ ۶ پر ہے:

فالاول (العلم الذاتی) مختص بالمولی سبحانہ وتعالی لا یمکن لغیرہ ومن اثبت شیئًا منہ ولو ادنی من ادنی من ذرۃ لاحدٍ من العالمین فقد کفرو اشرک وباد وھلک۔	علم ذاتی اللہ عزوجل سے خاص ہے اس کے غیر کے لیے محال ہے جو اس میں سے کوئی چیز اگرچہ ایک ذرہ سے کمتر سے کمتر غیرِ خدا کے لیے مانے وہ یقینًا کافر و مشرک ہو گیا اور ہلاک و برباد ہوا۔

دوسرا مقدمہ کائنات کے ہر ذرہ کے متعلق اللہ تعالیٰ کے علوم غیر متناہی ہیں اور چونکہ کسی مخلوق کا علم معلومات غیر متناہیہ کو محیط نہیں ہو سکتا۔ لہذا کہا جا سکتا ہے کہ کسی مخلوق کو ایک ذرہ کا بھی حقیقی معنی میں علم محیط نہیں ہو سکتا۔

اس کے ثبوت میں بھی ہم خاں صاحب بریلوی ہی کی تصریحات پر قناعت کرینگے
موصوف "الدولۃ المکیۃ" صفحہ ۹ پر لکھتے ہیں:

ل لہ سبحانہ وتعالی فی کل ذرۃ علوم	بلکہ اللہ تعالیٰ کے لیے ہر ذرہ میں علوم

لا تتناهیٰ لان لکل ذرة مع کل
ذرة کانت او تکون او یمکن ان
تکون نسبة بالقرب و البعد والجهة
مختلفة فی الازمنه باختلاف
الامکنة الواقعة و الممکنة من
اول یوم الیٰ ما لا اٰخر له و الکل
معلوم له سبحانه و تعالیٰ بالفعل
فعلمه عزجلاله غیر متناه فی
غیر متناه فی غیر متناه ......
ومعلوم ان علم المخلوق لا یحیط
فی اٰن واحد غیر المتناهی کما بالفعل
تفصیلا تاما حیث یمتاز فیه کل
فرد عن صاحبه امتیازا کُلّیًا

غیر متناہیہ ہیں۔ اس لیے کہ ہر ذرہ کو دوسرے اس
ذرہ کے ساتھ جو موجود ہو چکا یا آئندہ موجود ہوگا
یا جس کا وجود ممکن ہے، قرب اور بُعد اور جہت
کے اعتبار سے کوئی نسبت ہے جو مختلف ہوتی
رہتی ہے۔ زمانوں میں ساتھ مختلف ہونے ان
امکنہ کے جو واقع ہوں اور جن کا امکان ہے دُنیا
کے پہلے دن سے ابد الآباد تک اور سب اللہ سبحانہ
تعالیٰ کو بالفعل معلوم ہے۔ پس اللہ عزوجل کا علم
غیر متناہی در غیر متناہی در غیر متناہی ہے......
اور معلوم ہے کہ مخلوق کا علم ایک آن میں غیر متناہی
بالفعل کا تفصیلی احاطہ نہیں کرسکتا۔ اس طرح کہ
اس میں ہر فرد دوسرے سے کامل طور پر ممتاز ہو

نیز اسی "الدولة المکیة" کے صفحہ ۲۱۲ پر ہے:

انی بیّنت ان له سُبحانه فی کل ذرة
ذرة علوم لا تتناهی فکیف ینکشف
شی لخلق کانکشافه للخالق عزّ و

یہ تحقیق میں بیان کرچکا ہوں کہ اللہ سبحانہ تعالیٰ کے
ہر ہر ذرہ میں غیر متناہی علوم ہیں۔ پس کوئی چیز کسی
مخلوق کے لیے اس طرح کیسے منکشف ہوسکتی ہے جیسے

جل :- کہ اس کا انکشاف خداوند تعالیٰ کے لیے ہے۔"

تیسرا مقدمہ عقیدہ قائم کرنے کے لیے دلیلِ قطعی کی ضرورت ہے اور نفی کے لیے صرف عدم دلیلِ ثبوت کافی ہے۔ اسی لیے قرآن عزیز میں جابجا منکرین کے خیالاتِ باطلہ اور عقائدِ فاسدہ کی تردید میں فرمایا گیا ہے کہ یہ ان کے ذاتی خیالات اور شیطانی وساوس ہیں۔ خدا کی طرف سے اُن پر کوئی دلیل و بُرہان نہیں۔

نیز خود مولوی احمد رضا خاں صاحب نے بھی انباء المصطفیٰ میں عقائد کے اثبات کے لیے دلیلِ قطعی کی ضرورت کو تسلیم کیا ہے۔

چوتھا مقدمہ علوم دو قسم کے ہیں۔ ایک وہ جن کو دین سے تعلق ہے (جیسے تمام علوم دینیہ شرعیہ) اور دوسرے وہ جن کو دین سے تعلق نہیں (جیسے زید، عمرو، گنگا پرشاد، جمنا داس، مسٹر بیگ اور لارڈ ولنگڈن، مسٹر چرچل وغیرہ کے جزئی حالات کا علم، زمین کے کیڑے مکوڑوں اور سمندر کی مچھلیوں کی تعداد اور ان کے خواص کا علم، ان کی عام نقل و حرکت، اکل و شرب اور بول و براز کا علم) ظاہر ہے کہ ان چیزوں کے علم کو دین سے کوئی تعلق نہیں اور نہ ان علوم کو کمالِ انسانی میں کوئی دخل، اور نہ ان کے نہ ہونے سے انسان میں کوئی نقصان!

اگرچہ یہ مقدمہ بدیہی ہے اور ہر معمولی سی عقل رکھنے والا بھی اس کو تسلیم کرے گا، مگر اب چند روز سے مولوی احمد رضا خاں صاحب کی رُوحانی ذریت نے اس سے انکار شروع کر دیا ہے اور وُہ نہایت بلند آہنگی کے ساتھ کہتے ہیں کہ دُنیا میں کوئی علم ایسا نہیں جس کا دین سے تعلق نہ

ہو اور جس کو کمالِ انسانی میں دخل نہ ہو۔ لہٰذا یہاں بھی ہم صرف خاں صاحب ہی کی ایک عبارت پیش کر دینا کافی سمجھتے ہیں۔ موصوف کے ملفوظات حصّہ دوم صفحہ ۶۲ پر ہے "سیمیا ایک ناپاک علم ہے"۔ خانصاحب کے اس مختصر مگر پُرمعنی فقرے سے صرف اتنا ضرور معلوم ہو گیا کہ بعض علم ناپاک بھی ہیں اور ظاہر ہے کہ جو علم ناپاک ہو، وہ نہ دینی علم ہو سکتا ہے اور نہ کسی انسان کے لیے باعثِ کمال۔

پانچواں مقدمہ شریعت میں جس علم کی مدح کی گئی ہے اور انسانوں کو جس کی ترغیب دی گئی ہے اور جو رضائے الٰہی کا باعث ہے، وُہ صرف وُہ علم ہے جس کا تعلق دینیات سے ہو اور جس سے کمالِ انسانی وابستہ ہو، مثلاً قرآن عزیز میں ہے:

هَلْ يَسْتَوِي الَّذِيْنَ يَعْلَمُوْنَ وَالَّذِيْنَ لَا يَعْلَمُوْنَ — کیا علم والے اور بے علم سب برابر ہو سکتے ہیں۔ (ہرگز نہیں)

اور دُوسری جگہ ارشاد ہے:

يَرْفَعِ اللّٰهُ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا مِنْكُمْ وَالَّذِيْنَ اُوْتُوا الْعِلْمَ دَرَجٰتٍ — اللہ تعالیٰ تم میں سے اہلِ ایمان اور اہلِ علم کے درجے بلند کرے گا۔

ظاہر ہے کہ ان آیات میں علم سے نہ انگلش مُراد ہے نہ سنسکرت یا بھاشا، نہ سائنس نہ جغرافیہ، نہ جادوگری نہ شاعری، بلکہ صرف علمِ دین ہی مُراد ہے، اور وُہی خدا کو محبوب ہے

اور حدیث شریف میں ہے:

طَلَبُ الْعِلْمِ فَرِيْضَةٌ عَلٰى — طلبِ علم ہر مسلمان پر فرض ہے۔

كُلِّ مُسْلِمٍ۔

اور ایک دوسری حدیث میں ہے :

اِنَّ الْاَنْبِيَاءَ لَمْ يُوَرِّثُوْا دِيْنَارًا	بہ تحقیق انبیا علیہم السلام نے دراہم و دنانیر کی
وَّلَا دِرْهَمًا وَ اِنَّمَا وَرَّثُوا الْعِلْمَ	میراث نہیں چھوڑی، اُن کی میراث صرف علم ہے،
فَمَنْ اَخَذَ مِنْهُ اَخَذَ بِحَظٍّ وَافِرٍ	جس نے اس کو لے لیا اس نے بہت بڑا حصّہ پایا۔

ان احادیثِ کریمہ میں بھی علم سے علمِ شریعت اور علمِ دین ہی مُراد ہے۔ کون بدبخت کہ سکتا ہے کہ دُنیاوی علوم کا حاصل کرنا بھی مسلمان کا مذہبی فرض ہے، اور کون محروم البصیرت خیال کر سکتا ہے کہ جادُوگری و شعبدہ بازی جیسے لغو علوم بھی میراثِ نبوت ہیں۔ بہرحال یہ چیز بالکل بدیہی ہے کہ شریعت میں جس علم کی ترغیب دی گئی ہے اور جس کو کمالِ انسانی میں دخل ہے وہ صرف علمِ دین ہے۔ بلکہ بیکار اور غیر متعلق باتوں کی کھود کرید سے تو شریعت نے منع فرمایا ہے۔ رسُولِ خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم فرماتے ہیں :

مِنْ حُسْنِ اِسْلَامِ الْمَرْءِ تَرْكُهٗ	اِنسان کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ وُہ بیکار
مَا لَا يَعْنِيْهِ (حدیثِ نبویؐ)	باتوں میں نہ پڑے۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب سے کسی شخص نے تعزیہ داری اور امورِ متعلقہ تعزیہ داری کے متعلق چند سوال کیے تھے۔ منجملہ ان کے بارھواں سوال (شہدائے کربلا رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق) یہ تھا کہ :

"بعد شہادت کس قدر سرِ مبارک دمشق کو روانہ ہوئے تھے اور کس قدر واپس آئے"

اِس کے جواب میں مولوی صاحب موصوف تحریر فرماتے ہیں :

"حدیث میں فرمایا کہ آدمی کے اسلام کی خوبی یہ ہے کہ بیکار باتیں چھوڑے"

خاں صاحب کا وہ پورا فتویٰ جس میں یہ سوال و جواب درج ہے۔ کئی جگہ متعدد بار چھپ کر شائع ہو چکا ہے اور اس کی اصل بہ مُہر و دستخط بھی میرے پاس محفوظ ہے اور اگر ان کے یہاں نقل فتاوٰی کا پُورا اہتمام ہوگا (جیسا کہ میں نے سُنا ہے) تو غالباً وہاں بھی اس کی نقل محفوظ ہوگی۔

فتوے پر تو کوئی تاریخ درج نہیں اور لفافہ پر ڈاک خانہ کی مُہر بھی کچھ زیادہ صاف نہیں تاہم بعد غور بسیار ظن غالب یہ ہے کہ اکتوبر ۱۹۲۰ء میں بریلی کے ڈاکخانہ سے وُہ فتوی روانہ ہُوا ہے۔ واللہ اعلم!

خاں صاحب کے اس فتوے سے بھی صاف معلوم ہو گیا کہ بعض علوم ایسے بھی ہیں جو بیکار ہیں اور اُن کا حاصل نہ کرنا ہی بہتر ہے۔

یہ بھی واضح رہے کہ جس سوال کے جواب میں خاں صاحب نے یہ تحریر فرمایا ہے وُہ سوال زید، عمرو، بکر، حیوانات و بہائم، دریا کی مچھلی، مینڈک یا حشرات الارض کے متعلق نہیں کیا گیا ہے بلکہ اہلِ بیت کرام و شہدائے عظام کے مقدس سروں کے متعلق سوال ہے اس کا جواب خاں صاحب یہ دیتے ہیں کہ اسلام کی خوبی یہ ہے کہ بیکار باتوں کو چھوڑ دے

چھٹا مقدمہ | جو علوم اِنسان کے لیے باعث کمال نہیں اور جن کے حصول کے لیے اِنسان خدا کی طرف سے مامور نہیں (جیسے روز مرّہ کے جزئی حوادث

اور مخصوص افراد کے شخصی اور خانگی حالات) اُن میں ایک مفضول کا دائرۂ علم افضل سے اور ایک مردود کا مقبول سے وسیع ہو سکتا ہے بلکہ غیر دینی اور غیر ضروری اُمور میں غیر نبی کا علم بھی کبھی نبی سے بڑھ سکتا ہے لیکن علومِ شرعیہ و امورِ ضروریہ اور اصولِ دینیہ میں ہمیشہ نبی ہی کا دائرۂ علم زیادہ وسیع ہوگا کیونکہ ان علوم کے فیضان میں وہ تمام اُمت کے لیے واسطۂ کبریٰ ہوتا ہے اور اسی کے ذریعہ سے یہ علوم افرادِ امت تک پہنچتے ہیں۔

امام فخر الدین رازی رحمۃ اللہ علیہ تفسیرِ کبیر میں فرماتے ہیں:

يجوز ان يكون غير النبي فوق النبي فى علوم لا تتوقف نبوته عليها	جائز ہے کہ غیرِ نبی، نبی سے بڑھ جائے ان علوم میں کہ جن پر نبی کی نبوت موقوف نہ ہو۔

(ج ۵، ص ۴۹۵)

ساتواں مقدمہ دین سے غیر متعلق اور غیر ضروری امور کے نہ جاننے کی وجہ سے حضرات انبیاء علیہم السلام اور دیگر مقبولینِ بارگاہِ احدیت کی شان میں کوئی کمی بھی نہیں آتی اور نہ اُن کے کمالِ علمی کو اس سے کچھ صدمہ پہنچتا ہے۔ بلکہ ایسا سمجھنا انتہائی سفاہت اور منصبِ رسالت سے اعلیٰ درجہ کی جہالت ہے۔

علامہ قاضی عیاض جن کو حضرتِ رسالت ؐ کے ساتھ قابلِ تقلید عشق ہے، "شفا شریف" میں اس نکتہ پر تنبیہ فرماتے ہوئے رقمطراز ہیں:

فاما ما تعلق منها بامر الدنيا فلا يشترط فى حق الانبياء العصمة من	بہر حال وہ علوم جن کا تعلق دُنیاوی باتوں سے ہو، سو اُن میں سے بعض کے نہ جاننے سے

عدم معرفة الانبياء ببعضها او اعتقادها على خلاف ما هي عليه ولا وصم عليهم فيه اذ همتهم متعلقة بالآخرة وانبائها وامر الشريعة وقوانينها وامور الدنيا تضادها بخلاف غيرهم من اهل الدنيا الذين يعلمون ظاهرا من الحيٰوة الدنيا وهم عن الآخرة هم الغافلون۔

(شفاء - ص ۲۵۴)

اور ان کے متعلق خلاف واقعہ اعتقاد قائم کرلینے سے انبیاء علیہم السلام کا معصوم ہونا ضروری نہیں (یعنی ہوسکتا ہے کہ انبیاء علیہم السلام کو بعض دُنیاوی باتوں کا علم نہ ہو) اور اس کے نہ جاننے کی وجہ سے اُن پر کوئی دھبّہ نہیں کیونکہ ان کی توجہ آخرت اور اس کی خبروں اور شریعت اور اس کے قوانین کے ساتھ متعلق ہے اور دُنیاوی باتیں اُن کے برعکس ہیں بخلاف اور اہلِ دُنیا کے جو اسی دُنیاوی زندگانی کو جانتے ہیں اور آخرت سے بالکل غافل ہیں۔

پھر اس مضمون کو متعدد احادیث شریفہ سے ثابت فرما کر صفحہ ۳۰۲ پر لکھتے ہیں:

فمثل هذا او اشباهه من امور الدنيا التي لا مدخل فيها لعلم ديانة ولا اعتقادها ولا تعليمها يجوز عليه فيها ما ذكرنا اذ ليس في هذا كله نقيصة ولا محطة وانما هي امور اعتيادية يعرفها

پس دُنیاوی امور میں سے ایسی باتیں کہ جن کو نہ دین کے علم میں کوئی دخل ہے نہ اس کی تعلیم میں نہ اس کے اعتقاد میں (سو ایسی باتوں کے بارے میں) جائز ہے۔ نبی علیہ السلام پر وہ جو ہم نے ذکر کیا (یعنی اُن باتوں کا نہ جاننا) اس لیے کہ ایسی باتوں کے نہ جاننے کی وجہ سے نہ تو کچھ نقصان

من جرّبها وجعلها همّهٗ و شغل نفسه بها والنبی مشحون القلب بمعرفة الربوبية ملآن الجوانح بعلوم الشريعة ؛

انتہی بقدر الحاجہ شفا قاضی عیاض ، صفحہ ۳۰۲ -

پیدا ہوتا ہے نہ درجہ اور مرتبہ میں کوئی کمی آتی ہے ۔ یہ امور تو عادت پر موقوف ہیں ان کو وہ شخص خوب جانے گا جس نے ان کا تجربہ کیا ہو اور انھیں کو اپنا مقصد بنا لیا ہو اور جس نے اپنے نفس کو انھیں باتوں میں مشغول کر دیا ہو اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا قلب مبارک تو معرفت الٰہیہ سے اور سینۂ فیض گنجینہ علوم معرفت سے لبریز ہے

بہرحال جو امور دین سے غیر متعلق ہوں ۔ اگر ان میں سے بعض کا علم کسی غیر نبی کو ہو جائے ، اور نبی کو نہ ہو تو اُس میں اس نبی (علیہ السّلام) کی کوئی تنقیص نہیں ، کیونکہ ان امور سے حضرات انبیاء علیہم السلام کو کوئی خاص تعلق ہی نہیں ۔ اسی لیے رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا :

انتم اعلم بامر دنیاکم ۔ (رواہ مسلم)

اپنی دُنیا کی باتوں کے تم زیادہ جاننے والے ہو ۔

صحیح مُسلم کی یہ روایت ہمارے مدعا کے لیے نہایت واضح اور روشن دلیل ہے نیز آپ ارشاد فرماتے ہیں :

اذا کان شیء من امر دُنیاکم فانکم اعلم به واذا کان شیءٌ

جب کہ کوئی چیز تمہارے دُنیاوی امور میں سے ہو جب تو تم ہی اُس کے زیادہ جاننے والے ہو

من امر دینکم فالیّ (رواہ احمد ومسلم عن انس) و ابن ماجۃ عن انس وعائشۃ معًا) وابن خزیمۃ عن ابی قتادۃ)۔	اور اگر کوئی دینی معاملہ ہو تو میری طرف رجوع کرو۔ روایت کیا اس کو امام احمد اور امام مسلم نے حضرت انس سے اور ابن ماجہ نے حضرت انس اور حضرت عائشہ دونوں سے اور ابن خزیمہ نے حضرت ابو قتادہ سے۔

(کنز العمال۔ ج ۶، ص ۱۱۶)

آٹھواں مقدمہ

اگر بعض جزئی واقعات کا علم کسی ادنٰی درجے کے شخص کو ہو اور اعلٰی کو نہ ہو، یا کسی اُمّتی کو ہو اور نبی کو نہ ہو تو صرف اس کی وجہ سے اُس ادنٰی کو اعلٰی سے اور اس اُمّتی کو نبی سے اعلم (زیادہ علم والا) نہیں کہا جا سکتا، مثلاً آج کل کی مادی ایجادات اور صنعتی اختراعات کے متعلق جو معلومات یورپ کے ایک مُلحد کو حاصل ہیں یقیناً وہ حضرت امام ابو حنیفہؒ اور امام مالکؒ کو حاصل نہ تھے۔ گراموفون بنانے کا علم جو اس کے غیر مسلم مُوجد کو تھا، وہ یقیناً حضرت غوث پاکؒ کو نہ تھا۔ لیکن کون احمق ہے جو ان مادی اور دُنیوی علوم کی وجہ سے یورپ کے ان مُلحدین کو حضرت امام ابو حنیفہؒ، امام مالکؒ اور شیخ عبد القادر جیلانیؒ سے اَعلم (زیادہ علم والا) کہنے کی جرأت کرے۔ سینما اور تھیٹر کے متعلق جو معلُومات ایک فاسق و فاجر بلکہ ایک کافر و مشرک تماشہ بین کو ہیں وہ یقیناً ایک بڑے سے بڑے متقی عالم کو نہیں۔ تو کیا کوئی تاریک دماغ بھی تماشہ بین کو اس عالم سے اعلم کہہ سکتا ہے اور اسی پر کیا موقوف، جرائم پیشہ لوگوں کو جو معلومات اپنے جرائم کے متعلق ہوتے ہیں، حضرات علمائے دین کو ان کی ہوا بھی نہیں لگتی تو کیا سب چور، ڈاکو،

گرہ کٹ، پاکٹ مار، شرابی، کبابی، ہر عالم دین کے مقابلہ میں اعلمیت کا دعویٰ کر سکتے ہیں

اور کیا یہ واقعہ نہیں کہ نجاست کھانے والے کیڑے کو نجاست و غلاظت کا ذائقہ

معلوم ہوتا ہے اور ہر شریف انسان اُس سے ناواقف ہے، تو کیا اب نجاست کا ہر

کیڑہ بھی تمام انسانوں سے اعلم کہا جا سکتا ہے۔

بہرحال یہ مقدمہ بالکل بدیہی ہے کہ جو علوم دین سے غیر متعلق ہوں اور جن علموں کو

کمالِ انسانی میں کوئی دخل نہ ہو۔ وہ اگر کسی شخص کو زیادہ مقدار میں حاصل ہو جائیں، تو

صرف اس کی وجہ سے اس کو زیادہ علم داں نہیں کہا جا سکتا۔ اَعْلَم (زیادہ علم والا) جبھی

کہا جائے گا جب کہ علوم کمالیہ اور علمِ دینیہ میں دوسروں پر فوقیت رکھتا ہو۔

نواں مقدمہ

قرآن و حدیث میں اس کی نظیریں بکثرت ملتی ہیں کہ حضورؐ کی حیاتِ طیبہ

میں بہت سے واقعاتِ جزئیہ کی اطلاع دوسرے لوگوں کو ہو گئی (بوجہ

اس کے کہ وہ واقعہ انھیں پر گزرا تھا یا ان سے اس کا کوئی خاص تعلق تھا) اور حضورؐ کو

اس وقت اس کی اطلاع نہ ہوئی۔ اس کی چند مثالیں ذیل میں درج کی جاتی ہیں:

۱۔ غزوۂ تبوک میں عبداللہ بن اُبَیّ منافق نے کسی موقع پر یہ کہا:

لَا تُنْفِقُوْا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ۔ — جو لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس رہنے والے ہیں اُن پر کچھ خرچ مت کرو۔

نیز اُسی مجلس میں اُس نے یہ بھی کہا:

وَلَئِنْ رَّجَعْنَا إِلَى الْمَدِيْنَةِ لَيُخْرِجَنَّ الْأَعَزُّ مِنْهَا الْأَذَلَّ

اگر ہم مدینہ پہنچے تو ہم میں سے جو زیادہ عزت والا ہوگا وہ ذلیلوں کو نکال دیگا (یعنی ہم مہاجرین کو مدینہ سے بھگا دیں گے)

اُس کی یہ بکواس حضرت زید بن ارقم رض نے سُنی اور انھوں نے اپنے چچا سے اس کا ذکر کر دیا۔ انھوں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے اس کا تذکرہ کیا۔ حضور نے عبداللہ ابن اُبی اور اس کے ساتھیوں کو بُلایا اور اس سے دریافت کیا کہ یہ کیا ماجرا ہے؟ اُن مُنافقین نے جھوٹی قسم کھائی کہ ہم نے نہیں کہا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اُن کی تصدیق کر دی اور زید بن ارقم رض کو جھوٹا قرار دے دیا۔ حضرت زید فرماتے ہیں کہ مجھے اس کا ایسا صدمہ ہوا کہ مدت العمر کبھی ایسا صدمہ نہ ہوا تھا، یہاں تک کہ مَیں نے باہر نکلنا چھوڑ دیا، تا آنکہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ منافقون کی ابتدائی آیتیں نازل فرمائیں جن میں حضور کو اطلاع دی گئی کہ درحقیقت ان مُنافقین نے ناشائستہ کلمات کہے تھے۔ تو حضور نے مجھ کو طلب فرمایا اور ارشاد فرمایا کہ مطمئن ہو جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے تمھارے بیان کی تصدیق نازل فرما دی۔ (صحیح بخاری کتاب التفسیر)

(۲) بعض منافقین کے متعلق سورۂ توبہ میں ارشاد ہے:

وَمِمَّنْ حَوْلَكُمْ مِّنَ الْأَعْرَابِ مُنَافِقُوْنَ وَمِنْ أَهْلِ الْمَدِيْنَةِ مَرَدُوْا عَلَى النِّفَاقِ لَا تَعْلَمُهُمْ

اور بعض ان لوگوں میں سے جو تمھارے اردگرد ہیں بدوی منافق ہیں اور بعض اہلِ مدینہ میں سے مُنافقت میں بہت مشّاق ہیں، آپ ان کو نہیں

نَحْنُ نَعْلَمُهُمْ ۔ جانتے، ہم ان کو (خوب) جانتے ہیں۔

اِس آیتِ کریمہ سے معلوم ہوا کہ عہدِ رسالت میں خود مدینۂ طیّبہ اور اس کے آس پڑوس کی بستیوں میں کچھ ایسے مُنافق تھے جن کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ اے محبوب آپ ان کو نہیں جانتے، اور ظاہر ہے کہ خود ان منافقین کو اپنے نفاق کا ضرور علم ہو گا۔

(۳) وَمِنَ النَّاسِ مَنْ يُّعْجِبُكَ قَوْلُهٗ فِي الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا وَيُشْهِدُ اللّٰهَ عَلٰى مَا فِيْ قَلْبِهٖ وَهُوَ اَلَدُّ الْخِصَامِ ۔ (سورۂ بقر)

اور لوگوں میں سے بعض ایسے ہیں جن کی بات اس دُنیاوی زندگی میں آپ کو اچھی معلوم ہوتی ہے اور وہ اپنے دل کی بات پر خُدا کو شاہد بناتے ہیں اور فی الحقیقت وہ نہایت جھگڑالو ہیں۔

تفسیر معالم التنزیل اور تفسیرِ خازن وغیرہ میں ہے کہ یہ آیت اَخنس بن شُریق ثقفی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ شخص دیکھنے میں بہت اچھا اور نہایت شیریں زبان تھا۔ حضورؐ کی خدمت میں آتا اور اپنے کو مسلمان ظاہر کرتا اور بہت زیادہ اظہارِ محبّت کرتا تھا اور اس پر خدا کی قسمیں کھاتا تھا۔ حضورؐ اُس کو اپنے پاس بٹھلاتے تھے، اور درحقیقت وہ مُنافق تھا، اس کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

فنزل فیه و من النّاس من یعجبك قوله" ای یروقك و تستحسنهٗ و یعظم فی قلبك ۔

اور لوگوں میں سے بعض وُہ ہیں جن کی بات آپ کو بھلی معلوم ہوتی ہے اور آپ اس کو اچھا سمجھتے ہیں اور آپ کے دل میں اس کی عظمت

ہوتی ہے۔ (خازن، جلد اوّل، صفحہ ۱۶۱)

اس آیت کریمہ اور اس کے شانِ نزول سے معلوم ہوا کہ اخنس بن شریق کے باطن کا حال آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مخفی تھا، اور ظاہر ہے کہ وہ بدبخت اپنے حال سے ضرور آگاہ تھا۔

۴۔ نیز منافقین ہی کی ایک جماعت کے متعلق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہے:

وَاِذَا رَاَیْتَھُمْ تُعْجِبُكَ اَجْسَامُھُمْ وَاِنْ یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِھِمْ۔ (سورۂ منافقون)	اور جب آپ ان کو دیکھیں تو ان کے قد و قامت آپ کو خوشنما معلوم ہوں، اور اگر وہ کچھ کہیں تو آپ ان کی سن لیں گے۔

تفسیر خازن اور تفسیر معالم التنزیل میں "وَاِنْ یَّقُوْلُوْا تَسْمَعْ لِقَوْلِھِمْ" کی تفسیر میں ہے:

اى فتحسب انه صدق	یعنی آپ اس کو سچا سمجھیں (ج ۷، ص ۸۲)

ان تینوں آیتوں سے بطور قدرِ مشترک اتنا معلوم ہوا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک میں مدینہ طیبہ ہی کے اندر کچھ ایسے سیاہ باطن منافق بھی تھے جن کے نفاق (یا مدارجِ نفاق) کا علم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نہ تھا۔ ظاہر حال دیکھ کر آپ ان کو اچھا جانتے تھے۔ ان کی جھوٹی باتوں کو سچ سمجھتے تھے، اور وہ بدکردار اپنے حال سے خود یقیناً خبردار تھے (اگرچہ بعد میں بذریعہ وحی حضورؐ کو بھی مطلع فرما دیا گیا ہو)

اس کے بعد ہم اس سلسلہ میں صرف ایک آیت اور پیش کرتے ہیں۔ ارشاد

خداوندی ہے:

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا — اور ہم نے اپنے رسول کو شعر نہیں سکھایا اور

يَنْۢبَغِيْ لَهٗ ۔ (سورۂ یٰس) — نہ وہ ان کے لیے مناسب ہے۔

اس آیتِ کریمہ سے نہایت صاف طور پر معلوم ہوا کہ آپ کو علم شعر نہیں عطا فرمایا گیا حالانکہ یہ علم کافروں تک کو حاصل ہوتا ہے۔

بہرحال قرآن اس حقیقت پر شاہد ہے کہ بعض غیر ضروری اور امورِ رسالت سے غیر متعلق علوم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نہیں عطا فرمائے گئے، اور دوسروں کو حتیٰ کہ مشرکوں اور کافروں کو وہ حاصل تھے۔ لیکن اس کی وجہ سے ان دوسروں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ وسیع العلم کر دینا انتہائی بلادت اور اعلیٰ درجہ کی حماقت اور ضلالت ہے اگر اس قسم کے واقعات احادیث میں تلاش کیے جائیں تو سیکڑوں اور ہزاروں کی تعداد میں نکل آویں گے۔ یہاں نمونہ کے طور پر محض چند حدیثیں اجمالاً ذکر کی جاتی ہیں:

(۱) صحیح بخاری و صحیح مسلم و سنن ابی داؤد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک سیاہ فام عورت مسجد میں جھاڑو لگایا کرتی تھی۔ ایک دن رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو نہ پایا تو حال دریافت فرمایا۔ عرض کیا گیا کہ اس کا انتقال ہو گیا۔ حضورؐ نے ارشاد فرمایا

أَفَلَا كُنْتُمْ آذَنْتُمُوْنِيْ — پھر تم نے مجھ کو اطلاع کیوں نہیں کی۔

اس کے بعد ارشاد فرمایا:

دُلُّوْنِیْ عَلٰی قَبْرِھَا — یعنی مجھے اس کی قبر بتلاؤ، چنانچہ قبر
فَدَلُّوْہُ فَصَلّٰی عَلَیْہِ۔ — بتلا دی گئی، پس آپ نے اس پر نماز پڑھی۔

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ حضورؐ کو اس عورت کے انتقال کی اطلاع نہ ہوئی اور صحابہؓ کو اطلاع تھی۔ نیز اس کی قبر کی اطلاع بھی صحابہؓ ہی نے حضورؐ کو دی۔

(۲) سُنن نسائی میں حضرت یزید بن ثابت سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک روز حضورؐ کے ساتھ باہر نکلے تو حضورؐ کی نظر ایک نئی قبر پر پڑی۔ فرمایا:

مَا ھٰذَا؟ — یہ کیا ہے؟ (یعنی یہ کس کی قبر ہے)

عرض کیا گیا کہ یہ فلاں شخص کی فلانی کنیز کی قبر ہے۔ دوپہر میں اس کا انتقال ہو گیا اور حضورؐ چونکہ قیلولہ فرما رہے تھے اور حضورؐ روزے سے بھی تھے۔ اس لیے ہم نے جگانا بہتر نہ سمجھا۔ پس حضورؐ کھڑے ہوئے اور لوگوں نے پیچھے صف باندھی اور حضرتؐ نے نماز پڑھی، پھر ارشاد فرمایا:

لا یموت فیکم میت ما دمت — جب تم میں سے کسی کا انتقال ہو جب تک میں
بین ظھرانیکم الا اذنتمونی — تمہارے درمیان موجود ہوں، تو مجھ کو ضرور اس
بہ فان صلوٰتی لہ رحمۃ۔ — کی خبر دیا کرو کیونکہ میری نماز اس کے واسطے رحمت ہے۔
ج ۱۔ صفحہ ۲۸۳

اس روایت سے بھی ہمارے مدعا پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے اور اس سے صرف ایک وقتی واقعہ ہی نہیں بلکہ آپ کی زندگی کی ایک عام مستمر حالت معلوم ہوتی ہے۔

(۳) صحیح بخاری اور سُنن اربعہ میں حضرت جابر سے مروی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ

وسلم غزوہ احد میں شہدائے اُحد میں سے دو دو کو ایک ایک قبر میں دفن فرماتے تھے اور قبر میں اتارتے وقت لوگوں سے دریافت فرماتے تھے۔

ایهما اکثر اخذا للقرآن	ان دونوں میں سے کون زیادہ قرآن حاصل کرنے
فاذا اشیر الی احدهما قدمه	والا ہے پس جب ان میں سے کسی ایک کی طرف
فی اللحد۔	اشارہ کر دیا جاتا تو آپ اس کو لحد میں پہلے اُتارتے

(۴) صحیح مسلم اور سُنن نسائی میں حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک قبر سے کچھ آواز سُنی، فرمایا:

متی مات هذا؟	یہ شخص کب مرا ہے؟
قالوا مات فی الجاهلیة	لوگوں نے عرض کیا، دورِ جاہلیت میں۔
فسر بذلك	تو آپ کو اس سے مسرت ہوئی

(۵) مسند احمد اور مسند بزار میں حضرت عبداللہ ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ایک غزوہ میں حضور کی خدمت میں پنیر حاضر کیا گیا تو آپ نے دریافت فرمایا کہ

این صُنعت هذه؟	یہ کہاں کا تیار شدہ ہے؟
فقالوا بفارس!	لوگوں نے عرض کیا کہ پارس کا بنا ہوا ہے

(۶) ابوداؤد و جامع ترمذی میں ابیض بن جمال سے مروی ہے کہ وہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور درخواست کی کہ مقام مارب میں جو شوراٰبہ ہے۔ وہ مجھ کو عنایت فرما دیا جائے۔ چنانچہ حضورؐ نے درخواست منظور فرمائی۔

لہ غالباً مارب میں آبِ شور کے کچھ چشمے تھے جن سے نمک تیار کیا جاتا تھا، ابیض بن جمال نے انھیں کی درخواست کی تھی ۱۲ منہ

اور وہ ان کو دے دیا گیا۔ جب وہ واپس چل دیے تو حاضرینِ مجلس میں سے ایک صحابی نے حضورؐ سے عرض کیا کہ آپ کو معلوم ہے کہ آپ نے اُن کو کیا دے دیا؟

اتدری ما قطعت له یا رسول	آپ نے تو ان کو بنا بنایا پانی (جو بلا کد و کاوش
الله انما قطعت له الماء العِدّ	کے نمک بن سکتا ہے)، دے دیا۔ تو حضورؐ نے ان
فانتزعه منه الخ ترمذی ا صفحہ ۱۶۶	سے وُہ واپس لے لیا۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ حضورؐ کو پہلے اس سرزمین کی مخصوص حیثیت معلوم نہیں تھی اور اسی لاعلمی کی وجہ سے وہ ابیض بن حمّال کو عطا فرما دی تھی۔ لیکن جب بعد میں اُن صحابی کے عرض کرنے سے اس کی حیثیت معلوم ہوئی (کہ اس سے عام پبلک کے منافع وابستہ ہیں) تو حضورؐ نے اس کو واپس لے لیا۔

(۷) صحیح بخاری اور صحیح مسلم اور جامع ترمذی میں حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم (ایک دفعہ قضائے حاجت کے لیے) بیت الخلا تشریف لے گئے تو میں نے حضورؐ کے وضو کے لیے پانی بھر کر رکھ دیا۔ جب آپ باہر تشریف لائے تو دریافت فرمایا کہ

من وضع هذا فاُخبر فقال	یہ کس نے رکھا ہے؟ تو حضورؐ کو اطلاع دی گئی کہ
اللّٰھم فقِّهه فی الدّین و علّمه	میں نے رکھا ہے تو حضورؐ نے میرے لیے تفقہ فی الدین
التاویلَ	اور علمِ تاویل قرآن کی دُعا فرمائی۔

اس روایت سے یہ معلوم ہوا کہ اس موقع پر حضورؐ کو پانی رکھنے والے کی اطلاع

دوسروں سے دی ۔

(۸) سُنن ابی داوٗد میں حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ میں بخار میں مبتلا تھا اور مسجد میں پڑا ہوا تھا کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے۔ پس آپ نے فرمایا:

من احسّ الفتی الدوسی ثلث	کسی نے دوسی جوان (ابوہریرہ) کو دیکھا ہے؟
مرات فقال رجل یا رسول اللہ	یہ آپ نے تین دفعہ فرمایا، تو ایک شخص نے عرض
ھو ذا یوعك فی جانب المسجد	کیا حضرت وہ یہ ہیں! بخار میں مبتلا ہیں، مسجد
فاقبل یمشی حتی وصل الیّ	کے گوشہ میں ہیں۔ پس آپ میری طرف کو چلے اور
فوضع یدہ علیّ الخ	میرے پاس پہنچ کر اپنا دستِ مبارک مجھ پر رکھ دیا۔

اس روایت سے صاف معلوم ہوا کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کے مسجد میں ہونے کی اطلاع حضورؐ کو نہ تھی۔ دوسرے شخص کے مطلع کرنے سے حضورؐ کو خبر ہوئی۔

(۹) مصنف ابن ابی شیبہ میں عبدالرحمٰن ابن الازہر سے مروی ہے کہ:

رایت رسول اللہ صلی اللہ علیہ	میں نے فتح مکہ کے سال (جبکہ میں جوان لڑکا
وسلم عام الفتح و انا غلام شاب	تھا)، رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو دیکھا کہ آپ خالد
یسئل عن منزل خالد بن الولید	ابن الولید کے گھر کا پتہ پوچھتے تھے۔

(۱۰) صحیح بخاری صحیح مسلم، سُنن نسائی اور سُنن ابی داوٗد میں حضرت عبداللہ بن عباس سے مروی ہے وہ فرماتے ہیں کہ مجھ سے خالد بن ولید نے بیان کیا کہ میں ایک بار اپنی خالہ

حضرت میمونہؓ[1] کے پاس حاضر ہُوا، تو مَیں نے ان کے پاس بھُنی ہُوئی "گوہ" دیکھی جس کو اُن کی بہن "حفیدہ" نجد سے لائی تھیں۔ وہ گوہ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کر دی گئی اور حضورؐ کی عادتِ شریفہ تھی کہ جب تک کھانے کی کیفیت نہ بیان کر دی جاتی اور اس کا نام نہ بتلایا جاتا، آپ اس کی طرف بہت کم ہاتھ بڑھاتے تھے۔

وکان قلما یقدم یدیہ لطعام حتی یحدث عنہ ویسمی لہ فاھوی بیدہ الی الضب فقالت امرأۃ اخبرن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بما قدمتن لہ قلن ھو الضب یا رسول اللہ فرفع یدہ الخ

پس آپ نے اپنا دستِ مبارک گوہ کی طرف بڑھایا تو ایک عورت نے کہا کہ حضورؐ کو بتلادو کہ حضورؐ کے سامنے کیا رکھا گیا ہے (چنانچہ ازواجِ مطہراتؓ میں سے جو حاضر تھیں) انھوں نے عرض کیا، کہ حضورؐ یہ گوہ ہے، تو آنحضرت نے اپنا ہاتھ اُٹھا لیا۔ الخ

اس روایت سے معلوم ہوا کہ جب وُہ گوہ حضورؐ کے سامنے رکھی گئی تو آپ کو معلوم نہ تھا کہ یہ گوہ ہے حتیٰ کہ آپ نے کھانے کے لیے ہاتھ بھی بڑھا دیا اور بعد میں جب دوسروں کے بتلانے سے اس کا علم ہوا تو آپ نے ہاتھ کھینچ لیا۔

(۱۱) طبرانی نے معجم کبیر میں حضرتِ بلالؓ سے روایت کیا ہے کہ ایک دفعہ میرے پاس معمولی درجہ کی کھجوریں تھیں۔ میں نے ان کھجوروں کو دے کر ان کے بدلے میں ان سے آدھی عمدہ کھجوریں لے لیں اور حضورؐ کی خدمت میں حاضر کیں۔ آپ نے ارشاد فرمایا، ان سے اچھی

---

[1] حضرت میمونہ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی زوجہ مطہرہ اور خالدؓ بن ولید اور عبداللہ بن عباسؓ کی حقیقی خالہ ہیں۔ ۱۲ منہ

کھجوریں آج تک ہم نے نہیں دیکھیں۔ تم یہ کہاں سے لائے ہو۔ (حضرت بلالؓ کہتے ہیں)۔

من این ھٰذا لك یا بلال ؟   مَیں نے وہ تبادلے کا واقعہ بیان کر دیا تو حضورؐ

فحدثته بما صنعت فقال انطلق   نے فرمایا ابھی جاؤ اور ان کو واپس کر کے آؤ

فردّہ علی صاحبہ الخ   (کیونکہ یہ ربٰو ہو گیا)۔

(۱۲) مصنّف عبدالرزاق میں حضرت ابو سعید خُدریؓ سے مروی ہے کہ ایک دفعہ رسُولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم اپنی بعض ازواج کے پاس تشریف لے گئے تو آپ نے وہاں بہت عُمدہ کھجوریں دیکھیں۔ دریافت فرمایا یہ کھجوریں تمہارے پاس کہاں سے آئیں۔ انھوں نے عرض کیا:

من این لکم ھٰذا ؟ قلن ابدلنا   ہم نے دو صاع اپنی معمولی کھجوریں دے کر یہ

صاعین بصاع فقال (صلی اللہ   ایک صاع اچھی کھجوریں لے لی ہیں۔ حضورؐ نے

علیہ وسلم) لاصاعین بصاع و   فرمایا، ایک صاع کے بدلے میں دو صاع، اور

لا درھمین بدرھم الخ   ایک درہم کے بدلے میں دو درہم جائز نہیں۔

ان دونوں روایتوں سے معلوم ہوا کہ حضورؐ کو اس ناجائز تبادلہ کی اطلاع دوسروں کے عرض کرنے سے ہوئی۔

(۱۳) روایت کیا ابن ابی شیبہ نے مصنّف میں اور امام احمد نے مسند میں اور ابو نعیم نے کتاب المعرفت میں حضرت عبداللہ بن سلام سے، اور عبدالرزاق نے ابو اُمامہ سے اور ابن جریر نے ابن ساعدہ سے کر

جب اہلِ قبا کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی؛

ماھذا الطھور الذی قد خصصتم به فی ھذہ الآیة وفی بعض الروایات فما طھورکم وفی بعضھا ان اللہ قد اثنیٰ علیکم فی الطھور خیرا الخ

تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اہلِ قبا کو بُلا کر دریافت فرمایا کہ تمہاری وہ کیا خاص طہارت ہے جس کی تعریف خداوند تعالیٰ اپنی مقدس کتاب میں فرماتا ہے؟ انھوں نے عرض کیا کہ ہم استنجا میں ڈھیلے کے ساتھ پانی کا بھی استعمال کرتے ہیں۔

(۱۴) صحیح مسلم، جامع ترمذی، سُننِ ابی داؤد اور سُننِ نسائی میں حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ ایک غلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور اُس نے ہجرت پر حضورؐ سے بیعت کی اور حضرت کو یہ علم نہ تھا:

ولم یشعر انہ عبد فجاء سیدہ یریدہ فقال لہ صلی اللہ وسلم بعنیہ فاشتراہ بعبدین اسودین ثم لم یبایع احدًا بعدہ حتی یسئل اعبد ھو؟

کہ وُہ غلام ہے۔ بعد میں اس کے لینے کے ارادے سے اس کا آقا آیا تو حضورؐ نے اُس سے فرمایا کہ تم اس غلام کو ہمارے ہاتھ بیچ ڈالو۔ چنانچہ آپ نے دو حبشی غلام دے کر اس کو خرید لیا اور اس کے بعد آپ کسی کو بیعت نہیں کرتے تھے جب تک کہ یہ دریافت نہ فرمالیں کہ وُہ غلام تو نہیں ہے۔

(۱۵) صحیح بخاری اور جامع ترمذی اور سُننِ ابی داؤد میں حضرت زید بن ثابت سے مروی ہے کہ (مدینہ میں سُریانی زبان کے جاننے والے صرف یہودی تھے۔ اگر کہیں سے سُریانی میں

کوئی خط آتا تو وہی پڑھتے اور کسی کو سُریانی میں کچھ لکھوانا ہوتا تو وہ انھیں سے لکھواتا جب حضورؐ کو اس کی ضرورت محسوس ہوئی تو) آپ نے مجھ کو سُریانی سیکھنے کا حکم دیا اور فرمایا، خدا کی قسم میں اپنی خط و کتابت میں یہودیوں کی طرف سے مطمئن نہیں (واللہ ما آمن یہود علی کتابی) پس نصف مہینہ پورا نہیں ہوا تھا کہ میں نے سُریانی سیکھ لی اور مجھے اس میں خاصی مہارت ہو گئی۔ پھر میں ہی آنحضرتؐ کی طرف سے یہودیوں کو خط لکھتا تھا، اور میں ہی اُن کے خطوط پڑھتا تھا"۔

اس روایت میں یہودیوں کی طرف سے جس خطرے کا ذکر ہے وہ جب ہی ممکن ہے کہ حضورؐ کو اس سُریانی زبان کا علم نہ ہو جس کا علم اس زمانہ کے یہودیوں کو تھا۔ اگرچہ اس مدعا کے لیے حضورؐ کا اُمّی ہونا بھی کافی ہے جس کی شہادت قرآن مجید میں دی گئی ہے مگر میں نے یہ روایت اس لیے نقل کر دی کہ یہ اُس اُمّیّت کی ایک عملی تفسیر ہے جس کے بعد کسی تاویل کی گنجائش نہیں رہتی، کیونکہ تاویل صرف اقوال و الفاظ میں چل سکتی ہے نہ کہ واقعات و حالات میں۔

یہاں تک پانچ آیتوں اور پندرہ حدیثوں سے صرف یہ ثابت کیا گیا ہے کہ عہد رسالت میں بہت سے جزئی واقعات پیش آتے تھے اور حضورؐ کو ان کی اطلاع نہیں ہوتی تھی اور دُوسرے لوگوں کو ہو جاتی تھی۔ لیکن صرف ان جزئی معلومات کی وجہ سے (جن کو امورِ دین و دیانت اور فرائضِ نبوت و رسالت سے کوئی خاص تعلق بھی نہیں) نہ ان دُوسرے

لوگوں کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ علم داں کہا جا سکتا ہے اور ان علوم کے عدم حصول سے حضورؐ کے کمالِ علمی میں کوئی کمی آتی ہے۔

علامہ سید محمود آلوسی مفتیِ بغداد علیہ الرحمۃ اپنی بے نظیر تفسیر "روح المعانی" میں ارقام فرماتے ہیں:

ولا اعتقد فوات کمال بعدم العلم بحوادث دنیویة جزئیة کعدم العلم بما یصنع زیدٌ مثلاً فی بیته وما یجری علیه فی یومه وغدہٖ (روح المعانی ج ۷، ص ۳۵)	اور میں دُنیوی اور جزئی حوادث کے علم نہ ہونے کی وجہ سے کمال کے فوت ہو جانے کا قائل نہیں جیسے کہ زید کے روزمرّہ کے خانگی حالات کا علم (سو ایسے علموں کے نہ ہونے سے کمال نہیں جاتا)۔

دسواں مقدمہ اگر زید کو ایک ہزار باتوں کا علم ہو اور عمرو کو لاکھوں کروڑوں باتوں کا لیکن زید کے اُن ایک ہزار معلومات میں سے دس بیس ایسے ہوں جو عمرو کو حاصل نہ ہوں تو ان دس بیس علوم کی وجہ سے (جو زید کو حاصل ہیں اور عمرو کو حاصل نہیں) زید کو علی الاطلاق "اعلم من عمرو" (عمرو سے زیادہ علم داں) نہیں کہا جا سکتا (دراں حالانکہ عمرو کو لاکھوں اور کروڑوں وہ علومِ عالیہ حاصل ہیں جن کی زید کو ہوا بھی نہیں لگی) البتہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ زید کو فلاں فلاں معلومات ہیں اور عمرو کو نہیں۔ مثلاً حضرت امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کو شریعت کے لاکھوں اور کروڑوں علم حاصل تھے اور ابنِ رُشد کو بھی علومِ شرعیہ میں خاصی دستگاہ تھی، لیکن حضرت امام ابو حنیفہؒ کے عشرِ عشیر

بھی نہیں تھی مگر فلسفۂ یونان کے متعلق جو معلومات ابن رُشد کو حاصل تھے، وہ یقیناً حضرت امام ابوحنیفہؒ کو حاصل نہ تھے کیونکہ ان کے زمانے میں فلسفۂ یونان عربی میں منتقل ہی نہیں ہوا تھا لیکن اس کی وجہ سے ابن رُشد کو حضرت امام ابوحنیفہؒ سے اعلم نہیں کہا جا سکتا۔

علیٰ ہذا حضرت امام شافعیؒ اور امام احمدؒ، امام بخاریؒ اور امام مُسلمؒ کو کتاب و سُنّت کے لاکھوں علوم حاصل تھے مگر تاریخ و سیر میں جو معلومات ابنِ خلدون اور ابنِ خلکان کے تھے وہ تمام بحیثیتِ مجموعی ان حضرات کو یقیناً حاصل نہ تھے کیونکہ ابن خلکان اور ابن خلدون کے علم میں تو بہت سے وہ تاریخی واقعات بھی تھے جو ان حضرات ائمہ کی وفات کے بعد وقوع میں آئے۔ لیکن اس کی وجہ سے ابنِ خلکان و ابنِ خلدون کو یا آج کل کے کسی مؤرخ کو ان ائمۂ دین سے اعلم نہیں کہا جا سکتا۔ علیٰ ہذا ایک موٹر ڈرائیور کو ڈرائیوری کے متعلق اور ایک موچی کو جُتنت دوزی کے متعلق جو معلومات حاصل ہوتے ہیں وُہ یقیناً خود مولوی احمد رضا خانصاحب کو حاصل نہ تھے۔ لیکن میرے نزدیک کوئی اعلیٰ درجہ کا احمق بھی اس کی وجہ سے ہر موٹر ڈرائیور اور موچی کو خاں صاحب موصوف سے زیادہ وسیع العلم کہنے کی جرأت نہ کریگا۔

بہرحال جب کسی ایک شخص کو دوسرے کے اعتبار سے علی الاطلاق اعلم (زیادہ علم والا) کہا جائیگا، تو مجموعۂ علوم کے اعتبار سے اور بالخصوص علومِ دینیہ شرعیہ ہی کے اعتبار سے کہا جائے گا ـــ اور اگر کوئی شخص زید کے لیے کسی خاص علم کی وسعت تسلیم کرے اور عمرو کے لیے تسلیم نہ کرے تو اس سے ہرگز لازم نہیں آتا کہ اس نے زید کو عمرو سے اعلم مان لیا بالخصوص جبکہ وہ علم علومِ عالیہ کمالیہ میں سے بھی نہ ہو۔ اور پھر خصوصاً جبکہ شخص مذکور

عمرو کے لیے اعلیٰ درجہ کے لاکھوں اور کروڑوں علوم ایسے مان رہا ہو جن کی زید کو بلکہ دُنیا کے کسی انسان کو ہوا بھی نہ لگی ہو ـــــــ تِلْكَ عَشَرَةٌ كَامِلَةٌ۔

یہاں تک دس مقدمے ہوئے۔ ہم اس سلسلہ کو یہیں ختم کرتے ہیں اور اصل بحث کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ افسوس ہے کہ اس بحث میں بھی جواب دینے سے پہلے ہم کو مولوی احمد رضا خاں صاحب کی دیانت کا مرثیہ پڑھنا پڑتا ہے۔ اگر جناب موصوف عباراتِ "براہینِ قاطعہ" کے نقل کرنے اور ان کا مطلب بیان کرنے میں خیانت سے کام نہ لیتے تو آج اس کے جواب میں ہم کو اس قدر طوالت اختیار کرنے کی ضرورت نہ پڑتی۔

"براہینِ قاطعہ" میں نہ تو مطلق علم کی وسعت میں کلام تھا، نہ علومِ عالیہ کمالیہ کی بحث تھی۔ بلکہ صرف علم روئے زمین کی وسعت میں گفتگو تھی۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے ہم مشرب مولوی عبد السمیع صاحب نے "انوارِ ساطعہ" میں شیطان و ملک الموت کے لیے اسی وسعتِ علمی کو دلائل سے ثابت کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اُس پر قیاس کیا اور اسی قیاس کی بنا پر حضور کے لیے علم زمین کی وسعت ثابت کی تھی، اور حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مصنّف "براہینِ قاطعہ" نے اسی قیاس کو رد کیا ـــــ ("براہینِ قاطعہ"، "انوارِ ساطعہ" ہی کا جواب ہے)۔

بہر حال "براہینِ قاطعہ" کی ساری بحث صرف علم زمین کی وُسعت میں تھی، جس کو دین و دیانت اور فرائض نبوت و رسالت سے کوئی خاص تعلق نہیں (اور ایسے علوم کے متعلق بذیل مقدمہ ۶ امام رازی رحمۃ اللہ علیہ کی تصریح ہم تفسیر کبیر سے نقل کر چکے ہیں)، کہ

ان میں غیر نبی کا علم نبی سے بڑھ سکتا ہے"۔[1]

لیکن مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اپنی مجددانہ تلبیس سے لکھ مارا کر

انه قد صرح فی کتابه البراهین القاطعة......... بان شیخهم ابلیس اوسع علما من رسول الله صلى الله تعالى عليه وسلم	اُس نے اپنی کتاب" براہینِ قاطعہ" میں تصریح کی کہ ان کے پیر ابلیس کا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے۔

غور فرمایا جائے، کہاں صرف علمِ زمین کی وسعت اور کہاں مطلق علم کی وسعت۔

ببیں تفاوتِ رہ از کجاست تا بہ کجا

ہم ناظرین کی سہولت کے لیے ایک مثال بھی پیش کرتے ہیں اور اُسی سے اِنشاء اللہ عبارتِ براہین کی پوری توضیح بھی ہو جائے گی۔

فرض کیجیے کہ مصنف انوارِ ساطعہ کی ذہنیت رکھنے والا مولوی احمد رضا خاں صاحب کا کوئی دوسرا بھائی مثلاً "زید" کہتا ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کو "شعر" کا علم حاصل تھا اور دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ بہت سے فاسقوں اور کافروں کو یہ فن آتا ہے۔ امراء القیس بدترین کافر تھا اور ساتھ ہی اعلیٰ درجہ کا شاعر بھی۔ فردوسی فاسد العقیدہ شیعی تھا، اور فارسی کا بہترین شاعر بھی۔ پس جبکہ فاسقوں اور کافروں تک کو یہ فن حاصل ہے تو رسولِ خدا صلی اللہ

---

[1] یہ مقدمہ نمبر ۵ کے ذیل میں نہایت واضح دلائل سے ہم یہ بھی ثابت کر چکے ہیں کہ اگر ایسے علوم میں کسی کا دائرۂ علم زیادہ وسیع ہو تو اُس کو دوسروں کے اعتبار سے علی الاطلاق اعلم نہیں کہا جا سکتا۔ جب کسی کو دوسرے کے اعتبار سے اعلم کہا جائیگا تو علومِ کمالیہ اور مجموعۂ علوم ہی کے اعتبار سے کہا جائیگا جیسا کہ آخری مقدمہ میں ثابت کیا جا چکا ہے۔

علیہ وسلم کو جو فضل افضل المرسلین سید الاولین والآخرین ہیں ضرور حاصل ہوگا۔ اس کے جواب میں مولانا خلیل احمد صاحب کا کوئی ہم مسلک مسلمان کہے کہ:

"امرأ القیس اور فردوسی کا حال تاریخ کی متواتر شہادتوں سے معلوم ہوا، اب اُس پر کسی افضل کو قیاس کر کے اس میں بھی مثل یا زائد اس مفضول سے ثابت کرنا کسی عاقل ذی علم کا کام نہیں۔ اوّل تو عقائد کے مسائل قیاسی نہیں کہ قیاس سے ثابت ہو جائیں، بلکہ قطعی ہیں قطعیات نصوص سے ثابت ہوتے ہیں کہ خبر واحد بھی یہاں مفید نہیں لہٰذا اس کا اثبات جب قابلِ التفات ہو کہ قطعیات سے اس کو ثابت کرے اور خلاف تمام امت کے ایک قیاس فاسد سے عقیدہ خلق کا اگر فاسد کیا چاہے تو کب قابلِ التفات ہوگا۔

دوسرے قرآن و حدیث سے اس کے خلاف ثابت ہے۔

قرآنِ پاک میں ہے:

وَمَا عَلَّمْنٰهُ الشِّعْرَ وَمَا يَنْبَغِيْ لَهٗ (سورہ یٰسٓ)	یعنی ہم نے ان کو (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو) شعر کا علم نہیں دیا، اور وہ ان کے لیے مناسب بھی نہیں۔

اور کتب حدیث میں مروی ہے کہ حضورؐ نے مدت العمر کبھی ایک شعر بھی نہیں کہا، اور فقہ حنفی کی مشہور کتاب "فتاوٰی قاضی خاں" میں ہے:

قال بعض العلماء من قال ان	جو شخص کہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ایک شعر بھی کہا ہے، وُہ کافر ہے۔

قال شعرًا فقد کفر۔

تیسرے اگر افضلیت ہی اس کی موجب ہے تو تمام نیک مسلمان امراء القیس اور فردوسی سے اچھے شاعر ہونے چاہئیں .... علیٰ ہذا القیاس غور کرنا چاہیے کہ امراء القیس اور فردوسی کا حال دیکھ کر علمِ شعر کا فخرِ عالم کو خلافِ نصوصِ قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاسِ فاسد سے ثابت کرنا بد دینی نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔

امرأ القیس اور فردوسی کو علمِ شعر کی وسعت تاریخ کی متواتر شہادتوں سے ثابت ہوئی، فخرِ عالم کی وسعتِ علم شعر کی کون سی نص قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک خلافِ شریعت عقیدہ ثابت کرتا ہے۔"[1]

اس پر مولوی احمد رضا خاں صاحب کا کوئی روحانی فرزند فتویٰ دے کہ " اس شخص نے اپنی عبارت میں تصریح کی ہے کہ امراء القیس اور فردوسی کا علم نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ ہے ..... اور بلاشبہ نسیم الریاض میں فرمایا کہ جو کسی کا علم حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے علم سے زیادہ بتائے اس نے بیشک حضورِ اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ

---

[1] مذکورہ بالا عبارت بعینہٖ "براہینِ قاطعہ" کی ہے۔ البتہ خط کشیدہ الفاظ ہمارے ہیں جن میں تمثیل کی ضرورت سے کچھ ترمیم کر دی گئی ہے۔ ورنہ خاکہ بالکل براہینِ قاطعہ ہی کا ہے۔ ۱۲ منہ

وسلم کو عیب لگایا اور حضورؐ کی شان گھٹائی تو وہ (حضورؐ کو) گالی دینے
والا ہے[1] (لہٰذا کافر و مرتد ہے)

ناظرین با انصاف غور فرمائیں کہ کیا اس مفتی نے خیانت نہیں کی؟ کیا مذکورہ بالا
عبارت میں مطلق علم، یا علوم عالیہ کمالیہ کی بحث تھی؟ اور کیا شخص مذکور نے امرأ القیس
اور فردوسی کے لیے مطلق علم کی یا علوم عالیہ کمالیہ کی وسعت تسلیم کی ہے؟ اور کیا اُس نے
حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی مطلق وسعتِ علمی سے انکار کیا ہے؟ یا علوم متعلقہ نبوتؐ
رسالت وعلوم عالیہ و کمالیہ سے اس کو انکار ہے؟ ظاہر ہے کہ ان میں سے کچھ بھی نہیں بلکہ
یہاں صرف علمِ شعر کی بحث ہے۔ اُسی کی وسعت کو امرأ القیس جیسے کافر اور فردوسی وغیرہ
کے لیے تسلیم کیا گیا ہے اور حضورِ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے اسی کی نفی کی گئی ہے۔ اس
سے یہ نتیجہ نکالنا کہ شخص مذکور نے امرأ القیس جیسے کافر اور فردوسی جیسے فاسد العقیدہ کو
حضورؐ سے زیادہ وسیع العلم مان لیا —— یا تو ایسے عیّار و مکّار کا کام ہے جو اپنا اُلّو سیدھا
کرنے کے لیے مسلمانوں میں تفریق ڈالنا چاہتا ہے یا ایسے جاہل اور احمق کا کام ہے جو اعلم
اور اوسع علماً کے معنی سے بھی نا آشنا ہے۔ ہم دسویں مقدمہ میں ثابت کر چکے ہیں کہ ایک
کو دوسرے کے اعتبار سے اعلم (زیادہ وسیع العلم) علوم عالیہ کمالیہ اور مجموعۂ علوم ہی کے
اعتبار سے کہا جاتا ہے ورنہ لازم آئے گا کہ ایک موچی اور ایک موٹر ڈرائیور بلکہ نجاست

---

[1] منقولِ بالا عبارت بعینہٖ مولوی احمد رضا خاں صاحب کی ہے ہم نے صرف تطبیقِ مثال کے لیے
ابلیس کے بجائے امرأ القیس اور فردوسی کا نام لکھ دیا ہے۔ ۱۲ منہ

کے ایک ناپاک کیڑے کو بھی مولوی احمد رضا خاں صاحب کے مقابلہ میں اعلم کہنا صحیح ہو،
اس کی تفصیل آٹھویں اور دسویں مقدمے کے ذیل میں گزر چکی ہے۔

اگرچہ ارباب فہم کے لیے اسی قدر کافی ہے مگر بدقسمتی سے سابقہ ایسی جماعت سے پڑا ہے جس میں جہل کی کثرت ہے اور پھر اللہ کی عنایت سے جو علماء ہیں وہ بھی جُہلاء سے کمتر نہیں بلکہ بدتر ہیں۔ لہٰذا مزید تفصیل کے لیے ہم ایک مثال اور عرض کرتے ہیں۔

مولوی احمد رضا خاں صاحب نے ایک اُلّو کی عجیب و غریب کہانی بیان فرمائی ہے:

خاں صاحب بریلوی کا کراماتی اُلّو

خاں صاحب ارشاد فرماتے ہیں:

"تین صاحب جا رہے تھے۔ دُور سے ایک جنگل میں دیکھا کہ بہت آدمیوں کا مجمع ہے۔ ایک راجہ گدّی پر بیٹھا ہے۔ جَوَاری[1] حاضر ہیں۔ ایک فاحشہ ناچ رہی ہے۔ شمع روشن ہے۔ یہ صاحب تیر اندازی کے بڑے مشّاق تھے۔ آپس میں کہنے لگے کہ اس مجلسِ فسق و فجور کو درہم برہم کرنا چاہیے۔ کیا تدبیر کی جائے؟

ایک نے کہا کہ راجہ کو قتل کر دو کہ سب کچھ اُسی نے کیا ہے۔ دوسرے

---

[1] یعنی پیشہ ور لونڈیاں۔ ۱۲۔

نے کہا، اس ناچنے والی عورت کو قتل کرو۔ تیسرے نے کہا کہ اسے بھی نہ قتل کرو کہ وُہ خود نہیں آئی، راجہ کے حکم سے آئی ہے۔ اپنی غرض تو مجلس کا درہم برہم کرنا ہے۔ اِس شمع کو گُل کرو۔ یہ رائے پسند ہُوئی۔ انھوں نے تاک کر شمع کی لَو پر تیر مارا۔ شمع گُل ہوئی، اب نہ وُہ راجہ رہا، نہ فاحشہ، نہ مجمع۔ نہایت تعجب ہُوا۔ بقیہ رات وہیں گزاری۔ جب صُبح ہوئی تو دیکھا کہ ایک اُلّو مرا پڑا ہے اور اُس کی چونچ میں وہی تیر لگا ہے تو معلوم ہُوا کہ یہ سب کام اُسی اُلّو کی رُوح کر رہی تھی۔"[1]

اب فرض کیجیے کہ خاں صاحب کا ایک مرید (علیم الدین) جو خاں صاحب کو محدّثِ مفسّر، فقیہ، صُوفی، حافظ، قاری سبھی کچھ سمجھتا ہے مگر کہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کو مسمریزم نہیں آتا تھا، اور ایک دوسرا مُرید (حفیظ الدین) کہتا ہے کہ اعلیٰ حضرت کو مسمریزم آتا تھا اور دلیل یہ پیش کرتا ہے کہ اعلیٰ حضرت رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے مذکورہ بالا ملفوظ شریف سے معلوم ہُوا کہ ایک اُلّو مسمریزم کا اتنا ماہر تھا کہ اپنی ایک نگاہ میں اچھا خاصہ بھان متی کا تماشا دکھاتا تھا تو ہمارے اعلیٰ حضرت مجدّدِ ملّت جو خدا کے بڑے مقبول بندے تھے اور اس اُلّو سے یقیناً ہزاروں بلکہ لاکھوں درجہ افضل تھے تو بھلا ان کو کیوں نہیں آتا ہو گا۔ اس پر علیم الدین کہتا ہے کہ اُلّو کی مسمریزم دانی تو اعلیٰ حضرت رضی اللہ عنہ کے ملفوظ شریف سے معلوم ہوئی مگر اعلیٰ حضرت کی مسمریزم دانی کا کیا ثبوت ہے؟ اور اعلیٰ حضرت کو اُلّو پر قیاس کرنا ——— قیاس نارسِد

---

[1] جناب خاں صاحب نے یہ قصہ مسمریزم کی حقیقت بیان فرماتے ہوئے ارشاد فرمایا ہے ملاحظہ ہو ملفوظات حصہ چہارم ۱۲ مطبوعہ حسنی پریس بریلی۔ ۱۲ منہ

محیطِ زمین کا فخرِ عالم کو خلاف نصوصِ قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاسِ فاسدہ سے ثابت کرنا شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔"

اس فقرے میں "علم محیط زمین" کا لفظ موجود ہے جس کے بعد کوئی شبہ ہی نہیں رہتا مگر خاں صاحب کی دیانت ملاحظہ ہو کہ آپ نے "حسام" میں اس فقرے کا آخری خط کشیدہ جزیعنی صرف "خبر" تو نقل کر دی۔ لیکن پہلا جزیعنی مُبتدا جس میں علم محیطِ زمین کی تصریح تھی صاف ہضم کر گئے، اور اس پر آپ کا لقب ہے مجدد مائۃ حاضرہ، مویدِ ملت طاہرہ وغیرہ وغیرہ۔

پھر اسی جگہ اسی قسم کی ایک اور خیانت ملاحظہ ہو۔ خاں صاحب کی نقل کردہ عبارت براہین سے ٹھیک دو سطر کے بعد اسی صفحہ پر یہ عبارت شروع ہوتی ہے:

"پس اعلیٰ علیین میں روحِ مبارک علیہ السلام کے تشریف رکھنے اور ملک الموت سے افضل ہونے کی وجہ سے ہرگز ثابت نہیں ہوتا کہ علم آپ کا ان امور میں ملک الموت کے برابر بھی ہو چہ جائیکہ زیادہ۔"

اس عبارت میں بھی "ان امور" کا لفظ صاف بتلا رہا ہے کہ بحث صرف علم روئے زمین کی ہے نہ مطلق علم کی۔ نہ علومِ عالیہ کمالیہ کی جن پر فضلِ انسانی کا مدار ہے۔ لیکن خاں صاحب نے اس عبارت کو بھی صاف اُڑا دیا۔

بہرحال براہینِ قاطعہ میں یہ تمام تصریحات ہوتے ہوئے بھی (جن سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ یہاں بحث صرف علمِ روئے زمین کی ہے نہ مطلق علم کی) خاں صاحب نے بے دریغ

(بلکہ نہایت بیہودہ حرکت) ہے۔

توکیا خاں صاحب کے کسی مُرید یا وارث کو حق پہنچتا ہے کہ اس غریب علیم الدین پر اعلیٰ حضرت کے علم کی تنقیص کا دعویٰ دائر کر دے اور یہ کہے کہ اس نے ایک اُلّو کو حضور پُر نور اعلیٰ حضرت عظیم البرکت مجدّد الملّت صلّی اللہ تعالیٰ علیٰ حبیبہٖ وعلیہ وسلم۔ سے زیادہ وسیع العلم مان لیا ـــــ میں تو سمجھتا ہوں کہ ایسا سمجھنے والا اور کہنے والا ہی اُلّو ہے، اور اگر بیچارے علیم الدین کو رضاخانی برادری سے خارج کرنے کے لیے دانستہ طور پر از راہِ عیاری اُس کے خلاف یہ پروپیگنڈہ کرتا ہے تو اعلیٰ درجہ کا فریبی اور پلے سرے کا خائن ہے۔

بہرحال خاں صاحب کی پہلی خیانت تو یہ ہے کہ براہینِ قاطعہ میں ایک خاص علم کی وسعت یعنی علمِ روئے زمین کی وسعت میں کلام تھا۔ اسی کو مولوی احمد رضا خاں صاحب کے مشربی بھائی مولوی عبدالسمیع صاحب نے شیطان اور ملک الموت کے لیے دلائل سے ثابت کر کے حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بنا بر افضلیت قیاس سے ثابت کیا تھا اور مصنفِ براہین نے اسی قیاس کو رد کیا تھا۔ نیز عبارت میں ایسے الفاظ بھی موجود تھے جنھوں نے بحث کو صرف علمِ زمین کے ساتھ مخصوص کر دیا تھا۔ چنانچہ براہینِ قاطعہ کے صفحہ ۵۱ سے خاں صاحب نے جو فقرہ نقل کیا ہے، اس کے شروع میں یہ الفاظ موجود ہیں:

"الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان و ملک الموت کا حال دیکھ کر علم

لہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے مریدین و متبعین یوں ہی کہتے ہیں۔

لکھ مارا کہ :

"اُس نے اپنی کتاب براہینِ قاطعہ میں تصریح کی کہ ان کے پیر ابلیس کا علم نبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ ہے۔"

یہاں تک خاں صاحب کی پہلی خیانت کا ذکر تھا اور اس کے ضمن میں موصوف کے پہلے اعتراض کا شافی جواب بھی ہوگیا جس کے بعد کسی مصنف بلکہ متعنت اور متعصب کو بھی کوئی گنجائش نہیں رہتی۔ فللّٰہ الحمد !

حاصل اس جواب کا یہ ہے کہ براہینِ قاطعہ میں ملک الموت اور شیطان کے لیے (اُن دلائل کی بنا پر جو مولوی عبدالسمیع صاحب مصنف انوارِ ساطعہ نے پیش کیے ہیں) صرف علم زمین کی وسعت تسلیم کی گئی ہے اور اسی مخصوص وسعت کو حضور سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غیر ثابت بالنص کہا گیا ہے اس کو مطلق وسعتِ علمی کے انکار پر محمول کرنا اور یہ نتیجہ نکالنا کہ (معاذ اللہ) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف کو شیطان کے علم سے کم تبلا دیا صرف اسی جاہل اور احمق کا کام ہے جو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کے علم عالی کو اسی عالم سفلی میں محدود سمجھتا ہو لیکن جس کے نزدیک آپ کے علم کی پرواز عرش و کرسی سے بھی بالاتر ہو وہ ایسی حماقت کا ارتکاب کیونکر کرسکتا ہے ؟

اگر آج کوئی شخص کہے کہ تعمیرات کے فن میں فلاں یورپین انجنیئر کے معلومات حضرت امام ابوحنیفہؒ سے زیادہ وسیع ہیں تو کوئی احمق سے احمق بھی یہ نہیں کہے گا کہ اس شخص نے حضرت امام ابوحنیفہؒ کے علم کو اس کافر انجنیئر کے علم سے گھٹا دیا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص

پس اگر اس عالمِ سفلی کے کچھ علوم شیطان کو حاصل ہوں اور حضرات انبیاء علیہم السلام کو حاصل نہ ہوں تو کون احمق اور شیطان کا کون سا اُمتی ہو گا جو صرف علومِ سفلیہ کی وجہ سے شیطان کو رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم یا کسی دوسرے نبی علیہ السلام سے زیادہ وسیع العلم کہدے دراں حالیکہ علومِ الٰہیہ اور معارفِ ربانیہ سے ان کو وہ وافر حصّہ ملا ہے جو کسی مقرب سے مقرب فرشتہ کو بھی نصیب نہیں۔

ہم مقدمات کے ذیل میں اس موضوع پر کافی سے زیادہ روشنی ڈال چکے ہیں۔ اب یہاں صرف ایک چیز اور عرض کرتے ہیں اور اسی پر انشاء اللہ اس بحث کا خاتمہ ہے۔ دشمنانِ صداقت سے تو ہمیں کوئی توقع نہیں، ہاں جن حق پسندوں کو اللہ تعالیٰ توفیق دے اُن سے ضرور قبولِ حق کی اُمید ہے ملاحظہ ہو:

حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ کی صفائی میں

مولوی عبد السمیع و مولوی احمد رضا خاں صاحبان کی زبردست شہادت

ہُوا ہے مُدعی کا فیصلہ اچھا مرے حق میں
زلیخا نے کیا خود پاک دامن ماہِ کنعاں کا

ہمارے بیانِ سابق سے یہ تو معلوم ہو چکا ہے کہ مُصنّف براہینِ قاطعہ کا جُرم صرف اس قدر ہے کہ اُس نے ایک خاص علم یعنی علمِ زمین کی وسعت (بنابراں دلائل کہ جو آپ کے مولوی عبد السمیع صاحبؒ نے انوارِ ساطعہ میں پیش کیے ہیں) ملک الموت اور شیطان کے

(۱) مولوی عبد السمیع صاحب اس عبارت کی وجہ سے کافر ہوئے یا نہیں؟

(۲) اور خود خاں صاحب اُس پر تقریظ لکھنے کی وجہ سے کہاں پہنچے؟

اللہ تعالیٰ ہم کو اور آپ کو دیدۂ بصیرت دے۔ آپ حضرات نے مصنف براہین قاطعہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت دیکھی؟ اُن خاں صاحب نے جو الزام ان پر رکھا تھا، وہ خود ہی اُس میں گرفتار ہو گئے۔

اس وقت ہم اس بحث کو یہیں ختم کرتے ہیں اور مناسب سمجھتے ہیں کہ خاتمۂ بحث میں رسالہ "التصدیقات لدفع التلبیسات" سے مصنف براہین قاطعہ (علیہ الرحمۃ) کا وہ کلام بھی نقل کر دیں جو آں مرحوم نے خاں صاحب کے اسی شیطان والے بہتان کے جواب میں تحریر فرمایا ہے۔

جب مولوی احمد رضا خاں صاحب اپنی محنت اور کمائی کا یہ نتیجہ (فتویٰ کفر) لے کر حرمین شریفین پہنچے اور وہاں سے ان علمائے کرام سے جو حقیقت حال سے ناواقف تھے دھوکا دے کر تصدیق کرائی اور حرمین شریفین میں بھی علمائے دیوبند کے متعلق یہ چرچے ہوئے تو وہاں کے بعض اہل علم نے حضرات علمائے دیوبند و سہارنپور سے اُن کے عقائد کے متعلق چھبیس[۲۶] سوال کیے ان سوالوں کا جواب حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مصنف براہین قاطعہ نے تحریر فرمایا۔ پھر یہ مجموعہ بغرض تصدیق و توثیق حرمین شریفین، شام، دمشق، حلب، مصر وغیرہ بلادِ اسلامیہ کے علمائے کرام کی خدمت میں بھیجا گیا اور ان علمائے کرام و مفتیانِ عظام نے اس کی تصدیق و تصویب فرمائی اور پھر وہ جواب مع ان تصدیقات کے

کہے کہ فلاں شرابی کو شراب کے متعلق بہت کچھ معلومات ہیں اور فلاں غوث و قطب کو وہ معلومات حاصل نہیں تو اس سے ہرگز یہ نہیں سمجھا جا سکتا کہ اُس شخص نے اُس شرابی کو غوث و قطب سے زیادہ وسیع العلم مان لیا۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ گمراہ کرنے کے لیے شیطان کو جن وسائل کی ضرورت تھی (بندوں کی آزمائش کے لیے) حق تعالیٰ نے وہ سب اس کو عنایت فرمائے۔ قیامت تک کی عمر دی۔ وہ عجیب و غریب قدرت دی کہ انسان کی رگ و پے میں خون کی طرح دوڑ سکے بندگانِ خدا کو گمراہ کرنے کے لیے جس علم کی ضرورت تھی، وہ بھرپور دیا تاکہ وہ اپنی ابلیسانہ کوششیں ختم کرلے اور دُنیا دیکھ لے کہ "عباد الرحمٰن" کے مقابلے میں اس کے سارے ہتھیار کس طرح بیکار رہتے ہیں۔

اُس کو ضرورت ہے کہ بنی آدم کو گمراہ کرنے کے لیے ان کے امیال و عواطف (جذبات و خواہشات) سے واقف ہو، اس کو معلوم ہونا چاہیے کہ فلاں جگہ تنہائی میں ایک نوجوان عورت ہے اور فلاں آوارہ نوجوان کو اس تدبیر سے وہاں تک پہنچایا جا سکتا ہے۔ فلاں جگہ مجلسِ رقص ہے اور شوقین مزاج نوجوانوں کا فلاں جگہ مجمع ہے اور اس حیلہ سے ان کو اس مجلسِ فواحش میں بھیجا جا سکتا ہے۔ بہرکیف اس کو ان شیطانی اُمور کی تکمیل کے لیے اس عالمِ سفلی کے وسیع معلومات کی ضرورت ہے لیکن مقربانِ بارگاہِ خداوندی کو ان لغویات سے کیا غرض؟ ان کا کام تو ارشاد و ہدایت ہے اور اس کے لیے جن پاکیزہ علوم کی ضرورت ہے وہ حق تعالیٰ نے ان کو بے نہایت عطا فرمائے۔

لیے تسلیم کی ہے اور اسی وسعتِ علمی کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے غیر ثابت بالنص کہا ہے لیکن ——— ایں گناہیست کہ در شہرِ شما نیز کنند

ذرا اسی بحث میں انوارِ ساطعہ کے یہ الفاظ ملاحظہ ہوں :

"اور تماشا یہ کہ اصحاب محفلِ میلاد تو زمین کی تمام پاک ناپاک مجالس مذہبی وغیر مذہبی میں حاضر ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا نہیں دعوے کرتے۔ ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اس سے بھی زیادہ تر مقامات پاک، ناپاک، کفر، غیر کفر میں پایا جاتا ہے۔"

کہیے! اتنی صفائی کے ساتھ تو مولانا خلیل احمد صاحب نے بھی نہیں لکھا۔ انھوں نے تو صرف علم زمین کی اس مخصوص وسعت کو غیر منصوص تبلایا تھا۔ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے ہم مشربی بھائی مولوی عبد السمیع صاحب تو صاف فرماتے ہیں کہ "ملک الموت اور شیطان کا حاضر ہونا (حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ ہی نہیں بلکہ) زیادہ تر مقامات میں پایا جاتا ہے۔ منقولہ بالا عبارت انوار ساطعہ کے اس پہلے ایڈیشن میں بھی ہے جو براہین قاطعہ سے پہلے شائع ہوا ہے، اور اس میں بھی جو بعد میں مولوی عبد السمیع صاحب کی نظرِ ثانی اور ترمیم کے بعد شائع ہوا ہے اور جس پر مولوی احمد رضا خاں صاحب کی تقریباً چار صفحہ کی تقریظ بھی ہے جس میں مولوی عبد السمیع صاحب اور ان کی انوارِ ساطعہ کی تعریف میں خوب زمین آسمان کے قلابے ملائے گئے ہیں۔ لہٰذا مولوی احمد رضا خاں صاحب کے اخلاف و متبعین فرمائیں کہ :

چھپوا دیا گیا اور اسی زمانہ میں "التصدیقات لدفع التلبیسات" کے نام سے اس کا پہلا اڈیشن مع ترجمہ کے شائع ہو گیا۔ پھر اس کے بعد سے اس وقت تک اس کے بہت سے اڈیشن نکل چکے ہیں۔

براہینِ قاطعہ پر مولوی احمد رضا خانصاحب کے دوسرے اعتراض کا جواب	مؤلف براہینِ قاطعہ حضرت مولٰینا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر

خان صاحب بریلوی کا دوسرا سنگین اعتراض یہ تھا کہ انھوں نے شیطان کے لیے علم محیط تسلیم کیا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے اُسی علم کے اثبات کو شرک کہا حالانکہ جس چیز کا کسی ایک مخلوق کے لیے ثابت کرنا شرک ہے۔ دوسری تمام مخلوقات کے لیے بھی اس کا

اثبات شرک ہی ہوگا تو گویا مصنف "براہین قاطعہ" نے شیطان کو خدا کا شریک مان لیا (سبحان اللہ وبحمدہ) لیکن اگر ناظرینِ کرام غور فرمائیں گے تو معلوم ہوگا کہ خاں صاحب کا یہ اعتراض پہلے سے بھی زیادہ غلط اور بے بنیاد ہے اور اس کو حقیقت سے اتنا ہی بُعد ہے جتنا کہ خاں صاحب اور اُن کے فتوے کو دیانت وصداقت سے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ "براہینِ قاطعہ" میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے علمِ ذاتی کے اثبات کو شرک بتلایا گیا ہے اور (اُن دلائل کے بموجب جو خاں صاحب کے مشربی بھائی مولوی عبد السمیع صاحب نے "انوارِ ساطعہ" میں پیش کیے ہیں) شیطان کے لیے صرف علمِ عطائی تسلیم کیا گیا ہے، اور شرک علمِ ذاتی ثابت کرنے سے لازم آتا ہے جیسے کہ پہلے مقدمہ کے ذیل میں ہم خود خاں صاحب کی تصریحات سے اس کو ثابت کر چکے ہیں۔

براہینِ قاطعہ میں جابجا ایسی تصریحات موجود ہیں جن سے صاف معلوم ہو جاتا ہے کہ شیطان کے لیے صرف علمِ عطائی تسلیم کیا گیا ہے اور شرک علمِ ذاتی کے اثبات کو کہا گیا ہے۔ (جس سے خاں صاحب کو بھی اختلاف نہیں) مگر افسوس ہے ان کی اس مجددانہ دیانت پر کہ براہینِ قاطعہ کی ان تمام تصریحات سے چشم پوشی کرتے ہوئے صاحبِ براہین کے متعلق صاف لکھ ڈالا کہ:

"ابلیس کے لیے تو زمین کے علمِ محیط پر ایمان لایا ہے اور جب محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ذکر آیا تو کہتا ہے یہ شرک ہے۔ حالانکہ شرک تو اسی کا نام ہے کہ اللہ عزوجل کے لیے کوئی شریک ٹھہرایا جائے تو جس چیز کا مخلوق

میں سے کسی ایک کے لیے ثابت کرنا شرک ہو وہ تو تمام جہان میں جس کے
لیے ثابت کی جائے یقیناً شرک ہو گا۔"

ہم کو خاں صاحب کے اس کلیہ سے اتفاقِ کُلّی ہے کہ مخلوق میں سے کسی ایک کے
لیے جس کا اثبات شرک ہے وہ تمام جہان میں سے جس کے لیے بھی ثابت کی جائے یقیناً
شرک ہو گا (یہ نہیں ہو سکتا کہ مشرکینِ عرب اگر اپنے بتوں کے لیے تصرف ثابت کریں تو
شرک ہو اور مشرکینِ ہند قبروں یا قبر والوں کے لیے وہی تصرف ثابت کریں تو شرک نہ ہو
اور اسی طرح یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ جو امور عادتاً طاقتِ بشریہ سے خارج ہیں مثلاً اولاد
دینا، کاروبار میں نفع دینا، مارنا جلانا، وغیرہ وغیرہ، ان امور میں بتوں سے مدد مانگنا تو
شرک ہو اور زندہ یا مردہ بزرگوں سے مدد مانگنا اور ان کو فاعل بااختیار سمجھنا شرک نہ ہو جیسا
کہ قبر پرستوں کا خیال ہے۔)

بہر حال مولوی احمد رضا خاں صاحب کے اس کُلّیہ سے ہم کو بالکل اتفاق ہے لیکن
صاحبِ براہین پر اس کو چسپاں کرنا، خاں صاحب کی وہی مخصوص کارروائی ہے جس کو خیانت
یا تحریف کہتے ہیں۔

علاوہ اُس ذاتی اور عطائی فرق کے اس موقع پہ خاں صاحب نے ایک کھلا اِفترا
یہ کیا کہ صاحبِ براہین نے شیطان کے لیے علمِ محیط مان لیا، حالانکہ یہ وہ جھوٹ ہے جس
میں سچائی کا شائبہ تک نہیں۔

مگر افسوس ہے کہ رضاخانی جماعت میں کوئی ایسا دیانتدار اور راستباز بھی نظر نہیں آتا

جو اپنے مقتدا کی اس قابلِ نفرت حرکت کو اگر خیانت نہیں تو نادانستہ غلطی ہی تسلیم کر لے۔

اصل حقیقت یہ ہے کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کے برادرِ مشربی مولوی عبد السمیع صاحب نے انوارِ ساطعہ میں شیطان کے علم کی وسعت ثابت کرتے ہوئے لکھا تھا کہ

"دُرِ مختار کے مسائل نماز میں لکھا ہے کہ شیطان اولادِ آدم کے ساتھ دن کو رہتا ہے اور اس کا بیٹا آدمیوں کے ساتھ رات کو رہتا ہے۔ علامہ شامیؒ نے اس کی شرح میں لکھا ہے کہ شیطان تمام بنی آدم کے ساتھ رہتا ہے، مگر جس کو اللہ نے بچا لیا۔ بعد اس کے لکھا ہے۔ واقدره علیٰ ذالك كما اقدر ملك الموت علی نظير ذالك۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے شیطان کو اس بات کی قدرت دے دی ہے جس طرح ملک الموت کو سب جگہ موجود ہونے پر قادر کر دیا ہے۔" (انتهى كلامه انوار ساطعه)

پس مولوی عبد السمیع صاحب کی اس دلیل سے شیطان کے لیے جتنا علم ثابت ہوتا ہے اس کو بیشک مولانا خلیل احمد صاحب نے تسلیم کیا ہے، اگر اسی کو مولوی احمد رضا خاں صاحب روئے زمین کا علم محیط سمجھتے ہیں، تو یہ ان کی علمی قابلیت ہے جس کی داد اہلِ علم ہی دیں گے ورنہ کجا شیطان کا آدمیوں کے ساتھ رہنا اور کجا رُوئے زمین کا علم محیط جس کے لیے ذرّے ذرّے قطرے قطرے اور پتّے پتّے کا علم ضروری ہے۔

اور اگر خاں صاحب کی خاطر اسی کو علم محیط مان لیا جائے تو بھی شیطان کے علمِ محیط پر پہلے ایمان لانے والے بلکہ دوسروں کو ایمان لانے کی دعوت دینے والے خاں صاحب کے

برادرِ بزرگوار مولوی عبدالسمیع صاحب ٹھہریں گے اور اس کفر و شرک کے فتوے کے اولین مصداق وہی ہوں گے کیونکہ انھوں نے ہی شیطان کے لیے یہ وسعتِ علم دلائل سے ثابت کی ہے، حضرت مولانا خلیل احمد صاحبؒ تو صرف "سلّمنا" کہنے والے ہیں۔ بہرحال خانصاحب نے اس موقع پر ایک افترا، تو یہ کیا کہ بالکل خلاف واقعہ مصنّفِ براہین کے متعلق لکھ دیا کہ "ابلیس کے لیے زمین کے علم محیط پر ایمان لایا" اور دُوسری خیانت یہ کی کہ براہین قاطعہ میں شیطان کے لیے مولوی عبدالسمیع صاحب کے پیش کردہ دلائل کے بموجب صرف علمِ عطائی تسلیم کیا گیا تھا، اور حضُور سرورِ عالم صلی اللّٰہ علیہ وسلم کے لیے علمِ ذاتی ثابت کرنے کو شرک قرار دیا تھا۔ جناب خاں صاحب نے یہ ذاتی اور عطائی کا زبردست فرق بالکل ہی نظرانداز کر دیا۔ اب ہم ان دونوں باتوں کا ثبوت عرض کرتے ہیں کہ تسلیم علمِ عطائی کیا گیا ہے اور شرک علمِ ذاتی کو کہا گیا ہے۔

امرِ اوّل کا ثبوت براہینِ قاطعہ کی اسی بحث بلکہ اسی قول میں صفحہ ۵۰ کی چودھویں سطر میں ہے:

"شیطان کو جس قدر وسعتِ علم دی" الخ

پھر اُسی کے چار سطر بعد ہے:

"اور شیطان و ملک الموت کو جو یہ وسعتِ علم دی" الخ

ان دونوں فقروں میں تصریح ہے کہ شیطان کے لیے علم کی جو وسعت تسلیم کی گئی ہے وہ خدا کی دی ہوئی ہے۔

امرِ دوم کا ثبوت پہلے یہ سمجھ لینا چاہیے کہ مصنّف براہین قاطعہ اس بحث میں اس قلیس

کو روفرمارہے ہیں کہ جب شیطان اور ملک الموت کو علم کی یہ وسعت حاصل ہے (جو انوارِ ساطعہ کے حوالے سے مذکور ہو چکی) تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی افضلیت کی وجہ سے اس سے زیادہ یعنی روئے زمین کا علم خود ہی پیدا کرلیں گے۔ اور اسی خیال کو صاحب براہین نے شرک قرار دیا ہے۔ اس مختصر تمہید کے بعد ملاحظہ ہو۔

براہینِ قاطعہ میں جس جگہ یہ بحث ہے اس کی پہلی سطر ہے:

"تمام امت کا یہ اعتقاد ہے کہ جناب فخرِ عالم علیہ السلام کو اور سب مخلوقات کو جس قدر علم حق تعالیٰ نے عنایت کردیا اور بتلادیا اُس سے ایک ذرہ زیادہ کا بھی علم ثابت کرنا شرک ہے۔ سب کُتب شرعیہ سے یہی مستفاد ہے۔"

اس عبارت سے معلوم ہوا کہ صاحب براہین کے نزدیک صرف اس علم کا ثابت کرنا شرک ہے جو علاوہ عطاء خداوندی کے کسی مخلوق کے لیے ثابت کیا جائے اور اسی کا نام علمِ ذاتی ہے۔ پھر اسی بحث میں کچھ آگے چل کر فرماتے ہیں:

"عقیدہ اہلسنت کا یہ ہے کہ کوئی صفت حق تعالیٰ کی بندے میں نہیں ہوتی اور جو کچھ اپنی صفات کا ظل کسی کو عطا فرماتے ہیں، اُس سے زیادہ ہرگز کسی میں ہونا ممکن نہیں ...... پھر جس کو جس قدر علم عطا فرمادیا ہے اس سے زیادہ وہ ہرگز ذرہ بھر بھی نہیں بڑھ سکتا۔ شیطان اور ملک الموت کو جس قدر وسعت دی (جس کو مولوی عبدالسمیع صاحب نے دلائل سے ثابت کیا ہے) اُس سے زیادہ کی ان کی کچھ قدرت نہیں۔"

پھر فرماتے ہیں:

"علمِ مکاشفہ جس قدر حضرت خضرؑ کو ملا، اُس سے زیادہ پر وُہ قادر نہ تھے اور حضرت موسیٰؑ کو باوجود افضلیت کے نہ ملا، تو وُہ حضرت خضرؑ مفضول کی

برابر بھی اس علم مکاشفہ کو پیدا نہ کر سکے"۔

یعنی یہ خیال غلط ہے کہ کوئی افضل اپنی افضلیت کی وجہ سے بغیر عطائے خداوندی کوئی صفتِ کمال مفضول سے زیادہ اپنے اندر پیدا کر سکے بلکہ جس کو جو کچھ علم وغیرہ ملے گا وہ اللہ تعالیٰ ہی سے ملے گا۔ اس مضمون کو مدلل کرنے کے بعد صاحب براہین تحریر فرماتے ہیں:

"الحاصل غور کرنا چاہیے کہ شیطان اور ملک الموت کا حال دیکھ کر (یعنی یہ دیکھ کر کہ اُن کو بعض مواقع زمین کا علم حاصل ہے جیسا کہ مولوی عبدالسمیع صاحب کے دلائل سے معلوم ہوا) علم محیط زمین کا (علم ذاتی) فخرِ عالم کو خلافِ نصوصِ قطعیہ کے بلا دلیل محض قیاس فاسدہ سے ثابت کرنا (یعنی اس اٹکل سے کہ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم شیطان و ملک الموت سے افضل ہیں تو آپ بوجہ اپنی اس افضلیت کے اپنے اندر خود ہی ساری زمین کا علم پیدا کر لیں گے) شرک نہیں تو کون سا ایمان کا حصہ ہے۔ شیطان و ملک الموت کو یہ وسعت (یعنی اللہ کے حکم سے بہت سے مواقع زمین کا علم ہونا) نص سے ثابت ہوئی (یعنی اُس نص سے جو مولوی عبدالسمیع صاحب نے پیش کی) فخرِ عالم کی وُسعت علم کی (یعنی علم ذاتی کی کیونکہ قیاس فاسدہ اور محض اٹکل سے تو وہی ثابت کیا جا رہا ہے اور حضرت مولانا اُسی کی بحث فرما رہے ہیں جیسا کہ اُوپر کے مضمون سے معلوم ہو چکا اور آئندہ خود حضرت مرحوم کی تصریح سے معلوم ہو جائیگا) کون سی نصِ قطعی ہے جس سے تمام نصوص کو رد کر کے ایک شرک ثابت کرتا ہے"۔

اس آخری جملہ سے بھی صاف معلوم ہو گیا کہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب مرحوم یہاں اُسی وسعت علم کی بحث فرما رہے ہیں جس کا ثابت کرنا شرک ہے اور یہ سب سے

پہلی سطر نے بتلا دیا تھا کہ شرک صرف اُسی علم کا ثابت کرنا ہے جو عطاءِ خداوندی کے علاوہ ذاتی طور پر ثابت کیا جائے۔

الغرض زیر بحث عبارت سے پہلی عبارت اور اس سے متصل ہی اُس کے بعد کی عبارت صاف طور سے بتلا رہی ہے کہ صاحب براہین اس موقع پر صرف وسعت علم ذاتی میں کلام فرما رہے ہیں اور اُسی کو انھوں نے شرک قرار دیا ہے۔

یہاں تک تو سیاق و سباق کے قرائن سے ہم نے اپنا مدعا ثابت کیا ہے، اور اگرچہ یہ قرائن بھی تصریحات سے کچھ کم نہیں لیکن اس کے بعد ہم مصنف براہین کی صاف و صریح عبارت پیش کرتے ہیں جس میں انھوں نے نہایت صفائی کے ساتھ اس کو واضح کر دیا ہے کہ میری یہ بحث صرف علم ذاتی میں ہے نہ کہ عطائی میں۔ ملاحظہ ہو اسی بحث اور اسی قول میں خانصاحب کی نقل کردہ عبارت سے چند ہی سطروں کے بعد یہ عبارت ہے:

"اور یہ بحث اس میں ہے کہ علم ذاتی آپ کو کوئی ثابت کر کے یہ عقیدہ کرے جیسا جہلا کا یہ عقیدہ ہے۔ اگر یہ یہ جانے کہ حق تعالیٰ اطلاع دے کر حاضر کر دیتا ہے تو شرک تو نہیں مگر بدون ثبوت شرعی کے اس پر عقیدہ درست بھی نہیں"

غور فرمایا جائے۔ مصنف براہین نے کتنی وضاحت کے ساتھ اس کو بیان کر دیا کہ

شرک کا حکم صرف اس صورت میں ہے جب کوئی شخص حضور کے لیے علم ذاتی ثابت کرے۔[1]

اور ہم پہلے مقدمہ کے ذیل میں الدولۃ المکیۃ اور خالص الاعتقاد کے حوالہ سے خود خانصاحب کی تصریح نقل کر چکے ہیں کہ اگر کوئی شخص اللہ کے سوا کسی کے لیے بھی ایک ذرہ سے کمتر کا علم ذاتی ثابت کرے تو وہ مشرک ہے۔

پس مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی جرم ایسا نہیں جس میں خاں صاحب برابر کے شریک ہوں اور اگر بفرض براہین میں یہ تصریح بھی نہ ہوتی اور سیاق و سباق کے وہ قرائن بھی نہ ہوتے جو علم ذاتی کے مراد لینے پر مجبور کر رہے ہیں تب بھی اس جگہ وسعت علم سے علم عطائی کی وسعت مراد لینا بالخصوص مولوی احمد رضا خاں صاحب کے لیے کسی طرح جائز نہ تھا، وہ خالص الاعتقاد صفحہ ۲۸ پر بطور قاعدہ کلیہ کے لکھ چکے ہیں کہ

"آیات و احادیث و اقوال علماء جن میں دوسرے کے لیے اثبات علم غیب سے انکار ہے اُن میں قطعاً یہی دو قسمیں (ذاتی یا محیط کل) مراد ہیں۔"

پس براہین قاطعہ میں جس علم کے اثبات کو شرک کہا گیا ہے وہ بدرجۂ اولیٰ ذاتی یا محیط کل پر محمول ہونا چاہیے۔ لیکن افسوس ہے کہ شوق تکفیر نے اپنا لکھا ہوا اصول بھی بھلا دیا۔ سچ ہے۔ حُبُّكَ الشَّيْءَ يُعْمِي وَيُصِمُّ۔

---

[1] مولوی احمد رضا خاں صاحب نے اپنے رسالہ "الموت الاحمر" میں براہین قاطعہ کی اس عبارت پر بڑا پیچ و تاب کھایا ہے اور بہت زیادہ زور اس پر دیا ہے کہ مولوی عبدالسمیع صاحب نے انوار ساطعہ میں کہیں علم ذاتی ثابت نہیں کیا۔ پس ان کے جواب میں علم ذاتی کا ابطال کسی طرح امر معقول نہیں۔ نیز دوسرے رضاخانی صاحبان بھی اس بحث میں ان ہی کی پیروی میں یہی کہا کرتے ہیں۔ سر دست اس کے متعلق ہم صرف اتنا عرض کریں گے کہ یہ بات تو صاحب براہین کی تصریحات سے ثابت ہے کہ شرک کا حکم صرف علم ذاتی کے اثبات پر ہے۔ اب یہ کہنا کہ جانب مخالف جب اس کا مثبت نہیں تو اس کا ابطال اور شرک کا حکم لگانا کیسا؟ ایک الگ علمی بحث ہے جس کا مبحث تکفیر سے کوئی تعلق نہیں۔ ہاں اگر تکفیر کی غلطی تسلیم کر لینے کے بعد ہم سے یہ سوال کیا جائے تو ان شاء اللہ اس کا بھی ایسا تشفی بخش جواب دیا جائے گا کہ مولوی احمد رضا خاں صاحب کی روح بھی حیرت کرے کہ اتنی کھلی ہوئی چیز مجھ سے کیوں مخفی رہی۔ ۱۲

(مؤلف)

یہاں تک براہین قاطعہ کے متعلق خاں صاحب کے دوسرے اعتراض کا جواب ہُوا جس کا حاصل صرف اس قدر ہے کہ اعتراض جب وارد ہو سکتا تھا کہ شیطان کے لیے جو علم تسلیم کیا گیا تھا اُسی کے اثبات کو شرک کہا گیا ہوتا۔ حالانکہ واقعہ اس کے خلاف ہے شیطان کے لیے علم عطائی تسلیم کیا گیا ہے اور شرک علم ذاتی کے اثبات کو کہا گیا ہے وشتان ما بینہما۔

براہین قاطعہ پر خاں صاحب کے تیسرے اعتراض کا جواب

مؤلف براہین قاطعہ حضرت مولانا خلیل احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ پر خاں صاحب کا تیسرا اعتراض یہ تھا کہ

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے علم شریف پر تو نص قطعی کا مطالبہ کرتا ہے اور نفی کے موقع پر خود ایک باطل روایت سے استدلال کیا۔"

روایت کی حیثیت کے متعلق تو انشاء اللہ ابھی چوتھے اعتراض کے جواب میں عرض کیا جائے گا۔ یہاں تو ہم صرف خاں صاحب کے اس علمی مغالطہ کا جواب دینا چاہتے ہیں کہ ثبوت کے لیے نص قطعی کا مطالبہ کیا اور نفی کے موقع پر خود ایک روایت پیش کی۔

کاش خاں صاحب اعتراض کرنے سے پہلے یہ غور فرما لیتے کہ مصنف براہین نے اس موقع پر جو حدیثیں پیش کی ہیں وہ مدعی اور مستدل ہونے کی حیثیت سے پیش کی ہیں یا مانع اور معارض ہونے کی حیثیت سے۔ اور کاش اصول مناظرہ کی کسی کتاب میں ان دونوں حیثیتوں کا فرق بھی ملاحظہ فرما لیتے۔

واقعہ یہ ہے کہ صاحب براہینؒ نے عقیدہ کے اثبات کے لیے نص قطعی کا مطالبہ کیا ہے اور مولوی عبدالسمیع صاحب مصنف "انوار ساطعہ" کے قیاس کے معارضہ میں خود احادیث پیش کی ہیں اور یہ دونوں چیزیں صحیح ہیں، عقیدہ کے ثبوت کے لیے بیشک نص قطعی ہی کی ضرورت ہے۔ خود مولوی احمد رضا خاں صاحب کو بھی اصولاً یہ تسلیم ہے (ملاحظہ ہو انباء المصطفیٰ) اور بیشک قیاس کے معارضہ میں احادیث کیا معنی قیاس بھی پیش کیا جا سکتا ہے (ملاحظہ ہو مناظرہ رشیدیہ اور اس کے حواشی)۔

بریلوی مولوی کی شیطان کے بارے میں وسعت ظرفی ؟

بریلویوں نے مقام نبوت اور رسالت کی اس قدر توہین کی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی صفات اور کمالات بیان کرنے میں ابلیس لعین کی مثال پیش کرنے سے قطعا باز نہیں رہتے اور بریلوی عقیدے کے مولوی عبد السمیع رامپوری بریلوی رسول اللہ ﷺ کے حاضر و ناظر ہونے کو ثابت کرنے کیلیے کیسے جرأت اور دلیری سے شیطان ملعون کی مثال پیش کرتے ہیں چنانچہ مولوی عبدالسمیع رامپوری بریلوی کی کتاب انوار الساطعہ در بیان مولود و فاتحہ کی عبارت ملاحظہ فرمائیں۔

مولوی عبدالسمیع رامپوری بریلوی کی عبارت

اصحاب محفل میلاد تو زمین کی تمام جگہ پاک ناپاک مجالس مذہبی وغیرہ مذہبی میں حاضر ہونا رسول اللہ ﷺ کا نہیں دعوی کرتے ملک الموت اور ابلیس کا حاضر ہونا اس سے بھی زیادہ تر مقامات پاک و ناپاک کفر وغیر کفر میں پایا جاتا ہے۔

(انوار الساطعہ در بیان مولود و فاتحہ صفحہ: ۱۷۷۔ مطبوعہ اشرفی کتب خانہ اندرون دہلی دروازہ لاہور)

حضرات گرامی! حضور ﷺ کے علم کے مقابلے میں شیطان ملعون کے علم کو لانا کونسی تعظیم و تکریم ہے مندرجہ بالا عبارت میں بریلوی مولوی نے حضور ﷺ کی شدید توہین کی ہے۔

وصلی اللہ تعالیٰ علی خیر خلقه محمد و آله و اصحابه اجمعین

ناچیز: سعید احمد قادری عفی عنہ

ناشر: جامعہ عربیہ احسن العلوم
گلشن اقبال، بلاک نمبر ۲، کراچی